

جلد ۲ لکھنؤ ماہ جنوری ۱۹۳۹ء نمبر ۱

علوم و طبقات محدہ اور اردو و ہندی .

مرتبہ
محکمہ اطلاعات و عامہ
صوبہ اُردو



اسلام

صوبہ متحدہ

جلد ۲	لکھنؤ۔ ماہ جنوری ۱۹۳۹ء	نمبر ۱

فہرست مضامین

صفحہ

مضمون

- (۱) آنرہیل پنڈت گووند بلجھ پنڈت وزیر عظم کا خطبہ ... ۱
- (۲) آنرہیل سرفیع احمد قدوائی وزیر مال کا دورہ اور تقریریں ... ۱۲
- (۳) تعلیم ... ۱۶
- (الف) یوم خواندگی (پنیا مات)
- (ب) یوم خواندگی کے انتظامات
- (۴) ترک منشیات ... ۲۵

(الف) آنرہیل کی تلاش ناٹھ کا بھو وزیر عدل کی تقریر

(ب) ضلع مین پوری میں منشیات کا استعمال

صفحہ

مضمون

(۵) صحت عامہ ۳۰

(الف) ڈاکٹری امداد اور لوگوں کی تندرستی

(ب) ایک مفید صحت دیبانی گھر ...

(ج) ماگھ میلہ آباد میں صحت عامہ کے انتظامات

(۶) صنعت و حرفت ۴۲

(الف) لکڑی کی چیزوں پر روغن کرنا

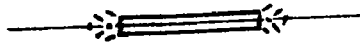
(ب) نفی دستکاری کے متعلق نوٹ

(ج) متفرقات

(۷) زراعت ۵۲

آلو کی کھیتی

(۸) حکومت صوبجات متحدہ اور اردو و ہندی ۵۴



وزیرِ اسم اور مسائلِ تعلیم

کنفیو یونیورسٹی کے جانشین سنا و منقہہ - اربیر ۳۶ء کے موقع پر

آئرلینڈ ٹیٹ گوند بلجہ پیت نے حسب ذیل

خطبہ دیا

میں اپنے پرانے دوست یعنی آپ کے واس جانسلر کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھ کو آپ کے مخاطب ہونے کا یہ موقع عطا کیا۔ میں انکا بڑا شکر گزار ہوں کہ کہتے ہی کم دفعہ کے لئے سنی انہوں نے مجھ کو ان رد کے پھیکے کاموں سے چھٹی دلا دی جن کا بوجھ مارکر نامیرا و زانہ کا فرض ہے۔ آپ سے اس موقع پر ملنا کے خیال نے میری بُرائی یا دیں تازہ کر دیں اور تعلیمی مسائل کی وہ تمام پیچیدگیاں میرے ذہن کے سامنے آگئیں جنہوں نے تمدن کی پہلی بیج سے لے کر آج تک تمام ملکوں میں انسانی خوش تدبیری درسے ذہنی کو پریشان کر رکھا ہے۔

یونیورسٹی تعلیم کی نوعیت اور اسکا مقصد

تعلیم اتنی ہی وسیع ہے جتنی کہ انسانی زندگی اور انسانی دلچسپیاں۔ یہ اپنی زندہ اور مسلسل کوششوں سے فرد اور جماعت دونوں کو کمال بناتی ہے۔ تمدن اس کے سہارے بر قائم ہے اس لئے ہر ملک کے تعلیمی ادارے ہی سطح کا اندازہ اس کے علمی اداروں کی قوت حیات سے کیا جاتا ہے۔ یونیورسٹی چونکہ تعلیمی مدارج کا سب سے زیادہ بلند درجہ ہے۔ اس لئے وہ اپنی اس حیثیت سے غیر معمولی اثر ڈال سکتی ہے اس کے پھیلائے ہوئے خیالات سے اس کے پیدا کئے ہوئے رہنما قوم کی منزل اور اس کی عملی راہیں مقرر کرتے ہیں۔

ہماری یونیورسٹیوں کے سلسلہ میں بہت سے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ الحاقی اور رہائشی یونیورسٹیوں

پر اختلاف رائے۔ آرٹس اور سائنس یعنی علوم و فنون کی رقابت۔ جدید اور قدیم زبانوں کا مقابلہ خالصاً ادبی اور ذہنی نظام تعلیم کی خامیاں اور اس کے ساتھ ساتھ صنعتی تجارتی اور فنی مضامین کو یونیورسٹی نصاب تعلیم میں مقبول نہ کر کے داخل کرنے کی ضرورت وغیرہ وغیرہ۔ یہ وہ چند مسائل ہیں جن پر رائے عامہ خاص غور و فکر کر رہی ہے اور جن کے طرفداران کی اہمیت پر بڑا زور دے رہے ہیں۔ ان میں اس وقت ان تعلیمی معاملات میں نہیں بڑنا چاہتا۔ میرے خیال میں اس وقت ضروری بات یہ ہے کہ ہم تمام ظاہری اختلافات کو بھلا کر یونیورسٹیوں کے سارے نظام میں ایک واحد مقصد کی جان پرور لہر دوڑائیں اور اس کو ایسی تربیت دیں کہ بلند اور اعلیٰ خیالات سارے نظام پر چھا جائیں۔

بین الاقوامی سیاسی حالت یونیورسٹی کی فوج اور اُس کے مقاصد کے لئے خطرہ

موجودہ دور کے ایسے زمانہ میں جب توہیں بھی انکم سوریرنگی تیار یوں میں مصروف ہیں اور جنگ عظیم کی گھڑی آئی، ہمارے سرور پر مسلط ہو سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں مدارس نے یہ ضروری ہے کہ ہم بار بار ان چٹائیوں کو یاد کرتے رہیں جو یونیورسٹی کی زندگی کا امتیازی نغمہ ہیں۔ مشہور تھنکین اور ممتاز ادیبوں نے یونیورسٹی کے معیاری اہموں کی صفات سات شتر ترح کر دی ہے لیکن پھر بھی دنیا ان اصولوں سے اتنی دور ہٹ گئی ہے کہ آج اس کو ایک ایسی مہم سے مقابلہ پڑ گیا ہے جس نے تہذیب کے وجود ہی کو خطرہ میں ڈال دیا ہے۔ وہ عقیدے جن کو حضرات علم و دانش سب سے زیادہ عزیز رکھتے تھے وہ قوتیں جو عالمگیر ترقی اور مسرت پیدا کر سکتی تھیں آج وہ سب کے سب ایک کھولتی ہوئی گڑھی کی نذر ہیں۔ انسانیت کا مستقبل تاریک نظر آتا ہے اور ہر فکر مند اس تاریکی سے پریشان ہے۔ یہ ایک عجیب بدبختی ہے کہ ٹھیک اسی وقت جب دنیا ایک نئے اور بہتر نظام کی چوکھٹ پر قدم رکھ رہی تھی۔ ہمارے سماج کے وہی سماجی جواب دینے لگے جن پر ساری عمارت قائم تھی ہم ایک ہکا بکاسیے والی بد نظمی میں پھنس گئے ہیں اور ہم کو ہر چیز اپنی پٹی نظر آتی ہے۔ اس موقع پر نیل کا درو کا شعر مباحثہ یاد آتا ہے۔

”ہم سب میں کوئی جزیرہ ہو گئی ہے اور میں نہیں جانتا کہ جو کچھ مجھ میں باقی ہے وہ اچھی بھی ہے یا نہیں؟“ دنیا کی تاریخ کے نئے واقعات بتاتے ہیں کہ غالب قوتیں دیوالیہ ہو چکی ہیں۔ جنتہ چین اسپین اور چیکوسلاکیا اس بستی کا دردناک ثبوت دیتے ہیں۔ بین الاقوامی میں طوائف الملوک شروع ہے اور ساری دنیا میں جس کی لٹائی ہوئی بھینس کا دستور قائم ہے۔ ہندوؤں کی محنت اور مصیبت کے بعد انسان نے جو کچھ حاصل کیا تھا وہ سب مٹی میں ملا جا رہا ہے اور تشدد اور حیوانیت کی قوتیں ابھرتی جا رہی ہیں۔ انسان کی عزیز ترین میراث، انفرادیت اور جماعت شدید ترین خطرہ میں گرفتار ہیں۔ یہودیوں کے ساتھ جرمنی کے وٹمانہ رویہ نے

عہد وسطیٰ کی بربریت کو بھی نامہ کر دیا ہے۔ اُمی بھی کسی حد تک جرمنی کے نقش قدم پر چل رہا ہے۔ اخلاقی قوتوں کی یہ تباہی کوئی خلافت اُمید اور اچانک حادثہ نہیں ہے۔ اس بیماری کے جراثیم جس کو نفرت انگیز ظلم و سیرجی نے اپنی حد کو پہنچا دیا ہے بہت بُرائے ہیں۔ برسوں سے دنیا کا توازن خراب تھا۔ دہشت، خوف، شبہ، بے اعتمادی، حسد، غرور اور آسپس کے اختلافات بڑھتے جاتے تھے پھر مذہبی تہذیب اور انسانیت کی طاقتیں کم ہوتی جاتی تھیں۔ جمہوریت اور آزادی کے جھوٹے نام پر ذاتی منی اور قومی ظلم جاری تھے۔ دوران میں مختلف سیاست دانوں کی تقریریں، پھر بھی پچھلی جنگ عظیم کے زمانہ میں مختلف سیاست دانوں کی تقریریں ایسی ہیں جن سے جسم میں تھر تھری بڑجاتی ہے۔ جرمنی کی اس تنقید کا جواب دیتے ہوئے کہ برطانیہ یاروں کو سہار دیا اور تلخیم کے لئے یحییٰ ہونے کی کوئی وجہ نہیں بھی لائے جارح نے فرمایا۔

”دنیا پر جھوٹی قوموں اور جھوٹے آدمیوں کا بڑا احسان ہے۔ دنیا کی سیسے بڑی فنی تکمیل جھوٹی ہی قوموں کی کارگزار ہے۔ دنیا کا سیب سے زیادہ پائند ادب جھوٹی ہی قوموں کی برکت ہے۔ دنیا کی وہ دیلر نہ کارگزاریاں جو نسل در نسل نوع انسانی میں جوش پیدا کرتی آئی ہیں۔ ان جھوٹی ہی قوموں کی بہادریاں ہیں جو اپنی آزادی کے لئے لڑتی رہی ہیں۔ ہاں نجات انسانی بھی ایک جھوٹی ہی قوم کی بددلت میسر آئی اور خدا سے اپنی رستیں بھیجے اور اپنا پیام سننے کے لئے بھی ایک جھوٹی ہی قوم کو وسیلہ بنایا پھر اگر ہم اس وقت مدد کے لئے مستعد ہو جائے جب بربریت کے ظالم جنگل دو جھوٹی قوموں کو فنا کئے ڈالتے تھے تو ہماری شہرم و حیا کا نام قیامت روشن رہتا“ لیکن جب ان کے جانشین سٹرنول جیمبرلین پر چکوسلاویکیا کے ساتھ بیوفانی کرنے کا الزام لگایا گیا تو انھوں نے کیا کیا۔ وہ یہ سوچنے لگے کہ انگلستان سے ایک ایسے ملک کے واسطے جنگ میں شرکت کی اُمید نہیں کیا جاسکتی جس کے نام اور جغرافیائی قیام سے بھی ہزاروں انگہ زید اذیت ہوں چنانچہ ۲۰ ستمبر کو اپنی تقریر نشر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

”کیسی عجیب اور کیسی بے یکی بات ہوگی اگر ہم ایک دروازہ ملک کے بھگڑنے کے لئے اپنی جنگی منقشیں شروع کر دیں“

ظاہر ہے لندن دو سیاست دانوں کے بیانات میں کس قدر اختلاف ہے۔ اگر تاریخ اور پچھلے پچیس سال کے واقعات کا ایک غیر جذباتی مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ قریب قریب ہماری تمام کمزوریاں صرف تعصب اور اس بات کا نتیجہ ہیں کہ ہم تمدن اور تعقل کو بیدردانہ طریقہ پر دہاتے رہے ہیں۔ اس تمام عرصہ میں مختلف قوموں نے محل تنگ نظر اور قریب آمیز طریقے اختیار کر لئے۔ جنگ عظیم صرف اس مقصد کے لئے لڑی گئی تھی کہ امن صلح، اور دوستداری کا ایک نیا عہد قائم کیا جائے لیکن جنگ کے بعد کے اضطرابات ایسے نہ تھے

جو صلح و آشتی کو رتی دے سکتے اور وہ سب ایک ایک کر کے ختم ہو گئے۔ جو معاہدے فاتح اقوام نے قائم کرائے تھے وہ ٹوٹ گئے اور زیادہ تر خود انہی قوموں کے قوموں کے ہاتھوں ٹوٹے۔ تخفیف اسلحہ کی رسم مٹ گئی اور فوجی تباہیوں کی بھینک دوڑ شروع ہو گئی۔ ہر ملک میں اسلحہ بندی کی قیمت تیزی سے بڑھ گئی اور ”بندوق روتی سے کہیں زیادہ اہم اور ضروری خیال کی جانے لگی“ سپاہیانہ روش نے امن پسندی کو مٹا دیا مجلس بین الاقوام اور اجتماعی تحفظ کی عمارت ڈھاکائی اور بچ تو یہ ہے کہ یہ مجلس اسی وقت ایک مردہ لاش بن گئی تھی جب خود ان بڑی طاقتوں نے بین الاقوامی معاہدہ کے مطابق خطا اور قوتوں کے خلاف کارروائی کرنے اور اس طرح اپنے خوشگوار تعلقات خراب کرنے سے انکار کر دیا تھا جو اس کی بے خبر تھیں۔ اس کی باتیں بیشک بلند اور اعلیٰ ہوتی تھیں لیکن جب کبھی کسی موثر عمل کی ضرورت پڑتی یہ اپنی بے عملی سے لے کر ایک نہ ایک ہر تلافی کر لیتی تھی۔ ان حالات میں یہ ذلالتی تعب کی بات نہیں ہے کہ واشنگٹن، لوکارنو اور ورسلس کے معاہدے پاش پاش ہو گئے۔ تمام اقدار نے اور معاہدے بخوف سزا پا ل کر دے گئے قانون، اخلاق کی جگہ قانون صحرانہ ہو گیا۔ طاقت حق پر غالب آگئی اور کمزور شرمناک بے انصافی کے ساتھ مضبوط اور قوی پر بھیٹ چڑھا دیا گیا۔ ان سب واقعات سے انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ جو جنگ جنگ کو ختم کرنے کے لئے لڑی گئی تھی اور جو اختلالات صلح و آشتی کو قائم کرنے سے لئے گئے تھے ان سب میں رحمت پسند قوتوں سے مقابلہ کرنے اور صلح و آشتی کو قائم کرنے کی سچی قوت ارادی اور اخلاقی حرمت کی ذرا بھی بوجھ نہ تھی اور اس لئے موجودہ شرمناک صورت رونما ہوئی۔ ان واقعات کی یہ تردید بالکل غلط ہے کہ موجودہ سیاست عالم اسلام کی سیاست سے کہیں زیادہ پیچیدہ اور مشکل ہے سٹرابالڈون نے ۱۹۲۶ء میں فرمایا:-

”جنگ کے بعد سے شیطانی قوتیں بہت زیادہ آزاد ہو گئی ہیں۔“

غیر متشدد جماعت کے ایک ماہر قانون نے کہا:-

”۱۹۱۴-۱۸ء کی جنگ کے زمانہ میں یورپ نے بربریت کے راستہ پر ایک بڑا قدم اٹھایا ۱۹۳۲-۳۳ء کے

زمانہ میں اس نے پہلے سے بڑا ایک دو سر قدم بڑھایا اور جو کچھ ہم اب دیکھ رہے ہیں یہ تہذیب کے خلاف ہماری تمام وحشیانہ قوتوں کی ایک کھلی ہوئی بغاوت ہے۔ جنگ مغربی تہذیب کی تنزلی کی پہلی منزل تھی اور اس جنگ نے ہمارے سماج کو ایسا صدمہ پہونچایا کہ بربریت کو اپنا آخری ہی کام بڑھانے کا ایک اچھا موقع مل گیا۔ دشمنوں نے ہماری تہذیب کی سرحدیں توڑ دی ہیں اور اب وہ اندرونی تخریب میں مشغول ہیں“

اخلاقی نظام کی جدید تعمیر

اس اخلاقی بد نظمی کا وہ امداد انجام ہماری تہذیب کی مکمل تباہی ہے اور ان مشکلات کا کوئی مستقل حل

اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک یونیورسٹی کے میڈری اصول یعنی تمدن اور تعقل دوبارہ نہ قائم کئے جائیں اور ان پر پوری چھائی سے عمل نہ کیا جائے۔ بین الاقوامی اختلافات اور یہ تمام غوریزیں صرف اس وجہ سے ہیں کہ ہم نے یونیورسٹی کے نظریہ اور استدلالی طریقہ کار کو چھوڑ دیا ہے۔ قومیت کے نام پر بھی کافی ایذا رسانی ہو چکی ہے اور سب کو یہ ہے کہ موجودہ زمانے کے سخت ترین مظالم جب الوطنی ہی کی آڑ میں کئے گئے ہیں۔ اسی سلسلہ میں لارڈ روزبری نے ایک موقع پر فرمایا۔

”وطن پرستی فحاشیت اور ایثار نفس پیدا کرتی ہے مگر ساتھ ہی ساتھ غوریزیں اور فتنہ پردازی بھی پھیلاتی ہے۔ یہ تاریخ کی ہر برائی اور مہر اچھائی کو یکساں پرورش دیتی ہے۔“

ایک تمدن انسان کو ان چھوٹے اور غیر استدلالی اصولوں سے بالا رہنا چاہئے اور اپنی شخصیت کو ان حقیر باتوں میں محدود نہ کرنا چاہئے۔ نازی سٹاکوں نے انسانیت کے پاک دامن کو بہت گندہ کیا اب اسکے آگے ان کو ہرگز اجازت نہ دیا جائے اسی طرح ان تمام سیاسی جماعتوں کے خلاف ایک محکم جنگ کرنا چاہئے جو دوسروں کے جذبہ ایثار اور قومی آزادی کو کھل ٹاننا چاہتی ہیں۔ جب تک کوئی قوم یا ملک محکوم ہے اس وقت تک امن کی امید بہت کم ہے۔ ایک ملک کا دوسرے ملک پر غلبہ دیکھ کر دوسری طاقتور قوتوں کو بھی کمزور اقوام پر اپنا تسلط جانے کی لالچ پیدا ہوتی ہے۔ اگر افریقہ میں انگلستان اور فرانس کے اتنے بڑے بڑے مقبوضات نہ ہوتے تو شاید اٹلی کو جیشہ پر قبضہ جانے کی لالچ نہ ہوتی۔ اگر ٹونس اور کاریکا خود مختار حکومتیں ہوتیں تو فرانس کے خلاف اٹلی میں موجودہ مظاہرے نہ کئے جاتے۔ اگر افریقہ کی تمام ریاستوں کو آزادی دیدہ بقاتی تو جرمنی اپنی نوآبادیات کو واپس لینے پر منہ نہ کرنا بینناہیت صرف محکوم اقوام کی خودداری کو پال نہیں کرتی بلکہ امن عالم کے لئے ایک عظیم خطرہ ثابت ہوتی ہے۔ جمہوریت آزادی اور انسانی بھائی چہدگی سب کو ساتھ ساتھ رہنا چاہئے۔ کسی انسان کو بھی ان حقوق سے محروم نہ کرنا چاہئے جو اس کے پیدائشی حقوق کہے جاسکتے ہیں۔ اگر لالچ حسد اور طمع کو ختم کر کے اخلاقی قوتوں کو دوبارہ قائم کر دیا جائے تو دنیا کو سرت امن اور فلاحیت کا ایک نیا عہد میسر آ جائے۔ اگر ہم اس اصول کو ماننے میں من پر سارا نظام قائم ہے اور جس کو ترقی دنیا یونیورسٹی کا پہلا مقصد ہے تو دنیا کی نئی تعمیر کوئی مشکل کام نہیں تمدن۔ غلامی۔ تکبر اور تشدد کو نہیں برداشت کر سکتا۔ تدبیریں شاذ و نادر مقصد سے مختلف ہوتی ہیں اس لئے اگر ہم دنیا میں امن قائم کرنا چاہتے ہیں تو ہم کو عدم تشدد کا پورے طور پر حامل ہونا چاہئے۔ یونیورسٹیوں کو چاہئے کہ وہ اخلاقی اور روحانی قوتوں کی تربیت کریں تاکہ تمام اختلافات ختم ہو جائیں اور انسانیت آزاد قوتوں کا ایک ایسا دفاقی نظام بن جائے جن میں سب ایک دوسرے سے متحد ہوں ہر ایک اپنی پسند میں آزاد ہو اور ساری نسل انسانی استدلالی بنیادوں پر ایک واحد مقصد کے لئے کوشاں رہے۔ انسانیت کو مختلف انحال حصوں میں تقسیم کر دینا اور کسی ملک یا فرقہ کی مکمل آزادی کو ہمیں لینا ایک براہیم

جو شخص بھی غلام بنانے والی طاقتوں کے ساتھ ہے خواہ وہ انفرادی غلامی ہو خواہ وہ کسی ملک اور قوم کی دراصل وہ ان قوتوں کا شریک ہے جو دنیا میں اخلاقی بد نظمی پھیلا رہی ہیں اس لئے یہ آپ کا فرض ہے کہ آپ بذریعہ آزادی امن اور عدم تشدد کے اصولوں کی تبلیغ کریں تاکہ دنیا کی تمام قومیں ایک تعمیری مقصد کی طرف پھر جائیں اور نسل انسانی درجہ بدرجہ ترقی کرتی اپنی مادی دنیا اور روحانی تکمیل کو پہنچ جائے۔ بچے امن اور سچی ترقی کے لئے صرف یہی ضروری نہیں کہ تمام قومیں مکمل آزادی حاصل کر لیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ سارے بین الاقوامی معاملات بھائی چارگی کا رویہ رکھیں۔ قومیت اور انسانیت کا اختلاف ختم کر دیا جائے۔

تعلیم یافتہ نوجوانوں کے فرائض

موجودہ رسل و مسائل کی آسان دلیں نے اقوام عالم کو ایک دوسرے سے ایسا وابستہ کر دیا ہے کہ یہ ناممکن ہے کہ جو واقعات کسی ایک ملک میں ہوں اسکے اثرات دنیا کے دوسرے ملکوں پر نہ پڑیں اس لئے جب آپ کے دل میں اپنے ہمسایوں کی خدمت کرنے کا جذبہ پیدا ہوا سو مت آپ اس نکتہ کو فراموش نہ کریں موجودہ زمانے میں غیر ممالک میں پیش آنے والے واقعات کو کیسے طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اگر کسی ملک میں بھی جہت پسند قوتیں زور پکڑتی ہیں تو آپ کا ملک اس کے اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے آپ اپنی حیثیتوں کو کسی ایک ملک کے ماسکوں میں نہیں بلکہ ساکنان عالم میں شام۔ کیجئے اور ہر اس تخیل سے پرہیز کریجئے جو آپ کی خدمات کو ایک خاص حلقہ میں محصور کر دے یونیورسٹیاں اسلئے ہیں کہ وہ آپ کو اعلیٰ ترین اور وسیع ترین خیالات سے آراستہ کریں آپ اپنی عظیم شخصیت کو فرقہ وارانہ خیالات سے حقیر نہ بنائیے۔ فرقہ پرستی تمدن کی کھلی تردید ہے یہ کمزوری اور پستی کی پہچان ہے اور اس بات کا اعتراف کہ فرقہ پرست میں ساری رعیت مام کی پہنائی کی صلاحیت نہیں۔ سرگھڈیش بوس اور دوسرے مابین مائمن صرف انسانوں ہی میں نہیں بلکہ جانوروں اور نباتات میں ہی یکسانیت حیات کا ثبوت دیئے ہیں۔ آپ کم سے کم اتنا ہی کیجئے کہ انسانوں کو نہ ہوں میں تقسیم نہ ہونے دیجئے اور اپنی کوششوں سے سب کو متحد کر دیجئے بڑے افسوس کی بات ہے کہ بعض علمی اداروں میں بھی فرقہ پرستی کا زہر پھیل گیا ہے کم سے کم یونیورسٹی کی خالص ادبی فضا میں تو آپ کے خیالات اور جوصلے اتنے پست نہ ہونا چاہئیں۔ ایک تعلیم یافتہ اور تمدن ان سے توقع کیجاتی ہے کہ وہ نہ صرف فرقہ پرستی سے پاک ہوگا بلکہ ساتھ ہی ساتھ قوم پروری سے بھی بالا رہے اسکا مشرب تنہا پسندی نہیں صلح کل ہوتا ہے ایک سنسکرت کی مثل ہے کہ تعلیم یافتہ لوگ بڑے وسیع نظر ہوتے ہیں وہ ساری نسل انسان کو اپنے خاندان میں شمار کرتے ہیں۔

تنظیم روشن خیالی اور اچھے اخلاق کی ضرورت

یونیورسٹی آزمائش اور تربیت کی جگہ ہے۔ یہاں آپ کو تنظیم اور اصلاح کے بڑے موقع حاصل ہیں۔ ذہنی مسرت اور اخلاقی سکون صرف اس شخص کو میسر آ سکتا ہے جس کے متوازن دماغ کو استدلال اور آزاد فیصلہ کی صلاحیت حاصل ہو۔ ایک تعلیم یافتہ انسان میں معاملہ فہمی اور صحیح بات کرنے کی فطری صلاحیت ہونا چاہیئے اسے ہر اچھی اور بری چیز سے مسرت حاصل کرنا چاہیئے اور بری اور قبذل بات سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ ایسے نعرے یا تو ہم اور رسم کا غلام ہونا چاہیئے۔ کوئی مذہب اتنا بڑا نہیں ہو سکتا کہ اسکی شخصیت کو جذب کرے۔ اسلئے اسے ہر دعویٰ کی جانچ کرنا چاہیئے اور صرف اسکو ماننا چاہیئے جو اسکے ذاتی فیصلہ کو مطمئن کر سکے۔ کوئی رسم اس پر اسوقت تک عائد نہیں ہو سکتی جب تک اسکی عقل اسکو تسلیم نہ کرے۔ جو سماجی اور اقتصادی انتظامات اسکی ذہنی جانچ پر پورے نہ اتریں وہ اسکے لئے ہرگز قابل قبول نہ ہونا چاہئیں اور جو بات کسی فرقہ کے کسی حصہ کے لئے کبھی غیر مناسب ہو وہ ہر کسی حالت میں بھی تسلیم نہ ہونا چاہیئے۔

رسم و رواج اس کے لئے راستہ کی رکاوٹ نہیں بلکہ اسکا پیش قدم ہونا چاہیئے۔ ہماری آبادی کا ایک بڑا حصہ ابھی تک شہری اور سماجی مندویوں کا شکار ہے۔ بعض اوقات وہ انسان بھی نہیں شمار کئے جاتے اور ان کو وہ حقوق بھی نہیں دئے جاتے جو عوام کے ہر ممبر کا فطری ورثہ ہیں تمدن انسان کی عظمت کو تسلیم کرتا ہے اور ہر شخص کو خدا کی نظروں میں برابر جانتا ہے اس لئے ایک تمدن انسان کو اس وقت تک چین سے نہ بیٹھنا چاہیئے جب تک اسکی آنکھوں کے سامنے تمام سماجی زیادتیاں پوری طرح دور نہیں ہو جاتیں۔ ہماری بڑی آبادی کے مقابلہ میں ہماری یونیورسٹیوں سے منہ پائے والے گریجویٹوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اس لئے یونیورسٹیوں کے ان فرزندوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ عوام کے سامنے ایک اعلیٰ مثال پیش کریں۔ ان سے صرف یہی توقع نہیں کی جاتی کہ وہ محض علم اور ذہنی آراستگی میں دوسروں سے بہتر نہ بن جائیں بلکہ یہ بھی امید کی جاتی ہے کہ وہ ایسے عادات اختیار کریں گے جو بالکل بے داغ ہیں۔ ایک پرانی مثل کے مطابق ”خاکساری اہل علم کا طرہ امتیاز ہے“ مگر صحیح تمدن اور صحیح تعلیم اس وقت تک ناممکن ہے جب تک تنظیم اور تادیب نہ ہو۔ تعلیم یافتہ لوگوں کو کبھی بد اخلاقی اور بد نظمی نہ ظاہر کرنا چاہیئے۔ انکو اپنی عظمت اور خود داری میں کبھی کمی نہیں کرنا چاہیئے اور ایسی طرح دوسروں کی خود داری کی عزت کرنا چاہیئے۔ اکثر یہ شکایتیں سننے میں آتی ہیں کہ ہمارے نوجوان اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ پاتے اور بعض اوقات تو یہاں تک سنا گیا ہے کہ تعلیمی اداروں میں بھی مزدور

سبحانی طریقوں پر پڑتالیں کی جاتی ہیں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ غیر ملکی سیاح انگلستان اور دوسرے مغربی ملکوں میں لڑکوں کی اخلاقی تنظیم سے بہت متاثر ہوئے ہیں ہندوستان ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اور تعداد میں تو ہم ان سے کہیں زیادہ ہیں لیکن ایک غیر منظم مجمع نہ اپنی حفاظت کر سکتا ہے اور نہ کوئی نظم قائم کر سکتا ہے ایک ہندو اور بارتاریب زندگی کے لئے تنظیم بہت ضروری ہے۔ ہمارے بڑے بڑے رہنما ہمیشہ اس بات پر زور دیتے ہیں۔ ایک تعلیمی ادارہ میں حقیقتہً تنظیم ضروری ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ اسلئے ہر لڑکے کو چاہیے کہ وہ ضبط و جذبات اور اطاعت کے اوصاف پیدا کرے تاکہ وہ ایک آزاد قوم کی زندگی کو بارتاریب بنانے کے حوصلہ رکھ سکے۔

یونیورسٹی تعلیم کا تبصرہ

یونیورسٹی تعلیم پر بہت کافی تنقید کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کوئی شخص بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ یونیورسٹی تعلیم میں بڑی خرابیاں ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اس میں ترقی کی بھی بہت گنجائش ہے۔ مجھے خود بعض خرابیوں کا احساس ہے اور میں سمجھتا ہوں ان میں سے چند کافی اہم ہیں لیکن اس کے باوجود میں اس پر بھٹی ہوئی یونیورسٹی تعلیم کو کم کر کے کاسخٹ مخالف ہوں۔ ہم تعلیم کے نظام کو بدل سکتے ہیں لیکن میں یہ سمجھی نہیں مان سکتا کہ تعلیم خطرناک ہے اور کوئی شخص بھی تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے مریاں پہلے تھا اس سے برا ہو جاتا ہے۔ بعض لوگوں نے تو یہاں تک کہا ہے کہ لڑکوں کو یونیورسٹی تعلیم سے روکنے کے لئے یہ کیا جائے کہ ہلکے سرورس کیشن انڈر گرڈ محوٹ طالب علموں میں اپنا انتخاب کیا کرے۔ بیشک ہم لوگوں کو ہر درجہ کے تعلیم یافتہ لوگوں کی مدد کرنا چاہیے اور وہ صرف اسلئے کہ ایک صحیح تعلیم یافتہ انسان لاکھوں غیر تعلیم یافتہ لوگوں سے بہتر ہوتا ہے ایسے ایک فرد میں رہنمائی کو اور بیداری پیدا کرنے کی اتنی صلاحیت ہوتی ہے جتنی صلاحیت لاکھوں کے نمج کو بھی میر نہیں۔ مثلاً گاندھی نے صرف اپنی ذاتی طاقت سے لاکھوں میں بیداری کی بجلی دوڑادی اور ان کو خواب غفلت سے جگا دیا۔ یہاں میں یہ بھی عرض کر دوں کہ مجھے اس تجویز سے بھی کوئی خاص اختلاف نہیں کہ یونیورسٹیوں کا نظم و نسق اسٹیٹ کے ہاتھوں سونپ دیا جائے ہیں اس بارے میں اس وقت صرف یہ مجبوری ہے کہ ہمارے سامنے اسی طرح کے اور بھی مسائل ہیں اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جن پر بلاشبہ ہم کو سب سے پہلے توجہ دینا چاہیے لیکن اگر یونیورسٹیاں خزانہ عامہ سے کسی طرح کی امداد حاصل کر سکتی ہیں تو مھکوا اس میں کوئی اعتراض نہیں۔ دوسرے ملکوں کی مثالیں ہمارے حالات پر پوری طرح صادق نہیں آئیں اگر اسٹیٹ کے لئے یہ بات ممکن ہو تو مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں کہ ہر لڑکے کو اسکی استطاعت کے مطابق مالی امداد حاصل کرنے کے بعد اسکو تحصیل علم میں ہر قسم کی امداد دی جائے۔

تعلیم یافتہ نوجوانوں کی بے روزگاری اس کا سبب اور تدارک

تعلیم کی طرف سے یہ بے رُخی کچھ اس وجہ سے بھی ہے کہ توابعہ یافتہ نوجوانوں میں بے روزگاری بہت ہے۔ غلط ذہنی دور کرنے کے لئے میں سب سے پہلے اور بالکل صاف لفظوں میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ بیشک یہ اسٹیٹ کا فرض ہے کہ وہ تمام شہریوں اور تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے ذرائع معاش متیار کرے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ کوئی فرقہ بھی صرف کلر کی ملازمتوں پر زندہ نہیں رہ سکتا اور سچ یہ ہے کہ میں اس بات کا سخت مخالف ہوں کہ تعلیم صرف ملازمت کی غرض سے حاصل کیا جائے۔ ایسی تعلیم ذہنی ترقی کو روک دیتی ہے اور روحانی نمو کو دبا دیتی ہے یہی نہیں ملازمت کی یہ ہوس بعض اوقات صحیح قوت ذہنی کو غلط راستہ پر لگا دیتی ہے۔ علم کو صرف علم کے خیال سے حاصل کرنا چاہئے اور ہر حال میں تعلیم کا صرف یہ مقصد رہنا چاہئے کہ اس سے ارتقاء ذہنی ہو اور انسان کی تمام خوابیدہ قوتیں بیدار ہو جائیں۔ بیشک ہماری بے روزگاری کسی حد تک اس سبب سے بھی ہے کہ ہمارے نوجوانوں کو یہاں اتنے مواقع نہیں ملتے جتنے اُن غیر ممالک میں ملتے ہیں جہاں یہاں سے کہیں زیادہ صنعت ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ بڑی حد تک یہ بے روزگاری دوسرے اہم اسباب کی وجہ سے ہے اور وہ یہ ہیں کہ جو تعلیم آج سے سو سال پہلے لارڈ میکالے کی رائے کے مطابق ہمارے ملک میں شروع کی گئی تھی اس کی بنیاد کسی حوصلہ افزا اصول پر نہیں قائم تھی۔ اس تعلیم میں قومیت اور خدمت کا جذبہ بالکل غائب تھا۔ اس نظام کا اصلی مقصد یہ تھا کہ ایسے لوگ حاصل ہو سکیں جو انگریزوں کی ماتحتی میں مناسب خدمات انجام دے سکیں۔ چنانچہ جو لوگ انگریزی اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم پاتے تھے وہ زیادہ تر ملک کے عوام اور دیہاتی باشندوں کے حالات سے بالکل ناواقف رہتے تھے دراصل وہ ایک دوسرے ہی سماج میں تربیت پاتے تھے اور گویہ کتنا بالکل درست نہیں کہ ان کی زندگی ایک طفیلی پودے کی زندگی تھی لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ کھلی فضا میں آزاد نشوونما نہیں پاتے تھے۔ عام طور پر ملک کے عوام کے ساتھ ان کا رویہ غیر جمہوری اور گستاخانہ ہوتا تھا۔

بیشک ان لوگوں میں بعض ایسے بھی تھے جنہوں نے اس نقصا کا اثر نہیں قبول کیا اور انہی لوگوں کے احسان سے ہمارے ملک نے ترقی کی اور وہ آزادی کی لڑائی شروع ہوئی جو آج تک جاری ہے اور جس کے پھل بھی ہم کو مل رہے ہیں۔ غیر ملکی زبان میں تعلیم دینے کی وجہ سے تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ لوگوں میں اختلاف کی فلیج بڑھتی گئی۔ بچوں کے ذہن پر یہ بات گراں گذری اور ان کی فطری ذہانت پر اس کا برا اثر پڑا۔ پرلے نے زمانے میں ہمارے سامنے ٹیکسیلا، ہلندہ اور پاٹلی پتر کا معیار تھا اور یونیورسٹی زندگی کی خاص صفت سادگی تھی لیکن یہ صفت پچھلے دنوں کی یاد بن کر رہ گئی اور نئے زمانے میں

اس کا کوئی نشان باقی نہ رہا۔ نئے نظام میں خدمت عوام کا سچا جذبہ اور شکل پسندی نہ تھی اس لئے تعلیم یافتہ لوگوں میں یہ صلاحیت نہ پیدا ہو سکی کہ وہ اپنی اہمیت پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنا مستقبل خود تعمیر کرتے اور وہ سب کے سب کھڑکی کے دفتروں میں گھس چکے اس کا بڑا خراب اثر پڑا چنانچہ آج ہمارے ہزاروں بھائی عزیز یہاں ہیں وہاں ایسی نئے تعلیم یافتہ کو بہت بزرگ نہیں رہنا چاہئے۔ ہمارے دیہاتوں میں ہزاروں کے لئے تعلیم میں اور صرف معمولی محنت سے زندگی بسر کرنے کے لائق مزدوری کی کمی جاسکتی ہے لیکن غلط معیار فضول ترجیح اور آرام پسندی کی وجہ سے جو نئے نظام تعلیم کا مقصد اصلی بن گئی تھیں ان لوگوں کو ان پچھلے عادات میں اطمینان نہ آ سکی ویا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہم اپنے نظام تعلیم کو نئے طور پر بنائیں اور سادگی اور کفایت شعارت کو اپنا شرفی زندگی کی خاص صفت بنائیں خصوصاً موجودہ زمانہ میں تعمیر تہہ کام ہے کہ وہ درختوں، مانع و راستے لوگ پیدا کرے جو خدمت عوام کے لئے اپنے کو وقف کر دیں اور سلفیوں اور بجاؤں کی طرح ان خدمت میں خوشی حاصل نہ کریں۔ گاؤں والوں کی حالت قابل رحم ہے اعلیٰ اور متوسط طبقہ ان کے لئے بہت سے کام ہیں اور ان کے لئے زندگی کو صرف دن رات کی محنت اور مصیبت بننا ہے۔ ہر تعلیم یافتہ کا فرض ہے کہ وہ ان کو اس مصیبت سے نجات دلانے کی کوشش کرے۔ زندگی میں مسرت کی لہر اڑائے اور ان کو اس لائق بنائے کہ وہ سائنس، آرٹس اور طبی ایجادات سے فائدہ اٹھا سکیں۔ ہمارا ملک ایک بڑا ملک ہے اور ہم کو بیسوں کا بقایا کام انجام دینا ہے اس لئے اگر ہمارے تعلیم یافتہ نوجوانوں کا زادیہ نگاہ صحیح ہے تو ان کے لئے بہت کام ہے اور گویہ ممکن ہے کہ ان کو وہ بڑے بڑے نفع حاصل ہوں جو بڑے عمدہ داروں کو حاصل ہیں لیکن ان کی زندگی اصلی زندگی۔ ان کی خوشی اصلی خوشی اور ان کا وقت بڑے قیمتی کاموں میں صرف ہوگا۔

نظام تعلیم کا سدھار

موجودہ نظام تعلیم کے سدھار کی غرض سے حکومت نے متعدد کمیٹیاں مقرر کی ہیں اس لئے کہ اگر ہماری یونیورسٹیوں کو اپنے فرائض منصبی انجام دینا میں تو ان کے لئے موجودہ حالات کے مطابق اپنی وضع بدلنا ضروری ہے۔ یونیورسٹی ایک پاک درگاہ ہے چنانچہ اس کے استاد کو خود اپنی مثالوں سے ان طالب علموں میں پاک جذبہ پیدا کرنا پڑتا ہے جو ان کے قدموں میں پڑے ہوئے ہیں۔ ایسی مبارک جگہ میں سازش اور حسد کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ایک بڑے استاد کے لئے تعلیم پیشہ نہیں بلکہ اس کا تبلیغی فریضہ ہے۔ استاد اور شاگردوں میں ادب اور محبت کا رشتہ ہونا چاہئے۔ میں پہلے ہی کہ چکا ہوں کہ حکومت نے نظام تعلیم کے سدھار کے لئے کئی کمیٹیاں مقرر کی ہیں اور سبھی امید ہے کہ تعلیم کی جدید تنظیم کیٹی ہم کو قیمتی مشورے دے گی۔ میرا خیال ہے کہ وہ بنیادی تعلیم کی اسکیم کی اچھی طرح جانچ کرے گی۔ میں خود اس

اسکیم سے بہت متاخر ہوں اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ موجودہ زمانہ کے ایک بڑے ماہر تعلیم کی رائے میں بھی ذاکر حسین کیٹی کی رپورٹ بہت اچھی ہے۔ یہ اسکیم طالب علم کے قدرتی ماحول کو مصالح کول کے مختلف مضامین کے مطابق بنادیتی ہے اور یہی مطابقت اس کا بنیادی اصول ہے۔ میرا خیال ہے کہ بنیادی طور پر یہ اسکیم بہت اچھی ہے اور مجھے امید ہے کہ کیٹی ہم کو یہ مشورہ دے گی کہ اس اسکیم کو کسی اچھے طریقہ پر اختیار کیا جائے۔ اسی اصول تعلیم کی بنیاد پر ہم نے الہ آباد اور بنارس میں تعلیمی مرکز قائم کئے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ تعلیم کی تنقید کرنے والے حضرات ذرا سبر کے ساتھ اس تجربہ کا مطالعہ کریں گے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اگر اس اسکیم پر ٹھنڈے دل سے فور کیا جائے تو لوگ اسکی بڑی قدر کریں گے۔

تتمہ

میں سندھ پانے والے حضرات کو اپنی دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور غلوں کے ساتھ امید کرتا ہوں کہ آپ اپنی زندگی میں خواہ کوئی بھی ذریعہ معاش اختیار کریں لیکن اپنے فرائض کی انجام دہی کے وقت اس بات کو بڑبڑ یاد رکھیں گے کہ آپ کس مشورہ دارہ تعلیم کے فرزند ہیں اور اس معیار پر ہمیشہ پورے اتریں گے جو آپ کی یونیورسٹی نے قائم کیا ہے آپ میں سے جو لوگو یونیورسٹی چھوڑ رہے ہیں ان کی زندگی میں آج سے ایک نیا اور اہم باب شروع ہوتا ہے۔ اس نئے دور میں شاید آپ کو وہ بے فکری اور تفریح نہ میسر آئے جو میاں حاصل تھی لیکن میں امید کرتا ہوں کہ جو دستا نہ تعلقات آپ نے میاں قائم کئے ہیں وہ عملی زندگی میں بھی بدستور رہیں گے اور آپ ہر حال میں اپنی مادر علم کے لائق فرزند ثابت ہوں گے۔ ممکن ہے آپ کو بڑی دشواریوں کا مقابلہ کرنا پڑے لیکن اگر آپ نے یونیورسٹی کے فیض سے قوت عمل اور خود اعتمادی حاصل کر لی ہے تو کوئی دشواری بھی آپ کی کوششوں کو پست نہ کر سکے گی۔ یہ وہ دور ہے جس میں ہم اپنی غلامی کی زنجیروں کو توڑنے اور آزاد قومی زندگی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ آپ کا یہ کام ہے کہ آپ اس جنگ آزادی میں شریک ہوں اور ہندوستان کو اس لائق بنائیں کہ وہ آزاد اقوام کے دوش بدوش آکر ہر قوم کے حقوق کا سب سے بڑا محافظ بن سکے۔ یہی نہیں آپ کو اس سے بھی بڑا کام انجام دینا ہے آپ کو آزاد ہندوستان کی سیاست اس طرح چلانا ہے کہ ہر شہری کے حقوق محفوظ رہیں۔ آپ کو غربت بیماری توہم اور تمام سماجی خرابیوں کے خلاف جنگ کرنا ہے تاکہ ایک انسان دوسرے انسان کو نہ لوٹ سکے۔ اس لئے آپ کو چاہئے کہ سیاسی اور غیر سیاسی

ہر ملکہ میں آپ ہمیشہ صحیح راستہ اختیار کریں اور بچوں کا ساتھ دیں۔ بیشک آپ کی ذمہ داریاں عظیم ہیں لیکن یہ آپ کی خوش قسمتی ہے کہ آپ ایک ایسے زمانہ میں اپنی زندگی شروع کر رہے ہیں۔ جب نئی دنیا پیدا ہو رہی ہے جس میں ایک شخص بھی ایسا نہ ہو گا جس کو اپنی دماغی اور روحانی صلاحیتوں کو کام میں لانے کا پورا موقع نہ ملے۔ ہندوستان کو آپ سے بڑی امیدیں ہیں۔ اس کی توقع ہے کہ آپ ہمیشہ بہترین خدمات انجام دیں اور مجھے یقین ہے کہ آپ اس کی توقع کو پورا کریں گے اور جب کبھی آپ کی خدمات کی ضرورت ہوگی آپ ذاتی مفاد کو ٹھکرا کر پاک سے پاک اور اعلیٰ سے اعلیٰ خدمات انجام دیں گے۔

عالیجناب پرنس کا دورہ اور تقریریں

آزہل جناب رفیع احمد صاحب قدوائی نے اپنے دورہ کے آخری دن غیر معمولی مصروفیت میں گزارے۔ آپ نے صبح آوارہ ادسبر ۱۹۳۹ء کو دودھ ایسی سیاسی کانفرنس میں تقریریں کیں جو ایک دوسرے سے دو سو میل کے فاصلے پر ہیں۔ صبح کو آپ ایڈمیٹسی کا نفرنس میں بمقام چکیری تقریر فرمائی اور شام کو سات بجے ارسان کسان کانفرنس ضلع کانپور میں۔ ان دونوں جلسوں میں کسانوں نے بڑی بڑی تعدادوں میں شرکت کی اور قدوائی صاحب کی تقریریں جو غیر معمولی شاندار تقریریں تھیں بڑے دھیان سے سنا۔ چکیری میں آپ نے کانگریس حکومت کی ان مختلف سرگرمیوں کا مختصر تبصرہ فرمایا جو صوبہ کیلئے عموماً اور کسانوں کے لئے خصوصاً بہت مفید ہیں۔ آپ نے مسودہ قانون اراضی کی دفعات پر جواب اسمبلی میں بتدریج منظور ہو رہا ہے تفصیل وار بحث کی اور فرمایا کہ نیا مسودہ قانون چند بنیادی اصولوں پر قائم کیا گیا ہے ان میں پہلا اصول یہ ہے کہ کسانوں کو زمین پر موروثی حق ضرور ملنا چاہئے۔ اسلئے کہ جب تک اسکو اپنی زمین پر موروثی حق نہیں حاصل ہوتا وہ اسکو بہتر بنانے میں پوری دلچسپی نہیں لے سکتا اس وجہ سے نئے مسودہ نے کسانوں کو موروثی حق دیا ہے وہ اب اس طرح بے دخل نہیں کیا جاسکتا جس طرح اب تک کیا جاتا تھا۔ پہلے یہ صورت تھی کہ اگر کوئی زمیندار اپنی ذاتی کاشت کے لئے یا فارم بنانے کیلئے باکسی اور جہانے سے کسی نہ کسی کاشتکار سے لینا چاہتا تھا تو وہ موجودہ قانون کی دفعات کے مطابق اسکو بے دخل کر سکتا تھا لیکن نیا قانون ایسا ہے جسکے مطابق بجز عدم ادائیگی لگان کسی اور صورت میں کاشتکار بے دخل نہیں کیا جاسکتا اور عدم ادائیگی لگان کی صورت میں بھی کاشتکاروں کو بغایا ادا کرنے میں بڑی سہولتیں دی گئی ہیں۔

دوسرا اصول یہ ہے کہ لگان کا بوجھ کم ہونا چاہئے۔ موجودہ حالت میں چاہے لگان روپیہ میں ادا کیا جائے چاہے جنس میں۔ زمین کی آدھی سے زیادہ پیداوار زمیندار کو چلی جاتی ہے۔ نیا قانون ایسا رکھا گیا ہے کہ صرف $\frac{1}{4}$ زمیندار کو مل سکے اور $\frac{3}{4}$ خود کاشتکار سکے پاس رہے۔ اسکے علاوہ اگر کوئی کاشتکار یہ خیال کرے کہ وہ اپنی زمین میں بھل دار درخت لگا کر زیادہ پیدا کر سکتا ہے تو نئے قانون کے دفعات اسکو اس بات کی بھی پوری اجازت دیتی ہیں۔ وہ اپنی زمین پر یا زمین کے پڑوس میں اپنے رہنے کا مکان بھی بنا سکتا ہے۔ سیر کے متعلق آپ نے فرمایا کہ نیا قانون سیر کی زمین کو صوبہ میں کافی کم کر دیگا۔ اگرہ میں جو زمین ۱۹۳۲ء کے شروع میں سیر کر دی گئی تھی وہ اب سیر نہیں رہے گی وہ کاشتکار کو دیدی جائیگی اور کاشتکار اس سے کسی صورت میں بجز عدم ادائیگی لگان بے دخل نہیں کئے جائیں گے۔ اگر کوئی زمین ۱۹۳۲ء سے پہلے سیر تھی لیکن بعد کو کاشت پر اٹھا دی گئی تھی تو وہ زمین بھی موردی ہو جائیگی بشرطیکہ اسکے زمیندار کے پاس پچاس ایکڑ سے زیادہ اپنی سیر موجود ہو۔ یہ سب باتیں ان زمینداروں سے تعلق رکھتی ہیں جو ۲۵۰ پچاس روپے سے زیادہ مالکداری دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یقین ہے کہ ان بانوں سے کاشتکار کی فوری دشواریوں میں کمی ہو جائیگی۔

آرمیل جناب رفیع احمد صاحب قدوائی نے ایک اور نئے قانون کے متعلق بھی ارادہ کیا جو ابھی مکو کے زیر غور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو زمین موجودہ حالت میں غیر مزدورہ اور بیکار پڑی ہے اسکو مزدورہ بنانیکے لئے حکومت ایک ایسا نیا قانون بنانے والی ہے جسکے رو سے کاشتکار ہرتی یا غیر مزدورہ زمین کیلئے حاکم ضلع کو درخواست دے سکے۔ حاکم ضلع کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ زمین اٹھا سکے اور لگان تشخیص کر سکے۔ ظاہر ہے یہ لگان بھی زمیندار ہی کو ملیگا۔ جن مقامات پر ہرتی زمین کا رقبہ وسیع ہوگا وہاں کی زمین حکومت خود اپنی نگرانی میں لے لیگی۔ وہ آبپاشی اور پانس وغیرہ کی سہولتوں کا انتظام کرے گی۔ اسکے بعد اس کو کاشتکاروں میں تقسیم کر کے رقبات کا لگان تجویز کرے گی اور اخراجات کے لئے ٹھوڑی سی رقم کاٹ کر باقی سال لگان زمیندار کو دے دیگی۔ قرضہ قانون کے متعلق آپ نے قانون التوائے کارروائی کی باددلائی جو حکومت نے حال ہی میں صوبہ میں نافذ کیا ہے اور فرمایا کہ اس سلسلہ میں حکومت جو نیا قانون بنانے والی ہے اسکے رو سے کوئی ایسا قرضہ نہ رہے پائیگا جسکی ادائیگی میں اصل کی دگنی رقم سود کی صورت میں قرضہ خواہ کو ادا کی جا چکی ہے بڑے قرضوں کے متعلق دوسرا اصول برنا جائیگا۔ ہر مفروض کسان کی حیثیت کی تشخیص کی جائیگی اور وہ تشخیص غالباً سالانہ لگان کی دگنی رقم قرار پائیگی۔ مثال کے طور پر اگر کوئی مفروض ۴۰ روپے سالانہ لگان ادا کرتا ہے اور اس کا قرضہ ۵۰۰ روپے ہے تو اسکو صرف ۸۰ روپے ادا کرنا پڑینگے اور یہ سمجھا جائیگا کہ بقیہ قرضہ چکا دیا گیا۔ دیہاتی بنک کھولے جائیں گے جو کاشتکاروں سے انکی پیداوار خریدینگے اور انکو انی رقم دینگے جس سے وہ قرضہ بھی ادا کر سکیں اور اپنی روزانہ کی ضروریات بھی پوری کر سکیں۔

پیداواریں دیہاتی بنک ایسے زمانہ میں بیچنے کے لیے زرخ اچھا ہوگا اس طرح وہ ساری رقم بڑھ جائیگی جو موجود حالت میں بنک کے آدمیوں کو ملتی ہے اسلئے کہ کسان کو شروع ہی فصل میں اپنی پیداوار لگان ادا کرنے کے خیال سے کم سے کم دام پر بیچنا پڑتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سب کانگریس حکومت کر رہی ہے لیکن اس سے دیہاتیوں کو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ان قانون سے ان کی کہنہ غریبی دور ہو جائیگی اور انکو وہ آزادی مل جائیگی جسکے لئے وہ اب تک لڑ رہے ہیں وہ آزادی صرف اس تنظیم کی طاقت پر منحصر ہے جو وہ اسوقت کر پائیں عوام کی اصلی طاقت انکی تنظیم اور اس ڈسپلن میں ہے جو وہ اپنے کشمکش کے دوران میں پیدا کر سکیں۔ قانون سازی بہت کم مدد کرتی ہے۔ آپ نے اسکی مثال بھی پیش کی اور فرمایا کہ قانون میں یہ دفعہ پہلے سے موجود تھی کہ زمیندار کا شکار داروں سے جو رقم پائیں اسکی انکو رسید دین اور اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو سزا کے مستحق ہوں گے لیکن چونکہ کسانوں میں کافی بیداری اور کافی تنظیم نہیں تھی اسلئے قانون صحیح طور پر نافذ نہ ہو سکا اور اس قانون کے باوجود موجودہ حالت میں ایسی ہزاروں مثالیں ہیں جن میں رسیدیں نہیں دی گئی ہیں آپ نے فرمایا کہ اسلئے جب تک عوام میں تنظیم اور ڈسپلن نہ ہو قانون سازی سے بہت کم فائدہ پہونچتا ہے۔ ارمان میں آپ نے تقریباً دس ہزار کے مجمع میں تقریر کی اور قانون آراضی کی دفعات اسی طرح سمجھائیں جس طرح آپ نے چکیری میں سمجھائی تھیں۔ جہاں بھی آپ نے لوگوں کو اس بات سے متنبہ کیا کہ وہ فرقہ پرستی کے شکار نہ ہوں اور ان لوگوں کے دھوکے میں نہ آجائیں جو یہ کہتے ہیں کہ کانگریسی حکومت صرف اکثریت کی بھلائی کا کام کر رہی ہے۔ کانگریس غریبوں کی بھلائی کیلئے ہو کر سکتی ہے کر رہی ہے اگر کسانوں کو موردی حق دیا جائیگا تو ہر شخص کو اس سے فائدہ پہونچے گا چاہے وہ ہندو ہو مسلمان ہو عیسائی ہو یا چھوٹی جہی کیوں نہ ہو۔ اگر لگان کم کیا جاتا ہے تو ہر شخص کو اس سے فائدہ ہوگا چاہے وہ کسی ذات اور کسی مذہب سے بھی کیوں نہ تعلق رکھتا ہو۔ اگر کسانوں کا قرضہ معاف کیا جاتا ہے تو نہ اس سے صرف مسلمانوں کو فائدہ ہے یا صرف ہندو کو فائدہ ہے بلکہ ہر شخص کا فائدہ ہے۔ پھر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ کانگریس حکومت کسی فرقہ کے خلاف یا کسی فرقہ کے موافق ہے۔

آپ ۱۹ کی صبح کو کانپور سے روانہ ہوئے۔

یوم خواندگی

۱۵ جنوری ۱۹۳۹ء

سرکاری اور غیر سرکاری

پیغامات

توسیع تعلیم

مالک سجدہ کے محکمہ توسیع تعلیم نے ۱۵۶۰ اسکول بالٹوں کے لئے کھولے ہیں اور ۶۸ گشتی کتب خانے جاری کئے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کتب خانے کی پانچ پانچ شاخیں قائم کی گئی ہیں اور اس میں ۳۰۰ کتابیں ہندی اور اردو کی ہیا کی گئی ہیں۔ ۳۶۰۰ دارالمطالعے کھولے ہیں جن میں سے ہر ایک کو ایک ہندی اور اردو کار سالہ اور دو دو ہفتہ وار اخبار دئے جاتے ہیں۔ ان سے ہمارے صوبے کے ہر حصہ کے لوگ تہت اور نیپال کی سرحد سے لے کر پنجاب راجپوتانہ مالک متوسط و وسط ہند اور بہار کی سرحد تک مستفید ہوئے ہیں۔ ان کا استعمال مفت کیا جاسکتا ہے۔ ان اسکولوں کے لئے چند خاص کتابیں تیار کی گئی ہیں جو طالب علموں کو بلا قیمت دی جاویں گی۔ جو مدرس اپنی مرضی سے ایک ناخواندہ بالغ کو خواندہ بنادیں گے ان کو روپیہ طرزی اسکیم کے مطابق ایک روپیہ انعام دیا جاسکے گا۔ آپ کم از کم اتنا تو کر ہی سکتے ہیں کہ لوگوں کو ان سے مستفید ہونے کے لئے راقب کریں۔

خواندگی کے عہد نامے پر دستخط کر کے وطن کی خدمت کیجئے۔

سرکاری پیغامات

ہم صوبہ جات متحدہ میں اپنے آپ کو بسماندہ سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہیں مگر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ تعلیم کے معاملہ میں ہم ہندوستان کے اکثر صوبوں سے پیچھے ہیں اس صوبہ میں تعلیم کی جو زبردست کمی ہے اسے ہم عرصہ سے ایک ضروری نقص سمجھتے چلے آ رہے ہیں اور یہ بھی خیال کرتے رہے ہیں کہ یہ نقص اسکولوں کی تعلیم میں توسیع کر کے بتدریج ہی دور ہو سکتا ہے۔ مگر صرف بچوں کو پڑھا دینا ہی کافی نہیں ہے۔ اگر ہم بچوں کی ایک کثیر تعداد کو پڑھا بھی دیں تو بھی اس طریقہ عمل سے بہت کافی مدت میں وہ صورت حال پیدا ہو سکے گی جسے ہم کسی "تعلیم یافتہ آبادی" کے لگ بھگ فرار دے سکیں۔ اس طریقہ عمل میں تیزی برتنے کے لئے (جیسی کہ اس میں برتنا چاہئے) ہمیں بالٹوں کو پڑھا لکھا کرنا ضروری ہے۔ ہم کو ان میں تعلیم حاصل کرنے کی خواہش پیدا کرنا چاہئے اور اس کے لئے ہمیں ان کو مواقع بہم پہنچانا چاہئے۔ یہ کام ایسا ہے جو صرف معمولی سرکاری عملہ اور سرکاری مالیات سے نہیں چل سکتا اور اگر اسے کامیاب ہونا ہے تو اسے افراد اور انجمنوں کی انتہک اور پوری حمایت حاصل کرنا پڑے گی۔ قوم کے تعلیم یافتہ اشخاص کو بحیثیت مجموعی ناخواندگی کے خلاف جنگ کی رہنمائی کرنا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس تحریک میں جو میری حکومت نے شروع کیا ہے صوبہ کی عورتوں کی طرف خاص توجہ کی جائے گی کیونکہ اگر بیویاں اور ماہیں پڑھی لکھی

بنائی جاسکیں تو دوسری نسل کو پڑھانے لکھانے کا کام بہت ہلکا ہو جائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ جس تحریک کی ابتدا ۱۹ جنوری کو کی جا رہی ہے وہ عوام کو خواندہ بنانے کی کوشش میں ایک نئے باب کا آغاز ہوگا۔

سیری ہیک

گورنر مالک متحدہ

ناخواندگی کو دور کرنا کانگریس کے پروگرام کا ایک خاص جز رہا ہے۔ ملک میں جمہوری خیالات کا پھیلاؤ اور رائے دہی کے حق کی وسعت نے اس سوال کو اور بھی اہم بنا دیا ہے۔ ملک کے ہر ایک باشندے کو اپنی روحانی، جسمانی اور دماغی ترقی کرنے کے لئے ہر آسائش پانے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ دماغی ترقی کے لئے ناخواندگی پہلی سیڑھی ہے۔ اگر ہم اپنے ملک سے ناخواندگی کا عذاب دور نہ کر کے تو دنیا کی قوموں میں ہم اپنا مناسب مرتبہ حاصل نہیں کر سکتے۔

ہمارے ملک کی ایک بڑی تعداد ناخواندہ ہے۔ ایک مقررہ وقت کے اندر انہیں خواندہ بنانے کے لئے ہر ایک پڑھے لکھے شخص کے لئے لازم ہے کہ وہ حتی الامکان اس کام میں مدد دے کیونکہ عوام کی عملی امداد کے بغیر سرکار باوجود اپنی تمام کوششوں کے ہماری اجتماعی اور معاشرتی زندگی کی خرابیوں کو دور کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ میں اپنے صوبہ کے پڑھے لکھے آدمیوں سے مختلف جماعتوں کے ممبران سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اس مقدس کام میں ہماری مدد کریں اور ناخواندگی دور کرنے کی کوشش کو کامیاب بناویں۔

گوند بلیم پنت

ہیں تو ہماری سوسائٹی بہت سی مصیبتوں میں مبتلا ہے مگر جہالت کا درجہ ان میں سب سے زبردست ہے۔ ہم عوام کو تندرستی یا زراعت یا کسی دوسرے سائنس کی تعلیم دینا چاہتے ہوں یا ان کو ان کے شہری حقوق اور فرائض سمجھانا چاہتے ہوں مگر جہالت کی چٹان سے ٹکرا کر ہماری سبھی کوششیں رائیگاں ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ہر شخص جو ملک کی ترقی اور بہبودی چاہتا ہے ان تمام کوششوں میں جو جہالت دور کرنے کے لئے کی جا رہی ہیں ہمدردی رکھے گا اور مجھ کو کامل یقین ہے کہ گورنٹ کو اس کام میں سبھی طبقوں سے پوری امداد حاصل ہوگی۔

ہندوستان میں آزادی کی لڑائی جاری ہے۔ ہماری یہ کوشش ہے کہ ہر طرح سے ہم اپنے کو اُس دن کے لئے تیار کر لیں جب کہ آزاد ہو کر اپنے ملک کا انتظام ہم آپ کریں گے۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہندوستان کے ہر ایک مرد و عورت تعلیم یافتہ ہو۔ آج کل ہماری گری ہوئی حالت بہت کچھ اس لئے ہے کہ ہمارے ہزاروں بھائی بہن تعلیم سے بے بہرہ ہیں اور ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے ہیں جو سنسار میں ہو رہی ہیں اور جن کا اثر کسی نہ کسی روپ میں ہمارے اوپر پڑ رہا ہے۔

آج اس صوبہ میں تعلیم کا کام شروع ہوا ہے۔ ہر ایک پڑھے لکھے عورت مرد سے میری یہ گزارش ہے کہ وہ آج کے دن یہ عہد کرے کہ کم سے کم ایک آدمی کو وہ پڑھا لکھا کر دے اور جنہیں علم نہیں ہے وہ کوشش کے ساتھ اپنے کو پڑھا لکھا بنادیں۔ اگر ہم سب مل کر اس کام کو اٹھالیں تو بہت تھوڑے وقت میں ہندوستان میں تعلیم پھیل جائے گی اور ہماری ترقی کی بنیاد پڑ جائے گی۔

وجیا لکشی پنڈت

صوبہ میں ”یوم خواندگی“ ۱۵ جنوری کو منایا جائے گا۔ اس دن وہ تحریک شروع ہوگی جسکی کامیابی ہر بالغ کو خواندہ بنادے گی۔

صرف پڑھ لکھ لینا ہی کوئی خاص بات نہیں ہے۔ مگر خواندگی سے تعلیم میں مدد ملتی ہے۔ تاوقتیکہ عوام کی کافی تعداد خواندہ نہ ہو ان کو تعلیم دینا تقریباً ناممکن ہے اور تعلیم کے بغیر عوام کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ اس تحریک کی اور ترقی و آزادی کی ضرورت کی تذکرہ کر سکیں۔ گویا ترقی کی راہ میں ناخواندگی ایک روڑا ہے۔ ۱۵ جنوری کو جس تحریک کا آغاز ہو رہا ہے اس کی کامیابی ملک کی سیاسی اور تعلیمی دونوں ترقیوں کو آسان بنادے گی۔

رفیع احمد قدوائی

ناخواندگی اور جہالت ہر ترقی کی (خاص کر دیہاتی رقبوں میں) سب سے بڑی دشمن ہیں۔ حکومت نے ہر پہلو سے گاؤں سدھار کرنے کے ایک زیر دست پروگرام کا بیڑا اٹھایا ہے مگر اس کا اعتراف ہے کہ ناخواندگی سے اپنے دوسرے ساتھیوں، جہالت اور دہم پرستی کے گاؤں سدھار کے راستے میں سب سے بڑا روڑا ہے۔ جب تک ہر گھر علم کی روشنی سے منور نہ ہو جائے (خواہ روشنی کتنی ہی کم ہو) جوتاریکی آج کل وہاں پائی جاتی ہے کبھی نہیں دور ہو سکتی اور اس وقت جب کہ ہم ناخواندگی دور کرنے کے شعل سوچ رہے ہیں ہمیں یہ نہ فراموش کر دینا چاہئے کہ اس میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ عورتوں کی ناخواندگی اور جہالت دور کرنا زیادہ ضروری ہے کیونکہ ہر حال عورت ہی گھر کی مالک ہوتی ہے اور اگر وہ ناخواندہ اور جاہل ہے تو گھر کی حالت سدھارنا مشکل ہوگا۔ سمجھ اسید ہے اور میری دعا ہے کہ اس صوبہ کا ہر شخص، مرد ہو یا عورت، لڑکا ہو یا لڑکی، جس کسی نے بھی اس روشنی کو دیکھا ہے وہ دوسرے کو بھی جو اس سے محروم ہے بہرہ اندوز کرے تاکہ گاؤں میں ہمارے گھر (زمیندار کا مالی خان مکان اور غریب سے غریب کسان کی جھونپڑی دونوں) علم کے چراغ سے روشنی پائیں۔ ہمارے ایسے غریب صوبہ میں اور ایسے مقدس کام میں ہنگو اپنے مقاصد حصول کے لئے رضا کارانہ کوشش پر اعتماد کرنا چاہئے اور مجھے امید ہے کہ ہر مرد اور عورت اس نصب العین سے متاثر ہو کر جسے آج کے دن پیش کر رہا ہے دوسروں کو تعلیم دینے کا مقدس

کام خود سر انجام دینے کا ہمد کرے گا نہ کہ روپیہ دے کر اس محنت کو دوسرے کے کندھوں پر ڈال دینگا۔
کیلاش ناتھ کا بھو

ناخواندگی ہمارے ملک کیلئے ایک خدائی تازیانہ ہے۔ ہمارے اکثر مصائب ہماری جہالت کے باعث ہیں اور جہالت اکثر ناخواندگی کے سبب سے ہوتی ہے۔ ماضی میں عوام کی ناخواندگی دور کرنے کے لئے کبھی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی۔ اس صوبہ کی کانگریسی حکومت ناخواندگی دور کرنے کی اسکیموں پر عمل کر کے ناخواندگی ختم کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ اب یہ عوام کا کام ہے کہ وہ اپنی قیمتی امداد دیکر ہمارے ملک کی ترقی میں معاونت کریں اور مجھے پورا اعتماد ہے کہ ہر صحیح انخیال شخص ناخواندگی کے ظلمات اس تحریک کی پوری پوری تائید کرے گا۔

حافظ محمد ابراہیم

یوم خوانگی منایا جائے یہ ایک اچھا خیال ہے۔ ہمارے صوبے میں اس ڈھنگ کی یہ پہلی چیز ہے۔ ہمارے صوبے میں ان پڑھوں کی جو بھاری تعداد ہے اسے کم کر دینا یہ میرا بھر و سا ہے۔ مجھے دکھائی دے رہا ہے کہ اس تحریک کا پھیل ہو گا کہ ہمارے ان پڑھ بھائی اپنی حالت کو آپ بھائی کے اور اپنے کو اوپر اٹھانے کا فیصلہ کرینگے۔ مجھے یہ بھی امید ہے کہ جن لوگوں کو تعلیم مل چکی ہے انکا دھیان اس ذمہ داری کی طرف کھینچا کہ وہ ان لوگوں کی مدد کریں جنکے نصیب میں اب تک پڑھنا لکھنا نہیں آیا ہے۔ اگر ہمارے پڑھے لکھے وہ لوگ جن کے پاس کچھ وقت ہے اپنا یہ ارادہ کر لینگے کہ اپنے وقت کا کچھ حصہ ان پڑھ لوگوں کو پڑھنے لکھنے کی تعلیم دینے میں لگا دیں گے تو صوبے میں جہالت کو دور کرنے کا سوال کم ہو جائے۔ میری یہ دلی گزارش ہے کہ ہمارے پڑھے لکھے بھائیوں میں سے کچھ لوگ ایسے نکل آ دیں جو وطن کی محبت میں اپنے ان پڑھ بھائیوں کی مدد کرنے کا فیصلہ کر لیں۔

پیشوتم داس ٹنڈن

غیر سرکاری پیغامات

مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ مائیک متھہ کی سرکار ناخواندگی دور کرنے کے لئے تحریک شروع کر رہی ہے۔ یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے لڑکے لڑکیوں کی پڑھائی کا پورا انتظام کریں لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ ناخواندگی دور کرنے میں ہم بالغوں کو بھی اپنے ساتھ لے لیں۔ ہماری کل ترقی پسند اجتماعی اور معاشیاتی اصل تعلیم کے اس معیار پر مبنی ہے جہاں تک عوام اسے حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر ناخواندگی دور نہیں کی گئی تو ہمارے لوگ اندھیرے میں پھٹکتے رہیں گے اور تجوش جذبات میں ادھر ادھر بہک جائیں گے اور اکثر دوسروں کے شکار ہو جائیں گے۔ کوئی بھی اصلاح ہو وہ

ناخواندگی کی اس چٹان سے ٹکڑا کر چرچور ہو جائیگی۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ سسہ کار اور کانگریس کے درمیان ناخواندگی دور کرنے کے معاملے میں پورا پورا اتحاد رہے گا اور اس تحریک میں سب لوگ خواہ ان کے سیاسی خیالات کچھ بھی ہوں ضرور حصہ لیں گے۔ یہ مشترکہ نظام العمل ہے جس میں ہر شخص کو شریک ہونا چاہیئے۔

جواہر لال نہرو

مجھے اس امر میں اپنی توقیر محسوس ہو رہی ہے کہ آئینہ دل و ذہن پر تعلیم نے بالوں کی ناخواندگی دور کرنے کی صوبہ گیر ہم کے افتتاح کے موقع پر مجھ سے ایک پیغام بھیجے، کو کہا ہے۔ عوام سے ناخواندگی دور کرنے کی اس زبردست سعی سے متعلق ہونا (چاہے وہ تعلق کیسا ہی معمولی ہو) ایک فخر ہے اور اس ناخواندگی کا دور کرنا ہماری مادر وطن کی اولین ضرورت ہے۔ ہمیں آئینہ دل و ذہن پر تعلیم کا مالک متحدہ نے اس زبردست تحریک کو اتنے خلوص کے ساتھ شروع کرنے میں ممنون ہونا چاہیئے۔ اگر کسی ہوشیار سی سے ترتیب دی ہوئی اور منظم اسکیم پر عمل شروع کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ تحریک کو نمایاں کامیابی حاصل ہو۔ تعلیم یافتہ طبقوں کا جوش و الہانہ عقیدت اور اثراء بالوں کی بیداری میں خاص ضروریات ہونگے۔

مشہور ماہرین تعلیم کے اعلیٰ دماغ عرصہ سے ہمارے عوام کی افسوس ناک حالت کے مسئلہ پر غور و فکر کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس تمام خرابی کی اصل جڑ وہ بے پایاں جہالت ہے جو اس وقت چھائی ہوئی ہے۔ اگر ہندوستان کو آگے بڑھنا اور جو خرابیاں ہکتو کلیف پہنچی رہی ہیں ان سے جنگ کرنا ہے تو ملک کے بالوں کی ترقی ہی اس کا صحیح حل پیش کرے گی۔ ایک صوبہ گیر ہم لاکھوں انسانوں میں ایک نئی روح ضرور پیدا کرے گی اور ان میں خود تعلیم کا جذبہ بھی پیدا کرے گی۔ اور اس طرح وہ کلیفیں اور مصیبتیں دور ہوئیں گی جو دیہاتوں کو اپنا شکار بنائے ہوئے ہیں۔ ہمارا خاص مقصد ہندوستانی عوام کی (خواہ وہ کسی ذات یا رنگ و نسل کے ہوں) یہودی اور ترقی ہونا چاہئے اور ہم اسی وقت اس حقیقی ترقی کا یقین کر سکتے ہیں جو ہندوستان کا حصہ ہے اور جو تمدن قوموں کے زمرہ میں اس کے لئے مناسب جگہ حاصل کر سکتی ہے۔ ناخواندگی کے خلاف یہ زبردست جنگ ہر تعلیم یافتہ مرد اور عورت کی تائید اور تعاون کی مستحق ہے اور تحریک تعلیم بالغان کی شاندار کامیابی کے لئے میں بھی دست بدعا ہوں۔

شاہ محمد سلیمان

اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کیا جاسکتا کہ جب تک جہالت کی تاریکی رفع نہ ہو جائے یہ ناگہن ہے کہ کوئی قوم اپنے مستقبل کو صحیح طور سے دیکھ دیکھ سکے۔ اس لئے میری تمام ہمدردیاں جہالت کو دور کرنے کے ساتھ ہیں اور میری دعاؤں میں ان لوگوں کے ہمراہ رہیں گی کہ جو میری قوم کو بے علمی اور جہالت سے بچانے میں کوشاں ہوں گے۔

احمد سعید

اس صوبہ میں ناخواندگی کو دور کرنے کی غرض سے جو اسکیم ہمارے پُر جوش و زرق و برق کی نگرانی میں تیار کی گئی ہے اس کی تائید ہر گوشہ سے ہونا چاہئے اور ان تمام لوگوں کو جو صحیح طور پر سوچنے اور سمجھنے کے عادی ہیں اپنے اختلافات سے قطع نظر کر کے اس کو کامیاب بنانے کی پوری کوشش کرنا چاہئے۔

یہ ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے بعض لوگ اس خیال کے بھی ہوں جو یہ سمجھتے ہوں کہ یہ اسکیم ان کی ضروریات کو خاطر خواہ پورا نہیں کرتی یا یہ سمجھتے ہوں کہ یہ اسکیم ایک بڑی حد تک صلاح طلب ہے لیکن یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ ناخواندگی کو دور کرنے کی یہ پہلی کوشش ہے جو سرگرمی کے ساتھ ایک بڑے پیمانے پر کی جا رہی ہے اور اس بنا پر ہمیں اس کے بارے میں اپنے خیالات ظاہر کرنے میں تحریکی پہلو اختیار نہ کرنا چاہئے بلکہ دل سے مدد کرنا چاہئے اور اس کو کامیاب ہونے کا پورا موقع دینا چاہئے۔ ناخواندگی کا مسئلہ ان مسائل میں سے ہے جن میں ہر قسم کے سیاسی خیالات کے لوگ شریک ہو سکتے ہیں اور ساتھ کام کر سکتے ہیں کیونکہ ہماری بیشتر مصیبتوں اور رکاوٹوں کے اسباب ناخواندگی اور غلط طریقہ ہائے تعلیم ہی ہے۔ ایک بار ہم نے ناخواندگی کو دور کر دیا اور غلط طریقہ ہائے تعلیم بدل دیا تو پھر دوسری جانب ہم تیزی کے ساتھ ترقی کر سکیں گے۔ یہ خیال بہت اچھا ہے کہ اس اسکیم کا افتتاح ایک خاص دن یوم ناخواندگی منا کر کیا جائے جسے یقیناً سب کو ملے گا۔ صوبہ میں یہ دن اس تحریک کے نمایاں شان طریقہ پر منایا جائے گا۔

محمد نعیم

تعلیم، تحفظ، روزگار و خدمت ان چار لفظوں میں گھر کے بزرگ کا اولاد کی طرف بھی اور راجہ حکم کا رعایا کی طرف بھی کل فرض تمام ہو جاتا ہے۔

سلطنت کا فرض ہے کہ رعایا کو عالموں کے ذریعہ تعلیم دے اور ایسی تعلیم دے کہ وہ ایک سو کو بھی لکھنا پڑھنا سیکھ سکیں اور سمجھا دیں۔ دلاوروں کے ذریعہ رعایا کی حفاظت کرے اور ان کو ایسی تعلیم دے کہ وہ ایک دوسرے کی حفاظت آپ بھی کر سکیں اور کرے۔ منظم تاجروں کے ذریعہ سب کے کھانے پینے کی فکر کریں اور ہر ایک آدمی کی فطرت کے مطابق اس کو ایسی رہنمائی تعلیم دے کہ ہر آدمی ٹھیک کام کر کے مناسب دام اور آرام کما سکے اور کمادے اور محنت کشوں کے ذریعہ سب کی مدد کا انتظام کرے اور سب کو ایسی تعلیم دے کہ سب ایک دوسرے کی فوری مدد کر سکیں اور کریں۔

اس لئے جب مجھے اپنے صوبہ کے لائق اور تجربہ کار باپو سمپوزنا خدجی وزیر محکمہ تعلیم کے خط سے معلوم ہوا کہ گورنمنٹ کی طرف سے خاص انتظام کیا جا رہا ہے کہ لاٹھی اس صوبہ سے دور کر دی جائے

تو مجھے بہت خوشی ہوئی کہ اپنا پہلا فرض رعایا کی تعلیم کا ادا کرنے کے لئے نئی گورنمنٹ نے کمر باندھی ہے۔ میں دل سے مناتا ہوں کہ وہ اس کوشش میں سب مح سے کامیاب ہو۔

ماٹھ ہی اس کے اس موقع پر سب کو یاد دلانا مناسب سمجھتا ہوں کہ صرف حروف پچھوا دینا پڑھنا لکھنا سکھا دینا ہی کافی نہیں ہے۔ تعلیم کچھ اور ہے۔ عوام کو یہ سکھانا چاہئے کہ وہ اپنے حقوق کو ہی نہیں بلکہ اپنے فرضوں کو بھی پہچانیں۔ یہ سکھانا چاہئے کہ ہر ایک آدمی اپنے ہی حقوق کو نہیں دوسروں کے حقوق کو بھی پہچانیں۔ دوسروں کے فرضوں کو نہیں بلکہ اپنے بھی فرضوں کو پہچانے غاندھاری کے فرض، جاغتی فرض، روزگاری فرض اور روحانی فرض سب کو پہچانے، اسے پورا کرے ایک طرف تعلیم سے جس سے لوگ اپنے حق ہی پہچانیں اور فرضوں کو بھول جائیں۔ ایسی تعلیم سے ان بڑھ رہنا ہی اچھا ہے۔

میری ٹری خواہش ہے اور امید کرنا ہوں کہ جو تعلیم نئی گورنمنٹ عوام کو دیگی۔ وہ دونوں جانب سے مکمل اور دونوں باتوں کو برابر کرنے والی ہوگی اور ہر کردی کو نیک بھی اور سنی الاظم بھی بنائیگی تاکہ وہ عوام میں گورنمنٹ کی مدد کرے۔ اُس کا بوجھ ہلکا کرے۔ خود اپنی اور اپنے کنبے کی فکر کرے ضرورت پر پڑوسیوں کی بھی مدد کرے اور دوسروں پر بلکہ گورنمنٹ پر بھی زیادہ بھروسہ کر کے پیچھا نہ رہے۔ یہ بھی ذکر کر دینا چاہتا ہوں کہ وزیر محکمہ تعلیم نمرائے مستغفوں سے خاص طور سے خواہش ظاہر کریں کہ وہ آپس میں گروہ بناویں اور یکے خیالوں کی عقل کو، دماغوں کو بجا کرنے والی گندگی پھیلانے والی انسان کو جو انیت میں گرا دینے والی لکھانی کو رد کریں اور اس کی جگہ عقل کو خوبی دینے والی لپٹھ علم کو بڑھانے والی، دل کو نیک بنانے والی شستہ شایستہ، تواریخی، جسمانی، روحانی علم کو رزق اور لطف کی تعلیم دینے والی، صنعت و حرفت کی و دل خوش کرنے والی کتابوں کو ہر صوبہ کی مادری زبان میں لکھنے لکھانے کی کوشش کریں۔

بھگوان داس

اس صوبہ میں ان لوگوں کی زبردست تعداد کو تیر نظر رکھتے ہوئے جو پڑھ لکھ نہیں سکتے۔ بالعموم کی ناخواندگی کے خلاف ہر کوشش کا غیر مقدم کرنا چاہئے۔ میں اس کی دلی تائید کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ ہر ایک کے دائرہ نظر میں عورت اور مرد دونوں ہونے۔ کیونکہ ہماری عورتوں کو اس معاملہ میں ہمارے مردوں سے بھی زیادہ امداد کی ضرورت ہے۔

مہاراج سنگھ

پریس نوٹ

محکمہ تعلیم صوبجات متحدہ

صوبہ کے تمام شہروں - قصبوں اور بڑے موافعات میں خصوصاً ان تمام جگہوں میں جہاں کتب خانہ مطالعہ گھر - یا باغ اسکول واقع ہے یوم خواندگی مناسب طور پر منایا جائے۔
ڈپٹی انسپکٹر و مدارس کو چاہئے کہ وہ ڈسٹرکٹ بورڈ جبرین - ڈسٹرکٹ بورڈ تعلیمی کمیٹی - جبرین گاؤں سہ بار جماعت - یونیورسٹیوں - کالجوں - ایٹنگ ورنائیو لہکولوں - ورنائیو لہکولوں - پاٹ شالوں اور مکتبوں کے انسران اعلیٰ و نیر ہر خیال کے مشور لیڈروں اور مرکزی اور صوبجاتی ایوان قانون ساز کے ممبران کو مدعو کریں اور ایک ضلع کمیٹی قائم کریں۔ یہ کمیٹی جبرین کا انتخاب خود کرے گی۔ کمیٹی کو مکمل طور پر نمائندہ بنانے کی تمام کوششیں کی جائیں۔ اس پوری جماعت و نیر مجلس عالمہ کے سکریٹری و خزانچی خود ڈپٹی انسپکٹر مدارس ہونگے۔ یوم بنانے کا سارا کام اس کمیٹی کے ذمہ ہوگا۔ مقامی اخباروں سے اس طرح اشتراک عمل کی درخواست کی جائے کہ وہ اس خبر کی شہرت دیں اور مدبرانہ طور پر اس مسئلہ سے دلچسپی لیں۔

بروگرام کا خاکہ حسب ذیل ہے لیکن یہ ناقابل تبدیل نہیں ہے۔ ضلع کمیٹیاں اس میں منسلب تبدیلیاں کر سکتی ہیں۔

یوم کا شروع صبح گشت (پر بھات پھیری) سے کیا جائے اس کے علاوہ وطنی گیت اور ایسی نظمیں گائی جاسکتی ہیں جس میں خواندگی اور توسیع تعلیم کی ضرورت بتائی جائے۔ یہ نظمیں مقامی شعراء سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

دوپہر کو وقت ایک ایک دروازہ پر جا کر پہلے ہر شخص کو معاہدہ بردستخط کرنے کے فوائد بتائے جائیں پھر ان سے دستخط لئے جائیں (معاہدہ منسلک ہے)

شام کو مجلس نکالے جائیں جن کے ساتھ ایسے جھنڈے ہوں جن پر خواندگی سے متعلق نعرے لکھے ہوں۔ ان جلسوں کے ساتھ خواندگی کے پوسٹر بھی ہو سکتے ہیں۔ ایسی چوکیاں ساتھ لگائی جاسکتی ہیں جن پر خواندگی کی ضرورت ظاہر کرنے والے سوانگ بنائے جائیں۔ جلسوں میں شریک ہونے والے لوگ مقبول نظمیں اور مناسب نعرے لگا سکتے ہیں (کچھ پوسٹر ڈپٹی انسپکٹر مدارس سے حاصل کئے جاسکتے ہیں باقی مقامی طور پر تیار کئے جائیں)

شام کو ایک جلسہ کیا جائے جس میں لیڈروں اور ماہرین تعلیم کے بیانات پڑھے جائیں اس

موت پر خواندگی کی ضرورت برقرار رہی بھی کجا سکتی ہیں اور محکمہ کی سکیم کو سمجھانے کی کوشش بھی ہو سکتی ہے
نسل میں جو کام ہو چکا ہے اور آئندہ کے متعلق جو پروگرام بیتِ نظر سے وہ بھی حاضرین کو بتایا جاسکتا
ہے۔ مخصوص اس موت کے لئے کسی ہونی نہیں بڑھی جاسکتی ہیں۔ طالب علم خواندگی کے متعلق جھوٹے
جھوٹے ڈرامے کھیل سکتے ہیں۔ چوکیاں دکھانی جاسکتی ہیں اور انسانی مضامین بڑے جاسکتے ہیں۔ مقامی
تیار شدہ پوسٹروں۔ نغزوں۔ نغزوں اور کتابوں وغیرہ کی نمائش کجا سکتی ہے۔ سب سے اچھی نظم مضمون
اور نغز کے مصنفین اور مضمون کو جلسہ میں مناسب انعامات دے جاسکتے ہیں۔ جلسہ کی کارروائی
سے پہلے حاضرین سے معاہدہ خواندگی لیا جاسکتا ہے اپنے گھروں پر شخصی طور پر بارنگ اسکول قائم
کرنے کی غرض سے جماعتیں بنانے میں لوگوں کی ہمت افزائی کجا سکتی ہے۔ اس پروگرام میں طالب علموں
کا حصہ ایک خاص ہم جزو ہے۔ طالب علموں سے خاص طور پر معاہدے لئے جائیں کہ وہ آئندہ بڑی چھٹیوں
میں یہ کام کریں۔

یہ ضروری ہے کہ کم سے کم دو مہینے پندرہ دن پہلے مقامی مذاہر مصنفین اور طالب علموں کے مقابلہ
کے لئے مضامین۔ نغز۔ پوسٹر اور تصویریں تیار کرنے کے لئے مدعو کیا جائے۔ ایک مختصر
کمپنی بنائی جائے جو ان میں سب سے بہتر کا انتخاب کرے۔ سب کمیٹی جسے سے ایک دن پہلے
اپنا کام ختم کر دے۔ یہ تمام باتیں زیادہ سے زیادہ کفایت شناسی سے کہجائیں۔ ضلع کمیٹی ضروری چندہ
جمع کر سکتی ہے اور جو روپیہ ان لوگوں سے جمع ہو جو معاہدہ بردستخط کریں اور روپیہ بھی دیں وہ سب
ڈپٹی انچیکٹر مدارس کے پاس جمع کیا جائے یہ روپیہ اس ضلع کے مدرسین کو بونس دینے میں اور بارنگ
اسکولوں کو کتابوں روٹنی اور سامان وغیرہ کے لئے مدد دینے میں مجلسِ عالمہ کی تجویز پر انفرسٹریکچر تعلیم
کی منظوری کے ساتھ محکمہ توسیع تعلیم کے قانون کے مطابق صرف کیا جائے۔

مقامی جشن کی مکمل رپورٹ جتنی جلد ممکن ہو انفرسٹریکچر تعلیم کے پاس سول سکرٹریٹ موہجٹ
متحدہ لکھنؤ میں بھیجی جائے۔ اگر ممکن ہو توجہ اور نمائش کی تصویریں۔ نغزوں۔ پوسٹروں اور نغزوں
کی نقلیں بھی ان کے پاس بھیجی جائیں تصویریں صاف اور اشاعت کے لائق ہوں۔

نوٹ۔ افسانہ خواندگی کی تحریک شروع شروع میں بوجہ کے طور پر صرف مردوں تک
محدود ہے لیکن حکومت اس مسئلہ پر غور کر رہی ہے کہ جلد از جلد اس تحریک میں عورتیں بھی
شامل کر لی جائیں اس لئے اگر تعلیم یافتہ عورتیں اس قسم کی تحریک عورتوں میں شروع کرنا
چاہیں تو ان کی ہمت افزائی کی جائے اور ہر طور پر مدد کی جائے۔

عہد نامہ

یوم خواندگی کے موقع پر یعنی ۱۵ جنوری ۱۹۳۹ء کو تعلیم یافتہ مردوں اور عورتوں سے یہ معاہدہ لیا جائے۔

یہ میراثین ہے کہ ناخواندگی اس ملک کے لئے بدترین لعنت ہے اور یہ اخلاقی اور مادی ترقی کی راہوں کو بند کرتی ہے۔ اس کو کم سے کم وقت میں دور کرنے میں مدد دینا ہر تعلیم یافتہ ہندوستانی کا فرض ہے۔ لہذا میں وعدہ کرتا ہوں کہ سال بھر میں کم سے کم ایک مرد یا عورت کو خواندہ بنادوں گا یا ضلع کی ناخواندگی انجمن کو دو روپیہ (ایک بالغ ان پڑھ کو خواندہ بنائے گا کم سے کم خرچ) ادا کر دوں گا تاکہ وہ میری طرف سے یہ فرض انجام دے۔

.....	پورا دستخط
.....	پیشہ
.....	پورا پتہ

ترک منشیات

صوبجات متحدہ میں ترک منشیات کے فائد

سیکڑوں گھروں کی مصیبتیں دور ہو رہی ہیں

اشتراک عمل کیلئے وزیر آبکاری کی عوام سے درخواست

عالیجناب ڈاکٹر کے این کاٹجو وزیر آبکاری نے اجتناب منشیات کانفرنس میں پوری کے موقع پر تاریخ ۲۰ نومبر ۱۹۳۹ء تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ معبود خطہ زمین کا نظارہ ہم ۱۹۲۱ء کے اس درخشاں زمانہ میں دیکھ چکے ہیں جب کانگریس اور گاندھی جی کی فرمائندگی میں تمام فرقوں نے خود بخود شراب اور دوسری نیشیل چیزوں سے پرہیز کرنے کا عہد کر لیا تھا۔ میں امید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ نظارہ اپنی پوری تکمیل

کو پہنچ جائے انھوں نے فرمایا کہ ترک نشیات حقیقتاً عوام ہی کا کام ہے اور اس سلسلہ میں ان کو ہر گوشہ سے مدد ملنا چاہیئے رائے عامہ کو سدھارنا چاہیئے اور سماجی بیداری پیدا کرنا چاہیئے۔ آج بچاس برس سے کانگریس مکمل ترک نشیات کی حامی ہے۔ اسلئے یہ فطری طور پر ضروری تھا کہ کانگریسی عسکروں کے وزارتی پروگرام میں ترک نشیات پر سب سے زیادہ اہمیت دیجائے۔ اس کے علاوہ گاندھی جی کی فیض رساں شخصیت نے اس تحریک کو بڑا فائدہ پہنچایا۔ جناب وزیر صاحب نے فرمایا کہ مین پوری اور ایٹھ کی سات جہینوں کی کامیابی سے اندازہ ہوتا ہے کہ مکمل ترک نشیات کی تحریک ان صوبوں میں آسانی کے ساتھ کامیاب ہو سکتی ہے موجودہ حکومت مکمل ترک نشیات پر بالکل تیار تھی جس کا کھلا ہوا نتیجہ یہ تھا کہ آبکاری کی ڈیڑھ کروڑ آمدنی ختم ہو جاتی ہے آپ نے بتایا کہ حکومت نے لکھنؤ آباد اور بنوں میں شراب کے بکنے کا بالکل نیا انتظام ایسی دوکانوں کے ذریعہ کیا ہے جو حکومت کے زیر انتظام رہیں گی۔ ڈاکٹر کاٹھو صاحب نے فرمایا کہ آئندہ سال میں حکومت کو ہر سمت میں مزید ترقی حاصل ہوگی۔ ممنوعہ خط بہت زیادہ بڑھادیا جائیگا اور بہت سی اور دوکانیں بند کر دی جائیں گی حکومت کے زیر انتظام دوکانوں کی نگرانی کی جا رہی ہے اور صنعتی حلقوں میں تنخواہ ملنے کے دنوں میں مزدوروں کو شراب نوشی سے بچانے کے لئے دوکانیں بند کرنے کی تجویز پر غور کیا جا رہا ہے۔

دشمن پر ہر پہلو سے حملہ

جناب وزیر نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ پولیس اور فوج کے محکموں کی طرح آبکاری کے محکمہ کو بھی صرف خیر کرنے والا محکمہ بن جانا چاہیئے جس کا کام لوگوں کو شراب نوشی کی بری عادت سے بچانا ہو۔ ”ہمارا مقصد اور دلی مدعا مکمل ترک نشیات ہے ہماری شروع کی کامیابی بتاتی ہے کہ ہم چند ہی سال میں اس مقصد کو حاصل کر لینگے۔ ہم کئی پہلوؤں سے اس وقت دشمن پر حملہ کر رہے ہیں۔ ہم نے ترک نشیات کو ایٹھ اور مین پوری کے دھڑلوں میں اور ان دھڑلوں کے دامن پر پانچ میل کے ممنوعہ خط میں مکمل طور پر پناہ دے دیا ہے۔ ہم نے سارے صوبہ میں ۲۵ فیصدی دوکانیں کم کر دی ہیں ہم نے ٹیکس اور اس طرح قیمت فروخت کافی بڑھادی ہے۔ شراب بیچنے کے لئے دوکانداروں کو ایسا لائسنس دینے کا پرانا طریقہ جس کی رو سے جس قیمت پر چاہیں شراب بیچ سکتے تھے ہم نے بند کر دیا ہے اسلئے کہ اس صورت میں دوکاندار شراب کی فروخت بڑھانے کی کوشش کرتا تھا۔ ہم نے سارے صوبہ میں قیمتیں مقرر کر دی ہیں اور نیلام کے طریقہ کو تبدیل کر کے اس برائی کو دور کرنے کی کافی کوشش کی ہے۔

ہمت افزا پورٹیں

ڈاکٹر کاٹھجو صاحب نے فرمایا کہ اپریل سے ستمبر تک چھ مہینوں کی سارے صوبہ کی پورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ شراب اور دارو کے استعمال میں پورے صوبہ میں بہت کمی ہو گئی ہے۔ انھوں نے اعداد و شمار بھی پیش کئے۔ ”سارے صوبہ میں بجز مین پوری اور ایٹھ کے ممنوعہ ضلعوں کے جہاں شراب کی دکانیں حکومت کے انتظام کے ماتحت ہیں گذشتہ چھ مہینوں میں فروخت کی فیصدی کمی حسب ذیل رہی۔ دیسی شراب ۷۰.۴۴ فیصد، گانجہ ۷۰.۷۷ چرس ۸۷.۴۸ بھنگ ۱۶.۶۶۔ بجز مین پوری اور ایٹھ ضلعوں کے گذشتہ چھ مہینوں میں صوبہ کی فیصدی کمی حسب ذیل تھی۔ دیسی شراب ۳۰.۵۵ فیصد، گانجہ ۲۵.۴۷ چرس ۲۴.۶۰ اور بھنگ ۲۰۔

انھوں نے فرمایا کہ حال کی رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ نشہ بازوں کی عورتیں اور بچے ہاتھ اٹھا کر کانگریس کو اس بات پر عداوت رہی ہیں کہ اس نے ان کی زندگی میں کیسے اعجاز کیسا تھا بہتر بنا دیا ہے۔ اس سچائی میں کوئی شک نہیں اسلئے کہ حقیقتاً نشہ بازوں کی عورتوں اور بچوں ہی کو تکلیفیں اٹھانا پڑتی تھیں انھوں نے فرمایا کہ ترک نشیات اصولی طور پر صرف عوام کا کام ہے۔ ”ہم کو ہر گوشہ سے مدد اور اشتراک عمل کی ضرورت ہے۔ رائے عامہ کو سدھارنے اور سماجی بیداری پیدا کرنے کی سخت ضرورت ہے“

خلاف قانون کشیدگی

دیسی شراب کی غیر قانونی کشیدگی کے حوالہ میں مقرر نے فرمایا ”ہر شخص اس بات سے اتفاق کرتا ہے کہ دیسی شراب کی غیر قانونی کشیدگی کی قیمت حیرت انگیز طریقہ پر کم ہے۔ میں نے لوگوں کو کہتا سنا ہے کہ شاید ایک آنہ فی بوتل قیمت ہوتی ہے تجربہ یہ بتاتا ہے جب قیمتیں کم کر دی گئی ہیں تو دیسی شراب کا استعمال بڑھ گیا ہے اور جب بڑھادی گئی ہیں تو استعمال گھٹ گیا ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے قیمتوں کی تھوڑی سی تبدیلی بھی چڑھاؤ اور اتار بڑھاؤ اثر ڈالتی ہے۔“

”خلاف قانون کشیدگی اس وقت بھی کی جاتی ہے اور یہ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک خلاف قانون کشیدہ شراب اتنی کم قیمت پر نہ بکنے لگے جس سے خلاف قانون کشیدگی کا کاروبار کرنیوالوں کو ذرا بھی نفع نہ ہو۔ لیکن یہ ناممکن ہے اس لئے خلاف قانون کشیدگی کو روکنا کا صرف یہ طریقہ ہے کہ کافی سرخ رساں عملہ مقرر کیا جائے اور ملازمین کو سخت سزائیں دی جائیں اور رائے عامہ اتنی سدھار دی جائے کہ وہ کسی طرح کی بھی شراب پینے کو پسند نہ کریں؟“

ڈاکٹر کا بچوں نے فرمایا کہ اب تک اجتناب منشیات کے خلاف صرف زبانی روک تھام کی گئی ہے۔ لیکن اب ہمارا مقصد مکمل ترک منشیات ہے چنانچہ محکمہ کو بتادیا گیا ہے اور مجھے خوشی ہے کہ محکمہ والوں نے اس کی قدر کی ہے کہ ان کا فرض ہے کہ وہ مکمل ترک منشیات کی تحریک کو ترقی دیتے ہیں ہر امکانی کوشش کریں۔ آجکاری کے جوائن کو روکنے اور ان کی سراغ رسانی کرنے کے لئے ان کو ہر وقت کوشاں رہنا چاہیئے اسی کے ساتھ ساتھ ان کو یہ بھی کوشش کرنا چاہیئے کہ عوام کے خیالات ایسے سدھربائیں کہ وہ خود منشیات سے پرہیز کریں۔ مجھے پوری امید ہے کہ محکمہ کا ہر بڑا اور چھوٹا افسر یہ کوشش کریگا کہ وہ اپنے کونے حالات کے مطابق ڈھال سکے۔

بسطرچ کھادی تحریک کے شروع میں ہم میں سے ہزاروں آدمیوں نے یہ قسم کھائی تھی کہ وہ صرف ہاتھ کا بنا اور ہاتھ کا کتا کٹر اپنے گے خواہ وہ کیسا ہی خراب کیوں نہ ہو اور کھادی تحریک کو کامیاب بنائیں گے اسبطرچ میں اپنے تعلقہ داروں بڑے زمینداروں سرکاری اعلیٰ افسروں اور علمی پیشہ کے ممبران سے پر خلوص درخواست کرونگا کہ وہ الکوہل کے کم سے کم استعمال سے بھی پرہیز کریں تاکہ دوسرے اس سے سبق لیں اور ان کی مثالیں ہزاروں پریشان خانہ لائوں کی مصیبتوں سے بچاسکیں اور ان کے گھروں کو خوشی اور اطمینان میسر آئے۔

(ب) ضلع میں پوری منشیات کا استعمال

اس ضلع میں یکم اپریل ۱۹۳۸ء سے اشیاء منشی کا استعمال بجز خاص صورتوں کے ممنوع قرار دیا جاچکا ہے باشندگان ضلع نے اسکا عملی ثبوت دیا ہے کہ وہ درحقیقت تمام نشیلی استعمال کو نہایت خفارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور انھوں نے اس بڑی چیز کو ترک کر کے اپنے ضلع کو دیگر اضلاع کے واسطے قابل تقلید بنا دیا ہے۔ مندرجہ ذیل اعداد شمار سے یہ اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ بمقابلہ سال گذشتہ یعنی ۱۹۳۷ء سال رواں یعنی ۱۹۳۸ء میں منشیات کا استعمال قریب قریب نفی میں ہے۔ باشندگان ضلع ہڈانے یہ اچھی طرح ذہن نشین کر لیا ہے کہ پیشک نشیلی چیزوں کے ترک کرنے ہی میں جانی دہائی فائدہ ہے۔ یہ سمجھ لینے کے بعد وہ اب بہت خوش نظر آتے ہیں بلکہ ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں کہ لوگ نشیلی چیزوں کے استعمال سے نفرت کرتے ہیں۔ آبادی کے لحاظ سے یہ کہنا خالی از دلچسپی نہوگا کہ بمجموعہ ۴۳۲،۴۹۹ نفوس کے صرف تقریباً دو سو آدمی نشہ کی چیزوں کا استعمال کرتے ہیں جو بدرجہ مجبوری ادویات کے طور پر ہے لہذا ہر طریقہ سے کامل یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اسوقت ضلع ہڈا میں منشیات کا استعمال عیش و عشرت اور شوق کی خاطر ہرگز نہیں ہے۔

اعداد شمار بکری اشیاء منشی ۹ ماہ سال گذشتہ و سال رواں یعنی یکم اپریل ۱۹۳۸ء لغایت ۳۱ دسمبر ۱۹۳۷ء
دیکم اپریل ۱۹۳۸ء لغایت ۳۱ دسمبر ۱۹۳۷ء۔

کی فیصدی	سال ۱۹۳۸-۳۹ء	سال ۱۹۳۷-۳۸ء بابت ۹ ماہ
۹۹.۶۹	۲ ۲/۳ گیلن	۳۳۸۲ گیلن
۸۲.۶۲	۲۰ ۱/۴ سیر	۱۱۵ سیر
۹۸.۶۳	۵ سیر	۲۹۵ سیر
۹۹.۶۸	۱ ۱/۴ سیر	۹۸۲ سیر

علاوہ ثبوت بالا کے ترک منشیات کا ایک مضبوط اور مستحکم عملی ثبوت یہ بھی ہے کہ آخر اکتوبر ۱۹۳۸ء تک ضلع ہذا میں افیون کے پرمٹ کی تعداد ۲۰۵ اور چرس کی ۵۱ تھی جو آخر نومبر ۱۹۳۸ء تک کم ہو کر ۱۶۴ و ۲۴ بالترتیب رہ گئی اسی طرح افیون اور چرس کا ہفتہ وار استعمال گھٹ کر اٹھارہ چھٹانک سے چودہ چھٹانک اور چرس کا چار چھٹانک سے تین چھٹانک رہ گیا۔ کیونکہ لوگوں نے تجدید کرانے وقت مقدار خوراک کم کرادی اور بہت سے لوگوں نے رفتہ رفتہ اس عادت کو بالکل چھوڑ دیا۔ اب صرف وہ لوگ عادی نظر آتے ہیں جو بوجہ کسی بیماری کے نشیلی چیزوں کا استعمال ضروری ہے۔ اور بغیر استعمال کے ان کو نہایت تکلیف کا شکار ہوگا۔ پھر بھی وہ اپنے حتی الامکان یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس عادت کو چھوڑ دیں۔

یہ دیکھ کر بے حد مسرت ہوتی ہے کہ جو لوگ بوجہ موسم سرما سردی سے بچنے کی خاطر اس موسم میں چرس اور افیون کا استعمال خواہ وقتی طور پر یا عادتاً کثرت سے کرتے تھے انہوں نے اب اس عادت کو ترک کر کے اپنی مالی حالت کو درست کر لیا ہے اور سردی کا سامان اس بچت سے جو ترک منشیات سے ہوئی تیار کیا اس طرح ان کے اہل و عیال بہ نسبت پہلے کے اب اپنی زندگی اطمینان سے بسر کرنے لگے۔ اس قسم کی مثالیں ہلکے کثرت سے ملتی ہیں۔ محض (Prohibition) ترک منشیات کی برکت کا نتیجہ ہے۔ یہ ضلع ہذا کی خوش قسمتی ہے کہ سب سے پہلے ہلکے یا دور موقعہ ملا اور اس سے باشندگان ضلع ہذا نے بہت جلد فائدہ اٹھایا۔

ہمارے ضلع کے اعلیٰ افسر صاحبان جو دور سے واپس ہوئے اور انسپکٹران آبکار سی جو ہر وقت ضلع کا دورہ کرتے رہتے ہیں ان کی رپورٹ ہے کہ ضلع میں کشیدہ نا جائز شراب کے ثبوت نہیں ملتے ہیں اور نہ شراب افیون اور چرس وغیرہ باہر سے لاکر ضلع میں فروخت ہوتی ہے البتہ نادان افراد اشخاص ضرور ایسے پائے گئے جن کے پاس ایک یا دو وقت کی خوراک صرف افیون یا چرس وغیرہ کی پائی گئی ہے مگر وہ ہرگز فروخت کرنے کے ارادہ سے نہیں پائی گئی ہے ایسی مثالوں کا عدم وجود برابر ہے۔

صحیح مسلمہ

ڈاکٹری امداد اور لوگوں کی تندرستی

(۱) خلاصہ

کوشش کی جارہی ہے کہ ڈاکٹری امداد زیادہ سے زیادہ جھٹوں میں پہنچائی جاسکے۔ عام طور پر ہر ضلع میں ۴۴ دپہ اور حکیم اور ایک یا دو الو پتھک ڈاکٹر رکھے جائیں گے۔ اس کے علاوہ بچاس ہزار روپیہ ڈسٹرکٹ بورڈوں کو دیدیا جائیگا کہ وہ اس روپیہ سے اپنے دیہاتی ہسپتالوں میں اتنی کافی تعداد میں دوائیں رکھیں کہ وہ دیہات والوں کی ضرورتوں کے لئے کافی ہو سکیں۔ یہ تجویز ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈوں میں یہ روپیہ برابر برابر بانٹا جائے یعنی ہر ڈسٹرکٹ بورڈ کو، اس روپیہ کے علاوہ جو اسے عام طور پر دوائوں کے لئے ملتا ہے، روپیے کا برابر حصہ ملے۔

(۲) اس تجویز کے بناتے وقت اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے کہ ڈاکٹری امداد، ہر گاؤں کے ۵ میل کے اندر ہی اندر ہو۔ سرالوڈ ایلینٹ نے ۱۹۲۹ء میں اس مسئلہ کو بہت اچھی طرح سوچا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں اتنے شفاخانے تھے۔

(۱) ٹاؤن ایریا میں ۱۵۸

(۲) گاؤں میں ۱۱۲

(۳) یونیٹوں میں ۲۵۴

انہوں نے حساب لگایا تھا کہ یونیٹوں میں ایک اور دیہاتوں میں ۲۶۹ شفاخانے بڑھا دینے سے یہ ہوگا کہ ہر گاؤں والے کو پانچ میل کے اندر ہی اندر ڈاکٹری امداد مل سکے گی۔ اس وقت سے اب تک ۲۴۴ شفاخانے بڑھائے جا چکے ہیں۔ ان میں سے صرف ۱۱۳ دیہاتی شفاخانے ہیں۔ اس لئے اب صرف یہ ضرورت ہے کہ ۲۵۶ شفاخانے دیہاتوں میں اور بنادیں جائیں۔

(۳) اس مقصد کو سامنے رکھ کر اب یہ تجویز ہے دیہاتوں میں نیچے لکھے ہوئے حساب سے شفاخانے بڑھا دیئے جائیں۔

(۱) الو پتھک ۴۸ نیامی شفاخانے

۱۶ سفری شفاخانے

(۲) دوسری طرح کے ۱۹۲/۲۵۶ یعنی ہر ضلع میں ۴۔

اسلئے صرف ۲۵۶ دیہاتی شفاخانے کھول دیئے کے بعد آئندہ وزیراعظم کا یہ مقصد پورا ہو جائیگا کہ ڈاکٹری امداد ہر گاؤں کے کم سے کم پانچ میل کے اندر ہو۔ ۱۰۰ شفاخانوں کی کمی اس طرح پوری ہو جائیگی کہ ان سے شفاخانوں

میں سے کچھ سفری ہوں گے۔

(۴) اسکے علاوہ زچہ اور بچہ کی دیکھ بھال کے لئے بھی کچھ مرکز بنائے پڑینگے۔ ان مرکروں کا خاص کام یہ ہوگا کہ وہ دیہات کی دایوں کو بچے کی پیدائش کے بارے میں سب ضروری باتیں سکھادیں۔ ڈاکٹر ٹی۔ ایس۔ ایر جو انڈین رڈ کراس سوسائٹی کی طرف صوبہ متحدہ کے ”زچہ اور بچہ گھروں“ کے ڈائرکٹر ہیں، انھوں نے اس طرح ۴۰ مرکز دیہاتوں میں اور ۴۶ شہروں میں کھول رکھے ہیں۔ بد قسمتی سے اس طرح کی زیادہ عورتیں نہیں ملتیں جو دای کا کام سیکھنا چاہتی ہوں اس لئے سنئے گھر نہیں کھولے جاسکتے۔ اسلئے اس وقت صرف یہ تجویز ہے کہ اگر کافی تعداد میں سیکھے ہوئے کام کرنے والے مل جائیں تو دیہات سدھار کے ۲۴ مرکروں پر ”زچہ اور بچہ گھر“ کھول دیے جائیں۔ ان ”گھروں“ کا کام یہ ہوگا کہ وہ دیہات کی دایوں کو کام سکھائیں اور جب وہ کام سیکھ چکیں تو انھیں مفت ایک بکس دیا جائے۔ جب ایک جگہ کی سب دایاں کام سیکھ چکیں تو اس مرکز کو اٹھا کر دوسری جگہ لے جاسکتے ہیں۔ اس طرح کے مرکز یا تو ”مٹر ٹی اور چائلڈ دل فیئر“ کے ڈائرکٹر کی نگرانی میں کھولے جائینگے اور یا ضلع کے ہیلتھ آفسروں کی نگرانی میں جو انڈین رڈ کراس سوسائٹی کی ضلع کی سطح کے سرکاری ہوتے ہیں۔ ان کوششوں سے بھی فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جا رہی ہے جو سویت ضلع الہ آباد کے مسٹر، پالٹن چیمچ ایسوسی ایشن کے مشن اسپتال نے دایوں کو سکھانے کے لئے کی ہیں۔ اس اسپتال میں دایوں کو سکھانے کے لئے ۱۲ رومز کی رقم الگ کر دی گئی ہے۔

(۵) شفا خانے صرف ان جگہوں پر بنائے جائینگے جہاں کیلئے ضلع کی دیہات سدھار ایسوسی ایشن رائے دے۔
(۶) یہ بات بتانے کی کچھ زیادہ ضرورت نہیں کہ ڈاکٹروں کا کام صرف دیہاتیوں کی دوا دار دکرنا ہی نہیں ہے بلکہ ان کا خاص کام یہ بھی ہے کہ ان میں صفائی کی عادت پیدا کریں اور انھیں تندرستی کے طریقے اختیار کر نیکی عادت ڈالیں۔ سمجھدار دیہاتیوں کو فرسٹ ایڈ کی تعلیم دینی چاہئے۔ اور ان کی مدد سے ملیہ یا ہیمنڈ، بیچس اور کھجلی جیسی بیماریوں کے بارے میں زیادہ سے زیادہ کام کی باتیں، دیہاتیوں میں پھیلانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کام کے لئے میجک لینٹرن کی مدد سے لکچر دینے اور اشتہار لگانے بھی ضروری ہیں۔ دیہاتیوں میں اپنی اور دوسروں کی مدد کرنی سچی عادت اور جذبہ پیدا کر نیکی کوشش کرنی چاہئے تاکہ وہ ایسے گڈھوں، کھائیوں اور تالابوں کو مٹی سے پاشتے نہ ہیں، جہاں مچھر پیدا ہو کر ملیہ یا پھیلاتے ہیں۔ پینے کے پانی میں تھوڑے تھوڑے دن میں لال دوا ڈالنی چاہئے۔ بہت سمجھدار پی کے ساتھ لوگوں کو نشے کی چیزیں استعمال کرنے سے روکنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ مختصر یہ کہ زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ باریوں کو اچھا کرنے سے زیادہ انھیں روکنے کی کوشش پہلے کی جائے۔

(۷) ڈاکٹری بکسوں کے متعلق بھی خاص تجویزیں ہیں۔ یہ بکس پبلک ہیلتھ کے محکمہ کی طرف سے ملا کر دیے گئے۔ آج کل اس محکمہ کی طرف سے صوبہ متحدہ میں ۲۶۱۴ بکس دئے جا چکے ہیں۔ تجویز ہے کہ ان کی تعداد چار ہزار

کردی جائے۔ ان بکسوں کو حفاظت سے رکھنا چاہئے اور جب وہ خالی ہو جائیں تو ضلع کے ہیلتھ آفیسر کے یہاں سے انھیں بھر بھرا لینا چاہئے۔

(۲) نگرانی

(۸) الویٹیک، مقامی اور سفری شفا خانے اور دوسرے دواخانے عام طور پر ضلع کے سول سرجن کی نگرانی میں رہیں گے۔ اور جہاں تندرستی کی نئی تجویزیں شروع کر دی گئی ہیں، وہاں عام طور پر ضلع کے ڈیکل آفیسر کی نگرانی کریں گے۔ زچہ اور بچہ خانوں کے ڈاکٹر، ان گھروں کی نگرانی ضلع کے ڈیکل آفسروں کی مدد سے کریں گے، جو ڈاکٹر اس سوسائٹی کی طرف سے ضلع کے سکرٹری ہوتے ہیں۔

(۹) عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ دواؤں کے بکس حفاظت سے نہیں رکھے جاتے اور اس کا نتیجہ ہوتا ہے کہ دوائیں بالکل خراب ہو جاتی ہیں۔ بکسوں کو اٹھانے اور رکھنے میں بڑی بے احتیاطی سے کام لیا جاتا ہے اور بکسوں میں دواؤں کی شیشیوں پر یا گاہ ہی نہیں دکھائی دیتے اور یا وہ بالکل ٹوٹی ہوئی ہوتی ہیں۔ اس لئے اس بات کی نگرانی بے حد ضروری ہے کہ ان دوا کے بکسوں کو اچھی طرح رکھا جائے۔ دیہات سدھار کے محکمے کی طرف سے جو ڈاکٹر مقرر کیا جائیگا اس کا کام یہ ہوگا کہ وہ اپنے حلقے کے سب بکسوں کی دیکھ بھال کرتا رہے۔ دیہات سدھار ایسوسی ایشن کے سکرٹری کا کام ہوگا کہ وہ ان بکسوں کو برابر بھروسے کا انتظام کرتا رہے اور ڈاکٹر پبلک ہیلتھ۔ یو۔ پی ان بکسوں کے لئے دوائیں دے گا۔

(۱۰) ضلع کی دیہات سدھار ایسوسی ایشن کے صدر اور سکرٹری اور دیہات سدھار انسپکٹر کا یہ کام ہوگا کہ وہ ہر ڈاکٹر کے لئے ایک حلقہ بنادیں۔ اور ڈاکٹروں کا فرض ہوگا کہ وہ اپنے دورے اور کام کارورڈر ناچھ بنا کر ضلع کے سکرٹری کو بھیجیں۔

(۳) دواؤں کی فراہمی

الویٹیک دواؤں کا انتظام ڈاکٹر آف پبلک ہیلتھ کے ذریعے ہوگا جس کی طرف سے دواؤں کے بکس بانٹے جاتے ہیں۔ دوسری دوائیں اچھے دواخانوں یا ایسے مدرسوں وغیرہ کے ذریعے آئیں گی جہاں طب اور ویدک کی تعلیم دی جاتی ہے

مفصل بحث

۱۹۳۹-۴۰ء

یکم اکتوبر ۱۹۳۹ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۴۰ء تک

(۱۲ پیج)

(۶ پیج)

(۱) الویٹیک کشن

(۱) سفری شفا خانے

روپیہ	۶۴۰۰	(۱) ہر ایک کو ایک بار ۴۰۰ روپیہ
روپیہ	۲۰۰۰۰	(ب) ۲۵۰۰ روپیہ سالانہ برابر دیا جائیگا
روپیہ	۹۰۰	(ج) تین ہپاٹمی شفا خانوں کیلئے خاص طور پر ۳۰ روپیہ سالانہ
		(۲) ۴۸ مستقل شفا خانے
روپیہ	۳۸۴۰۰	(۱) ہر ایک کو ایک بار ۸۰۰ روپیہ
روپیہ	۴۸۰۰۰	(ب) ۲۰۰ روپیہ سالانہ برابر دیا جائیگا
روپیہ	۵۰۰۰۰	(۳) اُن دواؤں کے لئے جو ڈسٹرکٹ بورڈ کے ذریعے بائنی جائیگی
		(۴) ۲۴ زچہ بچہ کے سنٹر
روپیہ	۲۴۰۰	(۱) ہر ایک کو ایک بار ۱۰۰ روپیہ
روپیہ	۹۶۰۰	(ب) ۴۰۰ روپیہ سالانہ برابر دیا جائیگا
روپیہ	۲۰۰۰۰	(۵) دواؤں کے بکس
روپیہ	۵۰۰۰	(۶) دوائی کے بکس
		(۷) میٹروپولیٹن چارج ایسوسی ایشن کو گرانٹ
روپیہ	۴۲۴	(۱) ایک بار (تھامیوں کے لئے)
روپیہ	۲۸۸	(ب) ۶ دانیوں کو ۸ روپیہ فی دانی کے حساب سے برابر دیا جائیگا
		(۸) ۱۹۲ یونانی اور زیدک شفا خانے
روپیہ	۱۵۳۶۰	(۱) ایک ہارنی شفا خانہ ۸۰ روپیہ
روپیہ	۹۸۶۸۸	(ب) ۵۱۴ روپیہ برابر دیا جائیگا
...	...	(۹) کسی مدد کے لئے معین نہیں
روپیہ	۳۹۹۰۵۲	میزان کل ۲۱۵۰۱۰ روپیہ

(۴) سفری دوا خانے

(۱) یہ دوا خانے ایسے ہونگے جو برابر ایک خاص حلقے کے گاؤں گاؤں میں جاتے رہیں گے اور وہاں جا کر لوگوں کو معمولی بیماریوں کی دوا دیں گے اور سخت بیماریوں کے لئے انھیں کسی پاس کے اسپتال میں جانے کی رائے دیں گے۔ ایسے دوا خانے کا حلقہ اُن دوا خانوں سے بہت زیادہ بڑا ہوگا، جو کسی ایک ہی جگہ پر بنے ہوئے ہیں۔

(۲) ہر دوا خانے کے ساتھ اسی پاؤنڈ کا ایک چھوٹا سا خیمہ، ایک نوکر کی چھو لدا ری، کچھ ضروری فرنیچر

اور ارنیکا لگانے اور چھوت کو صاف کرنے کے آلے، اور کافی تعدد میں ضروری دوائیں ہونگی یہ دوا خانے کچی سڑکوں پر عام طور پر پیل گاڑیوں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جائینگے۔ ہر سفری دوا خانے کے ساتھ ایک تلی بھی ہوگا۔ جس کا کام یہ ہوگا کہ وہ دوائیں ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائے اور دیہات کے کنوؤں اور گاؤں کے گھروں کی گندگی اور چھوت دور کرنے میں ڈاکٹر کی مدد کرے۔ اس کے علاوہ دوائی بیماریوں کے زمانہ میں یہ سفری دوا خانہ جلدی جلدی مختلف جگہوں پر جا کر بیماریوں کو دور کرنے یا کم کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور اپنے دورے کے زمانہ میں ان کا یہ بھی کام ہوگا کہ دیہاتیوں کو تندرستی کے متعلق اچھی اور کام کی باتیں بنائیں اور جہاں کہیں مدرسے ہوں وہاں کے بچوں کا ڈاکٹری معائنہ کریں۔

”ہل“

ایک مفید صحت دیہاتی گھر

(ڈاکٹر کے۔ پشاد۔ ایم بی بی ایس۔ ڈی۔ بی ایچ۔ ٹیچنگ انسپرائسٹریج میڈیسنٹ صوبہات متحدہ پرتاب گڈم)

تمہید

صحت اور رہنے سہنے کے گھر میں ایک قریبی تعلق ہے۔ ایک اچھے گھر میں ضروری روشنی اور ہوا آتی ہے اس سے ذاتی صفائی بڑھتی ہے اور ارد گرد کی فضا صاف ہوتی ہے۔ مناسب طریقہ پر بنا ہوا گھر نہ صرف صحت کی حفاظت کرتا ہے بلکہ ساتھ ساتھ رہنے والوں کے آرام کو بھی بڑھاتا ہے۔ ایک اچھا گھر صحت اخلاق اور ترقی پر کئی طریقوں سے اثر ڈالتا ہے۔ روشنی اور ہوا کی کمی بیماری سے بچنے کی طاقت کم کرتے ہیں اور صحت قائم رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ دق کے مریض آج کل دیہاتی گھروں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ بھر صحت اور بھرے گھروں میں چھوت سے پھیلنے والی بیماریاں بہت بڑھتی ہیں۔ اندھیرے کمرے آسانی سے صاف نہیں ہوتے اور ان میں مختصر چوبے سانپ اور دوسرے کیڑے مکوڑے بہت ہوتے ہیں۔ گھر کی تری اور سلین سے گھٹیا سردی پٹھوں کے درد اور دوسری بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ لیبر یا پر بھی گھر کی بناوٹ کا بہت اثر پڑتا ہے۔ ایک محل بھی چاہئے وہ کتنی ہی محنت اور دولت سے تیار کیا گیا ہو اگر اچھی جگہ پر نہیں بنا ہے تو اپنے ارد گرد کی وجہ سے مضر ثابت ہو سکتا ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گھر بناتے وقت بہت سی باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ ایسا گھر بنانے میں جس میں زندگی کا ایک بڑا حصہ گزارنا ہو محنت یا روپیہ کا خیال نہ کرنا چاہئے۔ عمر کے ساتھ ساتھ اس گھر سے ہماری محبت بڑھتی جائے گی۔ اس میں ہمارے بچے بڑھیں گے تندرست

ہوں گے اور اسی لئے ان کو بھی اس سے خاص محبت اور تعلق ہو جائے گا۔
 ایک صحت بخش کھلی ہوئی اور ایسی جگہ چننا چاہئے جہاں دھوپ اچھی طرح آتی ہو۔ گرد و غبار
 جگہ غل شور سے بچنے کے لئے ایسی جگہوں سے پرہیز کرنا چاہئے جو بڑی بڑی سڑکوں
 بازاروں اور ریل کی پٹریوں کے قریب ہوں۔

ارد گرد ایسی جگہ ہونا چاہئے جو تالابوں، وادی زمینوں، قبرستانوں اور لاش چلاتے والی جگہوں
 سے کافی دور ہو۔ گندے لوگوں اور ایسے لوگوں کے پڑوس سے دور رہنا چاہئے جو
 گندے روزگار کرتے ہوں مثلاً سور پالنا اور چمڑا بنانا۔

ایسی جگہوں سے بھی بچنا چاہئے جہاں گاؤں کا کوڑا جمع ہوتا ہو یا جہاں لوگ گندگی پھیلانے ہوں۔
 مکان بنانے کی جگہ کی مٹی تیز ہونا چاہئے خشک اور مسام دار مٹی بہت موزوں ہوتی ہے جو ٹھیکری
 مٹی مٹی عمارت کے لئے بہت اچھی ہوتی ہے اور اس کے برعکس چکنی مٹی خراب ہوتی ہے بجرہ اور
 بالو گرمیوں میں جلد گرم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اس پر مہری ہونا چاہئے۔ چکنی مٹی ٹھنڈی
 رہتی ہے۔ وہ گرمی بہت کم جذب کرتی ہے اگر جگہ بلند ہو تو چکنی مٹی پانی کے سطحی بہاؤ کیلئے
 بہت اچھی ہوتی ہے۔

جب مٹی کے نیچے کا پانی بڑھتا ہے تو وہ زمین کی ہوا کو اڑھا دیتا
 مٹی کے نیچے کا پانی ہے۔ یہ ہوا عام طور پر تر اور گندمی ہوتی ہے اور کمزور ہوتی جاتی
 ہے۔ اس لئے مٹی کے نیچے کا پانی افسیٹ گرا ہونا چاہئے اور اس کی سطح کیساں ہونا چاہئے۔
 خشکی اور بہاؤ تری چیزوں کو سڑا دیتی ہے۔ اسی وجہ سے خشک مٹی تر مٹی سے زیادہ
 صاف ہوتی ہے اور اس لئے عمارت کی جگہ ایسی ہونا چاہئے جو بہت
 کے زمانے میں بھی نہ ڈوبے۔ اس جگہ میں قدرتی ڈھال بھی ہونا چاہئے تاکہ سطح کے اوپر
 اور نیچے جگہ دونوں پانی کا بہاؤ اچھا رہے۔

درخت اور سبزہ زمین کی کافی تری جذب کر لیتے ہیں اور بخارات کی صورت میں اڑا دیتے
 ہیں پیکلپس کے درختوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ جتنا پانی اس رقبہ پر پڑتا ہے جس رقبہ میں درخت
 لگا ہوتا ہے اس کا گیارہ گنا پانی درخت جذب کر کے بخارات کی شکل میں اڑا دیتا ہے۔ یہی وجہ
 ہے کہ یہ درخت ان حلقوں کو تندرست بنا دیتے ہیں۔ جہاں میروں کی شکایت عام ہوتی ہے۔ درخت
 کی جذب کرنے کی طاقت زمین کے نیچے کے پانی کی سطح کو برابر کرتی جاتی ہے اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے
 کہ تری دور ہو جاتی ہے اور اس کے نقصانات کم ہو جاتے ہیں۔ سورج کبھی درخت کے متعلق
 کہا جاتا ہے کہ وہ بھی اسی قسم کا فائدہ پہنچاتا ہے اور میروں کو تندرست بناتا ہے۔

گھر سے قریب ایسی فصلوں کا بونا جیسے جاول جس کیلئے کیفیت کا پانی سے بھرا رہنا ضروری درخت اور سبزہ ہے نہایت کیلئے بہت خراب ہے اگر درخت گھر سے بالکل ملے ہوں تو ان سے روشنی اور ہوا کی کمی بہت بھاریات اچھے نہیں اٹھتے اور تری ہو جانے کا امکان رہتا ہے۔ ایسے ضلعوں میں جہاں ملیخا رہتا ہو۔ سونے کے کمرہ کی گھر کی کے قریب پھولوں کی پھولاری بھی نہیں ہونا چاہئے۔ گھر سے کچھ فاصلہ پر درخت مفید ہوتے و دتیز ہواؤں سے بچاتے ہیں۔ گھر سے قریب گھاس اور دوسری فصلوں کا لگانا مفید ہے۔ گھاس سے گرمیوں میں زمین ٹھنڈی رہتی ہے اور فصل سے برسات میں پانی کے گڑھ بننے سے بچتا ہے۔

مکان کی کرسی ایک فٹ ہونا چاہئے۔ ارد گرد کے حلقہ میں ڈھال ہونا چاہئے تاکہ تعمیر برسات کا پانی بہ جائے۔

دیواریں دس فیٹ اونچی ہوں۔ کمرے میں فیٹ اونچے ہوں اور دالان کمروں سے نیچے ہونا تاکہ روشنی اور ہوا اچھی طرح آسکے۔ ایسے کمرے گرمیوں میں ٹھنڈے رہتے ہیں۔ پتلی دیواروں کا مکان گرمیوں میں گرم اور سردیوں میں سرد رہتا ہے۔

دیواروں میں جہاں زمین کی کمی نہیں ہوتی کچی دیواریں بہت موٹی بنائی جاتی ہیں تاکہ ان سے آرام ملے۔

پھوس کی چھتیں گوتھنڈی ہوتی ہیں۔ مگر ان میں سانپ بچھو اور آگ کا خطرہ رہتا ہے چھٹی چھتیں گرمیوں میں سونے اور جاڑوں میں دھوپ کھانے کے لئے بہت مفید ہوتی ہیں کھپڑ کی چھتیں بھی ٹھنڈی ہوتی ہیں۔

گھر کے رکھے برتن مانجھنے، نہانے اور پیشاب وغیرہ کرنے کی جگہوں پر نٹ پھرا ہونا چاہئے۔ اگر روپیہ ہو تو مکان کی نوپکی بنا دینا چاہئے اور آگن اور سارا فرش پختہ کر دینا چاہئے تاکہ پانی نہ جذب ہو۔

مکان کی وضع قطع گاؤں کے موسم رسم و رواج اور بنانے والے کی وضع مالی حالت پر منحصر ہے۔

جبوترے اور دالان ضروری ہیں اس لئے کہ دن کے اکثر حصوں میں کمروں کے اندر بیٹھنے والا نہیں ہوتا۔ اچھی حیثیت کے لوگ یہ پسند کریں گے کہ ایک بڑا آگن ہو اور نیچے کے حصہ میں کم سے کم ایک یاد و کمرے ہوں۔ سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ ایک خاندان ایک علمدہ گھر میں رہے اور اس کے چاروں طرف ایک چوڑا احاطہ ہو۔

منسلکہ نقشہ میں حسب ذیل چیزیں دکھائی گئی ہیں

ایک باہری چبوترہ والاں اور کمرہ مردوں کے لئے۔ کمرہ ف الگ رہنے کے لئے۔ ایک اندرونی والاں اور چوڑا آنگن عورتوں کے لئے۔ اس ایک مضبوط کوٹھری قیمتی چیزیں رکھنے کے لئے یہ خاکہ کے بیچ میں ہے اور عورتوں کے کمرہ سے ملا ہوا ج ایک اور واسطہ درجہ کا کمرہ جو خوب روشن اور ہوا دار ہے اس میں مہمان ٹھہرائے جاسکتے ہیں۔ مریض کو علیحدہ رکھا جاسکتا ہے اور پڑھنے کے کام میں بھی آسکتا ہے پ اور لے باورچی خانہ اور سامان وغیرہ رکھنے کے لئے دو کمرے، یہ آپس میں ملے ہیں اور رہنے کے کمروں سے دور ہیں۔ مویشی کے لئے ایک سائبان ایک چارہ رکھنے کا کمرہ بیچ اور ایک غلہ کا گدام۔ گ۔ یہ سب رہنے والے کمروں سے ایک راستہ ٹیکے ذریعہ علیحدہ کرائے گئے ہیں۔

پانی رکھنے کے لئے ایک چبوترہ $4 \times 4 \times 2$ اور بتن مانجنے کے لئے ایک چبوترہ $4 \times 4 \times 2$ ہے دونوں باورچی خانہ سے قریب ایک ٹھنڈی جگہ میں ہیں لیکن بیچ والے آنگن میں نہیں ہیں۔ عمارت سے کچھ دور پچھواڑے کے دروازہ سے قریب پانی جذب کرنے کا گڈھا رکھ کر پانی پھینکنے کا گڈھا اور مل پاخانہ ہے۔ پاخانہ باورچی خانہ سے سب سے زیادہ فاصلہ پر ہے $4 \times 4 \times 2$ نہانے کی جگہ ہے جس میں ق کے ذریعہ خراب پانی قریب کے باغ میں جاتا ہے۔ بیٹھنے اور آرام کرنے کے لئے لا ایک اونچا چبوترہ ہے $4 \times 4 \times 2$ دھوپ کھانے کے لئے ایک کھلی ہوئی جگہ ص مویشی کو پانی دینے کے لئے ع ٹیکسی یا دوسرے پودے بونے کیلئے۔ مویشی خانہ کے سامنے ایک سایہ دار نیم کا درخت ایندھن گاڑی اور کھیتی کے اوزار رکھنے کیلئے کافی جگہ ہونا چاہئے۔ بنجی زمین کی طرف کھڑکی یا دروازے نہ ہوں اس لئے کہ وہاں دوسرے مکان بن سکتے ہیں اس طرف صرف روشن دان ہونا چاہئے۔

یہ دیکھنے کی بات ہے کہ دکھن کی طرف کوئی دروازہ نہیں ہے اس لئے مویشی کے سر باؤم اس سمت میں نہیں ہیں گے اور کھنواں اتر پورب کوئے میں واقع ہے۔

سمت۔ کمروں میں تازہ ہوا کے آنے جانے کے لئے دروازے اور کھڑکیاں ہوا کے رخ پر ہونا چاہئیں۔ جہاں پر دوائی اور پھینکاؤ چلتی ہے وہاں کمرے بھی پورب یا پچھم کے رخ پر ہونا چاہئیں۔ جو کمرے اتری اور پوربی سمت میں واقع ہوتے ہیں وہ ٹھنڈے رہتے ہیں جو دکھنی اور پچھمی سمت میں ہوتے ہیں وہ زیادہ خشک رہتے ہیں۔

رقبہ۔ بغیر آنگن اور بغیر باورچی خانہ سے ملے ہوئے باغ والے مکانات کے لئے کم زمین کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو دیہاتی مکانات کے نقشے پہلک ہیلتھ بورڈ صوبیات متحدہ نے منظور کئے ہیں اور جن میں اندر آنگن اور باہر چبوترہ بھی ہے اس کا رقبہ 34×4 سے 44×2 تک ہے۔ بہت سے

گاؤں اس قطع کے نئے مکان بنانے کے لئے زمین کی ذرا بھی کمی نہیں ہے۔
رہنے چوکھٹے ہوں اور ایسے ہوں کہ میری گلیاں نہ بننے پائیں ہر دو گھر کے بیچ میں ایک گلی
رکھنا مفید ہوگا۔

کمرے۔ رہنے والے کمروں کا فرش ۱۰ x ۸ سے کم نہ ہو۔ کم سے کم ہر گھر میں باورچی خانہ
۶ x ۵ مویشی خانہ ۱۰ x ۱۰ اور پاخانہ ۲ x ۲ کے علاوہ ددرہنے کے کمرے ہونا چاہئیں۔
بہت سے مکانات کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ ان میں ایک چارہ گھر ۶ x ۶ اور ایک مضبوط
کوٹھری ۶ x ۶ ضرور ہو۔ اس کے علاوہ اگر ایک گدام ۸ x ۶ بنایا جائے تو وہ بھی مفید ہے جو کر سکتے ہو
وہ اپنی ضرورت کے مطابق ایک حمام بیٹھک اور مہمان اور نوکر کے لئے بھی کمرے بنوائیں۔
گدام مویشی خانہ اور چارہ گھر رہنے والے کمروں سے ددرہوں پاخانہ خاص عمارت سے ددرہ ہو اور
باورچی خانہ سے الگ۔

گھر کی چیزیں رکھنے کے لئے باورچی خانہ سے ملا ہوا ایک کمرہ بنانا چاہئے۔ باورچی خانہ رہنے کے
کمروں سے دور ہوں اور اس میں دھواں نکلنے کے لئے جتنے زیادہ روشندان ہوں بنائے جائیں اچھا
ہے۔ جن کو مدت رست ہو وہ ایک چینی بنوائیں جو گھر سے اونچی ہو گول ہو اور سیڑھی ہو ددرہ واندوں اور کھڑکیوں
میں جال لگادے جائیں یا چکیں ڈال دی جائیں تاکہ کھیاں نہ آسکیں۔

مویشی خانہ جس سے ہوا خراب ہوتی ہے اور پھیریدہ ہوتے ہیں رہنے والے کمروں سے دور
بنائے جائیں اور بیچ میں ۱۰ چوڑا رستہ ہو وہ خوب روشن اور ہوادار ہوں۔ گدام چارہ گھر اور غسلہ اور
دوسری پیداوار رکھنے کے کمرے بھی رہنے والے کمروں سے دور ہوں۔

روشنی اور ہوا۔ صحت صفائی حفاظت اور آرام کے لئے ضروری ہے کہ کمرے اچھی طرح روشن
اور ہوادار ہوں۔ چونکہ رات کو عام طور پر دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کمروں میں کھڑکیاں
ضروری ہیں۔

کھڑکی کا رتبہ کمرہ کے فرش کا دسواں حصہ ہونا چاہئے۔ کمرہ ۸ x ۸ میں ایک کھڑکی ۳ x ۲ کافی
ہے۔ خراب ہوا کے نکلنے کے لئے چھت کے قریب ۱۱ بجے قطرے کے موکھے بنادے جائیں۔
بڑی بڑی کھڑکیوں سے گرمیوں میں کمرہ گرم رہتا ہے اور چاروں میں سرد اس کے علاوہ حفاظت
میں بھی کمی آجاتی ہے۔

خوشنمائی کے لئے موکھوں میں پختہ چکنی مٹی کی ۲ فٹ لمبی اور ۸ یا ۱۰ انچ چوڑی نیلیاں لگائی
جاسکتی ہیں۔ چڑیوں وغیرہ سے بچنے کے لئے جالیاں لگائی جاسکتی ہیں۔

ہر کمرہ میں کم سے کم ایک کھڑکی ہونا چاہئے تاکہ دن میں کسی نہ کسی وقت دھوپ آسکے اور

کمرہ ہوادار رہے۔ دروازے اور کھڑکیاں اس طرح بنائی جائیں کہ کمرہ اچھی طرح ہوادار رہے۔

ماگھ میلہ آباد میں صحت عامہ کے انتظامات

سالانہ ماگھ میلہ گنگا جمن کے سنگم پر پریاگ کے مبارک مقام میں ہندوؤں کے ماگھ مہینہ میں منایا جائے گا۔ یہ ہندو ہندوستان کا سب سے بڑا میلہ ہے اور یہاں ہندوستان کے ہر مرکز سے زائرین آتے ہیں۔

یہ میلہ ۶ جنوری ۱۹۳۹ء کو شروع ہوگا اور ۴ فروری ۱۹۳۹ء کو ختم ہوگا۔ نہان کے خاص دن ۱۴ جنوری (مکر شکرکات) ۲۰ جنوری (امادس) ۲۵ جنوری (بسنٹ پنچمی) اور ۴ فروری (پورنامشی) ہیں سب سے زیادہ کثیر جمع کی امید امدوس کے روز ہے۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس روز تقریباً ۵ لاکھ کا جمع ہوگا۔ زیادہ تر ایسے زائرین آتے ہیں جو میلہ کے حلقہ میں بہت کم قیام کرتے ہیں اور خاص مبارک دنوں میں گنگا اشنان کر کے یا اپنے گھر واپس چلے جاتے ہیں یا دوسری مبارک جگہوں کو روانہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود کھپ باس زائرین کی تعداد تقریباً ۳۵۰۰۰ ہوتی ہے۔

زائرین کے اس کثیر جمع کی وجہ سے اکثر ان دنوں میں ہیضہ پھیل جاتا ہے۔ ماگھ میلہ آل انڈیا اہمیت رکھتا ہے اور اس میں صرف صوبہ کے مختلف اضلاع ہی سے نہیں بلکہ دوسرے صوبوں سے بھی زائرین شرکت کرتے ہیں۔ قریب کے بعض صوبوں اور اس صوبہ کے بعض ضلعوں میں ہیضہ پھیلا ہوا ہے۔ صوبیات متحدہ کا محکمہ صحت عامہ اس میلے میں شرکت کرنے والوں کو اس بات سے آگاہ کرتا ہے اور روشن خیال لوگوں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ زائرین کو ان احتیاطی تدبیروں کے برتنے کی اہمیت بتائیں جن کا محکمہ کی طرف سے انتظام کیا گیا ہے۔

طبی مدد اور معائنے۔ طبی افسران بنارس کاشی، بنڑھیال، الہ آباد جنکشن پریاگ اور بانہہ کی سڑک کی تختی کے قریب مقرر کئے گئے ہیں۔ ہر طبی افسر کے پاس طبی مدد کا تمام سامان موجود ہوگا۔ تاکہ وہ ہر ضرورت مند کی مدد کر سکے۔ یہ افسران تمام آنے اور جانے والی گاڑیوں پر موجود رہیں گے اور تیسرے درجہ کے مسافروں میں تمام مسافروں کا معائنہ کریں گے تاکہ ان لوگوں کا پتہ لگ سکے جو دبائی امراض کے جراثیم کے شکار ہیں ایسے لوگ فوراً دبائی امراض کے اسپتالوں میں پہنچا دیے جائیں گے اور ان کو پوری طبی مدد دی جائے گی۔ ان جگہوں پر ایمرینس موٹر اور ڈولیاں بھی موجود ہوں گی تاکہ ایسے مریضوں کو قریب سے قریب اسپتالوں میں پہنچا دیا جائے۔

زائرین کی جائے رہائش اور مفید صحت آسانیاں۔ میلہ اس جگہ پر بالو اور کھلی جگہ میں ہوتا ہے جہاں گنگا جمن ایک دوسرے سے ملتی ہیں میلے کے حلقہ کو ایک سڑک دو حصوں میں

تقسیم کرتی ہے اس سڑک کے ہر دو طرف بازار ہیں یہاں سڑکوں کی دوسری شاخیں بھی ہیں جو مختلف حصوں کو جاتی ہیں۔ بازار کے حلقے میں میلے کی خاص سڑک پر اور شہر سے آنے والی سڑکوں پر مسلسل طور پر پانی چھڑکا جائے گا تاکہ گرد و غبار کم رہے۔ خاص سڑک اور ضروری گلیوں میں بجلی کی روشنی کی جائے گی۔ زائرین کے خیموں اور افسروں کے خیموں اسپتالوں اور پیشاب خانوں وغیرہ کے لئے خاص جگہیں مہین کو دی گئی ہیں۔ پراگوالوں کی طرف سے زائرین کے لئے جھوپڑیاں اور حاطے تیار کئے گئے ہیں پراگوال کے صدر کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ تمام رہنے کی جگہوں کو مفید صحت حالت میں رکھیں۔

عورتوں اور مردوں کو الگ الگ مفید صحت آسانیاں پہنچانے کے لئے سارے میلہ میں مناسب جگہوں پر انتظامات ہیں یہ تمام مفید صحت انتظامات ایک نائب ڈائریکٹر صحت عامہ کی زیر نگرانی رہیں گے جن کی مدد کے لئے ہیلتھ افسر طبی افسران اور دوسرا علم موجود رہے گا۔ یہ افسران میلے کے تمام دنوں میں میلے ہی کے حلقے میں رہیں گے۔ تقریباً پانچ سو بہتروں کا ایک دستہ ہر وقت حاضر رہے گا اور پولیس اس بات کی نگرانی کرے گی کہ صاف جگہوں کو نجس نہ کیا جائے اس لئے کہ ایسی باتوں سے ہیضہ پھیلتا ہے۔

میلہ کے حلقے میں کوڑھ دانوں کی مناسب تعداد خاص کر صلیائیوں کی دکانوں کے قریب اور چوراہوں پر ہیا کی جادے گی۔ کوڑھ صاف کرنے سڑکوں کی جھاڑو دینے اور میلہ وغیرہ پھینکنے کا بھی مناسب بندوبست کیا گیا ہے۔

پانی اور کھانے کی چیزوں کی نگرانی

بندھکے اوپر ایک ٹیوب دل خاص طور پر بنایا گیا ہے اور اس سے میلہ کے حلقے میں پانی کے ذریعہ سے باقاعدہ پانی پہنچایا گیا ہے۔ کافی تعداد میں پانی کے نل ایسے مقامات پر لگائے گئے ہیں جہاں سب کو آسانی ہو تمام میلہ میں لگائے گئے ہیں۔ کیمیاوی طریقہ سے پانی کی برابر جانچ کی جاتی ہے اور پانی کے ابھارے میں کوشش کی جاتی ہے۔ میلہ میں اور گنگا کے اس پار بھولنس اور اریل کے علاقوں میں بہت سے کنوے ہیں اور ان کو برابر دواؤں سے صاف کیا جاتا ہے۔

میلہ میں بازار کا جتنا کھانا ہے اسکی برابر صحت کا عملہ جانچ کرتا ہے اور جو کھانے انسان کے کھانے کے قابل نہیں ہیں ان کو پکے کی ممانعت کرتا ہے اور جو کھانے پکے کے قابل ہوتے ہیں ان کو گرد اور کھجیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے کہتا ہے۔ کھانے کی چیزوں کو میل سے بچانے

کے لئے تمام چیزوں کی کیمیائی طریقہ سے جانچ کی جاتی ہے اور ملی ہوئی چیزیں بیچے والوں کی گرفتاری کی جاتی ہے۔

شفا خانہ کا انتظام علم راستہ پر ایک عام بیماریوں کا شفا خانہ قائم کیا گیا ہے۔ اس شفا خانے میں روزمرہ کے مریضوں کے شعبہ کے علاوہ کچھ چار پائیاں دباں رکھے جانے والے مریضوں کے لئے بھی موجود ہیں۔ اہم قسم کے مریضوں کو شہر کے صدر شفا خانہ میں بھیج دیا جادے گا بیماروں کی موٹر وائجن ہلال احمر نے دی ہے وہ نہان کے خاص دنوں میں موجود رہیگی اور اور دنوں میں اُسے فوراً منگوا یا جاسکتا ہے۔ اس سے جب ضرورت ہو تو بیماروں کو آرام کے ساتھ جلدی سے لے جایا جاسکتا ہے۔

ایک چھوت والی بیماری کا بھی شفا خانہ رکھا گیا ہے جہاں ہیضہ پچیس میعادى بخار اور چیچک وغیرہ کے مریض رکھے جادینگے اور انکا علاج ہوگا۔

بیماروں کے لیجانے کے لئے کافی ڈولیوں کا انتظام عام اور چھوت والی بیماریوں کے شفا خانوں میں ہے اور وقت ضرورت پر ان حلقوں کی صفائی کرنے کے لئے جہاں چھوت والی بیماری ہوئی ہے ایک دستہ صاف کرنے والوں کا بھی ان ہر دو شفا خانوں میں موجود رہتا ہے۔

محافظت کا ٹیکہ ہر دو شفا خانوں میں جاتیوں کو ہیضہ اور طاعون سے بچنے کے لئے محافظت کا ٹیکہ دیئے کا انتظام کیا گیا ہے۔

محافظت کے متعلق اصول بتانا صوبجات متحدہ کے اندر اور باہر کے ہیضہ پھیلنے سے محفوظ رکھنے کے لئے جاتیوں کو صلاح دی جاتی ہے کہ وہ ہیضہ کے ٹیکے ضروریں جو الزمین راستہ میں الہ آباد آتے ہوئے یا الہ آباد سے جاتے ہوئے یا الہ آباد پہونچکر بیمار ہو جائیں انکو طبی افسران کی فوراً مدد لینى چاہیئے جو مسافروں کو دیکھنے کے لئے بنارس کاشی بندھیا چل الہ آباد پر یاگ کے اسٹیشنوں پر مقرر ہیں یا باندھ کے راستہ پر جو مقرر ہے۔

میلہ میں جوں ہی ہیضہ کی قسم کے دست آئے دست کے ساتھ تے آنے بخار یا کسی قسم کی کوئی بیماری یا بیچش وغیرہ کے اثرات معلوم ہوں فوراً ہی لوگوں کو سب سے قریب کے صحت عامہ کے افسر کو اطلاع دینی چاہئے یا ان دونوں شفا خانوں میں سے کسی ایک میں علاج کے لئے جانا چاہئے پبلک کو صحت کے عمل کے ساتھ اشتراک عمل کرنا چاہئے اور فوراً ہی مشتبہ واقعات جو چھوت کی بیماریوں کے متعلق ہوں انکے معقول علاج ان کی علیحدگی اور مناسب صفائی کے

لئے اطلاع دینی چاہیے زائرین کو میلہ کے اندر کے ان تمام نلوں اور کٹنوں سے صرف پینے کے لئے پانی لینے کا مشورہ دیا گیا ہے۔

زائرین کو ذرا بھیل اور حرکت میں کھانے سے پرہیز کرنا چاہیے اور اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ کوئی ایسا کھانا نہ کھائیں اور پانی نہ پیں جو کھلا ہوا ہو اور اس میں مکھی اور گرد جاتی ہو۔

زائرین کو باغیانہ اور پیشاب کے لئے صرف مقررہ جگہوں پر جانا چاہیے نہ کہ ادھر ادھر کیونکہ اس سے بیماری پیدا ہونے کا ڈر ہے۔ ان لوگوں کو صحت کے عمل کے ساتھ میلہ کے صفائی میں شرکت میں لایا جائیے اور کھانا اور دھواں دھپھکینے سے گریز کرنا چاہیے۔

صفائی کا پروسیجر میلہ کے خاص دلوں میں مفت سینا دکھایا جائیگا اور شریعی تقریریں پبلک کو معمولی انداز میں طریقوں کے متعلق اس وقت کی بیماریوں سے بچنے اور عام صفائی کے متعلق کیجا سکیں گی۔

صحت و حرفت

لکڑی کی چیزوں پر پالش روغن کرنا

دیہاتی حیرتوں کی سطح پر بدبوت سے رنگ کر کے کام مختلف حالات میں دھچپ ہے اور اسکے لئے بڑی ہوشیاری اور غنت کی ضرورت ہے۔ ایک رنگ کرنے والے یا پالش کرنے والے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے دوران کام میں اپنے ہر ہل کو اور جن اشیا کو وہ استعمال کر رہا ہے بخوبی جانے۔

رنگ کرنے یا پالش کرنے کے مقصد میں ۱۔ یہی کہ جس چیز پر پالش کی جاتی ہے اسکو محفوظ کرنا، صاف کرنا اور تازہ کرنا۔ اس سے سامان نہ صرف گرد و نواح کی چیزوں اور موسم کی تبدیلیوں سے پیدا ہونے والی خرابیوں سے محفوظ رہتا ہے بلکہ اسکی زندگی بھی بڑھ جاتی ہے انسان کے جسم کے لئے جو کام مذا کرتی ہے وہی کام پالش لکڑی کی چیزوں پر کرتی ہے۔

پالش ہمیشہ کم اور برابر سے لگانا چاہئے اور ایک ہی قسم ہو یعنی یہ کہ ایسا نہ ہو کہ کہیں زیادہ چمکدار ہو جائے اور کہیں ماند پڑ جائے۔ پالش (ورنیش) یا رنگ پتلا لگانا چاہئے تاکہ وہ لکڑی کے تمام سوراخوں میں پیوست ہو جائے اور جلد خشک ہو جائے کسی چیز پر پالش زیادہ نہ لگانا چاہئے کیونکہ اس سے چمک نہیں آتی اور نہ وہ پالدار ہوتی۔

کسی پرانی چیز پر۔ دھن کرنے میں سب سے پہلے اس چیز کی دھنیت انہی اور گرد صاف کر لی جائے پھر اس کے بعد ہونے کے ٹوٹ سکے ہیں یا ان میں کسی قسم کی خرابی آگئی ہے انکو درست کر لیا جائے اور اسکی مرمت کر لی جائے۔ اگر وہ چیز ابھی دست میں ہے تو پانی میں سوڈا ملا کر اسے دھو لیا جائے اس سے اس پر جو چکنائی گرد وغیرہ آگئی ہے وہ اور برانا۔ رنگ دھلکڑھا صاف ہو جاویگا۔ ایک اونس سوڈا اور ایک پنٹ (گلاس) پانی اچھا زوردار مرکب اس مشرف کے لئے تیار ہو جاویگا اگر جھانویں سے بھی خوب رگڑا جائے تو بھی کام چل جاویگا۔

پالش کرنے سے پہلے ہی اس چیز کی سطح جس پر کہ پالش ہوگی اسیں کی تمام خرابیاں مثلاً یہ کہ ناہموار۔ سطح دھانے اور داغ وغیرہ اچھی طرح صاف کر لئے جائیں۔

پالش کا سامان۔ پتی و قسم کی ہوتی ہے جسکو کہ پالش کرنے والے کو احتیاط کے ساتھ تیار کرے اپنے پاس رکھنا چاہئے۔ (۱) ملائم یا پتی پٹی (۲) سخت یا پکی پٹی۔ یہ بغیر زیادہ صرف کے اور محنت تیار ہو سکتی ہے اگر ذیل کے سامان اور بننا سب کا خیال رکھا جائے۔

ایک پٹی۔ شہد کی مکھی کا موم ایک تول
اسی کا تیل۔ اسے تول

ان دونوں کو ایک ساتھ بالاجائے اور اس میں بادامی وندائیک یا کوئی دوسرے رنگ کا سفوف

جس رنگ کی ضرورت ہو ملا لیا جائے

۲۰ پکی پتی شہد کی مکھی کا موم

روزن ایک تول

ان دونوں کو ساتھ بالاجائے اور اس میں کوئی رنگ ملا لیا جاوے۔ جب وہ برداشت کے قابل ٹھنڈا ہو جائے تو اسے ۴ اینچ سے ۶ اینچ کی لمبائی اور ۱/۲ اینچ کی مٹائی میں پیٹ کر نیپسل کی طرح بنا لیا جائے اسکے لئے دو حصے سامان یہ ہیں۔

۱۔ کھردرے اور اچھے قسم کے۔ ایک مال کے چند تھن یا شیشے کے برابر جیکے ہونے کا نہ تینوں کے ریزوں کی مناسبت سے۔ کاغذ ۲ سے صفر تک یا رقم کے ہونے میں یعنی صفر ۱/۱۰ ۱/۱۰ ۱/۱۰ ۱/۱۰ ۱/۱۰ ۱/۱۰ ۱/۱۰ ۱/۱۰ ۱/۱۰ ۱/۱۰ کے ہونے میں اور عموماً ۹ اندر جن ملتے ہیں اسکے ساتھ اگر رنگ مال سے رگڑا جائے تو اور بھی اچھا ہے۔

۲۔ اسی دور تار پین کے تیل برابر سے ملے ہوئے۔

۳۔ جوف ہر لئے والی چیز

۴۔ فرانسسیسی پالش (روغن)

۵۔ چند چپٹے اور گول ملائم مال کے برش اد۔ ایک ملائم ٹی یا۔ وائی کی گدی جو تھوڑی سی ملائم کچی روئی

اور صاف ملائم کپڑہ سے بنی ہوئی ہو

۶۔ ایک جوت پہرنے کا چانوا اور تھوڑا سا رنگ کا سفوف بھی پالش کرنے کی ضروریات میں سے ہیں۔ پالش کرنے کا طریقہ۔ جبکہ پالش کے متعلق تمام سامان جسکا اوپر ذکر ہو چکا ہے جمع ہو گیا تو پھر کام شروع کرنے کا طریقہ گرد و نواح کی حالت پر مبنی ہے مثلاً موسم کی حالت جس چیز پر پالش ہوگی اسکی سطح اور کام کے لئے جو مزدوری ٹھہری ہے وہ مزدوری کے لحاظ سے یہ بات طے ہوگی کہ اسی چیز پر کتنی تھیں دینی ہوگی یا دوسرے الفاظ میں کتنا وقت اس پر صرف کیا جاوے گا اور کیسا مال لگایا جاوے گا۔ اسلئے یہاں قطعی طور پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آیا کام ٹھیکہ پر کیا جاوے گا یا کیسے لیکن ایک اچھا پالش کرنے والا ایک روپیہ سے تین روپیہ یومیہ تک مزدوری طے کر سکتا ہے۔

دھوپ والا اور خشک دن تمام قسم کے رنگ کرنے اور پالش کرنے کے لئے تجربہ سے بہت مناسب ثابت ہوا ہے اور بدنی والے اور موسم میں عام طور پر کام جاری رکھنے میں رکاوٹ ہوگی۔ پالش کرنے میں جو دقیق تر ہوں گی اور ناہموار سطح کی وجہ سے ہوتی ہیں ان پر ناہموار یا نا ضروری ہے جبکہ ایک چیز پر پالش ہو چکی تب بھی نہ دکرے کے نشانات دکھائی دینگے۔ کئی تھیں انکو ہموار کر کے برابر کر دیں گی۔ اسلئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے کہ سطح ہموار ہو سب ناہمواری دور کرنے کے لئے پہلے سطح کو کھینچ ڈالنا چاہئے اور تب پھر رنگ مال ملنا چاہئے اگر ضرورت ہو تو دونوں کپڑوں سے اور اچھے قسم کا کاغذ استعمال کیا جائے۔ جبکہ سطح بالکل ہموار ہو کر تیار ہوگئی تو ملائم برش سے لکڑی کے تمام جوت دار مقامات پر پالش کی ایک تہ دید جائے قبل اسکے کہ اسی اور تاربین کے قبل کا مرکب لکڑی پر لگایا جائے۔ پالش کو سوراخوں میں اچھی طرح پیوست ہو جانا چاہئے۔

اسکے بعد جوت پہرنے والا مسالا جو پہلے سے تیار ہو چکا ہے لگایا جائے۔ اسکو فوراً کسی تاٹ کے ٹکڑے یا موٹے کپڑے سے صاف کر دیا جائے۔ اسکے بعد پھر رنگ مال ملنا چاہئے اور پھر پالش کی ایک تہ ملائم برش یا اس کام کے کسی اور اوزار سے دینی چاہئے۔ پھر مسالا بہرنے والے جوت سے تمام نشانات میں چڑی بھری جائے تب اسکے بعد پوٹلی یا ملائم کچی روٹی سے ملائم کی جائے۔ پہلے اس پوٹلی کو اچھی طرح پالش میں بھینکا لیا جائے اور پھر خوب اچھی طرح بخوڑ لیا جائے اسکے بعد لکڑی کے جتنے حصہ پر بھی پالش کرنا ہے ہاتھ کے برابر زور سے پالش لگائی جائے۔ تمام حصوں پر پالش کی ایک تہ لگانیکے بعد چند گھنٹوں کے لئے کام چھوڑ دیا جائے تاکہ لکڑی کے تمام حصوں میں پالش سرایت کر جائے۔ قبل اسکے کہ پالش کی دوسری تہ لگائی جائے تمام حصہ کو رنگ مال سے ملنا چاہئے۔ لکڑی کو باریک نشانات سے بچانیکے لئے شیشہ چپکے ہوئے استعمال کا تھ کو کام میں لانا چاہئے اس سے نئے کاغذ کے مقابلے میں زیادہ چکنی سطح برآمد ہوگی۔ یہ بہتر ہے کہ متعل رنگ مال استعمال کیا جائے کیونکہ اسکی پالش صاف ہوگی بجائے اسکے کہ بے احتیاطی سے بالکل نئے شیشہ چپکے

ہوئے کاغذ سے رگڑا جائے اس سے لکڑی کی سطح پر چھوٹے چھوٹے ایسے نشانات بڑا جاوینگے جنکو درست کرنا پھر بہت ہی مشکل ہو جاوینگا۔ سطح پر ابھی طرح پر رنگ مال ہو جانے کے بعد پھر برابر سے پالش اسی پولی سے لگائی جائے۔ یہی طریقہ کار بار بار رنگ مال کرنے اور پالش لگانے کا کافی وقفہ دیکر اس وقت تک جاری رکھا جائے جب تک کہ چمک دار سطح نہ ظاہر ہو جائے۔ رنگ مال کرنے میں اسکا خیال رکھنا ضروری ہے کہ لکڑی کے دندانوں کے آبر پار نہ رنگ مال کیا جائے۔

دوسرے سامان کہاں سے اور کیسے مل سکتے ہیں:-

عمدہ قسم کا اسی اور تارپین کاتیل۔ انڈین ٹرنپٹائن اور روزین کمپنی، چتریک گنج بریلی سے مل سکتا ہے۔ اور اسکی قیمت عہم اور لیمپنی گیلن ہوگی۔ مینھلنڈ اسپرٹ ڈائریکٹن اور کمپنی (ڈسٹری) لکھنؤ سے عہم نی گیلن کے حساب سے مل سکتی ہے۔ لاکھ عہم فی سیر اور سوکھا رنگ وغیرہ مختلف نرخ پر اکھوکار لاہا، دھرمتلا اسٹریٹ، کلکتہ سے مل سکتا ہے۔ رمیش رام، جو کہو رام اینڈ سنس، گنیش گنج مرزا پور کے یہاں سے اچھے قسم کی لاکھ چپڑا عہم فی سیر مل سکتا ہے مرزا پور میں کچھ اور کارخانے بھی ہیں جہاں سے سستا مل سکتا ہے۔ بن کے قسم کا چپڑا ٹولے ہوئے چپڑے سے بہتر ہے۔ لکڑی پر کوئی خاص رنگ دینے کے لئے یا تو پالش کرنے کے پہلے اس رنگ کو لکڑی پر مل دیا جائے یا اسے تناسب کے لحاظ سے پالش میں ملا دیا جائے۔

پالش اور جوت بہرنے والی چیز کیسے تیار کی جائے

طریقہ ذیل سے جوت بہرنے والی چیز تیار ہو سکتی ہے:-

کھریا کا سفون	امار ایک سیر
ہیر ونجی مٹی	دو مار ڈیڑھ پاؤ
کاجل	دو مار پاؤ

ان سب کو خوب حل کر کے اس میں اسی اور تارپین کا برابر مرکب ملا کر اسکو دسلین کی طرح کا بنالیا جائیگا۔ یہ تمام چیزیں آسانی سے بازار میں مل سکتی ہیں۔

پالش کا بنانا بہت آسان ہے۔ مینھلنڈ اسپرٹ کی ایک بوتل میں ۲ چھٹانک چپڑا ملا کر اسکو ۲ گھنٹہ دھوپ میں رکھ دیا جائے جب چپڑا بالکل حل ہو جائے تو اسے چھان کر کاگ لگا کر بوتل میں رکھ دیا جائے۔ اگر اسپرٹ کے اڑ جانے سے پالش کچھ گاڑھی ہو گئی ہے تو اس میں حسب ضرورت اسپرٹ ملائی جا سکتی ہے۔

فنی دستکاری (نگائی اور چھپائی) کے باقاعدہ علم حاصل کرنے کے سرکاری مرکزی کپڑا بننے کے ادارہ کے شعبہ میں جو طریقہ برتے جاتے ہیں ان کے متعلق نوٹ -

کانپور

ذیل کے ذرائع سے جو کام نگائی اور چھپائی کے شعبہ میں ہوتا ہے بلک کے سامنے پیش کیا جاتا ہے:-

۱۔ سالانہ نمائشیں اور مظاہرے جن میں کانپور کی پبلک اور ملوں اور کارخانوں کے متعلق لوگ بلائے جاتے ہیں۔

۲۔ تمام صوبہ کی نمائشوں میں حصہ لینا۔ بڑی نمائشوں میں اصلاحی طریقوں اور اداروں کا مظاہرہ کرنا۔

۳۔ بہت سے پرانے طلباء انھوں نے یہاں کام سیکھا ہے انھوں نے اپنے کارخانے کھولے ہیں۔ وہ ان ہی طریقوں پر جو انھوں نے یہاں سیکھے ہیں کام کرتے ہیں۔ ادارہ سے باخبر رہنے کے لئے ان کی جو معلومات افزائی کی جاتی ہے اور بہت سے خاص مسائل کے حل کرنے کے لئے یہاں آتے ہیں اور اپنی معلومات کے تازہ کرنے کے لئے بھی۔ ادارہ کے سالانہ جلسوں میں اپنے کام کے دکھانے کے لئے بھی ان کی بہت افزائی کی جاتی ہے اور ان نمائشوں میں بھی جن میں کارخانہ حصہ لیتا ہے۔

۴۔ گھومنے والے رنگائی کے در سے بھی صوبہ کے مختلف مرکزوں میں اصلاحی طریقوں اور اداروں سے جن کی یہاں ابتدا ہوئی ہے گھریلو صنعتوں کا کام سکھاتے ہیں۔ ان کے مدرسین بھی ادارہ سے رابطہ رکھتے ہیں اور ان کو کئی بار نمائشوں میں ادارہ کے گروہ کے نمائندگان بھیجے گئے ہیں۔

۵۔ حال میں ان گشتی گروہوں میں علمی درجے بھی قائم کئے گئے ہیں۔ یہ گروہ صوبہ کے مختلف حصوں میں گھریلو کام کرنے والوں کو ان کے کمروں کے نزدیک کام سکھاتے ہیں۔

۶۔ بہت سے لوگ جو اس کام میں دلچسپی رکھتے ہیں یا ان طریقوں پر کام شروع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ مشورہ لینے اور اسکیم تیار کرائے کے لئے آتے ہیں۔ عیس اپنے مسائل کی تحقیقات کے لئے آتی ہیں۔ چند گانڈھی اشروں مثلاً ملاواں ضلع میرٹھ سے لوگ ادارہ کا کام دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ گانڈھی اشروں مھوری سے وہاں کا سوت والا لگا کر چمکانے کے لئے ہماری ملا لگا کر چمکانے والی تمثیلی مشین پر آیا ہے۔

۷۔ ہمارے کام کی نمائش گھاؤں سدھار کے مرکزوں اور گھاؤں سدھار کے موٹروں کے ذریعہ سے بھی ہوتی ہے۔

۸۔ لکھنؤ کی گذشتہ میں ایک خاص مظاہرہ کیا گیا تھا۔ اس میں بڑے پیمانے اور گھریلو پیمانے پر اصلاحات کے برائے جانے کے ممکنات ایک کوشک میں دکھائے گئے تھے۔

۹۔ بلیٹن شائع کئے جاتے ہیں اور فنی رسالہ کے لئے اساتذہ مضامین لکھتے ہیں۔ صوبہ میں یہ شعبہ ذیل کی چیزیں مروج کرنے کا ذمہ دار ہوا ہے:-

(۱) ایر و گرائٹ کی چھپائی

(۲) متھرا اور بنارس وغیرہ میں کئی رنگوں کی چھپائی

(۳) رنگ چھڑانے کے کام کو رائج کرتے ہوئے اس قسم کی رنگائی جیسو کی بندش کی قیمتی رنگائی کے طرح کا استعمال کئے لئے۔

(۴) مختلف رنگائی اور روئی کے مرکزوں میں رنگائی میں اصلاح۔ نجیب آباد سہانپور بنارس الموراد وغیرہ میں اُون اور ریشم کی پختہ رنگائی۔

(۵) چھپائی کے لئے پینٹ سائپے جن سے کہ ایک ہی بار بہت سے رنگ چھپ جاتے ہیں ان کا رائج کرنا۔

(۶) گھریلو چیزوں کی صفائی کے لئے ہاتھ کی منگری کی ابتدا کرنا۔

(۷) تمثیلی مسالا لگا کر چمکانے والی مشین پر گھریلو پیمانہ پر سوت کو مسالا لگا کر چمکانا۔ حکومت

ہند کی کرگھوں کی اسکیم کے لئے حال میں جو امداد کی منظوری ہوئی ہے اس سے اور ایک لاکھ روپیہ کی منظوری جو بیکاری کے لئے ہوئی ہے اس سے یہ ممکن ہو کہ ہمارے یہاں کے لڑکے ان کارخانوں میں اصلاحی اداروں کا استعمال ہو جو انھوں نے صوبہ کے مختلف حصوں میں کھولا ہے۔

متفرقات

بہ افتیاز زیر دفعہ ۲۹، ذیلی دفعہ (۲) صوبجات متحدہ کے شوگر فیکٹریز کنٹرول ایکٹ ۱۹۳۸ء (ایکٹ ۱۹۳۸ء) کی رو سے گورنر صاحب نے براہ مہربانی اعلان فرمایا ہے کہ

۲۶ نومبر ۱۹۳۸ء سے مقامی رقبہ جات جن میں ذیل کے کارخانے شامل ہیں ۶ پائی فی من کا محصول ان تمام گتوں پر لگایا جائیگا جو وہاں کے استعمال یا بکری کے لئے جاویں گے:-

(۱) دیوان شوگر ملز، سکھوتی ٹانڈہ (میرٹھ)

(۲) اکسپیریمینٹل شوگر فیکٹری، کانپور

- (۳) شکر شوگر ملس لمیٹڈ، پکتان گنج، گورکھپور۔
 (۴) سرایا شوگر فیکٹری، سردار نگر گورکھپور۔
 (۵) بڑھول شوگر ملس کمپنی لمیٹڈ، بڑھول، بارہ بنکی۔
 (۶) سیٹھ نیو پرشاد بنارسی داس شوگر ملس، بجنور۔
 (۷) کمپیر گنج شوگر ملس لمیٹڈ، گورکھپور۔
 (۸) اے۔ بی۔ زائن سنگ شوگر فیکٹری، لکسمہ (سہارنپور)۔
 (۹) جے لکشمی شوگر کمپنی لمیٹڈ، دودالا (دہرہ دون)۔
 (۱۰) امرتسر شوگر ملس کمپنی لمیٹڈ، روہاناں کھان (مظفرنگر)۔
 (۱۱) سمبھولی شوگر ملس، میرٹھ۔
 (۱۲) کھانڈ کے شوگر ملس لمیٹڈ، بہیری، بریلی۔
 (۱۳) دھام پور شوگر ملس لمیٹڈ، بجنور۔
 (۱۴) نواب گنج شوگر ملس لمیٹڈ، نواب گنج، گونڈہ۔
 (۱۵) روسا شوگر فیکٹری، روسا، سہارن پور۔
 (۱۶) یونائیٹڈ پراونسز شوگر کمپنی لمیٹڈ سیورہی، گورکھپور۔
 (۱۷) مادھو کنھیا ہمیش گوری شوگر ملس لمیٹڈ، منڈروا، بستی۔
 (۱۸) نیولی شوگر فیکٹری، نیولی، ایٹہ۔
 (۱۹) ایگنیز شوگر ملس لمیٹڈ، سیوہا، بجنور۔
 (۲۰) رتنا شوگر ملس لمیٹڈ، شاہ گنج، بونپور۔
 (۲۱) سیٹھ گلزار سیل راجندر شوگر ملس، جوالاروڈ بہرائچ۔
 (۲۲) بستی شوگر ملس کمپنی لمیٹڈ، بستی۔
 (۲۳) جگدیش شوگر ملس لمیٹڈ کتھکونیاں، گورکھپور۔
 (۲۴) اپردو آب شوگر ملس لمیٹڈ، شالی، مظفرنگر۔
 (۲۵) لکھنڈی شوگر ملس کمپنی لمیٹڈ، گونڈہ۔
 (۲۶) ایل۔ ایچ۔ شوگر ملس لمیٹڈ، پیلی بھیت۔
 (۲۷) پیراچ شوگر ملس لمیٹڈ، گورکھپور۔
 (۲۸) ڈائمنڈ شوگر ملس لمیٹڈ، پیراچ، گورکھپور۔
 (۲۹) بلرامپور شوگر کمپنی لمیٹڈ، گونڈہ۔

- (۳۰) دیویریا شوگر ملس لیٹڈ، دیویریا، گورکھپور۔
- (۳۱) لیدی شوگر فیکٹری، لیدی، گورکھپور۔
- (۳۲) کانپور شوگر ورکس لیٹڈ، گوری بازار، گورکھپور۔
- (۳۳) شری ستی رام شوگر کمپنی لیٹڈ، بیتال پور، گورکھپور۔
- (۳۴) بلرامپور شوگر کمپنی لیٹڈ، تلہی پور، گونڈا۔
- (۳۵) لکشی دیوی شوگر ملس لیٹڈ، چتونی، گورکھپور۔
- (۳۶) مہشوری کھیتن شوگر ملس۔
- (۳۷) شری کرشن دیش شوگر ورکس جھنسی، الہ آباد۔
- (۳۸) ہندوستان شوگر ملس لیٹڈ، گولاگوکرن ناتھ، کیری۔
- (۳۹) رام لکشن شوگر ملس، محی الدین پور۔ میرٹھ۔
- (۴۰) بستی شوگر ملس کمپنی لیٹڈ، والٹر گنج، بستی۔
- (۴۱) اودھ شوگر ملس لیٹڈ، ہرگاؤں، سیتاپور۔
- (۴۲) سیکس رائے شوگر ملس لیٹڈ، جھنمان، گونڈا۔
- (۴۳) پرتاپ پور شوگر فیکٹری لیٹڈ، ماڈروا، گورکھپور۔
- (۴۴) لکشی شوگر اینڈ آئل ملس لیٹڈ، ہر دوی۔
- (۴۵) پڑونا راج کرشنا شوگر ورکس، پڑونا، گورکھپور۔
- (۴۶) ایشوری کھیتن شوگر ملس لیٹڈ، بھبی گنج، گورکھپور۔
- (۴۷) پنجاب شوگر ملس کمپنی لیٹڈ، گھگھلی، گورکھپور۔
- (۴۸) لکشی جی شوگر ملس لیٹڈ۔ موہی، سیتاپور۔
- (۴۹) یوناٹمیڈ پراونسز کھوپڑو شوگر فیکٹری لیٹڈ، بسواں، سیتاپور۔
- (۵۰) ابرجنا سودیشی شوگر ملس کمپنی لیٹڈ، منصور پور، مظفرنگر۔
- (۵۱) گیش شوگر ملس لیٹڈ، پھر نندا، گورکھپور۔
- (۵۲) دی جیوٹ شوگر ملس، لینا، میرٹھ۔
- (۵۳) موڈی شوگر ملس بیگم آباد، میرٹھ۔
- (۵۴) دی دورلا شوگر ورکس، دورلا، میرٹھ۔
- (۵۵) ایل۔ ایچ شوگر فیکٹری اینڈ آئل ملس لیٹڈ، کاشی پور، نینی تال۔
- (۵۶) دی پاپلر شوگر کمپنی لیٹڈ، بڑی بستی۔

- (۵۷) دشمنو پر تاب شوگر وکس لیٹڈ، کھڈا، گورکھپور۔
 (۵۸) مہابیر شوگر مل، سسوا بازار، گورکھپور۔
 (۵۹) اپراندیا شوگر مل، کھنولی، مظفرنگر۔
 (۶۰) آر۔ ایچ شوگر فیکٹری لیٹڈ، بریلی۔
 (۶۱) گلزاری مل راجندر شوگر مل کھنولی۔
 (۶۲) کسار شوگر وکس لیٹڈ، بھیری، بریلی۔
 (۶۳) گنگا شوگر کارپوریشن لیٹڈ، دیوبند، سہارنپور۔
 (۶۴) نوری شوگر وکس، بھٹنی، گورکھپور۔
 (۶۵) جوالا پور شوگر فیکٹری، جوالا پور، گورکھپور۔
 (۶۶) امروہہ شوگر فیکٹری، امروہہ، مراد آباد۔
 (۶۷) رام کوٹا شوگر مل کمپنی لیٹڈ، رام کوٹا، گورکھپور۔

نمبر ۱۲/۱ - ۸۹۱۰

بلسلہ اطلاع نمبری ۱۲/۱ - ۱۳۵ مورخہ ۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء جناب گورنر صاحب نے براہ مہربانی حکم صادر فرمایا ہے کہ ذیل کا قاعدہ، قاعدہ ۲۵ - الف صوبہ جات متحدہ شوگر فیکٹریز کنٹرول بورڈ کے قواعد میں شامل کیا جائے:-

قاعدہ ۲۵ الف - محصول کی وصولی

- (۱) ہر کارخانہ کے مالک کو فارم نمبر ۲۲، ضمیمہ ۳، میں روزانہ اس تمام گنے کا صحیح حساب درج کرنا ہوگا جو اس کارخانے کے مقامی رقبہ میں شامل ہے۔
- (۲) ہر مہینہ کے ختم پر پندرہ دن کے اندر اندر مالک کارخانہ کو اس گنے کی مقدار پر جو اس کے میاں مہینہ بھر کے اندر آئی ہے اس کا محصول خزانہ میں داخل کرنا ہوگا۔
- (۳) ہر مہینہ کے ختم پر پندرہ دن کے اندر مل کا مالک کو کلکٹر صاحب کو فارم نمبر ۲۲ ضمیمہ ۳ پر ایک یادداشت بنا کر بھیجنا ہوگا اس میں بتانا کہ پورے مہینہ میں اس مل کے رقبہ میں آیا ہے اس کا وزن اور اس وزن کے مطابق جو محصول خزانہ میں داخل کیا گیا ہے دکھانا ہوگا اور اس کے ساتھ خزانہ کا چالان یا رسید بھی بھیجی ہوگی یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ جو محصول خزانہ میں داخل کرنا تھا وہ قاعدہ سے داخل ہو گیا ہے۔

(۴) جب یہ یادداشت فارم نمبر ۱۲ میں کلکٹر صاحب کے میاں پہنچ چکی تو ان کو اس بات

کی جانچ کرنی ہوگی کہ محصول واجب الادا کا حساب صحیح طور پر لگایا گیا ہے اور پوری رقم جو حساب سے آئی ہے وہ خزانہ میں داخل ہوئی ہے۔

(۵) وہ تمام رقمیں جو ضمنی قاعدہ (۳) کے ماتحت واجب الادا ہوں گی ان کی وصولی بطور مالگڈاری کے بقایا کے کی جائے گی۔

(۶) اگر کسی کارخانہ کا مالک (۱) تاریخ مقررہ پر واجب الادا محصول خزانہ میں داخل نہیں کرتا، (ب) صحیح حساب سے کم رقم داخل کرتا ہے (ج) فارم نمبر ۲۲ میں روزمرہ کا حساب نہیں رکھتا، (د) تاریخ معینہ کے اندر فارم نمبر ۲۲ پر حساب داخل نہیں کرتا، یا (۴) کلکٹر صاحب کو ماہوار حساب کی یادداشت مع خزانہ کے چالان یا رسید کے جس سے کہ یہ ظاہر ہو کہ اس نے واجب الادا محصول داخل کر دیا ہے نہیں بھیجتا تو اس کو جرمانہ کی سزا ہوگی اور اس جرمانہ کی رقم ماہ روپیہ تک ہو سکتی ہے۔

فارم نمبر ۲۲

(قاعدہ ۲۵-۲۶)

مقامی رقبہ۔

مقدار جو مقامی رقبہ میں داخل ہوئی (منوں میں)						تاریخ
بیل گاڑیاں	لا-ریاں	ٹریم	ریل گاڑی	دوسرے ذرائع	میزان	

فارم نمبر ۲۳

(قاعدہ ۲۵-۲۶) (۳)

یادداشت ہفتہ مختہ

مقامی رقبہ

مقدار گنا جو مقامی رقبہ میں داخل ہوئی				محصول واجب الادا اور جو خزانہ میں داخل ہوا		نمبر و تاریخ چالان خزانہ یا رسید
پانی	کنہ	روپیہ				

بحکم

پی۔ ایم۔ کھرے گھاٹ

سکرٹری گورنمنٹ صوبہ پنجاب متحدہ

زراعت

آلو کی کھیتی

آلو کی چار قسمیں عام طور پر اس صوبہ میں بونی جاتی ہیں۔ (۱) پہلوا آلو (۲) جالندھری آلو۔ (۳) مدراسی آلو (۴) پہاڑی آلو۔ ان میں سے سب سے زیادہ کاشت پہلوا آلو کی ہوتی ہے کیونکہ اس کی پیداوار اس صوبہ میں سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ پہلوا کا چھلکا سفید اور انکوالال ہوتا ہے اس کے پودے میں پھول بہت زیادہ آتا ہے (۲) جالندھری آلو کا چھلکا سرخی مائل ہوتا ہے اس کا آلو بہت بڑا ہوتا ہے (۳) مدراسی آلو کا چھلکا کسی قدر بتلا ہوتا ہے اس کے پودے میں پھول نہیں آتا ہے (۴) پہاڑی آلو کا چھلکا پیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کا آلو بہت بڑا ہوتا ہے اس کی پیداوار پہاڑوں پر زیادہ ہوتی ہے۔

آلو کی کاشت کے واسطے ہلکی دوسٹ یا دوسٹ زمین بہت موزوں ہوتی ہے زمین لیکن اس کی کاشت بہوڑ اور ہلکی مٹیاریں بھی کی جاسکتی ہے۔

آلو کی کاشت کے واسطے بہت زیادہ کھاد کی ضرورت ہوتی ہے مگر اس کی پہلی کھاد بونی ہوئی فصل میں کافی کھاد ڈالی جا چکی ہے تو پندرہ بیس گاڑی ہیں تو بیس چالیس گاڑی اچھا سٹر ہو گا اور سیلا یا بکری کی مینگنی کی کھاد اور سات آٹھ من نیم یا ارٹھی کی کھلی فی ایکڑ کافی ہوتی ہے۔

اگر کھیت خریف میں خالی ہو تو آٹھ دس جوتائی کافی ہوں گی ورنہ تیار کی کھیت چار پانچ جوتائی کافی ہوں گی۔

اس کی بوائی عام طور پر ستمبر اور اکتوبر میں کی جاتی ہے۔ بوائی کا طریقہ بیج اور بوائی پہلے کھیت کو خوب تیار کر کے ددو فٹ کے فاصلہ پر لائن ڈال لینا چاہئے پھر اس لائن پر کدالی سے یا ہل سے ڈھائی تین انچ گہرے کوئڑ بنانا چاہئے پھر اس کوئڑ میں چھ چھ انچ کے فاصلہ پر بیج ڈال دیا جاتا ہے اور کوئڑ کو اوپر سے مٹی سے پاٹ دیا جاتا ہے۔ پودا جتنے پر آہستہ آہستہ مٹی جڑھائی جاتی ہے جس کھیت میں بونے کے وقت نمی زیادہ ہوتی ہے وہاں پہلے رائیماں بنائی جاتی ہیں اور ان رائیموں میں چھ چھ انچ کے فاصلہ پر ڈھائی تین انچ گہرا بیج بودیتے ہیں۔ جو آلو چھوٹے ہوتے ہیں۔ وہ پورے پورے بودے جاتے ہیں اور جو آلو بڑے ہوتے

ہیں اُن کو کاٹ کر ٹکڑے کر لئے جاتے ہیں ہر ایک ٹکڑے میں کم سے کم تین چار انکھوے ہونے چاہئیں بہت زیادہ طاقتور کھیت میں چھوٹا آلو اور معمولی کھیت میں مچھولا آلو بونا چاہئے۔ جتنا زیادہ بڑا آلو ہوگا اتنا ہی زیادہ بیج کھیت میں لگے گا۔ بہت چھوٹا آلو ایک ایکڑ میں تین چار من اور مچھولا پانچ چھ من اور بڑا آلو سات آٹھ من بویا جاتا ہے۔

آبیاشی اگر بونے کے وقت کھیت میں نمی کم ہو تو بونے سے پہلے یا بونے کے بعد فوراً ایک پانی دینے کی ضرورت پڑتی ہے اس کے بعد جب سب جم کر چار چار انچ پودے ہو جائیں تب پہلا پانی دینے کی ضرورت ہوتی ہے اس کے بعد پھر دسویں یا پندرھویں روز پانی دینے کی ضرورت پڑتی ہے اس طرح سے کم از کم دس بارہ آبیاشی ہو جاتی ہیں۔ یہ فصل تین یا ساڑھے تین مہینے میں تیار ہو جاتی ہے۔

نکائی اور گورائی پہلی آبیاشی کے بعد اس کی نکائی کی جاتی ہے جب پودے بڑے ہو جاتے ہیں تب مٹی بڑھائی جاتی ہے مٹی چڑھاتے وقت اس بات کا خیال رکھنا لازمی ہوتا ہے کہ بیج والا کلمہ کھلا رہے اور چاروں طرف مٹی ہو جاوے۔ اس فصل میں تین چار نکائی اور گورائی کی ضرورت ہوتی ہے۔

گھدائی اس کی فصل تین یا ساڑھے تین مہینے میں تیار ہو جاتی ہے اس وقت اس کی پتیاں زرد ہو جاتی ہیں اگر فصل جلد کھو دی جاوے تو وہ آلو بیج کے واسطے اچھا نہیں ہوگا آلو کھرنی یا پھاوٹے سے کھو دے جاتے ہیں۔

پیداوار اس کی پیداوار اچھے کھیت میں دو سو ڈھائی سو من فی ایکڑ ہو جاتی ہے۔ فرخ آباد میں جہاں یہ بہت زیادہ بویا جاتا ہے اچھے کھیت میں تین سو من تک ہو جاتی ہے۔

اس میں ایک قسم کا ہرے رنگ کا کیڑا پیدا ہو جاتا ہے جو اس کے پودوں کو کاٹ کر بیمار کر دیتا ہے نیم کی کھلی ڈالنے سے اکثر یہ کیڑے مر جاتے ہیں۔

آلو کی فصل کو ایک قسم کا کیڑا جس کو سوئڈی کہتے ہیں زیادہ نقصان پہنچاتا ہے۔ یہ چھوٹا آڈ بھورے رنگ کا ہوتا ہے۔ آلو پر ان کے انڈوں کے گچھے سے ہو جاتے ہیں۔ ان انڈوں کے پھوٹے پر ان میں سے کیڑے نکلتے ہیں۔ یہ آلوؤں میں چھید کر کے اندر چلے جاتے ہیں اور وہاں آلو کو کھا کر کھوکھلا کر دیتے ہیں۔ اور سب نقصان کر دیتے ہیں جس بیج میں کیڑا لگا ہو اُس کو بونے کے کلم نہ لایا جاوے جہاں آلو کے بیج رکھے جاتے ہیں۔ اس جگہ گندھک سلاک کر گودام کی ہوا صاف کر دینی چاہئے تب نیچے والے پھوٹے پانی چاہئے بیجوں کو ڈالنے سے پہلے اچھی طرح دیکھ لینا چاہئے کہ کوئی

کیرانہ لگا ہوا۔ آلو کا بیج بالو کی تہ دے دے کر رکھنا چاہئے۔

ردیف	خرچہ پیداوار	جوتائی	..	..	..
۸	..	..	..	..	..
۴۰	..	..	..	..	..
۵۰	..	..	..	..	..
۵	..	..	..	..	..
۱۵	..	..	..	..	..
۱۰	..	..	..	..	..
۱۰	..	..	..	..	..
۱۵	..	..	..	..	..
۱۵۳	میزان کل				
۳۰۰	آمدنی فصل دو سو سن				
۱۴۷	اس طرح سے نٹ آمدنی				

دستخط رسال سنگھ انسپکٹر زراعت
نرودہ ضلع بلند شہر

حکومت صوبجات متحدہ اور اردو و ہندی

بعض حلقوں میں عرصہ سے یہ پردہ گھنڈا کیا جا رہا ہے کہ صوبجات متحدہ کی موجودہ حکومت ایک طرف تو ہند کی حمایت کر رہی ہے اور اسکی ترویج و ترقی میں کوشاں ہے اور دوسری طرف یہ کوشش کر رہی ہے کہ اردو کو اس صوبہ سے نیست و نابود کر دیا جائے۔ یہ غلط پروپیگنڈا اتنی شدت سے کیا گیا ہے کہ اکثر نادان قضاہ حضرات کو یقین ہو گیا ہے کہ یہ الزام واقعی درست ہے۔

مگر اصل صورت حال یہ ہے کہ زبان کے مسئلہ میں موجودہ حکومت نے جو قدم اٹھایا ہے اگر اسے بغیر تعصب کے دیکھا جائے تو ہر صاحب انصاف یہ تسلیم کر لے گا کہ اردو کے ساتھ موجودہ حکومت کا رویہ جتنا ہمدردانہ ہے اتنا آج تک کسی حکومت کا نہیں رہا تھا۔

شاید اکثر حضرات کو یہ نہ معلوم ہو گا کہ کانگریس حکومت نے برسرِ اقتدار آنے کے بعد اردو و ہندی کے محکمہ کو جو ستمبر ۱۹۲۳ء میں توڑ دیا گیا تھا از سر نو قائم کر دیا۔ اس وقت اس محکمہ میں ایک سپرنٹنڈنٹ

کے علاوہ ۳۷ اردو ہندی مترجم کام کر رہے ہیں۔ اس محکمہ میں تمام سرکاری بل۔ ایکٹ مینول اور انتظامی رپورٹوں کا انگریزی سے ہندی اور اردو میں ترجمہ ہوتا ہے۔ عوام الناس کی جو درخواستیں اردو یا ہندی میں حکومت کے پاس آتی ہیں ان کو ردی کی ٹوکری میں نہیں ڈال دیا جاتا بلکہ حسب ضرورت ان کا ترجمہ ذمہ دار حکام کے پاس روانہ کر دیا جاتا ہے۔ کانگریس حکومت جب سے قائم ہوئی ہے پہلی کے اجلاس کا روزانہ ایجنڈا انگریزی کے علاوہ اردو اور ہندی میں بھی تیار کیا جاتا ہے۔ پہلی کے ممبروں کو اختیار ہے کہ وہ اردو یا ہندی میں سوالات یا تقریریں کریں۔ ان سوالات کے جواب بھی اسی زبان میں حکومت کی طرف سے دئے جاتے ہیں اور جو تقریریں ہندوستانی میں ہوتی ہیں (جن میں وزیر صاحبان کی تقریریں بھی شامل ہیں) وہ پہلی کی مطبوعہ رپورٹ میں ہر دو زبانوں میں شائع کی جاتی ہیں۔ پہلی کے صدر ممبروں کو ہندوستانی زبان میں بولنے کا نہ صرف موقع دیتے ہیں بلکہ قانون حق آراضی پر مباحثہ کے دوران میں تو انھوں نے تمام ممبران کو ہدایت کر دی ہے کہ سب لوگ ہندوستانی ہی میں تقریر کریں۔

کانگریس حکومت نے محکمہ اخبارات اور محکمہ نشر و اشاعت کو ملا کر ”محکمہ اطلاعات عامہ“ قائم کیا ہے۔ اس محکمہ سے تمام سرکاری سرگرمیوں کی اطلاعات صوبہ اور بیرون صوبہ کے اردو اور ہندی اخباروں کو روانہ کی جاتی ہیں۔ ہر پریس نوٹ اور کیونکے کا بھی اردو ہندی ترجمہ اخبارات کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ عوام کو حکومت کے مختلف محکموں کی سرگرمیوں اور وزراء کی تقریروں سے باخبر رکھنے کے لئے ایک ضخیم اردو رسالہ ”اطلاعات“ اردو میں محکمہ کی طرف سے شائع ہوتا ہے اور صوبہ کی تمام لائبریریوں اور ذمہ دار اداروں کو مفت روانہ کیا جاتا ہے۔ علاوہ کتابت کے اخراجات کے اس رسالہ کی طباعت وغیرہ کا اوسط خرچ تقریباً ۶۸۵ روپیہ ماہوار ہے۔ ہندی رسالہ کا اوسط ماہانہ خرچ تقریباً ۵۵۲ روپیہ ہے۔ محکمہ میں اکثر اردو کے خطوط موصول ہوتے رہتے ہیں انکا جواب بھی اسی زبان میں لکھ کر روانہ کیا جاتا ہے۔ اردو میں زیادہ کام ہونے کی وجہ سے موجودہ حکومت نے شعبہ اردو میں مزید تقریرات کئے اور اس وقت محکمہ اطلاعات عامہ میں ہندی کے ۴ اسٹنٹ اور اردو کے ۷ اسٹنٹ کام کر رہے ہیں موجودہ حکومت کی یہ بھی پالیسی ہے کہ عوام کی واقفیت کے لئے سرکاری نوٹیں اور اشتہارات اردو و ہندی اخبارات میں کافی شائع ہوتے رہیں چنانچہ اب اردو اور ہندی دونوں اخباروں میں برابر اشتہارات وغیرہ روانہ کئے جاتے ہیں جن کی تعداد پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔

صوبہ جات متحدہ کے محکمہ تعلیم نے دیہاتی حلقوں میں اشاعت تعلیم کی غرض سے ۶۰۷ دارالمطالعہ اور ۳۶۰۰ کتب خانے کھولے ہیں۔ ان کے لئے حکومت نے تقریباً ۳۸۰۰۰ روپیہ کی اردو کتابیں اور تقریباً ۹۰۰۰ روپیہ کے اردو رسالے اور اخبارات خریدے ہیں۔

کانگریس حکومت نے حال ہی میں ایک پریس مشاورتی کمیٹی بھی بنائی ہے جس میں اخبارات کے نمائندے شامل ہیں۔ اس کمیٹی میں دو ہندی اخبارات کے اور دو اردو اخبارات کے نمائندے ہیں۔ موجودہ حکومت پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ سرکاری محکموں میں انگریزی الفاظ کے جو اردو ترجمے کئے جاتے ہیں وہ زیادہ تر سنسکرت آمیز ہندی میں ہوتے ہیں۔ مثلاً ”یونائیٹڈ پراونسز“ (صوبیات متحدہ) کا ترجمہ ”جٹ صوبہ“ ”سیلینٹری کوئٹھن“ (ضمنی سوال) کا ترجمہ ”موم سوال“ ”لیٹف (مدعی) کا ترجمہ ”جھگڑا پلیر“ اور ”ڈیفنڈنٹ (مدعا علیہ) کا ترجمہ ”جھگڑا دوسرے“ ہوتا ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ کسی سرکاری محکمہ میں اس قسم کے ترجمے نہیں ہوئے ہیں بلکہ جو ترجمے قوسین میں لکھے گئے ہیں اردو عبارت میں وہی استعمال کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ الزام بھی غلط ہے کہ اردو میں ”لیکن“ کی جگہ ”پرتو“ استعمال کیا جاتا ہے یا ”تعلق“ کی جگہ پر ”سمبندھ“

اس مختصر بیان سے واضح ہو گیا ہوگا کہ موجودہ حکومت اردو کے ساتھ مطلق زیادتی نہیں کر رہی ہے اور نہ اس کے مقابلہ میں کسی صورت سے ہندی کو ترجیح دی جاتی ہے۔

رجسٹرڈ نمبر ۲۲۲۵

اطلاعات

جلد ۲ لکھنؤ ماہ فروری پانچ ۱۹۳۹ء نمبر ۲۲

خصوصیات

- حکومت صوبجات متحدہ کی سرگرمیاں
- مسلمان اقلیت اور حکومت صوبجات متحدہ
- فاروہا تعلیمی اسکیم
- آنریبل وزیر مال کی تقریر
- بے زمین مزدوروں کیلئے ایک اسکیم
- صنعت و حرفت
- محکمہ انسداد رشوت ستانی کی کارگزاریاں
- ترک منشیات کی رفقار
- ابراہیم چا (افسانہ)
- ہیر پور رپورٹ
- اہم اطلاعاتیں
- زراعت

مکتبہ
محکمہ اطلاعات
صوبجات متحدہ



اسلام

صوبہ پنجاب



جلد ۲	لکھنؤ ماہ فروری و مارچ ۱۹۳۹ء	نمبر ۲۲

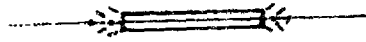
فہرست مضامین

صفحہ	مضمون
۱	(۱) حکومت صوبجات متحدہ کی سرگرمیاں ...
۷۳	(۲) مسلمان اقلیت اور حکومت صوبجات متحدہ ...
۸۳	(۳) واردہ تعلیمی اسکیم ... مرکزی شادرتی کمیٹی کی رپورٹ
۸۹	(۴) آنریبل وزیر مال کی تقریر ...
۹۰	(۵) بے زمین مزدوروں کے لئے ایک اسکیم ...
۹۳	(۶) صنعت و حرفت ...
۹۳	(۱) شکر کی قیمت ...
۹۵	(۲) گڑ سدھار اسکیم کی رپورٹ ...

صفحہ

مضمون

- (۷) محکمہ انسداد رشوت ستانی کی کارگزاریاں ... ۹۶
- (۸) ترکمنشیات کی رفتار ... ۹۸
- (۹) ابراہیم حیا (افسانہ) ... ”ہجرن“ ۱۰۱
- (۱۰) پیر پور پورٹ ... ۱۰۴
- بیگم ماجدہ بانو کا بیان ... ”بیگم ماجدہ بانو“
- پیر پور پورٹ پر طائرانہ نظر ... ”ایک قوم پرست“
- (۱۱) اہم اطلاعات ... ۱۰۸
- (۱۲) ذرا محنت ... ۱۱۶



حکومت بھارت متحدہ کے مختلف محکموں کی کانگڑیاں

یکم فروری ۱۹۳۸ء تا ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۸ء

(الف) محکمہ مالیات

تنخواہیں اور کفایت شماری

امور عامہ کے اخراجات میں کمی کرنے کی غرض سے حکومت نے یہ طے کیا کہ صوبائی ماہری اور ماتحتی ملازمین کی شرح تنخواہ میں تخفیف کر دی جائے چنانچہ یکم جولائی ۱۹۳۷ء کو یہ عام اعلان کر دیا گیا کہ اس تاریخ سے تمام نئے سرکاری ملازمین کو تخفیف شدہ شرح تنخواہ کے حساب سے مشاہرہ دیا جائیگا۔ گریڈڈ افسران کی تخفیف شدہ شرح تنخواہ تو مقرر ہی ہو چکی ہے لیکن غیر گریڈڈ ملازمین کی شرح تنخواہ کے معاملہ میں بھی کافی منزلیں طے ہو گئی ہیں۔ چھوٹے سرکاری ملازمین کے حالات پر بھی حکومت غور کر رہی ہے۔

بیزنگاری کا علاج

تخفیف شدہ شرح تنخواہ سے جلد از جلد مالی فائدے حاصل کرنے اور تعلیم یافتہ نوجوانوں کی بیزنگاری کم کرنے کی غرض سے حکومت نے سرکاری حکمران کی لازمی علیحدگی کی عمر ۶۰ سال سے گھٹا کر ۵۵ سال کر دی ہے اس سے پہلے یہ ملازمین ۶۰ سال کی عمر تک اپنی ملازمتوں پر رہ سکتے تھے لیکن نئے قاعدے کے مطابق ۵۵ سال کی عمر میں انکا علیحدہ ہو جانا لازمی ہو گیا ہے۔ چنانچہ اب اس عمر کے بعد کوئی ملازم بھی اس وقت تک اپنی جگہ پر برقرار نہیں رکھا جاسکتا جب تک کہ یہ نہ ثابت ہو جائے کہ مفاد عامہ کے خیال سے اس کی خدمات کو جاری رکھنا از حد ضروری ہے۔

بھتے

سفری بھتوں کی شرحوں میں موجودہ حکومت نے نومبر ۱۹۳۷ء ہی میں تقریباً دس فیصدی کم کر دی تھی اب اسی سمت میں دوسرا قدم حکومت نے یہ اٹھایا ہے کہ اس تقسیم درجات کے اصولوں کو بن بدل دیا جائے جس کے مطابق بھتے دئے جاتے ہیں۔ کچھ دن پہلے وہ تمام افسران جو ۵۰ روپے ماہوار تنخواہ پاتے تھے اول درجہ کے افسران شمار کئے جاتے تھے۔

اب صرف وہ افسران اول درجہ کے ملازم شمار کئے جائینگے جو ۹۰۰ روپے ماہوار سے زیادہ تنخواہیں پائیں۔ خصوصی تنخواہوں اور اجری بھتوں کے متعلق یہ تجویز ہے کہ یا تو یہ بالکل بند کر دئے جائیں یا ان میں تخفیف کر دی جائے۔

ناگمانیات

موجودہ حکومت نے ناگمانی اخراجات میں کفایت کی بڑی گنجائش محسوس کی چنانچہ اس نے چیف انسپکٹر افسران کو مقرر کیا کہ وہ تمام دفاتروں کے ناگمانی اخراجات کی جانچ کریں اور اس کے بعد رپورٹ دیں۔ اب تک انھوں نے بتنی رپورٹیں بھیجی ہیں ان سے اندازہ کیا جاتا ہے کہ علاوہ اس غیر اطمینانی بچت کے جو مختلف مدتوں سے حاصل ہو سکے گی آئندہ مالی سال کے میزانیہ میں تقریباً ایک لاکھ کی اطمینانی بچت کی جائے گی۔

عیشے

عیشے زیادہ تر ان مقامی انجمنوں اور ان شخصی تعلیمی اور صنعتی اداروں کو دئے جاتے ہیں جو سماجی اور خداترسی خدمات انجام دیتے ہیں۔ موجودہ حکومت کی روز افزوں مفید عوام تحریکات نے اس مدد کے اخراجات میں بڑا اضافہ کر دیا ہے۔ چنانچہ اگر متعلقہ محکمہ جات کی تفصیلی کارگزاریوں کا مطالعہ کیا جائے تو ان اخراجات کی زیادتی کا پورا اندازہ ہو جائیگا۔

کفایت شعاری کمیٹی

محکمہ جاتی تدبیروں کے علاوہ اسمبلی کے چند ممبران کی ایک کمیٹی بھی بنائی گئی ہے جس کا مقصد ہے کہ وہ صوبائی نظم و نسق کے سارے میدان میں کفایت شعاری کی اسکاٹی تدبیروں کو دریافت کرے۔ اس کمیٹی کی سفارشات بہت مفید ثابت ہو رہی ہیں اور ان پر عمل کرے سے متعدد مہینوں میں کفایت ہو سکتی ہے۔

قانون سازی

صرف دو آئینی تجویزیں ایسی ہیں جو محکمہ مالیات سے تعلق رکھتی ہیں اور جنکا ذکر ضروری ہے مثلاً (۱) کورٹ فیس (ترمیمی) بل (۲) اور (۲) صوبجات متحدہ اسٹیٹس (ترمیمی) بل۔ عام طور پر جو خیال کیا جاتا ہے اسکے بالکل برعکس ان آئینی تجویزوں سے یہ مراد ہے کہ اسٹیٹس اور کورٹ فیس کی مد میں ایسوں اور غریبوں کے اخراجات برابر کر دئے جائیں۔ مالگداری کا خیال ثانوی خیال ہے۔ جہاں تک ان آئینی تجویزوں کی وجہ سے عام گرانڈری کا خیال ہے دراصل مقصد یہ ہے کہ صوبجات متحدہ میں ٹیکس کو اسی سطح پر لے آیا جائے جس سطح پر دوسرے صوبوں میں ٹیکس جاری ہے۔ اس نوٹ کے زمانہ میں یہ بل مجلس آئین ساز میں تھے لیکن اب پاس ہو گئے ہیں۔

(ب) محکمہ رجسٹریشن

کچھ دن پہلے محکمہ رجسٹریشن ایک علیحدہ افسر یعنی انسپکٹر جنرل آف رجسٹریشن کے ماتحت تھا اور دوسرے انسپکٹر ان اس کے ساتھ کام کرتے تھے ان افسران کے فرائض چیف انسپکٹر اور انسپکٹر آف اسٹیٹس کے فرائض سے بہت ملتے جلتے تھے اس لئے کفایت اور بہتر انتظام کے خیال سے انسپکٹر جنرل کا عہدہ چیف انسپکٹر آف اسٹیٹس کے عہدہ سے ملا دیا گیا چیف انسپکٹر آف اسٹیٹس سرکاری دفتروں کے بھی چیف انسپکٹر ہیں اور انجن مال کے نائب سکرٹری بھی۔ مزید برآں محکمہ رجسٹریشن کے انسپکٹروں کے فرائض اسٹیٹس انسپکٹروں کے فرائض سے ملا دئے گئے ہیں چنانچہ وہ اسٹیٹس انسپکٹر ان جو پہلے صرف یہ جانچ کرتے تھے کہ کن کن دفتروں اور عدالتوں میں اسٹیٹس ڈیوٹی اور کورٹ فیس کی ادائیگی سے کتنا کمی لگتی ہے اب ساتھ ساتھ رجسٹریشن کے دفتروں کا بھی معائنہ کرتے ہیں اور وہ رجسٹریشن انسپکٹر ان جو پہلے صرف رجسٹریشن دفتروں کا معائنہ کرتے تھے وہ اب ان فرائض کو بھی انجام دیتے ہیں جو اس جملہ کے پہلے حصہ میں ذکر کئے گئے ہیں۔ اس جدید انتظام سے نہ صرف کفایت ہی ہو گئی ہے بلکہ معائنہ بھی اتنے زیادہ ہو گئے ہیں کہ جس سے کسی وجہ سے رجسٹریشن دفتروں کے اخلاقی سدھار پر بڑا اچھا اثر پڑنے کی امید ہے۔

بیروزگاری کا دفعہ

کفایت کمیٹی ۱۹۲۱ء ۱۹۲۲ء ۱۹۲۳ء کی تجویزوں کے مطابق باضابطہ رجسٹری دستہ ان

اُس کو بیشیہ و فغانِ بناد۔ یہ گئے ہیں۔ یہ دفترانِ مہاراجوں کی نگرانی میں رکھے گئے ہیں جو اپنی مہاراجوں کے خلاف ان دفتران کی ذمہ داریوں کے بھی حامل ہیں۔ محکمہ رجسٹری کے محرمین و مستند ادارہ کے سربراہان کو یہ تقریباً ایک سو تین سو پورے طور پر کامیاب نہ ہو سکی اسلئے کہ تیس دنوں اور چار سو کے آگے ان کے لئے کافی وقت نہیں ملتا تھا۔ ہذا ان دفتران میں سے قریباً تیس درجہ اولیٰ و ثانیہ دفتران کے لئے ایک سو تین سو پورے طور پر مقرر کئے ہوئے سب رجسٹروں کو کمانڈ میں دوئے گئے ہیں اس لئے انتظام میں کوئی مزید صرفہ نہیں ہوا پھر بھی محکمہ کا کام بہتر رہ گیا۔ تیس سو تیس بھی لاجوان بے روزگاروں کے لئے مہیا ہو سکیں۔ یہی نہیں بلکہ عوام کو اس سے بہتر اور زیادہ ملے گا۔

دوسری تقریب جو محکمہ کو بہت سے افراد ساتھ ساتھ بیروزگاروں کو برسرِ کار کرنے کیلئے کی گئی وہ اس کے سربراہان کی طرف سے کم متعداد بجائے آدھ دوپہتہ میں ڈال امتحان کے ہائی اسکول انجان کر دی گئی۔ چنانچہ پرائی کے مطابق فہرست امیہ داران پر نظر ثانی کی جا رہی ہے۔

(ج) محکمہ پولیس

عام نظم و نسق میں ترقیاں

یہ پہلی حکومت سن ۱۹۷۳ء کے آخر میں انسپکٹر جنرل آف پولیس کی کئی ایسی تجویزوں کو منظور کیا تھا جن کی رو سے کام پر برا اثر ڈالے بغیر محکمہ میں مستقل تعینات ہدایتی تھی۔ اس جدید تنظیم کے خاص بڑے یہ تھے۔

(۱) پولیس کی نئی ترتیب

یہ تجویز کیا گیا تھا کہ اگر ٹیلی فون بائیسکلوں اور موٹر سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بڑے بڑے شہروں میں پولیس چند بہتر اور اچھے موقعہ کی عمارتوں میں تعین کر دی جائے تو زیادہ جگہوں پر پولیس پولیس قائم کرنے کی ضرورت نہ رہے گی اور اس طرح سپاہیوں کی تعداد اور دوسرے اخراجات میں جو کمی آئے گی اس سے تقریباً ایک لاکھ کی کفایت ہوگی۔ ان تجویزوں میں بہت سی تجویزوں پر پہلے ہی عمل ہو چکا ہے اور اس سے بچت بھی ہوئی ہے۔

(۲) رگروٹوں کی ٹرنینگ

رگروٹوں کی ٹرنینگ کی نئی تجویز پر عمل کرنے سے ۲۷۰۰۰ روپے سالانہ بچت کا تخمینہ کیا جاتا ہے۔ پچھلے زمانہ میں صوبہ کے ۴۶ پولیس ضلعوں میں سے ہر ضلع میں رگروٹوں کو ٹرنینگ دی جاتی تھی اور اس وجہ سے بہت زیادہ فضول اخراجات ہو کر تھے لیکن اب نہ صرف ۱۳ بڑے مرکز ٹرنینگ کے لئے مقرر کر دئے گئے ہیں۔ اس سے نہ صرف اخراجات میں کمی آگئی ہے۔ بلکہ امید ہے کہ ٹرنینگ کا معیار بھی بلند ہو جائے گا۔

سوار سپاہی

۳ سوار سپاہی نہ صرف کم کر دئے گئے ہیں بلکہ نئے طور پر تعین بھی کر دئے گئے ہیں۔ گھوڑے سوار سپاہی بھی کم کر دئے گئے ہیں اور نئے طریقہ پر تعین کر دئے گئے ہیں۔ پہلے دس بڑے شہروں میں ان سپاہیوں کے جھوٹے جھوٹے مرکز تھے۔ نئے تعین کے مطابق صرف پانچ شہروں میں ان کے مرکز بنائے گئے ہیں اور یہ مرکز بڑے بڑے ہیں اور ایسی جگہوں میں قائم ہیں جہاں سے بوقت ضرورت وہ آسانی کے ساتھ دوسرے شہروں میں نیچے جاسکتے ہیں۔ اس نئے تعین سے تقریباً ۲۷۰۰۰ روپیہ سالانہ بچت ہوگی۔

سول امرجنسی ریزرو

۴۔ ہر ضلع میں سپاہیوں کا ایک چھوٹا دستہ رہتا تھا جس کو سول امرجنسی ریزرو کہتے ہیں۔ یہ دستہ یوں قائم ہوتا تھا کہ ہر مہینہ ضلع کے صدر مقام پر چند ایسے شہری سپاہی بھیجے جاتے تھے جو صلح پولیس کی ٹرنینگ پائے ہوئے تھے اور اس لئے ان کو ہر مہینہ شق کی ضرورت ہوتی تھی۔ مہینہ کے ختم پر یہ سپاہی واپس چلے جاتے تھے اور ان کی جگہوں پر اور سپاہی دوسری جگہوں سے آجاتے تھے۔

صلح پولیس

یہ طریقہ بدل دیا گیا ہے اور نئے طریقہ کے مطابق تمام رگروٹ داخلہ کے بعد صلح پولیس میں مقرر کر دئے جاتے ہیں جہاں وہ صدر مقامات پر رہ کر شہری پولیس میں آنے سے پہلے پانچ سال تک صلح پولیس کی ذمہ داریاں سیکھتے ہیں۔ اس نئے طریقہ سے سفری بھتوں کی بچت ہوگی اور اندازہ کیا جاتا ہے کہ مجموعی طور پر ۳۷۰۰۰ روپے سالانہ کی کفایت رہے گی۔ مذکورہ بالا اسکیم

اور چند دوسری ادنیٰ اکیوں پر عمل کرنے سے ۲ لاکھ روپے کی کفایت ہو گئی ہے اس نے
جب ان تمام اکیوں پر عمل شروع ہو جائیگا جن میں سے بعض ابھی زیرِ غور ہیں تو تقریباً ۳ لاکھ روپے
کی بچت رہے گی۔

۲۔ ذری ۱۹۳۲ء کے آخر میں آئرلینڈ وزیرِ عظم صاحب نے انسپکٹر جنرل پولیس کو کاہنہ کے
جلسہ میں شرکت کی دعوت دی تاکہ وہ پولیس میگزین کے ۱۹۳۲ء کے مباحثہ میں شریک ہو سکیں
اس جلسہ میں یہ سنا کہ انسپکٹر جنرل مزید اصلاحات اور انتظامات کی کوشش کریں اور اسی
مقتور شدہ رقم سے ان کی ان کوششوں کو بھی مدد دیا جائے۔

پولیس اصلاح اور جدید تنظیم

انسپکٹر جنرل کی سفارش پر ایک کمیٹی مقرر کی گئی جس میں سب ذیل حضرات شامل ہیں

صدر

انسپکٹر جنرل پولیس۔

ممبران

مسٹر ٹامس۔ آئی۔ بی۔

ڈاکٹر جنگ۔ پارلیمنٹری سکرٹری

پڈت دی۔ این تیواری۔ پارلیمنٹری سکرٹری

پڈت بھگوت نارائن بھارگوا۔ ایم۔ ایل۔ اے

کنور حبیبیر سنگھ۔ ڈپٹی کمشنر۔ لکھنؤ

مسٹر ٹی۔ پی بھلا۔ افسرانہ اور شوتستانی

سکرٹری

مسٹر آر بادل آئی۔ بی۔

کمیٹی کے نکات حالہ حسب ذیل تھے۔

موجبات متحدہ پولیس کی جدید تنظیم کے لئے ایسے مشورے دینا جن سے پولیس

خدمت عامہ کیلئے جدید اور بہتر طور پر آراستہ کیا سکے۔ ان مشوروں میں حسب ذیل باتوں پر

خاص خیال کیا جائے۔

(۱) پولیس کی تمام شاخوں کا داخلہ ٹریننگ اور آراستگی ہے۔

(الف) شہری اور دیہاتی پولیس

(ب) مسلح پولیس

(ج) سوار پولیس

(د) ریلوے پولیس

(۵) مشینی دستہ

(۶) کلر کی عملہ

(۷) موجودہ دیہاتی پولیس اور چوکیداری نظام میں باضابطہ سپاہیوں کا شامل کرنا۔

(۸) مختلف تقانوں کے درمیان رسل و رسائل کے ذرائع مضبوط کرنا۔

(۹) تمام صوبائی اور ماتحتی درجوں میں ترقی - سزا - انعام اور بھتوں وغیرہ کا نظام۔

(۱۰) موجودہ پولیس ٹریننگ کالج کو اردو سمیت دینا تاکہ ہر درجہ کے سپاہیوں کو بہتر طور پر

جدید ٹریننگ مل سکے۔ بحکمہ تحقیقات جرائم کے صدر مقامات پر تحقیقاتی اور خبر رسانی عملے کے

پہنچنے ہوئے ممبروں کی خاص ٹریننگ کے لئے تعلیمی درجے قائم کرنا اور تحقیقاتی انسٹرکٹو

سائنس اور ٹیکنیکل کاموں میں عملی مدد دینے کے لئے داد التجربہ اور سرسرج دفتر قائم کرنا اور

ٹریننگ پانے والے ماہر افسروں کو ان معاملات میں اعلیٰ تعلیم دینا۔

(۱۱) شہری اور مسلح پولیس کے محفوظ دستوں کے لئے معقول انتظام کرنا۔

(۱۲) صدر مقامات کے عملے اور دوسرے نگرانی کرنے والے عملوں کی جدید تنظیم کرنا۔

تاکہ کام اور نگرانی دونوں خدمت میں بہترین سکیں۔

(۱۳) اس کے علاوہ کوئی اور اصلاح جس سے پولیس کی خدمات اور اس کے عوام

تعلقات بہتر ہو جائیں۔

(۱۴) کمیٹی ان تجویزوں کے مالی پہلو پر بھی روشنی ڈالے گی اور قواعد و قوانین بنائیگی۔

مذکورہ بالا نکات حوالہ کے مطابق کمیٹی کی رپورٹ کا ابھی انتظار کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے

علاوہ بھی کمیٹی نے چند سفارشات پیش کی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

سی۔ آئی۔ ڈی تعلیمی درجے

تحقیقاتی اور خبر رسانی عملہ کے چنے ہوئے ممبروں کی ٹریننگ کیلئے رجسٹرڈ تحقیقات

جرائم کے صدر مقامات پر تعلیمی درجے قائم کرنا

کمیٹی کی پیش کردہ اسکیم حکومت نے فی الحال مان لی ہے اور انسپٹر جنرل پولیس کو ہدایت

کی ہے کہ وہ اس کے مطابق کام شروع کریں۔

ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اس خاص ذمہ داری پر مقرر کئے گئے ہیں کہ وہ ٹریننگ کے پہلے دور کے لئے ریکرڈ تیار کریں اور ایکٹر جنرل سے کہا گیا ہے کہ وہ فناب تعلیم کی ایک نقل روانہ کریں۔ یہ سلسلہ ہوا ہے کہ انگلستان - اٹلی اور جرمنی میں جو نصابیات تعلیم فیکٹر تھنڈنٹ جراثیم کی ٹرینٹک باسنے والوں کیلئے رائج ہیں وہ طلبہ کے جائیں اور ان سے نامزد کاشایا جائے۔

سپاہیوں کی ٹریننگ اسکول

نامک کے ہزار ترقی پانے والے سپاہیوں کے لئے ٹریننگ اسکول

کئی کئی یہ سفارش ہے کہ لوڈ آباد ہر ایک ٹریننگ اسکول قائم کیا جائے جہاں ان سپاہیوں کو ٹریننگ دی جائے۔ یونامک کے عہدہ پر ترقی پانے والی دینے کا مجبوزہ طریقہ یہ ہے کہ ایک فہرست رکھی جاتی ہے جس پر اس سپاہیوں کے نام ہیں۔ ان میں ہر قانون - ضابطہ فوجداری اور قواعد رڈل کی برائی جاتی ہیں کامیاب ہوتے ہیں اور اس فہرست کے مطابق نئے۔ پراسنے اصول پر ترقی دینی جاتی ہے اس طرح سپاہیوں کو نامک کے عہدہ پر ترقی پانے سے پہلے اور نہ بعد کسی وقت بھی ماتحت افسر کی ذمہ داریوں کی ٹریننگ حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ پولیس ٹریننگ کمریٹھ کی راسے تھی کہ صوبہ جاتی پولیس میں ماتحت افسر سب سے زیادہ کمزور کڑی ہے پولیس جدید تنظیم کمریٹھ نے اس راسے سے پورا اتفاق کیا اور حکومت کو مغائش کی کہ وہ اس کمزوری کو دور کر دے اب نئی اسکیم کے مطابق نامک کے عہدہ پر ترقی پانے والے سپاہی ایک خاص قسم کی ٹریننگ حاصل کرینگے اور یہ ٹریننگ انکو ایک نئے ادارہ میں دی جائیگی جو ٹریننگ کمانچ کی ایک نصف خود مختار ادارہ شارخ ہوگی۔ اس اسکیم کے اخراجات میں ۲۲۲۲۲۲ روپے کی متواتر اور ۸۰۰۰۰ روپے کی غیر متواتر رقم کا اندازہ کیا جاتا ہے جو پولیس میزانیہ کی بجٹ سے ادا کی جائے گی۔ حکومت کے تجویز کے اصول کو منظور کر لیا ہے۔

پولیس ریکرڈ ٹول کا تقرر

(۱) کمریٹھ کی سفارشات میں سے ایک تو پہلے ہی منظور ہو چکی ہے اب یہ پولیس قواعد کے پارا نمبر ۳۹ کی تبدیلی ہے جو پولیس ریکرڈ ٹول سے تعلق رکھتی ہے۔ اس پارے کی دفعات نے پولیس ریکرڈ ٹول پر ذات اور نسل کے لحاظ سے چند بانڈیاں عاید کردی تھیں

اور ان کے مطابق ان امیدواروں کو ترجیح ملتی تھی جو پولیس - فوج یا کسانوں کے طبقہ سے تعلق رکھتے تھے ترمیم شدہ پارے نے یہ تمام پابندیاں اٹھالی ہیں اور اسکے مطابق سپرنٹنڈنٹ پولیس صرف ان امیدواروں کو انتخاب کریں گے جن کا چال چلن اچھا ہو اور جو پولیس خدمات کامیابی کے ساتھ انجام دے سکیں۔ انتخاب کے وقت قابل لحاظ بات صرف یہ ہے کہ ریکرڈوں میں خواندہ امیدواروں کی تعداد مناسب رہے۔

(۲) کمیٹی نے سارجنٹوں کے انتخاب کے متعلق بھی سفارشات کی ہیں۔ ابھی تک سارجنٹ صرف یورپین اور اینگلو انڈین امیدواروں سے منتخب کئے جاتے تھے لیکن کمیٹی نے اس ترجیح کو ختم کر دیا اور تمام فرقوں کے لئے انتخاب عام کر دیا اس سے ریزرو انڈیئرز کے موجودہ علم پر بھی اثر پڑے گا اس لئے کہ اب تک اس عملہ میں ترقی یافتہ سارجنٹ بکثرت تھے اور صرف چند چھبیس ہندوستانیوں کو ملتی تھیں۔ کمیٹی کی سفارشات اپنی تک زبردستی سے۔

پولیس نگرانی کمیٹی

پولیس محکمہ میں دوا در کمیٹیاں مقرر کی جا رہی ہیں ایک پولیس نگرانی کمیٹی اور دوسری پولیس مکان کمیٹی۔ اول الذکر کمیٹی کارگزاری نامہ اور نگرانی سے متعلق پولیس قوانین کی جانچ کریگی اور اس کمیٹی کے چیئرمین آئریبل وزیراعظم کے ایک پارلیمنٹری سکرٹری ہونگے۔

پولیس مکان کمیٹی

دوسری کمیٹی یعنی پولیس مکان کمیٹی آئریبل وزیراعظم کے سائل کی زیر صدارت قائم ہوگی۔ یہ پولیس کے مکان کے مسئلہ کی جانچ کریگی موجودہ صورت میں کئی پولیس تھانے اور چوکیاں یا کرایہ کے مکانات میں رہتی ہیں یا کچے اور بھونس سے بھائے ہوئے مکانات میں۔ انسپکٹر جنرل کی رپورٹ کے مطابق ۱۵ فیصدی تھانے اور ۳۰ فیصدی چوکیاں ایسے مکانات میں قائم ہیں جو انسان کے رہنے کے لئے ذرا بھی موزوں نہیں ہیں۔ اگر مکان کا موجودہ معیار قائم رکھتے ہوئے بھی پولیس میزانیہ میں فراہمی کیا بھی اضافہ کر دیا جائے تب بھی تمام کچے اور بھونس کے مکانات کو اچھی عمارتوں میں بدلنے میں ایک بڑا عرصہ لگے گا۔ اس لئے اس کمیٹی کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مقابلاً سستے مکانات بنوانے کی ایسی اسکیم پیش کرے جس کے مطابق ایک منقول عرصہ میں سالانہ گرام تکمیل کو پہنچ جائے۔

قانونی کارروائیاں

پریل ۱۹۳۲ء کو حکومت نے یہ منظوری دی کہ الہ آباد کے اخبار اسٹار کے ایڈیٹر اور نائب ایڈیٹر کے خلاف زیر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند اس جرم میں قانونی کارروائی کی جائے کہ انہوں نے اپنی اشاعت مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۳۲ء میں ایک ایسا مضمون بعنوان ”روحانی طاقت“ شائع کیا جس سے ہندو اور مسلمانوں میں نفرت اور دشمنی پھیلانے کے امکانات پائے جاتے تھے۔ اس مضمون میں سری باتوں کیساتھ ساتھ بھی کہا گیا تھا کہ کانگریس والے مسلمانوں پر اس لئے مظالم کرنا چاہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو ہندو مذہبیت کی حامل کانگریس میں داخل کرنے میں ناکامیاب رہے ہیں۔ مجسٹریٹ نے ان ایڈیٹروں کو دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند کا مجرم قرار دیا اور ۹ اگست ۱۹۳۲ء کو یہ فیصلہ سنایا کہ ان میں سے ہر ایک چار چار مہینے قید با مشقت برداشت کرے اور سو سو روپیہ جرمانہ داخل کرے جسکی عدم ادائیگی کی صورت میں سینا دقید میں ایک ایک ماہ قید با مشقت کا اضافہ کر دیا جائے۔

نگرانی

ان دونوں محکمہ تحقیقات جرائم اور ڈائریکٹر کی طرف سے کسی ممبر مجلس قانون ساز کی حرکات کی نگرانی نہیں کی جاتی۔

خلاف قانون جماعت

ہندو بن کی پریم دویا لیا ۱۹۳۲ء میں زیر دفعہ ۱۶ قانون تعزیرات سن ۱۹۲۹ء خلاف قانون جماعت قرار دیدی گئی تھی۔ اس میں جماعت سے یہ پابندی اٹھائی گئی ہے اور اس کا سارا منقولہ اور غیر منقولہ مسلمان جو حکومت کے قبضہ کے زمانہ میں کوٹ آف وارڈس کے زیر انتظام تھا ایک انجمن مہتممین کے سپرد کر دیا گیا ہے جو اس غرض سے مقرر کی گئی ہے کہ وہ اس ادارہ کو اپنے ہاتھوں چلائے۔

کانگریس کا سرمایہ

حکومت نے یہ حکم دیا ہے کہ کانگریس کا وہ سارا سرمایہ واپس کر دیا جائے جو تحریک قانون شکنی کے زمانہ میں کانگریسی اداروں سے چھین لیا گیا تھا عدالتی کارروائیوں کے دوران میں کانگریسیوں پر جو جرمانہ لگائے گئے تھے ان کی واپسی کا مسئلہ ابھی زیر غور ہے۔

کانگریس کی ملکیت

یہ احکام بھی جاری کئے گئے ہیں کہ کانگریس اشخاص یا کانگریسی اداروں کی وہ تمام منقولہ اور غیر منقولہ ملکیت واپس کر دی جائے جو تحریک قانون شکنی کے زمانہ میں ضبط کر لی گئی تھی۔ جو ملکیت بچی جا چکی ہے اور اسکی قیمت ساری خزانہ میں داخل ہو چکی اس کے متعلق یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ پوری رقم سرکاری خزانہ سے مالک حقیقی کے نام منتقل کر دی جائے۔

ضبط شدہ مطبوعات کی پابندیوں کی منسوخی

کانگریس کے ہری پور اجلاس کے بعد سے حسب ذیل کتابوں پر سے پابندیاں اٹھائی گئیں۔

- (۱) جیون چتر (ہندی) از ایمن ڈی دیلیرا
- (۲) ہندی ریڈرس ان پینڈت رام داس گرد
- (۳) کراتتی بہجناولی (ہندی)
- (۴) دوکار ٹون جو سودیشی لیگ الہ آباد نے شائع کئے تھے۔
- (۵) پرا دہنیوں کی دیبا یا ترا
- (۶) ہندی جیون حصہ اول و دوم
- (۷) مکت سنگیت
- (۸) کانگریس پشپا بنجلی

دوسری مطبوعات سے جو ۱۹۱۵ء کے دوران میں ضبط ہوئیں اور جنگی نوعیت، چنہ رومہ نہ تھی پابندیاں اٹھانے کا مسئلہ حکومت کے زیر غور ہے۔ اس معاملہ میں دیر ہونے کا یہ سبب ہے کہ متعلقہ نمائندیں بروقت نہ حاصل ہو سکیں۔

حکومت کی ضبط کی ہوئی مطبوعات بابت فروری ۱۹۳۸ء

حکومت نے حسب ذیل کتابیں مذکورہ اسباب کی بنا پر ضبط کیں۔

- (۱) ”امام حسن اور امام حسین کی تاریخ“ یا ”تقریر کا ایتھاس“ اس کی اشاعت فرقہ وارانہ منکاف کا اندیشہ تھا۔

(۲) ”الہ آباد کے ہندی اخبار“ مدرسی“ کی اشاعت مورخہ ۹ اپریل ۱۹۳۷ء اس لئے کہ اس سے مذہبی منافرت پھیلنے کا اندیشہ تھا۔

(۳) ”کراختی بھینا دلی“ اس فقرہ دارانہ تعلقات خراب ہونے کا اندیشہ تھا۔

تقریروں کی رپورٹیں

حکومت کو معلوم یہ کہ ختمات خدمتوں میں ایسی تقریریں دلی کی رپورٹیں دی گئی ہیں جن میں تشدد اور تہوار دارانہ ختمات کی تبلیغ کی گئی ہے۔ تقریریں ایسے حکمرانوں نے اپنے اُن پچھلے احکام میں کچھ تبدیلی کر دی ہیں۔ مگر وہ سے عام جلسوں کی تقریروں کی رپورٹیں عام طور پر بند کر دی گئی تھیں اور یہ احکام صادر کیے کہ ایسی تقریریں کی رپورٹیں ضروری جائیں جن سے تشدد یا فرقہ دارانہ دشمنائی پیدا کی جاتی ہے۔ ان رہائشیوں کو اگر زرعی حالت کے مطابق زمینداروں یا کسان بھگاؤ کی ترس سے عام جلسوں میں تقریریں کی جائیں اور عالم نفع ان کی رپورٹ ضروری سمجھے تو انکی رپورٹیں بھی ضروری کی جائیں چنانچہ اس حکم کے مطابق ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء کو ایک پریس کمیونیکیشن بھی شائع کر دیا گیا۔ مالی میں حکام نے یہ بھی اختیار دیدیا گیا ہے کہ اگر وہ ضروری سمجھیں تو پولیس کی رپورٹ کی تصدیق کے لئے کسی مجسٹریٹ کو ایسے جلسوں میں شریک ہونے کے لئے مقرر بھی کر سکتے ہیں۔

قوانین اسلحہ جات

موجودہ حکومت نے برسرِ اقتدار ہوتے ہی موجبات متحدہ کے تمام احکام اضلاع کے نام یہ احکام جاری کئے کہ جو لائسنس کا نگریں تحریک میں شریک ہونے کی بنا پر لوگوں سے چھین لئے گئے تھے وہ ان کو دوبارہ دیدئے جائیں بشرطیکہ وہ لوگ لائسنس کے لئے درخواستیں دیں اور ان کے خلاف کوئی اور بات نہ ہو۔ چنانچہ اس کے مطابق حکومت نے یہ حکم صادر کیا کہ جو لوگ اپنی ذات یا فضل کی حفاظت کے لئے بندوقیں وغیرہ رکھنا چاہتے ہیں اور جو لوگ جنگلات کے قریب درجوا میں رہتے ہیں ان کو لائسنس عطا کر دئے جائیں۔

جرائم پیشہ قبیلے

حکومت نے جرائم پیشہ قبیلوں کی ترقی اور اصلاح کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کی ہے جس پر حکومت غور کر رہی ہے۔ اخبارات اور مجلس قانون ساز نے بھی اس رپورٹ پر اظہارِ مسرت کیا ہے۔ یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ ان قبیلوں کے افراد کو جرائم کے پیشہ سے نجات دلا کر محنتی اور ایماندار بنایا جاسکے جو بڑے مفید ہوگا۔

اصلاحوں میں ایک لاکھ روپیہ سالانہ خرچ کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ گورکھ پور جرائم پیشہ قبیلوں کا سمجھوتہ سالویشن آرمی کی نگرانی سے نکال کر ہر سبکین سیلوک سنگہ شاخ گورکھ پور کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

(د) شکمہ تقررات

حسب ذیل معاملات میں جو فیصلے عرصہ زیر بحث میں رکھے گئے، ان کے بارے میں توجہ کے مستحق ہیں

بہار کا جانا

حکومت عام طور پر گرہی ادویہ سائنس کا اندازہ نہ کر سکتی ہے۔ اس لیے تقریباً پانچ بیسے کی دوا ہر سال نین تال جلی جاتی تھی۔ یہ سالانہ سائنس تنقید نامہ کا ایک خاص موضوع رہا ہے۔ کچلی حکومت نے دفاتروں کے منتقل ہونے کو تو بڑا شک بن کر دیا تھا لیکن انسانی کی سرکاری خرچہ سے تین بیسے تک بہار پر رہنے کی اجازت دی تھی۔ موجودہ حکومت نے بہار کا جانا قطعاً روک دیا ہے اور صرف چند افسران کو اپنے ذاتی خرچے کے لیے اسے اس لیے کہ بہار پر رہنے کی اجازت دی ہے اس سے حکومت کو کافی بچت ہوئی۔

آل انڈیا ملازمتوں کو صوبائی بنانے کی تجویز

صوبہ جات متحدہ کی مجلس قانون سازی کی ایک تجویز میں آئی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ بی اور آئی۔ ایم۔ ایس ملازمتوں کو صوبائی بنانے کی سفارش کی گئی تھی حکومت نے اس تجویز کی نقل مع اس بحث کی نقل کے جس میں اس تجویز پر ہندوستانی حکومت ہند کو رد کر دی ہے۔

ملازمتوں کا تقرر

ملازمتوں کے تقرر میں مندرجہ فہرست، اقوام اور کاشتکار طبقہ کے حقوق کا خاص خیال کیا جا رہا ہے۔ مندرجہ فہرست اقوام کے ایک امیدوار کو نائب تحصیلدار کر دیا گیا ہے اور پبلک سروس کمیشن کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ انتخاب کرتے وقت وہ مندرجہ فہرست اقوام اور کاشتکار طبقہ کے امیدواروں کے حقوق کا خاص خیال کریں اور حکومت کو سفارش کرتے وقت وہ ایسے امیدواروں کی ضرورت سفارش کریں بشرطیکہ وہ ضروری تعلیمی استعداد رکھتے ہوں۔ جون ۱۹۳۷ء میں محکمات کے افسران، کمشنروں اور ضلع افسروں کو ہدایت کی گئی کہ وہ کام کے معیار کو قائم

دیکھتے ہوئے تقرر کے ہر موقع پر اس بات کی کوشش کریں کہ عام ملازمتوں میں مندرجہ فہرست اقوام کے امیدواروں کو پورا تناسب حاصل ہو سکے اور جہاں جہاں ایسے امیدوار فردری تعلیمی ہندو اور دیکھتے ہیں وہاں ان کو دوسروں پر ترجیح دیجائے۔

یہ امیدوار کانگریس میں شرکت کی وجہ سے پہلے زمانہ میں مسترد کر دیے گئے تھے۔ وہ سرکاری ملازمتوں کے حق دار قرار دیے گئے اور ان کو ملازمتوں میں داخلہ کی کوشش کرنے کی اجازت دیدی گئی ایک صاحب مسمیٰ این۔ پی۔ جیٹرجی جنھوں نے ڈپٹی کلکٹر کے مقابلہ امتحان ۱۹۶۵ء میں کافی نمایاں کامیابی حاصل کی تھی اور کانگریس میں شرکت کی وجہ سے انتخاب میں نہیں لے گئے تھے ڈپٹی کلکٹر کے عہدہ کے لئے جن لٹے گئے۔

وزارت کی رائے میں حلقہ کشنوں کے عہدے بالکل فصول ہیں اور ان کے توڑنے سے کام کے صواب پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا چنانچہ مناسب حلقوں میں جلد از جلد معقول نمائندگی کی کوشش کی جائے گی

انسداد رشوت کی کوششیں

محکمہ انسداد رشوت ستانی

انسداد رشوت ستانی کا محکمہ اپنی نوعیت کی پہلی جنم لے رہا ہے۔ یہ ۶ نومبر ۱۹۶۳ء کو شروع ہوا۔ ایک سینئر ڈپٹی پولیس ٹھکانہ کے صدر مقامات پر ذمہ دار بنائے گئے اور دو تحقیقاتی انسپران ان کی ماتحتی میں مقرر کئے گئے یکم جولائی ۱۹۶۵ء تک چار اور انسپکٹران کی منظوری دی گئی اور حال ہی میں ۶ انسپکٹران اور دو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی اور منظوری دی گئی ہے۔ ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور ۴ انسپکٹران نے کام شروع کر دیا ہے۔ بقیہ عنقریب شرکت کریں گے۔ مجموعی عملہ کلرکوں اور چھوٹے ملازمین کے علاوہ حسب ذیل ہیں۔

ایک پولیس سپرنٹنڈنٹ

دو ڈپٹی پولیس سپرنٹنڈنٹ

چارہ انسپکٹران

علاوہ ایک انسپکٹر دو ہیڈ کانسٹیبلوں اور ایک معمولی کانسٹیبل کے جو کانپور کے لئے مقرر کئے گئے ہیں محکمہ کے فرائض حسب ذیل ہیں۔

(الف) رشوت کے متعلق مختلف محکموں کی جو شکایات حکومت کو موصول ہوں ان کی جانچ کرنا

اور اس پر کارروائی کے متعلق سفارش کرنا۔

(ب) ان ملازمین کے چال چلن کی جانچ کرنا جو معقول وجوہ کی بنا پر حکومت کے نزدیک رشوت خوار

سمجھے جاتے ہیں جہاں تک (الف) کا تعلق ہے جب سے محکمہ قائم ہوا ہے۔ علاوہ اس تفصیلی جانچ کے جو محکمہ کے باہر کی گئی اب تک ۶۳۰ ایسی درخواستوں کی تحقیقات ہو چکی ہیں جن میں سرکاری ملازم کی رشوت ستانی کی شکایت کی گئی تھی جہاں تک (ب) کا تعلق ہے اب تک ۱۰۱ سرکاری ملازموں کے چال چلن کی تحقیقات کی جا چکی ہے۔ ۸۰ اشخاص کی تحقیقات تکمیل پا چکی ہے اور ان کے تاج و تحفہ لے لیے ہیں۔

(۱) برطرف - - - - - ۱۰

تحقیف - - - - - ۱۱

عدالتی کارروائی جاری ہے - - - - - ۱

دوسرے طریقوں سے ملازمت اور تبادلہ وغیرہ - - - - - ۶

(۲) ایسے ملازمین کی تعداد جن کے خلاف الزامات صحیح ثابت ہو چکے ہیں اور حکومت نے

کہ جات کو اپنی کارروائی کرنے کا حکم دیدیا ہے لیکن وہ کارروائی ابھی تک مکمل نہیں ہوئی ۱۹

(۳) ایسے ملازمین کی تعداد جن کے خلاف الزامات نہیں ثابت ہوئے یا غلط پائے گئے۔ ۱۱

مجموعہ - - - - - ۵۸

تیس ملازمین کے چال چلن کے متعلق تحقیقات ہو رہی ہیں اور ۱۳ ملازمین کے متعلق ہونے والی ہے۔ یہ اعداد ۳۰ نومبر ۱۹۶۹ء تک صحیح ہیں۔ اب تک جتنی تحقیقات کی گئی ہیں وہ زیادہ تر استفسال بالجہ سے تعلق رکھتی ہیں اور اس کا یہ اثر ہوا ہے کہ اس صنف رشوت ستانی میں جو قطعاً رشوت کی بدترین قسم ہے اگر نہ زیادہ نہیں تو ۸ فیصدی ضرور کمی ہو گئی ہے۔ دوسری قسم کی رشوت ستانی میں مثلاً حق و غیرہ میں ابھی زیادہ کامیابی نہیں ہوئی ہے لیکن اُمید ہے اسداد رشوت ستانی کمیٹی کی رپورٹ پر حکومت کے حکم کے مطابق اس قسم کی رشوتوں کو ختم کرنے کی تدبیریں بھی جلد از جلد معلوم ہو جائیں گی۔

اس محکمہ کے قائم ہونے کا ایک یہ نتیجہ بھی محکمہ جات اور حکام فسطح نے اپنے رشوت خوار ملازموں کے خلاف مستعدی کے ساتھ کارروائیاں شروع کر دی ہیں مگر اُلٹ کر کا اندازہ ہے کہ ان کے بعض علی انسلان اس معاملہ میں ایسے ماہر ہو گئے ہیں کہ ان کی امداد تقریباً ہر رشوت کے معاملہ میں جرم کو آشکارہ کرنے میں کامیاب ہوتی ہے۔ اسی طرح عوام پر بھی اس محکمہ کا بہت ہمت افزا اثر پڑا ہے اور لوگ بڑے حوصلہ کے ساتھ رشوت خوار افسروں کا مقابلہ کرنے لگے ہیں اس لئے کہ ان کو پوری اُمید ہے کہ حکومت محکمہ اسداد رشوت ستانی کے ذریعہ ان کی مدد کرے گی اور حقیقت یہ ہے کہ یہ اثر دراصل اس بات سے زیادہ مفید اور اہم ہے کہ فی الواقع کتنی تعداد میں لوگوں کو رشوت کی وجہ سے سزائیں دی گئیں۔

ملازمین اور رشوت

ملازمین کو رشوت سے باز رکھنے کے لئے تمام افسران محکمہ جات کے نام پر احکام صادر کیے گئے ہیں کہ وہ اپنے ماتحتوں پر سخت نگرانی رکھیں اور ہر سال ان کی دیانتداری کی تصدیق کریں اور کسی ملازم کو اس وقت تک ہر مصلحت سے آگے نہ بڑھنے دیں جب تک اس کی دیانتداری غیر معمولی طور پر یقین نہ ہو۔

انسداد رشوت ستانی کمیٹی

جنوری ۱۹۸۱ء میں ایک انسداد رشوت ستانی کمیٹی مقرر کی گئی جس نے اپریل میں اپنی رپورٹ پیش کی۔ یہ رپورٹ حکومت عامہ کے لئے شائع کی گئی اور اس کے بارے میں عوام کی رائے معلوم کی گئی۔ اس رپورٹ کے دو نواں ایڈیشن میں بھی اس پر بحث ہوئی۔ اس کی سفارشات پر حکومت اس کے لئے اقدام کر رہی ہے۔

مختصر تقریریں

سیلابات

موسمِ اربان کے شروع میں موبہ کے مشرقی اضلاع پر تباہ کن سیلابات کی صورت میں ایک ایسی آفت آئی جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ سیلابات کے نقصانات نے حکومت کو مضطرب کر دیا اور وہ اپنے تمام ذرائع کیساتھ مصیبت زدگان کی امداد کے لئے تیار ہو گئی۔ فوراً حکامانِ اضلاع کو ہدایت کی گئی وہ اپنے اپنے منطقہ میں نقصانات کی تحقیقات کریں اور اس کا تخمینہ پیش کریں۔ ان رپورٹوں کے آئے ہی حکومت نے مصیبت زدگان کی فوری امداد کی اور معلومات حاصل شدہ کے متعلق ایک تفصیلی بیان شائع کیا تاکہ اس سے عوام کی ہمدردی اور امداد بھی حاصل ہو سکے۔

۲۔ رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ضلع بلایا میں سیلاب نے گھاگرہ کے تمام باندھ توڑ دیئے اور اس طرح اتنا وسیع حلقہ تہ آب ہو گیا جتنا اس وقت تک کسی انسان کی یاد میں نہیں ہوا تھا۔ سیلاب کی سطح ۱۹۱ فٹ ہو گئی جو ۱۸۹۵ء کے بعد سے گھاگرہ کی سب سے اونچی سطح مانی جاتی ہے ہزاروں سے زیادہ موضع برباد اور ۵۰۰۰ مکانات مسمار ہو گئے جس سے ۲۵۰۰۰ انسان

بے گھر ہو گئے اور تیس ہزار انسانوں کی سرکاری آدمیوں اور رضا کاروں نے مدد کی۔ آدھے درجن انسان اور ۲۵ مویشی سیلاب کی بھینٹ ہو گئے ۴۹۸ مربع میل زمین تہ آب ہو گئی قحط امدادی سرمایہ کے ۸۰۰۰ اعظم سے تقریباً ۱۵۰۰ انسانوں کی بسر اوقات کا انتظام کیا گیا۔ ۳۔ ضلع ہراج میں ۱۰۵۶ مربع میل زمین تہ آب ہو گئی جس سے ۴۴ لاکھ انسانوں پر مشیت آگئی۔ ضلع خدہ انسانوں اور مویشیوں کی تعداد ۳۵ اور ۲۱۶۲ تھار کی جاتی ہے ۶۰۰۰ سے زیادہ انسانوں کو مدد پہنچائی گئی۔ موسلا دھار بارش کی وجہ سے ۳۰۰۰ مکانات منہدم ہو گئے۔ دیگر علاقہ انسانوں کو بسر اوقات کے لئے گزارہ دیا گیا۔ حکومت نے اس ضلع کے لئے ۱۰۰۰ روپے کی رقم طلب کی۔ ۴۔ ضلع بستی میں تقریباً ۸۰۰۰ موصعات کی تہ آبادی تہ ہو گئی اور ۸۰۰۰ آدمی ان کی زیادہ تر نفس برباد ہو گئی۔ سیلاب نے ۳۶۷ مربع میل زمین کو تہ آب کر دیا جس میں دس لاکھ سے زیادہ لوگ آباد تھے۔ ۱۷ انسانوں اور ۵۷ مویشیوں کے متعلق رپورٹ ہے کہ وہ ہلاک ہو گئے۔ ۳۰۰۰ انسانوں کی قحط امدادی سرمایہ سے بسر اوقات کا گزارہ دیا گیا۔ ۳۷۰۰۰ انسانوں کی موجودہ تہ سیلاب کی تہ اور سرکاری مدد کی قحط امدادی سرمایہ سے اس ضلع کو ۲۳۰۰۰ روپیوں کا اعظم دیا گیا۔

۵۔ علاقہ کے لحاظ سے گوکھنیر کا ضلع تمام ضلعوں سے زیادہ تباہ ہوا۔ ۱۰۹۳ مربع میل زمین تہ آب ہو گئی اور تقریباً گیارہ لاکھ انسانوں پر اس کا اثر پڑا۔ ۲۸۰۰۰ سے زیادہ انسان اور مویشی بچائے گئے۔ ۲۲ انسان اور ۳۸ مویشی ضلع بھر سے ۱۱۹۶۱ مکانات گر گئے۔ اس ضلع کو ۱۳۰۰۰ روپے قحط امدادی سرمایہ سے دئے گئے۔ ۸۴۶۵ انسانوں کو گزارہ دیا گیا۔ جو لوگ ۷ ستمبر ۱۹۳۹ تک امدادی کام کے لئے مقرر کئے گئے تھے ان کی تعداد ۹۰۰۰ تھی۔

۶۔ ضلع کھیری ۱۴۹۳۸۱ انسان اور ۶۴۵ مربع میل زمین سیلاب کی تہ تھار ہوئی۔ پانچ ہزار انسان بچائے گئے۔ صرف پانچ انسانوں اور چند مویشیوں کی جانیں گئیں۔ ۶۵۴۰ مکانات خاک میں مل گئے اس ضلع کو ۱۰۰۰ روپے امداد دی گئی جس سے ۹۰۶۷ انسانوں کو گزارہ ملا۔

۷۔ ضلع اعظم گڑھ میں ۳۸۸ مربع میل رقبہ میں سیلاب آیا جس کی آبادی تین لاکھ انسان تھی۔ سیکڑوں خاندان بچائے گئے۔ ۱۴۰۰ مکانات برباد ہو گئے ضلع شدہ مویشیوں کی تعداد نہیں معلوم ہوئی۔ دس انسانوں کی جانیں گئیں۔ بیس ہزار سے زیادہ تعداد میں گزارہ دیا گیا اور ۶۰ آدمی امدادی خدمات کے لئے نوکر رکھے گئے۔ اس ضلع کو قحط امدادی سرمایہ سے ۱۲۰۰۰ روپے دئے گئے۔

۸۔ ضلع بارہ بنگی میں ۱۳۸ مربع میل میں سیلاب آیا جس کی آبادی تقریباً ایک لاکھ انسان تھی۔ ۵۱۶۳ انسان بچائے گئے۔ ۶۵۴۰ مکانات گر گئے کسی انسان یا مویشی کی جان نہیں گئی۔ ۹۰۶۷ انسانوں کو گزارہ ملا۔ ۹۔ ضلع گوندہ میں ۱۱۰۰ مربع میل رقبہ میں سیلاب آیا جس کی آبادی ایک لاکھ انسان سے

زیادہ تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ان بیچاروں کی مرث فطیں اور مکانات بھی نہیں برباد ہوئے بلکہ گھروں کا سارا سامان بھی ضائع کیا اور فاقوں کی نوبت آگئی۔ جو غلہ مکانوں میں جمع تھا بارش اور تر ہوا سے ایسا خراب ہوا کہ استعمال کے لائق نہیں رہا۔ اٹھائیس ہزار مکانات بالکل گر گئے اور ۵۰۰۰۰ مکانات تھوڑے بہتھوڑے گرے۔ ۵۰ انسان اور ۴۰ مویشی سیلاب کی یخینٹ ہو گئے۔ تقریباً تین ہزار انسانوں کو گزارہ دیا گیا۔ اس ضلع کو ۲۲۰۰۰ روپے قحط امدادی سرمایہ سے عطا کئے گئے۔

سیلاب کے تباہ کن واقعات کا یہ مختصر خلاصہ ہے۔ رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے مجموعی حیثیت سے سیلاب نے ۶۶۷ میل زمین اور ۲۵ لاکھ انسانوں کو نقصان پہنچایا۔ گوا غلہ گڑھ کے بیگڑوں خانہ آؤں اور ۵۰۰ مویشیوں کے علاوہ ۱۰ لاکھ انسانوں کی جانیں بچانی گئیں لیکن پھر بھی انوس کے ساتھ کہا بڑا بڑا ہے کہ ۱۱۰ انسانی جانیں اور ۸۶ مویشی پھر بھی ہلاک ہو گئے۔ تقریباً سو لاکھ مکانات بالکل برباد ہو گئے اور ایک لاکھ مکانات کو معمولی حد سے پہنچے۔

اسی وجہ سے حکومت کی تباہی سے حکومت کو بڑا تردد پہنچایا۔ آئرلینڈ وزیر اعظم اور آئرلینڈ وزیر رسل در سائل۔ سرکاری اور غیر سرکاری لوگوں کے ساتھ تمام نقصان زدہ علاقوں کا دورہ کیا اور سیلاب کی امدادی تحریکیں میں مدد دینے کے لئے ایک خاص انسٹرکشن کیا اس کے علاوہ مصیبت زدہ لوگوں کی دستگیری کے لئے اور بہت سی تدبیریں بھی فوراً کی گئیں۔

قحط امدادی سرمایہ سے ۹۹۵۲۰ روپے گزارہ کئے گئے جس سے ۴۰۰۰ آدمی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور ۱۹۰۰ روپے قحط امدادی آئیرلینڈ کے لئے دے گئے جن میں ۹۰۰ آدمی کام پر لگائے گئے دستکرت بورڈوں نے بھی قحط امدادی تعمیرات کے لئے انتظام کئے ہیں انجن مال سے کہا گیا کہ وہ ۲ لاکھ روپے بیج وغیرہ کے لئے تفادی کی صورت میں تقسیم کرے۔ چھوٹے اور مکانات کو دوبارہ بنوانے کے مسئلہ پر حکومت خاص طور پر غور کر رہی ہے۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ آئرلینڈ وزیر اعظم اور آئرلینڈ وزیر رسل در سائل نے سرکاری اور غیر سرکاری لوگوں کیساتھ تمام مصیبت زدہ حلقوں کا بذات خود دورہ فرمایا تھا۔ اس کے بعد ہنز کسنی گورنر اور آئرلینڈ وزیر اعظم کے دستخط سے حوام کے نام سیلاب زدگان کی امداد کے لئے ایک اپیل شائع کی گئی۔ حوصوبہ کے اندر اور باہر بہت زیادہ تعداد میں تقسیم ہوئی۔ اس صورت میں مجموعی رقم تقریباً دو لاکھ جمع ہوئی ہے۔ عام امدادی تدابیر کے علاوہ جن کو گزارہ دینا تفادی فرضے ہانا اور قحط امدادی عمارات بنانا شامل ہیں ساتھ سے بننے کی اسکیم کو مختلف اضلاع میں شروع کرنے کے لئے بھی سرمائے کیسے گئے ہیں۔ اس کام کے ابتدائی سرمایہ کے لئے ۵۰۰ روپے رکھے گئے ہیں

لگان اور مالگذاری (امدادی) بل ۱۹۳۸ء

سیلاب امدادی کانفرنس منعقدہ گذشتہ ستمبر میں یہ تجویزیں پیش کی گئی تھیں اور وہ اضلاع کے کاشتکاروں کو لگان میں اسی شرح کے حساب سے چھوٹ دیکارے جس حساب سے اگر وہ میں چھوٹ ملی ہے جہاں نہ صرف امداد کی دگنی رقم کی چھوٹ دی گئی ہے بلکہ نسبت کے لحاظ سے بھی چھوٹ ہے۔ اس تجویز کی تائید میں یہ کہا گیا کہ جہاں نقصان زیادہ ہوا تھا اور لگان کم تھی وہاں کے کاشتکاروں کو اودھ میں کافی امدادیں سکتی تھیں۔ اس لئے حکومت نے نسبت کے اعتبار سے چھوٹ دینے کے اٹھوں کو اودھ کے لئے جاری کرنے کی غرض لگان اور مالگذاری (امدادی) بل پیش کیا۔ یہ بل مجلس قانون ساز کے دونوں ایوانوں میں منظور ہو گیا ہے اور عنقریب یہ قانون بن جائے گا۔

برما کے ہندوستانی پناہ گزین

چونکہ برما میں ہندوستانی پناہ گزینوں کی کافی تعداد اس صوبہ سے تعلق رکھتی ہے اس لئے برما میں فسادات کے شروع ہوتے ہی حکومت نے وہاں کے افسروں اور برما مرکزی امدادی کمیٹی سے فوراً دریافت کیا کہ ان فسادات میں ہندوستانی پناہ گزینوں کو نقصان پہونچایا جو لوگ لارے گئے ان میں صوبہات متحدہ سے تعلق رکھنے والوں کی صحیح تعداد کیا ہے لیکن مفصل معلومات نہیں حاصل ہو سکی اس لئے کہ ہندوستانی پناہ گزین سارے برما میں پھیلے ہوئے ہیں چھپر بھی اب تک اس صوبہ سے تعلق رکھنے والوں میں ۶۷۳۳ اپنے وطن میں دوبارہ بسا دیے گئے ہیں۔

جیسے ہی حکومت کو اطلاع ملی کہ ہندوستانیوں کا پہلا دستہ اپنے وطن کی واپسی کے لئے روانہ ہو گیا ہے حکومت نے پولیس انسپکٹر جنرل اور متعلقہ حلقوں کے کمشنروں کو ہدایت کی کہ ان واپس آنے والے ہندوستانیوں کی پوری مدد کی جائے۔ کمشنروں کو اس کام کے لئے کچھ سرمایہ بھی دے دیا گیا اور حکومت بنگال سے یہ تجویز لی گئی کہ وہ حکومت ہند کو اس بات پر آمادہ کرے کہ جو روپیہ پناہ گزینوں کو کلکتہ سے وطن کی واپسی کے سفر کے لئے دیا گیا ہے اس میں سے ریل کا کر ایہ معاف کر دیا جائے۔ انسپکٹر جنرل پولیس کمشنران اور حکام اضلاع کو مزید ہدایتیں کی گئیں کہ وہ اس بات کی بھی دیکھ بھال رکھیں کہ ان لوگوں کو اپنے گھر واپس آنے میں کوئی دشواری نہ ہونے پائے اور یہ لوگ اپنے عزیزوں سے دوستانہ طریقہ پر مل سکیں۔ حکام اضلاع سے یہ بھی دریافت کیا گیا کہ وہ یہ رپورٹ دیں کہ آیا یہ پناہ گزین اپنے دیہاتوں میں آسانی سے بس رہے ہیں

تجاویز و صوبجات متحدہ زرعی بل میں شامل کر لی گئی ہیں جو ۳۰ مارچ ۱۹۳۵ء کو مجلس قانون ساز میں پیش کیا گیا اور اب سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ کے ساتھ زیر غور ہے۔ حکومت کی ان تجاویز کو جو مالگہ زری اور دوسرے معاملات سے تعلق رکھتی ہیں مثلاً دیہاتی مٹر کوں کو سدھانا دیہاتوں کے مناظر کو سنوارنے اور دیہاتیوں کو مکانات بنانے اور پھیلانے کا موقع دینے کے لئے زمین حاصل کرنا چر اگاہ کی زمین کو پھیلانا۔ چارہ گھاس اور ایندھن کے لئے انتظامات کرنا عمل میں لانے کے لئے تین چار مسودہ جات قوانین ترتیب پاس ہے ہیں۔

دیہی قرض داری

دیہی قرض داری کو ختم کرنے کی تجاویز پر غور کرنے اور موجودہ قرضہ قانون میں ترمیم کرنے کے لئے جو ماہرین کی کمیٹی مقرر ہوئی تھی اس نے اپنی رپورٹ پیش کر دی ہے اور حکومت اس پر غور کر رہی ہے جیسے ہی حکومت ان معاملات میں کسی محکمہ نتیجہ کو پہنچ جائیگی مسودہ جات قانون تیار ہو کر مجلس قانون ساز میں پیش ہو جائینگے۔ اس دوران میں حکومت نے ایک بل پیش کیا ہے جس کے رو سے قانون جاہل ادیائے مقروضہ ۱۹۳۵ء میں وہ ترمیمیں کی جائیں گی جو تجربہ سے ضروری معلوم ہوئی ہیں۔

التوائے کارروائی کے نفاذ کی توسیع (قانون عدالتہائے مال)

قانون التوائے کارروائی ۱۹۳۵ء جو اس غرض سے پاس کیا گیا تھا کہ ربع ۱۹۳۴ء فصلی سے پہلے کا نفاذ حاصل کرنے کے لئے بیدخلی یا کوئی دوسری کارروائی عمل میں نہ لائی جائے اور زرعی قانون کی منظوری تک لگان میں اضافہ نہ کیا جائے ۲۴ ستمبر ۱۹۳۵ء تک نافذ کیا گیا تھا اور چونکہ اس قانون کے ماتحت مزید توسیع نہیں ہو سکتی تھی اور ۲۴ ستمبر ۱۹۳۵ء تک نئے زرعی قانون کی منظوری کی کوئی ایسہ نہیں تھی اس لئے حکومت نے ایک ترمیمی بل پیش کر کے ۱۸ مئی کے لئے اور زیادہ توسیع کر دی اس ترمیمی بل میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ اس کی دفعات اودھ کے ان ٹیکہ داروں اور ان لوگوں پر نہیں عائد ہوتی ہیں جو موروثی اور غیر منقولہ پٹے رکھتے ہیں اور جن کی حیثیت مالکان سے ملتی جلتی ہے۔ مسودہ بنانے کی غلطی سے قانون التوائے ۱۹۳۵ء نے اودھ میں مختلف لگان کے مفاد کو بھی التوائے میں ڈال دیا

مالکد اگرہ میں ایسے مقدمات ملتوی نہیں ہوئے۔ یہ غلطی بھی ترمیمی بل میں درست کر دی گئی ہے۔ یہ ترمیمی بل مجلس قانون ساز کے دونوں ایوانوں سے منظور ہو کر گذشتہ ستمبر میں قانون بن گیا۔

{ اترائے کارروائی ترمیمی ایکٹ ۱۹۳۶ء (عدالتائے مال) }

توسیع مدت

عارضی اترائے قانون اجرائے ڈگری ۱۹۳۷ء

اس قانون کی دفعات کے ماتحت ایک خاص طبقہ کے مقروض کسانوں کے خلاف عدالتائے یوانی کے فیصلوں کے کارروائیاں اس وقت تک کے لئے ملتوی کر دی گئی ہیں جب تک دیہی قرضہ کا نیا قانون نہ منظور ہو جائے۔ اس ایکٹ کے نافذ رہنے کا زمانہ صرف چھ مہینے تھا (یعنی یکم جنوری ۱۹۳۷ء سے ۳۰ جون ۱۹۳۷ء تک) لیکن حکومت موجودہ متحہ نے ان اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے جو خود اس ایکٹ نے ان کو دے رکھے تھے اس کی مدت نفاذ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء تک بڑھادی مگر قرضہ قانون کی منظوری کے لئے اور زیادہ زمانہ کی ضرورت تھی اس لئے حکومت نے ایک ترمیمی بل پیش کیا جس کے رو سے زمانہ نفاذ میں مزید ۱۰ مہینوں کی توسیع کر دی گئی۔ یہ ترمیمی بل دونوں ایوانوں میں منظور ہو گیا ہے۔

قانون مقدمات تخفیف لگان ۱۹۳۸ء

گزشتہ سال اگرہ زرعی قانون (ترمیمی) کی منظوری نے اتراری بندوبستی علاقوں کے کاشتکاروں کو فیصلی سال تختہ ۳۰ جون ۱۹۳۷ء کے تخفیف لگان کے لئے قیمتیں کم ہو جانے کی بنیاد پر مقدمے کرنے کا موقع دیا تھا لیکن چونکہ دفعہ ۶۱ (ا) اگرہ زرعی ایکٹ کے ماتحت اس تاریخ سے بیس سال تک تخفیف لگان کی عادت نہیں ہو سکتی جس تاریخ کو کھلی مرتبہ لگان تخفیف کیا گیا یا دھرا گیا اس لئے بہت کم مقدمات پیش ہوئے اور جن کاشتکاروں پر اس زمانہ میں لگان تخفیف ہوا تھا جب قیمتیں زیادہ تھیں وہ نئے شرح لگان کے مطابق اپنے لگان کم نہ کر سکے۔ اس لئے قانون مقدمات تخفیف لگان ۱۹۳۸ء بنایا گیا جس کی رو سے مستقل لگان نگاداری اور مقرر شرح لگان کے کاشتکاروں اور سیر کاشتکاروں کے علاوہ تمام کاشتکاروں کو بے تیدیہ و تخفیف لگان کے مقدمات پیش کرنے کا حق دیدیا گیا۔

مالکداری (ترمیمی) قانون ۱۹۳۷ء

اس ایکٹ کا اصل مقصد یہ ہے کہ قانونی کاشتکاروں اور ان کے وارثوں کو تخفیف لگان کے

لئے درخواست دینے کا حق دیدیا جائے۔ اس ایکٹ کے رو سے اگر وہ اور اودھ میں اضافہ لگان موجودہ لگان کے پل سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔

چھوٹوں کی باضابطگی کا قانون ۱۹۳۸ء

اگرہ کے قانون کے مطابق آفات ارضی و سماوی کی صورت میں لگان اور مالگذازی کے تناسب کو قائم رکھتے ہوئے چھوٹ ملتی ہے اور اودھ قانون کے مطابق مالگذازی کی چھوٹ لگان کی حیثیت کی ڈوگنی ہونا چاہئے۔ لیکن چونکہ اگر زرعی قانون اور اودھ لگان ایکٹ دونوں میں سے ایک میں بھی اس چھوٹ کے متعلق کوئی دفعہ نہیں ہے جو قیمتیں گر جانے کی صورت میں دی جاتی ہے اس لئے حکومت نے لگان اور مالگذازی میں قیمتیں گرنے کی وجہ سے جو چھوٹ منظور کی اس میں مذکورہ بالا قوانین کے مطابق تناسب نہیں رکھا۔ جب سے یہ چھوٹ ۱۹۳۱ء میں منظور کی گئی ہے زمینداروں نے مجلس قانون ساز کے اندر اور باہر مالگذازی میں مناسب چھوٹ حاصل کرنے کی بڑی کوششیں کی ہیں لیکن حکومت ان کے مطالبات کا برابر مقابلہ کرتی رہی ہے۔ ایک زمیندار صاحب نے اس چھوٹ کے جواز کے بابت حکومت کے خلاف عدالت میں مقدمہ بھی دائر کیا اور گویہ مقدمہ قانونی غلطی کی بنیاد پر خارج ہو گیا لیکن پھر بھی ہائی کورٹ نے یہ فرمایا کہ زمیندار حکومت کے حکم کو نظر انداز کرتے ہوئے کاشتکاروں سے پورا لگان وصول کرنے کی کوشش کر سکتے تھے اس لئے چھوٹ کی باضابطگی کا قانون منظور کیا گیا تاکہ جو چھوٹ قیمتیں گرنے کے سبب سے حکومت نے اپنے عاملانہ احکام کے ماتحت منظور کی ہے اس میں باضابطگی آجائے۔

اطلاعات زیر دفعہ ۲۱ ضابطہ دیوانی

زیر دفعہ ۲۱ ضابطہ دیوانی اطلاع نامے جاری کئے گئے ہیں جن کی رو سے دیون کسٹوں کی یہ فصل ۱۳۴۵ ف اور فصل خریف ۱۳۴۵ ف کا ایک تہائی حصہ قرض سے اور اجرائے زرگری کے سلسلہ میں نیلام سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔

عدالت میں لگان جمع کرنے کی میعاد میں توسیع

نومبر ۱۹۳۱ء میں چھ مہینوں کے لئے کسانوں کو یہ مراعت دی گئی تھی کہ لگان جمع کرنیکی درخواستوں پر زیر دفعہ ۱۴۴ اگرہ زرعی ایکٹ ۱۹۲۶ء اور زیر دفعہ ۱۴۴ اودھ لگان ایکٹ ۱۹۲۶ء کورٹ فیس کم کر دی گئی تھی۔ اب اس مراعت کی میعاد میں ایک سال کی توسیع کر دی گئی ہے

یہ یہ سہ ماہی ۳۰ اپریل ۱۹۳۹ء کو ختم ہوگی۔ انجمن مال کی تجویز پر زمینداروں کی ان درخواستوں کے بابت بھی جو عدالت میں کسانوں کے جمع کئے ہوئے لگان کی واپسی کے متعلق دی جائیں گے وہ سب چھ مہینے کے لئے اسی قسم کی مراعت دینے کو تیار ہے۔

دیہی بنچائتوں کی پاس شدہ دگریوں کے اجراء میں التوا

حکومت نے تمام حکام افسانہ کے نام یہ کشنکی خواجہ جارتی کیا ہے کہ نئے زرشی قانون کی منظور کی تک اس اختیار کے ماتحت جو دیہی بنچائت ایکٹ کے ماتحت ان کو حاصل ہے وہ بنچائتوں کی تمام دگریوں کا اجرا متوی رکھیں۔

سرکاری علاقوں کے انتظام کی تحقیقاتی کمیٹی

حکومت نے پچھلے مارچ میں مجلس قانون ساز میں جو وعدہ کیا تھا اس کے مطابق دو کمیٹیاں مقرر کی گئیں۔ ایک کمیٹیوں حلقہ کی سرکاری علاقوں کے متعلق اور دوسری بقیہ صوبہ میں دیگر سرکاری علاقوں کے متعلق۔ یہ کمیٹیاں حسب ذیل معاملات میں سرکاری انتظام کی تحقیقات کریں گی۔

(۱) حکومت نے سرکاری علاقوں میں لگان وصول کرنے کے لئے جو تدبیریں اختیار کیں۔

(۲) سرکاری علاقوں میں لگان کی سطح اور قیمتیں مقرر کرنے کے سبب سے جو چھوٹیں دی گئیں۔

ان کا ناکافی ہونا۔

(۳) جاگیر کی مطالبات کی رعیت اور سرکاری علاقوں کے کاشتکاروں سے سرکار کا جمع کیا ہوا ساگر۔

(۴) سرکاری علاقوں کے کاشتکاروں کے حقوق اور آیا ہے کہ ان کی تبدیلی مناسب ہے یا نہیں۔

(۵) سرکاری علاقوں میں حکومت نے جو رقم خدمات عامہ کی مد میں خرچ کی ہے اس کا

زمینداروں کے ان چندوں سے مقابلہ کرنا جو انھوں نے اسپتالوں اور کالجوں کو عطا کئے اور یہ دیکھنا کہ آیا یہ رقم معقول ہے یا نہیں۔

(ج) محکمہ جیل

جیل اصلاحات اور ماہر کمیٹی

حکومت صوبہ کے صدر سے جیل اصلاح کے سلسلے میں سب سے پہلی بات یہ کی کہ جیل

اصلاحات پر ایک ماہر کمیٹی وسیع نکات حوالہ کے ساتھ مقرر کی۔ اس کمیٹی کی رپورٹ ممبران مجلس قانون ساز کی ایک کمیٹی کے سامنے پیش کی گئی۔ جس نے مزید جلجلیج کے بعد خود اپنی رپورٹ دی جو اتنی جامع ہے کہ اس میں جیل بند و بست کا تقریباً ہر شعبہ شامل ہے۔

پنج سالہ پروگرام

اس کمیٹی کی بہت سی ایسی سفارشوں کو مان لیا گیا ہے جو زیادہ اہم حیثیت نہیں رکھتی تھیں۔ لیکن اہم نوعیت کی سفارشوں کے متعلق ایک محکمہ جاتی کمیٹی مقرر کر دی گئی ہے جو اس مقصد سے ان سفارشوں کی جانچ کر رہی ہے کہ ایک ایسی پنج سالہ تدبیر اختیار کی جاسکے جس کے دوران میں ان تمام سفارشوں پر عمل ہو جائے۔ خاص سفارشات حسب ذیل اہم معاملات سے تعلق رکھتی ہیں۔

- (۱) کم سن مجرموں کے لئے ایک تادیب خانہ کھولنا۔
- (۲) داغی یا جسمانی حیثیت سے معذور مجرموں کے لئے ایک ادارہ قائم کرنا۔
- (۳) مجرموں کے درجاتی تقسیم کے لئے ایک نیا قاعدہ نظام قائم کرنا۔
- (۴) جیل کی صنعتوں اور زراعتی کام کو معیار کے موافق بنانا۔
- (۵) جیل کے عملہ کے لئے ایک ٹریننگ اسکول قائم کرنا۔
- (۶) نوجوانوں کو تعزیرات میں یورپی اداروں میں ٹریننگ دینا اور سپرنٹنڈنٹ مقرر کرنا۔
- (۷) تعلیم بالغان اور بچائے نظام کو جیل میں شروع کرنا۔
- (۸) ماتحت طبی ملازمین قائم کرنا۔
- (۹) عملہ کی جدید تنظیم کرنا۔

اس کمیٹی کی رپورٹ کی جلد توقع کی جاتی ہے۔

کمیٹی کی سفارشات میں سب سے زیادہ اہم اور نمایاں سفارش سیاسی قیدیوں کی تعریف کے متعلق ہے جن کے لئے بڑی سہولتیں منظور کی گئی ہیں۔

سیاسی قیدی

کمیٹی کے مطابق وہ تمام لوگ جو سیاسی تحریک کے سلسلہ میں سیاسی مقصد کے ماتحت اور بغیر کسی ذاتی نفع اور فرقہ وارانہ تعصب کے مجرم قرار پائیں وہ سب سیاسی قیدی ہیں۔

سیاسی قیدیوں کی مزدوریاں

حکومت جیل کی ترقی کے لئے ایک ڈاکٹر آت صنعت اور جیل کا سامان بیچنے کے لئے ایک جیل کی دکان پہلے ہی کا دل چکی ہے۔ اب قیدیوں کو مزدوریاں دینے کے متعلق بھی ایک اسکیم تیار ہو رہی ہے۔

نئے قوانین

حکومت نے اب تک جیل کے متعلق تین قانون بنائے ہیں۔ ایک کمسن مجرموں کا قانون دو پہلے مجرموں کا قانون اور تیسرا قیدیوں کی رہائی بشرط منظورنی کا قانون۔ یہ قوانین مجلس قانون ساز کے دونوں ایوانوں میں منظور ہو گئے ہیں۔ ہر کمسن گورنر صوبجات متحدہ نے بھی ان کے متعلق اپنی منظوری دیدی ہے۔ مانت قواعد بنانے جارہے ہیں اور عنقریب یہ سب ایکٹ نافذ ہو جائیں گے۔

صوبجات متحدہ کے رہائندہ قیدیوں کی امدادی انجمن

صوبجات متحدہ کے رہائندہ قیدیوں کی امدادی انجمن کے نام سے ایک صوبجاتی انجمن قائم کی گئی ہے۔ اس کی شاخیں صوبہ کے تمام ضلعوں میں پھیلا دی گئی ہیں۔ حکومت نے اس انجمن کو اس سال ۵۰۰۰ روپیہ کی متواتر رقم عطا کی ہے اور اُمید ہے دوسرے ہی سال اس عطیہ میں کافی اضافہ ہو جائیگا۔ حکومت نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ اگر مقامی انجمنیں اس انجمن کو عطیے دیں تو بہت دست ہوگا اس لئے کہ قیدیوں کی اصلاح اور جہاد کی روک تھام شہری ذمہ داریوں میں داخل ہے۔

آزمائشی خدمت

کمسن مجرموں کا ادارہ اور ٹریننگ اسکول اُمید ہے اس سال کے دوران میں قائم ہو جائیگا۔ فی الحال صوبہ کے لئے آزمائشی خدمت کا کام قائم کیا جا رہا ہے۔

غیر سرکاری معائنہ کرنیوالے

یہ حکم دیا گیا ہے کہ دو تمام غیر سرکاری نمائندگی جو اب تک کسٹمر کیپرٹ سے نا بزد ہو کر تھے اب رہائندہ قیدیوں کی امدادی انجمن کی ضلع کیپرٹ سے چنے جایا کریں گے۔ یہ انجمن ہر وقت ایک دو مہینے اور کئی گشتیاں جاری کر چکی ہے۔ آئندہ سال اس انجمن کا ارادہ ایک ماہوار رسالہ

نکلنے کا ہے جس کا مقصد تعزیری طریقوں کو بہتر بنانا اور رہا شدہ قیدیوں کی اصلاح کرنا ہوگا۔

آسانیاں

حکومت نے قیدیوں کو بٹری اور تبا کو پینے کی اجازت دیدی ہے اور جہاں ایک طرف قیدیوں کی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے وہاں ساتھ ساتھ پیشہ ور اور غیر مسلح چنگ قیدیوں کے لئے ایک علیحدہ جیل کا انتظام ہو رہا ہے

(ط) محکمہ اطلاعات عامہ

پریس کی آزادی

موجودہ وزارت نے زمام حکومت قبول کرنے کے ساتھ ہی سب سے پہلے اپنی غیر جانبدار پالیسی کے مطابق پریس کی آزادی کو تسلیم کیا اور ان تمام امتیازات کو مٹایا جو پریس کو سیاسی مقائد کی بنا پر حاصل تھے۔ اس وقت سے حکومت برابر واداری برتی چلی آ رہی ہے۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کے خلاف بھی ابھی تک کوئی کارروائی نہیں کی گئی ہے جنہوں نے آزادی پریس کے صحیح مفہوم کو نہ سمجھتے ہوئے ان ذمہ داریوں کا پاس نہیں کیا ہے جو پریس کی آزادی سے ان پر عائد ہوتی ہے۔ نہ صرف یہ کہ ان تک ایک بار بھی پریس ایکٹ کام میں نہیں لایا گیا ہے بلکہ ایک اخبار کے خلاف بھی دفعہ ۱۲۴ الف کے ماتحت کوئی کارروائی نہیں کی گئی ہے۔

پالیسی کی تجدید

تمام متعلقین کو معاملات کی صحیح اور غیر جانبدارانہ اطلاعات دینے کے لئے حکومت نے پچھلے محکمہ تشہیر کو جدید انتظامات کے ساتھ یکم اپریل ۱۹۳۸ء کو محکمہ اطلاعات عامہ بنا دیا۔ محکمہ کے پرانے طریقے ختم کر دیئے گئے اور جدید تنظیم کے ماتحت اخبارات کی امدادی رتبیں بھی بند ہو گئیں اب عدالتی اطلاعات تجارتی اصول کی سخت پابندی کے ساتھ تقسیم کی جاتی ہیں۔ ضلع گزٹ کالی فہرستیں اور پندرہ روزہ تنقید یہ سب چیزیں بند کر دی گئی ہیں۔ لیکن ان سب تبدیلیوں سے زیادہ اہم محکمہ کی پالیسی کی تبدیلی ہے چنانچہ اسکی موجودہ مطبوعات جس پالیسی کے ماتحت شائع ہوتی ہیں

وہ مہر و اتاحت پر مبنی ہے اور اس کو پروپیگنڈا سے ذرا بھی لگاؤ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس ٹکٹ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی ہمیشہ یہ خواہش رہتی ہے کہ وہ عوام کو منید سے جو کائیں اور ان میں نرتی پسند ذیالات پیدا کریں۔

ٹکٹ کے خاص خاص کام حسب ذیل ہیں۔

(الف) یہ تمام سرکاری خبروں کی اطلاعات کا دفتر ہے۔

(ب) یہ اخبارات اور ان کے ایڈیٹروں سے خط و کتابت رکھتا ہے۔

(ج) یہ حکومت کی سرکاریات کے سلسلہ نشر کا کام کرتا ہے۔

(د) باآزبیل و زبردوں کی اہم تقریروں کو انگریزی اور اردو، ہندی اخباروں میں شائع کرنے کا انتظام کرتا ہے۔

(ه) یہ ضلع سے دوروں (خط و کتابت) اور ضلع افسران اطلاعات کے ذریعہ ہر وقت ایسا تعلق رکھتا ہے۔

(و) یہ ان تمام انگریزی اور اردو، ہندی اخبارات کی جانچ کرتا ہے جو صوبہ میں شائع ہوتے ہیں یہ باہر سے آتے ہیں۔

(ذ) یہ سرکاری اشتہارات اور عدالتی اطلاعات کی تقسیم کا انتظام کرتا ہے۔

(ح) یہ عام جلسوں میں تقریریں کرنے کے لئے ضروری سامان کو ہر وقت تیار رکھتا ہے اور جب کبھی ذرا تقریروں کے سلسلہ میں باہر جاتے ہیں یہ سامان ان کے ساتھ جاتا ہے۔

(ط) یہ خاص حلقہ میں گشت کرنے کے لئے اردو، ہندی اخبارات پر ہفتہ وار اور ہندو روزہ نوٹ تیار کرتا ہے۔

(ی) یہ حکومت کے خلاف غلط خبروں کی تردیدیں تیار کرتا ہے اور اخبارات میں ان کی اشاعت کا انتظام کرتا ہے۔

حکومت کی قوم پرور تحریکوں کے متعلق اس محکمہ نے اب تک ۴۲ ہفلٹ ہندی اور اردو میں اور تقریباً ایک درجن انگریزی میں شائع کئے ہیں۔ یہ ہفلٹ مع بعض اشتہارات کے تقریباً تمام بڑے بڑے شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ٹکٹ ایک ماہوار رسالہ "پبلک انفارمیشن" انگریزی میں ایک "اطلاعات" اردو میں اور ایک ہندو روزہ "ہماچار" ہندی میں شائع کرتا ہے اور تمام ذاتی اور پبلک اداروں، لائبریریوں اور دارالافتاء کو مفت تقسیم کرتا ہے۔ یہ رسالے کسی حیثیت سے بھی اخبارات کا مقابلہ نہیں کرتے ہیں اور خود تنقید کرنے سے ہمیشہ پر ہیز کرتے ہیں ان رسالوں کے علاوہ عام مفاد سے تعلق رکھنے والے

مضامین پر یہ نکتہ ماہرین کے رتب کے ہوئے چھوٹے چھوٹے مقالے بھی شائع کرتا ہے۔

پریس مشاورتی کمیٹی

حکومت نے شروع ہی سے پریس کے ساتھ جمہوری رویہ رکھا ہے اور اس کو زیادہ سے زیادہ آسانیاں بند بچانے کی کوششیں کی ہیں۔ لیکن صحیح طور پر آسانیاں پہنچانے کے لئے ضروری علوم ہوا کہ پہلے پریس کی ضروریوں کو سمجھ لیا جائے۔ چنانچہ حکومت نے پریس مشاورتی کمیٹی ضروریوں کے ذریعہ وزیر اخبارات محکمہ اطلاعات کو پریس کی ضروریات کے متعلق مفصل معلومات ہو سکے۔ یہ کمیٹی حسب ذیل معاملات پر وزیر مصلحت کو مشورہ دے گی۔

- (۱) صحیح معلومات جمع کرنے کے لئے پریس کو کین مہولتوں کی ضرورت ہے۔
- (۲) صحیح معاملات کی پہنچ اور بہے دار تقسیم کے لئے پریس سے تعاون حاصل کرنے کا بہترین طریقہ۔
- (۳) اخبارات کے لئے سولائیس منٹ کر کے وقت کیا معیار پیش نظر رکھا جائے۔
- (۴) کین طریقوں سے حکومت کا ممکنہ اطلاعات عامہ پریس کی زیادہ سے زیادہ مدد کر سکتا ہے۔
- (۵) وہ معاملات جو حکومت کی تحریکات کے باعث پریس کے رویہ سے تعلق رکھتے ہیں۔
- (۶) وہ معاملات جو پریس کی آزادی اور ذمہ داری سے تعلق رکھتے ہیں۔
- (۷) وہ باتیں جو سرکاری اہل اہل کی منظوری اور شہادت سے تعلق رکھتی ہیں۔
- (۸) ان کے علاوہ اور جو مسئلہ حکومت کی کمیٹی کے سامنے پیش کرے۔

موجودہ صورت میں کمیٹی چار نمائندوں پر مشتمل ہے۔ ایک انگریزی اخبارات کا نمائندہ، ایک اردو ہندی اخبار کا نمائندہ، دو خبر رسال ایجنسیوں کے نمائندے اور محکمہ اطلاعات کا نمائندہ۔ یہ کمیٹی تین برس تک قائم رہے گی۔ اس عرصہ میں پریس کو یہ دعوت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے کو صوبہ کی ایک تنظیم جماعت بنائے اگر ایسی جماعت قائم ہو جاتی ہے اور ایک نمائندہ ادارہ کی حیثیت سے کام کرنے لگتی ہے تو تیسرے سال کے ختم پر پریس مشاورتی کمیٹی کو منتخب کرنے کا کام بھی اس کے سپرد کر دیا جائے گا جو کمیٹی اس طرح منتخب ہوگی وہ پھر اپنے چیرمین اور سرکریٹری کا انتخاب کرے گی۔

(ی) محکمہ آبکاری

ترک نشیات

یکم اپریل ۱۹۷۸ء سے حکومت نے یہ پالیسی اختیار کی کہ رفتہ رفتہ نشیات کا استعمال سارے

صوبہ میں ممنوع قرار دیدیا جائے اور جب تک نشیات کا استعمال قطعی ممنوع نہیں قرار پاتا ایسی تدبیریں اختیار کی جائیں جن سے روز بروز نشیات کے استعمال میں کمی ہوتی جائے اس پالیسی کے ماتحت حکومت نے حسب ذیل تدبیریں اختیار کی ہیں :-

(۱) ایڈ اور میں پوری کے ضلعوں میں یکم اپریل ۱۹۲۸ء نشیات کا استعمال قطعی ممنوع قرار دیدیا گیا ہے

(۲) بقیہ سارے صوبہ میں آبکاری کی دوکانیں ۲۵ فیصدی کم کر دی گئی ہیں۔

(۳) تمام نشیات کی فروہ فروشی کی قیمتیں بڑھادی گئی ہیں۔

(۴) لکھنؤ، الہ آباد، بجنور اور جہانپور میں زیادہ تر دوکانیں محکمہ آبکاری کے انتظام میں دیدیا

گئی ہیں اور جن دوکانوں کا انتظام سرکاری ہے ان کی حدود میں نشیات کا استعمال بند کر دیا گیا ہے۔

(۵) نشیات کے لائسنس اور اوقات فروخت کی غیر سخت پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔

ترک نشیات کی تبلیغ

(۶) سارے صوبہ میں خصوصاً ان اضلاع میں جہاں نشیات کا استعمال قطعی ممنوع ہے

ترک نشیات کی عام تبلیغ کی جا رہی ہے۔

ان تدبیروں کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ نشیات کے استعمال میں کافی کمی آگئی ہے مختلف نشیات مختلف

رفتوں سے کم ہوئی ہیں لیکن وہی شرب کے استعمال میں سب سے زیادہ کمی ہوئی ہے بعض

نکد تو اس کا استعمال ۴۰-۵۰ فیصدی تک گھٹ گیا ہے۔ گو ان تھنیوں کی وجہ سے غیر قانونی کشیدگی

بڑھ گئی ہے لیکن اس کے باوجود نشیات کے استعمال میں بہت زیادہ کمی ہو گئی ہے۔ جو نشہ کے

عادی ہیں وہ کم کر رہے ہیں اور جو عادی نہیں ہیں وہ چھوڑ رہے ہیں۔

مالگزاری کا نقصان

حرک نشیات کی وجہ سے مالگزاری میں تقریباً ۲۰ لاکھ سے زیادہ نقصان کا اندازہ کیا جاتا ہے۔

(ک) محکمہ گاؤں سدھار

منظام

دیہاتی حلقوں کی سماجی تمدنی اور اقتصادی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے حکومت نے ہر ضلع

میں سدھار کام کے لئے بیش مرکزوں کو چنے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک مرکز میں بیش رئیس گاؤں

شامل ہیں اور ہر مرکز ایک آرگنائزر کے ماتحت ہے جو ان گاؤں کے باشندوں کے ساتھ ایک دوست اور مشیر کار کے طور پر پیش آتا ہے اس آرگنائزر کا یہ فرض ہے کہ وہ دیہاتیوں کو چوکنائے اور یہ بتائے کہ وہ اجتماعی کوششوں سے اپنی حالت کبیں بہتر بنا سکتے ہیں۔

اچھے رہنے سہنے کی انجمن

اس انجمن کے آرگنائزر کی یہ ذمہ داری ہے کہ جس دیہات میں یہ انجمن قائم ہو اس میں سالانہ کام تین سال میں ختم ہو جائے اس انجمن کے اُپر ایک ضلع انجمن ہوتی ہے جو گاؤں سدھار کے مقامی سرگرم کارکنوں سے بنائی جاتی ہے۔ یہ ضلع انجمن آرگنائزر کے کام کی نگرانی رکھتی ہے۔ انتظامات کے کام کے لئے اس انجمن میں ایک چھوٹی سی مجلس عملہ بھی ہوتی ہے۔ جو ہر ماہ گائوں سدھار کاموں کے لئے منظور ہوئے ہیں وہ انہی انجمن کے پاس رہتے ہیں اور یہی انجمنیں حکومت کی ہدایت اور صوبائی گاؤں سدھار افسر کے مشورہ کے مطابق اس رقم کو مناسب کاموں میں خرچ کرتی ہیں۔

مب ذیل رقیس حسب ذیل مقصدوں کے لئے منظور کی گئی ہیں۔

عطیہ

(۱) دیہاتوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کو ترقی دینے کے لئے ————— ۱۶۲۰۰۰ روپے
دیہ انجمنیں مالی امداد صرف ان دیہاتوں کو دیتی ہیں جن کے باشندے کل اخراجات کا ۱۰ فیصد مزدوری یا دوسری صورت سے ادا کرنے کے لئے تیار ہوئے ہیں)

(۲) اختیار سی عطیہ ۴۰۰۰ روپے فی ضلع کی شرح سے ————— ۱۹۲۰۰۰ روپے
دیہ اختیار سی عطیہ انجمنیں ان مقامی کاموں پر صرف کرتی ہیں جن سے عام فوائد حاصل ہوتے ہیں لیکن اس خرچ کی مدد بھی اس شرط پر منظور کی جاتی ہے کہ وہ دیہاتی لوگ جن کو اس سے خاص طور پر فائدے حاصل ہوں کافی امداد کے لئے تیار ہوں۔ جب موجودہ عطیہ ختم ہو جائے گا تو انجمنوں کو مزید عطیہ دیدے جائیں گے۔

(۳) گاؤں سدھار کے لئے چنے ہوئے دیہاتوں میں کتب خانے کھولنے کیلئے ————— ۴۰۰۰۰ روپے
(۴) گاؤں سدھار انجمنوں کو گاؤں سدھار دیہاتوں میں بانٹوں کے لئے ماسکول کھولنے کی غرض سے جو رقم آبادی کی بنیاد پر تقسیم کی گئی ————— ۱۶۰۰۰۰ روپے

مجموعی اخراجات

آئندہ مارچ کے ختم تک گاؤں سدھار نظام قائم کرنے میں کل اخراجات کا مجموعہ تقریباً ۵۵۰ روپے ہوگا۔

جو قوم پرور حکموں کی اس طرح جدید تنظیم کی گئی ہے کہ وہ تمام گاؤں سدھار دیہاتوں میں اپنی خدمات آسانی اور خوبی کے ساتھ انجام دے سکیں۔ اس مقصد کے لئے جو اسکیمیں مختلف محکموں کے لئے منظور کی گئی ہیں ان کا مختصر نامہ حسب ذیل پارہ جات میں پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) محکمہ زراعت

آبپاشی کے کنوئیں

ترقی اضلاع میں آبپاشی کے کنوئیں کو بڑا کران سیکانی کی فراہمی کو ترقی دینے کے لئے ایک نئے سالہ اسکیم منظور کی گئی ہے جس کے مجموعی اخراجات ۲۵۰۰۰ روپے ہیں۔ اُسید کی جاتی ہے کہ جب یہ پروگرام تکمیل یا جائے گا تو ۳۰۰ سے زیادہ کنوئیں کی پانی کی فراہمی تیس سے پچاس فیصدی تک زیادہ ہو جائے گی۔

بہتر بنیوں کے گودام

زراعت کی ایک بہت اہم ضرورت یہ ہے کہ صوبہ کے مختلف حصوں کے لئے بہتر اور مناسب بیج مہیا کیے جاسکیں۔ اس حکومت سے پہلے محکمہ میں صرف ۲۰۰ بیج گودام تھے اور عملہ اتنا کم تھا کہ مظاہرہ اور پروڈیگنڈے کا کام معقول طور پر نہیں ہو سکتا تھا اور اچھے بیجوں کا ذخیرہ اتنا کم تھا کہ دیہاتیوں کے روز افزوں مطالبات پورے نہیں ہو پاتے تھے اس لئے موجودہ حکومت نے ۳۰۰ نئے بیج گودام مختلف گاؤں سدھار دیہاتوں میں قائم کر دیئے۔ ایک بیج گودام دو گاؤں سدھار مرکزوں کی ضروریات پوری کر سکتا ہے۔ اچھے بیجوں کی کافی مقدار حاصل کرنے میں اس سال بڑی دشواری ہوئی اور نیکمہ کی تمام کوششوں کے باوجود صرف تین لاکھ من اچھے بیج جمع کئے جاسکے اور تقسیم ہو سکے۔ اُمید ہے آئندہ سال اچھے بیجوں کی مختلف قسمیں کافی تعداد میں مہیا ہوگی گی پیش نظر پروگرام کے مطابق اُسید ہے کہ تقریباً چار سال کے عرصہ میں صوبہ کے پورے مزدور قبیلہ میں بہتر بیجوں سے کاشت ہو سکے گی۔

تقاویٰ، سوائی اور تبادلوں کے نظام

بیج کاشتکاروں میں تین طریقوں سے تقسیم کئے گئے ہیں۔ خوشحال کاشتکاروں کو تقاویٰ اور سوائی

کی صورت میں بیج دے گئے ہیں اور غریب کاشتکاروں کو تبادلہ کی صورت میں سو خراجہ طریقہ میں بیجے بیجوں کو دیسی بیجوں سے بدلنے میں اور ان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجنے میں جو اخراجات اور مالی نقصانات ہوئے ہیں ان کو خود حکومت نے برداشت کیا ہے۔

کاشتکاری کے بہتر طریقے

اگر بہتر طریقوں سے کاشت نہ کی جائے تو اچھے بیجوں سے زیادہ نفع نہیں ہوتا ہے۔ اسس — حکومت نے یہ انتظام کیا ہے کہ ہر بیج کو دام کو ایک زرعی ٹریننگ یافتہ سپروائزر اور تین نابوں کے ماتحت رکھا ہے۔ ہر نائب چھ سات دیہاتوں میں مظاہرے کے کام کرنے کا ذمہ دار ہے۔ اس زرعی عملہ کا یہ فرض ہے کہ وہ کاشتکاروں کو بہتر اوزاروں اور بہتر طریقوں سے کاشت کرنا سکھا دے۔ اوزاروں کے خریدنے میں بھی کاشتکاروں کے لئے بڑی سہولتیں مہیا کی گئی ہیں۔ خود کاشتکاروں کے کھیتوں پر منظم اہرے کرنے کے بھی انتظامات کئے گئے ہیں اس کے علاوہ یہ زرعی عملہ پیداوار کو آبی طریقوں پر فروخت کرنے کا بھی انتظام کرتا ہے۔

مویشی نسل سدھار

مویشیوں کی نسل کو سدھارنے کی غرض سے اس سال حکومت نے گائیں اور بیل خریدنے کے لئے ۱۵۹۰۰۰ روپے منظور کئے ہیں یہ اچھے مویشی مویشی فارم کے مالکان کو مہیا کئے جائیں گے لیکن مزید اچھی نسل کے بیلوں کو مہیا کرنے سے مویشیوں کی افزائش نسل کا مسئلہ نہیں حل ہوتا۔ معمولی قسم کے بیلوں کو آخرتہ کرنا چاہئے اور ان کی صحت کی دیکھ بھال رکھنا چاہئے۔ حکومت نے ۲۵۰ مویشی فارم کے داروغہ کی منظوری دی ہے یعنی ہر چار گاؤں سدھار مرکزوں کے لئے ایک مویشی فارم کا داروغہ۔

مویشیوں کے شفاخانے

جانوروں کی دیکھ بھال کے مختلف شعبوں میں ٹریننگ پانے کے بعد ہر مویشی فارم کے داروغہ کو قریب کے مویشی اسپتال کے انچارج ڈاکٹر کی زیر نگرانی چھ مہینہ کام کرنا ہوگا۔ اس وقت تقریباً ۱۸۰ ایسے ادارے موجود ہیں لیکن یہ ناکافی ہیں اس لئے حکومت نے ۴۲ نئے مویشی شفاخانوں اور ۲۵ مویشی ڈاکٹروں کے لئے ابھی تقریباً نصف لاکھ روپیہ کی منظوری دی ہے۔ موجودہ حالت میں ٹریننگ یافتہ آدمیوں کی بڑی کمی ہے اور گلوگوں کو کافی تعداد میں ٹریننگ دینے کی پوری کوششیں کی جا رہی ہیں لیکن پھر بھی پوری اسکیم عمل میں لانے کے لئے تین سالوں سے کم زمانہ نہ لگے گا۔

دیہاتی حلقوں کے دوسرے مسائل

دیہاتی حلقوں کے دواور مسئلے یہ ہیں۔ (۱) چراگاہوں کی پرورش کرنا تاکہ زیادہ مقدار میں چارہ حاصل کیا جاسکے۔ (۲) جلاسنے کے کام کے لئے گوبر کی جگہ پر لکڑی ہبیا کرنے کے لئے درخت لگانا ان مسئلوں میں پہلی دشواری زمین کے مچودہ حق ملکیت سے پیش آتی ہے دوسری دشواری یہ پیدا ہوتی ہے کہ کھیت سے زندگی بسر کرنے والے لوگوں کی اتنی بڑی تعداد ہے کہ جہاں کہیں بھی زمین خالی ہوتی ہے لوہ اس کو کاشت کے لئے استعمال کرنے لگتے ہیں۔

خاص عملہ

حکومت نے ان مسئلوں کو حل کرنے کے لئے ایک خاص عملہ مقرر کیا ہے اور اس عملہ نے اب تک جو ترقی کی ہے وہ بہت امید افزا ہے۔

(م) محکمہ امداد باہمی بہتر رہنے پہننے کی انجمنیں

گاؤں سمٹھار محکمہ کی تمام تحریکات کی اُصولی بنیاد بہتر رہنے پہننے کی انجمنوں پر ہے جو ہر گاؤں میں قائم کی جا رہی ہیں اس انجمن کا مقصد ممبران انجمن کی اخلاقی اور اقتصادی حالت کو ترقی دینا ہے خصوصاً ان میں کفایت شعاری کی عادت ڈالنا۔ ان کی فضیل خرمیوں کو روکنا۔ ان کے مقامی چھوٹوں کو چکانا زراعت کے بہتر طریقے سکھانا موشیوں کی حالت اور نسل کو سمٹھارنا بہتر بچوں اور اوزاروں کے استعمال کو بڑھانا تعلیم کا انتظام کرنا۔ کھیل کود کو رائج کرنا صفائی وغیرہ کی تعلیم دینا۔ ان دیہاتی انجمنوں کے قائم کرنے میں محکمہ امداد باہمی ہر قسمی امداد دے رہی ہے

دیہاتی پیداوار کو بیچنا

دیہاتی پیداوار کو بیچنے وغیرہ کا انتظام کرنے کی غرض سے ان امداد باہمی انجمنوں کو دیہاتوں میں قائم کرتے کے لئے حکومت نے صوبجات متحدہ کی امداد باہمی یونین کو ۲۰۰۰۰ روپے کا عطیہ دیا ہے۔ اس کے علاوہ دیہاتی حلقوں سے دودھ جمع کرنے اور بیچنے کے لئے حکومت نے دودھ بیچنے کی گھنٹو یونین اور صوبجاتی امداد باہمی یونین کو ۱۰۰۰۰ اور ۳۱۶۰ روپوں کے مزید عطیے دے دیے۔

دودھ کی فراہمی

ان اسکیموں کا صرف یہ مقصد نہیں ہے کہ دیہات کے دودھ کو بچے کا انتظام کیا جائے اور اپنی قیمت حاصل کی جائے بلکہ یہ بھی مقصد ہے کہ اپنی نسل کی گائیں ہسپاکی جائیں تاکہ دودھ کی مقدار بھی زیادہ ہو جائے۔ ان انتظامات کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ ہر دودھ والے کے پاس اتنا دودھ چھوڑ دیا جاتا ہے جو اس کے خاندان کی ضروریات کو پورا کر سکے۔ گویا ضرورہ دودھ بچا جاتا ہے جو ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے۔

اُوکھ بونے والوں کے لئے امداد باہمی کی انجمن خرید و فروخت

اُوکھ بونے والوں کے لئے امداد باہمی نے خرید و فروخت کی انجمنیں قائم کی ہیں۔ ان انجمنوں نے اپنی ترقی کی ہے کہ تقریباً چھ کروڑ سن اُوکھ جو تمام شکر کارخانوں کی لیے ضروریات پوری کرتی ہے۔ ان انجمنوں کے قصبہ میں آگئی ہے۔

محکمہ صحت عامہ اور محکمہ علاج کے متعلق گاؤں سدھار اسکیمیں

طبی سہولتیں

جو ڈسٹرکٹ بورڈ اپنی مالی دشواریوں کی وجہ سے دواؤں اور دیہاتی ڈاکٹری شفا خانوں کو کافی امداد نہیں دے سکتے ہیں ان کے لئے حکومت نے ۵۰۰۰ روپے کی رقم منظور کی ہے۔ ہر ایک ڈسٹرکٹ بورڈ کو ۱۰۰ روپے سے زیادہ کا عطیہ نہیں دیا جائے گا اور وہ بھی شرط سے دیا جائے گا کہ معمولی ضروریات کے علاوہ وہ ڈسٹرکٹ بورڈ اپنی ہی رقم خود بھی دے۔

شفا خانے اور دواؤں کے صندوق

۱۹۴۶ ڈاکٹری اور ۱۹۴۷ ہوتا ہے شفا خانے مستند لوگوں کے زیر انتظام قائم کئے جائیں گے۔ امید ہے کہ ان انتظامات کے بعد ہر پانچ میل کے اندر طبی امداد مل سکے گی۔ ان شفا خانوں کے علاوہ دواؤں کے صندوقوں کا بھی کافی تعداد میں انتظام کیا جا رہا ہے یہ صندوق دیہات میں معقول لوگوں کے حوالہ میں رہیں گے۔ معمولی بیماریوں کے لئے انہی صندوقوں سے دوائیں دی جائیں گی اور اہم بیماریوں شفا خانوں کے سپرد کر دی جائیں گی۔

فروخت تک تمام اہم مسائل حل کر دئے ہیں۔ منتخب حلقوں میں اُدکھ کی پیداوار بڑھانے کی خاص کوشش کی جا رہی ہے۔ بعض چھوٹے چھوٹے حلقے ایک رزائنٹی گریجویٹ کی نگرانی میں کر دئے گئے ہیں جنکی ماتحتی میں کئی ٹریڈنگ یافتہ نائب کام کرتے ہیں۔ ہر حلقہ میں دیہاتوں کی ایک خاص تعداد رکھی گئی ہے اسکے عملے کے وہی فرائض ہیں جو بیج گودام عملے کے فرائض ہیں اس انتظام کی وجہ سے اُدکھ کی پیداوار میں اتنی ترقی ہوئی ہے بعض حلقوں میں پیداوار دو گنی ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ مین بیماریوں سے بچنے موسم میں اُدکھ خراب کر دی گئی نئے انتظامات کے بعد ان بیماریوں کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ ستمبر ۱۹۳۹ء میں ۲۴ حلقے تھے حکومت نے ان حلقوں کی کامیابی کو دیکھ کر ۶۱ ایسے حلقوں کی اور زیادہ منظور کر دی ہے سال روان میں ان نئے حلقوں پر مجموعی اخراجات ۵ لاکھ روپے ہوں گے اور تمام سدھار کام کے مجموعی اخراجات تقریباً ۸ لاکھ روپے ہوں گے۔

شکر فیکٹریاں اور اُدکھ کی فراہمی

پیداوار کے انتظام کے بعد دوسرا ضروری کام ٹکاس کا انتظام تھا چنانچہ حکومت نے فیکٹریوں کی اُدکھ خریداری کے لئے بھی انتظامات کئے ہیں بے قاعدہ خریداری کی صورت میں یہ خطرہ رہتا تھا کہ بعض فیکٹریوں کے دروازوں پر ضرورت سے زیادہ اُدکھ جمع ہو جاتی تھی اور بعض جگہوں پر ضرورت کے مطابق بھی پہنچتی تھی۔ اس کا نتیجہ ہوتا تھا کہ نہ صرف ٹکس بنا۔ نہ کامو کم چھوٹا ہو جاتا تھا بلکہ بے ترتیبی کی وجہ سے شکر کو بھی نقصان پہنچتا تھا چنانچہ پچھلے موسم میں حکومت نے اُدکھ کشن اور ان کے معائنہ کرنے والے عملے کو اس بات کی خاص ہدایت کی کہ وہ بالترتیب فراہمی کی نگرانی کرتے رہیں۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ کاشتکاروں اور فیکٹریوں (دو دو کو تقریباً نصف کٹرد کی بچت رہی)۔

شکر کارخانوں کی نگاہداشت کے قانون میں ترمیم

اس ترمیم کے مطابق صوبہ بھارت متحدہ کے شکر کارخانوں کے قانون نگاہداشت میں اُدکھ کی لازمی باضابطہ فراہمی کی دفعہ شامل کر لی گئی۔ اب قانون کے مطابق ہر فیکٹری کو ایک خاص حلقہ دیدیا گیا ہے اور وہ فیکٹری اس حلقہ کے کاشتکاروں سے اُدکھ کی کم سے کم مقدار خریدہ مقدار خریدنے اور ان کاشتکاروں کے لئے فراہمی کے انتظامات کرنے پر مجبور ہے۔

باہمی امداد کے اصول پر خرید و فروخت

اُدکھ کے کاشتکاروں میں خرید و فروخت کے کام کے لئے باہمی امدادی انجمنیں قائم کرنا

سب سے زیادہ مفید ہے ان انجنوں سے نہ صرف خرید و فروخت کو فائدہ پہنچ رہا ہے بلکہ اس ممبران و حو کے اور فریب سے بھی محفوظ رہتے ہیں۔ ان کی اجتماعی طاقت و اقتدار انہ خرید و فروخت کی ضامن ہر جاتی ہے۔ اس لئے اُن کو کمیشنر صاحب اور ان کے عملہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اُن کو دیکھنے والوں میں جہاں تک ممکن ہو ان کی انجمنیں قائم کریں پچھلے سال ان انجنوں کے ماتحت صرف ۲۴ کروڑ من اُدکھ کی خرید و فروخت ہوئی تھی اس سال اُمید ہے کہ ۶۰ کروڑ من اُدکھ یعنی فیکٹریوں کی کل خرید و فروخت کا پانچ حصہ ان انجنوں کے ماتحت خرید و فروخت کیا جائے گا اس سلسلہ میں یہ بھی بتایا جاسکے کہ ان انجنوں سے لے کر ریلوں کو ایک اور فائدہ بھی ہوا جس سال موجودہ حکومت برسرِ اقتدار ہوئی اس سے پہلے ان میں اُدکھ کی قیمت تقریباً ۵ آنہ فی من نقد تھی مگر پچھلے سال حکومت نے کم سے کم قیمت ۵ آنہ دیائی فی من بڑھادی جس کی وجہ سے اُدکھ کاشتکاروں کو ایک ایک سو روپیہ کا فائدہ ہوا۔

اُدکھ کی کم سے کم قیمت میں اضافہ

چونکہ اس سال حکومت کی قیمت رکچنے سالوں سے کہیں زیادہ رہی اس لئے حکومت نے یہ خیال کیا کہ کاشتکاروں کے واسطے ان ریلوں کو زیادہ قیمت دے سکتے ہیں چنانچہ اُدکھ کی کم سے کم قیمت ۷ آنہ فی من مقرر کر دی گئی۔

شکر شیکس

شکر شیکس کے ایک خاص طرح پر کھینے کے لئے شکر کارخانوں کے قانون نگاہداشت کے تحت حکومت نے شکر شیکس کا قائم کیا ہے جس کا ہر فیکٹری کے لئے مجبوریاً ضروری ہے یہ شکر شیکس ان کے لئے شکر کی رفتار فراہمی کی نگرانی کرتا ہے اور قیمت و فروخت مقرر کرتا ہے

شکر شیکس

شکر کے قانون نگاہداشت کے مطابق جو اُدکھ کارخانوں میں خریدی جاتی ہے اس کے حساب سے کدہ خانوں پر شیکس بھی لگایا جاسکتا ہے چنانچہ اس وقت یہ مسئلہ مجلس قانون ساز کے زیرِ غور ہے کہ اس سال کا شیکس آیا یا پائی فی من کے شرح سے لگایا جائے یا پائی فی من کے شرح سے اُمید ہے کہ اس شیکس سے حکومت کو اتنی کافی آمدنی ہو جائے گی کہ وہ نوں پر دھنوں کو ابھی طرح ترنی دے سکیں گی۔

شکر کی انجمن نگاہ داشت

شکر کے مسائل پر مشورہ لینے کے لئے حکومت صوبیات متحدہ اور حکومت بہار نے مل کر ایک شکر کی انجمن نگاہ داشت قائم کی ہے امید ہے کہ اس انجمن کے مشوروں کے مطابق دونوں صوبوں میں متحدہ عمل کیا جائے گا۔ موجودہ حالت میں حکومت نے شکر کی شرح کے متعلق جو کارروائی کی ہے اس سے شکر کی بربادی کا وہ خطرہ جو ۱۹۳۶ء میں پیدا ہو گیا تھا مٹ گیا ہے۔

(ن) جانوروں کے علاج کا محکمہ

مولشیوں کی بیماریوں کے منقولہ مرکز علاج

جانوروں کی سدا بیماری کے علاج کے لئے ایک اسکیم منظور کی گئی ہے۔ جہاں جہاں یہ بیماری پائی جاتی ہیں ایسے علاج کے مرکز قائم کئے جائیں گے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کر سکیں۔ یہ مرکز دباں کے جانوروں کو ٹیکہ وغیرہ دینگے اور علاج ختم کرنے کے بعد دوسرے بیماری کے حلقہ میں منتقل ہو جائیں گے۔

اس سال جانوروں کی بیماریاں بہت عام رہیں چنانچہ حکومت کو ان کے علاج کے لئے مزید «دویات» خرید کر رکھنا پڑیں۔

(س) محکمہ صنعت

دیہاتی صنعتیں

صنعت کے سلسلہ میں موجودہ حکومت کی خاص کوششیں۔ دیہاتی صنعتوں پر رہی ہیں چنانچہ دیہاتی صنعتوں کی ایک مفصل اسکیم جس کے اخراجات تقریباً ۲۰۰۰۰ روپے میں دیہاتی حکاؤں سدھار انجمن نے منظور بھی کر لی ہے۔ مزید کوششوں کو صحیح بنیاد پر قائم کرنے اور اس سلسلہ کی ضروری معلومات حاصل کرنے کے لئے آٹھ سرویسر (پیما کش کنندگان) مقرر کئے گئے ہیں اور وہ حسب ذیل صنعتوں پر خاص توجہ دیتے ہوئے اپنا کام کر رہے ہیں۔

زراعت اور مویشی پر۔

ٹاٹ پٹیاں۔ رسیاں۔ پٹائیاں وغیرہ۔

کھلونے اور کام دار برتن بنانا۔

شیئیں اور لوہے کی چیزیں جو دیہاتوں میں بنتی ہیں۔

بڑا بننا وغیرہ۔

لوہا کڑیاں۔ چلیں اور بید کا سامان بنانا۔

گھٹی تیل اور صابن۔

دیہاتی بڑھئی کا کام۔

اسی دوران میں بعض دوسری صنعتوں کے سدھار کی بھی کوششیں کی گئیں اور ان میں کافی ترقی حاصل کی گئی ہے جو مسئلہ اس وقت درپیش ہے اس کے دو پہلو ہیں۔ ایسی ایک تو بننے والی چیزوں کی نو بنی کو بڑھانا اور دوسرے ان کے لئے بازار تلاش کرنا۔ ان دیہاتی صنعتوں کے سکھانے والوں کی ٹریننگ کے بھی انتظامات کئے جا رہے ہیں جنہاں فیض آباد اور ٹاٹو کے اداروں کو امداد دی جاتی ہے۔ ان اداروں سے ۵۰ اعلیٰ تعلیم سکھانے والے ہو کر نکلیں گے جن صنعتوں میں یہ ٹریننگ دی جا رہی ہے وہ یہ ہیں کاتنا۔ بننا۔ رنگنا۔ چھاپنا۔ لکڑی کا کام۔

چمڑے کا کام۔ ہاتھ کا بنا کاندہ بنانا۔ کڑیاں بنانا اور لوہار کا کام۔ مزید بڑاں جہاں جہاں مائیرٹک بن سکتے ہیں وہ بعض صنعتوں کو اور زیادہ اعلیٰ طور پر سکھانے کے لئے استاد کے عہد پر تقرر کئے گئے ہیں۔ یہ استاد ایک جگہ سب لوگوں کی ٹریننگ دینے کے بعد دوسری جگہ چھاپنا۔ رنگنا۔ فی الحال یہ اسناد سوسٹ اور مشین فائتے۔ درمی بننے والوں کا سننے اور دیکھنے اور ہارے۔ لکڑی کے کام اور چمڑے کے کام وغیرہ میں ٹریننگ دے رہے ہیں۔ ان ترقی کی بنیادی چیزوں کے لئے اچھا بازار تلاش کرنے کے لئے گودام کولے جا رہے ہیں۔ گودام لوگوں کو اچھا سامان اور اوزار دیتا کرے گا تاکہ چیزیں اچھوڑیں اور بعد کو جنم لے لیں۔ ان کو یا فریڈ لنگ یا ان کے بکنے کا انتظام کریں گے۔ اس مقصد کے لئے دولہا۔ دیہاتی۔ سرحد۔ رقم منظور کی گئی ہے۔

گرگڑھت

صوبہ کی تمام اُدکھ فکر کے نام نہیں آتی۔ اس کی ایک بڑی مقدار بیچ باقی ہے اور کاشتکار اس کا گڑھ بناتے ہیں۔ لیکن چونکہ انھوں نے اور عمدہ طریقے نہیں معلوم ہیں اس لئے اچھا گڑھ نہیں بنتا۔ حکومت نے ایسوج سے گرگڑھ یا اسکیم بنائی ہے۔ اس اسکیم کا مقصد

یہ ہے کہ اُدکھ کی اُسی مقدار سے اچھا گڑ تیار کرنے اور لود کو فروخت کرنے میں سہولتیں پہنچائی جائیں۔ اچھے کوٹھو تیار کرے گئے ہیں اور کھولانے کے لئے ٹریکٹے بنائے جا رہے ہیں۔ تاکہ کاشتکار اُدکھ سے زیادہ سے زیادہ رس نکال سکے اور بہتر اور زیادہ گڑ تیار کر سکے۔ یہ کام سکھانے کے لئے لکھنؤ، بنارس، میرٹھ اور بریلی میں خاص درجے کھولے گئے ہیں اور اس سلسلہ میں بڑی ترقی ہو رہی ہے۔ ٹریڈنگ یافتہ سولانے والے مختلف دیہاتوں میں منظر پرے کے کام کے لئے بھیجے جا رہے ہیں۔ یہ کھولانے والے دیہاتوں کو بہتر طریقہ پر کھولانا سکھائینگے۔ ضلع ایٹہ میں جہاں نیشات کا استعمال قطعی بند کر دیا گیا ہے کھجور کا گڑ بنانے کی صنعت بھی سکھائی جا رہی ہے۔

ہاتھ سے کاٹنا

حکومت نے یہ خیال کیا ہاتھ سے بننے اور کاٹنے کے لئے ایک علیحدہ ادارہ قائم کرنے سے زیادہ بہتر صورت یہ ہے کہ موجودہ اداروں کو امداد دیکر ترقی دیا جائے جیسا کہ حکومت نے کھدر کو ترقی دینے کے لئے گرام سید اسٹاک آناؤ کو ۴۴۰۰ روپے اور آل انڈیا اسپنڈر س ایسوسی ایشن (شرمن گاندھی انشورم میرٹھ) کو ۶۰۰ روپے عطا کئے ہیں سرکاری ملازموں کے لئے کھدر کی دردی کے بابت بھی ہدایت کیجا چکی ہیں۔

کرگہ صنعت

کرگہ صنعت اور ہاتھ سے بننے ہوئے کپڑوں کو ترقی دینے کے لئے حکومت ہند پنج سال سے ۸۶۴۰۰ روپے کی متواتر رقم دے رہی ہے۔ ایک مرکز میں ارادہ بھی قائم ہے جو بننے والوں کو نئی نئی وضعیں بتاتا ہے اور بنے ہوئے کپڑے کے لئے بازار تلاش کرتا ہے۔ صوبہ تجارت متحدہ نے بھی اسی مقصد کے لئے لکھنؤ میں کرگہ اموریم قائم کیا ہے اور اس نے اپنی تجارت میں کافی ترقی کی ہے۔ اس امر امید ہے کہ کپڑوں سے کسی گنتی ایجنٹ کرگہ کے کپڑے کی خریداری کی تبلیغ کرتے ہیں۔ ایک دفتر بتانہ والا بھی لگو کر ہے جو نئی نئی وضعیں بتاتا ہے۔ بعض صنعتی کاروباروں پر ٹیکو دام بھی قائم کئے گئے ہیں جو نئی وضعیں اور نئے اصول بتاتے ہیں اس کے علاوہ اس سلسلہ میں تحقیقاتی کام بھی کیا جا رہا ہے۔

اونی چیزیں

اسی طرح اونی چیزوں کے لئے بھی اُون پیدا کر لے والی اہم جگہوں پر سپروائزرز کی نگرانی میں اُون صنعت کے مرکزی گودام قائم کئے گئے ہیں۔ یہ سپروائزرز اُون بننے بیٹنے والوں سے ان کی بنائی ہوئی چیزیں جمع کرتے ہیں اور ان کے بیچے کا انتظام کرتے ہیں۔ ایک دفعہ کا بھی شعبہ ہے جو بیٹے والوں کو نئی نئی وضعیں بتاتا ہے۔ کس بننے کے خاص مقام تجزیہ بادی میں کمبل کی بناوٹ کو بہتر بنانے کے لئے بھی ایک خاص ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ ان بیٹے والوں کو بہتر واردوں اور بہتر طریقوں کے مظاہرے بھی کرائے جاتے ہیں۔

چمڑے کی صنعت

چمڑا اتارنے اور کھال کو بہتر بنانے کی صنعت کو جو خاص طور پر اچھوت طبقہ کے لئے ہے حکومت نے ۵۰۴ روپے عطا کئے ہیں۔ مظاہرہ کے کام کے لئے دو پارٹیاں بنائی گئی ہیں۔ ایک دیہات میں، دوسرے کرتی بستہ اور چاروں اور تھابوں کو کھال اتارنے اور بنانے کے طریقے اعلیٰ طور پر بتاتی بستہ دوسرے شہر میں دوسرے کرتی بستہ جہاں بہتر طور پر کھال اتارنے کر بڑی اہمیت دیتا ہے۔ چمڑوں کو قسم قسم کے لے کے لئے ایک اسٹیشن بھی قائم کیا گیا ہے اس سے کچھ زمانہ کے بعد اچھا چمڑا بنائی والوں کو اچھے دام ملینگے۔

ہاتھ کے بنائے ہوئے کافز کی صنعت

ایک اور صنعت جو کورتی دی جا رہی ہے وہ ہاتھ سے کوئڈ بنانے کی صنعت ہے حکومت نے اس کے لئے ۵۰۰۰ روپے منظور کئے ہیں۔ دوسرے دن میں اس سلسلے میں تحقیقاتی کام بھی شروع کر دیا گیا ہے جس کے اخراجات ۳۰۰۰ روپے ہیں۔ بنارس ہندو یونیورسٹی کو ہاتھ کے کافز بنانے کے لئے ۵۰۰ روپیوں کا حصہ دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ۲۵۰۰ روپے اس لئے منظور کئے گئے ہیں کہ دوسرے لوگ اس کام کو شروع کر سکیں اس سلسلے میں ایک ٹریننگ کا درجہ بھی کنو لایا گیا ہے اور ہدایت کی گئی ہیں کہ تمام سرکاری ضرورتوں کے لئے ہاتھ کے بنائے ہوئے کافز کو استعمال کیا جائے۔ چنانچہ حکومت نے مینا بلائنگ پیپر خریدنا ہے (۹ ٹن) وہ سب ہاتھ کا بنایا ہے۔

راب

راب کو انجن میں جلانے والے اٹکول کیساتھ ملا کر استعمال کرنے اور جانوروں کو کھلانے کی

غرض سے غریب دہکنے کے لئے جو اسکیمیں بنائی گئی ہیں ان کے اخراجات کے لئے حکومت نے ۵۰۰۰ روپے منظور کئے ہیں۔ حکومت سو بجات متحدہ اور حکومت بہار نے ملکر جو کمیشن اس لئے بنائی تھی کہ راب سے انجن کے لئے الکوہل تیار کیا جائے اسکی رپورٹ حکومت کے زیر غور ہے۔ ان اسکیموں کے لئے حکومت نے مجموعی طور پر ۲۰۰۰۰ روپے کی رقم علیحدہ کر دی ہے۔

تیل پیرنے کی صنعت

تیل پیرنے کی صنعت کو ترقی دینے کے لئے حکومت نے گوکھنور اور سیٹاپور میں دو مرکز قائم کئے ہیں جو تیل پیرنے کے ایسے طریقوں کے مظاہرے کے لئے بہتر بھی ہوں اور کم خرچ بھی

شیشہ کی صنعت

شیشہ کی صنعت کے تمام مسائل حل کرنے اور ایک مفصل اسکیم تیار کرنے کے لئے حکومت نے شیشہ صنعت کے ایک ماہر کا اقرار کیا ہے اور اس صوبہ کو ۲۰۰۰۰ روپے عطا کئے ہیں۔ بنارس ہندو یونیورسٹی میں شیشہ کا بہت کام انجام دیا گیا ہے چنانچہ اس باہر صنعت کے لئے لیبر سٹری کو باقاعدہ طور پر راستہ کرنے کی غرض سے حکومت نے یونیورسٹی کو ۱۳۰۰ روپے کا مزید عطیہ دیا ہے۔

معدنیات کا جائزہ

ایک کمیٹی اس چیز پر غور کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے کہ صوبہ میں کون سی معدنیات کی سیالی سے ترقی دی جاسکتی ہے اور اس سلسلے میں حکومت کیا کر سکتی ہے۔ اس کمیٹی میں ۵۰۰ روپے متنازع کیا گیا تھا۔ کمیٹی نے تحقیقات کے لئے مناسب ذیل صنعتوں کے لئے سفارشیں کی ہیں۔ (۱) سلفرک۔ ایڈ۔ کازنگ۔ سوڈا۔ سوڈا۔ ایشن۔ فرنس۔ بلاک۔ بکلی۔ بام۔ بلیو۔ ویر۔ آئی۔ آئی۔ ایک۔ سب کمیٹی بھی مقرر کی ہے جو تحقیقات کا سلسلہ جاری رکھے گی۔ کمیٹی نے یہ بھی سفارش کی ہے کہ ٹرانسپورٹ کے پودوں وغیرہ کی بھی جانچ پرتال کر کے کینٹینیم کار بائڈ ٹائپ رائٹر وغیرہ وغیرہ کی سیالی پر بھی غور ہو رہا ہے۔ صوبہ کی معدنیات کی بھی جانچ پرتال ہے اور بعض جگہ پتھر کے کارخانے اور تانبا پائیڈیا اس مقصد کے لئے ۵،۶۰ روپے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔

تجارت اور صنعت و حرفت

فوجاؤں کو تجارت اور صنعت و حرفت کی طرف توجہ دلانے کے لئے حکومت نے ایک لاکھ روپیہ

کی رقم الگ کر دی ہے جس سے عیٹے دئے جایا کریں گے۔ عیٹے دینے کے قواعد مقرر کر دئے گئے ہیں اور آئریل وزیر صنعت و حرفت کی زیر صدارت ایک بورڈ مقرر کر دیا گیا ہے جو درخواستوں پر غور کرنے کے بعد حکومت سے عظیم و سٹ کی سفارش کرتا ہے۔ ابھی تک حسب ذیل صنعتوں کے لئے ۲۸ ہزار روپیہ دیا جا چکا ہے۔

کڑی کا کام۔ تیل پیرنا۔ چھڑ کی بافت اور چھاپنا۔ سلیٹ کی پٹل بنانا۔ موزہ بنیائیں بنانا۔ گھی بنانا۔ صابون بنانا۔ ہاتھ سے بننا۔ دیے ہوئے قتل بنانا۔ بھلوں کی حفاظت کرنا۔ کار چوبی۔ لیمپ کے شیڈ کھاتنا اور بننا۔ عینک کے فریم اور سینک کے بٹن۔ بچوں کی کٹڑیاں۔ بکلی سے پالش لگانا وغیرہ۔

یو بی ایٹریل فنانسنگ کارپوریشن لیڈ صوبہ کی چھوٹی صنعتوں کو ترقی دینے کے لئے حسب بالا نام سے ایک کمپنی دلا کہ کے منظور شدہ سرمایہ سے قائم کر کے رجسٹرڈ کرانی گئی ہے۔ اس کمپنی کے بورڈ آف ڈائریکٹران حکومت کے تین نمائندے ہیں۔ یہ کارپوریشن صوبہ کے چھوٹے صنعتی اداروں کو معمولی سود پر قرضوں دے گی۔

حکومت نے یہ بھی طے کیا ہے کہ بعض شرائط کے ماتحت وہ زیادہ سے زیادہ پندرہ سال کے عرصہ میں کارپوریشن کو دلا کہ روپیہ دے گی۔ کارپوریشن کے ساتھ ساتھ سالانہ عریضے اور فروخت کرنے کے لئے ایک مارکنگ کمپنی بھی کام کرے گی۔

مزدور

کاہنوز مزدور تنظیم نے کئی رپورٹیں پارلیمنٹ کے سامنے پیش کر دی تھیں۔ اس کے بعد وہاں ایک ذریعہ ہر سال ہر گئی جس میں نوٹس ترقی سے کوئی ماکہ واقعہ نہیں پیش آیا۔ آخر کار وہ ہر سال مزدوروں کی بعض ملازمتوں میں تنہا ہوں کے انصاف کی منظوری کے بغیر ختم ہو گئی۔ حکومت کی رو سے یہ بھی طے ہوا کہ ایک مزدور کو کم از کم قدر کیا جائے جو اس کے لئے اور مزدوروں میں فوج ماکہ کے اور کوشش کرے کہ مزدور معمولی معمولی باتوں پر نہ بھگائے جائے۔

پس کوئی نیا لاکھ اور ان کے ایکٹ کی توسیع حکومت نے ایسے تمام چھاپے خانوں کو جہاں ۱۰ یا ۱۰۰ سے زیادہ آدمی کام کرتے ہیں یہ اطلاع نامہ بھیج دیا ہے کہ انہوں کی اوگن کے ایکٹ کی توسیع کے بارہ میں اس پر اعتراضات نہیں کریں۔

شرح اجرت کا اعلان

فیکٹریوں کے ہر شعبے کے مافیل کے قریب انگریزی، ہندی اور اردو میں ہر قسم کے مزدوروں کو، شرح اجرت کا اعلان لگا دیا جاتا ہے۔ اس کے متعلق بھی ایک اطلاع نامہ شائع کیا گیا ہے کہ اس طریقہ پر کہاں تک اعتراض کیا جاسکتا ہے۔

یونی فیکٹری کے قواعد ۱۹۳۵ء میں بھی ایسی نہیں کر دی گئی ہیں جن سے فیکٹریوں میں کام کرنے کے گھنٹے اس طرح مقرر کئے گئے ہیں کہ بجز خاص موقعوں کے اور چیف انسپکٹر فیکٹریز کی تحریری اجازت کے بعد صرف ایک معینہ مدت کے لئے باری (شفٹ) کے ہر دو اوقات میں تصادم نہ ہوگا۔ فیکٹریوں کا زیادہ غور سے معائنہ کرنے کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ایک مزید فیکٹری انسپکٹر کا تعین کیا گیا ہے۔ فیروز آباد میں بیشہ کا کام بنانے والوں کے متعلق خاص تحقیقات شروع کی گئی ہیں جو اب ختم ہو چکی ہے۔

مزدوروں کی بہبودی کے کام

مزدوروں کی بہبودی کے کام میں بھی ترقی ہوئی ہے اور اس وقت کانپور میں بہبودی کے ۵ مرکز اور گھنٹوں ایک مرکز قائم ہے۔ ان مرکزوں کا مقصد مزدوروں کو نشلی چیزوں کے استعمال سے باز رکھنا ہے۔ ہر مرکز میں ایک دوا خانہ اور ایک دارالمطالعہ ہے۔ ان مرکزوں میں کھیل اور دیگر تفریحوں مثلاً مسینا، ریڈیو وغیرہ کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ ہر مہینہ بچوں کی نمائش بھی کی جاتی ہے اور جن مزدوروں کے بچوں کے لئے یہ تصدیق کر دی جاتی ہے کہ انھیں دودھ کی ضرورت ہے۔ مفت دودھ دیا جاتا ہے۔

کانپور کے مزدور جن مکانات میں رہتے ہیں ان میں ہوا کا گزر نہیں ہوتا اور بہت ہی تنگ ہوتے ہیں۔ اب کچھ مزدوروں کے کوارٹر بنوانے کا انتظام کیا گیا ہے جنھیں مناسب کرایہ پر مزدوروں کو دیا جائیگا۔ اس سلسلہ میں یہ تحقیقات کی گئی کہ آیا مزدور ان مکانات کو کرایہ پر خرید لینا منظور کریں گے یا نہیں مگر بہت کم لوگوں نے اسے پسند کیا۔

ایک کمیٹی سرکاری چھاپے خانوں کے انتظام اور کام کی تحقیقات کرنے کے لئے بھی مقرر کی گئی ہے۔ کمیٹی خاص طور سے اس نقطہ نگاہ سے تحقیقات کریگی کہ ان چھاپے خانوں کو تجارتی بنیاد پر چلایا جائے اور کام کرنے والوں کو مناسب اجرت نیز چھٹیاں وغیرہ مل سکیں۔ چار عارضی آدمی اللہ بانہ کے چھاپے خانے میں کام کرنے والوں کے اخراجات زندگی کی تحقیقات کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ کمیٹی عنقریب اپنی رپورٹ پیش کر دیگی۔

تصادی تحقیقات کا شعبہ

یکم اگست ۱۹۳۸ء سے لکھنؤ میں تصادی تحقیقات کے شعبہ کی از سر نو تنظیم کی گئی اور سر آفس اور گاؤں سدھار کے محکمہ میں اعداد و شمار تیار کرنے والے اسسٹنٹ مقرر کئے گئے صنعتی اعداد و شمار

تیار کرنے کا کام جو ڈائریکٹر صنعت و حرفت کے ماتحت نہ آدمیوں کے ذریعہ سے کیا جا رہا تھا اب ڈائریکٹر محکمہ اطلاعات کے ماتحت کر دیا گیا ہے۔ اس دوران میں اس شعبہ نے سبیل چنید خاص کام کئے ہیں۔

(۱) کانپور میں اس شعبہ کا جو کام تھا اسے کیا جا رہا ہے جس میں ماہانہ ٹھوک قیمتوں کو مرتب کرنا اور شائع کرنا شامل ہے۔

(۲) صوبہ کی صنعتی سرروس کے متعلق جو سوالنامہ شائع کیا گیا تھا اسے زیادہ مفصل اور باقاعدہ بنادیا گیا ہے۔ صنعتی سرروس کرنے والوں کے کھنڈوں میں جملے ہوئے ہیں تاکہ جتنا کام ہو چکا ہو اس پر فور کیا جاسکے اور آئندہ کے لئے پروگرام تیار کیا جاسکے۔

(۳) یوپی میں تجارت اور صنعت اور محکمہ اطلاعات عامہ سے ایک ماہوار اطلاعات نامہ شائع کرنے کے لئے ڈائریکٹر صنعت و حرفت کے دفتر کے کمرشل انچارجس مکشن کو ہدایت کی جاتی ہے۔

(۴) ریسرچس کی صنعت کا پورے کے مزدوروں کے خاندانی بھرت اور مکانات حالت کی تحقیقات شروع کر دی گئی ہے اور اس مقصد کے لئے ایک مفصل سوالنامہ تیار کیا گیا ہے۔ اس قسم کے ایک ہزار سے زیادہ بحث تیار کرنے گئے ہیں اور اس کے لئے ایک مکمل فائدہ ۵۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ تیار کیا گیا ہے اس کی رپورٹ عنقریب شائع ہو جائیگی۔

(۵) صوبہ کے دیانتوں کے سرروس کے لئے سوالنامہ تیار کیا گیا ہے اور پرتا بگڈ میں سرروس ہونے ہیں۔ یہ سرروس گاؤں سے صادر کا محکمہ کر رہا ہے۔

(۶) اقتصادي شعبہ کا پورے زرعتی چیزوں کی ٹھوک قیمتوں کا جو ماہوار اطلاعات نامہ شائع کرنا تھا۔ اس کے اعداد و شمار نیم معیار اور غلط ہوتے تھے۔ اب اس تمام حکیم پر نظر ثانی کی گئی ہے اور یہ اصلاح مل کیا جا رہی ہے کہ حکیم کے اندر دوسری چیزیں مثلاً صنعتی پیداوار وغیرہ اس میں نیز شامل و شمار اٹھانے کے جائیں وہ صحیح ہوں۔

(۷) کھنڈوں میں دودھ کے سرروس کی بھی ایک حکیم تیار کی گئی ہے تاکہ یہاں کو آہرٹیو طرز پر دودھ کی فراہمی کی جاسکے۔ یہ حکیم زیر غور ہے۔

(۸) صنعتی اعداد و اعلیٰ چیزوں پر وقتاً فوقتاً اطلاعات نامہ شائع کرنا تاکہ تمام معیہ اطلاعات ایک جگہ مل سکیں۔ اس قسم کے اطلاعات عنقریب شائع ہونگے۔

(۹) صوبہ کے لئے اعداد و شمار کا ایک ایکٹ مرتب ہوا ہے۔ یہ ایکٹ حکومت کے سامنے قانون حق آرمی منظور ہو جانے کے بعد پیش ہوگا۔

(۱۰) سوہن گھنٹہ سال کے گیوں کے متعلق ایک معنون تیار کیا گیا ہے جس میں مستقبل کے متعلق بھی بحث تھی۔

بنگال رگولیشن ریپلنگ ایکٹ

بیگار بند کرنے کے لئے بنگال رگولیشن ریپلنگ ایکٹ منظور کر لیا گیا ہے۔

تجارتی جھگڑوں کے سمجھوتہ کا بل

تجارتی جھگڑوں کے سمجھوتہ کا بل پہلے ایک سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا گیا پھر اسے واپس لے لیا گیا اور صنعتی جھگڑوں کے بل کے نام سے ایک نیا بل جو بھی کے صنعتی جھگڑوں کے بل کے طرز پر ہے زیر غور ہے۔

سرکاری مہر

موجودہ حکومت نے ایک خاص صوبائی سرکاری مہر بنیادی ہے جسے شاہی فرمان کے اذلیہ منظور کیا گیا ہے اور اب یہی مہر پچھلے مہر کے بجائے تمام سرکاری کاغذات اور گورنمنٹ گزٹ میں چھاپی جاتی ہے۔

محکمہ عدالت (فوجداری)

آنریری مجسٹریٹوں کا تقرر

آنریری مجسٹریٹوں کا ادارہ اور آنریری مجسٹریٹ کے مقرر کرنے کا گذشتہ طریقہ ابھی تک جاری تھا۔ صوبائی آزادی ملنے کے پہلے اس پر بہت زیادہ تنقید کی جا چکی ہے اور گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۴۷ء کے حصہ سوم کے نفاذ کے بعد اس سوال کو نکالتی مجالس قانون ساز میں اور اخبارات میں بہت بحث ہوئی اس لئے اس خیال کے ماتحت کہ جہاں تک ممکن ہو عوام کی شکایت کو دور کیا جائے اور تقرر کے طریقہ کے خرابیوں کو مٹایا جائے گورنمنٹ نے ایک حکم کے ذریعے تمام آنریری مجسٹریٹوں کی عدالتوں کو دو سو اے ریوے مجسٹریٹ عدالت کے (پہلی ادب ۱۹۷۲ء سے بند کر دیا تاکہ نئے طریقہ سے جس نے پرانے طرز کو بالکل بدل دیا ہے نئے تقرر عمل میں لائے جائیں

آنریری مجسٹریٹوں کو مقرر کرنے کے نئے قواعد

نئے قوانین ۱۹۷۲ء میں جاری کئے گئے تھے بعد میں زبانوں میں مشترک کیا گیا انگریزی اور

ہندی اور گودو اخبارات اور حکام ضلع کے ذریعہ۔ یہ بھی ان کی تشہیر کرائی گئی تھی۔ نئے قوانین کی چند خاص باتیں درج ذیل ہیں۔

(۱) کنسٹرکٹوٹرن کی معرفت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کسی شخص کو مجسٹریٹ کے اختیارات دینے کی جو سفارش کنسٹرکٹوٹرن کا تقاضہ طریقہ منسوخ کر دیا گیا ہے اس کے بجائے ایک اسٹینڈنگ کمیٹی سات ممبروں کی جس میں دو سرکاری (ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سول یا ڈسٹرکٹ جج) اور پانچ غیر سرکاری (جس میں اسمبلی کے ممبر اور انجمن وکلا کے منتخب کردہ عہدہ دار شامل ہوتے ہیں) ممبر ہوتے ہیں ہر ضلع میں بنائی گئی ہے۔ یہ کمیٹی درخواستیں طلب کرتی ہے اور جتنے آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے اتنی سفارشیں ان آدمیوں میں سے کی جاتی ہیں جو آنریری مجسٹریٹ کے واسطے آئی ہوتی ہیں۔ اس کے بعد گورنمنٹ ان سفارشات پر غور کرتی ہے اور مناسب آدمی کا تعین کرتی ہے۔

(۲) کم از کم تعلیمی خصوصیت انٹرنس پاس ہونا ہے اور جو شخص انگریزی۔ ہندی یا اردو میں کافی قابلیت رکھتا ہے وہ بھی آنریری مجسٹریٹ مقرر ہونے کا اہل ہو سکتا ہے

(۳) درخواست دینے والے کی دیاننداری کی شہرت پر خاص زور دیا گیا ہے۔ کوئی شخص جو بہت زیادہ قرضدار ہو اور جس سے متعلق یہ کہا جاتا ہو کہ اس کا فرض اتنا زیادہ ہے کہ اس کی ایاننداری سے آنریری مجسٹریٹ کے فرائض کو پورا کرنے میں حائل ہو گا تو وہ شخص اس جگہ کے لئے مناسب نہیں تصور کیا جاتا ہے۔

(۴) اسمبلی کے ممبر (سوائے ان کے جو خاص حلقہ انتخاب سے منتخب ہوئے ہیں) چیرمین اور لوکل باڈیز کے ممبروں کو لن کے حلقہ انتخاب ہیں اور لوکل باڈی کے رقبہ کے اندر کے حلقہ میں آنریری مجسٹریٹ ہیں مقرر کیا جاسکتا ہے۔

آنریری مجسٹریٹوں کی ٹریننگ

(۵) جب ایک شخص آنریری مجسٹریٹ مقرر ہو جائے تو اسے ایک تنخواہ پانے والے مینیجر ٹریٹ کے ماتحت قوانین اور کارروائی مقدمہ کی ٹریننگ حاصل کرنا ہوگی یہ ٹریننگ ان لوگوں کے واسطے جو پہلے آنریری مجسٹریٹ رہ چکے ہیں یا پہلے تجربہ کار وکیل رہ چکے ہیں ضروری نہیں ہوگی۔

(۶) ایک شخص جو دکالت کر رہا ہو اور اس کی سفارش آنریری مجسٹریٹ کے واسطے کی گئی ہو تو عام قاعدہ کے ماتحت اس کو مجسٹریٹ مقرر ہونے سے پیشتر ہی دکالت چھوڑ دینا ہوگی۔

(۷) ذاتی مکانات میں پہلے کی طرح عدالت کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ کام کرنے کے وقت مقرر کردہ پٹے گئے ہیں اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس چیز کی نگرانی

و کھیل کے آمریری مجسٹریٹ وقت پر اور برابر آیا کریں۔ اس کے علاوہ جہاں تک ممکن ہو ضلع سب ڈویژن یا تحصیل کے ہیڈ کوارٹر پر عدالتیں رکھی جائیں۔

اقلیت کی نمائندگی

(۸) تقرر کے وقت اقلیت کے فرقہ کے نمائندوں کو بست اقوام کے نمائندوں (کو کاشتکاروں) اور ان کے لڑکوں کے ساتھ (جو اپنی تعلیم، عادات اور عام شہرت کی وجہ سے مجسٹریٹ کے فرائض انجام دینے کے قابل ہوں گے) خاص مراعات دی جائیں گی۔ اسی طرح عورتوں کے ساتھ خاص رعایات کی جائیں گی۔

(۹) وہ گاؤں جو آمریری مجسٹریٹ یا اس کے قریبی غریز کی ملکیت ہوں گے یا وہ رقبے جس میں وہ یا اس کے غریز مہاجتی کرتے ہوئے ہوں گے وہ اس کے اعتبارات سے باہر ہوں گے تقریباً تمام ضلعوں میں موجودہ قوانین کے ماتحت نئے تقرر ہوئے ہیں۔ ان کی کل تعداد ۶۱۸ ہے جس میں قوانین، بست اقوام کے نمائندے اور کچھ پبلک کے آمریری مجسٹریٹ شامل ہیں۔

پبلک جو ایکٹ ۱۸۹۶ء کی ترمیم

حکومت کو اس چیز کی اطلاع ملی کہ صوبہ کے کئی شہروں میں کارنیوال اور دوسری تفریح کی جگہوں میں مختلف قسم کے کھیلوں کے پردہ میں جن کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ چالاکی کے کھیل (Games of skill) ہیں جو اکیلے جاتا ہے۔ چونکہ صرف چالاکی کے کھیل جو اتفاق کے کھیلوں (Game of chance) سے بالکل مختلف ہوتے ہیں پبلک جو ایکٹ کی دفعہ ۱۳ (الف) کے ماتحت نہیں آتے اس لئے کارنیوال وغیرہ کے کھیلوں کا طریقہ ایسا مقرر کیا جاتا ہے کہ وہ بھی جو ایکٹ کی زد سے محفوظ ہو جائیں مگر موجودہ گورنمنٹ نے اب یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایسے عام جوئے کو روکے گا پھر ان طریقہ صرف یہ ہو سکتا ہے کہ ایکٹ کی دفعہ ۱۳ (الف) کو جس میں چالاکی کے کھیلوں کو مستثنیٰ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے بہت زیادہ محدود کر دیا جائے اور اس کا نفاذ صرف اس کھیل پر ہو سکے جو عام مقام پر نہیں ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں حکومت نے یہ طے کیا ہے کہ ایسے تمام کھیلوں کو اس ایکٹ کے ماتحت لے آیا جائے جو کسی عام جوئے خانہ میں کھیلے جائیں خواہ وہ چالاکی کے کھیل ہوں یا اتفاق کے اسکو لے اس چیز کے پیش نظر ایکٹ کی دفعہ ۱۳ (الف) کو مندرجہ ذیل طریقہ پر ترمیم کر دیا گیا ہے۔

”اس ایکٹ کی کوئی دفعہ صرف چالاکی کے کھیلوں پر جو اتفاق کے کھیلوں اور اتفاق سے

اور چالاک کی جیسے ہوئے کھیلوں سے مختلف ہیں نہ نافذ ہوگی بشرطیکہ وہ عام مقامات پر ہوں دیوالی کے زمانہ اس ایکٹ کی مختلف دفعات کو زیادہ وسیع کر دیا گیا تھا جس کے نتیجہ کی طور بہت کافی گرفتاریاں ہوئیں۔

جیوری اور ایسیسر کمیٹی

تہذیب ۱۹۳۷ء میں اسمبلی میں انتظام عدالت کے اختیارات کی کمی کی تحقیق کے سلسلہ پر بحث کے دوران میں ایسیسران کی امداد کے ساتھ مقدمہ کرنے کے طریقہ کی تقریباً تمام ممبروں نے مخالفت کی اور اس چیز پر بہت زیادہ زور دیا گیا کہ تمام صوبہ میں جیوری کا طریقہ رائج کیا جائے۔ گورنمنٹ اس سوال کو دوبارہ مفصل طور پر اس کے پہلو سے غور کرنا شروع کیا اور اس معاملہ پر عام کی رائے معلوم کی۔ چونکہ اس سوال کو صوبہ کے انتظام عدل میں ایک عامل بہت حاصل ہے اس لئے گورنمنٹ نے اگست ۱۹۳۷ء میں آنیمل جیوری سمیت الشہ کی زیر صدارت میں ججوں اور تجربہ کار وکلاء کی ایک کمیٹی بنائی جو اس مسئلہ پر غور کریگی کہ آیا ایسیسر کے طریقہ کو ختم کر کے صوبہ میں جیوری کے طریقہ کو رائج کیا جائے یا نہیں۔

کمیٹی نے اپنے تین اجلاس کئے۔ ایک اگست ۱۹۳۷ء میں اور دواکتوبر ۱۹۳۸ء میں اور اس کے بعد جینی رپورٹ پیش کی۔ کمیٹی کی اکثریت کی سفارشات یہ ہیں کہ (۱) جیوری کا طریقہ کو اور زیادہ وسیع نہ کیا جائے اور اگر اس کو اور وسیع کیا جاتا ہے تو چند تحفظات رکھے جائیں (۲) اور ایسیسر کے طریقہ کو ختم کر دیا جائے۔ لیکن اگر اس طریقہ کو کل صوبہ میں رائج کر دیا جائے تو کمیٹی نے اس سلسلہ میں کچھ اور سفارشات کی ہیں کمیٹی کی رپورٹ حکومت کے زیر غور ہے۔

جودیشل (دیوانی) ڈیپارٹمنٹ

مندرجہ ذیل تجاویز گورنمنٹ کے زیر غور ہیں:-

- (۱) انتظامی اور عدالتی کاموں کی علیحدگی۔
- (۲) چیف کورٹ کے ابتدائی حلقہ اختیارات کو ختم کر دینا۔
- (۳) چیف کورٹ اور ہائی کورٹ کی گرمیوں کی چھٹی میں کمی۔
- (۴) آنریری منصف کے تعین کے طریقہ میں تبدیلی۔
- (۵) سبڈیویژنل عدالتوں کے اسٹاف اور چپراسیوں کی تنخواہ میں اضافہ۔

میونسپل ڈیپارٹمنٹ

لوکل سلف گورنمنٹ اکسپرٹ کمیٹی

لوکل سلف گورنمنٹ اکسپرٹ کمیٹی نے جسے نومبر ۱۹۳۷ء میں مقرر کیا گیا تھا۔ انڈین نیشنل کانگریس کے مہری پور کے اجلاس کے بعد اپنی رپورٹ پیش کر دی تھی۔ یہ کمیٹی اس لئے مقرر کی گئی تھی کہ وہ نکات متوالہ تیار کرے جن پر اسمبلی کی مقرر کردہ بڑی سب کمیٹی لوکل سلف گورنمنٹ کے قوانین برائے وقت غور کرے گی۔

اس کے بعد بڑی کمیٹی مقرر کی گئی اُس نے ٹاؤن ایریا اور گاؤں پنجایت ایکٹ پر نظر ثانی کر لی ہے اور اب میونسپلٹی اور ٹاؤن ایپرہنڈ پر غور کر رہی ہے اس کی سفارشات بہت جلد آنے والی ہیں۔ اس کے بعد ان قوانین پر دوبارہ نظر کی جائے گی۔

درمیانی کام

اس دوران میں وہ کام جو موجودہ لوکل سلف گورنمنٹ ایکٹ کے ماتحت کئے جاسکتے ہیں بورڈ کی حالت سدھارنے کے لئے کئے گئے ہیں۔ ہر دور کی میونسپلٹی میں ایک سرکاری چیرمین تھا اور نینٹی تمل کی میونسپلٹی میں ایک غیر سرکاری نامزد کردہ چیرمین تھا۔ ان بورڈوں کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ خود اپنا چیرمین منتخب کر لیں۔ میونسپلٹی کے اُن ممبروں اور چیرمینوں کے خلاف مناسب کارروائی کی گئی ہے جنہوں نے فرائض کے انجام دینے میں کوتاہی کی ہے یا اختیارات کا غلط استعمال کیا ہے۔ بورڈ کے ممبر نامزد کرتے وقت حکمت نے اس بات کا خیال رکھا ہے کہ بیک میں کام کرنے والے پر جوش مرد اور خواتین کو خود بورڈ سے رائے لے کر نامزد کیا جائے جن مقامات پر زیادہ ٹیکس لگے ہوئے تھے جہاں تک ممکن ہوا ہے ختم کر دیئے گئے ہیں۔ کانپور میں ہاؤس ٹیکس اور وارٹیکس کے بل کی فوری ادائیگی پر ٹیکس میں کمی کرنے کے امتحان کی اجازت دیدی گئی ہے اس سے امید کی جاتی ہے کہ ٹیکس دینے والوں کو آسانی ہوگی اور ٹیکس آسانی سے جمع ہو جایا کرے گا۔

میونسپل بورڈوں کے اُن ملازموں کو جنہیں ان کے سیاسی خیالات کی بنا پر معمولی دہوں سے نکال دیا گیا تھا ان کے دوبارہ درخواست دینے پر پھر ذکر رکھ لیا گیا ہے۔ کانپور میں کونسل پارک جو تحریک ترک موالات کے زمانہ میں بورڈ سے لے لیا گیا تھا پھر بورڈ کو واپس

کر دیا گیا ہے۔ یونیسف رتبوں میں صفائی پر بہت زیادہ توجہ دی جا رہی ہے۔ بورڈوں کو سرٹیکس اور وائرڈ کس وغیرہ کے لئے بہت فراخ دلی سے امداد دی گئی ہے۔

بیماری کو ایک حد تک کم کرنے کے لئے جبرہ ریٹائر ہوئے کی عمر بجائے ۶۰ سال کے ۵۵ سال کر دی گئی ہے۔ بہت ہی کم معاملات میں ۶۰ سال تک بجائے ۶۵ سال کے، عیاد برصغاری جاسکتی ہے۔

ہرچین

اُن مسئلوں کو جن کا ہرچینوں سے تعلق ہے بہت ہمدردی اور غور سے دیکھا گیا ہے۔ تنخواہوں میں اضافہ کرانے کے لئے بہتروں کی کئی اسٹراٹجیاں ہوئی تھیں لیکن ان کی تکالیف پر ہمدردی سے غور کرنے کا فیصلہ دلانے کے بعد وہ ہر تریس ختم کر دی گئیں۔ ہرچینوں کی تکالیف اور ان کو دور کرنے کی وہ تجاویز جو مسٹر اسے۔ وی ٹھکر کے نوٹ میں تھیں یونیسف کیوں کو روانہ کر دی گئی ہیں جن سے یہ بھی معلوم کیا گیا تھا کہ وہ اس سلسلہ میں کیا کارروائی کرنے والی ہیں۔ جوابات قابل اطمینان نہیں تھے اور اُن سے معلوم ہوتا جس چیز کی ضرورت تھی اُسے ابھی طرح سمجھا ہی نہیں گیا اس لئے اس مسئلہ کو دوبارہ ان کے یاس سوالات کی صورت میں بھیجا گیا ہے اور اس کے جوابات مانگے گئے ہیں۔ جوابات کا انتظار ہے۔ بورڈوں سے کہا گیا ہے کہ بہتروں کی بہتری کے لئے کوآپریٹو سوسائٹیز میں زیادہ دلچسپی لی جائے۔ کوآپریٹو (slum) کے حصے کو نفاذ کرنے کے سلسلہ میں گورنمنٹ نے یہ طے کیا ہے کہ ٹاؤن امپروونٹ ایکٹ میں ایسی ترمیم کی جائے کہ کارروائی میں وقت کم صرف ہو تاکہ اس قسم کی اسکیم جلدی کام میں لائی جاسکیں۔

لگنڈو امپروونٹ ٹرسٹ اور مسوری سٹی بورڈ کے متعلق بدانتظامی کی شکایات تھیں۔ ایک کمیٹی اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے۔

ایک کمیٹی وائرڈ کس کے مسئلہ پر غور کرے کے لئے مقرر کی گئی ہے اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ اور پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کو ایک میں شامل کر دینے کے مسئلہ پر بھی غور کرنے کے لئے کمیٹی سے کہا گیا ہے۔ اگر ان دونوں محکموں کو ملایا جاسکے گا تو نتیجہ کے طور پر کچھ روپیہ کی بچت ہوگی۔

لوکل سلف گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ

لوکل سلف گورنمنٹ کمیٹی کا تقرر

حکومت نے ایک لوکل سلف گورنمنٹ کمیٹی مقرر کی تھی جن چیزوں پر اسکو غور کرنے کے لئے

کہا گیا تھا اس میں تقریباً صوبہ کی پوری لوکل سلف گورنمنٹ کے حدود آ جاتے ہیں۔
 کمیٹی نے اپنی رپورٹ کا ایک حصہ پیش کر دیا ہے جو گاؤں پنچایت اور ٹاؤن ایریا کے متعلق ہے
 رپورٹ بہت مفصل ہے اور اس پر غور کیا جا رہا ہے۔ کمیٹی کی سفارشات میں خاص چیزیں یہ ہیں۔
 کہ ٹاؤن ایریا اور گاؤں پنچایت کمیٹی کی دوبارہ جمہوری طرز پر تنظیم ہونا چاہئے اور ان کو تنظیم
 کے شعبہ میں کافی اختیارات ملنا چاہئیں۔ عدالتی کام کرنے کے لئے یہ طے کیا گیا ہے کہ علیحدہ
 پنچایت مقرر کی جائیں جو عدالتی پنچایت کہلائیں۔ یہ مقامی جماعتیں جماعتی طریقہ انتخاب کے دو رنگ
 سے بنائی جائیں گی اور اس میں کوئی نامزدگی نہ ہوگی۔ ہر بالغ مرد اور عورت ووٹ دیکھا اور املا کی
 خصوصیات کو ختم کر دیا جائے گا۔ یہ عدالتی پنچایت جو گاؤں کی پنچایت سے علیحدہ ہوگی۔ پنچوں کی
 ایک جماعت پر مشتمل ہوگی جس میں کچھ لوگ گاؤں پنچایت کے منتخب کردہ ہوں گے اور لوگوں کو
 ایک ایسی کمیٹی مقرر کرے گی جو کلکٹر ڈسٹرکٹ بورڈ کے چیرمین اور پرگنہ کمیٹی کے چیرمین پر مشتمل
 ہوگی۔ اس سلسلہ میں تیزی کے ساتھ قدم اٹھائے جاسے ہیں تاکہ لوکل باڈیز کے قانون کو
 پوری طور پر بدل کر مجلس قانون ساز سے منظور کرایا جاسکے۔ کمیٹی کی لوکل سلف گورنمنٹ کی
 اسکیم میں نوٹیفکیشن ایریا کمیٹی میں شامل ہے کیونکہ اس کو ختم کر کے متعلقہ رقبہ کی آبادی کے لحاظ سے
 ٹاؤن ایریا کمیٹی یا میونسپل بورڈ بنائے جائیں گے۔

پنچ اور سر پنچ کا الکشن

موجودہ قانون کی رو سے کلکٹر گاؤں کے پنچ اور سر پنچ کا تقرر لوگوں سے مشورہ
 کر کے کرتا تھا گورنمنٹ نے حکم دیا ہے کہ اس قسم کے تقرر اب انتخاب سے ہوا کریں۔

دھرم شالوں کے واسطے سرائے ایکٹ

کالی کملی والا چھترارشی کیش کے تنظیم کی خواہش پر گورنمنٹ نے یہ طے کیا ہے کہ دھرم شالوں
 پر اور ایسے ہی اداروں مثلاً مسافر خانوں وغیرہ پر جہاں قیام کرنے کا کرایہ نہیں لیا جاتا سرائے
 ایکٹ نہ نافذ ہوگا اور ان کو اس کے ماتحت رجسٹری ہونے پر مجبور نہ کیا جائیگا بشرطیکہ کسی ایسے
 ادارہ کے متعلق غیر قانونی حرکات یا نامناسب حرکت یا بد انتظامی کا ثبوت نہ ہو پنچ جائے۔

مہتروں کی حالت کا بہتر بنانا

آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی سفارش پر لوکل باڈیز سے ان مہتروں کے متعلق ایک رپورٹ مانگی

گئی ہے۔ جو ان کے یہاں ذکر ہیں اور ان سے کہا گیا ہے کہ وہ ان کی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کریں

نوٹیفائڈ ایریا کا غیر سرکاری چیرمین

تقریباً ہر شخص اس بات کا خواہشمند ہے کہ نوٹیفائڈ ایریا چیرمین بجائے سرکاری نامزد کردہ چیرمین کے منتخب کردہ چیرمین ہوں۔ کشتیوں کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ فوراً غیر سرکاری چیرمینوں کے منتخب کرنے کا انتظام کریں اور اگر کسی انفرادی معاملہ میں یہ کرنا مناسب نہ ہو تو بورڈ کی دیگر امور کے احکامات کے واسطے لکھیں۔

تونی جھنڈے کا لہرانا

ستمبر ۱۹۴۷ء میں ایک نیا سرکاری کیا گیا جس میں کشتیوں کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ ڈسٹرکٹ بورڈ اور سینوس بورڈ کے چیرمینوں کو مطلع کر دیں کہ وہ (ان ممبروں کی تجویزیں کوئی مشکلات نہ حاصل کریں جو بورڈ کی عمارت پر تونی جھنڈے کے لہرانے کے متعلق ہوں۔

چھوٹے والے قیدیوں کی امدادی پنشن کی امداد

گورنمنٹ نے صوبہات متحدہ کے چھوٹے والے قیدیوں کی امدادی سوسائٹی کے لئے اول درجہ کے ڈسٹرکٹ بورڈوں کو زیادہ سے زیادہ ۳۰۰ روپیہ اور دوم درجہ کے بورڈوں کو زیادہ سے زیادہ ۲۰۰ روپیہ کی متواتر رقم بطور چندہ دینے کی اجازت دی ہے۔ نیز اول درجہ کے بورڈوں کو زیادہ سے زیادہ ۵۰۰ روپیہ کی اور دوم درجہ کے بورڈوں کو زیادہ سے زیادہ ۴۰۰ روپیہ کی نہ جاری رہنے والی امداد دینے کی اجازت دی ہے۔

لوکل باڈیز میں نامزدگی

گورنمنٹ نے یہ پالیسی اختیار کی ہے کہ وہ لوکل باڈیز میں جس کی نامزدگی کرنا چاہتی ہے ان کے مفید ہونے کے متعلق ڈسٹرکٹ بورڈ متعلقہ کی رائے دریافت کر لیتی ہے۔

مڈیکل ٹوپیا پارٹمنٹ

حکومت صوبہات متحدہ عوام کو ڈاکٹری اور طبی آسانیاں ہم پہنچانے کی غرض سے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی دیہی طریقہائے علاج کی بہت افزائی کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ چنانچہ یونانی اور

آیور ویدک طریقہ سے علاج کو منظم کرنے کے لئے اُس نے یہ طے کیا ہے کہ موجودہ بورڈ آف انڈین میڈین کو جس کی بھی تک کوئی قانونی حیثیت نہ تھی قانونی درجہ دیدیا جائے۔ اس مقصد کے لئے اسٹیبلشمنٹ میں یو۔ پی۔ انڈین میڈین بل کے نام سے حکومت ایک بل پیش کر رہی ہے۔ جس کے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہیں:-

(۱) بورڈ کو قانونی درجہ مل جائے۔ (۲) ویڈول اور حکیموں کو رجسٹرڈ کر دیا جائے اور ان کو خاص حقوق دئے جائیں۔ (۳) حکیم اور دید اپنے آپ کو بورڈ سے رجسٹرڈ کرانے اور تمام غیر رجسٹرڈ حکیموں یا ویڈوں کو مطب کرنے سے روک دیا جائے تاکہ صوبہ میں نیم حکیم باقی رہ جائیں۔ (۴) وہی طریقہ علاج کی نوبت افزائی ہو سکے۔

یونانی اور آیور ویدک اداروں کو امداد

اس بل کے علاوہ ویسی طریقہ سے علاج کو ترقی دینے کے لئے حکومت یونانی اور ویدک اداروں کو مالی امداد بھی دیتی ہے۔ آیور ویدک کالج بنارس، ہندو یونیورسٹی اور طبیبہ کالج علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کو سالانہ پچاس پچاس ہزار کی رقم ملتی ہے۔ رشی کل آیور ویدک کالج ہر دوار اور یونانی میڈیکل سکول لکھنؤ کو دس دس ہزار روپیہ سالانہ دیا جاتا ہے۔ گزشتہ سال انھیں دونوں اداروں کو ڈھائی ڈھائی ہزار کی رقم غیر متواتر بھی دی گئی تھی۔ عمارت اور دیگر طبی آلات کی فراہمی کے واسطے ان کالجوں کو کچھ اور روپیہ دینے کے مسئلہ پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔

دائروں کی ٹریننگ

۱۹۳۷ء میں دائروں اور نرسوں وغیرہ کا جو رجسٹریشن ایکٹ پاس ہوا تھا موجودہ حکومت نے اُس کا بھی نفاذ کر دیا ہے۔ حکومت یہ بھی چاہتی ہے کہ ہندوستانی لڑکیاں نرسوں کا کام سیکھ جائیں چنانچہ تنفیذ آگروہ میں نرسوں کا ٹریننگ کالج کھلنے والا ہے۔

میڈیکل تنظیم کمیٹی

ایک میڈیکل تنظیم کمیٹی بھی بنائی گئی ہے جو علاوہ دوسرے کاموں کے اس مسئلہ پر بھی غور کرے گی کہ میڈیکل اسکول (مروانہ) کی تعلیم کے معیار کو کیسے بلند کیا جائے کہ وہ لکھنؤ میڈیکل کالج کے معیار کے برابر آجائے۔ ضلع آناؤ میں بطور تجربہ ایک ”ایمبولنس دواخانہ“ قائم کیا گیا ہے۔ اس سفری دواخانہ کا مقصد یہ ہے کہ ضلع بھر میں یہ ایمبولنس دور کرے اور ہر گھر پر پہنچ کر گھر کی عورتوں کو ڈاکٹری امداد دے۔

دیہاتی رقبوں میں ڈاکٹری امداد

ڈاکٹری اور طبی امداد ملنے کا سب سے زیادہ ضرورت دیہات والوں کو ہے کیونکہ ابھی تک گاؤں

کے لئے دواؤں کو اس قسم کی کوئی آسانی میسر نہیں تھی وہ نہ تو حفظانِ صحت کے اصول جانتے تھے اور نہ ان میں کار کوئی شخص بیمار پڑتا تھا تو اسے آسانی سے دوا مل سکتی تھی۔ اگر گاؤں میں ہیضہ یا طاعون پھیلتا تو اس کی روک تھام بھی بڑی مشکل سے ہوتی۔ کانگریس حکومت نے غریب دیہاتیوں کی اس حالتِ زار پر سب سے پہلے توجہ کی اور اس نے ان کو ہر طرح کی ڈاکٹری اور طبی آسانیاں ہم پہنچانے کے لئے یہ انتظام کیا کہ ہر گاؤں کے زیادہ سے زیادہ تین کے فاصلہ پر ایک ایسا علاج گھر قائم ہو جائے جہاں کوئی دوا خانہ، حکیم وید یا ڈاکٹر ہر وقت مل سکے۔

اس مقصد کے حصول کے لئے سال گذشتہ کے سرکاری بجٹ میں ۵ لاکھ روپیہ کی رقم اس غرض سے منظور کی گئی ہے۔ ۳۱ مارچ ۱۹۳۹ء تک دیہاتوں کے تمام مناسب مرکزوں میں ۳۰۰ آئور ویک اور یونانی شفا خانے، ۴۰ ڈاکٹری دوا خانے اور ۱۶ سفری ڈاکٹری دوا خانے قائم کر دیے جائیں۔ اسکے علاوہ ۱۲ ڈاکٹروں کو اس کی اجازت دی گئی ہے کہ وہ مناسب مقامات پر اپنے مطب کھولیں اور وہیں علاج معالجہ شروع کریں۔ امید ہے کہ جب یہ تمام دوا خانے اور ڈاکٹر کام کرنے لگیں گے تو کوئی گاؤں ایسا نہ باقی رہ جائے گا جس کے ذیل کے فاصلہ پر کوئی ڈاکٹر یا حکیم نہ موجود ہو۔ حکومت کا اصل مقصد یہ ہے کہ جو حکیم یا دوا خانوں میں کام کریں وہ واقعی قابل اور تجربہ کار بھی ہوں اور اپنا پورا وقت صرف گاؤں دواؤں کی دیکھ بھال میں صرف کر سکیں چنانچہ ان کی مقبولیت و خواہش مقرر کر دی گئی ہیں۔

محکمہ صحت عامہ

ہیضہ

۱۹۳۸ء کے شروع حصہ میں برنڈن اور ہر دوار کے دوزبر دست میلے ہوئے۔ برنڈن کا میلہ تو بخیریت گذر گیا مگر ہر دوار کے میلے میں سخت ہیضہ پھیل گیا جس کا اثر سارے صوبہ میں ہو گیا۔ اس وبا کی روک تھام کے لئے حکومت کو خاص انتظامات کرنا پڑے۔ ڈاکٹر صحت عامہ کو اس کا اختیار دیا گیا کہ وہ محکمہ کے موجودہ عملہ کے علاوہ صورت حال پر قابو پانے کے لئے ہتھامزید عملہ رکھنا چاہیں کہہ سکتے ہیں۔ ہاؤں کے لئے جتنی رقم معمولاً منظور کی جاتی تھی حکومت نے اس کے علاوہ ۱۸۶۰۰۰ روپیہ اور منظور کیا۔ مرید ڈاکٹر جو مقرر کئے گئے ان کی تعداد اس زمانہ میں ۵۰ تک پہنچ گئی تھی۔ ہیضہ کی دوائیاں مفت تقسیم کی گئیں۔ ہیضہ کے نشتر مفت دئے گئے اور مقامی بورڈوں کو ہیضہ کے اندر دیکھنے کیلئے بھی مئے گئے۔ آرمی دوزبر صحت نے خود اکثر مقامات کا دورہ کر کے انتظامات میں حصہ لیا۔

سیلاب

ہیضہ کے بعد صوبہ کے مشرقی اضلاع میں نہایت زبردست سیلاب آگیا جس سے یہ اندیشہ پیدا ہو گیا کہ کہیں سیلاب زدہ علاقوں میں ملیر یا نہ پھیل جائے چنانچہ حکومت نے فوراً ۲۹۷۰۰ روپیہ کی رقم اس غرض سے منظور کی کہ اگر ملیر یا واقعی پھیل جائے تو کوئین کی گولیاں مفت تقسیم کی جائیں۔ اس کے علاوہ ملیر بارکنے کے لئے دوسرے انتظامات بھی کئے گئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ یہ جاری پھیل نہیں سکی۔

ملیر ماروکنے کی تدابیر

لیکن چونکہ صوبہ کے بعض اضلاع ایسے بھی ہیں جہاں ملیر یا عموماً رہا کرتا ہے، اس لئے حکومت نے ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۵ء سے اس وبا کو دور کرنے کی ایک اسکیم تیار کی ہے جس کا نفاذ سرکاری ریاست بھار اور ترائی کے باز پور علاقہ نیز ضلع ہر دوتی کے بعض مضمعات میں کر دیا گیا ہے۔ ہندوستانی ریسرچ فنڈ ایسٹیشن نے اس اسکیم کے لئے ۲ لاکھ روپیہ منظور کیا ہے (جو ۵ سال میں ادا ہوگا) اور حکومت نے بھی اتنی ہی رقم کا عطیہ دیا ہے۔ اس اسکیم کا یکے بعد دیگرے دوسرے رقموں میں نفاذ کیا جائے گا اور امید کی جاتی ہے کہ ۵ برس کے اندر اس صوبہ سے ملیر یا کی وبا دور ہو جائے گی۔

صحت کا مرکز

پرتاب گڈھ میں گزشتہ ۶ سال سے صحت کا ایک مرکز قائم ہے جس کے اخراجات امریکا کے راکر فلر فاؤنڈیشن برداشت کر رہی تھی مگر اس ادارہ نے جولائی ۱۹۳۵ء سے یہ عطیہ بند کر دیا۔ اب اپنی طرف سے وہی رقم اس مرکز کو دینا شروع کی ہے اور اس کا انتظام کیا گیا ہے کہ ۳۹-۱۹ کے پچھٹ میں اس مرکز کے لئے اتنی رقم منظور کر لی جائے کہ وہ مستقل چیز ہو جائے۔ اس مرکز کا مقصد یہ ہے کہ دیہاتی رقبوں میں حفظان صحت کی وہی سہولتیں بہم پہنچ جائیں جو میونسپلٹیوں کے رقبوں میں ہوتی ہیں۔

پرورش گاہ زچہ و بچہ

حکومت انڈین رڈ کراس سوسائٹی کی صوبائی شاخ کو زچہ اور بچہ کے کام کے لئے ۱۲۲۰۰۰ روپیہ سالانہ دے رہی ہے۔ اس وقت شہری رقبوں میں ۱۴۶ اور دیہاتی رقبوں میں ۱۴۷ مرکز ایسے کھلے ہوئے ہیں جہاں زچہ اور بچہ کی نگرانی کی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ حکومت دیہاتی رقبوں میں ۲۴ مزید مرکز کھولنے کا انتظام کر رہی ہے

جبریٹیکہ

اسی نے ایک تجویز یہ بھی منظور کر لی ہے کہ دیہاتی رقبوں میں جہاں تک ممکن ہو چھپک کا ٹیکہ لگانا جبری قرار دیا جائے۔ حکومت کو شش کر رہی ہے کہ اس تجویز پر عملدرآمد شروع ہو جائے۔

اسکولی شفا خانے

اس وقت اسکولوں کے شفا خانے قائم ہیں ان کے علاوہ ۸ نئے شفا خانے ایسی جگہوں پر کھوسے جاسکتے ہیں جہاں پر سے وقت کے اسکول افسر کام کر رہے ہیں۔ ان شفا خانوں میں طالب علموں کا مفت علاج ہوتا ہے۔

کفایت شعاری کی کارروائیاں

کفایت شعاری کے خیال سے اسٹنٹ ڈائریکٹر صحت عامہ کی ایک جگہ فی اکال خالی رکھی گئی ہے اور یہ رٹ کیا گیا ہے کہ ۲ ضلعوں میں افسران، خزان صحت کی کچھیں توڑ دی جائیں اور ۱۱ جگہوں پر کام کر رہے ہوں اور ان کی ڈیوٹی پر بھیج دیا جائے تاکہ کسی دبا پھیلنے کے سلسلہ میں ہر سال مزید عارضی ڈائریکٹر مقرر کر کے ناجائز امداد سے اس اسکیم سے ۷ ہزار روپیہ سالانہ کل ہر سال فائدہ ہو گا۔

محکمہ تعلیم

ابتدائی اور ثانوی تعلیم کی دوبارہ تنظیم

کمیٹیوں کی تشکیل

پیر ۱۹ مارچ ۱۹۳۷ء میں حکومت صوبہ جات متحدہ نے ایک کمیٹی اس لئے مقرر کی تھی کہ وہ ابتدائی اور ثانوی تعلیم پر غور کر کے اپنی رپورٹ پیش کرے۔ کمیٹی کو جن چیزوں پر غور کرنے کے لئے کہا گیا تھا ان میں سے دوسری باتوں کے علاوہ مندرجہ ذیل بھی تھیں (الف) سرائی جماعت کے آخر تک موجودہ تعلیم کی ابتدائی اور درمیانی منزلوں کے نظام، انصاب اور نظام انصاف نگرانی غور کر کے اپنی رپورٹ پیش کرنا۔ (ب) ثانوی تعلیم اور یونیورسٹی کے قبل کے انصاب بارہویں درجہ کے یونیورسٹی میں شامل ہونے اور درجہ گیارہویں کو کسی

خاص مضمون کی تعلیم کے لئے مخصوص کرنے کے امکان پر غور کرنا (دس) ثانوی تعلیم کے ضبط اور نظام کے متعلق تجاویز پیش کرنا۔

کمیٹی نے اپنی کارروائی تقریباً ختم کر دی ہے اور رپورٹ جلد ہی شائع ہونے والی ہے۔

بنیادی ٹریننگ کا کالج

تعلیم کی دوبارہ تنظیم کے سلسلے میں گورنمنٹ نے اگست ۱۹۳۵ء سے الہ آباد میں ایک نیا ”بیسک ٹریننگ کالج“ گریجویٹ مردوں کو تعلیم کے نئے طریقوں کی ٹریننگ دینے کے لئے قائم کیا ہے جس میں تمام ہدایات ایک یادو (Crafts) کے گرد بنوائی گئی۔ ٹریننگ کو کامیابی کے ساتھ حاصل کرنے کے بعد (جس کی مدت ۶ مہینے ہوگی) ان مدرسین کو حیثیتہ تعلیم کی طرف ایک ڈپلوما ملے گا۔ نئی کے برابر کا دیا جائیگا۔

عورتوں کا ٹریننگ کلاس

اس کے علاوہ اسی چیئر کو پیش نظر رکھ کر کہ عورتوں کی کافی تعداد کو بھرتی کیا جائے اور کم از کم دو عورتوں کو بنیادی اسکول میں تعلیم دینے کے لئے رکھا جاسکے۔ گورنمنٹ نے ایک ٹریننگ کلاس ستمبر ۱۹۳۵ء سے عورتوں کے پتھو سونیٹل اسکول - بنارس میں مسٹر بی۔ بنجیہ اے۔ آئی۔ اے۔ ایس کی زیر نگرانی تقریباً ۶ ماہ سے قائم کیا ہے جس میں انڈیا گریجویٹ لڑکیوں کو ٹریننگ دی جاتی ہے کامیاب ٹریننگ کے بعد ان لڑکیوں کو سی۔ ٹی کی سند کے برابر سند دی جائیگی اور جہان تک ممکن ہوگا انھیں ان عورتوں کو ٹریننگ دینے کے لئے مقرر کیا جائیگا جس کی بنیادی اسکولوں میں ضرورت ہوگی۔

ٹریننگ اسکولوں میں خاص استادوں کا تقرر اس مقصد کے لئے نظر کرنا لوگوں کو دستکاری کی ٹریننگ دی جائے جو اس وقت گورنمنٹ ٹریننگ کالج اور نارمل اسکول میں ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں حکومت نے چار سو تکتے والے اور ناگاہانے والے ماسٹر مقرر کئے ہیں جو رپورٹ انڈیا گریجویٹ اور ورنائیو اسکولوں کے ماسٹروں کو دستکاری کی تعلیم دیں گے۔

”و (Project) پروجیکٹ اور (Activity) ”ایکٹیوٹی“ ماسٹر بی گورنمنٹ نارمل اسکول میں زیر ٹریننگ ورنائیو اسکولوں کے مدرسین کو ”پروجیکٹ“ اور ”ایکٹیوٹی“ طریقہ تعلیم سے تعلیم دینے کے طریقے سے آگاہ کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

یونیورسٹی کی دوبارہ تنظیم

مارچ ۱۹۳۷ء میں ایک کمیٹی صوبہ بھارتی یونیورسٹیوں (الکھنڈہ اور آگرہ) کے کام کی تحقیقات اور ان کی اصلاح کے طریقوں کی سفارش کرنے کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ کمیٹی کے کئی اجلاس ہوئے اور اس نے کافی مواد جمع کر لیا ہے جس پر کمیٹی کے آئندہ اجلاس میں جو بلدہ جی ہونے والا ہے غور کیا جائیگا۔ اس اجلاس میں کمیٹی اپنی تحقیقات اور سفارشات کو بھی مرتب کرے گی۔

بالوں کی تعلیم

بالوں کے اسکول

محکمہ میں مالی سال ۱۹۳۷ء کے لئے ۱۰ لاکھ روپیہ تعلیمی اسکیم کی واسطے منظور کیا گیا ہے۔ اس روپیہ سے صیغہ تعلیم نے پورے صوبہ میں ناخواندگی کے خلاف مہم شروع کر دی ہے اور ایک خاص افسر اے صاحب پنڈت مشری زراہی چتر ویدی کے ماتحتی میں جو افسر توسیع تعلیم کہلائے جاتے ہیں ایک محکمہ علیہ قائم کیا گیا ہے۔ صوبہ کے ۸۴ ضلعوں میں ۹۶۰ بالوں کے مدرسے قائم کئے جا رہے ہیں۔ پرائیوٹ اداروں اور رضا کارانہ طور پر کام کرنے والوں کی بہت افزائی کرنے کی غرض سے گورنمنٹ نے ہر اس شخص کو کچھ انعام دینے کا انتظام کیا ہے جو ان پڑھ لوگوں کو خواندہ کرے گا۔ اچھے کام کرنے والوں کو اس طرف راغب کرنے کے لئے ہر ضلع میں سات انعامات ۵۰ روپیہ ۲۰ روپیہ ۳۰ روپیہ ۲۰ روپیہ کے بہترین کام کرنے والے کو دئے جائیں گے۔

گنتی کتب خانے

صوبہ کے ۸۴ ضلعوں میں ۶۸۸ کتب خانے قائم کئے گئے ہیں۔ ان کتب خانوں کے ۵۰ سے ۷۰۰ درجہ میل تک کے فاصلہ کا ایک حلقہ متعین کر دیا گیا ہے۔

دارالمطالعے

فروری ۱۹۳۷ء میں گورنمنٹ نے ۲۰ ہزار روپیہ غیر متواتر رقم درنا کیورٹل اسکولوں میں کتب خانہ

کھونے کے لئے منظور کی اور ۳۶ ٹریکٹ بورڈوں کو۔ ہم کتب خانے کھولنے کے لئے یہ امدادیں تمام صوبہ میں ۳ ہزار ۶ سو دارالمطالعے قائم کئے گئے ہیں۔ ان دارالمطالعوں میں رسالوں اور اخباروں کا انتظام کیا گیا ہے یہ دارالمطالعے ڈسٹرکٹ بورڈ کے مدرسوں کے زیر ہے انتظام ہیں جن کو اس سلسلے میں ایک روپیہ فی ماہ الاؤنس ملا کر دیا گیا۔ دارالمطالعوں کی جگہ تعین کرتے وقت اس چیز کا خیال رکھا گیا ہے کہ جہاں کشتی کتب خانہ ہے وہاں دارالمطالعہ بھی رکھا جائے۔

پرائیویٹ کتب خانوں اور دارالمطالعوں کو بھی امداد ملا کر گی۔

اچھوت اقوام کی تعلیم

۵۰ ہزار روپیہ کی ایک فریڈ متواتر رقم پست اقوام میں تعلیم پھیلانے کے لئے منظور کی گئی ہے گورنمنٹ نے ۵ ہزار کی متواتر اور ۵ ہزار کی غیر متواتر رقم الہ آباد تہجتن اشرم کے لئے جس کے صدر منشی ایسور سرن ہیں منظور کیا ہے۔

حکومت نے ایک خاص حکم کی توسیع جس کا کام صرف اچھوتوں میں تعلیم پھیلانا ہے ایک سال کے لئے جس کی مدت ۲۸ فروری ۱۹۳۷ء کو ختم ہوگی منظور کی ہے حکومت نے یہ حکم دیا کہ کم از کم ہر ضلع کے ٹریننگ اسکول میں تین پست اقوام کے لوگ درنا کیو لرا سکولوں میں تعلیم دینے کے لئے ٹرین کئے جائیں اچھوتوں کو ٹریننگ اسکولوں میں داخل ہونے کا موقع دیا ہے۔ پست اقوام کے طلباء کو جہاں بھی وہ تعلیم پاتے ہوں اگر ممکن ہو تو فیس معاف کر دینے کا حکم دیا گیا ہے گورنمنٹ نے یہ طے کیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو گا پبلک سروس کمیشن آئندہ چند سال تک اچھوت قوم کے ایک امیدوار کو ڈپٹی انسپکٹر ایک شخص کو ٹرینڈنگ ریجیٹریٹ پچھڑ دو کو سب ڈپٹی انسپکٹر اور دو کو انڈر ریجیٹریٹ کی حیثیت سے مقرر کرے گا۔

صوبیات متحدہ کے پست اقوام کی تعلیمی کمیٹی کے دستور العمل پر نظر ثانی کی گئی ہے اور کمیٹی میں پست اقوام کے نمائندوں کی تعداد بڑھا کر اس کو زیادہ وسیع کر دیا گیا ہے ان نمائندوں میں اسمبلی کے پست اقوام کے ممبر بھی شامل ہیں۔ گذشتہ سال اس بات کو طے کیا گیا تھا کہ ان مینوسٹیٹوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں میں جہاں جبریہ تعلیم ہیں اچھوت لڑکوں کو جو درنا کیو لرا سکولوں میں تعلیم پاتے ہوں کتابیں اور سامان نوشتہ و خواندہ مفت دیا جائے اس سال اس اسکیم پر عمل کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں ۱۲۲۵۶ روپیہ خرچ کئے گئے ہیں۔

لڑکیوں کی تعلیم

چونکہ شہری حلقوں میں لڑکیوں کے لئے جبرئیلہ تعلیم کا نفاذ ہو گیا ہے اس لئے گورنمنٹ اس ریکولیشن میں جو صوبہ جات متحدہ کی ابتدائی تعلیمی ایکٹ کی دفعہ ۱۹ کے ماتحت مینوسپیشل میں لڑکیوں کے معاملہ میں نافذ ہونے کے متعلق بنایا تھا وہ لائی ہوئی ہے کہ ترمیم کر دیا ہے۔

گورنمنٹ نے کئی بورڈوں کی اس رائے کو پسند کیا ہے کہ لڑکیوں کے ایمرپرائمری اسکولوں کو بورڈنگ اسکول سمیت معیار کے برابر کر دیا جائے۔ ۱۹۳۴ء میں ایک ۱۲۸۷۳۲ روپیہ کی غیر متواتر رقم بورڈوں کو اسکولوں کی بنیاد رکھنے اور ان کا فزیشنر مہیا کرنے کے لئے دی گئی تھی۔ ان عمارات کے تعمیر کر جانے کے بعد اس کام کے لئے رقم متواتر بورڈوں کو جو لائی ہوئی ہے دی جائے گی۔

لڑکیوں کو لڑکوں کے برابر پرائمری اسکولوں میں داخل ہونے کی ہمت افزائی کی غرض سے گورنمنٹ نے ۱۹۳۴ء بورڈوں کو ۵۰ روپیہ کی متواتر رقم ۱۵۰ عورتوں کو لڑکوں کے پرائمری اسکولوں میں مدرس کی حیثیت سے مقرر کرنے کے لئے دیا ہے۔

لڑکیوں کی تعلیم کو ترقی دینے کے لئے گورنمنٹ نے سبلی ہیمنٹ میں ایک ایگنڈا ریکورڈ اور مڈل گرس اسکول قائم کیا ہے اور ۵۰ روپیہ ۵۰-۱۸۰ روپیہ کی ۷ جگہوں پر نکالی ہیں ان جگہوں کو پبلسکیشن کے مشتبہ کر دیا ہے اور اس کی سفارشات کا انتظار کیا جا رہا ہے۔
بندہ چند روپیہ ماہوار کے دس سینے وظیفہ لڑکیوں کے گورنمنٹ مڈل اسکول میرٹھ اور بدایوں اور اتنی ہی رقم کے پانچ پانچ وظیفہ لڑکیوں کے گورنمنٹ مڈل اسکول الہ آباد بکھنور اور جس میں روپیہ ۱۸۰ کے پانچ نئے وظیفہ لڑکیوں کے گورنمنٹ ہائی اسکول بریلی کے انگلش پیرس سرٹفکٹ کلاس میں تعلیم پانے والی لڑکیوں کے لئے منظور کئے گئے ہیں۔

متفرق

- (۱) ایک کمیٹی مقرر کی گئی ہے جو ہندوستانی اکیڈمی کے کام کی جانچ کرے گی۔
- (۲) جسمانی سزا کی اسکولوں میں ممانعت کر دی گئی ہے۔
- (۳) ۱۹۳۳-۳۴ میں سول ناframانی کے زمانہ میں جو سرکار سیاسی کاموں میں شرکت کرتے تھے متعلق طلباء اور استادوں کے لئے نکال لگیا مفاہمتوں کو دیا گیا ہے۔
- (۴) ان ڈسٹرکٹ بورڈ اور مینوسپیشل بورڈ کے اسٹروں کے متعلق جو کانگریس کی سول ناframانی

کے سلسلے میں اسکولوں سے علاحدہ کر دیئے گئے تھے جو پابندی عائد تھی وہ ختم کر دی گئی ہے اور دستکرت اور میونسپل بورڈ ان کو پھر واپس بلا سکتے ہیں

(۵) ۱۹۳۶ء اور ۱۹۳۷ء کے بعض خفیہ سرکلز جن میں مسلمی اداروں میں چند اخباروں کے لئے سماعت کی گئی تھی منسوخ کر دیئے گئے ہیں۔

(۶) یہ مسئلہ کہ گورنمنٹ کے انٹر میڈیٹ کالج اور ہالی اسکول پرائیویٹ اداروں میں بدلے جائیں زیر غور ہے

(۷) ۳۰۰ روپیہ کا غیر متواتر عطیہ مسلم لائبریری آگرہ کو اور ۱۳۰۸ روپیہ کا غیر متواتر عطیہ نانک نائک آشرم میرٹھ کو دیا گیا ہے

(۸) نانک لڑکیوں کی حفاظت گاہ جو کنڈریا نانک سدھار سہاکے ماتحت ہلدی میں قائم تھی اس کو نانک گرس پر ویشک ایکٹ کے رو سے ایک آبادی قرار دے دیا گیا ہے۔

(۹) ایک میونسپل اس غرض سے مقرر کیا گیا ہے کہ وہ اسکولوں میں غیر فطری جرائم اور اسکول کے ماسٹروں کی غیر فطری حرکات پر غور کرے اور جہاں ضروری ہو سزائیں دے۔

(۱۰) ایک سرکل اسکولوں اور کالجوں میں ڈسپلن قائم کرنے کے متعلق اور اسٹریک کو ختم کرنے کے متعلق جاری کیا گیا ہے

(۱۱) ایک کمیٹی تمام جو اپنے درجوں میں فوجی ٹریننگ اور تمام اسکولوں اور کالجوں میں جبرہ جسمانی تعلیم کے سوال پر غور کرنے کے لئے متعین کی گئی ہے

(۱۲) سنسکرت نصاب پر نظر ثانی کرنے والی اور سنسکرت کالجوں کو دوبارہ تنظیم کرنے والی کمیٹی اپنے اجلاس کر رہی ہے۔

(۱۳) ایک کمیٹی نصاب کا راجہ روڑ کی کو دوبارہ تنظیم کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے۔

(۱۴) دستکرت اور میونسپل بورڈوں کے مدرس کانگریس اور ایسی ہی جماعتوں کے ممبر بن سکتے ہیں۔ لیکن اس کے عہدہ دار نہیں ہو سکتے۔

(۱۵) مدرسین کسی سیاسی جلسہ میں تقریر نہیں کریں گے خواہ وہ کانگریس یا کسی ایسی ہی جماعت کے زیر انتظام کیوں نہ ہو، لیکن وہ اچھوت اور دھار اور ایسے ہی دیگر معاشرتی اور مذہبی جلسوں میں تقریر کر سکتے ہیں۔ جہاں تک ان کی تقاریر کے مواد کا تعلق ہے مدین کو یہ معلوم رہنا چاہئے کہ وہ بھی اسی اخلاقی اور قانونی پابندیوں کے ماتحت ہیں جو دوسرے شہروں پر عائد ہیں۔

(۱۶) کاشی و دیبا پٹھ اور جامعہ ملیہ دہلی کی ڈگریوں کو سرکاری ملازمتوں میں تقرر کے لئے جو ضروری کی۔ بی۔ اے کی ڈگری کے برابر تسلیم کر لیا گیا ہے۔

صوبجات متحدہ کی اسمبلی

صوبجات متحدہ کا "بورٹل بل" وغیرہ

صوبجات متحدہ کا بورٹل بل جو اسمبلی میں ۲۵ جنوری ۱۹۳۵ء کو پیش ہوا تھا، ہر اپریل کو پاس ہو گیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ایک یا ایک سے زیادہ بورٹل ادارے قائم کیے جائیں تاکہ نوجوان مجرموں کی اصلاح ہو سکے اور ان کو بری صحبت سے بچا کر رکھا جاسکے۔ اسی قسم کے دوسرے قانونی مسودے یعنی صوبجات یوپی فرسٹ انڈرس پروٹیشن بل اور یوپی ریٹرن آن پروٹیشن بل بھی اسی تاریخ کو پاس ہوئے۔ پہلے بل کے بعض تجربوں کو چند حالات کے ماتحت چھوڑنے کے متعلق ہے اور دوسرا بل فوجداری کی عدالتوں کو اس بات کا اختیار دیتا ہے کہ وہ بعض مہروں کو بورٹل کے اداروں میں بھیج سکتے ہیں اور صوبجاتی حکومت کو اس چیز کا اختیار دیتا ہے کہ وہ چند شرائط کے ماتحت ان مجرموں کو رہا کر سکتی ہے۔ ان تینوں مسودوں میں کونسل نے جو ترمیمات کی تھیں ان کو اسمبلی نے اگست ۱۹۳۵ء میں منظور کر لیا ہے۔

صوبجات متحدہ کی مجالس قانون ساز کا مسودہ قانون

صوبجات متحدہ کی مجالس قانون ساز (ممبروں کی تنخواہ) کا بل پہلی مارچ ۱۹۳۵ء کو پیش ہوا تھا اور ۲۵ اپریل ۱۹۳۵ء کو کافی مباحثہ کے بعد پاس ہوا یہ دونوں ایوانات کے ممبروں کے سفر کے ہونے کے لئے تھا۔

زچہ کی فلاح کا مسودہ قانون

زچہ کی فلاح کا مسودہ قانون جس کے ذریعہ ہندوستان میں مزدوروں کے متعلق رائل کمیشن کے اُن سفارشات پر جو زچہ کی کھلائی کے متعلق میں غلطی آکر آگیا ہے ۲۷ اپریل ۱۹۳۵ء کو منظور ہوا۔

ٹیکس

دو بل "ٹیکس کے متعلق یعنی کورٹ فیس (امنڈمنٹ) بل اور اسٹامپ (امنڈمنٹ) بل جو جنوری ۱۹۳۵ء کو ایوان میں پیش ہوئے تھے ۲۶ اپریل ۱۹۳۵ء کو دلچسپ مباحثہ کے بعد پاس ہو گئے۔ یہ بل صوبجات متحدہ کی کونسل میں کچھ ترمیمات کے ساتھ پاس ہوئے تھے جن کو اسمبلی نے منظور نہیں کیا۔

ایوانات کا مشترکہ اجلاس

یہ دونوں مسودے صوبجات متحدہ کی مجالس قانون ساز کے مشترکہ اجلاس میں جو دسمبر ۱۹۳۵ء

کے پہلے ہفتہ میں منعقد ہوا تھا جس طرح پہلے اسمبلی میں پاس ہو چکے تھے منظور ہوئے۔

صوبجات متحدہ کا قانون مالگزاری (تریمی) بل

صوبجات متحدہ کا قانون مالگزاری (تریمی) بل بھی ۲۶ اپریل ۱۹۶۳ء کو منظور ہوا۔ اس میں اس چیز کو منظور کیا گیا ہے کہ بندوبست پر نظر ثانی کرتے وقت قانونی کاشتکار کے وارثوں کے لگان میں بھی ایسی صورت میں کمی کی جائے گی جیسے کہ ۱۹۳۷ء کے تریمی ایکٹ کے مطابق خود ذاتی کاشتکاروں کے لگان میں ہوئی۔

صوبجات متحدہ مسودہ قانون حق آراضی

اس دوران میں سب سے زیادہ ضروری صوبجات متحدہ کا مسودہ قانون حق آراضی ۲۶ جنوری ۱۹۶۳ء کو ایوان میں پیش ہوا ہے جس کو سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیج دیا گیا تھا تاکہ وہ اس پر اپنی رپورٹ پیش کرے۔ اس میں مندرجہ ذیل کا تشدد واروں کو سہولتیں پہنچائی گئی ہیں۔ یہ مسودہ قانون صوبجات متحدہ کی اسمبلی میں زیر غور ہے۔

دوسرے مسودے

ٹریڈ یونین کے تشکیلات کے تفسیر کا جو بل ۲۲ جنوری ۱۹۶۳ء کو ایوان اسمبلی میں پیش ہوا تھا اسے آرٹیکل وزیر انصاف نے اکتوبر ۱۹۶۳ء کو اس وعدے کے بعد واپس لے لیا کہ اسی طرح پر اس سے زیادہ مفصل بل جلد ہی پیش کیا جائے گا۔

لکھنؤ ٹریڈ یونین ایکٹ (تریمی) بل - ہندو دھرم دیابل - دوکانوں کا بل - زرعی پیداوار کے بازار کا بل - صوبجات متحدہ ٹریڈ یونین کو منظور کرنے کا بل اور انڈیا یونیورسٹی ایکٹ (تریمی) بل جو ہر ایک مسئلہ کو پیش کے لئے تھے یا تو مشہور ہو رہے ہیں یا ہو چکے ہیں۔

اسمبلی نے اپنے اگست کے اجلاس کے دوران میں الموڑہ آئینی فکٹس ڈیوٹیڈ بلنگ بل (جس میں بندوبست امتزائی کے رقبوں میں لگان کی کمی کے مقدمے دائر کرنے کے لئے وقت بڑھایا گیا) تھا، پبلک جوا (تریمی) مسودہ قانون - صوبجات متحدہ کا عدالت مال کی پورواہی روکنے کا (تریمی) بل اور صوبجات متحدہ تخفیف لگان کے مقرر کرنے کا بل اور صوبجات متحدہ کا انکریڈ اسٹیٹ (تریمی) بل سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیج دئے گئے ہیں۔

اسمبلی نے اکتوبر کے اجلاس میں صوبجات متحدہ کا پہلا بل اور یونیورسٹی پورواہی روکنے کا پونٹ آف انکریڈیشن ڈگریز (امنڈمنٹ) بل پاس کئے۔

صوبجات متحدہ کی کونسل

فروری ۱۹۳۹ء سے لے کر دسمبر ۱۹۳۸ء تک صوبجات متحدہ کی کونسل کے ۲۰ اجلاس ہوئے۔

مسودہ قوانین

مندرجہ ذیل پندرہ مسودہ قوانین اسمبلی سے پاس ہو کر کونسل میں آئے تھے۔

(۱) کورٹ آف وارڈس (تریمی) بل۔

(۲) زپہ کی بھلائی کا بل۔

(۳) مالیہ آراضی (تریمی) بل۔

(۴) صوبجات متحدہ بورڈس بل۔

(۵) قیدیوں کا پردیش پر رہا ہونے والا بل۔

(۶) صوبجات متحدہ کا فرسٹ انڈرس پروویشن بل۔

(۷) صوبجات متحدہ کا اسٹامپ (تریمی) بل۔

(۸) صوبجات متحدہ کورٹ فیس (تریمی) بل۔

(۹) صوبجات متحدہ جمالیس قانون ساز (ممبروں کی تنخواہ) بل۔

(۱۰) دی موثرہ آئری اسسٹنٹ کلکٹرس، ڈیوٹیز آف ڈسٹرکٹ وڈ پیٹریک بل۔

(۱۱) صوبجات متحدہ کا پبلک جوئے کا (تریمی) بل۔

(۱۲) دی بنگال ریگولیشن ریپلنگ بل۔

(۱۳) تخفیف لگان کا مسودہ قانون۔

(۱۴) دی یونائیٹڈ پرائیوٹ انسورینس کمپنیز بل۔

(۱۵) صوبجات متحدہ کا عدالت مال کی کارروائی روکنے کا (تریمی) بل۔

کونسل نے تین مسودوں (نمبر ۱ سے ۳) کو جیل کے انتظام کے متعلق تھے اور ۷ اور ۸ کے

مسودہ (جو کورٹ فیس اور اسٹامپ کے متعلق تھے) باقی سب کو فیکس ٹریم کے منظور کر لیا۔ ان مسودوں

کو بھی چند ترمیموں کے بعد حکومت نے منظور کیا۔ اسمبلی نے پہلے تین (۳-۵-۶) مسودہ قانون میں ترمیم

منظور کر لی لیکن آخری دو (۷-۸) مسودہ قانون کے ترمیموں کو قبول نہیں کیا۔ کونسل دوبارہ غور

کرنے کے موقع پر بھی اسٹامپ اور کورٹ فیس بل پر اپنی ان ترمیموں کی تائید مزید کی جنہیں

اسمبلی نے وہ بابہ منظور کر دیا۔ اس عرصہ میں کوئی غیر سرکاری بل نہیں پیش ہوا۔

تجاویز

وہ سرکاری تجویز جو سرکاری اسمبلی کے ایک ایکٹ کے ذریعہ سے ملازمتوں کے اعداد و شمار کے ریگولیشن کے متعلق تھی بہت معمولی بحث کے بعد کونسل نے منظور کر لیا۔ اس کے علاوہ کونسل نے دو غیر سرکاری تجاویز بھی پاس کیں۔

(۱) پہلی تجویز میں گورنمنٹ سے اس پینر کی سفارش کی گئی ہے کہ وہ مجالس قانون ساز کے ممبروں کے حقوق کے متعلق ایک بل پیش کر دے اور دوسری تجویز میں یہ منظور کیا گیا ہے کہ صوبائی متحدہ کے زمیندار اور قلعہ دار زمین کے مالک ہیں صرف لگان وصول کرنے والے یا ٹیکسدار ہیں۔ تین غیر سرکاری تجاویز اور تین دینی تھیں پہلی تجویز ایک اعلیٰ درجہ کا آکسائیڈ اور یومی کالج قائم کرنے کے متعلق تھی اسے محرک نے واپس لے لیا۔ دوسری جو کوئل بائیز کے قرض پر سود کم کرنے کے متعلق تھی نا منظور ہو گئی اور تیسری جو آگرہ ہائیڈرو پٹر کے انتظام کے جانے کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کرنے کے بارے میں تھی پیش نہیں آئی۔

مختصر

اس کمیٹی نے جو پریلیمینٹری رپورٹیں کی کارروائی کے قواعد گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کی دفعہ ۱۱۴ کے ماتحت بنائے گئے تھے مقرر کی گئی تھی ان پر رپورٹ اور قواعد کا مسودہ ایوان میں پیش کیا ان قواعد کو کئی دن تک بہت غور سے دیکھا گیا اور مولی ہندویوں کے بارے میں سوچا گیا۔ کمیٹی اس بار شون ستانی کی رپورٹ پر ایوان میں ۲۰ اگست کو بحث ہوئی۔

گورنمنٹ کے شکر کمیٹی ایکٹ کے ماتحت بنائے گئے قواعد اور قواعد کے متعلق کی رپورٹ کی کمیٹی کی رپورٹیں ایوان میں ۳ مارچ اور ۲۹ اگست کو پیش ہوئیں۔ جو بیانہ متعدد ایوان اس فیصلہ ان سارے (ممبروں کی تنخواہ) کے قاعدوں کے بل پر ۲ ستمبر کو مباحثہ ہوا۔ ایوان کوئی ایوان کی کارروائی کو حوالے کرنے کے لئے قاعدوں پر یہ درج ہے کہ ہر سال ایک پریسنگ کمیٹی جو کئی ممبروں پر مشتمل ہوگی بنائی جائے جو دو سال کے لئے یہ کمیٹی ۱۹ اگست کو بنائی گئی تھی۔

محکمہ رفاہ و امور

منہر کی شہیں

جب نے ۱۹۳۹-۴۰ء میں غلہ کی قیمتیں گری ہیں یہ ایک عام مطالبہ ہے کہ منہر سے آبپاشی کے ترنگ

میں کئی کر دی جائے۔ پچھلی حکومتوں نے ان مطالبہ پر نہ کیا لیکن وہ کسی فیصلہ پر نہ پہنچیں۔ موجودہ حکومت نے یہ معاہدہ کرنے کے لئے کہ کس مطالبہ پر کیا جاسکتا ہے آپاشی کی شرح کے متعلق ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ اس کمیٹی سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ نہر کے موجودہ نرخ و نیز اس عملہ کی کارگزاری کی بھی جانچ کرے جو نہر کا ٹیکس جمع کرتا ہے۔

کفایت اور جدید تنظیم

چونکہ شرح آپاشی کی تحفیف سے مالی آمدنی میں بھی کمی آجائے گی اس لئے حکومت نے کمیٹی سے دو اور مسئلوں پر غور کرنے کے لئے بھی کہا ہے۔

(۱) آیا محکمہ آپاشی کے اخراجات میں تحفیف کی جاسکتی ہے۔

(۲) آیا یہ ممکن ہے کہ جو انجینیری ملازمین آپاشی (منہ آبی بجلی اور ٹرل وارکنوں کے) عمارات

اور سڑکیں صحت عامہ اور زراعت سے تعلق رکھتی ہیں ان کو ملا دیا جائے۔ کمیٹی نے ابھی اپنی رپورٹ نہیں دی ہے لیکن بعض محاطات پر وہ اپنے فیصلے کر چکی ہے۔ مثلاً اس نے یہ سفارش کی ہے کہ زراعتی انجینیری ملازمین آپاشی کی ملازمتوں سے ملا دی جائیں اور عمارات اور سڑکوں کا محکمہ خدمات کے ماتحت کر دیا جائے جو موجودہ صورت میں ڈسٹرکٹ بورڈوں کے زیر انتظام ہے۔ لیکن ان بورڈوں نے سڑکوں کے جو انتظامات کئے ہیں صوبہ میں اسکے خلاف اتنی زیادہ بے اطمینانی ہے کہ جب تک حکومت کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ جو عطیہ ان کو دیا جائے گا وہ صحیح طور پر صرف بھی ہوگا اس وقت تک حکومت ذرائع ریل و سرائی کی ترقی کے معاملہ میں کوئی قدم نہیں اٹھا سکتی۔

سڑکیں

چونکہ نئی سڑکیں بنانے اور پرانی سڑکوں کی مرمت کرنے کے لئے ایک وسیع پروگرام کی ضرورت ہوتی ہے جس میں صرف پرانی سڑکوں کے لئے اس سال ۱۶ لاکھ روپے منظور کئے گئے ہیں اور جس کے مجموعی اجرا جات ایک کروڑ روپے ہوتے ہیں اس لئے یہ بات بہت ضروری سمجھی جاتی ہے کہ مقامی سڑکوں کے موجودہ انتظامات کو مدھارہانے کے لئے جلد از جلد معقول انتظام کیا جائے۔

ایک اور اہم کمیٹی مقرر کی گئی ہے جس کا کام یہ تحقیقات کرنا ہے کہ آیا یہ ممکن ہے کہ جس طرح صوبہ کے مغربی اضلاع میں آبی برقیاتی جال دوڑائے گئے ہیں اسی طرح صوبہ کے مشرقی

۱۰. اضلاع میں بھی دوڑا دے جائیں۔ مغربی برقیاتی جالوں سے بھی بڑی ترقی ہوئی ہے وہ تقریباً ۱۴۰۰ ایل دارکنوؤں کو طاقت پہنچاتے ہیں جن سے ہزاروں ایکڑ ایسی زمین کو پانی پہنچتا ہے جو ہمیشہ پانی کے بغیر خشک رہتی تھی۔ ان ایل دارکنوؤں کی برکتوں کا صحیح اندازہ اس وقت ہوا جب اس سال بارش کی کمی کیوجہ سے پنجاب کے ضلع حصار میں فصلیں بالکل خراب ہو گئیں اور اسی سے متصل صوبجات متحدہ کے میرٹھ اور مظفرنگر کے اضلاع میں پانی کے انتظامات کیوجہ سے آسمانی آفت کا ذرا بھی اثر نہیں ہوا۔

صنعتیں

علامہ اس مدد کے جو مغربی برقیاتی جالوں نے زراعت کو پہنچائی کئی بڑی اور پھوٹی صنعتوں کو بھی اس سے فائدہ پہنچے ہیں یہ موخر الذکر صنعتیں خصوصیت کیساتھ غریبوں کا ذریعہ معاش بن گئی ہیں۔ ذیل میں ان چھوٹی صنعتوں کی فہرست درج کی جاتی ہے جو پھیل گئی ہیں اور پھیل رہی ہیں۔

- (۱) شکر کا صاف کرنا۔
- (۲) ڈیری۔
- (۳) چھوٹی تیل کی مل۔
- (۴) پھینٹ چھاپنا۔
- (۵) برتن بنانا۔
- (۶) چھاپہ خانہ۔
- (۷) خرد پیر پالش کرنا۔
- (۸) لکڑی کاٹنے کی مل۔
- (۹) چاول کا چھلکا اتارنا۔
- (۱۰) سونے اور چاندی کے تاروں کا کام۔
- (۱۱) بننا۔
- (۱۲) چارہ کاٹنا۔
- (۱۳) برتنوں کے لئے دھات کی پلیٹیں بنانا۔
- (۱۴) بنولے نکالنا اور تولنا۔
- (۱۵) ٹین اور دھاتی ڈبے بنانا۔

(۱۶) بجلی سے پالش کرنا۔

(۱۷) صابن اور چاک لیٹ بنانا۔

(۱۸) بوٹی دا بچاٹی۔

بجلی کی مانگ

بجلی کی مانگ تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے۔ چنانچہ صنعتوں کے پھیلاؤ کو ترقی دینے کے لئے حکومت نے ابھی حال میں، صابن کا طاقت گھر بنانے کی غرض سے ۱۶ لاکھ روپیہ منظور کر کے بجلی سے اس کے علاوہ حکومت ایک اور آبی طاقت گھر بنانے کے لئے ۲۰ لاکھ روپیہ منظور کرنے کے مسئلہ پر بھی غور کر رہی ہے۔

شرقی ضلعوں میں بجلی پہنچانا

صوبہ کے دوسرے حصوں کے ساتھ انصاف کرنے کی غرض سے حکومت نے چند کمپنیاں بنائی ہیں جو شرقی ضلعوں اور کلاون میں بجلی پہنچانے کی اسکیموں کی جانچ کرے گی۔

لے۔ سی اور ڈی۔ سی طریقے

شرقی ضلعوں میں بجلی پہنچانے والی ایسی کمپنیوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی ہے جو زرعی زمینوں کے خلاف یہ شکایتیں موصول ہوئی ہیں کہ ایک تو یہ بجلی کے دام بہت زیادہ لیٹی ہیں اور دوسرے اپنا سرمایہ بچانے کے لئے لے۔ سی طریقہ سے بجلی پہنچاتی ہیں۔ جو تقابلی طور پر ڈی۔ سی طریقے سے زیادہ خطرناک ہیں اس لئے حکومت نے ایک کمیٹی مقرر کی ہے اور وہ ان دونوں مسئلوں کی جانچ کر رہی ہے۔

ڈھالو نہریں

ڈھالو نہروں سے بڑے فائدے ہوئے ہیں اس لئے حکومت ان کو اور زیادہ پھیلانے کی کوشش کر رہی ہے۔ سار دا نہر جو ۱۹۲۷ء میں بنائی گئی تھی مالی حیثیت سے کامیاب نہیں رہی اس کا خاص سبب یہ ہے کہ اس وقت جتنا رقبہ آراضی اس سے آبیاشی کر رہا ہے وہ اس رقبہ سے کہیں کم ہے جس کی اُمید تھی۔ اس لئے حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ نہریں شرقی علاقوں میں پھیلا دی جائے جہاں پانی کی بہت ضرورت ہے۔ اس پھیلاؤ کی اسکیم میں تقریباً ۲۵ لاکھ روپے خرچ ہونگے اور ہزاروں ایکڑ زرخیز زمین اس سے آبیاشی کا فائدہ اٹھائے گی۔

ڈھالو نہروں کے پھیلاؤ کی ایک ایسی ہی اسکیم بند لکھنڈ کے لئے بھی تیار کی گئی ہے۔ یہ حصہ اپنی غیر مستقل کاشت کے لئے سارے صوبہ میں بدنام ہے۔ موجودہ نہروں کے رواج سے پہلے یعنی ۱۹۱۷ء تک اس صوبہ میں قحط اور خشک سالی بہت ہو کرتی تھی۔ چنانچہ یہ نہریں اہل میں اس حصہ کی اُن مصیبتوں میں کمی کرنے کے لئے بنائی گئی تھیں۔ جو سولہ تیس نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہو کرتی ہیں۔ لیکن اب یہ کوشش کیجا رہی ہے کہ ان نہروں کو پھیلا کر اس حصہ کی پہاڑوار کی طاقت بھی بڑھا دی جائے۔ اس اسکیم میں تقریباً ۶ لاکھ روپیہ خرچ ہونگے۔ لیکن بند لکھنڈ کے کاشتکاروں کو اس سے ایسے فائدہ حاصل ہونگے جو انھوں نے خواب میں بھی نہیں دیکھے تھے۔

سیلاب اور انکی روک تھام

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے شمالی مشرقی اضلاع میں پچھلی برسات کے زمانہ میں ایسا سیلاب آیا جس کی مثال ملنا دشوار ہے۔ اس علاقے میں اس قسم کے چھوٹے بڑے سیلاب اکثر آیا کرتے ہیں اس لئے حکومت نے ٹکڑے آمبارشی کے ایک سینئر افسر کو اس بات پر مقرر کیا کہ وہ ان سیلابوں کے اسباب کی تحقیقات کریں اور ان کی روک تھام کی تدبیریں بتائیں۔ اس خاص افسر نے ایک طویل رپورٹ پیش کی ہے جس میں یہ تحریر کیا ہے کہ سیلاب کا مسئلہ اسی وقت حل ہو سکتا ہے جب بنگال، بہار اور صوبجات متحدہ تینوں صوبے اتحاد عمل سے کام لیں۔ چنانچہ حکومت نے ان دونوں صوبوں میں ایک دعوت نامہ بھیجا ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ جنوری کے پہلے مہینے میں لکھنڈ میں ایک بین الاقوامی کانفرنس کیجائے۔

وادی کی پیمائشیں

اسی کے ساتھ ساتھ حکومت نے نصف لاکھ سے زیادہ روپیہ خرچ کر کے ایک خاص عملہ اس بات کے لئے مقرر کیا ہے کہ وہ متعلقہ دریاؤں کی وادیوں کی پیمائش کریں اور مسئلہ سیلاب کو حل کرنے کیلئے مواد جمع کریں۔

سڑکوں کی بابت ماہرین کی کمیٹی

اس زمانہ زیر بحث میں حکومت کے دوسرے مشاغل زیادہ اہم معاملات سے غفلت نہیں رکھتے۔ ایک ماہرین کی کمیٹی اس غرض سے مقرر کی گئی ہے کہ وہ اس بات کی تحقیقات کرے کہ آیا سڑکوں کیلئے تارکول استعمال کرنے میں کفایت ہوگی یا رال۔ یہ معاملہ اس وجہ سے اہم ہے کہ تارکول ہندوستان میں تیار ہوتا ہے اور رال باہر سے آتی ہے۔ کمیٹی سے اس معاملہ کی تحقیقات کے لئے یہی کہا گیا ہے کہ یا تارکول

اور رال کو صوبیات متحدہ میں تیار کرنا بھی ممکن ہے یا نہیں۔ اس کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ رال کا استعمال جاری رکھا جائے اس لئے کہ وہ تارکول سے سستی چیز ہے اور یہ بتایا ہے کہ آسام میں رال بنانا شروع کر دیا گیا ہے۔ کمیٹی کے نزدیک صوبیات متحدہ میں تارکول اور رال بنانے کی سہولتیں نہیں ہیں۔

موٹر گاڑیوں کے قواعد

حکومت نے پبلک موٹر گاڑیوں کے مالکوں کی شکایتوں پر ایک کمیٹی موجودہ موٹر گاڑیوں کے قواعد پر نظر ثانی کرنے کے لئے مقرر کی ہے۔ اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کر دی ہے لیکن ابھی اس پر حکم اس لئے نہیں دیا گیا کہ مرکزی مجلس قانون ساز میں موٹر گاڑیوں کا ایک نیا بل پیش کر دیا گیا ہے۔

ہوائی جہاز رانی کے وظیفے

حکومت نے فوجیوں کو ہوائی جہاز رانی سیکھنے کے لئے وظیفے منظور کئے ہیں اور صوبیات متحدہ کے ڈائریکٹریٹ سے یہ طے کیا ہے کہ وہ ان وظیفہ خواروں کو ٹریننگ دے۔ آئندہ سال حکومت ان لوگوں کی ٹریننگ پر ۲۱۴۰۰ روپے خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

انتظامی تبدیلیاں

انتظامی میدان میں حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ محکمہ خدمات عامہ کی شاخ آبپاشی ایک فکٹر کہ دار کی زیر کے ماتحت رکھی جائے۔ اب تک یہ ہوتا تھا کہ چیف انجینئر ان حکومت سکریٹری ہی رہتا تھا۔ اب اسے ایک غیر معقول سمجھی گئی کہ ایک محکمہ کا فرائض یہ سمجھا رہا ہے جہاں سے وہ اپنے محکمہ ان کی اسکیموں کی تنقید کر سکے۔ اس لئے سکریٹریٹ کا سارا عملہ چیف انجینئروں کے دفتر سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔

حکومت صوبجات متحدہ کا مسلمان قلیت کے ساتھ برائو

صوبجات متحدہ کی موجودہ کانگریس حکومت کے خلاف بعض حلقوں کی طرف سے کچھ الزامات لگائے گئے ہیں۔ تاکہ اطلاعات عامہ نے ان کی تردید میں متعدد مضامین اور کئی پمفلٹ شائع کئے ہیں جن میں اعداد و شمار سے یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ ان الزامات میں ذرہ بھر صداقت نہیں پائی جاتی بلکہ موجودہ حکومت کے عہد میں مسلمانوں کے ساتھ جو مراعات روا رکھی گئی ہیں اور ہر معاملہ میں ان کے ساتھ جو ہمدردانہ سلوک کیا جا رہا ہے اس کی مثال اس صوبہ سے باہر اور کہیں نہیں مل سکتی۔ مثلاً سرکاری ملازمتوں کے اعداد و شمار پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ اگرچہ مسلمانوں کی آبادی اس صوبہ میں صرف ۳۰ فیصدی ہے اور ہندوؤں کی ۶۵ فیصدی مگر کانگریس حکومت نے اپنے عہد میں جتنے تقررات کئے ان سب میں مسلمانوں کو ان کی آبادی کے تناسب سے کچھ ہی زیادہ نہیں بلکہ کہیں زیادہ ناانندگی دی ہے حتیٰ کہ بعض جگہوں پر تو مسلمان پچاس فیصدی سے بھی زیادہ جگہ پر رکھے گئے ہیں۔ مزید براں اطلاع کے لئے یہاں ان نئے تقررات کی فہرست پھر شائع کی جا رہی ہے۔ جو کسی پچھلی حکومت نے نہیں بلکہ موجودہ کانگریس حکومت نے اپنے عہد میں کئے۔ اس فہرست میں مسلمان ملازمین کا تناسب بھی دکھلایا گیا ہے جس سے اہل حقیقت واضح ہو جائیگی۔

کانگریس حکومت کے نئے تقررات میں مسلمانوں کا تناسب

قاعدہ ہے کہ جو لوگ صوبجاتی سول سروس کے ملازم یعنی ڈپٹی کلکٹر ہیں انھیں ڈپٹی کمشنری (یا کلکٹری) کے عہدہ پر اس وقت تک ترقی نہیں مل سکتی جب تک صوبجاتی حکومت ان کو "سٹپنڈوسٹ" میں

نہ ان پمفلٹوں کے عنوانات یہ ہیں:

سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کی ناانندگی۔

مسلمانوں کی ملی ترقی میں حکومت صوبجات متحدہ کا حصہ

حکومت صوبجات متحدہ اور اردو ہندی

چند اردو اخبارات کی غلط بیانیوں

ہوا جن میں ۷ مسلمان تھے۔ محکمہ نشیات میں ۱۱ اسسٹنٹ اکسائزر گشتروں اور انسپکٹروں میں ۵ مسلمان رکھے گئے۔ اس محکمہ میں ۱۰۰ امریزہ تقریر ہوئے ان میں ۲۹ مسلمان لئے گئے۔ ٹیکل ڈیپارٹمنٹ میں ۱۱ ۳۹۹ نئے تقریرات ہوئے جن میں مسلمان ۱۰۲ تھے۔ گاؤں سدھار کے نئے تقریرات پر خاص طور سے اعتراضات کئے گئے ہیں مگر وہ بھی درست نہیں ہیں۔ محکمہ کے اعلیٰ افسران میں سے افسر گاؤں سدھار کا تقریر کیا نہیں ہے بلکہ محکمہ کی ایک افسر کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں۔ نائب گاؤں سدھار افسر غریب مقرر ہونے والے ہیں جن میں ایک ہندو ہوگا اور ایک مسلمان۔ ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ پر جو دس آدمی رکھے گئے ہیں ان میں ۶ ہندو ہیں ایک عیسائی اور تین مسلمان یعنی میو خاندان کو ۳۰ فیصدی نمائندگی دی گئی ہے۔ ڈسٹرکٹ سپروائزرز کو جو موجودہ حکومت نے نہیں مقرر کیا ہے بلکہ وہ پہلے سے ملازم ہیں اس لئے ان کا مسئلہ زیر بحث نہیں آتا یہ پہاڑی علاقوں کے لئے البتہ تین سپروائزرز موجودہ حکومت کے عہد میں رکھے گئے لیکن ظاہر ہے کہ ان علاقوں میں صرف پہاڑی رہائشی کا عادی آدمی اہل ذات ہو سکتا تھا اس لئے ان تقریرات کے وقت ہندو مسلم کا خیال نہیں بلکہ صرف ذات کا خیال رہا ہے۔ آج کل کے آئینہ انگریزوں کی تنخواہ صرف ۲۰ روپیہ ماہوار ہے اور جن کو دیہاتوں میں برابر دورہ کرتا پڑتا ہے۔ ان کی تنخواہ اتنی تھیں اور کام اتنی سخت ہے کہ خود مسلمان ایسی جگہوں پر آہستہ آہستہ نہیں کرتے جس کا ثبوت اس سے بھی مل سکتا ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈوں کے ماتحت جو آدمی ملازمین ہوتے ہیں ان کے لئے بھی مسلمان بہت کم تیار ہوتے ہیں۔ دوسرے ان تقریرات کے وقت اس کا بھی خیال تھا کہ جو لوگ اس کام کے لئے مقرر کئے جائیں ان کا ماحول دیہاتی رہ چکا ہو اور وہ دیہاتی زندگی بسر کرنے کے عادی ہوں اور ایسے ہوں جن پر گاؤں کے ان بڑے لوگ اعتماد کر سکیں مگر ان باتوں کے باوجود مسلمانوں کو ۷ فیصدی ملازمتیں دی گئیں۔ حالانکہ دیہاتوں میں ان کی آبادی تقریباً ۱۲ فیصدی ہے۔ غرض کہ کانگریس حکومت نے سرکاری ملازمتوں میں جتنے مسلمانوں کو مقرر کیا ہے ان کے اعداد و شمار دیکھنے کے بعد یہ بلاخوف تردید کیا جاسکتا ہے کہ مہاجرات متحدہ کی حکومت اقلیت کو ملازمتوں میں جو نمائندگی دے رہی ہے اس کی مثال شاید کہیں اور نہ ملے۔ بنگال میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً ۵۵ فیصدی ہے مگر وہاں کی مسلم اکثریت ۶۰ فیصدی ملازمتیں چاہتی ہے بنگال کے مسلمان چاہے اس سے بھی زیادہ نمائندگی طلب کریں ہم کو کوئی سروکار نہیں مگر دوسرے حلقوں سے یہ اعتراض بھی کیا جاسکتا ہے کہ جب ایک صوبہ کی اکثریت کو اس قدر نمائندگی مل رہی ہے تو دوسرے صوبہ کی اکثریت کیوں محروم رکھی جائے۔ پنجاب کے آئینل وزیر اعظم نے یہ اعلان کیا ہے کہ وہاں کی اقلیتوں کو ۵۰ فیصدی سرکاری ملازمتیں دی جائیں گی۔ پنجاب میں اقلیتوں کی آبادی تقریباً ۳۴ فیصدی ہے یہاں بھی یہی سوال اٹھ سکتا ہے کہ ایک صوبہ میں ۳۴ فیصدی اقلیت کو تو صرف ۶ فیصدی زیادہ نمائندگی

دیگاری ہے، تو دوسرے صوبہ میں ۱۷ فیصدی اقلیت کو اتنی زیادہ نمایندگی کیوں مل رہی ہے۔
لیکن موجودہ حکومت اقلیت کو زیادہ سے زیادہ مطمئن رکھنا چاہتی ہے اسوجہ
سے سرکاری تقررات میں ان کو اس قدر نمائندگی مل رہی ہے۔

مسلمانوں کی تعلیم کے لئے حکومت کی کوششیں

تعلیمی حیثیت سے اس صوبہ کے مسلمانوں کی حالت دوسرے صوبے کے مسلمانوں سے
برج بہتر ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ آبادی کے تناسب کو مدنظر رکھتے ہوئے یہاں کے مسلمان ہندوؤں
سے زیادہ تعلیم یافتہ ہیں ۱۹۲۱ء میں صوبجات متحدہ میں فی میل پڑھنے لکھنے والے مسلمانوں اور ہندوؤں
کا اوسط بالترتیب ۲۳ اور ۳۹ تھا۔ ۱۹۳۱ء میں یہ اوسط ۵۹ اور ۵۷ ہو گیا اسی طرح ۱۹۲۱ء میں
انگریزی پڑھنے والے فی دس ہزار آدمی ۵۰ مسلمان اور ۲۹ ہندو تھے جس کی تعداد ۱۹۳۱ء میں بڑھ کر
۸۱ اور ۷۶ ہو گئی۔ ۱۹۳۱ء کے آخر میں مسلمان طلباء کی تعداد ان کی آبادی کی ۲.۶ فیصدی تھی
اور ہندو طلباء کی تعداد ان کی آبادی کے لحاظ سے ۳.۲ فیصدی۔

ان اعداد و شمار کو دیکھتے ہوئے یہ کسی طرح نہیں کہا جاسکتا کہ صوبجات متحدہ کے مسلمان تعلیمی حیثیت
سے کسی قوم سے پیشتر ہیں مگر اس کے باوجود موجودہ حکومت یہ چاہتی ہے کہ اس میدان میں بھی
مسلمانوں کی زیادہ سے زیادہ ترقی ہو اور اس کے لئے وہ عملی کوششیں بھی کر رہی ہے جہاں پہلے
حال میں اسلامی اداروں کو نیک تعلیم کی طرف سے مختلف قسم کے عطیات دئے جاتے ہیں اور
ان کے علاوہ نوکل بورڈ بھی اسلامی مکاتب کو امداد دیتے رہتے ہیں۔ حکومت کی طرف سے
مسلمانوں کی تعلیم کے لئے خاص سولتیس میاں کی گئی ہیں۔ ان کی تعلیمی ترقی کے لئے کمیٹیاں بنائی گئی
ہیں۔ ان کے اسکولوں کی نگرانی کے لئے ایک خاص افسر مقرر کیا گیا ہے۔ نوکل بورڈوں کو
ہدایت کی گئی ہے کہ وہ مسلمانوں کی تعلیم کے لئے خاص انتظامات کریں۔ ان عطیات کی فہرست
اور ان سولتوں اور انتظامات کی تفصیل محکمہ اطلاعات عامہ کے پمفلٹ "مسلمانوں کی علمی ترقی
میں حکومت صوبجات متحدہ کا حصہ" میں دیا ہے۔

مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا احترام

حکومت صرف انہیں معاملات پر نہیں بلکہ ہر مسئلہ میں مسلمانوں کے جذبات کا احترام کرتی ہے
کچھ روز ہونے پہلی میں حکومت کی طرف سے ایک میلہ بل پیش ہوا جس کا مقصد یہ تھا کہ ایسی کمیٹیاں
بنائی جائیں جو میلہ میں شریک ہونے والے لوگوں کی آسام و سائش اور صفائی اور حفظان صحت

وغیرہ کا خیال رکھیں۔ اس بل کا مقصد ہندو اور مسلمان دونوں کو فائدہ پہنچانا تھا۔ مسلمان اور بعض مسلم ممبروں نے اس کی تائید بھی کی مگر مسلمان اکثریت نے مخالفت کا اظہار کیا اور کہا کہ مسلمان مسئلوں کو اس بل سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ حکومت کو اس پر مطلق اعتراض نہ ہوا اور اس نے ان مسلمان ممبروں کی خواہشات منظور کر کے مسلمانوں کے مسئلہ کو مستثنیٰ قرار دے دیا۔ اس قسم کی دوسری مثال اسلامی اوقاف کی ہے۔ اوقاف کے مسئلہ پر غور کرنے اور اس پر رپورٹ تیار کرنے کے لئے ایک خاص کمیٹی مقرر کی گئی ہے اور وقف کا ایک دفتر کھولا گیا ہے۔ خیال یہ تھا کہ اس مسئلہ میں جو اخراجات ہوں گے وہ وقف فنڈ سے پورے کئے جائیں گے مگر حکومت اب یہ غور کر رہی ہے کہ یہ اخراجات بھی عام سرکاری آمدنی سے نکل جائیں۔

اخباروں یا رسالوں میں اگر کوئی مضمون اسلام یا پیغمبر اسلام یا اکابر اسلام کے خلاف غلطی سے کسی شخص کی طرف سے شائع ہوتا تو حکومت اس پر فوراً کارروائی کرتی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا ایک ہندو نے ایک کتاب امام حسن حسین کی تاریخی آگرہ کے ایک مسلم پریس سے طبع کر کر شائع کی۔ حکومت نے طابع ناشر اور مصنف کے خلاف فوراً کارروائی کی اور کتاب ضبط قرار دی گئی۔ آباد کے ایک ہندی اخبار نے خدا اور پیغمبر اسلام کی شان میں کچھ گستاخاں عباہت لکھ دی۔ حکومت نے اخبار کی اس اشاعت کو ضبط شدہ قرار دیا اور ایڈیٹر کے خلاف بھی کارروائی کی گئی۔ جی نہیں کہ موجودہ حکومت صرف خود ہی مسلمانوں کے جذبات غریبی کا احترام کرتی ہے بلکہ اگر بارے صوبہ کے مسلمانوں کو کسی دوسری حکومت سے کسی غریبی پناہ پر کچھ غلط فہمی یا شکایت پیدا ہو جاتی ہے تو کانگریس حکومت اس صوبہ کے مسلمانوں کی نمائندگی کرتی ہوئی دوسرے صوبہ کی حکومتوں کو بھی اس طرف توجہ دلاتی ہے۔ مثلاً حال ہی میں صوبجات متحدہ کے بعض اخباروں میں یہ خبر شائع ہوئی کہ حکومت بمبئی نے راجپال کی کتاب ”رنگیلا رسول“ پر سے پابندی اٹھائی ہے۔ اس خبر سے یہاں کے مسلمانوں کو قدرتنا تکلیف پہنچی ہوگی۔ چنانچہ کانگریس حکومت نے اس مسئلہ پر حکومت بمبئی سے خط و کتابت کی جس سے یہ معلوم ہوا کہ راجپال کی کتاب پر سے کوئی پابندی نہیں اٹھائی گئی بلکہ جس کتاب پر سے پابندی اٹھائی گئی وہ ایک دوسرے صاحب کی تصنیف تھی جس میں اسلام کے متعلق کچھ نہیں لکھا گیا تھا بلکہ سری کرشن جی کی سوانح حیات تھی۔ پھر بھی اس کتاب کا نام بدل دیا گیا ہے۔ صوبہ ہذا کی حکومت نے اس اطلاع کو مسلمانوں کے اطمینان کے لئے اخبارات میں بھی شائع کر دیا۔

فرقة وارثه فسادات

بقیہ - اس پر بھی کوشش کی گئی مگر فرقہ وارانہ فسادات دہرائے گئے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ حکومت کس طرح اس کو فتنہ خوار تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ کچھ عرصے کے اندر اس قسم کا پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ ہندو مسلمان کے درمیان میں اور ان کے غلام یا زچا پوتے میں اور ان کی تہذیب و معاشرت کو فاکر دینا چاہتے ہیں۔ اس پروپیگنڈا کا اثر کافی قوی رہا ہے کہ مسلمان ہندوؤں کی طرف سے مذہب کی وجہ سے اور ذرا سی بات پر آگ لگ جائے گا ہر وقت اندیشہ محسوس ہے۔ اسی بات کو ہی گئی فتنہ اس وقت تک سال میں چار چار ہونی کے متواتر ہوئے اور باہمی بے اعتمادی اور نفرت و کینہ اور کراہی اس واقعے پر ان فسادات کی تفصیل سے بحث نہیں کی جاسکتی لیکن اس امر پر کوئی انکار نہیں کہ اگر ان ہندوؤں پر حکومت نے سخت دباؤ ڈالا تو یہاں تک کہ یہ موجودہ حکومت کے برخلاف قرار دئے گئے ہیں کہ ان کی طرف سے جو فسادات ہوئے ہیں ان کی طرف سے اس میں مایہ سے گئے اور ہزاروں زخمی ہوئے۔ ان طرف سے اور ہندوؤں پر بھی فساد ہوئے مگر یہاں تک کہ ان کی طرف سے حکومت کے عہد میں اس قلم کیا گیا کہ وہ دوسری طرف سے فسادات ڈال رہے ہیں۔ اس لئے یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ موجودہ حکومت بلوچستان پر ہونے والے فسادات میں حصہ نہ لے رہی ہے۔ بلوچستان میں فسادات کا ایک بیان دیکھیں جس میں ان کے بارے میں ایک ٹریسنگ ٹیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ٹانڈہ دوری، بکالپور اور ہزارائی سنا کے ہوئے ان مظالم کے جن ثبوت ہیں۔ تعجب ہے کہ سٹرن راج کو یہ بھی نہ یاد رہا کہ ہزاری باغ اور بکالپور صوبہ کے متحدہ کے اندر نہیں ہیں۔ ریپورٹیں یہ بھی گزشتہ فسادات کے ایک طرف بیان دئے گئے ہیں مگر یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ صوبہ کے متحدہ کی کالکری حکومت نے مسلمانوں کو سرکاری ملازمتوں میں کافی ناانگیکہ نہیں دی یا ان کی تعلیم سے فوائد برقی یا ان کے مذہبی جذبات کا احترام نہیں کیا۔ یہ حال سٹرن راج سے سب سے زیادہ اہمیت ٹانڈہ کے واقعہ کو دی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب یہ واقعہ ہوا اس وقت ٹانڈہ کے تحصیلدار اور تھانیدار مسلمان تھے۔ سب ڈویژنل افسر ایک سکھ تھے اور ڈپٹی کمشنر یورپین تھے۔ فائرنگ کی اطلاع جب حکومت کو ہوئی تو ہر دو موغلاز کے حضرات کو حکومت کی طرف سے تار دیگیا کہ فوراً تمام ضروری کارروائی اور تھقیقات کی جائے۔ ڈپٹی کمشنر اور کمشنر نے اپنی رپورٹیں بھیجیں جو اخباروں میں شائع بھی ہوئیں لیکن چونکہ کچھ مسلمان لیڈران رپورٹوں سے مطمئن نہ تھے اس لئے حکومت نے چیف کورٹ کے ایک تجربہ کار یورپین جج آرنلڈ جیسٹس یارک کو ٹانڈہ فائرنگ کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا۔ مسلمانوں نے تو شروع شروع میں کارروائی میں حصہ لیا اور متعلقہ افسروں سے جرح بھی کی مگر یہ کہ انھوں نے کوئی حصہ لینے سے انکار کر دیا۔ بہر حال اس معاملہ میں حکومت جو کر سکتی تھی اس نے کیا۔ اس لئے اسے ٹانڈہ فائرنگ کا ذمہ دار ٹھہرانا حق بجانب نہیں کہا جاسکتا۔ دوسرا واقعہ دوری کا ہے۔

اب کی سال تو دور دی کا میلہ بخیریت گذر گیا مگر پچھلے سال ضرور بالکل غیر متوقع طور پر فساد ہو گیا تھا۔ مقامی حکام نے اس کو فوراً روکا اور بلود کی آگ کو زیادہ بڑھنے نہیں دیا۔ ان کی مستعدی اور ادائیگی فرض کا اعتراف نہ صرف افسران اعلیٰ نے کیا بلکہ خود بلیا مسلم لیگ کے صدر سکریٹری نے اور پیر پور رپورٹ کے مصنفین نے اس کا اقرار کیا ہے۔ بلود کے بعد حکومت نے معاملہ کی تحقیقات کے لئے خاص افسر مقرر کئے۔ کئی گرفتاریاں عمل میں لائی گئیں اور ملازمین پر مقدمہ چلا دیا گیا۔ کیا ان کارروائیوں کے بعد بھی حکومت کو دوری کے واقعات کا لازم گردانا جاسکتا ہے؟

چند روز بعد از این زمان

[illegible]

گو کہیں میں نہیں آتا

(نہاد آباد) گورکھپور کی قربانی گاؤں کے مسئلہ کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے لہذا یہاں سے

واقعات کو بیان کر دینا مناسب ہوگا۔ زاہد آباد گورکھپور کا ایک خاص محلہ ہے جہاں پہلے مسلمان نہیں رہتے تھے۔ کچھ ہی عرصہ ہو جب سے وہ اس جگہ آکر آباد ہوئے ہیں۔ اس محلہ میں ہندوؤں کا ایک مشہور مندر گورکھناٹھ بنا ہوا ہے جہاں زیادہ تر گورکھاپوجا کرتے ہیں اور رہتے بھی اس کے آس پاس ہیں۔ اس محلہ میں ۱۹۳۱ء میں گائے کی قربانی حکماً بند کر دی گئی تھی مگر وہ مسلمانوں نے اس حکم کی خلاف ورزی کی اور انھیں ۶ ماہ کی سزا دی گئی۔ ۱۹۳۲ء میں اسی قسم کا حکم پھر نافذ کیا گیا۔ اس مرتبہ مسلمانوں نے حکم کی خلاف ورزی تو نہیں کی مگر استغفار حق کا ایک مقدمہ دائر کر دیا۔ عدالت سے یہ فیصلہ ہوا کہ مسلمانوں کو اس محلہ میں گائے کی قربانی کا حق حاصل ہے بشرطیکہ وہ اس حق کے استعمال میں کوئی ہنگامہ نہ کریں یا اس حق کے متعلق اگر حکام کوئی ہدایت دیں تو اس کی خلاف ورزی نہ کریں۔ اس فیصلے سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو گائے کی قربانی کا حق ضرور دیا گیا تھا مگر اس پر کچھ پابندیاں بھی عائد کر دی گئی تھیں۔ گزشتہ سال گورکھپور کے تجربہ کار ڈپٹی کمشنر سٹر پٹل نے یہ محسوس کیا کہ گورکھناٹھ کا مندر قریب ہونے کی وجہ سے اس محلہ میں گائے کی قربانی کرنا خطرہ سے خالی نہیں مگر پھر بھی انھوں نے قربانی بالکل ممنوع نہیں قرار دی بلکہ یہ حکم دیا کہ گائے کی قربانی بیڑی کے بوڑھے نانا اور ایک خاص گھر میں ہو سکتی ہے تاکہ فساد کا کوئی اندیشہ نہ رہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ عدالت کے فیصلے کے بعد کسی قسم کی پابندی نہ عائد کرنی چاہئے تھی مگر ایسی مثالیں بکثرت ملیں گی جہاں ہندوؤں کو عدالت سے مسجد کے سامنے باجہ بجلانے کا اختیار دیا گیا تھا مگر نقص اس کے خیال سے حکام نے باجہ بجانا ممنوع قرار دیا اور اس اصول کی بنا پر زاہد آباد میں اس قسم کا حکم دیا گیا۔ اب اگر یہ مان لیا جائے کہ کسی فرقہ پر کسی قسم کی پابندی نہ عائد کرنی چاہئے خواہ اس سے نقص اسن ہو یا نہ ہو تو اس کا نتیجہ نہایت ناخوشگوار ثابت ہوگا یعنی اگر ایک طرف گائے کی قربانی ہوگی تو دوسری طرف مسجد کے سامنے باجہ بجلانے اور کوئی دن ایسا نہ ہوگا کہ جب ہر جگہ ہندو مسلم فساد نہ ہوتا رہے۔ حکومت کا یہ فرض ہے کہ ایسے فرقہ وارانہ فسادات سے ملک کو محفوظ رکھے کہ ہر شہری کی جان و مال کی حفاظت کرے اور اس کے لئے پھر کچھ نہ کچھ پابندی کرنا بھی فردی نہیں اور اگر ایسا نہ کیا جائے تو فوجی مسلمانوں میں لڑائی ہو جائے گا ہر وقت امکان ہے۔ بہر حال یہ امر باعث مسرت ہے کہ اب کی سال وہاں اگے ہندو اور مسلمانوں میں باجی بھوتہ ہو گیا ہے۔

ہردوئی میں مسجد شہید کرنے کا واقعہ

مال ہی میں بعض اخبارات نے سٹر اعزاز رسول ممبر اسمبلی کا ایک بیان شائع کیا ہے کہ ہنگاموں ضلع ہردوئی میں ۵۰۰ ہندوؤں نے جو کانگریسی نعرے لگا رہے تھے ایک زیمر مسجد کو

جو تقریباً تیار ہو چکی تھی شہید کر ڈالا۔ حکومت نے اس سلسلہ میں تحقیقات کی تو پتہ چلا کہ یہ بیان صداقت سے بالکل دور تھا۔ صحیح واقعات حسب ذیل ہیں۔

چند مہینہ ہوئے سینا پور کا ایک فقیر منگاؤں آیا۔ یہاں کے ہندو زمیندار ٹھاکر بکر ند سنگھ نے اسے گاؤں میں رہنے کی اجازت دیدی اور کچھ دنوں کے بعد فقیر کی درخواست پر اسے ایک کچا چوترہ بنانے کی بھی منظوری دیدی۔ یہ کہنا کہ زمیندار نے فقیر کو چوترہ کے چاروں طرف دیوار کھینچ کر مسجد بنانے کی اجازت دی اور یہ کہ وہاں ہر جمعہ کو باقاعدہ نماز ہوتی تھی بالکل غلط ہے اور خود زمیندار مذکور نے اس کی پر زور تردید کر دی ہے۔ حاکم ضلع نے موقع کا خود بھی معائنہ کیا ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کا تقریباً تیار ہونا تو درکنار کسی قسم کی عمارت ہی نہیں بننا شروع ہوئی تھی البتہ چوترہ کے قریب کچھ مٹی اور گرانٹرو ڈھیلہ تھا۔ ایسی صورت میں یہ کہنا کہ ۵۰۰ ہندوؤں نے ایک مسجد کو گرا دیا بالکل ہی غلط ہے۔ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا اور نہ کوئی مسجد گرائی گئی کیونکہ موقع پر کوئی مسجد تھی ہی نہیں۔ بہر حال چونکہ چوترہ کی ملکیت ایک تنازعہ فیہ مسئلہ ہو گیا تھا اس لئے پولیس نے زیر دفعہ ۱۴۵ ضابطہ فوجداری اسے اپنے قبضہ میں لے لیا اور قیام اس کے خیال سے ہر دو فرقوں کے ذمہ دار افراد سے ضمانت لے لی گئی۔

اس مسئلہ میں سب سے زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ سید اعجاز رسول صاحب جنھوں نے مسجد کے بارے میں اپنا بیان تالیف فرمایا ہے موقع پر گئے تک بھی نہیں بلکہ زمانہ میں اس واقعہ کا ہونا بتایا جاتا ہے اس دوران میں وہ ہر دونوں میں بھی نہ گئے۔

تشرود کے مقابلہ میں حکومت کی نرمی

کانگریسی حکومت قائم ہونے کے بعد ایسے واقعات کثرت پیش آئے ہیں جس میں ایک فریق کی طرف سے بعض مرتبہ تشدد کا بھی استعمال کیا گیا مگر حکومت نے اس کے باوجود نرمی سے کام لیا۔ گذشتہ سال آریل حافظ محمد ابراہیم کانپور گئے تو ان کے درود سے ایک دن قبل شہر میں ایسے اشتہارات تقسیم کئے گئے جن میں عوام کو حافظ صاحب کے قتل پر ابھارا گیا تھا۔ دوسرے روز جب وزیر موصوف کانپور پہنچے اور ان کا جلوس نکالا گیا تو حقیقتاً ان پر حملہ کیا بھی گیا۔ ان پر ڈھیلہ بازی ہوئی اور ان کے موٹر پر لاٹھیاں برسائی گئیں۔ اس سلسلہ میں تقریباً ایک درجن آدمیوں کو موقع پر گرفتار بھی کیا گیا مگر بعد کو حکومت نے ان سب کو رہا کر دیا۔ حافظ صاحب کے کچھلے الکشن میں

ان کے ایک کارکن مولانا نصیر الدین پڑھن میں چاقو سے قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ جس سے وہ بہت سخت مجروح ہوئے۔ حملہ آور پکڑا گیا مگر بجائے مقدمہ چلانے کے اسے بھی رہا کر دیا گیا۔ کچھ عرصہ ہوا کہ آئریل رفیع احمد قدوائی وزیر مال جو پور گئے تھے ان کی موٹر پر بھی حملہ کیا گیا۔ اس کے بعد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی کار پر بھی حملہ ہوا اور ایک آدمی پکڑا گیا مگر سکریٹری مسلم لیگ کے درخواست پر بغیر کسی کارروائی کے اس آدمی کو بھی چھوڑ دیا گیا۔

اکثر مسلمان مقررین مجلسوں میں انتہائی اشتعال انگیز تقریریں کرتے رہتے ہیں جس میں ہندوؤں کا انگریسی حکومت اور وزرا کی ذات پر نہایت ناروا اور بیجا حملے ہوتے ہیں اور عوام کو تشدد پر ابھارا جاتا ہے۔ اگر حکومت نے آج تک اس نقطہ پر کوئی کارروائی نہیں کی تو اس کے برخلاف ایک ہندو کا انگریسی کارکن بابو کدرا ناتھ پر جنھوں نے اس کے خلاف ایک تقریر کی تھی حکومت کی حسب ہدایت زیر دفعہ ۱۵۳ (۱) (ب) کے تحت ایک سال قید سخت سزا ہوئی۔

اس طرح ایسے پمفلٹ بھی بکثرت شائع ہو رہے ہیں جن میں کانگریس حکومت اور ہندوؤں کے خلاف انتہائی اشتعال انگیز مضامین شائع کیے جاتے ہیں بے بنیاد الزامات لگائے جاتے ہیں لیکن آج تک نہ کسی ایسے پمفلٹ کے مصنف پر مقدمہ چلایا گیا نہ ظالم پر۔

ایک اخبار کے کسی اخبار کے خلاف فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کے جرم میں کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ البتہ دوسری طرف ہندوؤں کے دو پمفلٹ اور ایک ہندو اخبار کی ایک اشاعت کو زیر دفعہ ۹۹ (الف) ضابطہ نوچداری اس جرم میں ضبط شدہ قرار دیا گیا کہ ان کے مضامین سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی تھی۔ بہر حال اس قسم کی سبکدوشی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جب کانگریس حکومت نے مسلمانوں کے ساتھ انتہائی واداری سے کام لیا اور ان کے مذہبی احساسات کو مد نظر رکھتے ہوئے دوسروں کے خلاف کارروائی کی اور اب تو بت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ہندوؤں کی طرف سے کانگریس حکومت کو یہ کہہ کر بدنام کیا جا رہا ہے کہ وہ مسلمانوں کی خاطر اکثریت کے جائز حقوق بھی نہیں دینا چاہتی۔

زبان کا مسئلہ

زبان کے مسئلہ پر بھی موجودہ حکومت کے متعلق بہت غلط فہمیاں پھیلانی گئیں اور یہ کہا گیا ہے کہ موجودہ حکومت اردو کے مقابلہ میں ہندی کو ترجیح دیتی ہے اور اردو کو دفن کرنے کی

کوشش کر رہی ہے۔ یہ الزام بھی سرتاپا غلط ہے حکومت نے کبھی ہندی کو اردو پر فوقیت نہیں دی بلکہ بعض موقعوں پر اردو کو ترجیح دی گئی ہے۔ (اس سلسلہ میں حکومت جو کچھ کر رہی ہے اس کی تفصیل ایک علمہ پفلٹ میں دی گئی ہے)

حکومت کے ایک رکن نے ایک خاص موقع اور ایک خاص جلس میں زبان کے بارے میں کچھ خیال ظاہر کیا تھا۔ ان کی اس تقریر سے بھی بعض لوگوں کے دلوں میں کچھ شکوک پیدا ہو گئے تھے لیکن واقعہ یہ ہے کہ زبان کے مسئلہ میں صوبجات متحدہ کی کانگریس حکومت کی پالیسی ”ہندوستانی“ زبان کی ترویج ہے اور ”ہندوستانی“ زبان سے حکومت کی مراد وہ زبان ہے جو اردو و ہندی دونوں رسم الخطوں میں لکھی جائے اور جس میں عربی اور سنسکرت کے نامانوس اور ثقیل الفاظ حتی الامکان نہ آنے پائیں۔ کیا ان واقعات کے بعد بھی کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ صوبجات متحدہ کی کانگریس حکومت کے ہاتھ مسلمانوں کے حقوق محفوظ نہیں ہیں۔

واردھا تعلیمی اسکیم

کارگیر پیدا کرنا مقصد نہیں ہے

مرکزی مشاورتی کمیٹی کی رپورٹ

”یہ تنقید بالکل غلط ہے کہ رفاکوں کی مشقت مالی فائدوں کے لئے استعمال کی جا رہی ہے تاکہ سکولوں کو خود بردار یا نیم خود بردار بنایا جاسکے اور جن تنقید کرنے والوں نے یہ خیال کیا ہے کہ اسکول اس ننگ نظیر کے مطابق صنعتی یا حرفتی اسکول ہیں اور اس نظام کا یہ مقصد ہے کہ بچوں کو نصابی دشکاریوں پر لگایا جائے انھوں نے اس اسکیم کو صحیح طور پر نہیں سمجھا ہے۔“

مرکزی مشاورتی کمیٹی میں واردھا اسکیم کو سمجھاتے ہوئے ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب نے مذکور بالا رائے کا اظہار کیا۔

ڈاکٹر حسین رپورٹ واردھا اسکیم کے مقصد کی حسب ذیل تشریح کرتی ہے۔
 ”اس کا مقصد یہ نہیں کہ ایسے کاریگر پیدا کئے جائیں جو متری کی طرح کام کریں بلکہ یہ ہے کہ ان ذرائع سے بھی تعلیمی فائدے اٹھائے جائیں جو اب تک صرف پیشہ ور دستکاریوں تک محدود ہیں“ واردھا اسکیم ہر اس مزدور کو نہ محنت کے خلاف ہے جس کا مقصد صرف سامان تیار کرنا ہو چنانچہ وہ اس شرط کو لازمی قرار دیتی ہے ”کہ ہر وہ صنعت یا کاریگری جو اختیار کی جائے وہ ایسی ہو جس کا تعلیمی پہلو خوب روشن ہو اور جس کو انسانی دلچسپیوں سے فطری یا ہی تعلقات حاصل ہوں۔“

اس لئے یہ تعلیم کی اسکیم ہے پیداوار کی نہیں اسکیم کی نشا بھاتے ہوئے ڈاکٹر ذاکر حسین نے فرمایا کہ اس کا ہرگز یہ مفہوم نہیں ہے کہ حکومت ان لوگوں کے لئے روزگار مہیا کرے گی جو نصاب کی پوری تکمیل کریں گے یا یہ کہ تمام موجودہ اسکول فوراً واردھا اسکیم میں ڈھال دئے جائیں گے بلکہ واقعہ تو یہ ہے کہ رپورٹ میں بے روزگاری کے مسئلہ کا ذکر بھی نہیں کیا گیا ہے گویا سچ ہے کہ موجودہ اسکولوں کے لڑکوں سے واردھا اسکولوں کے لڑکے روزگار کے لئے نہیں بستر ہوں گے اس لئے کہ یہ اسکیم ایسے کام کرنے والے پیدا کرنے کے لئے مرتب کی گئی ہے جو ہر مفید کام کو معزز کام سمجھیں گے اور خود بھی اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی نہ صرف صلاحیت رکھیں گے بلکہ اس کے لئے ہر وقت آمادہ بھی رہیں گے۔“

مذہبی تعلیم

اس تنقید کا جواب دیتے ہوئے کہ واردھا اسکیم نے مذہبی تعلیم کو نظر انداز کر دیا ہے اور یہ بالکل دنیاوی اسکیم ہے ڈاکٹر ذاکر حسین فرمایا کہ اسکیم نے مذہبی تعلیم اس لئے نصاب میں نہیں رکھی کہ اس کی دشواریاں بالکل ظاہر ہیں لیکن اس کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ ہر مذہب کی عزت کی جائے۔ لیکن جس طرح موجودہ زمانے میں سرکاری اور غیر سرکاری اسکولوں میں ہر فرقہ اپنے اخراجات سے اپنے فرقہ کے طالب علموں کو اسکول کے اوقات کے بعد مذہبی تعلیم دے سکتا ہے اسی طرح واردھا اسکیم میں بھی اس بات کی پوری آزادی ہے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین نے فرمایا کہ کسی فرقہ کو بھی یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ واردھا اسکیم کا مقصد کسی مذہب یا مذہبی فرض کو نقصان پہنچانا ہے۔

اگر یہ اسکیم کام میں لائی گئی تو اسی کے مطابق اعلیٰ تعلیم کا نظام بھی قائم کرنا پڑے گا۔

اسکیم ہے کیا؟ وار دھا اسکیم مختصر طور پر

- (الف) اس بات پر زور دیتی ہے کہ تعلیم کام کے ذریعہ دی جائے لیکن اصولی طور پر اس کا یہ مقصد نہیں کہ قابل فروخت سامان پیدا کیا جائے۔
- (ب) صرف بننے اور کاتنے کو بنیادی دستکاری نہیں مانتی ہے بلکہ ہر اس دستکاری کو شامل کرنے کے لئے تیار ہے جس میں اتنے ہی یا اس سے زیادہ تعلیمی فائدے ہوں۔
- (ج) مذہبی تعلیم کی سہولتوں کو منع نہیں کرتی خصوصاً جہاں کوئی خاص فرقہ اس کا خواہاں ہو۔
- (د) یہ لازمی نہیں قرار دیتی کہ مدرسین کی تنخواہیں صرف اُسی روپیے سے دی جائیں جو اسکول کے بنائے ہوئے سامان کو بیچ کر حاصل ہو۔

لازمی تعلیم کی عمر

ذاکر حسین کیٹی نے سات سال سے چودہ سال تک کے لے ایک سات سالہ نصاب تیار کیا ہے۔ ان کو اس کا احساس ہے کہ ساتویں سال کو لازمی تعلیم شروع کرنے کی عمر قرار دینے میں انھوں نے بچے کی عمر کے ایک بہت اہم حصہ کو نظر انداز کر دیا ہے۔ لیکن مالی حالت کا خیال کرتے ہوئے انھوں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ سات سال سے کم عمر میں لازمی تعلیم شروع کر دی جائے گو ان کو امید ہے کہ عنقریب زسری اور بچوں کے اسکول بھی کھولے جائیں گے اور حکومت ان کو کافی مدد دے گی۔

بچہ کی زندگی میں ۵ سے ۷ سال تک کا زمانہ تعلیم کے لئے اتنا زیادہ موزوں ہے کہ زیادہ لوگوں کی رائے میں لازمی تعلیم کی عمر سے ۳ سال مقرر کرنا چاہئے تھی اور ۵ سال کے بچوں کو بھی اسکول سے الگ نہ کرنا چاہئے تھا۔

وار دھا اسکیم کے تمام اسکول بنیادی اسکول ہیں اور اس لئے ابتدائی اور ثانوی درجوں کے نام میں کوئی اصطلاحی فرق نہیں رکھا گیا ہے۔ بہر حال یہ بات متفقہ طور پر طے پائی کہ انگریزوں اور کیوریادوسرے اسکولوں کے لئے خارجہ کی اجازت صرف پانچویں درجہ یعنی تقریباً گیارہ برس کی عمر میں دی جائے۔

مادری زبان میں تعلیم

کمیٹی نے متفقہ طور پر یہ منظور کیا جیسا کہ داردھما اسکیم میں درج ہے کہ تعلیم بچوں کی مادری زبان میں دی جائے گی کا خیال ہے کہ ہندوستان کے لئے ایک مشترک زبان ہندوستانی کا ہونا بہت مناسب ہے جس کا رسم خط اردو بھی ہو اور دیوناگری بھی۔ لیکن کچھ ممبران یہ رائے رکھتے ہیں کہ اگر صرف ایک رومن رسم خط ہو تو تعلیم دینے میں آسانی ہو جائے گی اور دونوں فرقوں میں بھی اتحاد پیدا ہو جائے گا۔

کمیٹی کا خیال ہے کہ چھوٹے درجوں میں کسی بنیادی دستکاری کا رائج کرنا اور تقریباً ۶ برس کے بچوں کو اس کام پر لگانا عقلندی کے خلاف ہے۔ ان درجوں میں بچوں کو خود اپنی مرضی اور دلچسپی سے کام کرنا چاہئے۔ بڑوں کے لئے ان پر کام مسلط کرنا مناسب نہیں اس لئے کہ تعلیمی فائدہ بنی ہوئی چیز یا کئے ہوئے کام میں نہیں بلکہ اس کی تکمیل میں ہے جو اس چیز کو بنانے کے لئے ضروری ہے۔ کما گری کا حاصل کر لینا نہیں بلکہ حاصل کرنے کا طریقہ تعلیمی ہوتا ہے۔ کاشتکاری، بننا، لکڑی کی چیزیں بنانا اور پیل وغیرہ کا کام یہ ایسے کام ہیں جو تعلیمی نشوونما کو بڑی سہولتیں دیتے ہیں۔ بچے کے کام کرنے کے بڑھتے ہوئے احساس پر اثر ڈالنا اس کی خود اعتمادی بڑھاتے ہیں اس لئے کہ اس کی بنائی ہوئی چیزوں کی بازار میں قیمت ملتی ہے اور اس طرح اس غلط خیال کو دور کرتے ہیں کہ کما گری ایک قابل اعتراض چیز ہے۔ اس لئے کمیٹی کی یہ رائے ہے کہ چھوٹے درجوں میں (تقریباً دس سال کی عمر میں) صرف ایک بنیادی دستکاری دہونا چاہئے بلکہ مختلف کام دہونا چاہئیں جو کام کرنے کی وہ صلاحیت پیدا کر دیں جن کی بڑے درجوں کے لئے ضرورت ہے۔

یہ اسکیم کے لئے کوئی قابل اعتراض بات نہیں کہ بڑے درجوں میں بچنے کے قابل سامان تیار کیا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک قابل فروخت سامان نہ تیار کیا جائے تعلیمی امکانات کے قابل اطمینان فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ اس سامان سے جو قیمت حاصل ہو وہ آسانی کیساتھ سکول کی بہتری کیلئے صرف کما جاسکتی ہے۔

مدرس۔ اس کی اہمیت

ہر تعلیمی اسکیم کی کامیابی کے لئے سب سے اہم شرط مدرس کی ہے یہ ضروری ہے کہ مدرسین ان نئے تعلیمی اور سماجی اصولوں سے متفق ہوں اور ساتھ ہی ساتھ جو اسکیم کی جان ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ان میں اسکیم عمل کرنے کی سرگرمی بھی ہو۔

اسکولوں کے قائم ہونے کی رفتار صرف ایسے ٹریننگ یافتہ مدرسین کی تعداد پر منحصر ہے جو اہلیت کے

کنول کا شہد کے عام طور پر معنی یہ ہوئے کہ کنول سے نکالا ہوا شہد۔
شہد کی مکھی آدھ میل سے ۲ میل تک شہد بنائے کے لئے رس جمع کرنے جاتی ہے۔ شہد کی
مکھی مختلف پودوں گاموں وغیرہ جن سے رس نکلتا ہے ان پر بیٹھتی ہے۔ اگرچہ گرد و نواح
میں کچھ کنول کے پودے ہوں بھی تو یہی جو شہد ہوگا وہ ایک مرکب ہوگا اور اس کو کنول کا شہد نہیں
کہا جاسکتا۔ کنول کا شہد حاصل کرنے کے لئے شہد کی مکھی کے چھتے کے گرد ایک بہت وسیع کنول
کے پودوں سے بھرا ہوا حلقہ ہونا چاہئے تاکہ شہد کی مکھیاں جو رس جوں کر لاویں وہ زیادہ کنول
کے پودوں سے ہوں۔ مضمون نگار کی بہتری کوششیں ہندوستان میں ایسے چھتے کی تلاش میں
رائیگاں گئیں جہاں شہد کی مکھی کا کوئی ایسا چھتہ ہوتا جس میں سے کنول کا شہد ملتا۔

عمدہ ناموں سے شہد کو نامزد کرنے کا طریقہ تاکہ اس کی فوراً نکاسی ہو صرف ہندوستان ہی
کے لئے موقوف نہیں ہے۔ لیکن دوسرے ممالک میں بذریعہ قانون اس پر حد عائد کی گئی ہے۔
ممالک متحدہ امریکہ کے کیمیاوی پیرو کے بیٹن نمبری ۱۱۰ کے ذیل کے اقتباس سے اس ملک کی
حالت کا اندازہ ہوتا ہے۔

”بسا اوقات شہد کی بھری ہوئی بوتلوں پر پھولوں کے نام سے لیبل لگایا جاتا ہے اور یہ تمام
شہد معیار کے اندر ہوتے ہوئے بھی جب ان کی جانچ ہوتی ہے تو جس پھول کے نام سے وہ نامزد
کیا گیا ہے اس میں شبہ معلوم ہوتا ہے۔ بوتلوں میں شہد بھرنے والے افراد کسی پھول کا نام دے کر
لیبل لگانے کے متعلق لاپرواہ ہوتے ہیں یہ سمجھ کر کہ جب تک کہ شہد خالص ہے وہ کسی قانون
میں نہیں آتے۔ یہ غلطی ہے کیونکہ کسی پیداوار کا لیبل قطعی اس کے اصل سے لکھنا چاہئے۔“
زمانہ سلف میں آنکھ کی بیماریوں کے لئے شہد کی قدر بہت کافی طور پر مانی جاسکتی ہے انگریزی
ادب میں آنکھ کی مختلف بیماریوں کا شہد سے اچھے ہونے کا ذکر ہے۔

ساتھ اسکیم پر کام کر سکیں۔ اس لئے کمیٹی ذاکر حسین رپورٹ کی اس سفارش سے اتفاق کرتی ہے کہ تجربہ کے لئے کافی وسیع حلقہ انتخاب کیا جائے اور محکمہ تعلیم اس حلقہ کا پہلے معائنہ کرے۔

پھر مدرسین کی کافی تعداد کو موجودہ نارمل اسکولوں میں ٹریننگ دینے کی فوری تیاریاں کی جائیں اور اس کام کے لئے ایسا عملہ رکھا جائے جو ٹریننگ کے نئے نظام کے لئے مناسب ہو اور جیسے جیسے مقبول مدرسین ملتے جائیں اسکولوں کے کام کا جو اسکولوں میں تبدیل کر دیا جائے۔

مدرس کی ٹریننگ

کمیٹی کی رائے میں دارالحا اسکیم مدرس کی ٹریننگ کی اہمیت پر صریح زور دیتی ہے اور یہ درست تجویز پیش کرتی ہے کہ فی اکال اسکیم کو شروع کرنے کے لئے خاص طور پر مقرر ہوئے مدرسین کو ایک ہی سال کی ٹریننگ دیدی جائے گو پوری ٹریننگ کا نصاب تین سال کا رکھا گیا ہے۔

کمیٹی نے یہ سفارش کی کہ قابل استانیوں کی تعداد بڑھانے کی کوششیں کی جائیں اور ذاکر حسین کمیٹی کی ان سفارشات سے اتفاق کیا کہ ابتدائی اسکولوں کے ٹریننگ یافتہ مدرسین کی تنخواہیں جہاں تک ممکن ہو ۲۵ روپے ماہوار ہوں لیکن ۲۰ روپے ماہوار سے ہرگز کم نہ ہوں۔ اس کے علاوہ عام جلسوں اور دوسرے موقعوں پر یہ کوشش کی جائے کہ اساتذہ کا وقار قائم رہے۔

علمی مضامین

کمیٹی نے اس بات پر بحث کی کہ آیا تمام ادبی مضمونوں کی تعلیم بنیادی دستکاریوں کے ذریعہ ممکن ہے یا نہیں۔ جہاں تک بالکل ابتدائی درجوں کا تعلق تھا عام طور پر لوگوں کی رائے تھی کہ ان درجوں میں دستکاری کے ذریعہ قابل اطمینان تعلیم ہو سکتی ہے اور اس سلسلہ میں ہوگا اور دوسرے اسکولوں کی مثالیں بھی پیش کی گئیں لیکن بڑے درجوں کے متعلق یہ کہا گیا کہ جیسے جیسے بچے کی تعلیم بڑھتی جاتی ہے دستکاریوں کے ذریعہ ادبی تعلیم کے قابل اطمینان موقع کم ہوتے جاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اونچے درجوں میں بھی بنیادی دستکاریوں کے ذریعہ کافی تعلیم کا کام انجام دیا جاسکتا ہے لیکن ادبی مضمونوں کے تمام پہلوؤں کی تعلیم اس طرح ممکن نہیں۔ اس لئے ادبی مضمونوں کے بعض ایسے جزئیات سکھانے کے لئے رسمی تعلیم ضروری ہے جو بنیادی دستکاریوں کے ساتھ قدرتی طور پر نہیں مل سکتے۔

ہر مضمون کے نصاب کو مختلف پہلوؤں سے جانچا گیا اور یہ بتایا گیا کہ تجویز شدہ نصابات صرف تجربہ کے طور پر رکھے گئے ہیں اور ان کا صحیح مقصد سمجھنا استاد اور مناسب نصابی کتابوں پر منحصر ہے۔ تجربہ سے یہ بھی پتہ لگ جائے گا کہ کیا لازمی نہیں ضروری ہیں چنانچہ اسی کے مطابق نصاب میں تبدیلیاں کر دی جائیں گی۔

کیٹی کی رائے ہے کہ شروع شروع میں موجودہ اسکولوں کے مقابلہ میں ”کام کاج“ اسکولوں پر زیادہ روپیہ خرچ ہو گا اور یہ کہ جس رفتار سے اس وقت لازمی تعلیم جاری ہے اور جس عمر تک یہ جاری رکھی جاتی ہے یہ اصل میں مالی حالت سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں اس لئے ان کو مصلوٹ پر چھوڑ دینا چاہئے۔

نیچوں کا خلاصہ۔ کیٹی جن خاص تیجوں پر پہنچی ہے ان کا حسب ذیل خلاصہ ہے۔

(۱) بنیادی تعلیم کی اسکیم پہلے دیہاتی حلقوں میں شروع کی جائے۔
(۲) لازمی تعلیم کی عمر ۶ سے ۱۴ برس رکھی جائے لیکن ۵ سال کے بچوں کو بھی بنیادی اسکولوں میں داخلہ دیا جاسکتا ہے۔

(۳) بنیادی اسکولوں سے دوسرے اسکولوں میں جانے کی اجازت پانچویں درجہ یا ۱۱ برس کی عمر کے لگ بھگ دی جائے۔

(۴) طالب علموں کو اپنی زبان میں تعلیم دی جائے۔

(۵) ہندوستان کیلئے ایک مشترکہ زبان کا خیال بہت مناسب ہے اور یہ زبان ہندوستانی ہونا چاہئے جو اردو اور ہندی دونوں رسوم خط میں لکھی جاسکے۔ لڑکوں کو اس بات کی اجازت دی جائے کہ وہ جس رسم خط کو چاہیں اختیار کریں اور یہ انتظام رکھا جائے کہ انکو اسی رسم خط میں تعلیم دی جائے۔ اسلئے ہر مدرس کو اردو اور ہندی دونوں رسم خط جانتا چاہئے بعض مجبرہ تجویز کرتے ہیں کہ اگر رومن رسم خط اختیار کر لیا جائے تو یہ کام بہت کم ہو جائیگا۔

کام کاج سے تعلیم

(۶) جہانگ کام کاج کے ذریعہ تعلیم دینے کے اصول کا تعلق ہے وار دھا اسکیم ووڈ۔ ایبٹ رپورٹ سے پورا اتفاق کرتی ہے۔ یہ کام چھوٹے درجوں میں مختلف قسموں کے ہوں لیکن آگے چلکر کسی بنیادی دستکاری بے ملحق ہو جائیں تاکہ بنائی ہوئی چیزیں بچی جاسکیں اور اس روپیہ سے اسکول کو ترقی دی جاسکے۔

(۷) جو ادبی مضامین کسی بنیادی دستکاری سے ملحق نہیں کئے جاسکتے انکی تعلیم جدا گانہ طور پر دی جائے۔

(۸) مدرسوں کی ٹریننگ کلائیا انتظام کیا جائے اور مدرسین کے رتبہ کو بڑھایا جائے۔

(۹) کسی مدرس کو بھی ۲۰ روپے ماہوار سے کم نہ دئے جائیں۔

(۱۰) استانیوں کی تعداد بڑھانے کی کوشش کی جائے اور اچھی تعلیم پائی ہوئی لڑکیوں کو اس بات کی ترغیب دی جائے کہ وہ تعلیم دینا اختیار کریں۔

- (۱۱) بنیادی اسکول صرف اس وقت شروع کئے جائیں جب اچھ ٹرینڈ مدرسے لگیں۔
 (۱۲) تجربہ کے بعد نصاب کو دہرانے کی ضرورت ہوگی۔
 (۱۳) بنیادی اسکولوں میں انگریزی اختیاری زبان نہ رکھی جائے۔
 (۱۴) جو فرقہ مذہبی تعلیم دلانے کی خواہش کرے حکومت کو چاہئے کہ موجودہ دستور کے مطابق وہ اسکی مدد کرے لیکن اس تعلیم کا خرچہ خود نہ اٹھائے۔
 (۱۵) کوئی باہری امتحان نہ لیا جائے اور بنیادی اسکول کے نصاب کے ختم پر اندرونی امتحان کے مطابق خارجہ کی سند دیدی جائے۔
 (۱۶) پانچویں درجہ کے ختم پر (عمر گیارہ سال) جو طالب علم دوسرے اسکولوں میں شریک نہ ہو چاہیں انکو بھی خارجہ دیدیا جائے۔
 (۱۷) ایک درجہ سے دوسرے درجہ کو ترقی دینے کے مسئلہ کو خود اسکول طے کرے لیکن اندرونی امتحان کے نتیجے سپروائزر کے معائنہ میں ضرور لائے جائیں۔

آئریل وزیر مال کی تقریر

جماعت انصار کا سپانسم

آئریل جناب رفیع احمد صاحب قدوائی وزیر مال نے ۱۵ جنوری ۱۹۳۹ء کو ضلع سیتاپور کا دورہ فرمایا اور چوریا تحصیل سدھولی، جہانگیر آباد تحصیل بسواں اور جبین تحصیل بسواں میں ہندو مسلمانوں کے مشترکہ جمعوں میں تقریریں کیں۔

جہانگیر آباد تحصیل بسواں میں دس ہزار کے لگ بھگ کسان وزیر مال کی تقریر سننے کے لئے جمع ہوئے۔ مسلمان دانشوروں کی ایک بڑی تعداد نے سبز جھنڈوں کیساتھ وزیر مال کا پرچم استقبال کیا اور مومن جماعت نے اپنے فرقہ کی طرف سے ایک سپانسم نامہ پیش کیا۔

آئریل وزیر مال نے اس سپانسم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ مومن جماعت شروع ہی سے کانگریس کے ساتھ ہے گذشتہ انتخاب میں اور تمام ہی ضمنی انتخابات میں مومن بھائی ہمیشہ کانگریس کے موافق رائے دیتے رہے ہیں اور وہ صرف اس لئے کہ ان کو اس کا یقین ہے کہ ہندوستان میں کانگریس ہی ایک ایسی سچی قومی جماعت ہے جس میں ہندو اور مسلمان دونوں کو یکساں نمائندگی حاصل ہے اور جس کا مطمحہ نظر ہر شخص کے ساتھ بھلائی کرنا ہے چاہے وہ ہندو ہو یا مسلمان ہو یا عیسائی ہو۔ ہمیں خوشی ہے کہ

کابینہ کی کچلی اٹھارہ مہینوں کی کارگزاریوں نے اپنی غیر فرقہ وارانہ نوعیت کا ثبوت دیکر مومنوں کے اس یقین کو اور بڑھ کر دیا ہے اور خود اپنے عمل سے بتا دیا ہے کہ کانگریس غریبوں کی حامی ہے۔ اس تھوڑے سے عرصہ میں کانگریس حکومت نے غریبوں کے لئے جو سہولتیں پیش کی ہیں ان سے مومن بھائیوں کو بڑا فائدہ پہونچا ہے پھر اپنے دالوں کے لئے جو کوآپریٹو سوسائٹیاں بنائی گئی ہیں۔ ان سے مومنوں کی آمدنی میں کافی اضافہ ہو گیا ہے اس لئے کہ زیادہ تر ہمارے مومن جی بھائی بہ کام کرتے ہیں۔ ان کے بل وزیر مال نے فرمایا کہ میرے علم میں کسی مثال میں جہاں مومنوں کی آمدنی سو فیصدی زیادہ ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ ملازمت کے مسئلہ میں کانگریس حکومت نے ہر فرقہ اور ہر ذات کو برابر حقوق دیئے ہیں پچھلے زمانہ میں بڑی جگہوں کے لئے نہ بٹ بٹ ذات سے انتخاب کیا جاتا تھا کانگریس نے اس فرقہ کو مٹا کر یہ انتظام کیلئے کہ جن فرقوں کو اب تک برابر حق نہیں ملے۔ ہے میں ان کے ساتھ خاص رعایت کی جائے۔ چنانچہ کانگریسی حکومت اس مرتبہ کا شتکار طبقہ اور ہر بکھن ذات کے لوگوں سے بھی ڈپٹی کلکٹری کی جگہ کے لئے انتخاب کر رہی ہے۔ کانگریس ہر طبقہ کی حامی ہے چنانچہ کانگریسی حکومت اپنے اس فرض کو ادا کرنے کی ہر امکانی کوشش کر رہی ہے اور امید ہے اس کی کامیابی ہر طبقہ کی حمایت سے رہے گی

تعلیم۔ دوسرے پست طبقوں کی طرح ہماری مومن برادری بھی تعلیم میں بہت پیچھے ہے۔ کانگریس حکومت تعلیم کی اس کمی کو موبہ کی ایک بڑی بد نصیبی سمجھتی ہے چنانچہ وہ کوشش کر رہی ہے کہ ملحد از حد تعلیم عام ہو جائے اور موبہ سے نبالت دور ہو جائے امید ہے ہماری مومن برادری دوسرے تمام پست فرقوں کی طرح اس تحریک سے فائدہ اٹھائیگی۔ ملازمت کے مسئلہ میں بھی حکومت نے یہ طے کیا ہے کہ مومن جماعت کو پورا وعدہ ملنا چاہیئے اور ان کے حقوق کا خاص خیال کرنا چاہیئے۔

بے زمین مزدوروں کیلئے زمین مہیا کرنے کی ایک مجوزہ اسکیم

بریل جناب نفع احمد صاحب قدوائی وزیر مال نے ۲۲ دسمبر ۱۹۳۷ء کو موصوبات متحدہ کی مجلس قانون ساز میں دیہات کے بے زمین مزدوروں کو زمینیں دینے کے متعلق ایک اہم اسکیم پیش کی۔

وہ اسکیم حسب ذیل ہے:-

۱، اگر کوئی دیہاتی نہ کسی زمین کا مالک ہے اور نہ کسی زمین کا مالک نہ وہ مطلقہ اسٹنٹ کلکٹر کو درخواست دے کہ وہ اپنے دیہات میں کاشت کرنا چاہتا ہے۔ اس

درخواست کے پالتے ہی وہ اسسٹنٹ کلکٹر ضروری تحقیقات کرنے کے بعد حسب ذیل کارروائی کریں گے۔

(الف) وہ اسکو ایک ایسی زمین دینگے جو زمیندار کی کاشت میں ہوا جس پر مقامی شرح سے پچیس روپیہ سے زیادہ لگان مقرر ہو۔

(ب) اگر اس قسم کی زمین نہ مل سکے گی تو ایسی زمین دیں گے جس پر مقامی شرح کے حساب سے پچیس روپے یا اس سے کم لگان مقرر ہو اور وہ ایسے زمیندار کی کاشت میں ہو ۲۰ ایکڑ سے زیادہ کاشت کرتا ہو۔

(ج) اگر اس قسم کی زمین بھی نہ مل سکے گی تو وہ ایسی زمین دینگے جو کسی ایسے کاشتکار کے پاس ہوگی جو ضمنی کاشتکار یا سیر کے کاشتکار ہونے کے علاوہ بیس ایکڑ سے زیادہ زمین کاشت کرتا ہو۔

(د) اگر اس قسم کی زمین بھی نہ مل سکی تو وہ اسکو اور زمین دینگے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اسسٹنٹ کلکٹر سائل کو پانچ ایکڑ سے زیادہ زمین نہ دیں (۲) اس دفعہ کے ماتحت جو زمین دی جائیگی اس پر سائل کو دوروثی ملکیت حاصل ہوگی اور جتنا لگان اسسٹنٹ کلکٹر صاحب تجویز کریں گے اس کی ادائیگی سائل پر واجب ہوگی۔ (۳) دفعہ ۱ کی ضمنی دفعہ ج کے ماتحت جو زمین دی جائیگی اس پر کاشتکار کا کوئی حق نہ ہوگا اور وہ اپنی بقیہ زمین کا لگان اسسٹنٹ کلکٹر صاحب کے فیصلہ کے مطابق ادا کریں گے۔ (۴) اگر دفعہ ۱ کی ضمنی دفعات الف یا ب کے ماتحت جو زمین دی جائے وہ سیر جو تو وہ زمین سیر نہ بیگی۔

(۵) کوئی ایسا شخص اس دفعہ کے ماتحت درخواست نہیں دے سکتا جو دفعات ۳۰ سے ۳۳ تک کسی کے ماتحت بھی لگان دار ہی کا مقدا بن سکتا ہے یا اس مہیات میں کسی طرح حقوق مالکانہ یا ماتحت مالکانہ رکھ سکتا ہے۔

اوسر زمین کی بازیافتگی

حکومت صوبجات متحدہ نے اوسر زمین کی بازیافت کے مسائل پر غور کرنے کی غرض سے ایک کمیٹی مقرر کی ہے جو حسب ذیل سرکاری اور غیر سرکاری ممبران پر مشتمل ہے۔

صدر

۱۔ مسٹر وی۔ این۔ جتتا۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ سینیئر ممبر لوڈ آف ریونیو۔ صدر۔

ممبران

- ۲۔ ڈاکٹر محمد زراعت موجبات متحدہ۔
- ۳۔ چیف کنسرویٹر آف فارسٹ موجبات متحدہ۔
- ۴۔ ڈاکٹر بی۔ این۔ سنگھ پروفیسر آف ایگریکلچر نارن ہندو یونیورسٹی۔
- ۵۔ مسٹر ایم ڈائن نینی ایگریکلچر انسٹیٹیوٹ۔
- ۶۔ کنورسری پشاد سنگھ ایم۔ ایل۔ اے۔ بانہ۔
- ۷۔ ٹھاکر نانک سنگھ ایم۔ ایل۔ اے۔ بلند شہر۔
- ۸۔ مسٹر رادھا موہن سنگھ ایم۔ ایل۔ اے۔ بلیا۔
- ۹۔ خان بہادر محمد عبد الرحمن خاں۔ ایم۔ ایل۔ اے۔ علیگڑھ۔
- ۱۰۔ راجہ جگن ناتھ بخش سنگھ ایم۔ ایل۔ اے۔ لکھنؤ۔
- ۱۱۔ مسٹر محسن علی پرنٹنگ انجینیر (ایڈیشن برانچ) اٹاوا۔
- ۱۲۔ ڈاکٹر این۔ آر۔ دھر۔ ایسٹرن ایڈیشن ڈیوٹی۔ ٹھیکہ قلعہ۔
- ۱۳۔ ڈاکٹر بی۔ کے۔ کرجی۔ سرکاری ایگریکلچرل کیسٹ موجبات متحدہ کانپور۔

کسٹ کے نکات حوالہ حسب ذیل ہیں۔

(الف) اوسر زمین کی بازیافت کے مختلف طریقوں کی جانچ کرنا اور راب کے استعمال پر خاص توجہ دیتے ہوئے رپورٹ دینا۔

ب) یہ مشورہ دینا کہ تحقیق و تجربہ کن اصولوں پر شروع کیا جائے جس سے اوسر زمین کی بازیافت کے لئے ایسے طریقے معلوم ہو سکیں جو سستے بھی ہوں اور زود اثر بھی۔ مزید برآں یہ غور کرنا کہ یونیورسٹی میں تحقیقاتی کام کرنے والوں سے اس کام میں کسان سے مدد لی جاسکتی ہے۔

(ج) ان ضروری تدابیر کے متعلق مشورہ دینا جو اوسر زمین کو (۱) غلہ کی فصل (۲) چارہ کی فصل اور (۳) گھاس پیدا کرنے کے لائق بنا سکتی ہیں نیز اس بات پر غور کرنا کہ ایسی زمینوں میں فنگل لگانا کس تک مناسب ہے جو باوجود یکہ قابل کاشت شمار کی گئی ہیں پھر بھی کاشت کے لائق نہیں ہیں۔

(د) ایسی تدابیر کا مشورہ دینا جن کے ذریعہ سے قابل کاشت زمینوں کو اوسر ہو جانے سے بچایا جاسکے۔

(ه) اوسر زمین کے استعمال کے متعلق کسی اور اہم مسئلہ پر مشورہ دینا۔

صنعت و حرفت

شکر کی قیمت

پچھلے چھ مہینوں میں شکر کی قیمت اتنی زیادہ بڑھ گئی ہے کہ حکومت کو اسکی وجہ سے بڑی تشویش پیدا ہو گئی ہے کیونکہ ۱۹۳۷ء کے پچھلے پرائی کے زمانہ میں پھانگ پر بکنے والے گنے کی کم سے کم قیمت ۵/۳/- فی من مقرر کی گئی تھی اور اس وجہ سے یہ خیال کیا گیا تھا کہ اس شرح سے فیکٹری کے باہر شکر کی بنیادی قیمت ۷ روپیہ ۲ آسنے بالکل مناسب ہوگی لیکن پھر بھی جولائی سے بنیادی قیمتیں بڑھنے لگیں یہاں تک کہ اگست کے ختم پر ۹ روپے تک قیمت پہنچ گئی۔ صنعت اور ساتھ ساتھ خرچ کرنے والوں کی بھلائی کے خیال سے حکومت اس بات کے لئے بیچن تھی کہ بنیادی قیمتیں گھٹا دی جائیں۔ لیکن یہ خیال کیا گیا کہ گنے کی فصل کی کمی کی وجہ سے قریب قریب پورے موسم میں بنیادی قیمتیں ۹ روپے ہی کے لگ بھگ رہیں گی کچھ کم یا کچھ زیادہ اس خیال پر کافی غور کے بعد اور تمام غریبوں کے نفع کا خیال کرتے ہوئے حکومت نے پھانگ کے گنے کی قیمت ۶/۹/- فی من مع ۶/- فی من محصول مقرر کی ہے فیکٹریوں کو اور زیادہ فائدہ پہونچانے اور سامان بار برداری کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جو گنا فیکٹری سے ۲۸ میل فاصلہ کے باہر خریدا جائے اس کی کم سے کم قیمت ۶/۳/- فی من بغیر محصول ہو اور جو گنا فیکٹری سے ۲۸ میل فاصلہ کے اندر خریدا جائے اسکی قیمت ۶/۶/- فی من ہو۔ یہ سب اس سچے بھروسہ پر کیا گیا تھا کہ اس کے بعد بنیادی قیمتیں ۹ روپے یا ۹ روپے ۱۲ آسنے سے زیادہ باہر کے حصوں میں نہ بڑھیں گی لیکن بدقسمتی سے یہ امید پوری نہیں ہوئی اور اعتراضات کے باوجود پہلے بنیادی قیمت ۹ روپے ۸ آسنے کر دی گئی اور اسکے بعد اس سے بھی زیادہ اضافے کر دیے گئے۔ حالات کو اور زیادہ بگاڑنے کے لئے سنڈیکیٹ جو دسمبر کے بیچ میں جو حصہ واگداشت کیا وہ یقینی طور پر ناکافی تھا اور یہ بھی شکایتیں موصول ہوئیں کہ بعض فیکٹریاں کو شکر کا حصہ پورا کرنے پر بھی آمادہ تھیں۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ قیمتیں اور زیادہ بڑھتی گئیں اور میرٹھ حلقہ میں پچھلے دسمبر کے آخری ہفتہ میں قیمتیں دس روپے اور دس روپے ۸ آسنے بلکہ اس سے بھی زیادہ تھیں۔ دو میل کنڈ میں قیمتیں کچھ کم رہیں یعنی ۹ روپے ۱۱ آسنے کے لگ بھگ۔ گجپور میں ۹ روپے ۸ آسنے

تک اس پاس یا کچھ زیادہ۔ گڑ کی قیمت بھی ۵ روپے اور ۵ روپے آٹھ آنہ فی من کے درمیان بڑھ گئی ہے۔

ظاہر ہے کہ شکر کی قیمت کا اتنا زیادہ بڑھنا صوبہ متحدہ اور بہار دونوں صوبوں کی صنعت کی ترقی کے لئے ذرا بھی مفید نہیں ہے۔ اس کے علاوہ غریب کرنے والوں کی حفاظت کرنا بھی ضروری ہے لہذا یہ مناسب ہے کہ ٹیکسٹریوں اور بونے والوں کو نفع دینے کے بعد شکر سستی ت سستی قیمت پر بیچی جائے حکومت کے پاس بونے والوں کے کئی ذمہ آچکے ہیں اور انکا کتنا ہے کہ موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے گنے کی جو کم سے کم قیمت مقرر کی گئی ہے اس سے انکو بڑا نقصان ہو رہا ہے۔ گنے کی قیمت کسی نامس خیال سے مقرر کی گئی تھی لیکن جب اس خیال پر کام نہیں ہو رہا ہے تو یہ انصاف کے خلاف ہے کہ جو نفع شکر کی قیمت بڑھا کر حاصل کیا جا رہا ہے اس میں انکو کوئی حصہ نہ ملے کم سے کم قیمت کا یہ مطلب تھا کہ بونے والے کو گنے کے کم سے کم دام یہ لینے اور شکر کی قیمت کی کمی یا زیادتی سے گنے کے دام بھی بدل دئے جائینگے لیکن اندازہ ہوتا ہے کہ کم سے کم دام کو مقرر شدہ قیمت خیال کیا جا رہا ہے یہ ٹھیک نہیں۔ یہ صحیح ہے کہ میرٹھ حلقہ میں ٹیکسٹریوں نے خود اپنی طرف سے کم سے کم قیمت میں دوپے کا اضافہ کر دیا ہے لیکن موجودہ حالت میں یہ اضافہ کافی نہیں سمجھا جاتا اس کے علاوہ اس سے گنے کی کوآپریٹو سوسائٹی کو نقصان پہنچتا ہے حکومت اس بات کے لئے یقین ہے کہ شکر کی بنیادی قیمت کم کر دی جائے چنانچہ پچھلے چار ہفتوں میں شکر منڈ کمیٹی پر اس بات کی بڑی اہمیت جتائی گئی ہے۔ آخر کار ۲۲ دسمبر ۱۹۳۸ء کو حکومت نے منڈ کمیٹی کو اس بات سے آگاہ کر دیا کہ اگر بنیادی قیمت گھٹا کر نو روپے نہ کر دی گئی تو حکومت گنے کی کم سے کم قیمت کو بڑھانے کے مسئلہ پر غور کرے گی۔ حکومت کو افسوس ہے کہ اس نتیجہ کے بعد بھی بنیادی قیمت کم کرنے کی سنجیدہ کوشش نہ کی گئی اس کے برعکس قیمت کی گرانی کو یا تو سراہا جاتا ہے یا یہ بتایا جاتا ہے کہ منڈ بازی کی وجہ سے ہے۔ جو کچھ بھی ہو حکومت کی رائے میں یہ انصاف کے خلاف ہے کہ شکر کی قیمت اتنی زیادہ گراں رہے اور بونے والوں کو کوئی نفع نہ ملے۔ چنانچہ حکومت نے شکر کی قیمتوں کے قواعد کے مطالعہ اور کافی غور کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ گنے کی قیمت میں خطہ دارانہ طور پر اضافہ کر دیا جائے۔ جبکہ میرٹھ حلقہ اور بنہور ضلع کی ٹیکسٹریاں شکر کی موجودہ قیمتوں کے باعث سب سے زیادہ نفع اٹھا رہی ہیں گو کہ کمپور شکر کی قیمت میرٹھ ٹیکسٹریوں کی قیمت سے آٹھ آنے کم ہے۔ کافی غور کے بعد حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ میرٹھ حلقہ اور بنہور ضلع میں خریدے ہوئے گنے پر ایک آنہ۔ گو کہ کمپور حلقہ اور گوڈا بہرائچ وغیرہ کے ضلعوں میں خریدے ہوئے گنے پر آٹھ آنہ اور صوبہ کے بقید حصہ میں خریدے ہوئے گنے پر آدھ آنہ اضافہ کر دیا جائے۔

حکومت بڑی توجہ کے ساتھ شکر کی قیمتوں کو دستیابی دے گی۔ اسکی یہ دلی خواہش ہے کہ نیادنی قیمتیں ۹ روپے تک گرا دی جائیں اور جیسے ہی یہ معلوم ہوگا کہ قیمتیں اس حد پر قائم ہو گئی ہیں۔ حکومت اس کے مطابق گنے کی قیمت بدلنے کے مسئلہ پر دوبارہ غور کرنے لگے گی۔ فیکٹریوں نے پچھلے مین ۱۲ دنوں میں شکر کی گرانی سے خوب نفع کما لیا۔ اب حکومت سٹاک کیٹ سے امید کرتی ہے کہ وہ جلد از جلد قیمت گرانے کی کوشش کریگی اور ساتھ ہی ساتھ سٹ بازی کو بھی کم کریگی تاکہ خریدار زیادہ پریشان نہ ہو اور اگر شکر کی قیمت ذرا بھی بڑھی تو حکومت تمام حالات پر نظر ثانی کرے گی۔

گرٹ سڈھار اسکیم کی رپورٹ

(نقشہ ۳۱ دسمبر ۱۹۷۱ء)

اسکیم کے تحت گنا پیدا کرنے والے کل ۴۶ ضلع ہیں اور ان تمام ضلعوں میں تقریباً ۴۵۰۰

گاؤں ہیں۔

جن ضلعوں میں مظاہرہ کا کام شروع ہے ان میں ۱۶ ضلعوں میں ۲۲ مرکزوں پر یعنی تقریباً

۴۰۰ گاؤں کے حلقے میں مظاہرہ کئے گئے ہیں۔

ان میں ضلعوں میں جہاں پھیلاؤ کا کام ہو رہا ہے ۵۰ ٹریننگ یافتہ اعزازی کام کرنے

والے گئے ہونے والوں کی مدد کر رہے ہیں اور انکو بھٹیاں اور بہتر گڑ بنانے کے طریقے بتا رہے

ہیں۔ اس وقت تک وہ ۲۰۰۰ بھٹیاں بنا چکے ہیں۔

تقریباً ۶۰۰ پیسرے والی بہتر مشینیں کو آپریٹو طریقے پر رائج کی گئی ہیں اسکے علاوہ

۵۰ مشینوں کا تعاونی اصول پر انتظام کیا جا چکا ہے۔

س من صاف کرنے کیلئے کلائی کا بھی انتظام کیا گیا ہے اور یہ ایک آن فی سیر کے حساب

سے بھی جاری ہے۔ ایک من تیار کردہ گڑ کی قیمت صرف ایک پائی آتی ہے۔

دو دہلی مرکز (سہارنپور) کے تجارتی کام کی وجہ سے تجارتی فیکٹری میں کاربن کی قیمت

۶ آنے سے دو آنے فی پونڈ کر دی گئی۔ بیوپارانہ نرخ میں ایک آن فی پونڈ سے بھی کم پڑا ہے۔

چند چنے ہوئے دیہاتوں میں کاربن کا استعمال جاری کرایا جا رہا ہے۔

بازار کا مسئلہ کو آپریٹو محکمہ کی مدد سے حل کیا جا رہا ہے۔ بازار کے ناہوں کو ٹریننگ

دی گئی ہے اور وہ مختلف ضلعوں میں مقرر کئے گئے ہیں۔

اس کا مقصد یہ ہے کہ بے ایمانی کے طریقوں کو روکا جائے۔ معتبر آرٹھتیوں سے کم دعوں پر بھجوتہ کیا جائے اور ان سے گنے بونے والوں کی سفارش کی جائے۔ گنا بونے والوں کو ایسا گڑ بنانے کی ٹریننگ دی جائے جسکی بازار میں خوب مانگ ہو۔ گنا بونے والوں کو کوآپریٹو سوسائٹیوں سے مدد ملنی جائے اور انکے قرضہ میں سہولت پیدا کی جائے۔ قیمت گر جانے کے زمانہ میں گڑ کو روکے رہنے میں مدد دی جائے۔ ایسی جگہوں میں گڑ بھیجنے کا انتظام کیا جائے جہاں دام اچھے ہوں اور مال باہر بھیجنے کے طریقہ کو بڑھایا جائے۔

گڑ سدھار کی ناشی جگہیں گوریا کلاں (اناؤ) کے میلہ میں بنارس کی ضلع نمائش اور اچودھیا کی سیاسی کانفرنس میں قائم کی گئی۔ اچودھیا میں گڑ کی ایک دوکان بھی رکھی گئی اور کاربن بنانے کے طریقوں کا مظاہرہ بھی کیا گیا۔

محکمہ رشوت ستانی کی کارگزاریاں

یہ ایک حقیقت ہے کہ رشوت خوری انسان کی اخلاقی کمزوری کی ایک زبردست نشانی ہے مگر یہ ایک ایسی وبا ہے جو تقریباً ہر ملک میں پائی جاتی ہے۔ بد قسمتی سے ہمارا صوبہ بھی اس کا شکار ہے اور ایسے اکثر سرکاری محکمہ پائے جاتے ہیں جہاں رشوت ستانی عام ہے۔

لیکن صوبہ کی کانگریس حکومت نے جہاں اور دوسرے اصلاحی پروگرام بنائے وہاں اس وبا کی روک تھام کی طرف بھی توجہ کی اور حکومت کے صدر دفتر (سکرٹریٹ مکینٹو) میں ایک خاص افسر کے ماتحت انسداد رشوت ستانی کا ایک نیا محکمہ کھولا گیا جسکا کاروبار رشوت ستانی کی شکایتوں کی تحقیقات کرنا ہے۔ اس کے علاوہ جنوری ۱۹۳۵ء میں انسداد رشوت ستانی کی ایک کمیٹی مقرر کی گئی جس کے صدر کنور سر مبارک سنگھ تھے۔ اس کمیٹی کے ذمہ یہ کام سپرد کیا گیا کہ وہ صوبجات متحدہ کی سرکاری ملازمتوں میں رشوت ستانی کی وسعت کی تحقیقات کرے اور یہ معلوم کرے کہ وہ کون مواقع اور وجوہ ہیں جب رشوت لی جاتی ہے۔ اس تحقیقات کے بعد حکومت کے سامنے کمیٹی اپنی رپورٹ پیش کرے اور اس کے نزدیک رشوت ستانی کی روک تھام کے جو مناسب اور موثر ذرائع ہوں ان کو بتائے۔

کمیٹی قائم ہونے کے بعد سکرٹریٹ کمیٹی نے تمام سرکاری محکموں کے افسران اعلیٰ پوسٹوں اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے چیئرمین صاحبان امبیڈکار ڈائریکشنل اور وکلا وغیرہ کے پاس ایک سوالنامہ بھیجا جس میں ان سے دریافت کیا گیا تھا کہ ان کے نزدیک رشوت کن موقعوں پر لی

جاتی ہے، کیوں لی جاتی ہے، اور اس کے روک تھام کا کیا معقول انتظام ہو سکتا ہے۔
ان مضمرات کی رائیں معلوم کرنے کے بعد کمیٹی نے کافی غور و فکر کے بعد اپنی رپورٹ تیار کی
اس رپورٹ میں رشوت لینے کے موقع اور اس کی وجہیں نیز رشوت ستانی کی روک تھام کے لئے
سفارشی پیش کی گئی ہیں کیسی نے وہ ذرائع بھی بتائے ہیں جو اس کی رائے میں انسداد رشوت ستانی
میں کارآمد ہو سکتے ہیں۔

اگرچہ اس رپورٹ کی تمام سفارشات پر ابھی حکومت نے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے بلکہ ان پر
غور کر رہی ہے لیکن اس اثنا میں محکمہ انسداد رشوت ستانی برابر اپنا کام کرتا رہا ہے۔ اس کے
پاس مختلف مقامات سے اور مختلف سرکاری ملازمین کے خلاف رشوت لینے کی شکایتیں پہنچیں
اور پوچھ رہی ہیں۔ انسر انسداد رشوت ستانی ان تمام شکایتوں کی تحقیقات کرتے رہتے ہیں اور
ذمہ کے آخر تک، ہر شکایتوں کی تحقیقات کی جا چکی ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

محکمہ پولیس میں ایک لڑ بیٹڈ انسر کے خلاف شکایت کی گئی لیکن چونکہ الزام صحیح نہیں ثابت
ہوا اس لئے کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ ایک سرکل انسپکٹر کو بعد تحقیقات ایک جگہ سے
دوسری جگہ تبدیل کر دیا گیا۔ آٹھ تھانیداروں کے خلاف بھی کارروائی کی گئی جن میں سے ایک
کو تبر فاسٹ کر دیا گیا اور چلہ کا معاملہ زیر تحقیق ہے۔ ایک ہیڈ کانسٹیبل کو بر فاسٹ کر دیا گیا ہے
اور پانچ کانسٹیبلوں کے درجہ میں تخفیف کر دی گئی ہے۔ دو کانسٹیبلوں کے خلاف تحقیقات جلدی
ہے۔ ایک کلرک کو بر فاسٹ کر دیا گیا ہے۔

محکمہ آبکاری میں ایک انسپکٹر کو بر فاسٹ کر دیا گیا ہے دوسرے کے خلاف الزامات ثابت
نہیں ہو سکے۔

سباہیوں کے بورڈ میں ایک چپراسی نکال دیا گیا ہے اور ایک دوسرے چپراسی پر مقدمہ
چل رہا ہے۔

محکمہ مال میں چار تحصیلداروں کے خلاف شکایت کی گئی۔ اس میں سے ایک پر الزامات
لگائے گئے تھے وہ صحیح ثابت ہوئے اس لئے اسے بر فاسٹ کر دیا گیا۔ دو کے خلاف تحقیقات
کارروائی ہو رہی ہے۔ ایک کے خلاف جو الزام لگایا گیا تھا وہ غلط نکلا۔ ایک محرر اور ایک امین
کے خلاف بھی رشوت لینے کے جرم میں کارروائی کی جا رہی ہے اور اسی بنا پر ایک چپراسی کو
نکال دیا گیا۔

پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کے ایک سابق خزانچی کے خلاف رشوت ستانی کی شکایت
کی گئی جو بعد تحقیقات صحیح ثابت ہوئی چنانچہ خزانچی مذکور کی پنشن کم کر دی گئی۔

محکمہ جیل میں ایک وارڈر اور ایک کلرک کو رشوت لینے کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہے اور دو چلوں کے خلاف تحقیقات ہو رہی ہیں۔

محکمہ حفظان صحت میں ایک میسجٹھ انسپکٹر اور دو کلرکوں کے خلاف بھی اس الزام میں تحقیقات جاری ہیں۔

محکمہ زراعت کے ایک انجینئر اور ایک اسٹنٹ انجینئر کے خلاف جو شکایتیں کی گئی تھیں وہ تحقیقات کے بعد پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکیں۔

ان کے علاوہ محکمہ میں متعدد دوسرے سرکاری ملازمین کی شکایتیں پہنچی ہیں جن کی تحقیقات کی جا رہی ہیں۔

لیکن حکومت اس صوبہ سے رشوت کی بیماری ختم کرنے کی گویا ہر ممکن کوشش کر رہی ہے پھر بھی یہ مسئلہ بہت پیچیدہ ہے اور رشوت ستانی کے انسداد کے لئے یہ ضروری ہے کہ مضبوط رائے قائم ہو جائے اور سرکاری وغیرہ سرکاری عناصر دونوں ایک ساتھ ملکر اس مہم کے ذریعہ کی کوشش کریں۔

[اس مسئلہ پر آئرلینڈ ڈائریکٹر اعظم نے ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو اسمبلی میں جو تقریر کی تھی وہ اطلاعات ماہ دسمبر میں شائع ہو چکی ہے]

صوبہات متحدہ میں ترک منشیات کی رفتار

حکومت صوبہات متحدہ نے انسداد منشیات کی ایکٹ کے ماتحت یکم اپریل ۱۹۳۵ء سے ایسٹ اور مین پوری میں نشیلی چیزوں کا استعمال ممنوع قرار دیا ہے چنانچہ ان ضلعوں میں ایکٹ کو نافذ ہونے ابھی صرف ۹ مہینے ہوئے ہیں لیکن اس قلیل مدت میں غیر متوقع نتائج برآمد ہوئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امتناع منشیات کی ایکٹ بہت کامیاب ثابت ہو رہی ہے۔

ممانعت سے پہلے سال کی پہلی سہ ماہی میں ان ضلعوں میں ۸۹۵ سیر ہنگ استعمال کی جاتی تھی مگر ممانعت شروع ہونے کے بعد سال کی پہلی سہ ماہی میں تو وہ ۹ سیر استعمال ہوئی مگر اس کے بعد سے اب اسے کوئی نہیں پیتا۔ جس کا خرچ بھی بہت کم ہو گیا ہے۔ ۱۹۳۵ء کی پہلی سہ ماہی میں ان مقامات میں ۱۷۴ سیر چرس استعمال ہوئی تھی مگر ممانعت کے بعد پہلی سہ ماہی میں ۱۰ سیر

استعمال ہوئی اور دوسری سہ ماہی میں یہ مقدار گھٹ کر صرف ۱۲ چٹانک رہ گئی۔ مانفت سے قبل کے سال کی پہلی سہ ماہی میں ۸۶ سیر افیون استعمال کی جاتی تھی۔ مانفت کے بعد پہلی سہ ماہی میں اس کا استعمال ۹ سیر رہ گیا اور دوسری سہ ماہی میں صرف ۱۲ سیر۔
افسر آبکاری ضلع میں پوری سٹے گذشتہ ۹ ماہ کی جو پورٹ تیار کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضلع میں ترک نشیات کی اسکیم کہاں تک کامیاب ہو رہی ہے۔ ذیل میں ایک دوسرے کے مقابلہ و اعداد و شمار پیش کئے جاتے ہیں جن سے ظاہر ہو جائیگا کہ مانفت کے پہلے اور بعد ضلع میں پوری میں نشی چیزوں کے استعمال کی کیا رفتار ہے۔

کمی (فیصدی)

۱۹۳۸-۳۹ ۱۹۳۵-۳۶
یکم اپریل ۱۹۳۵ء تا ۳۱ دسمبر ۱۹۳۵ء - یکم اپریل ۱۹۳۶ء تا ۳۱ دسمبر ۱۹۳۶ء

بکری شرب	۳۰۲ گیلن	۲ گیلن	۹۹٫۹ فیصدی
افیون	۱۱۵ سیر	۲۰ ۱/۴ سیر	۸۲٫۲ فیصدی
چرس	۲۹۵ سیر	۵ سیر	۹۸٫۲ فیصدی
بھنگ	۹۸۲ سیر	۱ ۱/۴ سیر	۹۹٫۸ فیصدی

(بھنگ صرف اپریل، مئی، اور جون ۱۹۳۵ء میں استعمال ہوئی۔ اسکے بعد اسکا استعمال بالکل بند ہو گیا)۔
ضلع میں پوری میں ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو افیون استعمال کرنے کے اجازت ناموں کی تعداد ۷۰۵ تھی اور چرس کی ۵۱-۳۰ نومبر ۱۹۳۵ء کو افیون کے اجازت ناموں کی تعداد کم ہو کر ۱۶۲ رہ گئی اور چرس کی ۲۶-۲۴ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو افیون کے اجازت ناموں کی تعداد کم ہو کر ۱۴ چٹانک سے گھٹ کر ۱۳ چٹانک رہ گیا اور چرس کی مقدار ۳ چٹانک سے کم ہو کر ۲ چٹانک رہ گئی ہے۔
ایٹھ میں کل ۲۰۲ اجازت نامے دئے گئے ہیں۔

شفا خانوں میں اس بات کا انتظام کیا گیا ہے کہ افیون کے مادیوں کا علاج کیا جائے تاکہ ان کی یہ عادت ترک ہو جائے۔ تجربہ سے معلوم ہوا کہ اس سے فائدہ بھی ہو رہا ہے۔

سرکاری آمدنی میں کمی

۱۹۳۷-۳۸ کے سال میں حکومت کو ضلع ایٹھ سے آبکاری کی مددیں ۶۸۵۹۹ روپے کی آمدنی ہوئی۔ اس سال یہ آمدنی ۱۹۸۹/۲۰ روپے رہ گئی ہے یعنی اس کے معنی یہ ہوئے کہ اقتدار نشیات سے حکومت کو ۶۸۶۰۹/۱۳ روپے کا گھٹانا ہوا ہے۔ ذیل کے اعداد اس چیز پر مزید

روشنی ڈالیں گے۔ یہ امداد صرف ضلع ایٹ کے ہیں۔

نقصان

۱۹۳۷-۳۸ء

۱۹۳۸-۳۹ء

وصولیائی کی مدیں

(ممانعت کا سال) (جب ممانعت نہ تھی)

روپیہ - آنہ - پائی روپیہ - آنہ - پائی روپیہ - آنہ - پائی

۱۔ دیسی شراب پر محصول ۴ - ۹ - ۰۰۰ ۱۸۷۴۷۰ - ۱۸۷۵۵۰ - ۰۰۰

۲۔ دیسی شراب کے لیسنس کی فیس ۰ - ۳ - ۰۰۰ ۱۰۴۷۷۰ - ۱۳۰۴۷۷۰ - ۰۰۰

۳۔ گاڑی سے آمدنی ۰۰۰ ۳۸۰ - ۰۰۰ ۲۲۵۵۰ - ۸۰۱۷۷۵۰ - ۰۰۰

۴۔ ولایتی شراب کی بکری کے لیسنس کی فیس ۰۰۰ ۱۰۰ - ۰۰۰ ۱۰۰ - ۰۰۰

۵۔ گاڑی پر لپٹ کے لیسنس کی فیس ۰۰۰ ۲۵ - ۰۰۰ ۷۵ - ۰۰۰ ۵۰ - ۰۰۰

۶۔ انیون پر محصول ۰۰۰ ۶۸۰ - ۰۰۰ ۹۳۱۲۰ - ۰۰۰ ۸۴۳۳۰ - ۰۰۰

۷۔ انیون کے لئے لیسنس کی فیس ۰۰۰ ۴۵۰ - ۰۰۰ ۷۵۴۸۰ - ۰۰۰ ۷۰۹۸۰ - ۰۰۰

۸۔ بھنگ پر محصول ۰۰۰ ۲۰۰ - ۰۰۰ ۲۵۳۱۰ - ۰۰۰ ۲۵۲۷۰ - ۰۰۰

۹۔ چرس پر محصول ۰۰۰ ۷۷۰ - ۰۰۰ ۹۰۹۹۰ - ۰۰۰ ۹۰۲۱۰ - ۰۰۰

۱۰۔ اچرس کے لیسنس کی فیس ۰۰۰ ۷۷۰ - ۰۰۰ ۸۲۳۸۰ - ۰۰۰ ۸۱۷۷۰ - ۰۰۰

۱۱۔ بھنگ کے لیسنس کی فیس ۰۰۰ ۸۰ - ۰۰۰ ۸۰ - ۰۰۰ ۸۰ - ۰۰۰

۱۲۔ جرمانے اور ضبطیاں ۰۰۰ ۵۵۰ - ۰۰۰ ۱۷۰ - ۰۰۰ ۱۰۵ - ۰۰۰

۱۳۔ متفرقات ۰۰۰ ۲۷۰ - ۰۰۰ ۳۷۰ - ۰۰۰ ۳۰ - ۰۰۰

۰۰۰-۱۳-۷۷۷۰۹ ۰۰۰-۷۸۵۹۹ ۰۰۰-۲-۱۵۰

میزان

ذیل کے اعداد سے نظامہ جو ۲۰۰۰ ن دووں ضلعوں کا اثرباقی صوبہ کے اوپر کیا پڑا اس نقشہ سے انیون اور اس قسم کی دوسری چیزوں کا خرچ جو سال کے دوسری سہ ماہی (مختتمہ ستمبر ۱۹۳۸ء) میں جو معدوم ہوئے۔ ان میں سے دے ہوئے اعداد پہلی سہ ماہی کے استعمال کی مقدار ظاہر کرتے ہیں۔

انیون ۳۷۷۷۰ سیر (۳۷۷۷۰)

گانج ۱۷۷۰ (۲۰۳۰)

چرس ۴۱۷ (۲۹۷۲)

بھنگ ۱۷۷۰ (۲۹۲۸)

ذیل کے اعداد ان اضلاع کے ہیں جہاں سرکاری انتظام کے ماتحت قبیلی چیزوں کی بکری ہوتی ہے۔

انیوں	۱/۴	۲۶۰	سیر	(۲۶۷)
گانبج	۱/۴	۶۹	سیر	(۶۳)
چوس		۲۷۲	سیر	(۳۱۹)
بھنگ		۲۷۹۴	سیر	(۲۶۱۳)

حسب بالا ضلعوں میں آمدنی کی جو کمی ہوئی ہے وہ ذیل کے اعداد سے معلوم ہو سکتی ہے۔
(زہاں بھی جو اعداد قوسین میں دئے گئے ہیں وہ سال کے پہلے حصہ کے ہیں)۔

انیوں	۴۶۴۳۵۴	روپیہ	(۲۵۸۷۶۰)
بھنگ وغیرہ	۳۴۷۹۹	سیر	(۱۸۱۶۵۵)
انیوں	۵۱۸۵۸	سیر	(۳۲۶۱۳)
بھنگ وغیرہ	۸۴۵۰۹	سیر	(۷۲۵۷۶)

”ابراہیم چچا“

میں ایک کسان کا بیٹا ہوں مگر میں نے کبھی بل کو چھوا بھی نہیں اور دن رات اپنی کتابوں میں لگا رہتا ہوں۔ میرے باپ منسکرت کے ایک بڑے عالم تھے لیکن میرے برخلاف وہ ایک بہت اچھے کسان بھی تھے۔ ہمارے قریب ہی ابراہیم نامی ایک مسلمان کا گھر تھا۔ وہ تھا تو جولاہہ مگر کھیتی باڑی سے اپنا پیٹ پالتا تھا۔ ہمارے باپ کا کھیت ابراہیم کے کھیت سے ملتا ہوا تھا اس لئے ہم لوگوں کا بڑا وقت ساتھ ساتھ گزرتا تھا۔ ہم سب لڑکے اس نیک مسلمان کو ابراہیم چچا کہتے تھے۔ اس لئے کہ وہ ہمارے باپ سے ایک دوست اور بھائی کی طرح ملتے تھے۔ ابراہیم چچا ہم لوگوں سے بڑی محبت کرتے تھے اور سچ تو یہ ہے کہ وہ اپنے لڑکوں سے زیادہ اپنے دوست کے بچوں کو پیار کرتے تھے۔ لیکن وہ بڑے پکے مسلمان تھے اور اس اچھائی کا یہ اثر تھا کہ وہ ہم سے زیادہ ہماری مذہبی باتوں کا خیال کرتے تھے۔

اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب فصل تیار ہوتی تھی تو ہمارے باپ اور ابراہیم چچا باری باری ایک دوسرے کا کھیت رکھاتے تھے اور اس طرح بڑا وقت بچ جاتا تھا۔ ہم سب لڑکے صبح سویرے کھیت بچ جاتے تھے اور ابراہیم چچا اپنے کھیت کے اچھے اچھے کیڑوں، لکڑیوں سے ہماری جیبیں بھر دیتے تھے۔ یہ ہمارا روز کا دستور تھا کہ ہم لوگ کھیت پہنچیں اور چلائیں ”ابراہیم چچا اٹھے یا ابھی سو رہے ہو“

وہ پچارے انسانے ہی باہر نکل آتے تھے اور اپنے تھنوں سے ہم کو بوجھل کر دیتے تھے۔ اس کے بدلے میں ہمارے باپ یہ کرتے تھے کہ اپنے کھیت سے اچھے اچھے تربوز چنوا کر ابراہیم چچا کو بھیج دیتے تھے۔ مذہم ابراہیم چچا کے ہاتھ سے کھاتے تھے اور نہ کبھی بھولے سے بھی وہ ہم کو کھانے دیتے تھے۔ گویہ پرہیز یونسی تھا اس سے کبھی یہ خیال نہیں آتا تھا کہ ہم ہندو ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔ ہم چار بھائی تھے یحییٰ ابراہیم چچا بھکوب سے زیادہ چاہتے تھے اور میں سب میں چھوٹا ہی تھا۔ جب آم کی فصل آتی تھی تو وہ آم سب سے پہلے پکھا تھا ابراہیم چچا اسے توڑ کر ایک کپڑے میں باندھ لیتے تھے اور چٹکے سے یہی بیب میں رکھ دیتے تھے۔ جیسے ہی میں اس کی ہلک سونگھتا تھا خوشی سے چلاتا تھا۔ ”ابراہیم چچا تم بڑے اچھے ہو“ وہ گڑبست پسند کرتے تھے اور ان کی باتیں بھی گڑا سی میٹھی ہوتی تھیں۔ اس لئے بھی کبھی مذاق میں ہم لوگ ان کو ”میٹھے چچا“ پکارتے تھے اور وہ ہم کو پکڑنے کے لئے دوڑتے تھے ہاں تک کہ ہم ان کی پیٹھ سے دور ہو جاتے تھے۔ اکثر ابراہیم چچا اپنی ردی پیٹ میں رکھ کر آتے اور ہمارے آنکھن میں بیٹھ جاتے تھے پھر ہم لوگوں سے کہتے تھے اندر جاؤ اور دیکھو تمہاری ماں نے آج کون ترکاری پکائی ہے۔ میں بھاکا ہوا اپنی ماں کے پاس جاتا تھا اور ایک چھوٹے تھالی میں ان کے لئے ترکاری اور اچار لے آتا تھا۔ وہ ان چیزوں کو بڑے مزہ سے کھاتے تھے اور وہ ختم نہیں کر پاتے تھے کہ میں ایک اور تھالی لاکر ان کی پیٹ میں اندر دیتا تھا۔ جب میں اس طرح بچپن کے انداز میں اپنی محبت کھاتا تھا تو اکثر ان کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلتے تھے لیکن وہ کبھی یہ نہیں کرتے تھے کہ مجھے پٹائیں۔ پٹائینا تو بڑی بات ہے وہ کبھی مجھ کو پیار بھی نہیں کرتے تھے۔ مجھے اس کا ذرا بھی خیال نہیں تھا کہ میں ہندو ہوں لیکن ان کو یہ خیال تھا کہ وہ مسلمان ہیں اور اس لئے وہ اپنی محبت ایک برہمن پنڈت کے گھر کے پر میں ظاہر کرنا چاہتے تھے۔

اس دوستی میں برسوں گزر گئے اور دونوں گھروں میں ایسا بڑھتا گیا۔ اس درمیان میں ہمارے باپ مر گئے اور اس وقت سے ابراہیم چچا پیپے سے زیادہ پیار کے ساتھ ہم لوگوں کے چچا بن گئے۔ ہمارے سب سے بڑے بھائی ان سے برابر صلاح لینے تھے اور وہ بڑی خوشی سے صلاح دیتے تھے۔

ایک دن ایسا ہوا کہ ہمارے مویشی کسی مسلمان کے قبرستان میں چلے گئے اور وہاں کے جتنے اپنے اپنے جیسے پھول اور پودے تھے سب چر گئے اور اس بات پر ایک بڑا جھگڑا ہو گیا۔ اصل میں یہ چرواہوں کی بھول سے ہوا تھا لیکن مسلمان اس سے ایسے بگڑے کہ وہ اس جگہ پر دوڑ پڑے۔ انھوں نے چرواہوں کو مارا اور مویشیوں کو مویشی خانہ میں ہنکا دیا۔ چرواہے وہاں سے بھاگ کر مویشیوں کے مالکوں کے پاس آئے اور وہ سب بھی لاطمی لے کر اس جگہ پہنچے۔ تھوڑی ہی دیر میں یہ فیراگ کی طرح پھیل گئی اور دو۔ دو سے مسلمان لڑنے کے لئے اکٹھا ہو گئے۔ گھنٹوں آپس میں گالی گلوچ ہوتی رہی

وہ اب مارپیٹ ہونے ہی والی تھی۔ سمجھوتے کی بات چیت سے کچھ بھی نہ ہوا اس لئے کہ چرواہوں سے پہلی بار یہ چوک نہیں ہوئی تھی بلکہ پہلے بھی تین چار بار ایسا ہی ہو چکا تھا اسی وجہ سے مسلمانوں نے کہا کہ ہم اسے بھول نہیں مانتے۔ تھوڑی ہی دیر میں دونوں طرف لاکھوں سے تیار فوجیں نکلیں۔ ابراہیم چچا بھی وہاں اپنے لڑکے اور پوتے کے ساتھ موجود تھے۔ انھوں نے جھگڑا چکانے کی بڑی کوشش کی لیکن جھگڑا لوگ نہیں مانے۔ ہمارے سب بھائی بھی وہیں تھے اس لئے ہمارے مویشی بھی مویشی خانہ ہانک دئے گئے تھے۔ عورتوں کو چھوڑ کر سارا دیہات وہاں موجود تھا اور یہ بیچاریاں کسی کے سر پھٹنے اور کسی کے ہاتھ ٹٹنے کی بھیاناک خبریں سننے کیلئے اپنے اپنے گھروں میں سہمی ہوئی بیٹھی تھیں۔ اتنے میں میں اسکول سے واپس آیا اور مجھے پتہ چلا کہ سارے دروازے بند ہیں اور مارپیٹ شروع ہی ہونے والی ہے۔ میں نے اپنی کتابیں ایک کونے میں پھینکیں اور بھاگ کر اس جگہ پہنچا۔ میری رگوں میں خون جھنمنا رہا تھا اور میں لڑائی دیکھنے کے لئے بیچیں تھا۔ میری ماں نے بہت کہا نہ جاؤ مگر میں نے کچھ نہ سنا اور اپنے بھائیوں کے پاس پہنچ گیا۔ اتنے میں میری نگاہ جو اٹھی تو میں کیا دیکھتا ہوں۔ ابراہیم چچا بھی دوسری طرف کھڑے ہیں۔ میں فوراً ان کے پاس بھاگا اور میں نے ان سے گھبرا کر پوچھا۔ ابراہیم چچا تم کس طرف ہو۔ ہماری طرف یا ان کی طرف۔ ابراہیم چچا نے یہ سنتے ہی اپنے ایک لڑکے سے لافنگی لی اور یہ کہتے ہوئے میرے ساتھ ہو گئے کہ اس کے باپ نہیں ہیں اس لئے مجھے اس کی طرف سے لڑنا چاہئے تم لوگ دوسری طرف رہو۔ ابراہیم چچا کی اس بات پر سب کو بڑا اچھٹا ہوا اور کچھ دیر کے لئے سب پر سناٹا چھا گیا جو جہاں تھا وہیں کھڑا رہ گیا۔ ہر آدمی کو اپنے اوپر شرم آئی اور بے کچھ کہے ایک ایک کر کے سب اپنے گھر وٹ گئے۔

اس وقت میں نے اس واقعہ کی اہمیت کو نہیں سمجھا تھا لیکن آج سمجھتا ہوں۔ میرے اچھے ابراہیم چچا اب اپنے بزرگوں کے پاس ہیں لیکن میں انھیں کہہ نہیں بھول سکتا۔ میں ان کی قبر پر جاتا ہوں اور جب اسے دیکھتا ہوں میری آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں۔ آخر میری زبان سے وہی پرانے بول بھی نکل گئے ہیں "ابراہیم چچا لٹھے یا ابھی سو رہے ہو" میں یہ نہیں مان سکتا مرہ سو رہے ہیں وہ اب بھی جاگ رہے ہیں۔

"ہر بکن"

پیر پور رپورٹ

مسلم لیگ نے کچھ عرصہ ہو ایک کمیٹی اس غرض سے مقرر کی تھی کہ کانگریسی حکومتیں مسلمانوں پر جو ”مظالم“ کر رہی ہیں ان کی تحقیقات کرے۔ جہاں تک صوبہ جات متعلقہ کا تعلق ہے اس رپورٹ پر دو غیر سرکاری بیانات اردو اخبارات میں شائع ہوئے ہیں جنکو درج ذیل کیا جاتا ہے

پیر پور رپورٹ

(از بیگم ماجدہ بانو)

لکھنؤ کی مشہور قوم پرست خاتون بیگم ماجدہ بانو نے جو اسمبلی کے پچھلے الگشنوں میں کانگریس کی داعہ مسلمان خاتون ٹائمنہ تھیں۔ پیر پور تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ پر پریس کو حسب ذیل بیان دیا ہے۔

”مسٹر جناح“ مسلم لیگ کے لیڈروں اور مسلم لیگ پریس نے پیر پور تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ کو اتنی اہمیت دے رکھی ہے کہ ہر شخص کو اسے پڑھنے کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ میں نے بھی کتاب کی ایک نقل حاصل کی اور یہ سمجھ کر اسے پڑھنا شروع کیا کہ اس میں غالباً مسلمانوں پر کانگریسی حکومتوں کے مظالم کی ایک طویل فہرست ہوگی۔ جس کا حال سب کو نہیں معلوم ہے۔

میں قدرتا اس سلسلے میں اپنے صوبہ (دہلی) کے مسلمانوں پر ”مظالم کی تفصیلات“ دیکھنے کی خواہش مند تھی چنانچہ میں نے رپورٹ کی تمہید کو پڑھنے کے بعد کتاب کا وہ حصہ پڑھنا شروع کیا جس میں صوبہ جات متحدہ کے مسلمانوں کی شکایتوں کی تفصیل مندرجہ تھی۔ لیکن جب میں اسے پڑھ چکی تو مجھے انوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اختتام پر میری زبان سے بے ساختہ یہ ہی نکلا۔

بہت نور سننے تھے پہلو میں دل کا جو چیرا تو ایک قطرہ خون نہ نکلا

مسلم لیگ کے پریس اور پلیٹ فارم پر ایک عرصے سے یہ آواز نہایت زور و شور سے بلند کی جا رہی ہے کہ صوبہ جات متحدہ کی کانگریسی حکومت سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کو کافی نمائندگی نہیں دے رہی ہے ان کو کسی قسم کی قلمی سہولت نہیں دہم پہنچاتی ان کے تہذیب و تمدن کو مٹا رہی ہے اور اردو زبان کی مخالفت میں پیش پیش ہے وغیرہ وغیرہ۔

میرا خیال تھا کہ رپورٹ میں کم سے کم حسب بالا الزامات کے سلسلے میں صحیح واقعات پیش کئے جائیں گے لیکن نہ دیکھ کر میرے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی کہ اس رپورٹ میں جو پینڈت جواہر لال نہرو کے اس چیلنج کے جواب میں کہ مسلمانوں پر مظالم کے واقعات پیش کئے جائیں مسلم لیگ کے قائد اعظم کی طرف

سے ”کتاب ہمیں“ کی حیثیت سے پیش کی جا رہی ہے، اس قسم کا کوئی الزام نہیں لگایا گیا ہے۔
اس سے دنیا پر کم از کم یہ تو ظاہر ہو گیا کہ ہمارے مذہب کی کانگریسی حکومت پر مسلمانوں کے تہذیب و تمدن اور اردو زبان کی مخالفت کرنے یا ملازمتوں وغیرہ میں مسلمانوں کے ساتھ بے انصافی برتنے کی جو داستانیں بیان کی جاتی ہیں وہ بالکل غلط ہیں۔ اس لئے کہ اگر ان میں کچھ بھی صداقت ہوتی تو ناممکن تھا کہ پیر پور کمیٹی کی رپورٹ میں ان کا تذکرہ نہ ہوتا۔

اب اس رپورٹ میں بے دے کے صوبہ ہڈا میں گزشتہ سال جو بلوے ہوئے ہیں صرف انکا تذکرہ ہے اور اس ضمن میں پہلے نو بلوؤں کے اوپر یو۔ پی اسمبلی کی ایک تحریک التوا پر جو مباحثہ ہوا اس کی کارروائی درج ہے اس میں مسلم لیگ کے ممبروں کی تقریریں ہیں اور آخر میں پنٹ پنتھ کی ملک جوابی تقریر (جس کا جواب مسلم لیگ والے نہیں دے سکتے) اس کے بعد الہ آباد اور بنارس وغیرہ کے بلوؤں کے ایک طرفہ بیانات دے کر صوبجات متحدہ کے مسلمانوں کی شکایات کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔
قطع نظر اس کے کہ یہ بیانات ایک طرفہ ہیں اور ان میں سرکاری بیانات کا حوالہ نہیں دیا گیا ہے۔ یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ ان فسادات میں حکومت نے مسلمانوں کے ساتھ کوئی بے انصافی کسی قسم کی زیادتی، یا کسی طرح کا ظلم کیا یا مسلمانوں کے مقابلہ میں حکومت نے ہندوؤں کی پاسداری کی اور نہ ان بیانات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان فسادات کی پشت پر حکومت کا ہاتھ تھا۔ ہو سکتا ہے کہ ان فسادات کے دوران میں ہندوؤں ہی کی زیادتی رہی ہو لیکن اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ پنٹ گووند بلجہ پنتھ کی حکومت اس کی ذمہ دار تھی یا وہ ان ہندوؤں کی پشت پناہی کر رہی تھی میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کے بعد رپورٹ میں کیا چیز رہ جاتی ہے جس کی بنا پر صوبجات متحدہ کی کانگریسی حکومت پر کوئی الزام لگایا جاسکتا ہو،

پیر پور رپورٹ پر طائرانہ منظر

(ایک قوم پرست کے قلم سے)

(۱)

میں اخبارات برابر پڑھا کرتا ہوں اور اخباروں میں بھی مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ ۲۰ مارچ ۱۹۳۹ء کو الٹیا مسلم لیگ کی کونسل نے ہر مقام دہلی راہب سید محمد مہدی نعلقدار پیر پور کی زیر صدارت ایک خاص کمیٹی اس غرض سے مقرر کی ہے کہ مختلف کانگریسی صوبوں میں مسلمانوں پر جو ”مظالم“ کئے جا رہے ہیں ان کے ساتھ جو ”بے انصافیاں“ روا رکھی جا رہی ہیں اور انکو جن ”معائب“ سے دوچار ہونا پڑا ہے ان کے متعلق تمام معلومات اکٹھا کر کے اور ضروری تحقیقات کر کے صدر مسلم لیگ کے سامنے ایک

کمل رپورٹ پیش کی جائے۔ یہ رپورٹ پانیر پریس میں چھپوائی گئی اور سکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے اسے دہلی میں ۵ نومبر کو شائع کیا۔ اس وقت سے میں برابر اس کوشش میں رہا کہ مجھے اس کا ایک نسخہ کہیں مل جائے مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ خوش قسمتی سے میرے ایک مسلم لیگی دوست کی مہربانی سے مجھے یہ رپورٹ اب جاکر مل گئی ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ کسی خاص مصلحت کی بنا پر اس رپورٹ کا دائرہ اشاعت انھیں لوگوں تک محدود رہا جو اپنے صوبوں میں مسلمانوں پر ”کانگریسی مظالم“ کی داستانیں پڑھا کرتے تھے۔ لیکن یہ بات عجیب و غریب ہے کہ ان مفروضہ ”کانگریسی مظالم“ کا ثبوت رپورٹ میں کہیں نہیں ملتا بلکہ یہ کہنا غلط ہو گا کہ اس میں مسلسل کوشش اس امر کی گئی ہے کہ کسی نہ کسی طرح ایک ایسی چیز کا دعویٰ کیا جاسکے جسکی کوئی بنیاد ہی نہیں ہے اور مجھے مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ میں ممبران کمیٹی کو ان کے کارنامہ پر مبارکباد بھی نہیں پیش کر سکتا۔ ان حضرات نے ان لوگوں کو ٹونا امید ہی کر دیا ہے جنھیں یہ توقع تھی کہ رپورٹ میں کانگریسی حکومتوں کے ”مظالم“ کے ”لرزہ خیز“ افسانے ہونگے۔ یہ رپورٹ ۸ ”مجاہدین“ کی محنت شاد کا نتیجہ ہے اور ۷ مہینے کے بعد تیار ہو سکی ہے مگر اس کے بعد بھی وہ ایسی باتوں سے بھری ہے جن کا نہ تو نفس مضمون سے کوئی تعلق ہے اور نہ وہ پایہ تحقیق کو پہنچتی ہیں۔ ساری رپورٹ دیکھ جائے آپ کو ”کانگریسی مظالم“ کی داستانیں تو الگ رہیں مسلمانوں پر کانگریسی حکومت کی کسی معمولی سختی کی بھی کوئی مثال نہیں ملے گی۔

اکثر ایسے اہم مسائل ہیں جنکے متعلق رپورٹ میں خاموشی اختیار کی گئی ہے اور بعض واقعات ایسے ہیں جنکو منہ شدہ صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ رپورٹ میں سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کی نائندگی سے کیوں بحث نہیں کی گئی؟ وہ مثالیں کیوں نہیں بتائی گئیں جن سے معلوم ہوتا کہ ”صوبجات متحدہ کی کانگریسی حکومت مسلمانوں کی تہذیب و معاشرت کو ختم کر دینا چاہتی ہے۔“ مجھے ابھی طرح معلوم ہے کہ جب رپورٹ تیار ہو رہی تھی تو پنجاب اور بنگال میں یہ پروپیگنڈا کیا جا رہا تھا کہ صوبجات متحدہ کے مسلمان مردوں اور خواتین کی عزت اور آبرو خطرہ میں ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ رپورٹ میں اس الزام کے ثبوت میں ایک واقعہ تک کیوں نہ درج کیا گیا۔ رپورٹ کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کے ہر طبقہ سے تحریری اور زبانی شہادتیں لی گئیں۔ تتمہ میں ان کا حوالہ کیوں نہیں دیا گیا اور عوام سے اس چیز کو کیوں پوشیدہ رکھا گیا؟۔ رپورٹ میں یہ بھی لکھا ہے کہ ”اس رپورٹ میں جو کچھ مدع ہے اسکے علاوہ ہم کو سیکڑوں دوسرے واقعات بھی بتائے گئے۔ ہم نے عمدہ انھیں نہیں شائع کیا ہے۔“ اسلئے نہیں کہ ہم کو ان کی صداقت پر شبہ ہے بلکہ اسلئے کہ جگہ کی ”فلت“ تھی۔ یہ ”فلت“ کی بھی خوب رہی۔ مسلم لیگ میں روسا کی اکثریت ہے اور خود پیر پور کمیٹی قلعہ داروں کی زیر قیادت بنائی گئی تھی۔ اس لئے کسی صحیح رپورٹ تیار ہونے میں مالی مشکلات

کا تو کوئی سوال نہ تھا مگر یہ البتہ دریافت کرنا ہے کہ کیا کانگریسی صوبوں میں مسلمانوں پر جو ”منظام“ ہو رہے ہیں ان کی اتنی بھی اہمیت اور وقعت نہ تھی کہ ان کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے ٹھوڑا سا کاغذ اور صرف کر دیا جاتا ہے۔ کمیٹی کے اس رویہ سے تو یہی شبہ ہوتا ہے کہ اُسے فدیہ تھا کہ اگر مبالغہ آمیزی اور تفریب سے زیادہ کام لیا گیا تو ایسا ہو کہ کہیں عوام کا اعتماد بھی ہاتھ سے کھو جائے۔ بہر حال یہ چیز ہے بہت دلچسپ کہ مولانا ابوالکلام آزاد کو جو جیلینج دیا گیا ہے وہ رپورٹ میں نہیں ثابت ہو سکا۔

مجھے یقین ہے کہ اگر رپورٹ میں اور زیادہ حیرت خیز واقعات ہوتے تو اسکے پڑھنے میں اتنی ہی زیادہ دلچسپی ہوتی۔ مگر میں ممبران کمیٹی کا ممنون ہوں کہ انھوں نے یہ تو سمجھ لیا کہ عوام کی سادہ لوحی سے زیادہ فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔

اب میں ان الزامات کا تذکرہ کرتا ہوں جو رپورٹ میں درج ہیں۔ وہ الزامات حسب ذیل ہیں۔
۱۔ کانپور میونسپل بورڈ نے تمام امدادی اداروں کو یہ احکام بھیجے کہ وہ اپنی عمارتوں پر قوی جھنڈا لگائیں ورنہ انکو جو امداد دی جاتی ہے وہ بند کر دی جائے گی لیکن جب بریلی میونسپل بورڈ نے مسلم لیگ کے جھنڈے کے متعلق اس قسم کی تجویز منظور کی تو جھنڈا لگانے میں دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔
رپورٹ میں یہ بھی لکھا ہے کہ کانگریسی حکومت نے کانگریس کمیٹیوں کو یہ ہدایت کی ہے کہ مقامی بورڈوں کے غیر کانگریسی جبریںوں کے خلاف عدم اعتماد کی تجویز پیش کی جائے اور ان کی جگہ پر کانگریسی جبریں رکھے جائیں۔

اس سلسلہ میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ جن ”دقتوں“ کا ذکر کیا گیا ہے وہ بالکل خیالی ہیں۔ اصل دقت شہر میں امن عامہ کا قائم رکھنا تھا۔ لیکن اس کا بہترین جواب خود پیر پور رپورٹ میں موجود ہے خود اس نے صوبہ کے تمام میونسپلیٹیوں کو اس الزام سے بری کر دیا ہے کہ انھوں نے مسلمانوں کے شہری حقوق پر کس کس قسم کی پابندی عائد کی۔

دوسرا الزام یہ ہے کہ صوبہ کے متعدد مقامات پر بلوے ہوئے اور حکومت نے ان کے دوران میں ہندوؤں کی حمایت کی۔ میں اس الزام کے متعلق ذرا تفصیل سے مضمون کی دوسری قسط میں بحث کر ڈنگا۔ میں نے ان فسادات کا بغور مطالعہ کیا ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہماری حکومت انتہائی اشتعال انگیزی کے باوجود فسادات کے قبل ان کے دوران لگے بعد مسلمانوں کے ساتھ نہایت نرمی کا برتاؤ کرتی رہی۔

اہم اطلاعاتیں رنگیلار رسول اور حکومت بمبئی

صوبجات متحدہ کے بعض اخباروں میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ حکومت بمبئی نے راجپال کی ضبط شدہ تصنیف ”رنگیلار رسول“ کی اشاعت پر سے پابندی اٹھالی ہے۔ یہ گمراہی حکومت صوبجات متحدہ نے مسلمانوں کے جذبات مذہبی کا احترام کرتے ہوئے حکومت بمبئی سے اس مسئلہ پر خط و کتابت کی جس سے یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ خبر بعض غلط فہمیوں پر مبنی ہے اور حکومت بمبئی نے حکومت صوبجات متحدہ کو اطلاع دی ہے کہ جس کتاب پر سے پابندی اٹھالی گئی ہے وہ دراصل مسٹر کول ہیکار کی تصنیف ہے جس میں اسلام یا پیغمبر اسلام کا کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ اس میں سری کرشن جی کے سوانح حیات درج ہیں اور راجپال کی کتاب سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ مسٹر کول ہیکار کی اس تصنیف کا نام پہلے رنگیلار رسول تھا لیکن چونکہ اس نام سے بھی غلط فہمی پیدا ہوئے کا اندیشہ تھا اس لئے حکومت بمبئی نے کتاب پر سے پابندی اس شرط سے اٹھالی ہے کہ عنوان کتاب بھی بدل دیا جائے اور جہاں کہیں عبارت میں لفظ رسول آیا ہے اسے بھی نہ رہنے دیا جائے چنانچہ اب کتاب کا نام رنگیلار رسول نہیں ہے اور عبارت میں بھی لفظ رسول نہیں آیا ہے۔

حکومت اور طب یونانی

ابھی حال میں اخباروں میں یونانی طریقہ علاج پر تبصرہ کرتے ہوئے حکومت پر اس سے بے حس ہونے کا الزام رکھا گیا ہے اور حکومت اس بات کی بھی مجرم قرار دی گئی ہے کہ بھٹی کے کسی رئیس نے جو دو لاکھ روپیہ کی رقم اس صوبہ میں دیسی طب کی ترویج کے لئے دیا تھا اس بنارس ہندو یونیورسٹی کو دیدیا گیا ہے۔ ہر دو الزامات بے بنیاد اور شرراگیز ہیں حکومت طب کو ترقی دینے کے لئے اسی طرح کوشاں ہے جس طرح کہ آریو ویدک کو۔ میزانیہ سال رواں میں حکومت ہر دو طریقہ علاج کو علاج بالفصد کے ساتھ فروغ دینے کے لئے ۵ لاکھ کی رقم دی گئی ہے۔ انھیں باتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے موجودہ انجمن ہندوستانی طب (ہورڈ آف انڈین میڈیسن) جو ابھی تک باضابطہ قانونی حیثیت نہ رکھتی تھی وہ اب ایک انجمن قانون کے مطابق

بتائی جا رہی ہے اور جلد ہی ایک مسودہ ایوان قانون سازی میں صوبجات متحدہ ہندوستانی طب کے مسودہ کے نام سے پیش کیا جاوے گا۔

اس کے علاوہ یہ فکر بھی کی جا رہی ہے کہ یونانی تعلیمی اداروں کو کافی سرمایہ ملے تاکہ وہ اپنے کام جاری رکھیں اور ہر سال عکیموں کی مناسب تعداد نکالیں۔ علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کا طبی کالج ۴۵۰۰ روپیہ سالانہ کی رقم حکومت سے پاتا ہے اور لکھنؤ یونانی طبی اسکول کو ۱۰ ہزار روپیہ سالانہ ملتا ہے۔ اس کے علاوہ ۱۹۳۷ء میں لکھنؤ کے یونانی ادارہ کو ۲۵۰ روپیہ کی غیر متواتر رقم رکینی تھی۔ اس کے علاوہ لکھنؤ کے یونانی ادارہ کو عمارت اور دیگر ضروری سامان کے لئے ایک اور غیر متواتر امداد دینے کے متعلق حکومت غور کر رہی ہے۔

دسی دوا فروشوں کی منظور شدہ فہرست

حکومت صوبجات متحدہ نے آیور ویدک اور یونانی طریقہ علاج کی ہمت افزائی کی پالیسی کے تحت انڈین بورڈ آف میڈیسن صوبجات متحدہ کے ماتحت دوائیاں فراہم کرنے کے لئے دوائیاں فروخت کرنے والوں کی ایک منظور شدہ فہرست مرتب کرنا طے کیا ہے۔ اس کے لئے عملی قدم اٹھاتے ہوئے ذیل کی دسی دوائیاں بیچنے والوں کی فہرست منظور کی گئی ہے اور اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے کہ بہت جلد اس میں اور بھی اضافہ کیا جائے۔

- ۱۔ آیور ویدک فارمیسی ہندو یونیورسٹی بنارس۔
- ۲۔ رشی کل آیور ویدک کالج فارمیسی ہمدوار۔
- ۳۔ آیور ویدک رسایاں شالہ آیور ویدک اور یونانی طبی کالج دہلی۔
- ۴۔ آیور ویدک فارمیسی کاشی رسایاں شالہ گیان وانی بنارس۔
- ۵۔ موہنچند رستوگی ٹرسٹ فارمیسی نادان محل روڈ لکھنؤ۔
- ۶۔ سیواستی آیور ویدک فارمیسی الہ آباد۔
- ۷۔ ہندوستانی دواخانہ دہلی۔
- ۸۔ یونانی دواخانہ الہ آباد۔

امید کی جاتی ہے کہ مقامی انجینس اور ادارے جو دوا خانے اور دوا فروشیلے اس صوبہ میں رکھتے ہیں وہ ان دونوں طریقہ علاج کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اور دواؤں کی فراہمی کا خیال رکھتے ہوئے اس امر کی کوشش کریں گے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے وہ ان منظور شدہ دوائیں بیچنے والوں کی فہرست میں سے کسی ایک یا زیادہ کے یہاں سے دوائیں خرید کریں گے۔

وزیر تعلیم کا شکریہ

عالی جناب وزیر تعلیم خود اپنی طرف سے اور حکومت کی طرف سے ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا چاہتے ہیں جنہوں نے ۱۵ جنوری کو یوم خواندگی کے کامیاب بنانے میں حصہ لیا ہے۔ یوم خواندگی منانے میں ہر گروہ نے جو آمادگی ظاہر کی وہ حکومت کی توقعات سے کہیں زیادہ تھی۔ تمام ہی لوگوں نے بہت ہی جوش و خروش اور محنت سے اس میں کام کیا ہے اور یہ بہت مشکل ہے کہ کسی ایک کے متعلق کوئی بات کہی جاسکے لیکن پھر بھی اعلیٰ جناب وزیر تعلیم کی یہ خواہش ہے کہ وہ اپنا پر خلوص شکریہ ان تمام قومی قائدین اراکین ایوان قانون ساز سیاسی ادارے مثلاً کانگریس اور مسلم لیگ پبلک کی انجمنیں مثلاً سہو استیاں اور اسکاوتی انجمنیں ڈسٹرکٹ اور میونسپل بورڈوں ڈسٹرکٹ بورڈوں ملکی تعلیمی کمیٹیاں گائڈس مدھار انجمنیں یونیورسٹیاں اور اسکولوں اور کالجوں کے طلباء اور اساتذہ پاشاؤں اور مدبروں تک پہنچائیں جنہوں نے اس نیک کام میں حصہ لیا۔ نگرانی کرنے والے عملہ کے اوپر ایک بڑا بوجھ پڑ گیا ہے اور یہ بار زیادہ تر ڈپٹی انسپکٹران مدارس اور ان کے نائبوں پر زیادہ ہے اور ان تمام لوگوں نے اعلیٰ جناب وزیر اعظم کے اس اعتماد کو جو اعلیٰ جناب نے ان لوگوں میں رکھا ہے اس کو پوری طرح اپنے کام سے جائز قرار دیا ہے۔ ہندوستانی اور انگریزی ان ہر دو زبانوں کے اخبارات بھی اس کام میں بہت مفید ثابت ہوئی اور اعلیٰ جناب وزیر تعلیم ان کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اعلیٰ جناب وزیر تعلیم کی یہ بھی خواہش ہے کہ وہ ملازمین طریق پر رائے صاحب پنڈت ایس۔ این چتر ویدی انسر توسیع تعلیم کا بھی شکریہ ادا کریں جن کی پیش بینی محنت شاقہ نے اس یوم خواندگی کو کامیاب بنانے میں بہت کچھ مدد کی ہے۔

آخر میں عالی جناب وزیر تعلیم ان حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے خواندگی کے عہد نامے پر دستخط کئے ہیں یہ عہد نامے اس بات کی دلیل ہیں کہ وہ کہاں تک جہالت کے دور کرنے میں حکومت کے دوش بدش ہیں۔ بغیر اس اشتراک عمل کے حکومت اس قسم کے جمادیں کامیاب نہیں ہو سکتی جس طرح یہ یوم خواندگی منایا گیا حکومت کو امید ہے کہ قریب ہی عرصہ میں اس صوبہ میں جمالت بالکل معدوم ہو جائے گا۔

پانی کی فراہمی کا مسئلہ

حکومت صوبجات متحدہ نے اس صوبہ کے اندر پانی کی فراہمی کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی کا تقرر کیا ہے یہ تحقیقات اس لئے مناسب معلوم ہوئی کیونکہ میونسپلیٹیوں کے پانی بہم پہنچانے کے ناپنے کا مسئلہ بہت گروہ بن گیا ہے اور صوبجات متحدہ میونسپلیٹیوں کے

ایکٹ کے پانی مہیا کرنے کے دفعات اور قواعد جو اس کے ماتحت بنائے گئے تھے علاوہ اس کے کہ اس میں بہت سی خواہیاں تھیں موجودہ صورت حالات سے بہت کم مناسبت رکھتے ہیں کیٹی میں ذیل کے اشخاص ہوں گے۔

- ۱۔ مسٹر ایف ڈی ٹکلف سپرنٹنڈنٹ انجینئر محکمہ صحت عامہ
- ۲۔ مسٹری۔ ڈبلیو۔ کیس ڈائریکٹر کس اینڈ میکنک انجینئر
- ۳۔ ڈاکٹر اے۔ سی۔ بنرجی اسسٹنٹ ڈائریکٹر صحت عامہ
- ۴۔ مسٹر خورشید لال صدر میونسپل بورڈ دہرہ دون
- ۵۔ مسٹر آر۔ این۔ باسو۔ صدر میونسپل بورڈ الہ آباد
- ۶۔ ڈاکٹر ایس۔ این۔ تیواری اکریکیٹیو انسپکٹر میونسپل بورڈ کانپور
- ۷۔ مسٹری۔ ایم۔ دیاس اکریکیٹیو انسپکٹر میونسپل بورڈ الہ آباد
- ۸۔ مسٹری۔ ایس۔ دستور وائرڈ کس انجینئر میونسپل بورڈ بنارس
- ۹۔ مسٹر ایس۔ ایم۔ سانیاں مسرر سین اور سانیاں ولے کھنڈو
- ۱۰۔ خان بہادر حافظ غضنفر اللہ مسرر نور اللہ اور غضنفر اللہ ولے الہ آباد
- ۱۱۔ مسٹر ایف جی نازوین سکریٹری بورڈ آف صحت عامہ

شرائط حوالہ شدہ موبجات متحدہ کے پانی مہیا کرنے کی تمام شقوں میں شامل ہوں گے جس میں قواعد کی ترمیم اور تنسیخ اور عملوں کی تقرری وغیرہ سب کا ذکر ہوگا۔ شرائط حوالہ شدہ حکومت کے قرار داد میں جو موبجات متحدہ کے گزٹ میں جمع رہا ہے شامل ہیں۔

گاؤں سدھار کام کی ہمت افزائی

صوبہ جاتی حکومت ذیل کے حضرات کا شکریہ ادا کرتی ہے جنہوں نے مالی جناب وزیر اعظم موبجات متحدہ کی استدعا پر اپنے ناموں کے سامنے لکھی ہوئی تعداد کے لاسکلی کی شینیں (ریڈیوسٹ) عطا فرمائی ہیں۔

- ۱۔ لالہ بدیت سنگھانیہ ۱۰
- ۲۔ لالہ رام رتن گیتا ۱
- ۳۔ سری بیچنا نند کیدیا ۱
- ۴۔ آر۔ بی۔ سینہ کیدیا ناتھ کھنڈا ۱

جو دس مشینیں کہ لالہ پدمپت سنگھانے عطا فرمائی ہیں وہ ہر ایک کشتری کے ان گاؤں میں لگائی گئی ہیں جہاں گاؤں سدھار کا کام سب سے بہتر ہو رہا ہے۔ لالہ رام رتن گپتا کی عطا کردہ مشین کا کٹش دو یا پینچہ کو دی گئی ہے۔ سینٹھ کبیر ناتھ کھٹان کی مشین میرس میوزک کالج لکھنؤ کو دی گئی ہے۔ اور سری بیجناتھ کبیر کی دی ہوئی مشین اس ضلع کو دی جائیگی جہاں یوم خواندگی کے سلسلہ میں سب سے بہتر کام ہوگا۔

محکمہ توسیع تعلیم کو ایک شیلڈ

سرجو الا پرشاد مسرہواستونسد بہاتوں میں خواندگی پھیلانے کے کام کی بہت افزائی کے لئے محکمہ توسیع تعلیم کو ایک چاندی کی شیلڈ مرحمت فرمائی ہے۔ یہ شیلڈ اس ضلع کو بطور انعام کے دی جائیگی جو سال بھر میں سب سے بہتر کام دکھائے گا یہ شیلڈ برابر جاری رہے گی۔ سرجو الا پرشاد کی خواہش ہے کہ شیلڈ مالی جناب بابو سپہور نانند وزیر تعلیم موبجات متحدہ کے نام سے منسوب کی جائے اور مالی جناب وزیر تعلیم نے اس شیلڈ سے اپنے نام کی نسبت منظور کر لی ہے۔

بہادری کے صلہ میں سرکاری عطیے

(۱)

۲۹ جولائی ۱۹۳۷ء کو رات میں قریب ایک بجے سرچیت برہمن ساکن موضع کرن پور جڑا تھانہ پلکھو امنلے میرٹھ کے مکان میں ایک ہتھیار بند ڈاکہ پڑا تھا۔ ڈاکو میٹر بھی ڈال کر چھت سے مکان کے اندر داخل ہوئے۔ مکان میں ۴ عورتیں اور دو نابالغ بچے تھے۔ ڈاکوؤں کے پاس بارود کے دو ہتھیار تھے۔ مکان یہ ہے کہ ان کے پاس بارہ بور کی بندو قلیں تھیں۔ انھوں نے تقریباً پورے گھنٹہ مکان میں لوٹ مار جاری رکھی۔ ایک ہتھیار بند ڈاکو مکان کی چھت پر کھڑا رہا اور دوسرا صمد دوانہ کے باہر رکھوالی کرتا رہا۔ ان دونوں نے ملکہ محلوں کے اندر آٹھ دس فیڑ کے چرن سنگہ دلہ کوری نے گاؤں کے چند آدمیوں کے ساتھ ڈاکوؤں کے پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ اس کوشش میں مارا گیا۔

مستوفی کی بہادری کو برہمن کے لئے حکومت موبجات متحدہ نے مہربانی فرما کر ذیل کی غیر معمولی پنشنیں اور جہیز ۲۹ جولائی ۱۹۳۷ء سے چرن سنگہ متونی کے متوسلین کے لئے منظور کی ہیں۔

- (۱) بیوہ - مسماۃ بھیمو ۵ روپیہ ماہوار تاحیات یا عقد ثانی۔
 (۲) لڑکا - راجپال ڈھائی روپیہ ماہوار جب تک کہ وہ ۱۸ برس کا نہ ہو۔
 (۳) لڑکیاں مسماۃ پرتیا اور مسماۃ سگیا ڈھائی روپیہ ماہوار جب تک کہ ان کی شادی نہ ہو اور شادی کے وقت دونوں کو پچاس پچاس روپیہ جہیز کے لئے۔

(۲)

۳ جون ۱۹۳۸ء کی رات میں سادھو کرمی ساکن جد پور تھانہ جہان آباد ضلع فتحپور کے گھر میں تقریباً ۱۵ ڈاکوؤں نے مسلہ ڈاکر ڈالا تھا۔ جب ڈاکر پڑا تھا سادھو کے بھائی نے صدر دروازہ کی کنڈی چڑھا دی اور اس طرح پر تمام ڈاکوؤں کو مکان کے اندر بند کر دیا۔ خود غل ہونے پر گاؤں والے جمع ہو گئے اور انھوں نے ڈاکوؤں پر ڈھیلا دغیر سے حملہ کیا اور ان کو کوٹھے کے ایک کمرہ میں جانے پر مجبور کیا جب ڈاکو اس طرح پسپا ہو گئے تو گاؤں والے ہاتھوں میں لاثھیاں لیکر دروازہ پر کھڑے ہو گئے تاکہ ان کو باہر نہ نکلنے دیں ڈاکوؤں نے کسی طور پر دروازہ میں چھید کر لیا اور اس میں سے گاؤں والوں پر گولیاں چلائیں بعد لیا چار جو اس حملہ میں لگے تھے اور گاؤں والوں کو ابھار رہا تھا اچانک وہ گولی کے سامنے آگیا اور مارا گیا۔

اسکی اس امن قائم رہے کی کوشش کو سر ملنے کے لئے حکومت صوبجات متحدہ نے مہربانی کر کے ذیل کی غیر معمولی پنشنیں اور جہیز ۳ جون ۱۹۳۸ء سے پھد لیا چمار کے متوسلین کے لئے منظور کی ہیں۔

- (۱) بیوہ - مسماۃ میکی ساڑھے چار روپیہ ماہوار تازہ زندگی یا عقد ثانی۔
 (۲) بیٹے - بابو لال اور شام لال ہر دو دو روپیہ ماہوار جب تک کہ وہ ۱۸ برس کے نہ ہوں۔

(۳) بیٹیاں مسماۃ ہارنیا اور مسماۃ کلوتیا دو روپیہ ماہوار جب تک کہ شادی نہ ہو اور شادی کے وقت پچاس پچاس روپیہ جہیز۔

(۳)

موضع شجاعت گنج تھانہ کاسنگھ ضلع ایڑ میں مسی مہن لال لودھاکے مکان پر ۲۹ اور ۳۰ کی درمیانی رات کو آدھی رات کے لگ بھگ ایک مسلح ڈاکر پڑا۔ ڈاکوؤں نے دروازہ توڑ کر اندر گھسنا چاہا لیکن اس درمیان میں گاؤں والے موقع پر دوڑ پڑے اور بھوانی نامی ایک شخص نے دیہاتیوں کو جمع کر کے اس بہادری سے مقابلہ کیا کہ ڈاکوؤں کو بھاگنا پڑا۔

لیکن اس معاملہ میں اس کے بایں ہاتھ کو ایک ایسی گولی لگی کہ ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق وہ بالکل بیکار ہو گیا اور اس شخص کی کمانے کی طاقت پچاس فیصدی کم ہو گئی۔
بھوانی کی اس بہادری کی قدر کرتے ہوئے ہنزاکسنسی گورنر صوبجات متحدہ نے ۶ روپیہ ماہوار کا ایک خاص انعام مجروح کی سادھی زندگی کے لئے جاری فرمایا ہے۔

ہردوئی مسجد کا سچا قصہ

گزشتہ ماہ میں سید اعجاز رسول صاحب ایم۔ ایل۔ اے نے انگریزی اور اردو کے اخبارات میں بیان شائع کیا تھا کہ موضع مہنگاؤں ضلع ہردوئی میں ایک مسجد جس کی تعمیر قریب قتم کے تھی اسے ۵۰۰ مسلح قریب وجوار کے ہندوؤں نے کانگریس کے نعرے لگاتے ہوئے سمار کر دیا۔ اس بیان نے حقیقی واقعات کو بالکل مسخ کر دیا ہے واقعات ذیل میں درج ہیں۔
اتفاقاً سیناپور سے چند ماہ ہوئے کہ ایک مسلمان فقیر موضع مہنگاؤں میں آیا۔ ٹھا کر مکوند سنگھ موضع کے زمیندار نے اس فقیر کو براہ مہربانی موضع میں ٹھہرنے کی اجازت دیدی اور پھر چندے بعد ایک کھلے ہوئے کچے چبوترے کے استعمال کی اجازت دیدی۔ یہ کہنا کہ فقیر نے زمیندار سے اس چبوترے کو گھیر کر بطور مسجد کے استعمال کرنے کی اجازت لے لی اور وہاں ہر جمعہ کو اس وقت سے برابر نماز ہوا کرتی تھی اس واقعہ کی زمیندار موصوف قطعی تردید کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ مجسٹرٹٹ متعلقہ نے موقعہ کی تحقیقات کی اور ان کی تحقیقات سے یہ معلوم ہوا کہ کوئی مسجد زیر تعمیر نہ تھی نہ یہ کہ اس کی تعمیر قریب النعم تھی حالانکہ یہ ضرور ہے کہ اس جگہ کے ارد گرد کچھ گارا اور مٹی پائی گئی اس سے یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ یہ چبوترہ کے گھیرنے کے لئے تھی۔ اس الزام میں کہ ۵۰۰ مسلح ہندوؤں نے کانگریس کے نعرے لگاتے ہوئے مسجد گرامی کوئی واقعیت نہیں ہے کیونکہ مسجد وہاں کبھی تھی ہی نہیں۔ چونکہ اس چبوترہ کا قبضہ ماو بہ نزاع تھا اسلئے وہ زیر دفعہ ۴۵ ضابطہ فوجداری قرق کر لیا گیا اور ہردوئی یقین کے سربراہ آردہ آدمیوں کا امن قائم رکھنے کیلئے بھجلا لے لیا گیا سید اعجاز رسول کا بیان جو اخبارات میں شائع ہوا وہ سنی سنائی بات برہمنی تھا کیونکہ وہ اس زمانہ میں کئی دن سے ہردوئی میں نہیں تھے چہ جائے کہ وہ وہاں موقع پر گئے ہوں۔

وزرا کی تنخواہیں

دنیر اعظم مراد آباد نے وزراء کی تنخواہوں کے بارہ میں ایک مبالغہ آمیز مضمون شائع

کیا گیا تھا جس کے جواب میں محکمہ سے حسب ذیل اطلاع بھیجی گئی جو اخبار مذکور نے ۲۶ جنوری کی اشاعت میں شائع کی تھی۔ (اطلاعات)

نیر اعظم مورہ ۱۹ دسمبر میں (انقلاب) کے حوالہ سے ایک مضمون بعنوان ”کانگریسی وزرا کے پانچ سو روپیہ ماہوار کی حقیقت“ شائع ہوا ہے جس میں کئی جگہ غلط بیانی ہے۔

مضمون میں ۵۵ اعداد و شمار درج کئے گئے ہیں جو یو۔ پی کونسل کے ایک سوال کے جواب میں حکومت کی طرف سے دئے گئے ہیں۔ یہ اعداد و شمار ان اخراجات کے متعلق ہیں جو جولائی ۱۹۳۷ء سے اپریل ۱۹۳۸ء تک صوبجات متحدہ کے وزرا کے سفر خرچ اور تنخواہ پر ہوئے ہیں۔ اور انھیں کے بنیاد پر مضمون میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ ”ان سے صاف ظاہر ہے کہ مکان اور سفر خرچ کے علاوہ کانگریسی وزیر تقریباً ۲ ہزار روپے ماہوار خرچ کرتے ہیں“ یہ غلط ہے۔ جو اعداد و شمار اخبار میں شائع کئے گئے تھے ان میں تنخواہ مکان اور موٹر کا الاؤنس اور سفر کے اخراجات ہی نہیں بلکہ سرکاری موٹروں کی کل قیمت تقریباً ۲۳ ہزار ہے یعنی فی وزیر ایک موٹر کی قیمت اوسطاً ۴ ہزار ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ موٹر سرکاری ملکیت میں وزرا کی نہیں اور موجودہ وزارت ختم ہونے کے بعد یہ ان کے استعمال میں رہیں گی اس لئے ان کی قیمت کو وزرا کے خرچ میں نہ شامل کرنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ جو اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں ان کا کافی حصہ ان دوروں پر خرچ ہوا ہے جو سرکاری کاموں کے سلسلہ میں حالات کا بچشم خود معائنہ کرنے کے لئے گئے تھے۔ ایسی حالت میں یہ کہنا کسی صورت میں صحیح نہیں ہے کہ یہ اخراجات کانگریسی وزرا نے ”اپنی ذات“ پر صرف کئے۔ مزید برآں موجودہ کانگریسی وزیر بجائے فرسٹ کلاس کے سکند کلاس میں سفر کرتے ہیں بلکہ بعض وقت اس سے بھی کم درجوں میں۔ دوسرے سرکاری کاموں کے سلسلہ میں جہاں کہیں جاتے ہیں وہاں کے قیام کاروانہ الاؤنس بھی جو قاعدہ سے انھیں ملنا چاہیئے نہیں ملتے بلکہ اپنی جیب سے خرچ کرتے ہیں۔

مکان کے سلسلہ میں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ کچھ وزرا تو سرکاری مکانات میں رہتے ہیں اور کچھ ایسے جنگلوں میں جن کا کرایہ زیادہ نہیں ہے۔

کسی وزیر نے اس وقت تک سرکاری خرچ سے ہوائی جہاز کے ذریعہ سفر نہیں کیا ہے۔ وزرا اپنے ذاتی نوکروں کو خود تنخواہ دیتے ہیں۔ ان کے دوسرے ذاتی اخراجات جو ہوتے ہیں ان سے بھی حکومت کو مطلب نہیں حتیٰ کہ نجی خط و کتابت میں وزیر سرکاری کاغذ تک استعمال نہیں کرتے۔

زراعت

محکمہ زراعت صوبجات متحدہ

مشرقی حلقہ

(۱) ضبط و نظم

محکمہ زراعت صوبجات متحدہ کا مشرقی حلقہ صوبہ کے تین مالی حلقوں کے حسب ذیل اضلاع پر مشتمل ہے اور ڈپٹی ڈائریکٹر زراعت کے ماتحت ہے جن کی کا صدر مقام پرتاب گڑھ ہے۔

مال کا نام ضلع کا نام سب سرکل افسر کے صدر مقامات

۱۔ فیض آباد حلقہ	{ فیض آباد سلطان پور پرتاب گڑھ }	۱۔ پرتاب گڑھ
۲۔ بنارس حلقہ	{ بنارس جونپور غازیپور }	۲۔ بنارس
۳۔ الہ آباد حلقہ	{ مرزا پور الہ آباد فتحپور }	۳۔ الہ آباد

دوسرا سرکاری فارم

مشرقی حلقہ میں مندرجہ ذیل تین سرکاری فارم اور ایک آزمائشی قطعہ زمین شامل ہیں۔

۱۔ صدر مقام کا آزمائشی فارم	...	...	پرتاب گڑھ
۲۔ بیج اور آزمائشی فارم	...	...	فیض آباد
۳۔ " " " " " "	...	...	بنارس
۴۔ بیج کا آزمائشی قطعہ ضلع ٹیٹوئی	...	...	مرزا پور

صدر مقام کا آزمائشی فارم

پر تاب گڈھ

یہ فارم پر تاب گڈھ ریلوے اسٹیشن سے اٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ کڑہ اور قلعہ پر تاب گڈھ کی سڑکیں اس کی مشرقی اور مغربی سرحدیں بناتی ہیں۔ اس کا رقبہ ۹۰ ایکڑ ہے جس میں سے ۴۸۵ ایکڑ زیر کاشت ہیں۔ اس فارم کا یہ مقصد ہے کہ یہاں کسانوں کے ہدید ترین طریقوں کا تجربہ کیا جائے۔ یہ تجربے گیہوں، چنا، جو، اسی، مٹر، جوار، باجرہ، ارہر، مکئی، مونگ پھلی اور اوکھ وغیرہ پر کئے جا رہے ہیں۔ حال ہی میں مظاہرہ کے لئے ایک چھوٹا سا میوہ باغ بھی تیار کیا گیا ہے۔ پڑوسی کسانوں کے موشیوں کی نسل سدھارنے کے خیال سے ایک بیل، بھینسا اور جٹنا پاری بکرا بھی یہاں رکھا جاتا ہے۔ مرغابی سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے اچھے انڈوں اور چڑیوں کے بھی انتظامات کئے گئے ہیں۔

۲۔ بیج اور آزمائشی فارم فیض آباد

یہ فارم فیض آباد الہ آباد سڑک پر فیض آباد شہر سے چوتھے اور پانچویں میل کے درمیان واقع ہے اور ای آئی آس کے فیض آباد کٹن اسٹیشن سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس کا رقبہ ۲۰۶۳۵ ایکڑ ہے جس میں سے ۱۸۵ ایکڑ زیر کاشت ہیں۔ اس فارم میں مختلف قسم کے بیجوں کی بڑے پیمانے پر آزمائش کی جاتی ہے اور بیج کو دام کے ذریعہ کسانوں کو بیج دئے جاتے ہیں۔

پر تاب گڈھ کی طرح یہاں بھی مظاہرہ اور نسل سدھارنے کی غرض سے ایک چھوٹا پھل باغ، بھینسا، بیل اور چڑیاں رکھی جاتی ہیں۔ جو لوگ باغبانی، مرغابی اور موشیوں کی نسل سدھاریں دلچسپی رکھتے ہیں وہ اس فارم سے ہر طرح کی مدد لے سکتے ہیں۔

۳۔ بیج اور آزمائشی فارم بنارس

یہ فارم بنارس چھادنی اسٹیشن کے جنوب مغرب میں گراند ٹرنک روڈ پر تقریباً ۲ میل کے فاصلہ پر ہے اور مراد پور بی۔ این۔ ڈیو ریلوے اسٹیشن سے صرف ایک میل کے فاصلہ پر ہے لیکن اس اسٹیشن پر فارم تک پہنچنے کے لئے ہر وقت معقول سواری نہیں ملتی ہے۔ اس کا رقبہ ۷۷۴ ایکڑ ہے جس میں سے ۷۷۴ ایکڑ زیر کاشت ہیں۔ اس فارم میں بنارس علاقہ کی تمام فصلیں بونٹی جاتی ہیں اور گیہوں، چنا، جو، جوار وغیرہ کے بیج پیدا کئے جاتے ہیں۔

اس فارم میں بھی ایک چھوٹا پھل باغ۔ بھینسا اور چڑیاں وغیرہ مظاہرہ اور نسل سدھاس کی غرض سے رکھی جاتی ہیں۔ ان باتوں سے دلچسپی رکھنے والے لوگ ان سب سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

بیج آزمائشی قطعہ تیشولی ضلع مرزاپور

۴۔ اس چھوٹے سے قطعہ میں مرزاپور کے پہاڑی حلقوں کے بیجوں کی جانچ کی جاتی ہے مرزاپور سے ۱۹ میل کے فاصلہ پر مرزاپور۔ رابرٹس گنج سڑک پر واقع ہے ۱۲۲۵ ایکڑوں میں سے ۱۰ ایکڑ زیر کاشت ہیں اور بقیہ ساری زمین کسانوں کو اٹھا دی گئی ہے۔

نشر و اشاعت

زمیندار اور کاشتکار طبقہ کو مدد دینے کے لئے زراعتی مظاہرے کرنے والے عملہ نے جہاں تک ان کی مالی حالت نے اجازت دی مختلف ضلعوں کا دورہ کیا۔ موجودہ حکومت نے عملہ کو بڑھانے کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے حال ہی میں زیادہ روپیے اور زیادہ کارکن منظور کئے ہیں۔ یہ نیا عملہ ٹریننگ کے بعد اپنے نئے مرکزوں پر مقرر کر دیا گیا ہے۔ دیہاتوں کے آٹھ دس چنے ہوئے جمعوں میں اجتماعی طور پر کام کیا جائے گا اور اس طرح امید ہے کہ چالیس پچاس دیہاتوں کو فائدہ پہنچ جائے گا۔ جب ان دیہاتوں میں کام ترقی کر جائے گا تو نئے مرکزوں پر کام شروع کیا جائے گا۔ مظاہرہ کرنے والوں کا یہ فرض ہے کہ وہ ان دیہاتوں میں دورہ کریں کاشتکاروں کو زراعت کے معاملات میں مشورہ اور مدد دیں اور نئے بیجوں کی جانچ کرنے کے بعد ان کو کسانوں میں تقسیم کریں۔

ہر مرکز پر ایک بیج اور اوزار گودام ہے تاکہ جس وقت ضرورت ہو یہ چیزیں میاں کی جاسکیں۔ اس حلقہ میں حسب ذیل بیج گودام ہیں۔ ہر ماور گودام یا تکمیل گودام ایک ایس۔ اے۔ ایس۔ یا پرائے عملہ کے فیلڈ مین کے ماتحت ہے اور ہر گاؤں سدھار گودام ایک سپروائزر کی نگرانی میں ہے جو نئی اسکیم کے مطابق مقرر کیا گیا ہے ہر سپروائزر کا ہاتھ بٹانے کے لئے ۲ یا ۳ کدہ ہیں جن کی نگرانی میں دیہاتوں کی ایک تعداد ہے۔ ان کادروں کا یہ فرض ہے کہ وہ ان دیہاتوں میں جا کر منظور شدہ فصلوں کا مقابلہ کریں تاکہ کسانوں پر یہ ثابت ہو جائے کہ اچھے بیج اور اچھے اوزار استعمال کرنے کے کیا فائدے ہیں۔ جب کسانوں کی کافی تعداد اس بات کو مان لے تو ان کو اچھے بیج بتا دیا سو ان میں دے جائیں اور اچھے اوزار نقد یا قعادی پر متوسط شرح سے دے جائیں۔ چارہ گھاس اور تیکاری کے بیج بھی تقسیم کئے جاتے ہیں۔ بیل بست کم دام میں دے جاتے ہیں۔ بھینسوں اور گایوں کی اچھی نسل پیدا کرنے میں بھی مدد دی جاتی ہے۔ کھاد کی کمی کے مسئلہ کو حل کرنے کی غرض سے کھاد بنانے کے طریقے

بھی بتائے جاتے ہیں۔ سرکاری فارم سے عمدہ انڈے اور چوزے میا کئے جاتے ہیں۔

خریف اور ربیع بیج جو جمع کئے جاتے ہیں اور بانٹے جاتے ہیں۔			بیج گودام کا نام	ضلع کا نام
گھاس	ربیع	خریف		
		جوار۔ بجرہ۔ مکئی چنپور۔ سنائی سی ۱۲۔ گنبد کے دھان مونگ پھل	مادر گودام۔ پرتاب گڈھ	۱۔ پرتاب گڈھ
ایضاً	ایضاً	ایضاً	...	کنڈ
ایضاً	ایضاً	ایضاً	...	بٹی
ایضاً	ایضاً	ایضاً	...	لال گنج
			گاؤں سدھار بیج گودام	
برسم۔ لوسرن نیپیر اور ترکی کے بیج	گیہوں۔ چنا۔ جو۔ اسی	مونگ پھل۔ جوار بجرہ۔ مکئی۔ سنائی دھان	برہنی سگاند پور ستیل گنج نوریرا کھاندور گوبال گنج راجا پور مادر گودام	
ایضاً	ایضاً	ایضاً	سلطان پور ایٹھی کادی پور	۲۔ سلطان پور

خریف اور ربیع بیج جو جمع کئے جاتے ہیں اور بٹھے جاتے ہیں			بیج گودام کا نام	ضلع کا نام
گھاس	ربیع	خریف		
			گاؤں سدھار گودام کریم پور کرور درکاپور گوری گنج کوسہوا مسافر خانہ جلدیش پور مادر گودام فیض آباد سعادت گنج مانڈا ڈسٹرکٹ بورڈ گودام اکبر پور شاہ گنج گھبراؤ بیہ بسکھاری گاؤں سدھار گودام بارا گاؤں انتھات گنج رام نگر کشمیری جلائی پور ملکی پور میدر گودام	۲۔ فیض آباد
برسیم۔ لوسرن نیمبر اور ترکاری کے بیج	گیہوں۔ چنا۔ جو اسی	مونگ پھلی۔ جوار۔ بجرہ کئی۔ سنائی۔ دھان		
ایضاً	ایضاً	ایضاً		
ایضاً	ایضاً	ایضاً		

خریف اور ربیع بیج جو جمع کئے جاتے ہیں اور بانیے جاتے ہیں			بیج گودام کا نام	فصل کا نام
گھاس	ربیع	خریف		
برسیم - بوسرن - نیپیر اور ترکاری کے بیج	چنا - جوہر - اسی	مونگ پھل - جوار - بکھرہ - مکئی - سنائی - دھان	مادر گودام جونپور مچھلی شہر گاؤں سدھار گودام سکران کھتیا سرائے بدلا پور مریادو کیرکت جلال گنج سو جن گنج بارا وال مادر گودام بنارس خندولی گاؤں سدھار گودام منگری راجہ طلب چولا پور بنت پور بلوا سکل دیہا نعمت آباد سیدراجہ	۴- جونپور
ایضاً	ایضاً	ایضاً		
ایضاً	ایضاً	ایضاً		۵- بنارس
ایضاً	ایضاً	ایضاً		

فرلٹ اور ربیع بیج جو جمع کئے جاتے ہیں اور پائے جاتے ہیں			بیج گودام کا نام	ضلع کا نام
گھاس	ربیع	خریف		
برسیم - لوسرن - نبیر اور ترکاری کے بیج	جہا - جہا - جہا	موٹک پھلی - جوا - پیرہ - مکئی - سانی - دھان - السی	مادر گودام	پیر غازی پور
			غازی پور	
			سید پور	
ایضاً	ایضاً	ایضاً	گادوں سدھا گودام	پیر غازی پور
			محمد آباد	
			کریم الدین پور	
ایضاً	ایضاً	ایضاً	کورانڈا	پیر غازی پور
			بارو	
			دلدارنگر	
ایضاً	ایضاً	ایضاً	نند گنج	پیر غازی پور
			سعادت	
			مادر گودام	
ایضاً	ایضاً	ایضاً	فتیمپور	پیر غازی پور
			کھاگا	
			بند کی	
ایضاً	ایضاً	ایضاً	گادوں سدھا گودام	پیر غازی پور
			بھوا	
			مسین گنج	
ایضاً	ایضاً	ایضاً	جہان آباد	پیر غازی پور
			مہوا	
			کھکیر	
ایضاً	ایضاً	ایضاً	ہتھم گادوں	پیر غازی پور
			رسول آباد	

ضلع کا نام	بیج گودام کا نام	خریف	ربیع	گھاس
۸۔ الہ آباد	مادر گودام الہ آباد پھول پور میساروڈ بھرواری سندر پور جسرا گھاؤں سدھا گودام	مونگ پھل۔ جوا بجر۔ گیہوں۔ چن۔ جو۔ برسم۔ لوسرن۔ کمٹی۔ سنائی۔ دھان۔ اسی		
۹۔ مرزا پور	مرزا پور تیشوئی بروندہا کچوا گھاؤں سدھا گودام	ایضاً	ایضاً	ایضاً
	امولی کائے پورا تلہی چنار بروہا راٹر ٹیس گنج گھوراوال	ایضاً	ایضاً	ایضاً

گڑسدمدار تجویز کی ترقی کی پندرہ روزہ رپورٹ ختم شد ۱۵ جنوری ۱۹۳۹ء

پچھلے سالوں گنے کی کاشت کرنے والے اضلاع میں گڑ سازی پوری طرح جاری ہے۔ صوبہ کے تمام مختلف حصوں میں اب کی فصل میں گڑ کا نرخ کافی مناسب ہے یعنی مبلغ لاکھ روپیہ من سے مبلغ سے روپیہ من کا ہے۔ صوبہ کے مختلف حصوں سے اطلاعاتیں آئی ہیں کہ جو گڑ اصلاحی طریقہ سے بنائے گئے ہیں منافع سے فروخت ہو رہے ہیں۔

مشرقی اضلاع میں خاص کر بلیا اور غازی پور میں جو گڑ سازی کا طریقہ ہے اس میں صرف زیادہ ہے اور گڑ بھی خراب قسم کا بنتا ہے۔ اس امر کی خاص فکر کی جا رہی ہے کہ اچھے قسم کا گڑ تیار ہو اور اس کے نکاسی کی سہولتیں ہوں۔

ضلع گوردھپور کے اندرونی علاقوں میں ماہ دسمبر میں گنے کی کاشت کرنے والوں کے ۶ جلسے ہوئے تھے جس میں گنے کے ہزاروں کاشتکار شامل تھے۔ ان جلسوں کے مواقع پر جو مظاہرہ کئے گئے تھے وہ بہت ہی مفید تھے اور لوگوں نے ان کو بہت پسند کیا۔ اسی طرح ضلع بلیا میں جنوری کے دوسرے ہفتہ میں ۶ جلسے کئے گئے اور وہ سب بھی بہت کامیاب ہوئے۔

۱۳ جنوری ۱۹۳۹ء کو اراکین انجمن شکوفروشاں، کانپور کے ایک بے ضابطہ جلسے میں اسسٹنٹ گڑسدمدار افسر صاحب نے اراکین انجمن کو گڑ کے بازار کی تجویز بتانے کے لئے تقریر کی۔ اراکین انجمن نے اس تجویز کی بڑے زور وں سے تائید کی اور اس کے متعلق سو اثر اقدام کا فیصلہ کیا کہ وہ بڑے پیمانہ پر گڑ کی برآمدگی کی کوشش کریں گے۔ ان کے خیال میں اصلاحی قسم کا عملی کاربن کے طریقہ کا بننا ہوا گڑ بازار میں غیر من کے نفع سے جلد فروخت ہو جاوے گا۔

گڑ کے مظاہرے کامیابی کے ساتھ ہر دئی کے رام لیلا کے میلہ، دیہی صنعتی اور زرعی نمائش، بگیشور (موڑہ) اور ضلع سیاسی کانفرنس پھہوند (اٹاواہ) میں ہوئے تھے۔ گاؤں سدھار کے ارگینائزروں کے کام سکھانے کے درجے جو کانپور، اٹاواہ، فیض آباد اور الہ آباد میں قائم ہوئے تھے ان میں گڑسدمدار تجویز پر تقریریں ہوئی تھیں۔

کنول کا شہد

بڑانے طریقہ علاج میں کنول کا شہد بہت سی بیماریوں میں خاص کر آنکھ کی بیماریوں میں تجویز ہوتی ہے۔ لہذا کنول کا شہد کی مانگ بہت ہوئی اس وجہ سے اسے کنول کا شہد کا لیبل لگا کر بازار میں رکھا گیا اور زیادہ قیمت پر بکا۔

۲۲۳۵-۲

اطلاعات

جلد ۲ لکھنؤ ماہی ۱۹۳۹ء نمبر ۵

خصوصیات

- • • • • بحث کی جوابی تقریر
- • • • • روزگار ٹیکس پر تقریر
- • • • • مسودہ قانون
- • • • • ترک منشیات اور حکومت
- • • • • انسداد منشیات کا دوسرا سال
- • • • • صحت عامہ
- • • • • جیل اصلاحات
- • • • • مجسٹریٹوں کے فرائض کی تقسیم
- • • • • مسودہ قانون
- • • • • زراعت
- • • • • صنعت و حرفت
- • • • • ضروری خبریں



مکتبہ
محکمہ اطلاعات
مہمات شہرہ



اسلام

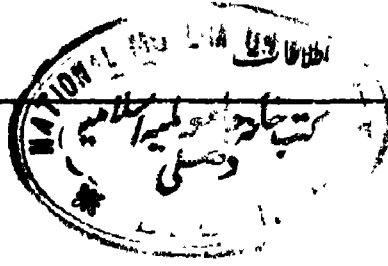
صوبہ متحدہ

جلد ۲	لکھنؤ ماہ مئی ۱۹۳۹ء	نمبر

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون
۱	(۱) بجٹ کی جوابی تقریر عالمجناب وزیراعظم
۱۵	(۲) روزگار ٹیکس پر تقریر عالمجناب وزیراعظم
۲۵	(۳) مسودہ قانون اسپلائمنٹ ٹیکس (روزگار) بل
۳۸	(۴) ترک منشیات اور حکومت تقریر عالمجناب وزیر آبکاری

صفحہ	مضمون
۲۲	(۵) انداد منشیات کا دوسرا سال بینامات (منجانب مختلف معزین)
۲۷	(۶) صحت عامہ تقریر محترمہ دذیر صحت
۵۳	(۷) جیل اصلاحات جیل کیٹی کی سفارشی
۷۰	(۸) مجسٹریٹوں کے فرائض کی تقسیم مجسٹریٹوں کے عدالتی اور عاملانہ فرائض علیحدہ کرنے کی اسکیم
۸۶	(۹) مسودہ قانون جوتوں کی یکجائی کا مسودہ قانون
۹۸	(۱۰) زراعت ایک مفید لکچر
۱۰۵	(۱۱) صنعت و حرفت محکمہ صنعت و حرفت کی کارگزاریاں
۱۲۷	(۱۲) ضروری خبریں انتخابات ازپریس نوٹ



صوبات متحدہ کے بجٹ پر اعتراضات کا جواب

معزز وزیراعظم کی تقریر

صوبات متحدہ کے بجٹ پر اسمبلی میں جو مباحثہ ہوا اُس کے جواب میں معزز پنٹہ گوبند بٹھہ وزیراعظم نے اپنی تقریر کے دوران میں فرمایا کہ بعض حضرات کو بجٹ میں بھی پروپیگنڈہ نظر آتا ہے مگر پروپیگنڈہ بجٹ کے معنی کیا ہیں؟ اس کا مطلب تو یہ سمجھا جائے گا کہ بجٹ بہت قابل اطمینان ہے جو بھی اس کو دیکھے گا اس کی تعریف کرے گا اور جو اس کی بُرائی کرے گا وہ تعصب ضرور ہوگا اگر پروپیگنڈہ بجٹ کے یہی معنی ہیں تو مجھے یہ فقرہ استعمال کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے۔ جن مقرر صاحب کے نزدیک یہ بجٹ پروپیگنڈہ بجٹ ہے انہوں نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ایک اوسط آدمی اس بجٹ کو دیکھ کر بجٹ کے مصنفین پر اس سے زیادہ اعتماد کرے گا جتنا وہ اس وقت کرتا اگر اس نے بجٹ نہ دیکھا ہوتا اور یہ کہ بجٹ میں ایسی باتیں موجود ہیں جن سے عوام کی ہمدردی حاصل ہو سکے۔ اگر معزز اراکین جماعت مخالف کی بجٹ کے بارہ میں یہی رائے ہے تو میں بھی ان کی تائید کرتا ہوں اس کے علاوہ اور جو تقریریں ہوئی ہیں ان میں سے اکثر ایسی ہیں جو ایک دوسرے کے متضاد ہیں اور ان کا مقصد جس ایک ”مشتہ کہ دشمن“ یعنی حکومت کی مخالفت ہے۔ بعض تقریروں میں تو مجھ پر اور حکومت پر اس وجہ سے حملہ کیا گیا ہے کہ ہم کو تعمیری کاموں میں جتنا خرچ کرنا چاہئے اتنا ہم نے نہیں کیا بعض میں یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ کمتر مفید کاموں کے لئے جو خرچ کیا جائے والا اتنا اُسے ملے تو کر دیا گیا ہے اس کے برعکس کچھ تقریروں میں یہ کہا گیا کہ جب تک آمدنی کافی نہ ہو رہیہ زیادہ نہ صرف کرنا چاہئے خواہ وہ تعلیم کے لئے صرف ہو رہا ہو یا صنعت و حرفت کے لئے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کس کے شورہ پر عمل کروں اس لئے کہ ہر شخص نہ صرف ہمارا رہنما بن رہا ہے بلکہ خود جماعت مخالف کے ”دوسرے اراکین کی رہنمائی کرنا چاہتا ہے۔ بہر حال جہاں تک ہمارا تعلق ہے جب جماعت مخالف کی طرف سے متضاد تقریریں کی جاتی ہیں تو خود ہم پر نشان ہو جاتے ہیں۔

کاش وزیر مالیات کے پاس جادو کا ڈنڈا ہوتا جس کے زور سے وہ سارے ٹیکسوں کا خاتمہ کر دیتا، افراد یا انجمنوں سے ٹیکس یا کسی صورت میں جو کچھ لیا گیا تھا اُسے واپس کر دیتا، سب کی تنخواہیں بڑھا دیتا، ہر شخص کے لئے "بولس" کا انتظام کر دیتا، اور ساتھ ہی ساتھ ہر ممکن کام کیلئے روپیہ بھی مہیا کر دیتا۔ ہر گاؤں میں شفا خانہ اسکول اور کتب خانہ قائم کر دیتا اور اگر معزز اراکین کی خواہش ہوتی تو مفت کا شراب خانہ بھی! اور اس طرح شاید کچھ اراکین کو مطمئن ہو جاتا لیکن مجبوری یہ ہے کہ ہم کو مالیات کے قوانین اور حدود کا پابند رہنا ہے اور کوئی شخص ان کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔

صوبہ کی مالی ساکھ

میں نے صوبہ کی مالی حالت کے بارہ میں جو کچھ لکھا تھا اُس پر بھی اعتراض کیا گیا ہے یہ واقعہ ہے کہ صوبہ کی مالی حالت ایک قومی معاملہ ہے اور حکومت کے اراکین کوئی بھی ہوں صوبہ کی مالی ساکھ ایوان کی ہر جماعت کے لئے ایک اہم اور واقعی دلچسپی کی چیز ہونی چاہئے اس لئے جب اس ساکھ کی بے وقعتی کرنے کی غرض سے ناروا حملے کئے جاتے ہیں تو مجھے تکلیف ہوتی ہے اچھا۔ آئیے اور صوبہ کی مالی تصویر دیکھ کر بتائیے کہ کیا واقعی آج صوبہ کی مالی حالت گذشتہ زمانہ سے زیادہ اچھی نہیں ہے؟ مجھے امید ہے کہ معزز اراکین نے وہ رپورٹ دیکھ لی ہوگی جو ہم نے ۱۹۲۱-۲۲ء سے ۱۹۳۶-۳۷ء تک کے صوبائی مالیات کی تاریخ پر تیار کی ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے بجٹ کے کاغذات میں جو آپ لوگوں میں تقسیم ہو چکے ہیں ۱۹۳۷-۳۸ء کی تفصیلات اور ۱۹۳۸-۳۹ء کے تخمینے لکھ دئے ہیں۔ گویا اس وقت ہمارے سامنے ۲۰ برس کا حساب موجود ہے۔ اب دیکھئے کہ ۱۹۲۱-۲۲ء میں کیا صورت حال تھی، پھر اس کے بعد سے ۱۹۳۶-۳۷ء تک کیا حال رہا اور جب سے ہم نے عنان حکومت سنبھالی اس معاملہ میں ہم نے کتنی ترقی کی۔ جیسا کہ معزز اراکین کو معلوم ہے ۱۹۱۹-۲۰ء میں صوبہ کا افتتاحی بقایا ۲۵۰ لاکھ تھا اور "سٹن" اور "ڈ" کی رد سے مرکز کو ۲۲۰ لاکھ کی مقررہ رقم کی ادائیگی کے بعد اُسے کم سے کم ۱۵۰ لاکھ روپیہ مزید خرچ کرنے کا اختیار تھا۔ مگر یہ تخمینہ مانینگو جیسفورڈ آئین کے پہلے ہی سال میں غلط ثابت ہوا اور ۸۹ لاکھ کا بجائی بلیس (کرڈٹ بلیس) ۵۹ لاکھ کے ضامہ میں بدل گیا۔ اس طرح مانینگو جیسفورڈ آئین شروع ہوا اور پہلے دو سال میں مکمل طرز کی حکومت کا یہ نتیجہ نکلا۔ اس کے بعد جب کہ اراکین کو معلوم ہے الارڈ سٹن کی ہدایت کے مطابق اس صوبہ کو مرکزی آمدنی میں ۲۲۰ لاکھ کا جو حصہ دینا تھا وہ رفتہ رفتہ ادا کیا جاتے دکھایاں تک کہ ۱۹۳۷ء کے

آخر میں وہ بالکل ہی ختم ہو گیا۔ اس کے علاوہ غیر بار آور کاموں کے لئے قرض بھی لیا گیا اور ستمبر ۳۶ء کے آخر میں ہمارے قرض کا بار ۳۲ کروڑ یا اس سے کچھ کم تک پہنچ گیا اور تقریباً ہر سال بجٹ میں خسارہ ہی ہوا۔ معزز اراکین نے ۲۵ لاکھ کی اس رقم کا جو حکومت ہند نے ہم کو دی ہے اور ”نیمیر اوارڈ“ کے ماتحت جو کچھ ملا ہے اس کا ذکر کیا ہے۔

ان دونوں کا مجموعہ ۵۰ لاکھ سے کم ہوتا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ستمبر میں دو عملی طرز کی حکومت کی ابتدا میں جو کچھ ملا تھا یہ رقم اس سے بہت ہی کم ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں صوبہ کو اس سے بہت زیادہ ملا کیونکہ ۵-۶ سال میں یہ ۲۵ لاکھ بھی دیدئے گئے تھے۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ مائٹفورڈ اسکیم کے نفاذ کے چند ہی سال کے اندر اندر صوبہ کو کم سے کم تین کروڑ روپیہ ملے مگر نتیجہ کیا ہوا؟ ہر سال خسارہ ہوتا رہا اور جس وقت اس غلط دستور اساسی کی زندگی ختم ہوئی تو صوبہ قرض کے بارے میں پوری طرح دب چکا تھا اب اسے صرف ان قرضوں کے سود ہی پر کافی روپیہ خرچ کرنا پڑ رہا ہے۔ یہ سچ گذشتہ ۱۶-۱۷ سال کے دوران میں صوبہ کی مالیاتی حالت کی تاریخ۔

موجودہ حکومت کی مشکلات

اب سوال یہ ہے کہ ہم نے کیا کیا؟ جماعت مخالف کے معزز اراکین اس ۲۵ لاکھ کی رقم پر (جو ہمیں صرف ۵ سال کے لئے ملی ہے) اور انکم ٹیکس سے ہمیں جو تھوڑا بہت حصہ ملتا ہے اس پر زور دے رہے ہیں شاید انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ ستمبر ۳۶ء سے ہم کو اور منشن کی مددوں میں جو رقم دینی ہے وہی ۲۰ لاکھ سے زیادہ ہو گئی ہے۔ اس معاملہ میں ہماری کوئی آواز نہیں ہے اور نہ کوئی سنوائی ہے۔ یہ رقم تو ادھی کرنا ہے اس لئے اس ۲۵ لاکھ سے یا نیمیر اوارڈ کے ماتحت جو ۲۲ لاکھ کی رقم ہمیں ملے گی اس سے ہم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے۔ مزید برآں جیسا کہ اراکین کو معلوم ہے ہمیں سارا قرض باقسطا ادا کرنا پڑ رہا ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ اگر زیادہ نہیں تو ۲۰ لاکھ کا خرچ مزید ہے۔ اس لحاظ سے انہیں دونوں چیزوں کے سلسلہ میں ۶۰ لاکھ سے زیادہ کا خرچ ہے۔ اس لئے اگر اراکین ان باتوں پر توجہ دیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ ہم کو اس انتظام سے کوئی فائدہ نہیں ہوا ہے۔

اخراجات میں تخفیف

مگر ان مشکلوں کے باوجود ہم نے اگر کوئی ترقی دکھلائی ہے تو یہ اس وجہ سے ہے کہ ہم نے اپنے مالی اخراجات میں بہت توجہ سے کام لیا ہے۔ اراکین یہ دیکھیں گے کہ بعض میں ایسی چیزیں ہیں جن پر ہم کو افسانہ نہیں ہے اور یہ اخراجات ضروری ہیں ان مددوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ ظاہر ہو جائے گا کہ جو کچھ بچتا ہے وہ اس

رقم کے نصف سے زیادہ نہیں ہے جو سال بھر میں عموماً خرچ ہوتا ہے اور میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ ہم نے اخراجات کے اس حصے میں کافی کفایت شعاری کی ہے۔ ہم نے سفر خرچ اور قیام کا بھتہ کم کر دیا ہے اور دورہ پر وقتی مدت صرف کی جاتی ہے اُسے بھی کم کر دینے کی ہم نے ہدایت کر دی ہے۔ ہم نے بہ احکام بھی نافذ کر دئے ہیں کہ دورہ کا پروگرام بہت غور و فکر سے بنایا جائے تاکہ کم سے کم روپیہ صرف ہو۔ ہم نے یہ حکم بھی دیدیا ہے کہ وہ برس کی عمر میں ہر شخص ریٹائر ہو جائے گا خواہ وہ دفتری ملازمت میں ہو خواہ کسی اور جگہ پر۔ ہم نے یہ بھی طے کر دیا ہے کہ اگر کوئی شخص تھوڑے دنوں مثلاً ۱۵-۲۰ دن کی چھٹی لے تو اس کی جگہ پر جو شخص قائم مقامی کرے اُسے مزید تنخواہ نہ ملے گی۔ ہم نے اتفاقیہ اخراجات کی بھی کافی چھان بین کی اور کی جا رہی ہے اور ہم نے اس میں کافی تخفیف کر دی ہے بعض وعدے مثلاً انسپکٹر جبریشین ڈاسٹامپ ملا کر ایک کر دئے گئے ہیں۔ کئی جگہیں تو رڈی گئی ہیں مثلاً محکمہ آبپاشی کے چیف انجینئر اور کئی سپرنٹنڈنٹ انجینئروں وغیرہ کی۔ ہم ایسے معاملات کے متعلق جن پر ہم کو براہ راست اختیار نہ تھا ذمہ داروں سے ہماری گفتگو جاری ہے اور خرچ کم کرنے کے لئے ہم جو کچھ بھی کر سکتے ہیں وہ کر رہے ہیں۔

بعض اراکین جنرل ایڈمنسٹریشن (عام انتظام) یا انتظام عدالت یا انتظام پولیس کے ماتحت نسبتی اعداد و شمار سے غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ جب تک ایک ہی طرح کی دو چیزوں کا مقابلہ نہ کیا جائے غلط تقابل سے صحیح نتیجہ نہ برآمد ہوگا۔ ۱۹۳۶-۳۷ تک انگلستان میں جو خرچ ہوا وہ ایک خاص عنوان کے ماتحت کیشت رقم کی صورت میں ظاہر کیا گیا تھا اور اس کا مجموعہ ۴۷۰ لاکھ ہوتا تھا۔ مگر ۱۹۳۷-۳۸ سے انگلستان میں جو خرچ ہوا وہ ”عام انتظام“ ”پولیس“ اور اسی طرح کے دوسرے ضمنی عنوانات کے ماتحت تقسیم کر دیا گیا ہے اس لئے ایک کافی رقم کا اضافہ ضرور ہو گیا ہے مگر اس وجہ سے نہیں کہ مزید اخراجات ہوئے ہیں بلکہ اس وجہ سے کہ ایک خاص عنوان کے ماتحت اخراجات کو زیادہ مناسب طریقہ سے رکھ دیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے ایک عنوان کے ماتحت مجموعی اور اوسط رقم زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ معزز اراکین نے غالباً یہ بھی دیکھا ہوگا کہ کم تنخواہ پانے والے اسٹاٹ کی تنخواہوں میں جو اضافہ ہوا ہے اور جسے ہم نے ایوان کے سامنے منظور کر کے لئے پیش کیا ہے وہ بھی مختلف عنوانات کے ماتحت تقسیم کیا گیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہر عنوان کے ماتحت اوسط رقم پر اثر پڑا ہے۔ مگر خرچ میں بہر حال کافی کمی ہو گئی ہے۔

اگر آپ ایک ہی طرح کی چیزوں کا مقابلہ کیجئے تو آپ دیکھئے گا کہ ”عام انتظام“ ”انتظام عدالت“ اور پولیس وغیرہ کے ماتحت ہم نے جو کفایت کی ہے دوسری کفایتوں کے علاوہ ان کا مجموعہ سال ۱۹۳۷ اور ۱۹۳۸ لاکھ کے درمیان ہوتا ہے۔ ہم نے پہلے تو ہر عنوان کے ماتحت اخراجات میں کمی کی اور پھر کیشت رستم تخفیف کر دی اور محکموں سے اصرار کیا کہ وہ اتنی ہی رقم کے اندر اپنے مصارف پورے کریں۔ اس طرح ہم نے

جہاں تک کفایت شعاری ہو سکتی تھی کی اور میں نہیں سمجھتا کہ ان حالات میں کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ ہم نے ایسا کوئی راستہ چھوڑ دیا ہے جس سے مزید کفایت یا تخفیف ہو سکتی تھی۔

البتہ ان باتوں کے علاوہ ایک چیز اور کی جاسکتی تھی اور وہ تنخواہوں کی شرحوں میں تخفیف تھی۔

اس بات پر معزز اراکین جماعت مخالف اور صوبہ کے بعض لیڈروں نے بہت زور دیا ہے۔

میں یہ جانتا ہوں کہ ہمیشہ اعلیٰ ملازمتوں کی تنخواہوں میں کمی کا مطالبہ کیا۔ گزشتہ سال بھی معزز اراکین نے

اپنی تقریروں میں اس چیز پر کافی زور دیا۔ مگر ہم یہ کام خود نہیں کر سکتے کیونکہ اعلیٰ ملازمتوں کی

تنخواہوں میں ہم کو تخفیف کرنے کا اختیار نہیں ہے اس لئے اگر ہم ایسا نہیں کر سکتے تو ذمہ داری ہمارے

سر نہیں آتی۔ اس کے علاوہ ہمارے امکان میں جو کچھ تھا ہم وہ سب کر چکے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ

ہم نے اپنا کام ختم کر دیا اور اس کے بعد مزید تفتیش نہ کریں گے۔ جیسا کہ معزز اراکین کو معلوم ہے ہم نے

صوبہ جاتی ملازمتوں کے نئے ملازمین کی تنخواہوں میں تخفیف کر دی ہے۔ ماتحت ملازمتوں کی موجودہ

تنخواہوں کی شرحوں پر بھی ہم غور کر رہے ہیں مگر یہ تسلیم کرنا ہو گا کہ اس میں جو زخم کی جالیگی وہ برائے نام

ہی ہوگی اور اُس سے کوئی خاص بچت نہ ہو سکے گی۔ ان حالات میں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی شخص ہم پر یہ

الزام کیسے لگا سکتا ہے کہ ہم نے ٹیکس دینے والے کا ہر وہ روپیہ جو ہم بچا سکتے تھے نہیں بچایا تاکہ ہم کو جو کچھ

وہ دیتا ہے اس کے معاوضہ میں ہم اُسے زیادہ سے زیادہ دے سکیں۔

کہا گیا ہے کہ ۳۰-۳۱ء کے بجٹ میں خسارہ نہیں ہوا تھا مگر اس کی وجہ یہ تھی کہ حکومت ہند نے ہم کو

۱۸ لاکھ روپیے دئے تھے۔ میں نے خود اپنی ستمبر ۳۱ء کی تقریر میں صاف صاف کہہ دیا تھا کہ مجھے

ایسی طرح معلوم ہے کہ ہم کو حکومت ہند سے اپنا حصہ ملنے والا ہے لیکن ہم نے بجٹ کو صحیح بنیاد پر جو مرتب

کیا کیا اس کی یہی وجہ تھی۔ جیسا کہ معزز اراکین کو معلوم ہے ہم سے پہلے والی حکومت نے بجٹ کا تو تخمینہ

لگایا تھا اُس میں ۳۰ لاکھ کی کمی تھی۔ ہم نے اُس میں ۱۲ لاکھ کی مزید اخراجات کا حساب لگایا جس کے معنی

یہ ہیں کہ اگر کوئی خاص بات نہ ہوتی تو ۴۲ لاکھ کا خسارہ ہوتا مگر بجٹ پیش کرنے کے قبل ہم نے ادھر ادھر

کاٹ چھانٹ کی اور خسارہ کو ۴۲ لاکھ سے گھٹا کر ۱۲ لاکھ کر دیا۔ ۱۲ لاکھ کا یہ خسارہ وہ تھا جو ۳۸-۳۹ء

کے تخمینوں میں دکھایا گیا تھا لیکن ترمیم کے تخمینوں کی وجہ سے سال کے دوران میں خرچ کی نئی مددوں کا

اضافہ ہوا اور کل خسارہ ۱۹ لاکھ تک پہنچ گیا۔ اب اگر اخراجات کی مزید تفتیش نہ ہوتی اور کافی بیکداشت

نہ کی جاتی تو ظاہر ہے کہ خسارہ ۱۹ لاکھ سے کم نہ ہوتا۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اصل آمدنی میں تقریباً ۵۰ لاکھ

کی کمی ہوگئی اور دوسرے ذرائع سے جس آمدنی کا ہم نے اندازہ کیا تھا اُس میں ۴۸ لاکھ ۹۱ ہزار کی کمی

رو نما ہوئی مگر ان باتوں کے باوجود ہم نے بجٹ کو برابر کر دیا۔ ہم نے غنی الامکان خرچ کو کم کیا اور آخر کار

بجٹ کو برابر کرنے میں کامیاب ہوئے معزز اراکین اس چیز کو بھول گئے کہ آمدنی میں ۴۹ لاکھ کی کمی

ہو گئی تھی۔ لیکن اگر ہم ان عنوانات کو بھی لیں جن میں تبدیلیاں ہوئیں تو صرف ریونیو میں ۴۰ لاکھ کی کمی ہوتی ہے جس کے معنی یہ ہوتے کہ اگر اس میں ۱۹ لاکھ کی کمی اور ملا دی جائے (جس کا اندازہ پہلے ہی ہو گیا تھا) تو کل خسارہ ۵۹ لاکھ کا ہو جائے گا۔ اگر اس میں سے ۱۹ لاکھ نکال بھی دے جائیں جو ہمیں حکومت ہند سے ملے ہیں تب بھی ۴۰ لاکھ کا خسارہ ضرور ہوگا۔ مگر ۴۰ لاکھ کے خسارہ کے بجائے جو ان حالات میں لازمی تھا بچٹ کا توازن برابر ہی رہا۔ اسی طرح ۳۹-۴۰ میں ۵ لاکھ کے خسارہ کو ہم نے ۱۵ لاکھ کی بچت میں تبدیل کر دیا۔ معزز اراکین نے صرف آمدنی کو دیکھ کر یہ کہہ دیا کہ نفع اسی کی وجہ سے ہوا ہے مگر اس میں بھی ان کی غلطی ہے اور اگر انہوں نے میرے بیان کو کچھ توجہ سے دیکھا ہوتا تو وہ اس میں مبتلا نہ ہوتے۔ ہمارے نظراتانی شدہ تخمینوں کے مطابق آمدنی میں پھر کمی ہو گئی۔ صرف ریونیو اور سٹامپ کے عنوانات کے ماتحت ۴۰ لاکھ کی کمی ہوئی جو ایکھ کی کل آمدنی سے بھی جس کا اندازہ ہم نے ۳۱ لاکھ کیا تھا کم ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی عنوانات ہیں جن کے ماتحت اندازہ سے کم آمدنی ہوئی۔ آبپاشی اور بعض دیگر عنوانات کے ماتحت ضرور آمدنی میں اضافہ ہوا۔ مگر میں ایک بار پھر معزز اراکین کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ اخراجات میں ہم نے بہت بچت کی۔ اس کے علاوہ ایک چیز اور بھی ہے جو میرے نزدیک بہت اہم ہے اور جسے فراموش نہ کرنا چاہیے۔ بچٹ کو برابر کرنے کے لئے ہم نے یہ سوچا تھا کہ اس سال ہم کو ۵۰ لاکھ روپیہ قرض لینا پڑے گا۔ مگر ہم نے کسی "طویل مدت کا قرض" لئے بغیر اپنے انتظام کو سنبھالا اور اپنی تمام مالی ذمہ داریوں کو بشمول اکروٹھ ۳۰ لاکھ کے قسطوں کے پورا کیا۔ ہم نے سرمایہ کے کاموں ("کیپٹل ورکس") میں بھی ۴۸ لاکھ روپیہ لگایا اور ہم کو امید ہے کہ ہمارا اختتامی بقایا اس سے زیادہ ہوگا جتنا بچٹ تیار کرتے وقت ہم نے اندازہ کیا تھا۔

صوبہ کی مالی ساکھ کا پہلے سے مقابلہ

مجھے کیپٹن پوکاک کے بعض الفاظ سے سخت افسوس ہوا ہے۔ انہوں نے صوبہ کی مالی ساکھ بہت براٹی کی ہے۔ جہاں تک واقعات کا تعلق ہے ہم جو روپیہ لگا چکے ہیں اس کی تعداد کسی پہلے زمانہ کے مقابلہ میں زیادہ ہے ہم ۱۰۵ لاکھ کا قرض لئے بغیر اپنا سارا کام چلاتے رہے، سرمایہ کے کاموں میں بھی روپیہ لگایا اور ۱۰۵ لاکھ قرض لینے کے بعد جتنے اختتامی "بیلنس" کی امید تھی اس سے زیادہ بیلنس رہا جب ہم نے عمان حکومت سنبھالی اس زمانہ کے مقابلہ میں آج ہمارے اوپر قرض کا بار کم ہے حالانکہ ہم ۱۳۲ لاکھ کی قسط ہر سال دے رہے ہیں۔ ہم "سٹنگ فنڈ" میں بھی زیادہ رقم دے رہے ہیں جس سے ہماری ذمہ داریاں کم ہوتی جائیں گی اور ساکھ بڑھتی جائے گی۔ ہم نے خود اپنی آمدنی میں سے سرمایہ کے کاموں کے لئے روپیہ حاصل کیا۔ میرے خیال میں کیپٹن پوکاک ان حالات میں تسلیم کریں گے کہ ان کے الفاظ بہت گمراہ کن اور شرارت آمیز تھے۔ مجھے صوبہ کی ساکھ کا خاص خیال ہے اور میں پُر زور الفاظ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج

کسی اور زمانہ کے مقابلہ میں ہمارے زیادہ مضبوط، زیادہ قابل اعتبار اور زیادہ بہتر ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حکومت کو روپیہ ملتے میں دقت ہو رہی ہے۔ ہاں ہم کو روپیہ ملتے میں اس وجہ سے دقت ہوئی کہ ہم نے روپیہ مانگنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی لیکن جب کبھی بھی ہم نے روپیہ چاہا تو ہمیں بہت آسان شرح سے ملا۔ ہم نے متعدد میں قرض مانگا اور شرح سود صرف ۲ فیصدی رہی۔ آج تک قرض لیتے وقت جس شرح پر بھی سود بھی دیا گیا یہ شرح ان سب کم تھی۔ ہم کو اس سال دو مرتبہ ”ٹرنیٹری بل“ جاری کرنے پڑے مگر میرے خیال میں شرح دور و پیہمندی فی سال تھی۔ یہ شرح بھی بہت ہی کم تھی اور قرضی رقم ہم چاہتے تھے وہ چند ہی گھنٹوں میں پہنچا ہوگی۔ اس لئے یہ الزام کہ صوبہ کی مالی سلاک کم ہو رہی ہے بالکل غلط ہے اور مجھے امید ہے کہ جب لوگ اس قسم کے سوال پر بحث کریں گے تو زیادہ محتاط رہیں گے۔

انڈسٹریل اینڈ فنانشیل کارپوریشن

ایک صاحب نے یہاں ”انڈسٹریل اینڈ فنانشیل کارپوریشن“ کا بھی ذکر کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ کارپوریشن کو کافی روپیہ نہیں مل سکا اور یہ کہ گورنمنٹ کو قرض کی گارنٹی کرنا پڑی۔ میرا یہ خیال ہے کہ مقرر نے پراسپیکٹس کے قواعد کی شرائط کا بغور مطالعہ نہیں کیا ہے گورنمنٹ نے کبھی یہ قرض نہیں لیا۔ گورنمنٹ نے اس قرض کی ذمہ داری نہیں لی۔ حکومت صرف اس کے لئے تیار تھی کہ جتنا روپیہ لگایا جائے اس کا ۲ فیصدی گورنمنٹ بھی فنڈ میں دیدے تاکہ اس ادارے کی ضمانت ہو جائے۔ گورنمنٹ اس کی امداد کے لئے تیار تھی اور اس کے لئے جو کچھ کر سکتی ہے کرے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرض یا اس کارپوریشن کا پراسپیکٹس اس دن شائع ہوا تھا جس دن انگلستان کے وزیر اعظم ٹھلر سے پہلی مرتبہ ملاقات کرنے والے تھے اور جنگ کا ہر وقت خطرہ تھا اور جس شخص نے بھی اپنے روپیہ کو کہیں لگایا تھا اسے نکلانے کی فکر میں تھا اور حصوں کی قیمت گر گئی تھی۔ یہ تھا وہ زمانہ جسے کارپوریشن کے ڈائریکٹروں نے پراسپیکٹس شائع کرنے کے لئے منتخب کیا اور لوگوں سے چندہ مانگا۔ ان حالات میں مجھے کوئی تعجب نہیں ہوا کہ کیپٹن پوکاک نے اس دن ایک پیسہ بھی نہیں لگایا لیکن اگر اسی چیز کو وہ اب کرنا بھی چاہیں تو شاید ان کو اس کا موقع نہ ملے گا۔

ناجائز شراب کشید کرنے والوں کو سزا

اس کے علاوہ کیپٹن پوکاک نے ایک جملہ اور بھی کہا تھا جس پر مجھے بہت سخت اعتراض ہے انھوں نے کہا تھا کہ انھیں اس کا علم ہے کہ گورنمنٹ نے ناجائز شراب بنانے والوں پر مقدمہ چلانے

اس رائے سے متفق ہیں

نواب ڈاکٹر سر محمد سعید خاں - ہماری پالیسی ہمہ گیر کی ہے۔

آنریبل وزیر اعظم - بہت خوب۔ اجتناب میں بھی روپیہ کا خرچ ہے۔ چاہے امتناع ہو یا پرہیز روپیہ یا مسکرت کی آمدنی کی صورت میں فاضل رقم جاتی رہیگی پس اس کے چلے اجتناب کہا جائے یا جبری اجتناب ہم کو اسکا اصول تسلیم کر لینا چاہئے مگر کیا حقیقتاً آپ لوگ اپنے کمزور ترین بھائی کی کمزوری سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ وہ کمزور ہات میں پڑ جائیں اور آپ اُن سے فائدہ اٹھائیں۔ کیا حقیقتاً یہ آپ کا پروگرام ہے اور منشا ہے؟ کیا آپ چاہتے ہیں کہ لوگ شراب نوشی کریں تاکہ آپ کو کوئی ٹیکس نہ دینا پڑے کیا آپ چاہتے ہیں کہ ان لوگوں کی ہمت افزائی کی جائے اور یہ برائی اُن میں پختہ ہو جائے تاکہ آپ لوگ چسپاں پیسے بچا سکیں؟ کیا آپ کا یہ رویہ ہے؟ تب آپ کو صاف طور پر یہ کہہ دینا چاہئے کہ ہم امتناع نہیں چاہتے کیونکہ ہم کسی معیار سے بھی کچھ نہیں دے سکتے۔ اگر آپ کی یہی پالیسی ہے تب آپ کو سچائی اور صفائی سے ہم کو مبتلا دینا چاہئے کہ آپ روپیہ بدترین طریقہ سے ہتھائے جانے کے بھی حامی ہیں تاکہ آپ محفوظ رہیں۔ اگر یہ صورت ہے تو تمام دنیا کو معلوم ہو جانا چاہئے۔ کیا حقیقتاً کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ ترک منشیات اس ملک میں کامیاب نہ ہوگا؟

کیپٹن - ایس۔ آر۔ پوکاک - جی ہاں۔

آنریبل وزیر اعظم - مجھے آپ سے سُنکر یہ تعجب نہیں ہوا کیونکہ باوجود اس کے کہ آپ یہاں تیس برس رہ چکے ہیں آپ کو ہم لوگوں کے متعلق بہت کم واقفیت ہے۔ لیکن میں دوسروں سے کہتا ہوں کہ کیا یہ واقعہ ہے؟ میں آپ سے کہتا ہوں کہ جب آپ امریکہ اور دوسرے ملکوں کا ذکر کرتے ہیں تو آپ یہ نہیں جانتے کہ اجتناب یا امتناع ہماری اصلی طبائع اور مذاق ہیں۔ یہ ہماری ہستی کے لئے ضروری ہے۔ اگر ہم سے ایک آدمی ایک جام شراب پی لیتا ہے تو وہ اپنے کو نہایت ذلیل خیال کرتا ہے اور خرمندہ ہوتا ہے اور اپنا نہ لوگوں کو نہیں دکھا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ہمارے اصول اور قانون - ہمارے مذہب - ہمارے عقیدہ - ہماری تربیت اور ہماری معاشرت کے خلاف ہے۔ اس لئے جو کوئی اس میں پڑتا ہے وہ اپنے ہمیر کے خلاف کرتا ہے۔ وہ یہ سب اس لئے کرتا ہے کہ وہ بہت کمزور طبیعت کا واقعہ ہوا ہے اور شیطان کے زیر اثر آ جاتا ہے جو مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ لیکن اگر انسان اپنے اوپر چھوڑ دیا جائے تو اس میں یہ کمزوری نہ ظاہر ہوگی اور شراب نوشی کی کوئی خواہش نہ پیدا ہوگی۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ جب تک آپ خود لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں حاصل کرنا چاہتے آپ کو امتناع کے اجراء میں کوئی دقت نہ ہوگی اور اگر آپ اس طریقہ سے روپیہ پیدا کرنا چاہتے ہیں تو آپ چمکلا لائنس بھی دے سکتے ہیں اور دو کروڑ روپیہ پیدا کر سکتے ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ "اسٹیٹ لائٹری" کا قاعدہ جاری کر سکتے ہیں۔ اور ہر گاؤں - ہر

شہر اور ہر قصبہ میں اس کا انتظام کر سکتے ہیں اور دو کروڑ کی زائد رقم حاصل کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی انتظام کے لئے بھی روپیہ مہیا کرنے کا طریقہ بہت پاکیزہ ہونا چاہئے اور اگر ملک میں پاکیزگی اور صفائی کا رواج دینا ہے تو امتناع بطور اخلاقی قوت کے ضروری ہے۔

نئے سرکاری ٹیکس

ہم نے جو ٹیکس لگائے ہیں ان کے متعلق بھی کچھ کہا گیا ہے۔ میں آپ سے کہتا ہوں اور ان طور پر کہتا ہوں کہ جو ٹیکس عاید کئے گئے ہیں ان میں ایک تعمیری صورت ہے بلحاظ اس کے کہ ان سے ہم کو ملے گا۔ وہ بالذات نہایت خوبی کی چیزیں خواہ ان سے ہم کو کچھ بھی نہ ملے ہو۔ تفریح اور شرط بازی کا ٹیکس ایک چھوٹا سا ٹیکس ہے جو آپ ان لوگوں پر لگا سکتے ہیں جو تماشے اور گھوڑ دوڑ میں شرکت کرتے ہیں۔ وہ تھوڑی سی رقم آسانی کے ساتھ دے سکتے ہیں اور ان کو اس بات کی تسکین ہوگی کہ وہ اس رقم کو فضول کاموں کے لئے نہیں صرف کر رہے ہیں بلکہ یہ رقم خواہ وہ کتنی ہی حقیر کیوں نہ ہو ایک بہتر اور فائدہ مند کام کے لئے استعمال کی جائے گی۔

شکر کے ابواب

اب میں شکر کے ابواب کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں اس امر کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے کہ ہم لوگوں نے کیا کیا ہے اور کیا نہیں کیا۔ کیا کوئی شخص صحیح طور پر یہ کہہ سکتا ہے کہ ہمارے زمانہ انتظام میں شکر کے کاروبار میں کسی طرح کا نقصان پہنچا ہے؟ میں پورے دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ شکر سازی کا کام سرب جہی۔ سر یو استو کے زمانہ کے مقابلہ میں اب زیادہ مستحکم ہے۔ شکر کی صنعت تباہ و برباد اور ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی تھی بلکہ مجھے یہ کہنا چاہئے کہ زندگی کی آخری سانسیں لے رہی تھی۔ اس کی قیمت ۲ آنہ اور ۲ آنہ ۶ پائی تک گھٹ گئی تھی شکر بنانے والے کوئی منافع نہیں حاصل کر رہے تھے بلکہ اپنا مال گھاٹے پر بیچ رہے تھے۔ یہ حالت ہم لوگوں کے قبل تھی۔ ہم نے کیا کیا۔ اوکھ پیدا کرنے والوں نے سال گذشتہ پانچ آنہ ۶ پائی پیدا کیا اور اس سال آٹھ آنہ بلکہ دس آنہ فی من۔ شکر بنانے والوں کو بارہ آنہ سے بیکر اکیڑہ فی من تک منافع سال گذشتہ میں ملا اور اس سال ایک روپیہ۔ ڈیڑھ روپیہ یا دو روپیہ کے درمیان تک امید ہے۔ اس لئے اوکھ کی کاشت کرنے والے اور شکر بنانے والے زیادہ اچھی حالت میں ہیں۔ مسٹر محمد اسحاق خاں۔ خریداروں کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں۔ وہ خسارے میں ہیں۔ آئرلینڈ وزیر اعظم۔ میں خریداروں کے متعلق بیان کرتا ہوں۔ بلحاظ خریدار میں خیال

کرتا ہوں کہ سر بجے پی۔ سر پواسٹو کو ۵ ریا، مرنی سیر شکر خرید کرنے میں کوئی دقت نہ ہوگی۔ ان کیلئے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن میں آپ کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس شکر کی زیادہ مقدار اس صوبہ کے باہر فروخت کی جاتی ہے اس لئے اس صوبہ کے شکر استعمال کرنے والے کو نقصان نہیں ہوتا۔ آپ کو زیادہ ملتا ہے اور یہی آپ کا فائدہ ہے۔ ایکھ بونے والے کو آج پہلے کے مقابلہ میں بہت زیادہ آمدنی ہوتی ہے اور اس کی وجہ بھی ایکھ کے صلے ہیں ہم ایکھ کی صنعت کے لئے کافی روپیہ خرچ کر رہے ہیں اور میں آپ سے یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ اب کی مرتبہ ایکھ بونے والوں کو اگر ڈر روپیہ زیادہ ملا ہے۔ ہم نے ہر جگہ اپنے آدمی مقرر کر دئے ہیں جو یہ دیکھتے رہتے ہیں کہ ایکھ بونے والوں کو پورے دام ملتے ہیں اور جو سامان انھیں ملتا ہے وہ تازہ ہوتا ہے۔ غرض کہ ہماری ان کوششوں سے فائدہ ہر شخص کو ہوتا ہے اور نقصان کسی کو نہیں۔

دوسری صنعتوں کے ساتھ بھی ہمارا یہی برتاؤ رہا ہے۔ گڑ کے لئے ہم نے ایسے طریقے بنائے ہیں کہ گڑ تیار کرنے والے کو بھی اب کی سال کم سے کم اگر ڈر روپیہ زیادہ ملا ہے۔ ہم سے کہا گیا ہے کہ ہم ملک کی سطح اسی وقت بلند کر سکتے ہیں جب ہم دولت زیادہ تقسیم کریں نہ کہ روپیہ خرچ کرتے رہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ مناسب طریقہ سے روپیہ صرف کرنا بھی دولت پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ لوگوں کا معیار زندگی بلند کرنے کے لئے اور ان کو گزشتہ زمانہ سے زیادہ پیدا کرنے کا موقع دینے کے لئے ہم نے بہت سے طریقوں پر عمل شروع کر دیا ہے۔

نئی اسکیمیں

ہماری تمام سرگرمیوں کا خاص مقصد یہ ہے کہ عوام کی مادی، اخلاقی اور ذہنی سطح کو بلند کریں اور اسی وجہ سے ہماری کوشش رہتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ دولت پیدا کرتے رہیں مگر اسکے لئے روپیہ کی ضرورت ہے اور سوال یہ ہے کہ روپیہ کیسے ملے؟ ہم نے کئی کپٹل اسکیمیں تیار کی ہیں مثلاً زیادہ آبپاشی، زیادہ نل کے کنوئیں اور ہائیڈل اسٹیشن کی اسکیمیں وغیرہ۔ کیا ان سے زیادہ دولت نہیں ملے گی؟ ذرائع رسل و رسائل میں توسیع کی کوششیں اور ۲۵۰۰ میل کی نئی سڑکیں نکلنے سے کیا ان مقامات تک راستہ نہ صاف ہو جائے گا جہاں کی چیزیں آج تک بازار میں نہیں آ سکتی تھیں اور جہاں دولت پیدا ہوتی تھی؟ فی الحال یہ دولت اچھی جگہ تک نہیں پہنچ پاتی اور سامان تیار کرنے والا اپنے سامان کی مناسب قیمت نہیں پاتا ہے۔ اب آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ہم نے جن اسکیموں کا نفاذ کیا ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ گاؤں کا اشتکار اور شہر کا رہنے والا ہر شخص زیادہ دولت کمانے کے قابل ہو سکے تاکہ وہ زیادہ بہتر زیادہ عمدہ اور زیادہ خوشگوار زندگی بسر کر سکے۔

نئے ٹیکس کیوں لگائے گئے

لیکن جیب خرچ زیادہ کیا جائے گا تو روپیہ آئے گا کہاں سے؟ اس مسئلہ کا حل ہم نے روزگار ٹیکس (ایمپلائمنٹ ٹیکس) سوچا ہے۔ جہاں تک پٹرول ٹیکس کا تعلق ہے ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ میں آپ سے یہ بھی کہ دوں کہ دوسرے صوبوں میں بھی نئے ٹیکس لگائے گئے ہیں۔ مدراس میں کپڑے کی بکری پٹرول ٹیکس لگا ہے، شرط لگانے اور دوڑ کے ٹیکس میں اضافہ کر دیا گیا ہے اور اب پٹرول بجلی، اور دیگر سامان کی فروخت پر ٹیکس لگایا جانے والا ہے شرط لگانے پر ٹیکس تو مدراس میں صوبائی خود مختاری ملنے کے قبل ہی لگا ہوا ہے۔ بمبئی میں بجلی کے محصول میں اضافہ ہونے والا ہے جس سے ۱۲ لاکھ کی آمدنی ہوگی۔ شہر کے غیر منقولہ جائیدادوں پر کرایہ کے حساب سے فیصدی ٹیکس لگایا جائیگا جس سے ۱۲ لاکھ کی آمدنی ہوگی، پٹرول پر ٹیکس لگایا جائیگا جس سے ۱۰ لاکھ ملیں گے، مل کے بنے ہوئے دھاگوں پر ٹیکس لگیگا جس سے ۲۵ لاکھ کی آمدنی ہوگی وغیرہ وغیرہ۔

بنگال میں کچھ دوسرے قسم کے ٹیکس ہیں اور اسی طرح پنجاب، صوبہ متوسط اور بہار وغیرہ میں بھی ہیں انٹر صوبوں میں زرعی آمدنی کا ٹیکس بھی لگادیا گیا ہے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم بھی یہ ٹیکس لگادیں؟ ہمیں اس میں کوئی عذر نہیں ہے، ہم آپ کی خواہش پوری کرنے کے لئے تیار ہیں مگر ہم اس ٹیکس کو نہیں لگانا چاہتے تھے اس لئے کہ ہم زمینداروں کو ناراض نہیں کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اگر وہ ہمیں مجبور کریں گے تو ان کی خواہشات پر ضرور عمل کیا جائے گا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کپٹن پوکاکہ، مسٹر سوشل اور سر جے۔ پی۔ سر یواسٹو کیا چاہتے ہیں۔ کیا ان کا یہ مطلب ہے کہ ہم مل کے کپڑے پر ٹیکس لگادیں؟ اگر انھیں یہ ٹیکس ”روزگار ٹیکس“ سے زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے تو ہم بھی ٹیکس لگادیں گے۔ لیکن ہم اس وجہ سے ایسا نہیں کرنا چاہتے تھے کہ صنعت و حرفت کی ترقی نہ رکھنے پائے۔ بہر حال یہ چیز آپ ہی لوگوں پر منحصر ہے۔

مسلم یونیورسٹی اور ہندو یونیورسٹی کا مسئلہ

تقریروں میں اس کا بھی حوالہ دیا گیا ہے کہ بنارس ہندو یونیورسٹی کو ۵۰ ہزار کی رقم دی گئی ہے اور علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کو صرف ۱۰ ہزار کی۔ میں آپ لوگوں سے یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کو کئی سال سے ۶۴ ہزار روپیہ سالانہ مل رہے ہیں بلکہ اسے مجموعی طور سے ۱۰ لاکھ دس ہزار روپے ملتے ہیں۔ بنارس ہندو یونیورسٹی کے اسکول کو بھی برابر امدادی رقم ملتی رہی مگر خود یونیورسٹی کو کوئی رقم نہیں ملی کیونکہ سنٹرل ہندو کالج کی بانیہ سٹریسٹ حکومت سے روپیہ لینے پر تیار نہیں ہوئیں۔

اور اگر ایم۔ اے۔ او کالج کو جو عطیہ پہلے لانتا اس کے سلسلہ میں علیگڑھ یونیورسٹی کو بحیثیت یونیورسٹی کے ۶۴ ہزار کا عطیہ نہیں ملتا ہے تو میں اپنی رائے پر نظر ثانی کرنے کے لئے تیار ہوں مگر میں آپ کو یہ یقین دلادینا چاہتا ہوں کہ ہم دونوں یونیورسٹیوں میں کوئی تفریق نہیں کرنا چاہتے ہیں اور کہیں کو یہ بھی بتادینا چاہتا ہوں کہ بنارس یونیورسٹی میں طلباء کی تعداد علیگڑھ یونیورسٹی کے طلباء سے دو گنی ہے اور بنارس یونیورسٹی کا خرچ بھی علیگڑھ یونیورسٹی سے دو گنا ہے۔ اس پر بھی ہم بنارس یونیورسٹی کو علیگڑھ سے زیادہ نہیں دینا چاہتے۔ ہم سے درخواست کی گئی تھی۔ لڑکیوں کے کالج کو ۲۰ ہزار کا عطیہ دیا جائے ہم نے ۱۱ ہزار منظور کئے اور دس ہزار دوسرے سال کیلئے رکھنے نہیں میں ایک بار پھر یہ کہتا چاہتا ہوں کہ ہم ان دونوں یونیورسٹیوں میں کوئی تفریق نہیں کرنا چاہتے اور اگر کوئی غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے تو ہم عطیہ کے مسئلہ پر دوبارہ نظر کرنے کے واسطے تیار ہیں۔

ایک شکایت یہ بھی کی گئی ہے کہ ایک لائبریری نے عطیہ کے واسطے درخواست کی مگر اسے عطیہ نہیں ملا۔ میری عادت یہ ہے کہ مجھ سے جب اس قسم کی درخواست کی جاتی ہے تو میں اس کی شفاوش کر دیتا ہوں اور وہ عطیہ عموماً مل جاتا ہے ذریعہ تعلیم نے مجھ ان لائبریریوں کی ایک فہرست دی ہے جن کو عطیہ ملا ہے لیکن اگر کوئی درخواست کسی پچھلے زمانہ میں دی گئی ہے جس کا علم ہم لوگوں کو نہیں تو ہم مجبور ہیں۔

فرقہ وارانہ فسادات

اس صوبہ کے فرقہ وارانہ فسادات کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔ یہ نہایت تکلیف دہ اور رنجیدہ مسئلہ ہے اور اس بارہ میں جتنا ہی کم کہا جائے اتنا ہی اچھا ہے۔ لیکن مردوں کی طرح سے ہم کو اس مسئلہ کی طرف بھی توجہ کرنا ہے اور اس کا حل بھی تلاش کرنا ہے۔ میں نے غزم کر لیا ہے کہ میں کوئی نہ کوئی حل معلوم کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ ہم سب لوگ مل کر کوئی ایسا طریقہ نکالیں گے جس سے بد امنی دور ہو سکے ہم کو سخت ہونا پڑے گا اور وحشیانہ واقعات کا موثر حل نکالنے کے لئے ایک دوسرے سے تعاون کرنا ہو گا۔ کیونکہ یہ واقعات کسی متمدن ملک کا جزو نہیں ہیں اور ان کی وجہ سے ہم تمدن کے دائرہ کے باہر کھینچے جاتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ہم سب اس معاملہ میں تعاون کریں گے اور جلد ہی اس مسئلہ کا کوئی نہ کوئی قابل اطمینان حل معلوم ہو جائے گا۔

امپلائمنٹ (ملازمت) ٹیکس بل

پر

آنریبل وزیر اعظم کی تقریر

صوبجات متحدہ کے ایمپلائمنٹ ٹیکس بل پر اسمبلی میں جو اعتراضات کئے گئے تھے ان کا جواب دیتے ہوئے آنریبل وزیر اعظم نے ۲۳ مارچ کو اسمبلی میں اپنی تقریر کے دوران میں فرمایا کہ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ مختلف اغراض کی بناء پر معترضین نے اس پر اعتراض کئے ہیں اور بحیثیت مجموعی مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بذات خود بل کی کوئی مخالفت نہیں کی جا رہی ہے بلکہ جماعت مخالف کا مقصد یہ ہے کہ وہ "مخالف جماعت" ہی کا کام کرتی رہے اور اسی لئے اپنے آپ کو عوام کا دست ظاہر کر کے اس بل کی بھی مخالفت کی جائے حالانکہ یہی عوام ہیں جن کی یہ لوگ ہمیشہ موقع اور بے موقع ، اسمبلی کے اندر اور باہر مخالفت کرتے رہے ہیں۔ میرا مطلب نہیں ہے کہ ان میں سے ہر شخص کی یہی حالت رہی ہے مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ کچھ لوگ تو ضرور ایسے رہے ہیں۔ جیسا میں کہہ چکا ہوں معترضین کا مقصد معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مختلف معترضین نے مختلف وجوہ کی بناء پر اعتراضات کئے ہیں اور ان میں سے بعض محض ذاتی اغراض کے ماتحت اعتراض کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ سر جو الا پرشاد کو اس بل سے غالباً سخت مالی نقصان پہونچے اور اگر انھیں یہ بل پسند نہ ہو تو مجھے تعجب نہیں مگر ان میں یہ کہنے کی جرات نہ تھی کہ چونکہ اس بل سے مجھے نقصان پہونچ رہا ہے اس لئے میں اس کی مخالفت کر رہا ہوں۔ بعض دوسرے حضرات نے بھی اس بل کی اسی بناء پر مخالفت کی ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو اس حکومت کے مخالف ہیں اور اگر ان کے امکان میں ہو تو کسی رقم کو بھی نہ منظور کریں کیونکہ انھیں ہماری پالیسی سے بلکہ پالیسی سے تو اتنا نہیں البتہ اس پارٹی سے انھیں اختلاف ہے جس کے اراکین آج عنان حکومت سنبھالے ہوئے ہیں۔ وہ بل کی مخالفت اس لئے نہیں کرتے ہیں کہ بل بذات خود برا ہے بلکہ اس لئے کہ

حکومت کو تنگ کیا جائے جو ان کا ایک خاص کام ہے۔ ایوان میں اور ایوان کے باہر بعض حضرات ایسے بھی ہیں جو کانگریس اور کانگریس حکومت کے ایک قسم کا "قومی محاذ" تیار کرنا چاہتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اپنے زمانہ میں وہ زمینداروں کے دشمن ہی کہے جاتے ہوں مگر آج وہ زمینداروں سے اتحاد کرنے کے لئے تیار ہیں اور زمینداروں اور قلعہ داروں کے ساتھ اپنی ہمدردی اور گہری دلچسپی کا اظہار کرنے کے لئے پیش پیش ہیں۔ ممکن ہے کہ اپنے زمانہ میں انہوں نے ملازمتوں پر بھی جبران میں سے ایک صاحب کے نزدیک واقع ہندوستانی نہیں تھیں حملہ کیا ہو مگر وہی صاحب آج اس ٹیکس کی مخالفت میں رات ایک گئے ہوئے ہیں۔ میرے پاس ان حضرات کی اور بھی تقریریں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی لوگ ان ملازمتوں کو ختم کرنے کے لئے (حالانکہ آج وہ ان کو بہت پسند کرتے گئے ہیں) اور ان کی تنخواہوں میں معمولی نہیں بلکہ کافی رقم کم کرنے کے لئے تیار تھے۔ یہ لوگ بھی آج بل کے مخالف ہیں اور ملازمین حکومت کو کھلے الفاظ میں بغاوت کے لئے بھڑکار رہے ہیں۔ بہر حال مختلف مفاد رکھنے والے لوگ اس بل کی مخالفت میں متحد ہو گئے ہیں اس لئے نہیں کہ وہ واقعی بل کے مخالف ہیں بلکہ اس لئے کہ انہیں حکومت کی مخالفت کرنے کا کوئی جہانہ مل جائے۔ ایک اور سب سے زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ لوگ بھی جس کا ان جماعتوں سے تعلق ہے جو تمام صوبہ میں حکومت پر ہندو کش یا مسلم کش ہونے کا الزام لگاتی رہتی ہیں ہر معاملہ میں حکومت کی مخالفت کرنے کے لئے متحد ہو گئے ہیں۔ سر بہاراج سنگھ تو اس شرط پر مطمئن ہو جانے کے لئے تیار تھے کہ انہیں یہ یقین ہو جائے کہ آئندہ کوئی ایسی بات نہ کہی جائیگی جس سے ان کو نقصان پہونچے گا مگر میں اس قیمت پر سودا کرنے کے لئے نہیں تیار ہوں۔ ہاں تو سر بہاراج سنگھ اس وقت تک بل کی تائید کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں جب تک انہیں اس کا یقین نہ دلا دیا جائے کہ اس کے بعد اسی طرح کی کوئی اور چیز نہ پیش کرائی جائیگی۔

کنور سر بہاراج سنگھ :- بشرطیکہ آپ کو بھی اس سے نقصان پہونچے۔
آئریہیل وزیراعظم :- میں اپنا نقصان کے بغیر دوسروں کا نقصان نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ یہ میری عادت نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ۲۹ یا ۲۸ کو یہاں تمام مخالفین بل کا ایک اجتماع ہونے والا ہے اور اس وقت ہم کو معلوم ہو گا کہ حاکم اس بل کے کہاں تک مؤید ہیں۔ الہ آباد میں بھی اس سلسلے میں ایک جلسہ ہوا تھا اور

مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس میں ۳۴ سے زیادہ آدمی تھے حالانکہ بہت سے بااثر حضرات نے جلسہ طلب کیا تھا ایک اہم ہستی نے اس کی صدارت بھی کی تھی اور توقع تھی کہ پرنسز تقریریں کی جائیگی۔ اس نے میری ذاتی واسطے سے کہ وہ اہم حیثیت مجموعی اس بل کے موئد ہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ کیوں نہ ہوں۔

بل کے قانونی پہلو

اس بل کے قانونی پہلو پر بہت کچھ کہا گیا ہے۔ میں اس ایوان کے اندر کسی قانونی تنازعہ میں نہیں پڑنا چاہتا۔ قانونی جھگڑوں کے حل کا بھی ایک تسلیم شدہ طریقہ ہے اور جو لوگ اس کو استعمال کرنا چاہیں انھیں اس کا ہر وقت موقع ہے مگر جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم کو یہ مشورہ دیا گیا تھا کہ یہ بل ہماری مجلس قانون ساز کے حلقہ اختیار میں آتا ہے اور مجھے امید تھی کہ خود اس ایوان کے اراکین یہ کہیں گے کہ انھیں اس چیز کا اختیار ہے۔

مسٹر ڈسٹنڈنگ نے ایک بات اور کہی تھی اور وہ یہ کہ یہ بل دراصل تنخواہوں پر ایک ٹیکس ہے اور اسی لئے ناجائز ہے اور ایوان کو اس قسم کا بل پاس کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ میں ان سے متفق ہوں مگر اس بل کے معنی تنخواہوں میں تخفیف کے نہیں ہیں۔ اس کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ اس کی وسعت صرف سرکاری ملازموں تک نہیں بلکہ دوسروں تک بھی ہے۔ اس کا اثر صرف وزیر ہند کے ملازموں ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ صوبائی ملازمتوں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے، ماتحت ملازمتوں پر بھی لوکل بورڈوں کے ملازموں پر بھی، یونیورسٹیوں پر بھی، پرائیویٹ ملازمین پر بھی اور ہر اس شخص پر جو آج ایسے مشاہرہ پر ملازم ہے جس کی تفصیل اس بل میں دی ہوئی ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ اس بل کا مطلب تنخواہوں میں تخفیف ہے بل کی غلط تشریح کرنا ہے۔ اس کے علاوہ اس ایوان میں جو کارروائی بھی کی جائے گی اس سے ملازموں پر اس وقت تک برابر اثر پڑے گا جب تک ان کو مستثنیٰ کرنے کی کوشش نہ کی جائے اور یہ ہر صورت میں ممکن نہیں ہے فرض کیجئے کہ ہم ان مکانوں کی کل قیمت پر جو کرپہ پڑا ٹھے ہیں یا جن میں وہ مالک مکان رہتے ہیں دس فیصدی ٹیکس لگادیں۔ ظاہر ہے کہ اس سے بھی ہر سرکاری ملازم پر خواہ وہ ذاتی ملازمت میں ہوں یا اعلیٰ میں اثر پڑے گا۔ فرض کیجئے کہ ہم ہر سامان کی فروخت پر ٹیکس لگادیں تو اس میں بھی سرکاری ملازم زد میں آئیں گے بلکہ مرکزی حکومت کے ان تمام ملازمین کو بھی جو یہاں کام کر رہے ہیں یہ ٹیکس دینا پڑے گا۔ آئیے دراصل مرکزی حکومت کے ان سرکاری ملازموں کی مثال لے لیجئے جو آج بمبئی میں کام کر رہے ہیں۔ حکومت بمبئی نے دس فیصدی کا "ٹیکس" لگادیا ہے۔ مرکزی حکومت کے ان ملازموں کو جو بمبئی میں

نوکر ہیں یہ دس فیصدی ٹیکس دینا پڑے گا مگر مرکزی حکومت کے وہ ملازم جو اس صوبہ میں کام کر رہے ہیں اس ٹیکس سے بری ہیں۔ اسی طرح حکومت مدراس نے فروخت کے اوپر ایک ٹیکس لگایا ہے پانکائے والی ہے مرکزی حکومت کے ان ملازموں کو جو مدراس میں نوکر ہیں یہ ٹیکس دینا پڑے گا مگر اس صوبہ میں کام کرنے والوں کو اس سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ اسی طرح کسی صوبہ میں جو ٹیکس بھی لگایا جائے اس کے حلقہ میں سب ہی لوگ آجائیں گے خواہ وہ مرکزی حکومت ہی کے ملازم ہوں نہ ہوں۔ میں یہاں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ان سرکاری ملازموں کا تعلق ہے جنکو براہ راست وزیر ہند مقرر کرتے ہیں اور جہاں تک اس قسم کے یورپین ملازمین کا تعلق ہے، وہ لوگ اُس ۳۰ لاکھ میں سے جو ہیں اس ٹیکس سے وصول ہوں گے صرف ۳-۴ لاکھ دیں گے۔ کیا ان کی یہ خواہش ہے کہ محض اس وجہ سے انھیں ۳-۴ لاکھ نہ دینا پڑے ہم اس ۲۶-۲۷ لاکھ کی رقم سے دستکش ہو جائیں؟ کیا یہ ان کی فrazدلی ہے اور کیا وہ ہماری مدد کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں؟ اب دوسری ملازمتوں کو بیچے۔ تمام سرکاری ملازمین ملا کر بھی اس رقم کے نصف سے زیادہ نہ دیں گے۔ اب کیا سرکاری ملازم یہ چاہتے ہیں کہ ہم کو ۱۵ لاکھ کی رقم صرف اس وجہ سے نہ ملے کہ خود اُن کے ۱۵ لاکھ نہ خرچ ہونے پائیں؟ ان کو تھوڑی سی قربانی کرنے کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے کیونکہ ان کا اور ہمارا ایک متفقہ سمجھوتہ ہے اور اگر وہ قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں تو ہم کو اس کا حق نہیں کہ ہم دوسروں سے اس کی توقع کریں اب ہم کو دیکھنا چاہئے کہ صوبہ کے دوسرے ملازمین کی کیا حالت ہے۔ صوبہ میں ڈیڑھ لاکھ آدمی ایسے ہیں جو ۲۰۰ روپیہ سے کم تنخواہ پاتے ہیں۔ زیادہ تفصیل سے بیان کیا جائے تو تقریباً ۶۰ ہزار آدمی ایسے ہیں جو ۱۲ روپیہ ماہوار سے کم پاتے ہیں اور ۹ ہزار ایسے ہیں جو ۱۲ روپیہ اور ۲۰۰ روپیہ کے درمیان ماہوار تنخواہ پاتے ہیں۔ اس لئے ہر اس شخص کے مقابلہ میں جو ۲۰۰ روپیہ ماہوار پاتا ہے ۲۰ آدمی ایسے ہیں جو صرف ۱۲ روپیہ ماہوار حاصل کر رہے ہیں مجھ سے کہا گیا ہے کہ اُن لوگوں کو جنھیں یہ ٹیکس دینا ہوگا اپنے ریڈیو اور اپنی موٹروں کو ملحدہ کرنا ہوگا اور شاید انھیں شراب اور ہسکی بھی چھوڑنا ہوگی لیکن اُس آدمی کو جو ۶ یا ۷ روپیہ ماہوار کما رہا ہے کیا ملحدہ کرنا ہوگا؟ اسدہ اپنی زندگی کی معمولی ضروریات کو کیسے پورا کرے گا؟ کیا کبھی مخالف ممبران کو یہ خیال بھی پیدا ہوا؟ جبکہ بہت سی ہستیاں ایسی موجود ہیں جو ۶ روپیہ اور ۷ روپیہ ماہوار پر نوکر رکھی جاتی ہیں تو یہ کہنا کہ جو لوگ ۲۰۰ روپیہ ماہوار یا اس سے زیادہ پاتے ہیں وہ ۶، ۷ روپیہ بھی (جو بہت کم ہے) سرکاری خزانہ میں اس مقصد کے لئے نہ دیں کہ دوسرے اپنی سنی بفرار کھکیں نہایت مضحکہ خیز ہے۔ کیا یہ کوئی بہت بڑی قربانی ہے؟ وہ رقم جو ہمارے صوبہ کی گورنمنٹ کے ملازمین دیں گے ۱۳ لاکھ روپیہ سے زیادہ نہ ہوگی اور تیرہ لاکھ کی رقم بالکل اُس رقم کے برابر ہے جو ہم صوبے کے ملازمین میں تقسیم کر رہے ہیں۔ یہ صرف اعلیٰ اور اعلیٰ ملازموں کی تنخواہوں میں کچھ توازن پیدا کرنے کی

صورت ہے۔ یہ ٹیکس کا معاملہ نہیں۔ ہم اس روپیہ کو انھیں تنخواہیں بڑھا کر دے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسٹر سائوٹر اس چیز سے ناواقف ہیں اور اب میری سمجھ میں اس سودہ قانون کی مخالفت کا سبب آتا ہے۔ میں ان کو بتا سکتا ہوں کہ اپنے بحث کے مطابق ہم نے ایسی تجاویز رکھی ہیں جن کی رو سے ان تمام چھوٹے ملازمین جن کا ابھی تک (شرح ترقی) ”ٹائم اسکیل“ نہیں مقرر تھا اب مقرر کر دیا جائے گا۔ کانستبلوں کو چند روپیہ اور زیادہ دے جائیں گے۔ پٹاریوں کو بھی کچھ روپیہ زیادہ ملیں گے۔ اردیوں کی تنخواہ میں بھی اضافہ ہوگا غرض کہ ۱۳ لاکھ روپیہ اسی طرح تقسیم کیا جائے گا اور یہ رقم وہی ہے جو ہم صوبہ کے اعلیٰ ملازمین سے لے رہے ہیں۔

میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو ۶ روپیہ اور ۶ ۱/۲ روپیہ ماہوار تنخواہ پاتے ہیں لیکن اب اس اسکیم کے ماتحت جو ہم جاری کرنے والے ہیں ان کی تنخواہیں فوراً بڑھا دی جائیں گی۔ مجھ سے کہا جاتا ہے کہ وہ لوگ جن پر اس ٹیکس کا بار پڑے گا اس کو برداشت نہیں کر سکتے۔ سر جے۔ پی۔ بیروستو یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ سر مارچ سنگھ موجود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ میں کہنے والا ہوں وہ اس کی شہادت دیں گے۔ اسٹیم میں گورنمنٹ ہند نے ان تمام ملازموں کی تنخواہوں میں جو ۴۵ روپیہ یا اس سے زیادہ پاتے تھے ۱۰ فیصدی کی تخفیف کر دی اور یہ خیال کیا کہ جو لوگ ۴۵ روپیہ بھی کماتے ہیں وہ اپنی تنخواہ سے ۱۰ فیصدی دے سکتے ہیں اور یہ چیز ان کے واسطے تکلیف دہ نہ ہوگی لیکن اُس وقت جو لوگ یو۔ پی میں برسر حکومت تھے وہ اور بھی آگے بڑھ گئے اور سوچا کہ یہ حد صرف ۴۵ روپیہ تک ہونا چاہئے چنانچہ انھوں نے ۲۵ روپیہ تک کے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں تخفیف کر دی اور ۴۵ روپیہ اور ۴۰ روپیہ کے درمیان درجاتی اسکیل (گریڈ اسکیل) مقرر کیا اور ۲۵ روپیہ اور ۴۰ روپیہ کے درمیان ۶ ۱/۲ فیصدی تخفیف کی۔

اس لئے اُس وقت حکومت اور مجلس قانون ساز کے ممبروں نے سوچا کہ وہ لوگ جو ۲۵ روپیہ ماہوار بھی پاتے ہیں وہ اپنی آمدنی کا ۶ ۱/۲ فیصدی حصہ ملحدہ کر سکتے ہیں۔ لیکن آج اشیاء کی قیمتیں گر جانے کے بعد جبکہ ہم صرف ان لوگوں سے روپیہ مانگتے ہیں جو ۲۰۰ بلکہ ۲۱۰ روپیہ ماہوار سے زیادہ پاتے ہیں تو صوبہ کے ایک کونہ سے دیکر دوسرے کونے تک ایک شور مچایا جاتا ہے کہ ہم ظلم کر رہے ہیں، یہ چیز بہت زیادہ تکلیف دہ ہے، یہ چیز ظالمانہ ہے غرض کہ وہ تمام الفاظ اخبار کے کاموں میں جمع کر کے جاتے ہیں جو ایک ڈکٹنری میں مل سکتے ہیں۔ میں نے اس قسم کے مباحثے دوسرے موقعوں پر بھی دیکھے ہیں لیکن میں نے کبھی ایسی غلط بحث اور ایسے دلائل نہیں سنے جو آج ہم پر تنقید کرنے والے حضرات ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں ہم جب کوئی ٹیکس لگاتے ہیں تو خوش نہیں ہوتے۔ یہ چیز ہمارے واسطے قابلِ مسرت نہیں ہوتی لیکن ہم اس کے واسطے مجبور ہوتے ہیں مگر یہ تو ایک ضمنی چیز ہے۔ میں اس چیز پر بحث کر رہا تھا کہ آیا یہ

بل گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے خلاف ہے یا نہیں کیونکہ میں سے تنخواہوں میں تخفیف ہوتی ہے۔ جیسا کہ میں نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے میرا خیال یہ نہیں ہے میں اس بحث کو آگے بڑھانا بھی نہیں چاہتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ کرنل میور میڈ نے دارالعوام میں ایک سوال کے جواب میں صاف صاف کہا ہے کہ یہ تنخواہوں میں تخفیف نہیں بلکہ ایک ٹیکس ہے اور ٹیکس تخفیف سے بالکل مختلف چیز ہے۔ محترم ممبران کو اس چیز کا علم نہ ہو گا کہ حکومت ہند نے نظر ثانی کئے ہوئے انکم ٹیکس ایکٹ کی رو سے انکم ٹیکس کی رقم بڑھادی ہے جواب ان لوگوں کو ادا کرنا ہوگی جو ۱۲۰۰ روپیہ سالانہ یا اس سے زیادہ تنخواہ پاتے ہیں۔ کیا اسے بھی تخفیف کہئے گا؟ مرکزی حکومت نے شخصی انکس پر بھی ٹیکس لگانا طے کیا ہے۔ کیا یہ بھی تخفیف ہے؟ یہ ایک ٹیکس ہے آمدنی پر! اس کے علاوہ عجم سے دریافت کیا جاتا ہے کہ فوج وغیرہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو کیوں اس ٹیکس سے مبرا کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ بہت صاف ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ فوج سے تعلق رکھنے والے لوگ زیادہ تر کنڈیڈنٹ ہیں۔ تہ ہیں۔ ان کی تنخواہیں جو بکاتی حکومت نہیں دیتی ہے بلکہ حکومت ہند دیتی ہے۔ یہ لوگ مشکل سے کسی ایسے مفید کام سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو بکاتی حکومت براہ راست یا بالواسطہ کرتی ہے۔ ان کی زندگی خاص رقبوں میں گذرتی ہے۔ ان کی ٹرکس ملری اور کنٹونمنٹ فنڈ سے تیار ہوتی ہیں۔ ان کے پانی پہونچانے کا انتظام علیحدہ ہوتا ہے اور وہ علی طور پر ملری کی علیحدہ پولیس رکھتے ہیں اور ہر وہ فائدہ جو وہ حاصل کرتے ہیں تقریباً حکومت ہند ہی مہیا کرتی ہے جو ان کی تمام ضروریات کی ذمہ دار ہے۔ ان حالات میں میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ صوبہ کے لوگوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتے ہیں ان لوگوں کا ہم سے ایسا تعلق نہیں ہے جیسا کہ ریلوے کلب سے۔ ریلوے ہم سے اپنا محصول لیتی ہے۔ ہم ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانے کے واسطے سامان دیتے ہیں۔ ہم ان کا گراہ ادا کرنے کے لئے مسافر فراہم کرتے ہیں اور ان کو ہم سے روپیہ ملتا ہے۔ لیکن فوج کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔ وہ بالکل علیحدہ ہیں۔ بہر حال یہی وہ خاص سبب ہے جس کی وجہ سے فوج کو مستحق رکھا گیا ہے۔ میں اس کا بھی اظہار کر دینا چاہتا ہوں کہ مجھے ان تقریروں سے تکلیف ہوئی ہے جو یہاں کی گئی ہیں اور اس سے زیادہ ان باتوں سے منع ہوا ہے جو باہر کی گئی ہیں۔ میں بعض ایسے لوگوں کی ذہنیت سے واقف ہوں جو صوبہ کی چند خاص سیاسی جماعتوں میں شامل ہیں جب لارڈ سمول کو جنوری ۱۹۳۷ء میں الہ آباد میں ایک پارٹی دی گئی تھی تو انھوں نے اس صوبہ کے ایک مشہور اور ذمہ دار لبرل لیڈر کی تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے لبرل ابھی تک گذشتہ زمانہ کے کلیڈ اسٹون والے اصولوں کو پیش نظر رکھے ہوئے ہیں۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے میں سماجی انصاف کی وہ ذہنیت نہیں پیدا کی ہے جو انگلستان کی لبرل پارٹی کی رہنمائی کر رہی ہے۔

امتناع منشیات

مجھے تعجب نہیں کہ چند پارٹیوں کے چند لوگوں کی سماجی انصاف کی ذہنیت کو اس وقت بہت بڑا دھکا پہنچا ہے جب عوام کے ساتھ کچھ انصاف کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور یہاں پر کیا صورت ہے؟ ہم سے کہا جاتا ہے کہ امتناع شراب نوشی ایک خطہ ہے۔ کیا یہ واقعہ ہے کہ مجھے سر مہاراج سنگھ سے سڑک تعجب ہوا کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ وہ ایک سچے عیسائی میں لیکن جب میں ان کے دلائل سنے تو مجھے بہت ناامیدی ہوئی۔

ہمیں کچھ اور سنجیدہ ہو جانا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ صورت حال کیا ہے۔ وہ کون سے طبقات ہیں جو نشیلی چیزوں کے محصول میں روپیہ دیتے ہیں۔ ہم نے یہاں پر موٹر کار۔ ریڈیو۔ اور خدمتگاروں کی پر خاستگی اور نکال دیئے جانے وغیرہ کا ذکر سنا ہے۔ لیکن کیا کسی نے یہ بھی سوچا ہے کہ وہ شخص جو شراب خانوں میں جاتا ہے اپنے فالتے زدہ بچے کو چنے اور نمک سے بھی محروم کر دیتا ہے۔ کیا آپ ایک چھوٹے بچے کو چنے اور نمک سے بھی محروم کر دینا چاہتے ہیں اور خود موٹروں پر سیر کرنا چاہتے ہیں؟ آپ چاہتے ہیں کہ یہ مفلس اور بد نصیب عام شراب کے ٹیکس کی صورت میں حکومت کے خزانہ میں روپیہ دیتے رہیں تاکہ آپ اپنے مجلس و عشرت میں پڑے رہیں جبکہ ان لوگوں کو معمولی ضروریات زندگی بھی نہ حاصل ہوں۔ یہ کوئی اخلاقی سوال ہی نہیں۔ یہ ایک سماجی سوال ہے اور ایک اقتصادی سوال بھی آپ غریب ترین آدمی پر اس ٹیکس کو نافذ کر رہے ہیں۔ آپ اس سے یہ کیوں چاہتے ہیں کہ وہ اس سے زیادہ دام ادا کرے جو حقیقت میں اس چیز کی قیمت ہے۔ آپ اس سے اس ٹیکس کو کیوں وصول کرتے ہیں؟ آپ اس کو آزاد کیوں نہیں چھوڑ دیتے اور اس کو خود اپنی شراب اور منشیات نہیں حاصل کر دیتے؟ آپ اس میں مداخلت کیوں کرتے ہیں؟ اس کو اسی طرح شراب پینے کی اجازت دیجئے جیسے میں چارینا ہوں۔ آپ اس پر اس ٹیکس کو کیوں لگاتے ہیں؟ آپ خود اسکے شراب کشید کرنے میں کیوں مداخلت کرتے ہیں؟ اس لئے کہ آپ اس غریب سے خزانہ کے لئے روپیہ وصول کرنا چاہتے ہیں جس کو آپ نے بالکل مفلس بنا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اس روپیہ کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور امتناع منشیات کیا ہے ہم نے گزشتہ سال ۲۰ لاکھ روپیہ اور اس سال ۲۲ لاکھ روپیہ کس وجہ سے چھوڑا ہے اور ہم اس ٹیکس کو کیوں لگا رہے ہیں کہنا کہ ہم بہت زیادہ ٹیکس لگا رہے ہیں غلط اور یکطرفہ بیان ہے۔ ہم نے ٹیکس منسوخ بھی کئے ہیں۔ ہم نے ۲۰ لاکھ گزشتہ سال منسوخ کیا اور ۲۲ لاکھ اس سال۔ ہم اس چیز کو غیر منصفانہ سمجھتے ہیں کہ خزانہ کے لئے اس طرح روپیہ وصول کیا جائے۔ اسی لئے ہم نے ٹیکس منسوخ کئے ہیں اور ہم ایسا کرتے رہیں گے۔ مقصد یہ ہے کہ صوبہ کی دولت کو زیادہ مناسب طریقہ پر تقسیم

اور مختلف طبقوں کی مالی حالت کو نئے طور پر ترتیب دیا جائے۔ سوال یہ ہے کہ آیا غریب کو ٹیکس دینا چاہئے یا امیر کو۔ یہ سوال ہمارے سامنے ہر سال رہے گا۔ ہم برابر اسکو دوبارہ ترتیب دینے اور دوبارہ تقسیم کرنے کے طریقہ کو جاری رکھنے تک تاکہ یہ بار غریبوں کی پشت پر سے ہٹا کر ان پر ڈالا جائے جو اسکو برداشت کر سکتے ہوں۔

ہماری خواہش اس مقصد کو حاصل کرنا ہے۔ صرف چند ہزار لوگ ایسے ہیں جنکی آمدنی ۲۰۰ یا اس سے زیادہ ہوگی۔ لیکن ہزاروں اور لاکھوں آدمی ایسے ہیں جنکو منشیات کا ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے جب ہم اس ۲۰ لاکھ روپیہ کو چھوڑتے ہیں تو حقیقت میں ہم ان کو ۸۰ لاکھ روپیہ اور دے دیتے ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہر اس ایک روپیہ کے مقابلہ میں جو وہ ہٹا دیتے تھے اب وہ ۵ روپیہ پاتے ہیں جو دوسرے کاموں پر صرف کر سکتے ہیں۔

اسکے علاوہ ایک بات اور بھی ہے۔ صوبجات متحدہ کی آمدنی کا ذریعہ غریب ہی ہیں۔ کاشتکار ہی لگان یا محصول آبپاشی کی صورت میں صوبہ کی آمدنی کا ۸۰ فیصدی حصہ ادا کرتے ہیں۔ پچھلے زمانہ میں یہ رقم بجز اس طبقہ کے ہر دوسرے طبقہ کے فائدہ کے لئے خرچ کی جاتی تھی۔ اب دوسروں کو دینا پڑیگا اور غریب کسان کو زیادہ تر فائدہ پہونچےگا۔ یہ ہماری اسکیم ہے اور ہم اس پر عمل کریں گے۔ جو لوگ منشیات کی آمدنی پوری کرتے ہیں ان میں فی ہزار ۹۹۹ آدمی ایسے ہیں جو شرابخانوں میں اپنی قلیل آمدنی خرچ کر کے اپنے خاندان پر مہیبت لاتے ہیں۔ کیا آپ کو ان سے کوئی ہمدردی نہیں ہے؟ کیا آپ اسکو بچانا نہیں چاہتے؟ ان لوگوں کے ساتھ جنھوں نے ابھی تک رئیسوں اور دولتمندوں کو کھلایا اور موٹا کیا کم سے کم اتنی ہمدردی تو رکھئے مجھے یہ سنکر انھوں ہو کر ہم طبقہ اوسط کی سہولتوں میں مداخلت کر رہے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ اخباروں کے ایڈیٹروں اور بولنے والے لوگوں کے خلاف کچھ کرنا خطرناک ہے مگر پھر بھی فرائض کو انجام دینا پڑتا ہے اور انصاف کے لئے لوگوں کو ہر ضروری چیز برداشت کرنی ہوتی ہے۔ قانونی عدالت کیا کریگی یہ دوسرا سوال ہے لیکن ایک اخلاقی عدالت جو کریگی وہی فیصلہ اس ابوان کو بھی کرنا ہوگا۔ اور میں ان سے اخلاق کے نام پر درخواست کرتا ہوں۔ میں ان سے یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ تقریریں تو بہت سی ہوئیں مگر اس وقت تک ایک لفظ اس کے متعلق نہیں کہا گیا ہے عوام کا روپیہ کہاں اور کس طرح ضائع کیا۔

پچھلے عہد حکومت میں فضول خرچیاں

البتہ مرے سامنے گذشتہ کی مثالیں ضرور موجود ہیں۔ موجودہ حکومت سے پہلے۔ سر جوالا پد شاد سہری واسنودزیر صنعت و حرفت تھے ان کی حکومت نے لکھنؤ میں ایک

صنعتی نمائش کے انعقاد کا انتظام کیا اور اس ایوان کی منظوری سے ۵۰ ہزار روپے اس شرط سے دے گئے کہ منتظمین نمائش یہ رقم واپس کر دیں گے۔ مگر نہ صرف ۵۰ ہزار کی یہ رقم ۲۳ مارچ ۱۹۳۹ء کو معاف کر دی گئی بلکہ ۹۵ ہزار کی دوسری رقم ۳۱ مارچ ۱۹۳۹ء کو دی گئی۔ مگر اسے روپیہ برباد کرنا نہ کہیں گے۔ عوام کی دولت کا یہ استعمال نہایت کفایت شعارانہ تھا۔ اسی طرح کی اور بھی مثالیں ملتی ہیں۔ جب امپرومنٹ ٹرسٹ قائم کئے گئے تو ان کے چیرمینوں کا مشاہرہ ۲ ہزار ماہوار رکھا گیا۔ ٹرسٹوں کو ۶۳ لاکھ روپیہ پیشگی دیا گیا مگر آج تک سود کا ایک پیسہ بھی نہیں وصول ہوا۔ اور ہمارے برسر حکومت آنے سے قبل یہ فیصلہ کر لیا گیا کہ ان ٹرسٹوں سے کوئی سود لیا ہی نہ جائے۔ اسی طرح کے قحط ۱۹۳۲-۳۳ء میں بھی ہوئے۔ صنعتی اداروں کو قرض دے گئے۔ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو کوئٹہ کا صنعتی ترقی کمپنی کھنڈ کو ۵ لاکھ روپے دے گئے اور یہ ۲ لاکھ کی رقم جب مع سود کے ۵ لاکھ ۶۰ ہزار کی ہو گئی تو سارا قرض معاف کر دیا گیا۔ کیا کفایت شعار ہی اسی کو کہتے ہیں؟ ۸۰ ہزار انڈین بابن کمپنی کا پور کو دے گئے۔ میں یہ نہ بتاؤں گا کہ اس ادارہ کا مالک کون تھا مگر یہ رقم بھی معاف کر دی گئی۔

جدید صنعتی ادارے

ایک صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ حال میں اس صوبہ میں نئے صنعتی ادارے نہیں قائم ہوئے۔ رجسٹرڈ جوائنٹ اسٹاک کمپنی نے مجھ اطلاع دی ہے کہ ۱۹۳۸-۳۹ء میں کئی ادارے قائم ہوئے جن کا منظور شدہ سرمایہ ایک کروڑ ۵۵ لاکھ ہے اور ۱۹۳۸-۳۹ء میں (۲۳ مارچ تک) جدید کمپنیوں کا سرمایہ ۲۱۶۸۶۵۰۰ تک پہنچ گیا ہے۔ جو لوگ اس قسم کا الزام لگاتے ہیں وہ یا تو جھوٹ بولتے ہیں اور یا صحیح واقعات معلوم کرنے کی پرواہ ہی نہیں کرتے۔ بڑے سے بڑے صنعتی کارخانہ داروں کے لئے بھی ان کروڑوں کی رقموں کی وقعت ہونی چاہئے۔

یہ بھی اعتراض کیا گیا ہے کہ بعض حصوں کی قیمت گر گئی ہے۔ حصص کی قیمت کئی جہوں سے گر سکتی ہے اور نیز اس وجہ سے بھی کہ منیجران کو بڑھانا نہیں سکتے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ حکومت کو اس سے کیا سروکار ہے پھر بھی منیجران کا پنہ کے حصے ۱۹۳۸-۳۹ء میں ۵۹ روپے کے تھے مگر جب ہم سر اقتدار ہوئے تو ان کی قیمت ۶۳ روپے تک بڑھ گئی اور اب وہ ۶۶ روپے تک چڑھ گئے ہیں۔ اسی طرح کانپور ٹیکسٹائل کے حصوں کی قیمت ۱۹۳۸-۳۹ء کے ۱۵ روپے سے بڑھ کر ۱۹۳۹-۴۰ء میں ۱۶ روپے ہو گئی۔ اپر انڈیا کو پٹلس کھنڈ کے حصوں کی قیمت ۱۹۳۸-۳۹ء میں ۹۹ روپے تھی مگر ۱۹۳۹-۴۰ء میں وہ ۱۱۰ روپے تک اونچے ہو گئے اس لئے یہ کہنا کہ قیمتیں گر گئی ہیں سخت غلطی ہے۔

میں مجھے رامپور بھی یاد آ گیا۔ بعض صاحبان ایسے ہیں جو برطانوی ہند کے باہر کارخانے کھولنے لگے ہیں۔ وہ برطانوی ہند کو خوب جانتے ہیں اور برطانوی ہند ان کو خوب جانتا ہے۔ یہ لوگ دوسرے مقامات پر اس وجہ سے جارہے ہیں کہ جو حصے وہ یہاں نہیں فروخت کر سکے ہیں وہ دوسری جگہ بک جائیں

لیکن لوگ جانتے ہیں کہ واقعی صورت حال کیا ہے اور میں آپ سے بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس صوبہ کے کئی لوگ میرے پاس آئے جو حکومت کو لاکھوں روپیہ اس غرض سے دینے کے لئے تیار ہیں کہ شکر کی فیکٹریاں کھولنے کی اجازت دے دی جائے۔ بعض لوگ اسی طرح دوسرے کارخانوں کے لئے آئے مگر ہم نے انکار کر دیا۔

مسئلہ سیروزگاری

اب میں صرف ایک مسئلہ کا ذکر اور کروں گا روزگار اور بے روزگاری کے متعلق بہت کچھ گفتگو ہو چکی ہے۔ اور ہم سے یہ بتایا گیا ہے کہ اگر ہم ۱۵ ہزار ماہوار پانے والے کی خواہ میں تخفیف کریں گے تو ملک میں بے روزگاری پھیل جائے گی لیکن اس کے برعکس اگر دس ایک ایک ہزار سالانہ پانے ہوں اور ان میں سے ۹ کو برخاست کر کے صرف ایک آدمی کو دس ہزار سالانہ پر مقرر کر دیا جائے تو روزگار بڑھ جائے گا۔ کیا کسی نے اس سے زیادہ مہل بات کبھی سنی ہے؟ ہم پر یہی اعتراض ہے کہ آج کل صوبہ کی ساکھ کم ہو گئی ہے کیا یہ اس وجہ سے ہے کہ پچھلے زمانہ میں بجٹ ہمیشہ غیر متوازن رہتا تھا اور قرض لینا پڑتا۔ ہم نے بجٹ کو برابر کر لیا ہے اور بار آور کاموں کے لئے روپیہ دیا ہے کیا ہمارا بجٹ اسی وجہ سے خراب ہے؟

کانگریس دو میں کتنی بے روزگاری دور کی گئی

ہم سے کہا جاتا ہے کہ ہم اس صوبہ میں بے روزگاری بڑھا رہے ہیں سوال یہ ہے کہ ہمارے مخالفین نے بے روزگاری دور کرنے کے لئے کیا کیا؟ جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہمارے عہد حکومت میں صرف محکمہ زراعت و صنعت و حرفت میں ۵ ہزار آدمی برسر روزگار ہو گئے جن میں سے ۲ ہزار تو مقابلہ اعلیٰ ملازمت میں ہیں اور ۳ ہزار کلرکوں اور آرگنائزروں کی جگہ پر یہ ہے ہمارا کارنامہ صرف ایک محکمہ میں کوئی دوسرا اس سے زیادہ کیا کر سکتا تھا؟

لوگ دریافت کرتے ہیں کہ بے روزگاری کا علاج کیا ہے۔ علاج یہ ہے کہ ان لوگوں سے جو روپیہ دے سکیں سو پیا لیا جائے صنعتی ادارے کھولے جائیں اور دولت پیدا کی جائے۔ بہر حال ہماری پالیسی بالکل صاف ہے اور اس کی مثال سوزج سے دی جاسکتی ہے ایک سنسکرت شعر ہے جس کا مٹلا یہ ہے کہ سورج اس جگہ سے رطوبت لے لیتا ہے جہاں اس کی کثرت اور فراوانی ہوتی ہے اور جو رتے خشک اور سوکھے ہیں ان میں آبپاشی کرتا ہے۔ حکومت کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے اور ہماری حکومت کا یہی مقصد ہے۔“

صوبہ متحدہ میں ملازمتوں پر ٹیکس عائد کرنے کا مسودہ قانون ۱۹۳۹ء

ایک مسودہ قانون

ملازمتوں پر ٹیکس عائد کرنے اور اس کی وصولیابی کے واسطے احکام بنانے کے لئے۔

چونکہ یہ قرنِ معلوت ہے کہ ملازمتوں پر ٹیکس عائد کیا جائے اور اس کی وصولی کے لئے احکام مہیا کئے جائیں لہذا مندرجہ ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

مختصر نام
نفاذ اور آئینا

۱۔ (۱) اس ایکٹ کا نام صوبہ متحدہ میں ملازمتوں پر ٹیکس عائد کرنے کا ایکٹ ۱۹۳۹ء ہوگا

(۲)۔ یہ ایکٹ کل صوبہ متحدہ پر وسعت پذیر ہوگا علاوہ دہرہ دون کے پرگنہ جو نسروا اور ضلع نرپور کے اس حصہ کے جو کیوور پہاڑیوں کے جنوب میں ہے جہاں یا جس کے کسی حصہ معمرہ پر صاحب گورنر بہادر سرکاری گزٹ میں اشتہار دے کر اس ایکٹ کو اس امتثیات و ترمیمات کے ساتھ عائد کر سکتے ہیں جو صاحب موصوف مناسب سمجھیں۔

(۳)۔ یہ ایکٹ یکم اپریل ۱۹۳۹ء کو نافذ ہو جائے گا (نافذ سمجھا جائے گا)۔

تعریفات

۴۔ تا وقتیکہ اس ایکٹ کے معنوں یا سیاق عبارت میں کوئی امر اسکے تفسیر ہو (نمبر ۱۹۳۷ء) (۱) ”کمپنی“ سے مراد ایکٹ نجی یا عوامی کمپنی سے ہے۔ جس کی تعریف ایکٹ کمپنیہائے ہند ۱۹۴۷ء میں دی ہوئی ہے یا جو ایکٹ پارلیمنٹ شاہی فرمان۔ سرکاری سند یا ایکٹ مجلس قانون ساز مقبوضیات برطانوی یا ہندوستانی ریاست کے کسی قانون کی تعمیل میں بنی ہو اور اس میں ایسی بیرونی انجینئرس شامل ہیں جو صوبہ متحدہ میں تجارت کرتی ہیں خواہ ان کی رجسٹری ہوئی ہو یا نہیں یا ان کے مقامات تجارت صوبہ متحدہ میں ہوں یا نہ ہوں اور کوئی سند یا ذمہ جماعت جس کی ساخت برٹش انڈیا کی مرکزی یا صوبہ جاتی مجلس قانون ساز کے ایکٹ سے ہوئی ہو۔

(۲) ”ملازمت“ میں ملک معظم مقامی افسر (کمپنی) یا کسی شخص کی پورے وقت یا تقوٹے وقت کی ہر قسم کی تنخواہ دار ملازمتیں شامل ہیں لیکن ان میں شہنشاہ معظم کی سپاہ اور بحری اور ہوائی فوجیں شامل نہیں ہیں۔

(۳) ”ملازم“ سے مراد اس شخص سے ہے جو ملازمت میں ہو۔ تشریح - اس ایکٹ کے اغراض کے لئے کسی کمپنی کے ڈائریکٹر انتظام اور خرید و فروخت کرنے والے ایجنٹ اس کمپنی کے ملازم سمجھے جائیں گے۔

(۴) ”آجر“ سے مراد اس شخص سے ہے جس کی ملازمت میں کوئی شخص یا اشخاص ہوں۔ اور اس صورت میں کہ آجر صوبہ کے باہر رہتا ہو اور صوبہ میں رہنے والا ایک ایسا شخص ہو جو ملازمین پر نگرانی رکھتا ہو اس ایکٹ کے اغراض کے لئے اہمالہ کر شخص آجر سمجھا جائے گا۔

(۵) ”حکم تنقیص“ میں ایسا حکم شامل ہے جو ملازم کی قسم ملازمت کا تعین کرے اور نیز اس میں ایسا حکم بھی شامل ہے جو ٹیکس کی وہ رقم تعین کرے جس کی ادائیگی کا وہ بحیثیت ملازم ہونے کے ذمہ دار ہے اور لفظ ”تنقیص“ کے الفاظ مشتق کے بھی اسی کے مطابق معنی ہوں گے۔

(۶) ”شخص“ میں کمپنی ایک مشترکہ ہندو خاندان۔

(۱۹۲۲ کا ۹) ”کارخانہ“ جس کی تعریف ایکٹ شراکت ہند ۱۹۳۲ء میں دی ہوئی ہے ”سوائی“ (۱۸۶۰ کا ۲۱) جو سوسائٹیوں کے رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کی رو سے رجسٹرڈ شدہ ہو اور افراد کی کوئی ایجنٹ یا جماعت شامل ہے خواہ اس کی رجسٹرڈ ہوئی ہو یا نہیں۔

(۷) ”مقررہ“ سے مراد اس ایکٹ کے قواعد کی رو سے مقرر کئے ہوئے سے ہے۔

(۸) ”تنخواہ“ میں سب تنخواہیں اور اجرتیں شامل ہیں اور نیز اس میں کوئی الاؤنس کیشن دستور یا منافع بھی شامل ہیں جو کسی ایسی تنخواہ یا اجرت کے بالعوض یا اس کے علاوہ ہوں اور جو ملازم کو آجر سے ملازمت کی اجرت میں خواہ موقتہ یا غیر معینہ وقفوں پر واجب الادا ہوں اور جو صوبہ متحدہ میں کمائی جائیں۔ عام اس سے کہ وہ صوبہ متحدہ میں یا اس کے باہر وصول کئے جائیں بلکہ قابل وصول ہوں مگر انہیں پنشن، بفر فخرج یا قیام کا الاؤنس یا سواری کا خرچ یا پیشہ سے متعلق آمدنیاں شامل نہیں ہیں۔ تشریح - اس ایکٹ کے اغراض کے لئے ملازم کا اپنے آجر کے دے ہوئے کسی احاطہ پر بطور جائے رہائش کے بلاکرایہ قبضہ کرنا دستوری میں شامل ہے۔

(۹) ”ٹیکس“ سے مراد وہ ٹیکس ہے جو اس ایکٹ کی رو سے عائد کیا جائے۔

(۱۰) اس ایکٹ کے اغراض کے لئے کوئی تنخواہ اس وقت کمائی ہوئی سمجھی جائے گی جب شرائط ملازمت کے بموجب مریا یا کمائی اس کی ادائیگی ملازم کو واجب ہو جائے گو کہ وہ کل یا جزو ادا نہ کر دی گئی ہو۔

ملازمت پر ٹیکس کا ۲۔ صوبہ متحدہ میں ہر ملازمت پر ٹیکس عائد اور وصول کیا جائے گا اور ہر ملازم علاوہ کسی ایسے ٹیکس محصول مختص المقام جنگی یا فیس کے جس کی ادائیگی عائد کرنا

کا وہ کسی نافذ الوقت قانون کے بموجب ذمہ دار ہے یا ہر ضمیمہ میں معرب شرح سے ملازمت کی اس قسم کے لئے جس سے وہ تعلق رکھتا ہو اس طریق کے مطابق اور اس وقت ٹیکس ادا کرے گا جس کی نسبت بعد میں احکام ہیں یا جو مقرر کیا جائے۔

ذریعہ آمدنی پر منہائی ۴۔ (۱) بخز اس صورت کے کہ کسی دوسری طرح احکام ہوں اس ملازم پر جس سے ادائیگی پر ٹیکس عائد کیا جانا اغلب ہے اس کی تنخواہ واجب ہوتی ہے مقررہ طریق کے مطابق پیشگی ٹیکس عائد اور وصول کیا جائے گا۔

(۲) اس شخص کو جو ایسی تنخواہ کی ادائیگی کا ذمہ دار ہو لازم ہوگا کہ وہ تنخواہ میں سے اس کے واجب ہوتے ہی جتنی جلد ممکن ہو سکے ٹیکس ایسے تناسب سے منہا کرے جو مقرر کیا جائے۔ مگر شرط یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو جائز ہو گا کہ وہ منہائی کرنے کے وقت اس رقم کو جو اس تحت دفعہ کے ماتحت منہا کی جانے والی ہو اس غرض سے گھٹا بڑھا دے کہ ایسی کمی یا زیادتی جو کمی یا قبل منہائی یا عدم منہائی سے پیدا ہوتی ہو پوری ہو جائے۔

(۳) کسی ایسی منہائی سے جو اس دفعہ کے احکام کے بموجب کی جائے۔ سمجھا جائے گا کہ وہ اس ملازم کی طرف سے ٹیکس کی ادائیگی ہے جس کی تنخواہ سے وہ منہائی کی گئی اور اس کی بابت اس شخص میں اگر کوئی ہو جو اس ایکٹ کے ماتحت کی جائے خیراتی دے دی جائے گی۔

مگر شرط یہ ہے اگر ایسے ملازم کو اس طور پر منہا کردہ ٹیکس کے کسی جزو کی باز ادائی ہو جاتی ہے تو اس کو ایسی بازاد کردہ رقم کی خیراتی نہیں دی جائے گی۔

(۴) منہائی کرنے والا شخص اس دفعہ کے احکام کے مطابق منہا کردہ جملہ رقم کو حکومت صوبہ متحدہ کے حساب میں مقررہ وقت اور طریقہ سے ادا کرے گا۔

(۵) اگر کوئی ایسا شخص صوبہ دفعہ ہذا ٹیکس منہا نہیں کرتا یا جیسا منہا کر کے ادا نہیں کرتا۔ تو ایسے دیگر نتائج پر اثر ڈالے بغیر جو اس کو اٹھانے پڑینگے اس کی نسبت یہ تصور کیا جائے گا کہ وہ بذات خود ٹیکس کا باقی دار ہے۔

(۶) اس دفعہ کی رو سے بذریعہ منہائی ٹیکس عائد کرنے کا اختیار وصولی کے کسی دوسرے طریقہ

پر خصل انداز ہوگا۔

آج کا سالانہ نقشہ ۵۔ حکومت کے ہر دفتر کی صورت میں مقررہ افسر اور ہر مقامی انسپکشن یا کوئی کا پیش کرنا دوسری عوامی جماعت یا انجمن کی صورت میں خاص افسر یا مقررہ شخص اور ہر اجر کو لازم ہوگا کہ وہ ایک تحریری نقشہ تیار کرے اور اس کو مقررہ فارم میں اور مقررہ طریقہ سے تصدیق کر کے مقررہ وقت کے اندر مقررہ حاکم کے سامنے پیش کرے یا کسی اور سے پیش کرے

نقشہ مذکورہ میں مندرجہ ذیل کی تصریح ہوگی۔

(الف) ہر ایسے ملازم کا نام اور جہاں تک معلوم ہو سکے اس کا پتہ اور صوبہ متحدہ میں اس کی مدت ملازمت جس نے نقشہ کی تاریخ اور ارسال کے فوراً قبل دوران سال ختمہ ۳۱ مارچ میں آجر سے مقررہ رقم سے زیادہ تنخواہ حاصل کی ہو اور نیز ہر ایسے ملازم کا نام اور جہاں تک معلوم ہو سکے اس کا پتہ اور صوبہ متحدہ میں اس کی مدت ملازمت جو نقشہ کی تاریخ ارسال کے بعد دوران سال ختمہ ۳۱ مارچ میں آجر سے مقررہ رقم سے زیادہ تنخواہ غالباً حاصل کرے گا (ب) تنخواہ کی رقم جو ہر ایسے ملازم نے صوبہ متحدہ میں اپنی ملازمت کی بابت نقشہ ارسال کرنے کی تاریخ کے فوراً قبل سال ختمہ ۳۱ مارچ کے دوران میں کمائی اور وقت یا اوقات جب وہ کمائی گئی اور تنخواہ کی تخمینی رقم جو ہر ایسا ملازم نقشہ پیش کرنے کی تاریخ کے بعد سال ختمہ ۳۱ مارچ کے دوران میں غالباً کمائی گئی۔

(ج) ایسی رقم اگر کوئی ہو جو ہر ایسے ملازم کی تنخواہ میں سے بابت ٹیکس منہائی کی گئی۔ ملازم اپنی تنخواہ کا ۱- (۱) مقررہ افسر کسی شخص پر جو اس کی رائے میں ٹیکس عائد کئے جانے کے نقشہ پیش کرے گا۔ قابل ہے یا ہو سکتا ہے ایک نوٹس تعمیل کرے گا جس میں اس کے لئے حکم ہوگا کہ وہ ایسے وقت میں جس کی تصریح نوٹس میں کی گئی ہے اور جو ۳۰ دن سے کم نہ ہو ایک ایسا نقشہ مقررہ فارم اور مقررہ طریقہ سے تصدیق کر کے پیش کرے جس میں وہ (علاوہ ایسی تفصیلات کے جو بذریعہ نوٹس طلب کی گئی ہوں) اپنی کل تنخواہ جو اس نے نوٹس دینے کی تاریخ کے فوراً قبل دوران سال ختمہ ۳۱ مارچ میں کمائی ہو ظاہر کرے۔

(۲) اگر وہ شخص نقشہ آمدنی ضمنی دفعہ (۱) کی رو سے دہے ہوئے وقت کے اندر نہیں پیش کرتا ہے یا نقشہ آمدنی پیش کرنے کے بعد معلوم کرتا ہے کہ اس کے اندر کچھ غلط بیانی یا فرد گدشت ہو گئی ہے تو اس کو جائز ہوگا کہ وہ کسی وقت تشخیص کے قبل نقشہ آمدنی یا دہرایا ہوا نقشہ آمدنی یعنی جیسی کہ صورت ہو۔ پیش کرے اور اس طرح پیش کردہ نقشہ آمدنی کے بارے میں یکجہا جاکے گا کہ وہ اس دفعہ کے ماتحت مناسب وقت پر پیش کیا گیا۔

(۳) مقررہ افسر ہر شخص پر جس پر ضمنی دفعہ (۱) کی رو سے نوٹس تعمیل ہوا ہے ایک نوٹس تعمیل کر سکتا ہے جس میں یہ حکم ہوگا کہ وہ نوٹس میں مذکور تاریخ کو ایسے حسابات یا دستاویزات پیش کرے یا کرے جو مقررہ افسر طلب کرے۔

نہ۔ (۱)۔ اگر مقررہ افسر کو اس امر کی بات اطمینان ہو جائے کہ نقشہ آمدنی جو دفعہ ۱ کی رو سے پیش کیا گیا ہے ٹھیک اور مکمل ہے تو وہ ملازم کی رقم ملازمت اور اس ٹیکس کی رقم کا تعین کرے گا جو ملازم سے واجب الاداء

(۲) اگر مقررہ افسر کے پاس اس امر کے باور کرنے کے وہ ہوں کہ دفعہ ۲ کی رو سے پیش کردہ نقشہ آمدنی غلط اور نامکمل ہے تو وہ اس شخص پر جس نے نقشہ پیش کیا ہے ایک نوٹس تمیز کر کے لکھیں کہ جس میں یہ حکم ہو گا کہ وہ نوٹس میں دی ہوئی تاریخ پر مقررہ افسر کے دفتر میں حاضر ہو یا ایسی شہادت جس پر اس کو نقشہ کی تائید میں وثوق ہو پیش کرے یا کرے۔

(۳) ضمنی دفعہ ۲ کی رو سے دئے ہوئے نوٹس میں دی ہوئی تاریخ پر یا اس کے بعد جہاں تک جلد ممکن ہو مقررہ افسر ایسی شہادت کی سماعت کے بعد جو وہ شخص پیش کرے یا جو مقررہ افسر مقررہ امور پر طلب کرے۔ ملازم کی کمائی ہوئی تنخواہ کی رقم بذریعہ تحریری حکم تنفیص کرے گا ملازم کی قسم ملازمت اور اس ٹیکس کی رقم کا تعین کرے گا جو ملازم سے واجب الادا ہے۔

(۴) اگر کوئی شخص دفعہ ۲ کی ضمنی دفعہ (۱) اور (۲) کی رو سے نقشہ پیش کرنے سے قاصر رہتا ہے یا ہر دو دفعات مذکورہ کی بموجب نقشہ پیش کرنے کے بعد اس دفعہ کے ضمنی دفعہ (۲) کے ماتحت دئے ہوئے نوٹسوں کے شرائط کی پابندی کرنے سے قاصر رہتا ہے تو مقررہ افسر کو ملازم ہو گا کہ وہ اس نقشہ کا لحاظ رکھتے ہوئے جو ملازم نے دفعہ ۵ کے ماتحت پیش کیا ہو اور اس تحقیقات کے بعد اگر کوئی ہو جو وہ مناسب سمجھے قسم ملازمت کا جس سے ملازم مذکور تعلق رکھتا ہو اور ٹیکس کی رقم کا جو اس پر واجب الادا ہو سمجھ بوجھ کر تعین کرے۔

۸۔ جب ملازم مطالبہ کی نوٹس کی تمیز کے ایک ماہ کے اندر جو بموجب احکام مندرجہ ذیل جاری کیا گیا ہو مقررہ افسر کو مطمئن کر دیتا ہے کہ وہ معقول وجوہات کی بنا پر دفعہ ۶ کے بموجب تنفیص کی تسبیح و جب ظاہر مطلوبہ نقشہ پیش نہ کر سکا یا یہ کہ اس کو دفعہ ۷ کی تحتی دفعہ ۲ کے ماتحت جاری کردہ نوٹس موصول نہیں ہوا یا یہ کہ اس کو تفصیل احکام مندرجہ نوٹس کا مناسب موقع نہ مل سکا یا یہ کہ معقول وجوہات سے مؤخر الذکر نوٹس میں دی ہوئی شرائط کی تمیز سے قاصر رہا۔ تو مقررہ افسر پہلی تنفیص کو منسوخ کر دے گا۔ اور بموجب احکام دفعہ ۷ از سر نو تنفیص کرے گا۔

۹۔ اگر مقررہ افسر کو اس ایکٹ کی رو سے کسی کارروایات کے دوران میں یہ اطمینان ہو جائے کہ ملازم نے تنخواہ کی بابت تفصیلات چھپائی ہیں اور جان بوجھ کر ایسی تنخواہ کی بابت غلط تنخواہ چھپانے کی سزا تفصیلات دی ہیں۔ اور اس ارادہ سے کہ وہ قسم ملازمت میں جس سے کہ وہ تعلق رکھتا ہے نہ لکھا جائے اس کو اصلی رقم سے کم ظاہر کیا ہے تو وہ حکم دے سکتا ہے کہ ملازم واجب الادا ٹیکس کے علاوہ بطور جرمانہ ایک ایسی رقم ادا کرے گا جو اس ٹیکس کی رقم سے زیادہ نہ ہوگی جس سے کہ وہ بچ جاتا اگر وہ تنخواہ جو ملازم کے پیش کردہ نقشہ میں ظاہر کی گئی تھی صحیح مان لی جاتی۔ مگر شرط یہ ہے کہ ایسا حکم نہ دیا جائے گا تا وقتیکہ ملازم کی سماعت نہ کیا جاسکے ہو یا اسکو عرض حال کا مناسب موقع نہ دے دیا گیا ہو۔ شرط مزید یہ ہے کہ اس ایکٹ کے ماتحت کسی جرم کی نسبت انھیں امور کے بارے میں جن کی بابت دفعہ ہذا کی بابت تاویل عائد ہو چکا ہو

کوئی مقدمہ نہیں چلایا جائے گا۔

۱۰۔ جب مقررہ افسر نے قسم ملازمت کا جس سے ملازم تعلق رکھتا ہو اور اس رقم کا جو اس پر دفعہ کے ماتحت واجب الادا ہو تعیین کر دے یا جب دفعہ کے ماتحت نادان ادا کرنے کا حکم صادر ہو جائے تو مقررہ افسر کو لازم ہو گا کہ وہ ملازم پر مقررہ فارم میں مطالبہ کا نوٹس تعیین کرے اور اس میں قسم ملازمت اور اس رقم کی جو واجب الادا ہو تصریح کر دے۔

۱۱۔ اگر کسی ملازم کو حکم تفتیش کے خلاف ہو دفعہ، یا ہ کے ماتحت دیالیا ہو اعتراض ہو یا اس ایکٹ کی تشغیل میں تاخیر ہو یا اس کی ادائیگی کی ذمہ داری کا منکر ہو۔ یا دفعہ کے بموجب مقررہ افسر کے نیا ٹیکس تفتیش کرنے سے انکار کرنے کے خلاف یا دفعہ کی رو سے مقررہ افسر کے ایسے حکم پر جو اسکے خلاف دیالیا ہو اعتراض ہو تو وہ ایسی تفتیش انکار یا حکم کے خلاف ایسے افسر کے روبرو پیش کر سکتا ہے جو مقرر کیا جائے۔

(۲) علی العموم اپیل ایسی تفتیش یا تاوان کی بابت جس کے خلاف اعتراض کیا گیا ہو مطالبہ کے نوٹس موصول ہونے کی یا دفعہ کے بموجب افسر نو تفتیش کرنے سے انکار کرنے کی تاریخ کے تیس دن کے اندر یعنی جیسی کہ صورت ہو۔ دائر کی جائے گی۔ مگر مقررہ افسر اپیل کو اس صورت میں منظور کر سکتا ہے اگر اس کو یہ اطمینان ہو جائے کہ اپلینٹ کے پاس اپیل پیش نہ کرنے کی کافی وجہ ہے۔

(۳) اپیل مقررہ فارم میں دائر کیا جائے گی اور اس کی تصدیق مقررہ طریقہ سے ہوگی

۱۲۔ (۱) حاکم اپیل کو لازم ہو گا کہ اپیل کی سماعت کیلئے ایکڈین اور ایک جگہ مقرر کرے اور اسکو محجاز اپیل کی سماعت ہو گا کہ وہ وقتاً فوقتاً سماعت ملتوی کرتا رہے۔

(۲) حاکم اپیل اپیل فیصل کرنے سے پہلے ایسی مزید تحقیقات جسے وہ مناسب سمجھے خود کر سکتا ہے یا مقررہ افسر سے کر سکتا ہے۔

(۳) اپیل فیصل کرنے میں حاکم اپیل کو جائز ہو گا کہ وہ حکم تفتیش کی صورت میں۔

(الف) تفتیش کو بحال رکھے اس میں تخفیف یا اعافہ کر دے یا اسکو منسوخ کر دے۔

(ب) تفتیش کو بطرف کر دے اور مقررہ افسر کو جس نے تفتیش کی ہو حکم دے کہ مزید تحقیقات کے بعد جسے مقررہ افسر مناسب سمجھے یا جس کی نسبت حاکم اپیل ہدایت کرے افسر نو تفتیش کرے اور اس کے بعد مقررہ افسر افسر نو تفتیش کرنے کی کارروائی عمل میں لائے گا یا دفعہ کے ماتحت صادر کئے حکم کی صورت میں۔

(ج) ایسے حکم کو بحال کر دے یا منسوخ یا تبدیل کر دے۔ مگر شرط یہ ہے کہ مقررہ افسر تفتیش میں اضافہ نہیں کرے گا تا وقتیکہ اپلینٹ کو ایسے اعافہ کے خلاف وجہ ظاہر کرنے کا مناسب موقع نہ مل گیا ہو۔

۱۳- (۱) ہر ایسے ملازم کو جو دفعہ ۱۲ کی منہی دفعہ ۳ کی رو سے تنقیص میں اضافہ کے حکم پر اعتراض کرتا ہو جائز ہو گا کہ وہ ایسے حکم کے صادر ہونے کے ۳۰ دن کے اندر ایسے افسر کبائے اپیل کرے جو مقرر کیا جائے۔

(۲) اس دفعہ کے ماتحت اپیل فیصل کرنے میں حاکم اپیل کو جائز ہو گا کہ اپلائنٹ کو عرض حال موقعہ دینے کے بعد ایسے احکامات صادر کرے جنہیں وہ مناسب سمجھے۔

۱۴- اگر کسی سال کسی وجہ سے کوئی شخص جس ٹیکس واجب الادا ہے ٹیکس سے بچ جاتا ہے یا اس پر ٹیکس کی بہت کم رقم تنقیص کی جاتی ہے تو مقررہ افسر سال ختم ہونے کے تین سال لوگ ٹیکس سے بچتا چاہتا ہے اس کے اندر کسی وقت ایسے شخص پر جو ٹیکس کی ادائیگی کا ذمہ دار ہو ایک نوٹس جس میں دفعہ ۴ کی منہی دفعہ (۱) میں مشملہ جملہ مطالبات ہوں گے تفصیل کر سکتا ہے اور قسم ملازمت کا جس سے ملازم مذکور تعلق رکھتا ہو اور ٹیکس کی رقم کا تعین یا دوبارہ تعین کر سکتا ہے اور اس ایکٹ کے احکام کا جہان تک ہو اسی طرح اطلاق ہو گا گو یا کہ یہ نوٹس ایسا نوٹس ہے جو اس منہی دفعہ کی رو سے جاری ہوا تھا۔

مگر شرط یہ ہے کہ ٹیکس کی رقم جو عائد کی جائے گی ایسی رقم ہوگی جو اس وقت عائد کی جاتی ہے اگر ملازم تنقیص یا مکمل تنقیص سے یعنی جیسی کہ صورت ہو بچ نہ جاتا۔

۱۵- دفعات ۶-۷-۸-۹-۱۱ اور ۱۴ کے بموجب مقررہ افسر کو اور دفعہ ۱۲ کی رو سے مقدمہ حاکم کو حقیقت بات وغیرہ لینے کے اختیارات ان دفعات کی اغراض کیلئے مندرجہ امور کی نسبت وہی اختیارات حاصل ہونگے۔
(۹۰۸ ا کا ۵) جو کسی عدالت کو مضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ کی رو سے کسی مقدمے کی سماعت کیلئے حاصل ہوتے ہیں۔

الف) کسی شخص کو حاضری پر مجبور کرنا اور اس کا بروے حلف یا اقرار صالح اٹھالینا۔

ب) دتا ویزات پیش کرنے کیلئے مجبور کرنا۔ اور

ج) گواہوں کے اظہار بنے کیلئے کیشن جاری کرنا اور ایسے افسر یا حاکم کے سامنے کوئی کارروائی اور کسی کارروائی کی نسبت جو کسی ایسے افسر یا حاکم کے سامنے ہوگی یہ سمجھا جائے گا کہ وہ مجموعہ تعزیرات ہند کی دفعات ۱۹۳ اور ۲۲۸ کے معنی میں عدالتی کارروائی ہے۔

۱۶- کوئی رقم جس کی دفعہ ۱۰ کے ماتحت مطالبہ کے نوٹس یا دفعہ ۱۲ یا ۱۳ کے بموجب دئے ہوئے

حکم میں بطور واجب الادا رقم کے تصریح ہوگی اس وقت اداس جگہ پر اداس ٹیکس کب واجب الادا ہوتا ہے شخص کو جس کا نوٹس میں ذکر کیا گیا ہو ادائیگی کیلئے وقت نہ دیا ہوا ہو تو تفصیل نوٹس یا حکم کی تاریخ کے بعد آئندہ ماہ کی پہلی تاریخ کو یا اس سے پہلے واجب الادا ہوگی لیکن

جو ملازم ادا نہ کیے گی سے قاصر رہے گا باقی دار کھجا جائے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ کوئی ملازم دفعہ اکی رو سے اپیل کرتا ہے تو مقررہ انسر اپنی راہ سے اس ملازم کو اس وقت تک باقی دار نہ سمجھے جب تک اپیل مفصل نہ ہو جائے۔

۷۔ (۱) جب کوئی شخص ٹیکس کی ادائیگی سے قاصر رہے تو مقررہ انسر اپنی صوابدید سے حکم دے سکتا ہے کہ وہ بقایا رقم کے علاوہ ایک ایسی رقم بطور جرمانہ ادا کرے جو اس رقم وصولی کا طریقہ اور وقت سے زیادہ نہ ہو۔

(۲) مقررہ انسر کلکٹر کو اپنے دستخط سے ایک سرٹیفکیٹ بھیج سکتا ہے جس میں اس بقایا رقم کی تصریح ہوگی جو کسی ملازم پر واجب الادا ہے اور ایسے سرٹیفکیٹ کے موصول ہونے پر ملازم مذکور سے رقم مصرعہ سرٹیفکیٹ کی وصولی کے لئے اسی طرح کارروائی کرے گا گویا کہ وہ بقایا مالگذازی ہے (۳) مقررہ انسر ہر اس شخص کو جو تنخواہ ادا کرتا ہے حکم دے سکتا ہے کہ حکم کی تاریخ کے بعد کسی ادائیگی میں سے کسی ٹیکس کے بقایا جو ملازم پر واجب الادا ہو نہ کر لے اور ایسے شخص کو اس حکم کی تعمیل لازمی ہوگی اور وہ اس طرح منہا کردہ رقم کو حکومت صوبہ جات متحدہ کے حساب میں جمع کروائے گا۔ ۸۔ کوئی رقم جو دفعہ ۹ یا دفعہ ۱۱ کی تحت دفعہ ۱۱ کے بموجب بطور جرمانہ مالگئی جائے گی وصولی۔ گئی ہو اسی طریقے سے قابل وصول ہوگی جس طرح ٹیکس کا بقایا وصول کیا جاتا ہے۔

۱۹۔ (۱) اگر مقررہ انسر کو اس بارے میں دعویٰ کئے جاتے ہیں کہ اس پر اطمینان ہو جائے کہ کسی شخص نے ٹیکس کی ایسی رقم ادا کر دی ہے یا اس کی طرف سے ادا کر دی گئی ہے جو اس سے واجب الاخذ نہ تھی یا وہ اس رقم سے زیادہ ہے جو اس سے واجب الاخذ تھی تو مقررہ انسر کو لازم ہوگا کہ مقررہ انسر اس شخص کو اس رقم کی واپسی کی اجازت دے دے جو اس طرح یا اصلی رقم سے زیادہ ادا ہوئی ہے۔

(۲) اگر مقررہ حاکم کو اپنے اختیارات اپیل کام میں لانے ہوئے اس بابت اطمینان ہو جاوے تو وہ اس طور پر مقررہ انسر سے اس رقم کو واپس کرائے گا جس کی نسبت یہ معلوم ہو کہ وہ اصلی رقم سے زیادہ ادا ہوئی ہو۔

۲۰۔ جب بموجب احکام ایکٹ ہذا کسی شخص کو کسی رقم کی واپسی واجب ہو تو مقررہ انسر واپس کی جانے والی رقم ہمارے ہاں رکھ کر کسی حصہ کو بھرنے واپس کی دینے کو ٹیکس میں جرمانہ کا اختیار کسی ایسے ٹیکس میں۔ اگر کوئی ہو۔ ہر اکڑے جو اس شخص کے ذمہ واجب الادا ہو جس کو رقم کی واپسی واجب ہے۔

۲۱۔ ٹیکس کی واپسی کا کوئی دعویٰ قابل پذیرائی نہ ہو گا تا وقتیکہ وہ مالی سال کے آخری دن سے واپس رقم کے وصول جس میں ٹیکس وصول ہوا ہے ایک سال کے اندر دائر کرنے کے لئے پیدا و سماعت نہ کیا جائے۔

ادائیگی کرنے اور نقشہ پیش (الف) اگر کوئی شخص بغیر مقبول سبب یا غدر کے حسب مطلوبہ دفعہ ۳ یا ۴ دفعہ ۳ دفعہ ۴ کرنے سے قاصر رہنا۔ کسی ٹیکس کو منہا کرنے اور اس کی ادائیگی کرنے سے۔ یا

(ب) ميعاد مقررہ میں نقشہ آمدنی مذکورہ دفعہ ۵ یا ۶ پیش کرنے سے قاصر رہتا ہے۔

تو وہ مجسٹریٹ کے سامنے ثبوت جرم ہو جانے پر مستوجب سزائے جرم ہو گا۔ جس کی مقدار ہر ایسے دن کے لئے جس میں غیر ادائیگی جاری رہتی ہے دس روپیہ تک ہو سکتا ہے۔

۲۲۔ جب کوئی شخص دفعہ ۵ یا ۶ یا دفعہ ۱۱ کی ضمنی دفعہ ۳ یا دفعہ ۱۲ کی ضمنی دفعہ ۲ کی رو سے تصدیق میں غلط بیانی کرتا ہے اور جس کو یا تو وہ غلط سمجھتا ہے۔ یا غلط باور کرتا ہے اور دعویٰ میں غلط بیانی۔ یا جس کی نسبت اسے یہ یقین نہیں ہے کہ وہ سچ ہے تو اس کی نسبت یہ تصور کیا جائے گا۔ کہ ان سے تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۷۷ میں مذکورہ جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ (۵۸۶ کا ۵)

۲۳۔ بجز دفعہ ۱۳ کی رو سے مقررہ حاکم کی تحریک پر کسی شخص کے خلاف دفعات ۲۲ اور ۲۳ کی مقررہ انسپکشن کی تحریک پر مقدمہ چلا یا جائے گا۔ اسے جرم کی بابت مصالحت کر سکتا ہے۔

ہر شخص کو جو کسی دوسرے شخص کی تنخواہ میں سے اس ایکٹ کے بموجب کوئی ٹیکس منہا کرے یا اس کو اپنے پاس رکھے یا ادا کرے اس ایکٹ کی رو سے ایسی منہائی۔ اپنے پاس رکھنے یا اس کی ادائیگی کی نسبت قانونی ذمہ داری سے بریت حاصل ہوگی۔

۲۴۔ (۱) اگر اس ایکٹ کے تحت کسی شخص کے دوران میں یا کسی کارروائی میں جو اس کے متعلق ہو کوئی امر متعلقہ قانون پیدا ہو تو دفعہ ۳۲ کی رو سے مقررہ حاکم مجاز ہو گا کہ وہ حالات مقدمہ کو ہائیکورٹ یا تو خود اپنی تحریک پر یا اپنے ماتحت مقررہ افسر کے استصواب پر حالات مقدمہ قبضہ کر کے اپنی رائے کے ساتھ ہائیکورٹ بغرض استصواب بھیجے اور اس کو لازم ہو گا کہ کسی ایسے امر کو اس شخص کے درخواست دینے پر جس پر تحقیق ہوئی ہو اسی طرح بغرض استصواب بھیجے تا وقتیکہ اس کو یہ اطمینان نہ ہو جائے کہ درخواست بے بنیاد ہے یا یہ کہ استصواب کیا جانا غیر ضروری ہے (۲) اگر ہائیکورٹ کو یہ اطمینان ہو جاوے کہ دفعہ ۲۴ میں مذکورہ کسی مقدمہ کے حالات امر استصواب طلب کو فیصلہ کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں تو ہائیکورٹ کو جائز ہو گا کہ مقدمہ کو اس حاکم کے پاس جس نے حالات مقدمہ اس کے پاس بھیجے تھے اس غرض سے واپس کر دے کہ وہ ایسی مزید اطلاع مہیا کرے

جس کی نسبت ہائیکورٹ ہدایت کرے۔

(۳) ہائیکورٹ ایسے مقدمات کی سماعت کرنے کے بعد ایسے امر متعلقہ قانون کو طے کرے گا اور اپنا فیصلہ دیگا جس میں وہ تمام وجوہات بھی دے گئے ہوں گے جن کی بنا پر فیصلہ کیا گیا اور اپنے ایسے فیصلے کی نقل زیر مہر عدالت و دستخط رجسٹرار اس حاکم کو بھیجے گا جس نے حالات مقدمہ اس کے پاس بھیجے تھے۔ اور اسی کے مطابق حاکم مذکور اس مقدمہ کا تصفیہ کرے گا۔ یا اگر کسی ماتحت افسر کے استصواب کرنے پر وہ معاملہ پیدا ہوا ہو تو ایسے افسر کو اس فیصلہ کی ایک نقل بھیجے گا۔ جو اس کا تصفیہ فیصلہ مذکور کے مطابق کرے گا۔

(۴) جب ہائیکورٹ کو لازم کی درخواست پر استصواب کیا جائے تو خیر مقدمہ کا عطا کیا جانا ہائیکورٹ کی مرضی پر ہوگا۔

(۵) باوجودیکہ رقم ہذا کے ماتحت ہائیکورٹ کو استصواب کیا گیا ہو۔ ٹیکس اس شخص کے مطابق واجب الادا ہوگا جو مقدمہ میں کی گئی تادیب کے سطورہ افسر اپنی صوابدید سے ادائیگی کو ملتوی کر دے مگر شرط یہ ہے کہ اگر ٹیکس کی رقم بوجہ ایسے استصواب کے مچانے کے کم ہو گئی ہو تو وہ رقم جو زیادہ ادا کر دی گئی ہوگی واپس کر دی جائے گی۔

۲۷۔ اس ایکٹ کی رو سے کوئی ناش دیوانی عدالت میں تشخیص کو برطرف کرنے یا اس میں ترمیم عدالت دیوانی میں مقدموں اور کوئی ناش یا دیگر کارروائی کسی سرکاری ملازم کرنے کے لئے دائر نہیں کی جاسکتی۔
گی عدالت میں اس کے خلاف کسی ایسے فعل کی نسبت جو اس نے اس ایکٹ کے ماتحت نیک نیتی سے کیا ہو یا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو قابل پذیرائی ہوگی۔

۲۸۔ (۱) صوبائی حکومت اس ایکٹ کے اغراض کو عمل میں لانے کے لئے اور کسی شخص کی خواہ کی تحقیق کرنے اور اس کے کسی جزو کی ماییت تشخیص کرنے کے لئے قواعد و قواعد بنانے کے اختیارات وضع کر سکتی ہے۔

(۲) متذکرہ بالا اختیارات کی عمومیت پر اثر ڈالے بغیر حکومت صوبہ متحدہ مندرجہ ذیل امور کے بارے میں قواعد وضع کر سکتی ہے۔

(الف) ان تمام معاملات کے بارے میں جن کے مقررہ کئے جانے کی نسبت ایکٹ ہذا میں احکام ہیں۔

(ب) ایسے ضابطہ کے بارے میں جو ٹیکس کی تشخیص معافی۔ وصولی منسالی اور واپسی کے متعلق ہو۔

(ج) ایسے افسران کے بارے میں جو تشخیص کریں گے اور جو تشخیص اور احکام کے

خلاف اپیل کی سماعت کریں گے۔

(۳) دفعہ ہذا میں کے ماتحت قواعد وضع کرنے کے تفویض کردہ اختیارات بمز پبلی دفعہ کے اشاعت ماقبل کی شرط پر استعمال میں لائے جائیں گے۔

(۴) اس دفعہ کی رو سے وضع کردہ قواعد۔ سرکاری گزٹ میں شائع کئے جائیں گے اور ان کا اثر وہی ہوگا گویا کہ وہ ایکٹ ہذا میں وضع کئے گئے۔

۲۹۔ صوبہ جاتی حکومت کسی قسم کی ملازمت کو ایکٹ ہذا کے اطلاق سے بری کرنے کے لئے یا کسی قسم کی ملازمت کی نسبت اس ایکٹ کے بموجب کسی واجب الادا مستثنیٰ ذریعہ کے لئے یا کسی کو کٹا یا جزواً معاف کرنے کے بارے میں قواعد وضع کر سکتی ہے۔

۳۰۔ کسی ایسے ملازم کو جسے اس ایکٹ کے ماتحت کسی کارروائی کے سلسلے میں کسی مقررہ افسر یا حاکم کے روبرو حاضر ہونے کا حق یا حکم ہو جائز ہوگا کہ وہ اہانتاً یا بذریعہ یا ذریعہ کے مقام کے حاضری یا بذریعہ کسی ایسے شخص کے جس کو اس نے اس بارے میں تحریراً معجب کیا ہو حاضر ہو۔

۳۱۔ ہر اس رقم کی رسید دی جائیگی جو اس ایکٹ کی رو سے دی یا ادا کی رہی ہو یا دی جائیں گی۔

۳۲۔ (۱) اس ایکٹ کی رو سے کوئی نوٹس یا استدعا اس میں دئے ہوئے شخص کے نام پر تعمیل یا تو بذریعہ ڈاک ہو سکتی ہے یا ضابطہ دیوالی ۱۹۰۸ کی رو سے سمن کی طرح عدالت سے جاری ہو کر۔

(۲) کسی مشترک ہندو خاندان یا کارخانے کی صورت میں ایسا نوٹس یا استدعا کارخانہ کے کسی ممبر یا منیجر یا خاندان کے کسی بالغ مرد کے نام اور افراد کی کسی انہن کی صورت میں اس کے خاص افسر کے نام تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

کسی ملازم پر اس جگہ کا افسر تفتیش کر چکا جس جگہ کہ ملازم مذکور رہتا ہے اور اگر ملازم مذکور کی صوبہ میں منتقلی جائے وہاں نہ ہو تو اس جگہ کا افسر جہاں وہ ملازمت کے سلسلہ میں اپنے فرائض انجام دیتا ہے یا دوسرے امور انجام دیتا ہے۔

۳۳۔ مقررہ افسر مجاز ہوگا کہ وہ اپنی تحریریں پر ملازم سے مطالبہ کرنے کی تاریخ سے ایک سال کے اندر کسی وقت کسی غلطی کی تصحیح کر دے جو کا فادات تفتیش سے ظاہر ہو۔ اور اس کو ملازم ہوگا کہ اسی عرصہ میں ایسی غلطی بھی تصحیح کر دے جو ملازم نے اسے بتائی ہو مگر شرط یہ ہے کہ ایسی کوئی تصحیح جو تفتیش میں اضافہ کرنے کا اثر رکھتی ہے نہیں کی جائے گی تاہنیکہ

مقررہ افسر ملازم کو ایسا کرنے کی بابت نوٹس اور اس کو عرض حال کا مناسب موقع نہ دیدے۔
(۲) جب ایسی تصحیح کا یہ اثر ہو کہ وہ تشخیص میں تخفیف کر دے تو مقررہ افسر کسی ایسی رقم کو جو ملازم کو واجب الادا ہو داپس کر دیگا۔

(۳) جب ایسی تصحیح تشخیص میں اضافہ کرنے کا اثر رکھتی ہو تو مقررہ افسر مقررہ فارم میں ملازم پر مطالبہ کا نوٹس تعمیل کرے گا جس میں واجب الادا رقم کی تصریح ہوگی اور اسے نوٹس کے بابت یہ سمجھایا جائے گا کہ وہ دفعہ اس کے ماتحت جاری کیا گیا اور احکام ایکٹ ہذا اس کے مطابق عائد ہوں۔

فہرست

(دیکھو دفعہ ۳)

ملازمین جن میں کسی ملازم کی صوبہ متحدہ میں کٹائی ہوئی تنخواہ:۔

جو ٹیکس سالانہ

واجب الادا ہوگا

روپے

۹۰

۱۵۰

۲۲۵

۳۲۵

۴۷۵

۶۵۰

۸۵۰

۱۱۰۰

۱۳۰۰

۱۷۲۵

۲۱۰۰

۲۵۰۰

۳۰۰۰

مندرجہ ذیل رقم

سے زیادہ نہیں ہے

روپے

۳۵۰۰

۴۵۰۰

۵۵۰۰

۷۵۰۰

۱۰۰۰۰

۱۲۵۰۰

۱۵۰۰۰

۱۷۵۰۰

۲۰۰۰۰

۲۲۵۰۰

۲۵۰۰۰

۳۰۰۰۰

۳۵۰۰۰

اقسام ملازمت مندرجہ ذیل رقم

سے زیادہ ہے

روپے

۲۵۰۰

۳۵۰۰

۴۵۰۰

۵۵۰۰

۷۵۰۰

۱۰۰۰۰

۱۲۵۰۰

۱۵۰۰۰

۱۷۵۰۰

۲۰۰۰۰

۲۲۵۰۰

۲۵۰۰۰

۳۰۰۰۰

+

۱

۲

۳

۴

۵

۶

۷

۸

۹

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

اقسام ملازمت مندرجہ ذیل رقوم	مندرجہ ذیل رقوم	بوتیکس سالانہ
سے زیادہ ہے	سے زیادہ نہیں ہے	واجب الادا ہوگا
روپے	روپے	روپے
۱۳	۲۵۰۰۰	۳۶۰۰
۱۵	۴۰۰۰۰	۴۳۰۰
۱۶	۴۵۰۰۰	۵۱۰۰
۱۷	۵۰۰۰۰	۶۰۰۰
۱۸	۶۰۰۰۰	۷۰۰۰
۱۹	۷۰۰۰۰	۸۲۰۰
۲۰	۸۵۰۰۰	۹۵۰۰
۲۱	۱۰۰۰۰۰	۱۱۰۰۰
۲۲	۱۲۵۰۰۰	۱۳۰۰۰
۲۳	۱۵۰۰۰۰	۱۶۰۰۰
۲۴	۱۷۵۰۰۰	۲۰۰۰۰
۲۵	۲۰۰۰۰۰	۲۵۰۰۰
۲۶	۲۵۰۰۰۰	۳۰۰۰۰
۲۷	۳۰۰۰۰۰	۳۲۰۰۰

مقاصد اور وجوہات کا بیان

مگورنٹ یہ فرض مصلحت سمجھتی ہے کہ صوبہ کی آمد بڑھانے تاکہ مختلف زرعی تعلیمی۔ طبی و صنعتی و ترقی اور ممانعت کی توسیع کی تجاویز کے لئے روپیہ بہم پہنچ سکے۔ اس سودہ قانون کا مقصد یہ ہے کہ ملازمین بوتیکس لگایا جائے۔ ان مقاصد کو پورا کرنے کیلئے گورنٹ نے مختلف ذریعوں میں سے ایک ذریعہ اس کو بھی قرار دیا ہے ملازمین انوار اقسام کی ہیں ملازمت کی قسم و نوعیت۔ درجہ و مرتبہ اور قدامت کے لحاظ سے ملازم ایک دوسرے سے مختلف ہیں بہت سے طریقے ایسے ہیں کہ جن سے ملازمتوں اور ملازموں میں ایک دوسرے سے تفریق کی جاسکتی ہے۔ ان طریقوں میں سے ایک بہت ہی قابل عمل اور عدم رد و رعایت کا طریقہ یہ بھی ہے کہ ملازمتوں کی تعریف اور درجہ بندی ان کی تنخواہوں کے مطابق ہو جو مختلف درجہ کے ملازمتوں کو ملتی ہیں۔ اس لئے یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ اس طریقے پر ایک معین تدبیر کی جانے سے مختلف ملازمتوں پر

ٹیکس لگایا جائے لیکن یہ ظاہر ہے کہ اس ٹیکس کے لئے سب ملازموں کو ایک سامعینا خود مختاری اور نا انصافی ہے۔ شاہی سپاہ اور بکری اور بھائی فوجیں اور وہ سب لوگ جن کی سالانہ تنخواہ ۵۰۰ روپے سے کم ہے۔ اس ٹیکس سے مستثنیٰ سمجھے جائیں گے۔

گ۔ ب۔ پینتہ
وزیر اعظم اور وزیر مالیات

ترک منشیات اور حکومت

حکومت کی آبکاری پالیسی پر آئریبل وزیر عدل کی تقریر

آئریبل وزیر نے ترک منشیات کی ترقی اور اس کے انتظامات کی تفصیل پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے خیال میں ہماری پچھلے بارہ مہینوں کی کامیابی اور خدمات کا خاطر خواہ اندازہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ایوان تھوڑی دیر کے لئے یہ غور کرے کہ جس زمانہ میں ہم نے حکومت سنبھالی ہے اس زمانہ میں منشیات کے بابت حکومت کا کیا رویہ تھا جیسا کہ معزز ممبران کو خود علم ہے اس زمانہ میں ہمارے صوبہ میں سر چارج سسٹم کا رواج تھا۔ اس کا مقصد منشیات کے استعمال کو گھٹانا تھا۔ لیکن اس سے مالگنداری میں کافی کمی آگئی اور ۳۲-۳۱ء میں آبکاری کی مد سے صرف ایک کروڑ نو لاکھ کی آمدنی ہوئی۔ اس مالی دشواری کو دور کرنے کے لئے اس وقت کی حکومت نے ضروری سمجھا کہ آبکاری کی پالیسی میں ایسی تبدیلی کی جائے جس سے منشیات کا استعمال بڑھے اور آبکاری کی آمدنی میں اضافہ ہو۔ چنانچہ ااضلعوں میں سر چارج سسٹم کی جگہ نیلام کا طریقہ رائج کر دیا گیا۔ اس وقت کے نیلام کے طریقہ کے یہ معنی تھے کہ بغیر کسی روک ٹوک غیر محدود مقدار کی فروخت کی جاسکتی تھی زیادہ سے زیادہ قیمت مقرر تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ لائسنس یافتہ کو یہ بھی آزادی تھی کہ وہ خریدار بڑھانے کے لئے جس میں کم سے کم قیمت پر چاہے اپنی منشیات کو فروخت کرے۔ یہی نہیں کہ صرف طریقہ کی تبدیلی کی گئی ہوئی۔ حکومت نے منشیات کے استعمال کو بڑھانے میں اپنے شعار کا بھی خیال نہ کیا۔ دوکانوں کی تعداد بڑھانے کی جگہ کم کر دی گئی اور ان سب سے زیادہ لغو بات یہ کی گئی کہ سر بھر بوتلوں کے بجائے کم مقدار کی خریداری کے لئے کھلی ہوئی بوتلوں کی بھی اجازت دیدی گئی۔ اس

ناروار دیہ کو سراہنے کے لئے یہ کہا جاتا تھا کہ صوبہ کے ہر باشندہ کا یہ حق ہے کہ وہ ہر شام کو دو ایک پیگ حاصل کر سکے اور اگر حکومت اس معاملہ میں اس کی مدد نہ کرے تو یہ بڑی حق تلفی ہے۔ اس کا کیا نتیجہ ہوا؟ یہ ہوا کہ حکومت کو اپنی توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی اور ۱۹۳۲-۳۳ء میں آبکاری کی آمدنی ایک کروڑ بائیس لاکھ ہو گئی (میں ہزار عدد نہیں شمار کر رہا ہوں) ۱۹۳۳-۳۴ء میں ایک کروڑ اکیس لاکھ ۱۹۳۴-۳۵ء میں ایک کروڑ تینتیس لاکھ ۱۹۳۵-۳۶ء میں ایک کروڑ سینتالیس لاکھ اور ۱۹۳۶-۳۷ء میں ایک کروڑ ستاون لاکھ ہو گئی۔ جب اس نئے طریقہ سے آمدنی میں مسلسل اضافہ ہونے لگا تو پہلے ۱۹۳۲-۳۳ء تک صرف دیسی شراب کے لئے ہی نیلام کا طریقہ سارے صوبہ میں رائج کیا گیا پھر ۱۹۳۶ء تک ایف ایم اور دوسری نشہ آور چیزوں کے لئے بھی یہی طریقہ کر دیا گیا نتیجہ ہوا کہ لائسنس فیس تقریباً دس لاکھ زیادہ ہو گئی اور اس وقت کے وزیر آبکاری نے اس پر بڑا فخر کیا۔ اب ذرا استعمال منشیات کے اعداد پر غور کیجئے ۱۹۳۱-۳۲ء میں ۲۸۹۰۰۰ گیلن صرف ہوئے ۱۹۳۳-۳۴ء میں ۴۷۸۰۰۰ گیلن دوسرے سال ۴۷۶۰۰۰ گیلن اور ۱۹۳۶-۳۷ء میں یہ تعداد ۵۱۴۰۰۰ گیلن تک پہنچ گئی۔ ظاہر ہے کہ مالگنداری کی لالچ میں سارے صوبہ کو تباہ کر دیا گیا اور رفتہ رفتہ عوام کو شراب و دارو کا عادی بنا دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں یہ ایک ایسی کارگزاری تھی جس پر کسی حکومت کو بھی فخر نہ کرنا چاہئے۔ یہ صحیح ہے کہ آبکاری سے ۵۰ لاکھ کی آمدنی ہو گئی۔ لیکن لاکھوں انسان تباہ ہو گئے اور خصوصاً غریب ترین باشندوں کی مصیبتیں کہیں زیادہ بڑھ گئیں پھر بلوان کو معلوم ہے کہ اس حکومت نے پانچ چھ سال کے عرصہ میں کوئی قومی تعمیری کام بھی نہیں کئے۔ گائوں سدھار اور سپرو بیرونگاری کمیٹی کے نام ضرور سنئے گئے لیکن یہ اس وقت جب دن دھل چکا تھا۔ شراب اور دارو کے استعمال کو بڑھا کر جو روپیہ غریب ترین انسانوں سے حاصل کیا گیا تھا وہ دوسرے کاموں میں صرف ہوا۔ لیکن قومی تعمیری کاموں میں نہیں۔ یہ حالت تھی جب ہم نے وزارت قبول کی تھی۔ یہاں میں ایوان کو یہ بھی بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس زمانہ کی حکومت مالی فوائد کی وجہ سے استعمال منشیات کو بڑھانے کی اس درجہ حامی تھی کہ اوقات کی پابندی کا بھی کوئی خیال نہیں کیا جاتا تھا اور جب کبھی اس بات کی شکایت کی جاتی تھی کہ منشیات وقت مقررہ کے علاوہ بھی فروخت ہوتی ہیں تو کمشنر صاحب یہ جواب دیتے تھے کہ اگر ان قواعد کی سختی کے ساتھ پابندی کی جائیگی تو مالگنداری کو نقصان پہنچے گا اور اس لئے ان پر عمل نہیں کیا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ میں کمشنر کی ایک لائسنس یافتہ دوکان پر سرکاری معائنہ کے لئے گیا اور میں نے دوکاندار سے پوچھا کہ اوقات فروخت کے متعلق قولہ کیا بندی ہوتی ہے یا نہیں۔ پہلے اُس نے جواب دینے میں کچھ تامل کیا اس لئے کمشنر۔ اسسٹنٹ کمشنر اور انسپکٹر آبکاری غرض سارا علم میرے ہمراہ تھا لیکن چند ہی منٹ بعد

میں نے کمشنر اور دوسرے تمام حکام آبکاری کے منہ پر کمدیا کہ حکومت دونوں صورتوں کو روک سکتی تھی۔ جب دوکان خلیام ہوتی تھی تو یہ بتایا جاتا تھا کہ جو بیسوں گھنٹے مشرب پچی جاسکتی ہے چنانچہ دوکاندار یہی کرتے تھے اور رات دن منشیات کا بازار کھلا رہتا تھا۔ کمشنر صاحب نے بھی کہا کہ عام طور پر یہی دستور تھا۔ اب چونکہ ایک عرصہ سے دوکانداروں کی عادتیں بگڑی ہوئی تھیں۔ اسلئے ہم برسر حکومت ہی سار طریقہ نہیں بدل سکتے تھے جن لوگوں کو ٹھیکے دے جا چکے تھے انہیں اپنے بارہ مہینوں کی میعاد پوری ہی کرنا تھی پھر بھی میں نے فورا یہ حکم دیا کہ فروخت منشیات کے متعلق تمام قاعدوں کی پابندی سختی کیساتھ شروع کر دجائے۔ اس کا نتیجہ ہوا کہ ایک ہی مہینے میں میرے پاس دوکانداروں کے گئی دفعہ آگئے اور انھوں نے یہ شکایت کی کہ ان پر بڑی سختی کی جا رہی ہے۔ منشیات کے متعلق میں کافی کمی آگئی اور صرف اس وجہ سے کہ قوائد کی پابندی شروع کر دی گئی تھی حکومت کو چار لاکھ کا نقصان اٹھانا پڑا میں پورے اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کچھلی حکومت کی بالیسی اجتناب منشیات نہیں بلکہ اس کے برعکس یہ تھی کجیاں ہم ممکن ہو منشیات کا استعمال بڑھے اور لوگ شراب و دارو کے زیادہ سے زیادہ عادی ہو جائیں۔ اخباروں اور تقریروں میں اکثر غلط قانون کشید کے متعلق کہا جاتا تھا لیکن اس سے جو آمدنی ہوتی تھی اس کے متعلق ایک لفظ بھی کوئی نہ کہتا تھا ایوان کو یاد رکھنا چاہئے کہ شراب سے تقریباً ۶۶ لاکھ کی آمدنی ہے لیکن افیم اور دوسری نشہ آور چیزوں سے تقریباً ۷ لاکھ کی آمدنی ہوتی ہے۔ اسلئے ظاہر ہے کہ جتنا شراب کا رواج ہے اس سے زیادہ افیم اور دوسری نشہ آور چیزیں رائج ہیں۔ سرچارج سسٹم کو جو ڈاکر خلیام کا طریقہ صرف آمدنی کے نقطہ نظر سے جاری کیا گیا تھا اور اس میں اس بات کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا تھا کہ حکومت کی اس آمدنی کی وجہ سے عوام کو کتنی اور کیسی کیسی مصیبتیں اٹھانا پڑیں گی۔ پچھلے سال ۱۹۳۸ء میں نے اس طرح کی ایک تجویز پیش کی تھی اور اس وقت یہ کہا تھا کہ حکومت ترک منشیات کی بالیسی اختیار کرنے کی ذمہ داری لے چکی ہے۔ اس ترک منشیات کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ لوگ بذات خود منشیات کے استعمال سے پرہیز کرنے لگیں۔ اور میں دراصل یہی چاہتا ہوں ہمارا یہ خواہش نہیں کہ آمدنی میں کسی طرح کی کمی آجائے بلکہ یہ خواہش ہے کہ لوگ خود ذاتی طور پر شراب افیم اور دارو وغیرہ سے پرہیز کرنے لگیں۔ چنانچہ پچھلے سال اس ایوان نے جو بالیسی منظور کی تھی وہ یہی تھی کہ منشیات کے استعمال پر ہر سمت سے حملہ کیا جائے۔ مکمل امتناع تو ہم نے صرف دو ہی ضلعوں میں نافذ کیا لیکن پچھلے چار پانچ سال میں جنگی گھٹا کر اور دوکانیں بڑھاکر جو نشہ بازی کی واپس پھیلانی گئی تھی اس کے ذمہ کیلئے ہم نے تمام ضلعوں میں ۲۰ سے پچیس فیصدی تک دوکانیں کم کر دیں۔ اسلئے علاوہ ہم نے خوردہ فروشی کی قیمت مقرر کر دی اور زیر انتظام حکومت دوکانوں کا تجربہ جو پہلے سارے ہندوستان کیلئے کیا جا رہا تھا اختیار کر لیا۔ اسلئے متعلق میں بعد میں عرض کروں گا لیکن اتنا کہدینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ تجربہ بہت زیادہ کامیاب ہوا بحث میں انہی کے دوران میں ایک معزز ممبر نے فرمایا تھا کہ حکومت نے صرف اپنے مکمل امتناع منشیات کے تجربہ کو کامیاب دکھانے کیلئے ان دونوں ضلعوں میں آبکاری کے مجرموں کو کوئی سزا نہیں دی ہے اور صرف اس خیال

سے کہ تنقید نہ کی جاسکی ویدہ و دانستہ جرائم کو چھپا ڈالا ہے میں اس کے متعلق بعد میں عرض کروں گا لیکن اتنا بتا دوں کہ یہ الزام بالکل بے بنیاد ہے۔ جہاں تک عدالتی چارہ جوتی کی کمی کا تعلق ہے میں صرف نو مہینوں کے اعداد و شمار حاصل کر سکا ہوں یعنی اپریل سے دسمبر ۱۹۳۸-۳۹ء تک اور اس کو ہم نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ رقبہ جہاں کل امتناع نافذ ہے اس بحث میں نہیں آتا ہے دوسرے حصے میں سالا صوبہ شامل ہے بجز ان چار پانچ جگہوں کے جہاں کی دوکانیں حکومت کے زیر انتظام ہیں۔ صوبہ واری کی ۳۲ فیصدی ہے یعنی ۱۹۳۷-۳۸ء کے ان نو مہینوں میں کل ۳۵۱... گیلن دیسی شراب استعمال کی گئی ہے اس سال انہی مہینوں میں صرف ۲۳۸... گیلن خرچ ہوئے یعنی دیسی شراب کے استعمال میں ۳۲ فیصدی کمی رہی افیم میں ۲۲ فیصدی کمی ہوئی یعنی یکائے ۱۲... سیر کے صرف ۱۰۰... سیر خرچ ہوئے جس میں اور بھی زیادہ کمی ہوگئی۔ ۸۰... سیر سے گھٹ کر جس کا استعمال تقریباً ۱۴... سیر ہو گیا ہے یعنی ۲۴ فیصدی کمی کی بھنگ میں ۱۹ فیصدی کمی ہوئی۔

اب اس حصہ کو دیکھتے جہاں کی دوکانیں زیر انتظام حکومت ہیں۔ ایلان کو معلوم ہے کہ یہ طریقہ بہت کم شہری علاقوں سے شروع کیا ہے جن میں دو بڑے شہر یعنی لکھنؤ اور الہ آباد اور دو بڑے ٹاؤن یعنی بجنور اور جونا پور شامل ہیں۔ ہمیں یہ تجویز بہت پسند آئی کہ چونکہ منشیات کی تجارت میں دوکاندار کے ذاتی نفع کا خیال بڑی اہمیت رکھتا ہے اس لئے اگر اس ذاتی نفع کو کم کر دیا جائے تو اول تو تجارت میں دیانتداری آجائے گی دوسرے دوکاندار کو بھی زیادہ مقدار فروخت کرنے کی ہوس نہ ہوگی۔ چنانچہ اسی خیال سے ہم نے دوکانیں زیر انتظام حکومت کر دیں اور اس کا نتیجہ بہت شاندار رہا جس علاقہ میں ۱۹۳۷-۳۸ء کے نو مہینوں میں ۳۴۰... گیلن صرف ہوئے تھے وہاں دوکانوں کو زیر انتظام حکومت کر دینے کی وجہ سے ۶۰ فیصدی کمی ہو گئی۔ اگر یہ کمی صرف دیسی شراب کے استعمال میں ہوتی ہوتی تو ہم سمجھتے کہ لوگ خلاف قانون کشید کرتے رہے ہوں گے اور شراب کا استعمال جاری رہا ہو گا محض آمدنی کو نقصان پہونچ گیا ہے۔ لیکن افیم اور دوسری نشہ آور چیزوں میں بھی اتنی ہی بڑی کمی ہوئی ہے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ چونکہ بیچنے والوں نے آپکاری کے قواعد کی پابندی شروع کر دی اور انھیں فروخت کے بڑھائے میں کوئی خاص فائدہ نہیں تھا اس لئے صرف مقررہ اوقات پر منشیات بیچی گئیں اور وہی لوگ خرید سکے جو اس کے عادی تھے۔ یہاں میں یہ بھی بتا دوں کہ ان دوکانوں میں صرف بند بولتیں بھی جاتی ہیں اور کھلی ہوئی شراب نہیں کچی۔ افیم میں ۴۰ فیصدی کمی ہو گئی ہے گانج میں ۵۰ فیصدی اور جس میں ۴۸ فیصدی۔ ایلان کو معلوم ہو گا کہ سارے صوبہ میں یہ کمی صوبہ واری کے دو گنے کے قریب قریب ہے جناب عالی پچھلے سال کے نو مہینوں کا میں نے اپریل سے دسمبر تک کے زمانہ سے مقابلہ کر دیا۔ جو دوکانیں ۱۹۳۷-۳۸ء کے ختم کے قریب کھولی گئی تھیں ان کی تعداد ۲۴۵ تھی لیکن پچھلے سال وہ گھٹا کر ۱۸۶۳ کر دی گئی

تھیں اور اس سال جو تجویز یکم اپریل سے منظور ہوئی ہے اس کے مطابق ۵۰۰ کی اور کمی کر دی جائے گی جس کا یہ نتیجہ ہو گا کہ یکم اپریل ۱۹۳۹ء کو دو کانوں کی تعداد ۲۲۴۲ کے بجائے ۱۳۷۲ ہو جائے گی اس طرح بہنگ کی دوکانیں ۲۲۳۷ سے گھٹا کر ۱۲۸۷ اور انیم کی دوکانیں ۱۰۱۵ سے گھٹا کر ۵۸۷ کر دی جائیں گی۔ تقریباً ۴۰ فیصد کمی ہو جائے گی اور میں سمجھتا ہوں یہ ایک ایسی کارگزاری ہے جس کے لئے ہم جائز طور پر غور کر سکتے ہیں۔

اب میں آبکاری کے جرائم کے اعداد و شمار پیش کرتا ہوں یہ اعتراض کیا گیا تھا کہ آبکاری کے جرائم کی نگہداشت میں بڑا تساہل برتا گیا ہے۔ خصوصاً ان دو حلقوں میں جہاں مکمل امتناع کا نفاذ ہے۔ یہ اعتراض بالکل بے بنیاد ہے جب معزز ممبر یہ اعتراض کر رہے تھے اسی وقت آئریل وزیر اعظم نے ان سے دریافت کیا تھا کہ وہ کس بنیاد پر اعتراض کر رہے ہیں اور اگر ان کے سامنے کچھ مثالیں موجود ہوں تو وہ پیش کریں لیکن معترض صاحب نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا بہر حال ضلع ایٹھ میں ۱۹۳۷-۳۸ء کے پورے سال میں مع ان جرائم کے جن کی گرفت پولیس کی کل ۳۴ جرائم کی گرفت ہوئی۔ ان میں خلاف قانون کشید اور دوسرے جرم بھی شامل ہیں۔ ۱۹۳۸-۳۹ء کے دس مہینوں میں (جنوری تا اپریل) صرف ۱۵ جرموں کو گرفت کی گئی۔ ان میں وہ جرائم نہیں شامل ہیں جن کی پولیس نے گرفت کی۔ ہمیں ملن پوری اور ایٹھ دونوں ضلعوں سے رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ اور ان میں جو شہادتیں پیش کی گئی ہیں وہ ہم کو اس بات کا پورا یقین دلاتی ہیں کہ ترک منشیات کو بہت اچھی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ یہ رپورٹیں سرکاری اور غیر سرکاری دونوں حلقوں سے ملی ہیں خلاف قانون کشید میں ایک نمایاں کمی ہو گئی ہے اور اس کی کوئی اُمید نہیں ہے کہ آئندہ خلاف قانون کشید کسی وجہ سے بھی اضافہ ہو جائے گا۔ سارا عملہ اس بات کی کوشش کر رہا ہے کہ رائے عامہ نشہ بازی کے خلاف اتنی مستحکم کر دی جائے کہ لوگ منشیات کے استعمال کے قریب بھی نہ جائیں۔

ہماری یہ کوششیں صرف سرکاری ذرائع تک محدود نہیں ہیں بلکہ غیر سرکاری لوگ بھی اجتناب منشیات کی تبلیغ میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لے رہے ہیں۔ ایوان کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوگی کہ افسر آبکاری نے اپنی رپورٹ بابت ماہ فروری میں یہ لکھا ہے کہ معمول کے مطابق آبکاری انسپکٹروں اور عملہ مالگڈاروں اور عملہ گاؤں سدھار کے ذریعہ نشہ بازی کے خلاف پروپیگنڈے کا کام جاری رہا۔ ڈسٹرکٹ بورڈوں کے اسکول مہینہ کے آخری کام کے دن کو ترک منشیات کا دن مناتے ہیں اور اس روز گاؤں کے اندر دینی حلقہ میں بڑی سرگرمی کے ساتھ نشہ بازی کے خلاف تعلیمی پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ تین عام جلسے کئے گئے۔ افسر

آبکاری نے بہت سے لوگوں سے فرداً فرداً ملاقات اور گفتگو کی۔ گاؤں والوں کا رویہ حیرت
 طور پر ترک منشیات کے موافق ہے ہولی کے موقع پر بھی گاؤں والوں نے شراب و دارو کا استعمال
 نہیں کیا، میں یہاں یہ بھی عرض کر دوں ایک ریسرچ طالب علم نے شخص اپنے جذبہ خدمت
 عامہ میں ضلع میں پوری کے ایک گاؤں کا سروے کیا ہے جس میں یہ دکھانے کی کوشش کی
 ہے کہ ترک منشیات کی تحریک سے اس گاؤں کے رہنے والوں کو کتنے فائدے پہنچے ہیں اس نے
 اپنی تحقیقات ایک رپورٹ کی صورت میں مرتب کی تھی۔ چنانچہ "پبلک انفارمیشن" کے بجٹ
 نمبر میں صفحہ ۹۴ پر وہ شائع بھی کی گئی ہے۔ میں آنریبل ممبران سے درخواست کروں گا کہ وہ اس
 رپورٹ کا ضرور مطالعہ کریں اس سے انھیں معلوم ہو گا کہ یہ تحریک ہمارے غریب بھائیوں کے لئے
 کتنی زیادہ مفید ہے۔ جناب عالی! جہاں تک میرا یہ سال کا تعلق ہے یہ تجویز ہے کہ دوکانوں
 کی تعداد میں مزید بیس فیصدی کی کمی کر دی جائے اس کے علاوہ ہم چار اور ضلعوں میں
 مل امتناع کا نفاذ کر دیں گے۔ بجنور اور جونیور میں منشیات کی دوکانیں حکومت کے زیر انتظام
 تھیں اس لئے یہ سمجھنا چاہئے کہ وہاں مکمل امتناع کے لئے زمین ہموار ہو چکی ہے چنانچہ اسی
 وجہ سے ہم نے ان دو ضلعوں کا انتخاب کیا ہے حالانکہ یہ دونوں ایک دوسرے سے بہت دور
 ہیں۔ ان کے علاوہ ہم نے مرج آباد اور بدایوں کو مکمل امتناع کے لئے چنا ہے یہ اس وجہ سے
 کہ ہم چاہتے ہیں کہ ایٹھ میں پوری فرخ آباد اور بدایوں کے چاروں ضلعوں کا ایک متحدہ رقبہ
 بن جائے۔ زیر انتظام حکومت کے طریقہ کو بھی اس سال کئی نئی جگہوں پر رائج کر دیا گیا ہے
 اور اس انتخاب میں صنعتی جگہوں کو خاص طور پر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایوان کو معلوم ہے کہ ہم نے
 کانپور۔ ہاتھرس۔ جھانسی۔ آگرہ۔ گورکھپور۔ اور چندوسی کو چنا ہے۔ اس نئے طریقہ کو رائج کرنے
 کے لئے ضروری رویہ بھی دیدیا گیا ہے۔ زیر انتظام حکومت کے طریقہ سے منشیات کا کاروبار
 بہت کافی سدھ جائے گا۔ قواعد کی سختی کے ساتھ پابندی کی جائے گی اور ہمارے لئے یہ بہت
 آسان ہو جائے گا کہ ہم جس وقت چاہیں منشیات کی فروخت کو بند کر دیں میں سمجھتا ہوں
 میری اس مختصر تقریر سے آنریبل ممبروں کو یہ سمجھنے میں بڑی مدد ملے گی کہ اب تک محکمہ انکوائری
 کیا کرتا رہا ہے میں ایوان کے ہر حصہ سے اشتراک عمل کی درخواست کروں گا تاکہ جلد انجلہ
 ہمارے غریب بھائی مکمل اجتناب کی برکتیں حاصل کر سکیں۔

انسداد منشیات کا دوسرا سال

عالیجناب ڈاکٹر کیلاش ناتھ کاٹھ صاحب وزیر آبکاری

کاپیفام

فرخ آباد بدایوں جو پور اور پنجبور کے رہنے والوں کے نام

انسداد منشیات کا دوسرا سال شروع ہوتا ہے اور میں اس موقع پر ضلع فرخ آباد بدایوں جو پور اور پنجبور کے رہنے والوں کو ان کے ضلع میں انیم شراب اور دوسری نشے والی چیزوں کی لغت کے خلاف تحریک شروع ہونے پر دل مبارکباد دیتا ہوں۔ یہ نیک کام ہونے پہلے سال ایڈ اور مین پوری میں شروع کیا تھا جو کامیابی ہو گیا وہ ہر حیثیت سے حیرت انگیز ہے اس سال ہم ترک منشیات کے حلقہ میں چار اور ضلع شامل کرنے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ خدا کی مہربانی سے ان چاروں ضلعوں میں بھی دہے ہی مفید نتیجہ مرتب ہو سکے۔

بعض لوگ کہتے ہیں ہمارے صوبہ میں دراصل نشہ بازی کی بری عادت اتنی زیادہ عام نہیں ہے کہ حکومت کے لئے صوبہ میں مکمل ترک منشیات کا نافذ کرنا لازمی ہو جائے لیکن یہاں اس حقیقت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ ہندو اور مسلمان دونوں کی مقدس کتابیں شراب اور دارو کے استعمال کو منع کرتی ہیں اور ان پر نفرت کرتی ہیں۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ عام طور پر لوگ نشے کے عادی نہیں ہوتے لہذا ایسی حالت میں صرف چند نشہ بازوں کی عادت چھڑانے کیلئے حکومت اپنی اس کافی آمدنی کو کیوں ضائع کرے جو اسکو انیم شراب اور دوسری نشے والی چیزوں سے حاصل ہے۔ لیکن وہ اس بات پر دھیان نہیں دیتے کہ ہمارے غریب ترین بھائی ان بری عادتوں میں گرفتار ہیں اور وہ اپنی تھوڑی سے آمدنی کا ایک بڑا حصہ نشہ بازی میں اڑا دیتے ہیں جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ نہ صرف وہ لوگ خود تکلیف اٹھاتے ہیں بلکہ ان کے بال بچے بھی ان بری عادتوں کی وجہ سے بھوکے اور تنگ رہتے ہیں اسلئے عوام اور عوام کی حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ ایسے لوگوں کی جویوں اور بچوں کو ان کی بری عادتوں کے برے نتیجوں سے بچائے۔

صرف یہ سوال نہیں ہے کہ آبکاری سے حکومت کو کتنی آمدنی ہوتی ہے بلکہ یہ بھی دیکھنا ہے کہ ہر ایک روپیہ پر جو حکومت کو اس طرح حاصل ہوتا ہے نشہ باز اپنی بری عادتوں کے پیچھے تین تین روپیہ خرچ کرتا ہے۔ غریب آدمی کے لئے یہ نقصان بہت بڑا نقصان ہے

جو رقم وہ اس نشہ بازی میں اٹا دیتا ہے اس رقم سے وہ اپنے اور اپنے گھروالوں کی بڑی ضرورتیں پوری کر سکتا ہے یہاں تکو یہ نہ بھولنا چاہئے کہ ترک نشیات کا صرف یہ مطلب نہیں ہے کہ حکومت کے لائسنس سے شراب انہم اور دوسری چیزیں نہ بکیں۔ بلکہ اسکا یہ مطلب ہے کہ خود عوام نشہ از سے سخت پرہیز کریں اور ہر ایک شخص ان بڑی عادتوں سے دور رہے۔ اگر لائسنس یافتہ دوکانیں بند کر دی گئیں اور پھر بھی خلاف قانون کشیدگی جاری رہی یا چھپ چھپ کر نشہ آور چیزیں آتی رہیں اور لوگ شراب پیتے رہے تو اسکے یہ معنی ہوں گے کہ ہم ناکامیاب رہے اور یہ ہمارے لئے سخت شرم کی بات ہے۔

حکومت خلاف قانون کشیدگی اور چھپا چھپا کر نشہ کی چیزیں لانے اور بچانے کو بند کرنے کی ہر امکانی کوشش کرے گی اور حکومت کے تمام قواعد اور قوانین نرمی کے ساتھ لیکن مضبوطی سے نافذ کئے جائیں گے۔ جو لوگ عادتاً مجبور ہیں اور کچھ زمانہ کے لئے تھوڑی مقدار میں انکو انہم یا دوسری نشہ کی چیزوں کی ضرورت ہے اسکو طبی مشورہ سے محض صحت کے خیال سے کچھ نہ کچھ مقدار کی اجازت دیدی جائیگی لیکن دراصل نشہ بازوں کی لت چھڑانے کا یہ پاک کام محض حکومت ہی کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ خود عوام کا بھی فرض ہے۔ یہ ایسا کام ہے جس میں ملک کی بھلائی چاہئے والا ہر شخص بے غرض اور جوش کے ساتھ کام کر سکتا ہے اسلئے ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے ذاتی اثر و فعل اور مثال سے اس نیک کام کو آگے بڑھائے اور رائے عامہ نشہ بازی کے خلاف اتنی زیادہ سخت ہو جائے کہ غیر قانون کشیدگی اور نشہ آور چیزوں کو چھپا چھپا کر لانا صرف قانونی ہی جرم نہ رہے بلکہ ایک ایسا شرمناک کام سمجھا جائے جو خود سماج کے لئے سخت مضر اور نقصان رساں ہے۔ ان باتوں کی روک تھام کرنا بہت ضروری ہے اور جو لوگ اس قسم کے کاموں کے مجرم ہوں وہ یہ سمجھیں کہ ذرا سے فائدہ کے لئے وہ دوسروں کو کتنا زیادہ نقصان پہونچا رہے ہیں۔

ہندوستان ایک غریب ملک ہونے کی حیثیت سے دراصل ان غریب کسانوں مزدوروں اور ہزبجمنوں کا ملک ہے جو اپنی زندگی بڑی غریبی میں بسر کرتے ہیں۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ان لوگوں کو جسانی اور ذہنی دونوں صورتوں سے طاقتور بنائیں ان میں خود اعتمادی خود داری اور ضبط نفس پیدا کریں۔ اگر ہم ان کو آزاد ہندوستان کے لائق فرزند بنانا چاہتے ہیں تو ہم اس مقصد کو اسوقت تک نہیں حاصل کر سکتے جب تک نشہ بازی کی ہلاکت ہم اپنے درمیان سے دور نہیں بھگادیتے۔ اسلئے فرخ آباد بدایوں بجنور اور جو پور کے تمام باشندوں سے ہندو مسلمان سکھ اور عیسائیوں سے ہر فرقہ ہر طبقہ ہر قوم سے ہر مذہب ہر ملت کے ماننے والوں

سے چھٹوں سے بڑوں سے اور خاص طور پر ہنرمند بھائیوں کی بڑی بڑی پنچائٹوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس پاک تحریک اور مبارک کوشش میں حکومت کے ساتھ ہوا تعاضد و تعاون کریں تاکہ ہماری کوششوں کو مکمل کامیابی حاصل ہو۔

عالیجناب پنڈت گوند بلجھنٹ صاحب وزیر اعظم کاپینم

فرخ آباد بدایون جو نپورا و زنجنور کے رہنے والوں کے نام

پچھلے سال میں پری اور ایٹم میں ترک نشیات کو شروع کرتے وقت میں نے وہاں کے باشندوں کے نام ایک پیغام بھیجا تھا جس میں میں نے ان لوگوں کو اس بات پر مبارکباد دی تھی کہ ان کے ضلع اس اسکیم کے افتتاح کے لئے پہنچے گئے ہیں جب سے ۱۲ مہینہ گزر گئے اور میں خوش ہوں کہ جو تدبیریں وہاں اختیار کی گئی تھیں وہ پوری طرح کامیاب ہیں۔ ان دونوں ضلعوں نے ایک ایسی تحریک میں سب سے آگے رہے۔ کانفرنس حاصل کیا ہے جو مادی اور اخلاقی ہر حیثیت سے عوام کے لئے بیحد مفید ہے ان کی کامیابی دیکھ کر میں سمجھتا ہوں کہ تمام سرپرستوں کو اپنے شکوک چھوڑ دینا چاہیئے اسلئے کہ اب ظاہر ہو گیا ہے کہ ترک نشیات کی اسکیم بالکل عملی اسکیم ہے اور اگر سرکاری اور غیر سرکاری لوگ آپس میں تعاون سے کام لیں اور کوئی کوشش بھی اٹھانہ رکھی جائے تو یہ تحریک بغیر کسی دقت کے رائج ہو سکتی ہے اور کامیاب بنائی جاسکتی ہے۔ ہمارا مذہب ہماری تہذیب ہمارے رسم و رواج سب کے سب شراب اور دارو کے استعمال کے خلاف ہیں اگر ہم سے کسی شخص کو نشہ بازی کا شوق پڑ جاتا ہے تو اس کی یہ رغبت فطری نہیں ہوتی محض تفریحی ہوتی ہے اور اس لئے ہم اس سے یہ امید کر سکتے ہیں کہ وہ بغیر زیادہ تکلیف اٹھائے اس بری عادت کو چھوڑ سکتا ہے۔

حکومت بڑی مسرت اور دلچسپی کے ساتھ یہ دیکھ رہی ہے کہ مین پوری اور ایٹم میں ترک نشیات کی وجہ سے دیہاتیوں کی سماجی اور مالی حالت میں کتنی اہم تبدیلیاں ہو گئی ہیں۔ کتنے دیہاتوں میں کسانوں نے اپنے قرض ادا کر دیئے ہیں اور اپنے رہنے

تک زیادہ روپیہ خرچ کرنے کا موقع مل سکا اور وہ عام طور پر زیادہ بہتر زندگی بسر کر سکتے ہیں مین پوری اور ایٹھ کی کامیابی نے بڑی ہمت بڑھائی اور ایسویبہ سے حکومت نے اس تحریک میں اب دوسرا قدم بڑھا رہی ہے۔ اور ترک نشیات کے علاقہ میں چاروں ضلعوں کو شامل کر رہی ہے یعنی بدایوں، فرخ آباد، بجنور اور جوہنپور ایساں اسکیم کو کامیاب بنانا ان ضلعوں کے باشندوں کا کام ہے۔ مجھے پورا بھروسہ ہے کہ ترک نشیات کی اسکیم رائج ہونے سے نہ صرف آپ کے ان ضلعوں میں زندگی زیادہ ستھری اور زیادہ صحت بخش ہو جائیگی بلکہ ساتھ ہی ساتھ اس میں زیادہ خوش اور زیادہ چمک بھی پیدا ہو جائیگی۔ آپ کو ایک شاندار موقع مل رہا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح محسوس کریں گے اور اپنی ہر امکانی کوشش سے اس تحریک کو کامیاب بنائیں گے۔ میری دعا ہے کہ خدا آپ کے ضلعوں کو اس فخر و اعزاز کا پورا اہل ثابت کرے اور یہ چاروں ضلعے مع مین پوری اور ایٹھ کے ضلعوں کے ترک نشیات کی راہ میں صوبہ کے تمام ضلعوں کے لئے شمع ہدایت ثابت ہوں اور ہمارا صوبہ جلد از جلد اس برسی بلا سے نجات پا جائے جس نے محلوں اور جھونپڑوں کو یکساں تباہ کر رکھا۔ میں ان ضلعوں کے ہر طبقہ کے سرکاری اور غیر سرکاری لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ پورے اتحاد اور اشتراک عمل سے کام لیں تاکہ یہ اسکیم مکمل طور پر کامیاب ہو۔

صحیح نامہ

یوپی اسمبلی میں آنرےبل وزیر لوکل سلف گورنمنٹ کی تقریر

مجلس قانون ساز میں صحت عامہ کا گرانٹ پیش کرتے ہوئے آنرےبل وزیر لوکل سلف گورنمنٹ نے فرمایا کہ میں مناسب سمجھتی ہوں کہ اس موقع پر محکمہ کے متعلق کچھ ایسی معلومات بھی پیش کر دیجائے جو آنرےبل ممبروں کے لئے مفید ہو۔ جیسا کہ آنرےبل ممبروں کو معلوم ہے ۱۹۳۷ء کے نصف آخر میں ہر دوار کے کنبہ میلہ سے پیفہ کی ایک شدید

دبا شروع ہوئی اور وہ سارے صوبہ میں پھیل گئی۔ اس وبا نے بڑا نقصان پہنچایا حالانکہ محکمہ صحت عامہ نے وبا پر قابو پانے اور شہری اور دیہاتی و بازوہ حلقوں کے باشندوں کی مدد کرنے میں کوئی کوشش اٹھانہ رکھی۔ میں نے خود اس زمانہ میں کئی مفلوں کے دورے کئے اور میں اس بات کی تعریف کرنا ضروری سمجھتی ہوں کہ اس دوران میں محکمہ کے تمام سرکاری ڈگوں اور غیر سرکاری اداروں جیسے کانگریس کمیٹیوں اور نیز اس ایوانی کے آئینہ بل ممبروں نے اپنے اپنے اضلاع میں بڑی پر خلوص خدمات انجام دیں اور بڑی سرگرمی کیساتھ حکومت کا ہاتھ بٹایا۔ حکومت نے وبا پر قابو حاصل کرنے کے لئے ۲۶۰۰۰ روپیے خرچ کئے اور آخر کار وبا کو دبا لیا۔ اس وبا کے دوران میں یہ پتہ لگا کہ صحت عامہ کے معمولی ادارے اپنے معمولی ذرائع کیساتھ ایسی شدید وباؤں کا مقابلہ کرنے کے اہل نہیں۔ چنانچہ ہر فرقہ اور ہر نقطہ نگاہ کے غیر سرکاری حضرات سے مشورہ کرنے کے بعد یہ طے پایا کہ غیر سرکاری ادارے بھی قائم کئے جائیں اور ان کے ذریعہ وبا کا صرف مقابلہ ہی نہ کیا جائے بلکہ مدافعتی طریقوں کی بھی تبلیغ کی جائے لیکن مجھے افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس وبا کے بعد سے نہ ان غیر سرکاری اداروں نے کوئی مدافعتی کام کیا ہے اور نہ ان غیر سرکاری حضرات نے صحت عامہ کا تعمیل ابھی تک عوام کے ذہن میں صاف نہیں ہوا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ دوسرے محکموں کے مقابلہ میں یہ محکمہ صحت عامہ اچھوت سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ ان کے خیال میں اس کا اصل مقصد صرف یہ ہے کہ یہ لوگوں کے دروازوں کے سامنے سے کوڑا کرکٹ دور کرے کیا اور اس طرح کے دوسرے ایسے کام کرے جن سے غلاظت دور ہو اور شہر میں صفائی رہے اسکا یہ نتیجہ ہے کہ جب بھی کوئی وبا پھیلتی ہے۔ تو بڑا شور و غل مچتا ہے، افسران محکمہ پر الزامات لگائے جاتے ہیں جو لوگ صحت ضلع کے ذمہ دار ہوتے ہیں ان پر تنقیدیں کی جاتی ہیں لیکن یہ اہم بات بالکل بھلا دی جاتی ہے کہ ایم ایل سی اور ان اضلاع کے دوسرے ذمہ دار اشخاص اپنے حلقوں کے عوام کو اصول صحت کی تعلیم دینے میں کوئی کوشش نہیں کرتے حالانکہ یہ ایک ایسی ضروری بات ہے جس کا تعلق نہ صرف سارے صوبہ کی زندگی سے بلکہ پوری قوم کی زندگی سے ہے میں کسی خاص جماعت پر تنقید نہیں کرنا چاہتی لیکن جو حضرات تجویز مخفیہ CUR ۴۵۲۸۸۸ پیش کرنا چاہتے اور محکمہ کی خدمات پر الزامات لگانا چاہتے ہیں ان کو صرف یہ احساس دلانا ضروری سمجھتی ہوں کہ ان کی بے پروائی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ تعلیم یافتہ طبقہ نے

عوام کو وبائی امراض کے مدافعتی طریقوں کی تعلیم دینے یا ان کا مقابلہ کرنے کے طریقے بتانے میں ذرا بھی زحمت نہیں گوارا کی ہے۔

میں نے ایسے زمانہ میں بھی بہت سے ضلعوں کے دورے کئے ہیں جب ہمارا موہری طبع دیا زدہ اور ایسے زمانہ میں بھی جب وبائی بیماریوں سے نجات تھی مینے دیکھا ہے کہ وہ لوگ جو ایوان میں عوام کی ہمدردی پر بڑی بڑی تقریریں کرتے ہیں اور ان کی تکلیفوں پر فصاحت و بلاغت کے دریا بہا رہے ہیں وہ اپنے اضلاع کے وبازدہ عوام سے دراصل کسی درجہ بے پروا اور بے غرض رہتے ہیں۔ میں ان حضرات سے صرف یہ درخواست کروں گی کہ جب وہ اس ایوان سے باہر تشریف لے جائیں تو اپنی تھوڑی سی فصیح البیانی اپنی اپنی تحصیلوں اور اپنے ضلعوں کے جاہل اور دہم پرست باشندوں کو یہ سمجھانے میں بھی صرف کریں کہ وہ کس طرح خود اپنی مدد کر سکتے ہیں کسی محکمہ صحت عامہ کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ بیماری کو دور کرے اور ایسے حالات پیدا کرے جن میں بیماری کا پھیلنا ناممکن ہو جائے۔ ہم اکثر سنتے ہیں کہ لوگ بہتر معیار زندگی بہتر طرز رہائش بہتر تعلیم اور دوسری ان تمام باتوں پر گفتگو کرتے رہتے ہیں جو قوم کو بہتر بناتی ہیں۔ لیکن اس گفتگو سے کیا فائدہ اگر آپ اس ایوان کے باہر جا کر خود اپنے عمل سے انہی چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ میں جو کچھ کہہ رہی ہوں مخالفین اور حکومت یعنی ایوان کے دونوں حصوں کے لئے یکساں درست ہے آنریبل ممبروں کو یاد رکھنا چاہیے کہ صحت انسان کی زندگی میں سب سے زیادہ اہم ہے اور ہمارے اس غریب ملک میں تو صحت کی قیمت کہیں زیادہ ہے اس لئے کہ بیماری روزی کمانے کی طاقت کو کم کر دیتی ہے۔ اب میں ایوان کو اس بات پر توجہ دلاتی ہوں کہ حکومت صحت کی تحریکات کو ایک وسیع حلقہ میں رائج کرنے کا ارادہ رکھتی ہے لیکن ہم یہ صرف اس صورت میں کر سکتے ہیں جب یہ کام منظم طور پر اور اس طرح سے شروع کیا جائے کہ ساری پبلک اس کو سمجھ سکے اور قبول کر سکے۔ سرکاری اور غیر سرکاری دونوں حیثیتوں سے خدمت عامہ کا تجربہ رکھتے ہوئے میں کہہ سکتی ہوں کہ حکومت کے اس مفید ارادہ سے اس وقت پورے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔ جب اس ایوان کے آنریبل ممبران عوام کو نئے خیالات سمجھانے کی پوری کوشش کریں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اگر سچے لوگ سچے طور پر اس کام کو شروع کر دیں تو نہ صرف اس صوبہ کے ہر محاذوں کو اپنی آئے دن کی مصیبتوں سے نجات لجا سکی بلکہ گاؤں والوں کی صحت

بھی بہت عمدہ ہو جائیگی جو قوم کے لئے ایک بڑی نعمت ہے۔ اس سال محکمہ نے جو کام کئے ہیں ان میں صحت اسکیم کی پانچ اور ضلعوں میں توسیع اور چار نئے کتے کے کالے کا علاج کرنے کے مرکزوں کا قیام کرنا شامل ہے۔ ان مرکزوں کی وجہ سے اب لوگوں کو علاج کے لئے دور دراز کے سفر نہیں کرنا پڑے گا۔ ہمیں امید ہے کہ غنقہ ربہم صحت اسکیم تمام اور ضلعوں میں رائج کر سکیں گے۔ اور کتے کے کالے کے علاج کے لئے بھی بہت سے نئے مرکز کھول سکیں گے۔ طاعون کو روکنے کے لئے گورکھپور میں تجربہ کے طور پر جو ہے مارنے کی اسکیم شروع کی گئی ہے ہمیں امید ہے کہ گورکھپور میں ونسپلٹی کی مدد سے ہم اس اسکیم میں کامیاب رہیں گے اور یہ اسکیم ان تمام ضلعوں میں رائج کر دیا جائیگی جہاں اکثر طاعون اکثر آثار ہوتا ہے۔

جناب عالی! حکومت کا یہ ارادہ تھا کہ اس سال سارے صوبہ کے لئے ایک دودھ اسکیم شروع کیا جائے جس کا یہ مقصد ہو کہ ہر شام کو کھیل اور دوسری ورزشوں کے بعد میونسپل اور شہری حلقوں کے ہر لڑکے کو خواہ اسے غذا کم ملتی ہو یا نہیں ایک خاص مقدار میں دودھ تقسیم کیا جائے۔ لیکن یہ بات بہت زیادہ بلند حوصلہ بات ثابت ہوئی اور مختلف مالی دشواریوں کی وجہ سے ہم اس اسکیم کو پوری طرح شروع نہ کر سکے۔ بہر حال مجھے امید ہے کہ منقریب حکومت صوبہ کی متحدہ ایسے صوبہ کے بچوں کی صحت سہارا میں وہ تمام تدبیریں کریں گی جو آج دنیا کے دوسرے حصوں میں روشن خیال حکومتیں کر رہی ہیں۔ فی الحال ہم نے آگرہ ضلع میں تجربہ کے طور پر ایک دودھ اسکیم شروع کی ہے اور اس کے لئے روپیہ بھی دیا ہے۔ امید ہے یہ اسکیم وہاں اتنی شاندار کامیابی حاصل کریں گی کہ آئندہ سال اس کو دوسرے ضلعوں میں پھیلانے اور اس کے لئے زیادہ روپیہ دے۔ میں حکومت کو تامل نہ ہوگا۔ پچھلے سال پر تا بگڑہ ہیلتھ یونٹ (جو راتھ چالٹا انسٹیٹیوٹ نے پہلے تین سال کے لئے شروع کی تھی اور بعد کو ایسے پانچ سال کی توسیع دی گئی تھی) پر بحث ہوئی تھی لیکن یہ نہیں طے ہوا تھا کہ آیا اسکو جاری رکھا جائے یا بند کر دیا جائے بعد کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ یہ ہیلتھ یونٹ طبی افسران کو ٹریننگ دینے کے علاوہ دوسری صورتوں سے بھی بہت مفید ثابت ہوئی ہے اس سے ملحقہ نپنگ کے مرکز نے جو کام کئے ہیں وہ حقیقتاً بہت مفید ہیں اس لئے میں سمجھتی ہوں ہم لوگ اس یونٹ کو مستقل کرنے میں حق بجانب ہیں۔ کنواں سدا ہر کام کافی بڑے پیمانہ پر جاری رہا ہے اور گویں جانتی ہوں کہ یہ پانی کی مانگ کے لئے کافی نہیں ہو پھر

بھی میں جائز طور پر کہہ سکتی ہوں کہ ہم نے اس کام کو بھی بہت آگے بڑھا دیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ ہم پوری طرح پانی کے مسئلہ کو حل کر سکیں گے اور سارے دیہاتی حلقہ میں بہت سے اور کنوئیں بنوائے جائیں گے۔

پچھلے سال کے میزانیہ میں شہری اور دیہاتی حلقوں میں کھیل کی جگہیں بنانے کے لئے ایک رقم دی گئی تھی۔ ۴۵۰۰۰ روپیے ۴۵۰۰۰ منعموں کو دیئے گئے تھے اور سیونیل اور ڈسٹرکٹ بورڈوں سے بھی درخواست کی گئی تھی کہ وہ بچوں اور لڑکھائوں کے کھیل کود کے لئے کھیل کی جگہیں بنائیں۔ دیہاتی حلقوں میں کھیل کی جگہیں صرف بچوں کے لئے ہوں گی اور ان سے لے ہوئے اکھاڑے لڑکھائوں کے لئے ہوں گے۔ چنانچہ ندری کے ختم تک دیہاتی حلقوں میں ۱۷۵ ایسے اکھاڑے بنائے گئے ہیں اور سیونیل حلقوں میں دس میں جانتی ہوں کہ یہ تعداد کم ہے لیکن میرا ارادہ ہے کہ آئندہ سال میں اس کام کو اچھی طرح بڑھاؤں۔ امید ہے آئندہ سال میں اس کام کو اس کام کے موافق بنانے کی کوشش کریں گے۔ یہ کھیل کی جگہیں صرف شروع کا کام ہے اصل مقصد یہ ہے کہ جب بچے اسکولوں سے شام کو واپس ہوں تو انھیں کھیلنے اور ورزش کرنے کے لئے یہ کھلی ہوئی جگہیں ملیں اور جب وہ کھیل کود کر گھر جانے لگیں تو ان کو دھڑ تقسیم کیا جائے۔ یہ بھی ارادہ ہے کہ ان جگہوں میں ایک شامیانہ قائم کیا جائے جس میں ایک ایک گھاؤں سدھار، انسر تندرستی اور صفائی وغیرہ پر لکچر دیسکے اور میچک لائٹن سے ایسی باتیں سکھائے جن سے بچوں کو یہ معلوم ہو کہ ان کی تندرستی بہت کچھ اس بات پر منحصر ہے کہ وہ شروع ہی سے صحت کے مسئلوں کو کس طرح حل کرتے ہیں ہم سے برابر یہ خواہش کی جا رہی ہے کہ ہم ایسے مرکز اور زیادہ قائم کریں اور ہمیں امید ہے کہ آئندہ سال یہ ہمارے لئے بالکل ممکن ہوگا۔

چونکہ طبی میزانیہ کا مسئلہ اس سال ایوان کے سامنے نہیں پیش ہو سکا اور طبی محکمہ کے بعض معاملات آئندہ سال میں ممبروں کے سامنے نہیں آئے ہیں اس لئے میں جناب عالی کی اجازت سے دو ایک ایسی اسکیموں کا حوالہ دوں گی جن پر حکومت غور کر رہی ہے اور جن کو اس ایوان کے سامنے آنا چاہیے۔ پچھلے سال ایک تجویز تھی کہ عورتوں کے طبی اسکول آگرہ کو بزم سنگ سنٹر بنادیا جائے چنانچہ یکم جنوری سے یہ تجویز عمل میں آگئی ہے اور عورتوں کے طبی اسکول آگرہ نے ہندوستانی نرسوں کو ٹریننگ دینے میں کڑی حیثیت سے کام شروع کر دیا ہے۔ اس سال ہم نے اس اسکول کے داخلہ کے لئے نئی انتظامات

نہیں طلب کی ہیں اور تین سال میں جب تمام موجودہ طالب علم اپنے کورس کی تکمیل کر لینگے تو یہ اسکول اپنی سابقہ تعلیم بند کر دیگا۔ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم انٹرنس پاس لڑکیوں کو اس اسکول میں نرسنگ کی ٹریننگ کے لئے داخل کریں۔ ان کا نصاب تین سال کا ہوگا۔ یہ زمین معقول فیس پر لوگوں کی خدمت کرنے کے لئے تیار ہو جائیگی اور اس طرح ہمارے صوبہ کے لئے نرسوں کا مسئلہ حل ہو جائیگا۔ ابھی تک اس اسکول کے داخلہ پر مرض کے مطابق آمادگی نہیں ظاہر ہوئی ہے۔ بہت سی لڑکیوں نے درخواستیں دیں لیکن چونکہ اس کا مقصد متوسط درجہ کی ایسی لڑکیوں کو ٹرین کرنا تھا جو سماجی خدمت کی اہمیت سمجھتی ہوں اس لئے کئی درخواستیں منظور نہیں کی جاسکیں۔ اب تک جس قسم کی لڑکیاں آئی ہیں وہ چونکہ اپنے ذہن میں سماجی خدمت کی معقول اہمیت نہیں رکھتی تھیں اس لئے ناکامیاب رہیں۔ میں امید کرتی ہوں کہ آئندہ بہت زیادہ لڑکیاں آئیں گی اور نرسنگ کا معیار اس درجہ تک بلند ہو جائیگا جس کا وہ مستحق ہے۔ اگر نرسنگ اسکیم کیساتھ ساتھ حکومت اگرہ لیڈی لیٹل ہسپتال کو بھی ایک عمدہ رچل ہسپتال بنادنا چاہتی ہے۔ یہ ہسپتال اگرہ دینر باہر کے باشندوں کی معقول خدمت کرنا لیکن بد قسمتی سے سرمایہ کی کمی نے اسے معذور کر دیا ہے بہر حال یہ اسکیم حکومت کے پیش نظر ہے اور میں سمجھتی ہوں اس سال ہم اس کو منظور کر سکیں گے اور آئندہ میزانیہ سے پہلے لیڈی لیٹل ہسپتال صوبہ جات متحدہ کا ایک اچھا ادارہ بن جائیگا۔ پچھلے سال ایوان نے دیہاتی حلقوں میں طبی امداد کے لئے کچھ رقم منظور کی تھی۔ چنانچہ ہم نے ۱۶ سفری شفا خانے جاری کئے ہیں ۴۸ مقامی شفا خانے کھولے ہیں ۲۳ زچہ فمچہ کی فلاح کے مرکز بنائے ہیں اور ۱۹۲ اوشد ہالے اور دوا خانے قائم کئے ہیں بلکہ سرورس کیشن کی طرف سے حکیموں مریدیوں کے انتخاب میں دیر ہونے کی وجہ سے ان کے لئے اور دوا خانوں نے ابھی اپنا کام نہیں شروع کیا ہے۔

نئی اسکیم میں دیہاتی شفا خانوں کے ڈاکٹر پبلک ہیلتھ یونٹ کے ساتھ بھی کام کریں گے اور اس طرح گاؤں والوں کو بہتر طبی امداد مل سکیگی۔ پچھلے سال عورتوں کے لئے ایک سفری شفا خانہ جاری کیا گیا تھا۔ لوگوں نے اس کو بہت مفید خیال کیا اور اس وقت سے اب تک صوبہ کے کئی ممتاز حضرات جھکویہ لکھ چکے ہیں کہ مزید سفری شفا خانے (عورتوں کے لئے) جاری کئے جائیں اور وہ لوگ اس غرض کے لئے روپیہ دیے کو بھی تیار ہیں۔ جو شفا خانہ ہم نے قائم کیا تھا وہ بہت ہی اطمینان بخش کام کر رہا ہے لیکن صرف ایک سفری شفا خانہ (عورتوں کے لئے) سے صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا۔ سیتا پور کے ضلع

میں دوسرا شفا خانہ جاری کرنے کے لئے مسٹر گھن شام داس برلاس نے ۵۰۰۰ روپے دئے ہیں۔

اس لئے مجھے امید ہے کہ اس سال کے ختم تک ہمارے صوبہ میں نصف درجن سے زیادہ شفا خانے کام کرنے لگیں گے جو ۴۸ مقامی اور ۱۶ سفری شفا خانے قائم کئے گئے ہیں ان سب میں ایلو پیتھک ڈاکٹر کام کر رہے ہیں افسوس ہے کہ اس وقت صرف ۲۸ شفا خانے کام کر رہے ہیں اس کی یہ وجہ ہوئی ہے کہ ہم کو کافی درخواستیں نہیں موصول ہوئیں لیکن امید ہے کہ بقیہ دس بھی جلد ہی جاری ہو جائیں گے۔ میں ایوان کو بتانا چاہتی ہوں کہ گو ہر دوا کی دوائی بیماری کی وجہ سے اعداد و شمار میں اضافہ ہو گیا تھا لیکن اس کے باوجود سارے صوبہ کے اعداد و شمار مجموعی حیثیت سے کچھ کم ہی رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ باوجودیکہ ہم کو اپنے اس وسیع صوبہ میں ناخواندگی و ہم پرستی جہالت اور ذرائع ریل اور سائل کی کمی کی وجہ سے بڑی دشواریوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے پھر بھی نہ صرف معقول طبی امداد ہو سکتی ہے بلکہ عوام میں اپنی آپ مدد کرنے کا بھی جذبہ پیدا کیا جاسکتا ہے اس لئے میں اس ایوان کے معزز ممبروں سے درخواست کر رہی کہ وہ اپنے اپنے ضلعوں میں اس کی کوشش کریں اور اپنی دشواریوں کو حکومت کے سامنے پیش کریں تاکہ ہم کو یہ معلوم ہو سکے کہ دراصل دیہاتی حلقوں کے کیا مسائل ہیں اور وہ کس طرح حل کئے جاسکتے ہیں میں صرف سرکاری ذرائع سے کام کرنے کی قائل نہیں ہوں اور جو حضرات بھی ایسی تجویزیں پیش کریں گے جن سے اس صوبہ کی صحت عامہ بہترین سیکیورٹی خواہ وہ ایم ایل سی ہوں یا نہ ہوں میں انہی تجویزوں کو خوشی سے قبول کر دوں گی

صوبہ متحدہ میں اصلاحات جیل خانہ

محرم کے ساتھ نیا سلوک

حکومت صوبہ جات متحدہ کی مقرر کردہ محکمہ جاتی جیل کی ریپورٹ شائع کر دی گئی ہے۔ اس کیٹی میں مسٹر گوپی ناتھ سرلو استوا پارلیا منسٹری سکریٹری لٹننٹ کرنل۔ ایچ۔ ایم سلامت اللہ۔ ایم سی آئی۔ ایم۔ ایس۔ انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات صوبہ جات متحدہ اور بریلی کے مرکزی قید خانہ اور کسٹو

کے جیل کے سپرنٹنڈنٹ لفٹننٹ کرنل اسے۔ ایچ۔ شیخ آئی۔ ایم۔ ایس شریک تھے۔ اس کمیٹی کو حکومت کی مقرر کردہ دو جیل کمیٹیوں کی سفارشات کی جانچ کرنا تھی (جنہیں سے ایک تو ماہرین کمیٹی تھی اور دوسری اراکین ایوان قانون ساز کی) تاکہ ان کی سفارشوں کے مالی پہلو پر غور کر کے ان کو رائج کیا جائے اور اسکے بعد اگر ضرورت ہو تو مجوزہ اخراجات بجائے تین سال کے پانچ سال میں پورے کئے جاویں۔

کمیٹی نے موجودہ نظام جریمات میں دفعہ الوقفی کی ترمیمات کرنے کی کوشش نہیں کی ہے بلکہ اس میں اساسی تبدیلیاں تجویز کی ہیں۔ کمیٹی کا یہ خیال ہے کہ جیل کے دستور العمل میں ترمیم کی ضرورت ہے لہذا اس دستور العمل پر نظر ثانی کرنے کے لئے کمیٹی نے ایک سب کمیٹی کے تقرر کی سفارش کی ہے۔

کمیٹی نے یہ بتایا ہے کہ آگے چلکر ان ابتدائی اخراجات میں حقیقتاً کفایت ہوگی کیونکہ اگر جیل کی آبادی ۲۰ فیصدی کم کی گئی تو ان قیدیوں کی محنت سے نقصان میں کمی ہو جاوے گی۔

سفارشات

ذیل میں کمیٹی کی کچھ سفارشات درج کی جاتی ہیں:- انسپکٹر جنرل صاحب کا ایک نائب (اسسٹنٹ) مقرر کیا جائے۔ انسپکٹر جنرل کی بنے انتہا مشغولیوں کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ جگہ بہت ضروری معلوم ہوئی۔ یہ بھی ایک بہت ضروری امر ہے کہ صدر مقام پر ایک با اقتدار نگراں حاکم رہے محکمہ کی بہتری کے متعلق اسکیموں پر عمل کرنے اور مجرمین کی اصلاح کرنے کا تو ذکر کیا۔ انسپکٹر جنرل کے لئے بغیر ایک نائب کی مدد کے صدر مقام کے تمام مختلف فرائض کا انجام دینا اور مکمل معائنے کرنا بھی مشکل ہے

انتظام میں اصولی تبدیلیاں

اسکے علاوہ ایک افسر اصلاحات کا الحاق کم سے کم ایک سال کے لئے انسپکٹر جنرل صاحب جیل کے دفتر سے ہونا چاہئے۔ کمیٹی نے یہ بتایا ہے کہ اس کی مجوزہ بنیادی تبدیلیوں کا لحاظ رکھتے ہوئے اور اسکیموں کی تفصیلات کے برتنے جانے کے لئے یہ لازمی ہے کہ کم سے کم ایک سال کے لئے اس کام پر ایک مستقل افسر مقرر کیا جائے۔

کمیٹی اس بات کی بھی سفارش کرتی ہے کہ اول درجہ کے ضلع کے جیلوں کے لئے ایک مستقل سپرنٹنڈنٹ کی ضرورت ہے۔ چیلے ۸ امیدواران جگہوں کے لئے چھانٹے جائیں جنہیں سے ۶ تو عمومی ٹریننگ کے لئے ہوں ایک کسی تجربہ مند اسکول کے لئے اور ایک ان کمسن مجرموں کی

نگرانی کے لئے ہو جو سزا پا چکے ہیں اور جو اچھا چال چلن رکھنے کی ذمہ داری لینے پر سزا پا یا نہیں ہوگا۔ ضلع جیل کے سپرنٹنڈنٹ کی جگہوں پر جو لوگ بھرتی کئے جائیں انکے متعلق کمیٹی ر ذیل کی استعداد کے متعلق پر زور طریقہ پر سفارش کی:-

(ا) آرٹ یا سائنس کا بی۔ اے پاس جن لوگوں نے عمرانیات یا انقباضات کے مضامین لئے ہوں ان کو ترجیح دی جائے۔

(ب) ڈاکٹری کا گریجویٹ، امراض دماغی کے جاننے والے کو ترجیح دی جائے

(ج) مسئلہ الثبوت قابل جیلر۔ جنکی عمر ۳ اور ۴۰ سال کے درمیان ہے۔ انتظام جیل کی ٹریننگ کی ابھی زمین تیار کرنے کے لئے یہ لازمی ہے کہ اس کام کے لئے صرف وہی لوگ چنے جائیں جو بہت اچھے تعلیم یافتہ ہوں۔

اسیدواروں کو بعد انتخاب لازمی ہوگا کہ وہ اپنے صنف سے ٹریننگ حاصل کریں اور غیر ممالک میں جا کر جیل وغیرہ دیکھیں، وہاں سے واپسی پر حکومت انکو قطعی طور پر جگہ دینے کی ذمہ داری ہوگی۔ ضلع جیل کے سپرنٹنڈنٹ کی تنخواہ کی شرح ۲۵۰-۱۰-۵۰۰ ہونی چاہئے۔ اس مہدہ کی اہمیت کے لحاظ سے شرح تنخواہ کچھ ایسی زیادہ نہیں ہے ان سپرنٹنڈنٹ صاحبان کو مکان بھی مفت دیا جائے یا جب تک اس قسم کے مکانات تیار نہ ہوں اس وقت تک۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر مکان دیا جائے۔

سفارش کی جاتی ہے کہ وہ عارضی عملہ جو تین سال سے زیادہ سے کام کر رہا ہے اسے مستقل کر دیا جائے۔ اور یہ کہ ریوالور جیلر کی وردی کا ایک حصہ قرار دیا جائے اور ڈپٹی جیلروں کو ریوالور یا بندوق کا مفت لیسنس دیا جائے۔

وارڈران

پھٹیوں کے قواعد کے لئے وارڈران کو زیر دفعہ ۲۹ سول سروس ریگولیشن ”سپیریئر“ (اعلیٰ) درجہ میں گروانا جائے۔ اگرچہ وارڈران کو جہاں تک پنشن کا تعلق ہے اعلیٰ درجہ میں شمار کیا جاتا ہے لیکن پھٹیوں کے قواعد ان پر ادنیٰ درجہ کے سرکاری ملازمین والے عائد ہوتے ہیں۔ اس سے وارڈران کو بڑی تکلیف ہوتی ہے یعنی یہ کہ گیارہ مہینے کام کرنے کے بعد ان کو صرف چندہ دن کی چھٹی ملتی ہے۔ عورتوں کے عملہ کے متعلق یہ سفارش کی گئی ہے کہ صرف ان عورتوں کو میٹرن کی جگہ دیکئے جنکی استعداد سب اسسٹنٹ سرجن کی ہو اور جنکی عمر ۳ سال سے زیادہ ہو نہ لے وارڈران کی تنخواہ مبلغ ۲۵۰ روپیہ مقرر کی جائے اور تندرستی کی طریق پر ان کو ترقی دی جائے ان کو ہر تیسرے

سال ایک روپیہ ترقی دی جائے۔

سفارش یہ کی گئی ہے کہ محکمہ جیل خود اپنے انتظام میں ماتحت ڈاکٹروں کو رکھے۔ موجودہ حالت میں جو ماتحت ڈاکٹر ہیں وہ محکمہ جیل کی مستقل ملازمت میں نہیں ہیں۔ ان کا صوبہ کی ڈاکٹری کے عام نظام سے تعلق ہے اور وہ سول ہسپتالوں کے انسپکٹر جنرل کے نگرانی میں ہے انکی تنخواہ اور بہتہ کا بار محکمہ جیل پر پڑتا ہے۔ اس ملازمت پر جو صرف ہوتا ہے اسکی رقم سالانہ ایک لاکھ سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس قدر صرف گران کے باوجود محکمہ جیل کا انکی بھرتی، انتخاب، تقرری، چھٹی، تبادلہ یا سزا دی میں کوئی ہاتھ نہیں ہوتا۔ انسپکٹر جنرل سول اسپتال کی مرضی اور حکم پر ان کا تقرر یا علیحدگی محکمہ جیل سے ہوتی ہے۔

کمیشن کی یہ رائے ہے کہ جیل کے ڈاکٹروں کی ایک بالکل الگ ملازمت ہو جو بالکل انسپکٹر جنرل جیل کے ماتحت ہو۔

جیل کے ڈاکٹروں کی جگہوں پر ۵ آدمی ہونے چاہئیں اور اس میں چھٹی کے انتظام وغیرہ کے لئے پندرہ فیصدی اور زیادہ ہونے چاہئیں یعنی ان کی مجموعی تعداد ۶ ہو۔ ان لوگوں کی استعداد ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کی ہو اور جیل کے قواعد کی رد سے جیل کے افسروں کی اہلیت اور جسمانی صحت جو ہوتی چاہئے وہ ان کی بھی ہو۔ ان کا تقرر مبلغ ۵۰۰ روپیہ پر ہو اور ترقی کے بعد مبلغ ۷۵۰ روپیہ ہو اور پھر پوسٹ گریجویٹ کا نصاب پاس کرنے کے بعد مبلغ ۱۰۰۰ روپیہ تک ترقی ہو جس میں مارر روپیہ پر اور مارغٹلہ روپیہ پر امتیازی محدود قائم کئے جائیں۔

ماتحت ڈاکٹروں کو محکمہ جیل کے ذریعہ بھرتی ہونگے اگر ان میں اور دوسری اہلیتیں بھی ہونگی تو ضلع کے جیل خانوں کے مستقل سپرنٹنڈنٹ کی جگہ پر تقرری کے لئے بھی ان کی امیدداری کے متعلق غور کیا جاسکتا ہے۔

داروروں کی ٹریننگ

کمیشن نے لکھنؤ میں نائب جیلروں اور داروروں کے ٹریننگ اسکول قائم کرنے کی پُر زور سفارش کی ہے۔ موجودہ عملے نے ایک ایسے تعزیری فلسفے کے زیر اثر نشوونما پائی ہے جس میں سوائے نگرانی اور سزا کی دوسری چیز کے لئے جگہ نہیں اصلاح مجرمین کی اس طریقہ کار میں کوئی اہمیت فاس نہ تھی۔ یہ ایک ظاہری بات ہے کہ اگر قیدیوں کے اصلاح کے لئے کوئی تعمیری طریقہ کار یااب طریقہ پر چلانا مقصود ہے تو موجودہ جیل خانوں کے عملے کے لئے اعلیٰ تعلیم اور نیک چلتی ہی ضروری ہیں بلکہ ان کو اپنے فرائض کی انجام دہی میں پوری ٹریننگ بھی حاصل ہونی

چاہے جس طرح کہ دوسرے پیشہ کے لوگ اپنے کاموں کے لیے کام سکھائے جاتے ہیں یہ بات گمان میں بھی نہیں آسکتی کہ ایک شخص کیونکر ایک بڑے گروہ کے اخلاقی اور ذہنی نشوونما کی دیکھ بھال اور نگرانی کرنے پر مامور کیا جاسکتا ہے جبکہ اس نے ایسے اہم قومی کام کو انجام دینے کے ضروری ٹریننگ حاصل نہیں کی۔

قیدیوں کے درجے

کمیٹی کی یہ سفارش ہے کہ قیدیوں کے دو درجے ہوں ایک سیاسی اور دوسرا غیر سیاسی۔ سیاسی قیدیوں کی تعریف یہ ہے کہ وہ سیاسی اغراض و مقاصد کی بنا پر جرم کے مرتکب ہو ہوں نہ کہ ذاتی فائدے کے خیال سے) لیکن جو لوگ فرقہ دارانہ فساد پیدا کرنے کی وجہ سے سزا پایا ہوئے ہوں ان کو سیاسی قیدی تصور نہیں کیا جائے گا۔ ملک کی سیاسی ترقی کی خاطر یہ ضروری ہے کہ فرقہ دارانہ اختلافات مٹا دیے جائیں اور اگر کوئی سیاسی کارکن بھی ان فرقہ دارانہ تعصبات کی ہوا میں اڑنے لگے تو وہ بھی جیل کے اندر کسی مخصوص برتاؤ کا مستحق نہیں ہے۔

سیاسی قیدی

سفارش کی گئی ہے کہ (۱) تمام سیاسی قیدیوں کو ایک جیل میں رکھا جائے (ب) ان کو ایک دوسرے سے ملنے کی اجازت ہو (ج) سرکاری خرید سے ان کو ایک اپنی پسند کا اخبار ملے اور اپنے صوفے سے وہ ایک دوسرا اپنی پسند کا اخبار خرید کر سکیں (د) ان کو لکھنے کی تمام چیزیں ملنی چاہئیں اور روشنی کا مناسب انتظام ہو۔ (ہ) موجودہ جیل کلاس کے قیدیوں کو جو کھانا پکڑا دیا جاتا ہے وہی سیاسی قیدیوں کو دیا جائے اور ان کو اس بات کی اجازت ہو کہ وہ اس میں اپنے صوفے سے اضافہ کر سکیں۔ (و) ان کو ہفتہ میں ایک خط لکھنے کی اجازت ہو اور جتنے بھی خط ان کے نام آویں وہ ان کو دیئے جائیں۔ ضروری خطوط ان کو فوراً دیئے جائیں۔ (ز) فی ہفتہ ایک ملاقات کی ان کو اجازت ہو۔ (ح) فی زمانہ اسے اور جیل کلاس کے قیدیوں کو جن کھیلوں کے کھیلنے کی اجازت ہے وہ ان سیاسی قیدیوں کو بھی ہونی چاہئے۔ اور ان لوگوں کو اپنے صوفے پر باجے وغیرہ بھی رکھنے کی اجازت ہو۔ (ط) ان کو صحن میں سونے کی اجازت ہونی چاہئے۔ (ی) ان کو سوائے ان کاموں کے جو وہ خود کرنا چاہیں کسی اور کام کے لئے مجبور نہ کیا جائے کام کا انتخاب اور اس کا نڈا دلو ان کی مرضی پر ہو۔ (ک) ان کے خاندان میں کسی بیماری یا کسی حادثہ کے ہو جانے کی صورت میں ان کو واپسی کے وعدہ پر رہا کر دینا چاہئے اور اگر خود وہ بیمار ہوں تو اس حالت میں کسی طبیب یا

نوکلر سے اپنے صرغہ پر ان کو مشورہ کرنے اور علاج کرنے کی اجازت ہو۔ (د) عورت قیدیوں کو نل لنگھا سبند اور چولیاں ملنی چاہئیں۔ (د) آج کل بی کلاس کے قیدیوں کو جو آسانیاں مہیا ہیں وہ سب مستورات قیدی کو دی جائیں۔ (د) بابے وغیرہ اپنے خرچہ پر ان کو دیئے جائیں۔

کم رعایتیں

جیل کے قواعد کی خلاف ورزی پر سیاسی قیدیوں کو صرف ذیل کی سزائیں دی جائیں:-

(۱) تشدد کے سلسلہ میں تنہائی کی سزا ایک بار پندرہ دن سے زیادہ کی نہ ہو۔ (۲) سوائے کھانے بستر اور کپڑوں کے اسی درجہ کی دوسری مراعات سے محروم کر دیئے جائیں لیکن یہ سلسلہ ایک مہینہ سے زیادہ تک نہ جاری رہے۔

غیر سیاسی قیدی، اتفاقی اور عادی دو قسموں میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ اتفاقی قیدیوں کو پھر دو درجوں، اشار کلاس اور معمولی میں تقسیم کیا گیا ہے اور عادی کو معمولی عادی ناقابل اصلاح اور پیشہ در میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس درجہ بنانے کی وجہ یہ ہے کہ اول تو ان قیدیوں کو جنھوں نے جرم کرنا اپنا پیشہ بنالیا ہے ان قیدیوں سے جنگا جرم مجرمانہ عادت کا نتیجہ نہیں اور نہ جان بوجھ کر کیا گیا ہے الگ رکھا جائے تاکہ ان خیر کی برائیوں کا اثر ان قیدیوں میں نہ آجائے۔

اس اشار کلاس میں وہ اتفاقی قیدی رکھے جاویں گے جن کا رویہ سب سے بہتر ہوگا۔ صرف وہ قیدی اسی درجہ میں رکھے جاویں گے جو اخلاق سوز یا بہت ہی بے رحمانہ تشدد کے مرتکب نہیں ہوں گے ان لوگوں کے ساتھ سوائے خوراک کپڑے اور بستر کے جو سب کا ایک سا ہوگا یا تو تمام باتیں موجودہ بی کلاس کے قیدیوں کی سی ہوں گی ایک قیدی کو اس کے اچھے چال چلن پر اشار کلاس میں رکھا جاسکتا ہے اور اسی طرح اس کے بُرے کام کرنے پر تنزیل ہو سکتی ہے۔

سفارش یہ کی گئی ہے کہ تمام قیدیوں کو عدالت درجے دے اور درجہ دینے میں کسی قسم کا امتیاز نہ کیا جائے۔ عدالتوں کو یہ ہدایت کی جائے کہ قیدیوں کو درجہ دینے کے وقت وہ سیاسی، یا غیر سیاسی، بہت صاف صاف تحریر کر دیں۔ اسکے علاوہ وہ اتفاقی، اور عادی کو بھی الگ کر دیں۔ سیاسی یا غیر سیاسی تفریق میں صوبہ جاتی حکومت کو تبدیلی کرنے کا حق ہوگا۔

مخلوط جیل خانوں کا خاتمہ

اس وقت تمام جیل خانے مخلوط ہیں۔ اگرچہ مختلف درجوں کے لئے الگ الگ جگہیں ہیں مگر ایک ہی جیل میں ہونے کی وجہ سے ایک قیدی سے دوسرے کو قطعی الگ کرنا ناممکن ہے۔ درجے

بنانے کا جو مقصد ہے وہ صرف اسی وقت پورا ہوگا جب ایک جیل کے تمام قیدی ایک ہی قسم کے برتاؤ اور طریقہ نگاہ سے ڈالے ہوں۔ جیل کو ایک کامیاب طریقہ پر چلانے کے لئے جتنا ضروری کہ قیدیوں کا درجہ بنانا ہے اگر اس سے زیادہ نہیں تو اتنا ہی جیل کا رعب بنانا بھی لازمی ہے۔ لہذا مختلف درجہ کے قیدیوں کے لئے مختلف قسم کے جیل ہونا ضروری ہے۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حکومت ان لوگوں کو جو جیل جانے سے پہلے اچھی رہائش کے عادی ہے ہوں درخواست دینے پر ان کو موجودہ بی کلاس کے قیدیوں کا کہنا دینے اگر وہ بی کلاس اور سی کلاس کے کھانے کے صرفہ میں جو فرق ہو اسکو ادا کریں لیکن اس صورت میں بھی ان کے قیام کی جگہ کپڑے اور کام میں کوئی فرق نہ ہوگا۔

یہ بات قابل لحاظ ہے کہ شروع میں ایک پورا جیل یا کسی ایک جیل کا کچھ حصہ ان قیدیوں کے لئے وقف کر دیا جائے جنکے دماغ میں کچھ خرابی ہو اور اسی ادارہ کو علاج دماغی کے پروفیسر کی نگرانی میں ہونا چاہئے۔

یہ سفارش کی گئی ہے کہ نوجوان اور کمسن قیدیوں کو بورٹل (کمنوں کا جیل) ادارہ میں رکھا جائے۔ یہ ادارہ ایسی جگہ ہو جہاں قیدیوں کے لئے ان کے مدرسہ کارخانے کھیل کود اور تفریح کے لئے کافی جگہ ہو اور مشہور سماجی کام کرنے والے وہاں ان لڑکوں کو اخلاقی اور دیگر مسائل پر لکچر دے سکیں اور وہاں کے عمل کو مفید مشورہ دے سکیں لہذا اسے ایسی جگہ قائم کیا جائے جو تعلیمی اور تہذیبی اعتبار سے موزوں ہو۔ کمیٹی اسی قسم کے کام کے لئے مثلاً لکھنؤ، بنارس اور الہ آباد کے شہروں کو مناسب سمجھتی ہے اور اسکے لئے سفارش کرتی ہے۔ ذیل کی پانچ جگہیں اس وقت زیر غور ہیں:۔ (۱) بنارس بھاؤنی میں فوج کی خالی بارکیں۔ (۲) سیناپور بھاؤنی کی فوج کی خالی بارکیں۔ (۳) چنار کا قلعہ (جس میں آج کل کمسن لڑکوں کا اصلاحی ادارہ ہے) لکھنؤ کا سرکاری نرالی اسکول اور (۴) الہ آباد، بنارس اور لکھنؤ کے ضلع جیل کو بورٹل ادارہ میں تبدیل کرنا۔ کمیٹی نے بورٹل ادارہ کے فوری قیام پر زور دیا ہے اور اسے بالکل شہینہ نہیں ہے کہ آئندہ مالی سال کے اندہ اس کے قیام کے متعلق قطعی طے ہو جاوے گا۔ لہذا یہ سفارش کی گئی ہے کہ آئندہ میزانیہ میں اس کام کے لئے مبلغ ۳۰ لاکھ کی رقم منظور کی جائے۔

چنار میں کمسن قیدیوں کی اصلاح گاہ

چنار کے کمسن قیدیوں کی اصلاح گاہ کے متعلق کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ وہ بدستور جگہ تعلیم کے نگرانی میں رہے لیکن اس لئے کہ محکمہ جیل سے اس کا تعلق رہے اسکا جنرل جیل بھی کمسن قیدیوں کی اصلاح گاہ

کے امدادی انسپکٹر جنرل رہیں گے۔ لیکن اسی سلسلہ میں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ کس قیدیوں کی اصلاح گاہ کا عملہ صرف ڈائریکٹر صاحب تعلیم کی ماتحتی میں ہوگا اور ان کی آئندہ ترقی اور تبدیلی ہمیشہ محکمہ تعلیم کے قواعد کی رو سے ہوں گے

قیدیوں کیلئے اجرت

جیل کے کارخانوں میں قیدیوں کے زیادہ اہٹاک سے کام کرنے کیلئے اجرت دینے کے طریقہ کو مروج کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ ان قیدیوں میں مقابلہ کا جذبہ پیدا ہوگا اور اس طرح پر مال کی عملگاری اور مقدار میں اضافہ ہوگا۔ کمیٹی نے یہ بھی طے کیا ہے کہ ایک منظور شدہ معیار کے مطابق کام پر اور اس کام پر مزدوری دی جائے جو ایک قیدی اپنے مقررہ کام سے زیادہ کرے۔ صرف ان لوگوں کو مزدوری دی جائے جو مکرری کی چیزیں تیار کریں اور ان لوگوں کو نہ دی جائے جو ان کے معاون اور مددگار ہوں۔ شرح مزدوری ۲۰ ہر تھو فیصدی زائد کام پر ہو۔

مزدوری کی رقم کا فیصدی کارٹ کو الگ تفصیلی حساب میں رکھا جائے اور اسی قدر رقم حکومت مزدوری کے حساب سے الگ کر کے اس حساب میں ڈالے یہ رقم تمام قیدیوں کیلئے مخصوص مواقع پر کھلانے پلانے میں صرف کی جاسکتی ہے۔ قیدیوں کو یہ مشورہ بھی دیا جائے کہ وہ اپنی مزدوری کی رقم کا کچھ حصہ اپنے بال بچوں اور اپنے اعزاء کو بھیجیں۔ اس قسم کی رقمیں بذریعہ حاکم منع روانہ کرنی چاہئیں۔ فی الحال یہ اسکیم دو مرکزی قید خانوں میں چلائی جائے اور ۸۱۰۰ روپیہ اس کام کیلئے دیا جائے۔ اگر یہ چیز کامیاب ثابت ہو تو دوسرے جیلوں میں رائج کی جائے۔

زراعت کیلئے قیدیوں کی محنت

یہ ایک امر مسلمہ ہے کہ قیدیوں کی اکثریت رہائی کے بعد کاشتکاری کرے گی۔ لہذا یہ بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ قیدی کی حالت میں اصلاحی قسم سے زراعت کا کام کرنا نہ صرف قیدیوں کو اپنی آئندہ زندگی میں مفید ثابت ہوگا بلکہ ان کیلئے زیادہ آسان اور دلچسپ ہوگا۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ قیدیوں کو زراعت کے کام میں لگانے سے غلہ اور چارہ کے اخراجات میں کمی بھی ہو جائے گی۔

لہذا کمیٹی کی رائے یہ ہے کہ ایک انسپکٹر زراعت کا صدر دفتر سے الحاق ہو۔ اور اس کا کام جیل کے اندر زراعت کے کام میں مشورہ دینا اور اس کی نگرانی کرنا ہو۔ اسکی شرح تنخواہ ۲۲۰-۱۰-۱۵۰ ہو۔

کمیٹی کی یہ بھی سفارش ہے کہ کاشی پور سب ڈویژن کے قریب قیدیوں کی ایک نوآبادی قائم کی

جائے اور وہاں فی الحال اس کام کو شروع کرنے کیلئے تقریباً نصف صدی جن کی مدت قید لمبی ہو اور جو کم سے کم ایک تہائی اپنی سزا کا حصہ گزار چکے ہوں اور جیل کے اندران کا جیلن اچھا رہا ہو ان کو مع ان کی بیوی بچوں کے وہاں آباد کیا جائے۔ تجویز یہ ہے کہ تنوگھاروں سے یہ نوآبادی آباد کی جائے اور کو شخص یہ ہوگی کہ نوآبادی میں امداد باہمی سے کام چلایا جائے اور اگر یہ طریقہ کامیاب ثابت ہو تو اسے معمولی فارم کی صورت میں رائج کیا جائے۔

میت تہائی

عدالت سے قید تہائی کی سزا بالکل اڑا دی جائے اور بیدار نے کی جو سزا ہے وہ صرف انہیں مواقع پر دی جائے جب کسی ملزم کے خلاف تشدد یا بغاوت یا بغاوت پھیلانے کی کوشش ثابت ہو جائے اور یہ سزا اسی وقت دی جائے جب اس کیلئے انسپکٹر جنرل صاحب قید خانہ جات کی منظوری ہو جائے۔ ڈنڈا بیڑی کی سزا کے محدود کرنے کی کمیٹی نے سفارش کی ہے اور یہ تجویز کی ہے کہ اسکی مدت کم کر کے سات دن کر دی جائے کیٹی کا یہ خیال ہے کہ یہ سزا بہت کم یعنی تین سے پانچ فیصدی تک مقدما میں دی جائے اور پانچ سال کے عرصہ میں بالکل ہی ختم کر دی جائے۔

کھانے کے متعلق کمیٹی کی سفارش ہے کہ صبح کے کھانے میں کئی قسمی ہوں اور بغیر مشقت والے قیدیوں کو صبح کا کھانا دیا جائے اور ان سے جیل میں کام لیا جائے۔ یہ سفارش بھی کی گئی ہے کہ جو قیدی مخصوص دنوں میں روزہ رکھیں ان کو خاص قسم کی غذا دی جائے اور خاص خاص تہواروں کے دن بھی ایسی ہی غذا دی جائے۔

جاڑہ کے زمانہ میں قیدیوں کو فی الحال جو دو کھیل ملتے ہیں بجائے اس کے تین کھیل دیے جائیں۔ جو قیدی پچاس سال کی عمر سے متجاوز ہیں ان کو دسمندر پار قیدیوں کو، قیدی وارڈنوں کو اور قیدی چوکیداروں کو ایک واسکٹ اور ایک ادنیٰ نوپا دیا جائے۔ اسکے علاوہ سوئی کپڑے جو اس وقت ایک سال کیلئے دئے جاتے ہیں ان کی مدت کم کر کے نو مہینے کر دی جائے۔

تعلیم بالغان

قیدیوں کی صلاح میں امداد

کمیٹی کی یہ پرزور سفارش ہے کہ قید خانوں کے اندران تمام بالغ قیدیوں کے لئے جن کی عمر پچاس سال سے کم ہے لازمی طور پر تعلیم رائج کی جائے۔ رہائی کے بعد قیدی کو ایک

کار آمد شہری بنانے کے خیال سے یہ بہت ہی ضروری ہے کہ ان غریبوں کو جن کو اپنے بچپن میں تعلیم حاصل کرنے کے مواقع نہ تھے تعلیم کی آسانیاں ہم پہنچانی جائیں اور جیل کے اندر وہ اپنے خالی اوقات تفصیل علم میں گزاریں اور پھر بعد ازاں اپنی گزراوقات بہتر طریق پر کریں۔ اس کے علاوہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ بہترین مذہبی اور اخلاقی کتابیں پڑھ سکیں گے اور اس کا ان پر اچھا اثر پڑے گا اور ان کی مجرمانہ ذہنیتیں اصلاح پذیر ہوگی۔ اس لئے جیل کی اصلاحات میں سے باخون کی تعلیم ایک بہت ہی اہم چیز ہے۔ اسے قید خانہ کے اندر نافذ کرنا چاہئے۔ کپٹی کی سفارشات حسب ذیل ہیں۔

(۱) پچاس سال سے کم عمر والے تمام قیدیوں کے لئے تعلیم لازمی ہو اس کی ابتدا تمام مرکزی قید خانوں سے کی جائے۔ اگر کوئی قیدی جسمانی یا دماغی طور پر معذور رہے تو اسے مستثنیٰ کیا جاسکتا ہے وہ قیدی جو اچھی طرح پڑھیں اور اچھی طرح پاس ہوں ان کی سزا میں تخفیف ہو۔ اس کام کیلئے پرنٹڈ صاحب کے اختیارات بڑھادیئے جائیں تاکہ وہ موجودہ جیل کے قواعد کے ماتحت جو ایک مہینہ کی تخفیف کر سکتے ہیں اس کے بجائے ایک مہینہ دن دن کی تخفیف کر سکیں اور ان کو یہ تاکید ہو کہ اس معاوضہ کی ادھی مدت تخفیف تعلیمات کے سلسلہ میں ہو۔

اس کے علاوہ یہ سفارش کی گئی ہے کہ جو قیدی اول درجہ میں امتحان پاس کریں یا بہت اچھا کام کریں ان کو مٹھائی خاص کر ایک چھٹانگ ٹکڑا ہر امتحان میں کامیاب ہونے پر دیا جائے۔ یہ ہر دو چیزیں یعنی مدت قید میں تخفیف اور مٹھائی کا تقسیم کرنا یہ قیدیوں کی تعلیم میں محرک ہوگی۔

(۲) ہر قیدی کے بستر کے قریب دیوار پر ایک مربع فٹ کا چھوٹا تختہ بنایا جائے جس پر قیدی اپنی فرصت کے وقت لکھنے کی مشق کرے۔

(۳) اور جب ان کی تعلیمی حالت میں کچھ ترقی ہو اور وہ تیسری کتاب میں کامیاب ہو جائیں تو ان کو چھوٹی چھوٹی لکڑی کی تختی دی جائے تاکہ اس پر وہ سرکنڈہ کے قلم سے لکھنے کی مشق کریں۔

(۴) قیدی استاد تعلیم دیں لہذا تجویز یہ کی جاتی ہے کہ وہ تمام قیدی جو ۳۵ برس تک کے لئے سزایاب ہوئے ہیں اور وہ پیشہ ور نہیں ہیں اور اگر ان کی تعلیم ٹل تک کی ہے تو ان کو کسی ایک مرکزی قید خانہ میں جمع کیا جائے اور وہاں ۳ مہینہ ان کو ٹرننگ دیا جائے اس کے بعد ان کو ضرورت کے مطابق تمام قید خانوں میں بھیج دیا جائے۔

(۵) لازمی تسلیم صرف مرکزی قید خانوں ہی تک محدود نہ ہو دو یا تین سال کے عرصہ میں اسے جرحا کر ضلع کے قید خانوں میں بھی مارچ کر دیا جائے۔

(۶) ہر بارک میں ایک مختصر سا کتب خانہ بھی ہو اور ایک الماری ہو جس میں قیدی اپنی کتابیں

رکھیں۔ یہ بہت ہی ضروری ہے کہ جو قیدی کمٹا پڑھنا سیکھ گئے ہیں وہ تعلیم سے دلچسپی رکھیں اور ایسا نہ ہو کہ سب کچھ بھلا کر پھر عاہل کے جاہل رہ جائیں۔ کتابیں ایسی ہوں جن میں مذہبی اخلاقی اور عام موضوع پر بحث ہو اور ان کی کہانیوں سے تخیل پر اچھا اثر پڑے۔

(۷) قید خانوں کے اندر بجلی لگانے کی بھی سفارش کی گئی ہے اور چونکہ اس میں صرف زیادہ ہوگا اس لئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ ہر سال ایک قید خانہ میں بجلی لگائی جائے اور جب تک کہ سب جگہ بجلی نہ لگ جائے اس وقت تک کم سے کم شام کو تین گھنٹہ تک گیس جلنی چاہئے۔

(۸) انسپکٹر مدارس صاحب جیلوں کا بھی مدرسوں کی طرح معائنہ کریں اور ان کے معائنہ کی رپورٹ انسپکٹر جنرل صاحب قید خانہ جات کے یہاں بھیجا جائے اس معائنہ میں قیدیوں کی تعلیمی حالت کی ترقی دیکھائی جائے۔

کیٹی نے فرمان زیر سماعت کو تعلیمی آسانیاں ہم پہنچانے کی بھی سفارش کی ہے۔ صرف فرمان زیر سماعت ہی کی بارک میں یہ ہوتا ہے کہ نئے مہرین پرانے قیدی اور بے تصور سب ہی ایک جگہ لے جلتے ہوتے ہیں اور یہیں غزموں میں مجرمانہ سیرت پیدا ہوتی ہے۔ ان کو کوئی کام نہیں ہوتا وہ سارے دن بیٹھے دہکتے ہیں اور اس بیکاری میں سوائے اپنے مجرمانہ تجربات کے ایک دوسرے سے بیان کرنے کے انھیں اور کوئی کام نہیں ہوتا۔ لہذا یہ بات ضروری معلوم ہوئی کہ فرمان زیر سماعت میں تعلیم جاری کی جائے۔

پنجایت کا طریقہ

قید خانہ کے اندر پنجائے قائم کرنے کے لئے کیٹی نے پر زور سفارش کی ہے بریلی کے رٹوں کے جیل میں یہ طریقہ کار جاری کیا گیا تھا اور بہت کامیاب ثابت ہوا اخلاقی تربیت کے قائم رکھنے میں یہ بہت موثر طریقہ ہے۔

اس کے علاوہ یہ سفارش بھی کی گئی ہے ان تمام قیدیوں کو جو تمباکو پیٹنے یا کھانے کے عادی ہوں ان کو سرکاری خرچہ پر تمباکو کی آسانیاں ہوں۔ اور جو تمباکو کے عادی نہیں ہیں ان کو اس کے بجائے گڑ دیا جائے۔ زیر سماعت قیدیوں کو اپنے صرفہ پر تمباکو کی اجازت دی جائے۔ تمباکو کا روکنا کوئی ضروری نہیں ہے کیونکہ بااوقات اس کی خلاف ورزی سے لامحدود اخلاقی تربیت کی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ برخلاف اس کے یہ یقین ہے کہ سرکاری خرچہ پر تمباکو کا ان قیدیوں کو ملنا جو اس کے عادی ہیں جیل کی اخلاقی تربیت اور قیدیوں کے چال چلن پر بہت ہی عمدہ اثر پڑے گا۔

تخفیف

فی الحال اچھے چال چلن پر جو تخفیف کی رعایت ان قیدیوں کے لئے رکھی گئی ہے جنہیں ۷۰ لاکھ یا اس سے زیادہ کے لئے قید باشتقت دی گئی ہے تو اب یہ مدت کم کر کے ۵۰ لاکھ یا اس سے زیادہ کر دی جائے۔

قیدیوں کو روزانہ آدھ گھنٹہ کانے کی اجازت ہو اور گشتیں وہ ہوں جنہیں محکمہ کے انسپر اعلیٰ نے منظور کیا ہو۔ یہ گشتیں فرقہ دارانہ یا گندی نہ ہوں۔ کانے کی مشق سے قید کی سختی نرمی سے بدل جاتی ہے اور قید کی وجہ سے قیدیوں کی جذباتی زندگی میں جو تلخی پیدا ہو جاتی ہے اس میں کمی آجاتی ہے اور اس سے دوسری باتوں میں ترقی ہوتی ہے۔

پورٹل اداروں، لڑکوں کے جیلوں، سلطانپور، میو، برکھر اور سٹار کلاس کے جیلوں میں ریڈیو لگانے کی سفارش کی گئی ہے۔ جب کافی روپیہ ہو تو پھر دوسرے قید خانوں میں بھی ریڈیو لگا دے جائیں۔ مجوزہ دفتروں میں اس کا استعمال اور اس کے ذریعے سبق آموز پروگرام کے سننے سے قیدیوں میں زندگی کی ایک نئی دلچسپی ہوگی اور وہ جیل کے باہر کی دنیا کا احساس رکھیں گے۔ اس کے علاوہ یہ تفریح کا ایک اچھا طریقہ ہوگا اور جیل کے اندر بہت ہی عمدہ الہ تفریح رہے گا۔

اس کے علاوہ یہ سفارش کی گئی ہے کہ زیر سماعت قیدیوں کا جو تہ نہ اتر دیا جائے جیل کے عملہ کے بچوں کی تعلیم کا بندوبست ہونا چاہئے وضع حل کے قریب عورت قیدیوں کو رہا کر دیا جائے یا اگر ان کو جس دوام کی سزا ملی ہو تو انہیں نگرانی پر رہا کر دیا جائے غرض یہ کہ جہاں تک ممکن ہو جیل کے اندر کچھ نہ پیدا ہو۔ زیر سماعت عورتوں کی جن کے بچہ ہونے والا ہے اگر وہ ضمانت پر رہا نہیں ہوئیں تو دائیوں سے ان کا علاج کرایا جائے۔

اصلاح جیل صوبہ جات متحدہ میں!

کیا اس کا مطلب قیدی کی عادت بگاڑنا ہے؟

انسان آزاد پیدا ہوا ہے۔ پھر کسی قید خانہ کی ضرورت کیا ہے؟ یہ ایک خاص مسئلہ ہے جس پر اکثر حکماء نے غور کیا ہے۔ زمانہ قدیم میں انسان کے مجرم قرار پانے اور سہانسی پانے میں بہت ہی قلیل وقفہ ہوتا تھا اور قید خانوں کی ضرورت نہ تھی۔ اس کے بعد جب زمانے کچھ ترقی کی اور تعلیم اور اخلاقیات میں اضافہ ہوا تو یہ تسلیم کر لیا گیا کہ معمولی سی قانون شکنی پر ایک جان کا تلف کر دینا بہت ہی ظلم اور بے انصافی

ہے۔ لہذا مجرم کے ایک دم مار ڈالنے اور یا اس کے آزاد رہنے کی درمیانی صورت پیدا کرنے کیلئے قید خانوں کی بنیاد پر مبنی امور اس خیال سے کہ قوم کے اندر اسن دعائیت رہے حکومت نے بجائے اس کے کہ افراد بدلہ لیں اس کام کی ذمہ داری خود اپنے سر سلی۔ ان قید خانوں میں زندگی بڑی ہی غراب اور مصیبت زدہ ہوتی تھی۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا قید خانے کی حیثیت ”بدلہ لینے کے گھر“ سے بدلتی گئی اور اب اس کا قیام اس لئے مناسب ہے کہ سماج کو ناپسندیدہ لوگوں کی غارت گری سے محفوظ رکھا جائے۔ قید خانہ کا مقصد دراصل یہی تھا! اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے یہ سوچا گیا کہ لوگوں کی مجرمانہ حرکات روکنے کے لئے قید خانوں کو ایک پستناک چیز بنادیا جائے اور اسی بنا پر یہ خیال کیا گیا تھا کہ اگر ایک شخص قید خانہ میں کم یا زیادہ کسی مدت کے لئے بھی رہ جائے تو اس کی وجہ سے وہ اس روتہ سے باز آجائے گا جس سے قید خانہ جانے کی نوبت آتی ہو۔ یہ ایک غیر تعمیری اقدام تھا اور کوئی تعجب نہیں ہے کہ اس کا نتیجہ بھی نفی میں ہوا۔ واقعی جس چیز کی ضرورت تھی وہ اس بات کی اثباتی کوشش تھی کہ جہاں تک ممکن ہو قید خانہ کے مقاصد حسب ذیل ہوں۔

(۱) سماج کو مافضی طور پر ملزم کی کارروائیوں سے اطمینان دلانا۔

(۲) مجرمین کو اسی قسم کے حرکات سے روکنا۔ اور

(۳) ملزم کو پھر سے دنیا کی تعمیری کام کے لئے تیار کرنا۔

لہذا گھوم پھر کر سماج کا خیال قیدی کی مدت قید کو اس کے اصلاح اور قید سے نکال کر پھر سے اس زندگی کو سنوارنے کی طرف مبذول ہوا جو مبدیاً بدیر اسے بسر کرنا تھی۔

جہاں تک مافضی طور پر سماج کے اطمینان اور سکون کا تعلق ہے اس سلسلہ میں ملزم کے قید میں رہنے سے یہ مسئلہ خوش اسلوبی سے حل ہوجاتا ہے۔ احساس جرم کا بدنامہ داغ اور غیر خوش کن قید کی تکلیف کا احساس جس سے کہ انسان کی عملی آزادی ختم ہوجاتی ہے وہ مجرم کو جرم سے روکنے اور ڈرنے کیلئے کافی ہے۔

اس طرح پرانے لوگوں کے علاوہ جن کے اندر آزادی اور احساس جرم کے داغ کی کمی بدجسہ اتم موجود ہے جہاں تک تکلیف پہنچانا اور سزائیں دینا بالکل ہی نامناسب اور غیر ضروری ہو گیا۔ ان لوگوں نے ایک شخص کو درست کر کے تھوڑے دنوں کے لئے ”اچھا قیدی“ بنا لیا بجائے اس کے کہ اس کی آئندہ زندگی کسی تعمیری کام کے لئے سنواری جائے بلکہ یوں کہنے کہ اس کے لئے سارے مواقع ختم کر دئے جائیں۔ بہر حال کسی نہ کسی طرح ایک مدت دراز کے بعد اس آخر الذکر چیز کی طرف حکام کی توجہ ہوتی ورنہ ابھی تھوڑے دن پہلے بھی قید خانہ کی زندگی کے شعلے اسے جہنم بنانے کے علاوہ کوئی اور خیال نہ تھا۔ اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو قیدی کو درس و تہذیب بنانے کے حامی ہیں۔ اگرچہ انسان کی زندگی کو پھر سے سنوارنے کی ضرورت کافی طور پر تسلیم کی جا چکی ہے تاہم قید خانہ کو درست کرنے کی ہر کوشش پر کچھ لوگ چہ میگوئیاں کرتے

ہیں اور اس کو کوٹاہ بنی اور نامناسب سے تعبیر کرتے ہیں۔ انہیں ہر چیز میں فطرت نظر آتا ہے۔ وہ قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور ان کو آرام پہنچانے کے خلاف اعتراض کرتے ہیں۔ جنوری ۱۹۳۹ء میں جیسے کہ صوبہ جات متحدہ کے قید خانوں کے متعلق حکمہ جاتی جیل کمیٹی کی رپورٹ شائع ہوئی ہے تب سے یہ کہا جا رہا ہے کہ صوبہ جات متحدہ کی وزارت قید خانوں کو ہوٹلوں میں تبدیل کر رہی ہے اور جرم کی ترمیم دے رہی ہے۔ ”حسن اخلاق“ خطہ میں ہے ”یہ ایک عمومی آواز ہے۔

سطور ذیل کے لکھنے کی غایت یہ ہے کہ کانگریس وزارت کے شروع ہونے کے وقت سے حکومت صوبہ جات متحدہ نے مزین کے لئے کیا کیا اور جو کچھ بھی کہا ہے اس کا شمار قیدیوں کی عادت بگاڑنا ہے یا کچھ اور۔ اس میں کوئی عیب نہیں ہے اگر قیدیوں کے ساتھ برتاؤ میں کچھ تبدیلی ہے یا اس کی تجویز ہے۔ یہ تبدیلیاں ذیل میں درج ہیں۔

(ا) قیدیوں کی درجاتی تقسیم

ابھی تک ہمارے میاں مخلوط قید خانے تھے اب ایک قسم کے قیدی ایک جیل میں رکھے جائیں گے مثلاً رط کے کمنوں کے تادیب خانہ میں، عادی، عادیوں کے صل خانہ میں، اتفاقی، اتفاقی جیل میں، اشار کلاس، اشار کلاس جیل میں وغیرہ وغیرہ۔

(ب) خوراک

اس کے ماتحت تجاویز یہ ہیں۔

(۱) اب ان قیدیوں کو صبح سویرے کا کھانا (ناشتہ) ملے گا جن کا مقدمہ زیر سماعت ہے یا جن کو قید یا مشقت نہیں ملی ہے۔

(۲) صبح کے ناشتے میں اب تک جو بجھے ہوئے چنے کا قسیم ہوا کرتی تھیں اب ان میں دلیب بھی ہوگا گھنگنی، گڑ اور بھنا چنا باری باری دیا جائے گا تاکہ روزانہ تبدیلی ہو جایا کرے۔

(۳) اس بات کا انتظام کیا گیا ہے کہ جو وال قیدیوں کو دیجاتی ہے اس میں برابر تبدیلی ہو کرے۔

(۴) خاص خاص تنواریں مثلاً ہولی اور عید کے دن اور مذہبی طور پر جن ایام میں روزے رکھے جائیں خاص قسم کی غذائی جائے گی۔

(۵) عید اور ہولی کے دن فی آدمی ایک چھٹانک گڑ دیا جائے گا۔

(۶) اعلیٰ قسم کے قیدیوں کے لئے ہفتہ میں تین بار دو آدھ روزہ سنتھ دئے جائیں گے۔

(۷) جی کلاس کے سیاسی قیدیوں کو یہ اختیار ہوگا کہ ان کے کھانے کے لئے جو صنف مقرر کر دیا گیا ہے اسی کے اندر ہفتہ وار وہ اپنے کھانے کی قسمیں بنالیا کریں۔

(۸) خاص امور کے تحت حکومت سی کلاس کے قیدیوں کو بھی کھانے کی رعایتیں دے سکتی ہے۔

(ج) کیڑا

- (۱) سوتی کیڑے جو ایک سال میں تبدیل ہوتے تھے اب ۹ مہینوں میں بدلے جائیں گے۔
- (۲) دو جانگھیلوں میں سے ایک کے بجائے مرد قیدی کو پانچواں لینے کا اختیار ہوگا۔ عورت قیدیوں کو لنگا اور چادر کے بجائے ساڑی لینے کا اختیار ہوگا۔
- (۳) لڑکوں کے قید خانوں میں اور کسٹ لڑکوں کے اصلاحی ادارہ (بوسٹل انسٹیٹیوٹ) میں بجائے معمولی قیدیوں کے کیڑے کے خاکی نیکر اور خاکی قمیص ملے گی۔
- (۴) جاڑوں میں قیدیوں کو بجائے دو کپڑے کے اب کپڑے ملیں گے۔
- (۵) پچاس سال کی عمر سے زیادہ کے قیدیوں کو اور قیدی افسروں کو اب جو کیڑے ملتے ہیں ان کے علاوہ جاڑے کے دنوں میں ایک واسکٹ اور ایک ادنیٰ ٹوپا دیا جائے گا۔
- (۶) گرمی اور برسات میں قیدیوں کو ایک سوتی چادر اور ایک کپڑے ملے گا۔
- (۷) جن قیدیوں کی تلی بڑھی ہوگی اور جن کے فوطوں میں پانی بڑھ جائے گا انہیں خاص قسم کا کیڑا پہننے کو ملے گا۔
- (۸) قیدیوں کو شفا خانہ میں بجائے کمرے اور پانچواں لینے دیا جائے گا۔
- (۹) قیدیوں کو اپنا کیڑا دھونے کے لئے بجائے سخی کے جل کا بنا ہوا صابن دیا جائے گا۔

(د) ڈرل

کسٹن قیدیوں کے لئے ڈرل لازمی قرار دی گئی ہے۔

(۴) تعلیم

- (۱) پچاس سال سے کم عمر کے تمام بالغ قیدیوں کے لئے ابتدائی تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے۔
- (۲) اخلاق، صفائی، تندرستی اور دیگر مناسب مضامین پر سیریز کے ساتھ تقریروں کی اجازت ہوگی۔
- (۳) اب پہلے سے بہتر کتب خانے ہوا کریں گے۔
- (۴) توسیع خواندگی کے لئے انعامات اور رعایتیں منظور کی گئی ہیں۔
- (۵) قیدی مدرسوں کی ٹریننگ دینے کے لئے ٹریننگ کا مدرسہ قائم کیا جائے گا۔
- (۶) لڑکوں کے لئے مذہبی تعلیم دو گانے بجانے کے درجوں کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

(۷) عورت قیدیوں کو کشیدہ کاری۔ کڑھائی، بیل وغیرہ بنانا اور کروٹیا کاری میں ٹرننگ دئے جانے کے انتظامات کئے گئے ہیں۔

(۸) بارکوں کے اندر دیواروں پر مختلف مضامین کی بڑی بڑی تختیاں آویزاں کی جائیں گی۔
(۹) سیاسی قیدیوں کو ان کی خواہش کے مطابق ایک ہندوستانی اور ایک انگریزی اخبار دیا جائیگا۔ اور اپنے صوفے سے وہ جتنی بھی چاہیں کتابیں اور اخبار پڑھ سکتے ہیں۔

(۹) ورزش اور کھیل

(۱) اسے اور بی کلاس کے قیدیوں کی تفریح کے لئے ورزش اور کھیل کے رائج کرنے کی منظوری دی گئی ہے۔

(۲) مرکزی قید خانوں کے سی کلاس کے قیدیوں کو ورزش اور کھیل کا موقع ملے گا۔
(۳) لڑکوں کے جیل میں اسکاؤٹنگ، فٹ بال، والی بال، باسکٹ بال، کبڈی، دوڑیں اور دوسرے کھیل جاری کئے گئے ہیں۔

(۱۰) کاشت وغیرہ

(۱) ڈیری کا کام اور بیج کی کاشت جیل خانہ کی کھیتی کے ساتھ ساتھ رائج کی گئی ہے تاکہ قیدی کھیتی باڑی میں موجودہ زمانہ کا طریقہ اور آلات کا استعمال جان لیں۔

(ح) صحت صفائی اور کپڑا وغیرہ بدلنا

(۱) سکھ اور ان دوسرے قیدیوں کو جو مذہباً بڑے بڑے بال رکھتے ہیں ہر ہفتہ کڑوا تیل دیا جائیگا۔
(۲) پچھروں سے بچنے کے لئے اور جلد کے تحفظ کے لئے قیدیوں کو تیل دیا جائے گا۔
(۳) لمبے بال والے قیدیوں اور عورت قیدیوں کو ایک گنگھا اور ہفتہ وار ایک چٹانک صابن اور یکاٹے آدھ چٹانک کے ایک چٹانک کڑوا تیل دیا جائے گا۔

(۴) جیل خانہ کے ہر اس قطعہ میں جس میں عورتیں رکھی جاتی ہیں ایک یادو آئینے ہوں گے۔

(۵) عورت قیدیوں کو اپنے صوفے پر چوڑی بدن کی اجازت دی گئی ہے۔

(۶) وضع محل کے قریب عورت قیدیوں کو رہا کر دیا جائے گا اگر ان کو جس دوام کی سزا دی گئی ہے تو انھیں ضمانت اور واپسی کے وعدہ پر رہا کیا جائے گا تاکہ جیل کے اندر کچھ نہ پیدا ہو جن زیر مملکت عورت قیدیوں کی رہائی ناممکن ہے ان کو قابلہ کے زیر علاج رکھا جائے گا۔

(۷) عورت قیدیوں کے بچوں کی پرورش کے لئے خاص انتظام کیا جائے گا۔

(۸) صفائی کی غرض سے عورت قیدیوں کو ایام ماہواری میں جراثیم سے پاک لئے دے جائیں گے۔

(ط) ملاقاتیں اور اطلاع

(۱) جب ایک قیدی کا کسی ایک جیل سے دوسرے جیل کا تبادلہ ہو تو وہ اپنے گھروالوں کو اس تبدیلی کی اطلاع دے سکتا ہے۔

(۲) نئے قیدیوں کے شیر قانونی، اجاب رشتہ داروں اور ان رشتہ داروں کو جو دور دراز سے ملنے کے لئے آئے ہیں ملاقات کی بہتر آسانیاں بہم پہنچائی جائیں گی۔

(۳) اب دو ماہ میں ایک خط کی اجازت ہوگی۔ پہلے تین مہینہ میں ایک خط کی اجازت تھی۔

(ی) مزدوری

(۱) صرف انہیں قیدیوں کو سخت محنت کا کام دیا جائے گا جن کی جسمانی حالت اچھی ہوگی اور کسی قیدی کو کام دیتے وقت اس کے وزن کا بھی خیال کیا جائے گا۔

(۲) ملوں میں کھوکھلے بانس کے دستے لگائے گئے ہیں تاکہ ہاتھوں میں جھالے کم پڑ سکیں۔

(۳) جسمانی مشقت کے بعض کام مثلاً رینڈی کالج پیرنا، تیل نکالنا، پانی بھرنا اب نہیں کرائے جاتے ہیں۔

(۴) جیل کا عملہ پہلے قیدیوں سے اپنے گھر کا نجی کام لیا کرتا تھا اب اس کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

(۵) ایام ماہواری کے زمانہ میں عورت قیدیوں سے اب ہلکا کام لیا جائے گا۔

(۶) قیدیوں کو ان کے کام کی اجرت دینا منظور کیا گیا ہے۔

(ک) سزائیں

(۱) قید نہائی بطور عدالتی سزا کے یک قلم موقوف کر دی گئی۔

(۲) اگر حکومت اجازت دے تو ایسی صورت میں اب بیدار قیدیوں کو لگا۔ئے جاسکتے ہیں

جن کے خلاف تشدد اور بغاوت یا بغاوت پھیلانے کا یا تشدد پھیلانے کا ثبوت ہو۔

(۳) ڈونڈا پٹری کی سزا بہت محدود کر دی گئی ہے اور اس کی میعاد بجائے دس دن کے سات دن رکھی گئی ہے۔

(ل) اصلاح

(۱) جیل میں پنجاہت کا طریقہ رائج کیا جائے گا۔

(۲) ان قیدیوں کی تہمت افزائی کے لئے جو پڑھائی میں دلچسپی لیتے ہیں تخفیف۔

- (۳) کم میعاد کے قیدیوں کے لئے بھی تخفیف کے قاعدہ میں توسیع۔
 (۴) ان تین سال کے قیدیوں کو دو ماہ کی تخفیف ملے گی جن کا چال چلن برابر اچھا رہا ہو اور ان کو اس دوران میں کوئی سزا نہ ملی ہو۔
 (۵) تمام صوبہ میں ضلع کیٹیوں کے ساتھ رہا شدہ قیدیوں کی انجمن امداد کا قیام۔
 (۶) کمسن لڑکوں کے اصلاحی ادارہ (بورشل انسٹیٹیوٹ) کا افتتاح۔
 (۷) پروٹیشن پر ایسے مجرموں کا جو پہلی بار نافذ ہوئے ہوں اور جن کی سزا اچھے چلن کے زمانہ میں ملتی رہی ہو (اور وہ کسی افسر کی نگرانی میں ہوں) قیدیوں کو رہا کرنے کا ایکٹ۔

مجسٹریٹوں کے فرائض کی تقسیم

صوبہ متحدہ میں مجسٹریٹوں کے عاملانہ اور عدالتی فرائض کے علیحدہ کرنا، عارضی اسکیم مجسٹریٹوں کے عاملانہ اور عدالتی فرائض کے علیحدہ کرنے کا سوال مجلس قانون ساز میں کئی مرتبہ اٹھایا گیا ہے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے عارضی طور پر ایک اسکیم بنائی گئی ہے اور اب وہ مجلس قانون ساز کے سامنے مباحثہ اور اطلاع کی غرض سے پیش کی جاتی ہے۔

۲۔ اپنی تجاویز کے مرتب کرنے میں سرکار نے اس خاص اصولی اعتراض کو ملحوظ رکھا ہے جو موجودہ طریقہ پر کیا جاتا ہے۔ یعنی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی دو گونہ حیثیت کی وجہ سے انصاف میں خلل پڑنے کا امکان۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو ضلع کی پولیس کا افسر اعلیٰ کہا جاتا ہے اور اس لئے ایک حیثیت سے تو وہ تمام ہتکات کا چلانے والا ہے اور دوسری حیثیت سے وہ اور اسکے ماتحت ججریٹ تاج اور جرنیلز جی میں ۳۔ موجودہ طریقہ کے متعلق دوسرا اعتراض یہ ہے کہ مقدمات کے فیصلہ کرنے میں مجسٹریٹ سماعت کنندہ کی رائے پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی منشاء اور رائے کے اثر پڑنے کا ہمیشہ احتمال رہتا ہے اُن کی آئندہ ترقی کا انحصار ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی خوشنالی پر ہے اور اس طرح سے وہ ہمیشہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور اس کی وجہ سے سپرنٹنڈنٹ پولیس کے دباؤ میں رہتے ہیں اور اس لئے اپنے روبرو مقدمات میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی منشاء کو وہ کسی طرح قطعی نظر انداز نہیں کر سکتے موجودہ اسکیم کا منشاء یہ ہے کہ ہر ضلع میں کچھ مجسٹریٹ الگ کر دئے جائیں جن کو پولیس سے کسی طرح کا تعلق یا واسطہ نہ ہو اور جو نہ مقدمات کے دائرہ کئے جانے کے ذمہ دار ہوں اور نہ کسی درمیانی موقع پر مقدمہ کے فیصلہ تک اس کی بیرونی کے۔ جیسے ہی کوئی مقدمہ سماعت کے لئے تیار ہو جائے اُس کو ایسے مجسٹریٹ کے پاس

بھیجا یا جائیگا جس کے سپرد مقدمات فوجداری کا کام ہو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور اس کے ماتحتوں کو پھر اس لئے کوئی واسطہ نہ رہے گا اور مجسٹریٹ سماعت کنندہ کو موقع ہو گا کہ بے رور عایت روداد مسل کے مطابق مقدمات کا فیصلہ کریں۔ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ضلع کی پولیس سے قطعاً بے تعلق ہو گئے وہ مجسٹریٹ جن کے سپرد مقدمات فوجداری ہو گئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے ماتحت نہ ہوں گے۔ ان کے کام کرنے کا اختیار صرف ٹینشن جج کو ہو گا جو ان کے فیصلوں اور احکام کے خلاف اپیلوں کی سماعت کرے گا۔ اور کسی حد تک اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو جس کے وہ براہ راست ماتحت ہوں گے۔

۴۔ اندیشہ ظاہر کیا گیا ہے کہ مجسٹریٹوں کے عالمانہ اور عدالتی فرائض کے الگ کر دینے کی کسی اسکیم کا یہ اثر ہو گا کہ قسیم امن و نفاذ قانون کے متعلق ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور اس کے ماتحت حکام کے اختیارات کمزور ہو جائیں گے۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی چند دفعات مثلاً ۱۲۴، ۱۲۵ اور ۱۰۷ بالخصوص قیام امن و نفاذ قانون کے متعلق ہیں۔ اسی غرض سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ان مجسٹریٹوں کے پاس جو ضلع کے انتظامی کاموں کے ذمہ دار ہوں گے۔ ایسے اختیارات لینے دئے گئے ہیں جو قیام امن و نفاذ قانون کے لئے ضروری ہیں۔ وہ ان اختیارات کو عمل میں لاویں گے جو مجسٹریٹوں کو مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعات ۱۲۴ اور ۱۲۵ کی رو سے دئے گئے ہیں مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۰۷ کی رو سے ان مجسٹریٹوں کو یہ اختیار ہو گا کہ ان لوگوں کا تین مہینہ کا چھلک لیں۔ جن کی طرف سے نقص امن کا اندیشہ ہو۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ طریقہ کار گرتا بہت ہو گا۔

۵۔ ہر ضلع میں کچھ مجسٹریٹوں کو قطعی طور پر عدالتی کام کے لئے مخصوص کر دینے سے ایسے مجسٹریٹوں کی تعداد بہت کم ہو جائیگی جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی ماتحت ہیں۔ عالمانہ فرائض کی انجام دہی کر سکیں۔ عام طور پر اس انتظام سے کوئی دشواری نہ پیدا ہوگی۔ لیکن بڑے تہواروں مثلاً بقرعید، شرم اور دسہرہ کے موقعوں پر یا کسی ناگہانی ضرورت کے پیش آجائے پر جیسے کہ بڑے ہونے کی صورت میں دشواریاں پیش آنے کا احتمال ہے۔ اس لئے تجویز کی گئی ہے کہ ایسے خاص موقعوں پر ان مجسٹریٹ کی خدمات بھی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے سپرد کر دی جائیں۔ جن کے ذمہ عدالتی کام ہو۔

۶۔ چونکہ اگر کیٹو سروس کی لیٹڈ جگہوں پر ترقیاں آئندہ بھی کم از کم جانتا ہے کہ پرائشل سروس کے موجودہ ممبران کا تعلق ہے ان مجسٹریٹوں میں سے بھی دی جائیں گی جن کے ذمہ عالمانہ کام ہو گا اور ان میں سے بھی جو عدالتی کام کے ذمہ دار ہوں گے۔ اس لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ کچھ مجسٹریٹ کو اپنی ملازمت کے بقیہ زمانہ کے لئے محض عدالتی کام کے لئے مخصوص کر دئے جائیں لہذا اس غرض سے مجسٹریٹوں کو دونوں طرح کے کاموں کا تجربہ ہو۔ عدالتی مجسٹریٹوں کے اگر کیٹو کام میں لئے جائے کی اور اگر کیٹو مجسٹریٹوں کے عدالتی کام میں لئے جانے کی آزادی ہوگی لیکن یہ تجویز کی جاتی ہے کہ عام طور پر ایک عدالتی مجسٹریٹ

ایک ہی ضلع میں ایک عرصہ تک رکھا جائے اور اسی ضلع میں انگریزی ٹیو کام پر بھی نہ لگایا جائے لیکن جب اس امر کی ضرورت پیش آوے تو اسکو دوسری کمشنری میں انگریزی ٹیو مجسٹریٹ کی حیثیت تبدیل کر دیا جائے

اسکیم

۱۔ مجسٹریٹ اور کلکٹر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی حیثیت سے ضلع میں قیام امن اور نفاذ قانون کا بدستور ذمہ دار ہوگا حسب دفعہ ۴ پولیس ایکٹ (نمبر ۸۳) پولیس کا انتظام اُس کے عام نگرانی میں اور ہدایت کے مطابق ہوگا۔ حسب پیرا گراف ۴ قواعد پولیس وہ بدستور ضلع کے انتظام فوجداری کا افسر اعلیٰ رہے گا اور اس حیثیت سے پولیس کی کارروائی کی نگرانی کریگا۔ ان فرائض کے انجام دینے کے سلسلہ میں مجسٹریٹ پر گنہ (جو بعد ازیں انگریزی ٹیو مجسٹریٹ کہلائیں گے) اس کو مدد دیں گے جو ایکٹ مالگداری کے ماتحت حکام پر گنہ بھی ہوں گے۔ زیر دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری وہ انگریزی ٹیو مجسٹریٹوں کو دفعہ ۸ کے مطابق بنائے ہوئے پر گنوں کا انچارج بنائے گا جو چند پابندیوں کے ماتحت حاکم پر گنہ کی حیثیت سے مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مطابق اپنے اختیارات عموماً عمل میں لائیں گے۔

۲۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور انگریزی ٹیو مجسٹریٹوں کے علاوہ اور مجسٹریٹ بھی ہوں گے (جو بعد ازیں جوڈیشل مجسٹریٹ کہلائیں گے) جن کا واحد فرض فوجداری کے مقدمات کی سماعت کرنا ہوگا۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے دفعہ ۱۰ (۲) کے ماتحت ایک سینئر مجسٹریٹ بحیثیت ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مقرر کیا جائیگا۔ اور جوڈیشل مجسٹریٹ اس کے ماتحت ہونگے حسب دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری جوڈیشل مجسٹریٹوں کے درمیان وہ کام کی تقسیم کریگا۔ جوڈیشل مجسٹریٹوں کو مجسٹریٹ پر گنہ کے اختیارات نہیں دئے جائیں گے۔ وہ بحیثیت مجسٹریٹ درجہ اول اپنے فرائض انجام دیں گے ان کو مجسٹریٹ درجہ اول کے وہ تمام معمولی اختیارات حاصل ہوں گے جو جانچ اور سماعت مقدمہ کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے فہرست ۴ کے مطابق لوکل گورنمنٹ یا ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ انکو ایسے مزید اختیارات بھی دیں گے جو ضروری سمجھے جائیں۔

۳۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور انگریزی ٹیو مجسٹریٹ جانچ اور سماعت مقدمہ انھیں حدود کے اندر کریں گے جن کی حراست نیچے کی جاتی ہے۔

(الف) مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۹ (۱) (ب) (پولیس کی رپورٹ پر) اور (ج) (کسی دوسرے شخص سے اطلاع ملنے یا خود شبہ یا علم ہونے پر) کی رو سے ارتکاب جرم کی صورت میں دست اندازی کا ان کو اختیار ہوگا۔ لیکن حسب دفعہ ۱۹ (۱) (ب) دست اندازی کرنے کے بعد جوئی پولیس فرد جرم داخل کرے انگریزی ٹیو مجسٹریٹ مقدمہ کو جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں منتقل

کردیگا۔ جب اس پولیس فروجرم داخل نہ کر دے مقدمہ اکر یکٹیو مجسٹریٹ کے زیر سماعت رہے گا۔ لیکن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ خاص صورتوں یا خاص نوعیت کے مقدموں میں پولیس کو حکم دے سکتا ہے کہ فروجرم براہ راست جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں داخل کی جائے ان مقدموں کی صورت میں جن میں زیر دفعہ ۱۹۰ (۱) (ج) دست اندازی کی جا چکی ہے اکر یکٹیو مجسٹریٹوں کا فرض ہوگا کہ وہ اس بات کا اطمینان کر لیں کہ مقدمہ قابل سماعت ہے اور یہ اطمینان کر لینے کے بعد وہ سماعت کے لئے مقدمہ کو جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں منتقل کر دیں۔ *

(ب) پولیس مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعات ۱۶۷، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳ کے مطابق رپورٹیں اکر یکٹیو مجسٹریٹوں کے سامنے پیش کر لگیں۔ جنکا یہ فرض ہوگا کہ ان رپورٹوں اور بشپٹ ضرورت پولیس کے روزناموں کو احتیاط کے ساتھ جانچیں۔ (نقشہ الف میں)۔ چالان کی صورت میں اگر وہ پولیس کی تفتیش کو کسی طرح پر غیر مکمل سمجھیں تو زیر دفعہ ۱۵۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری وہ مزید تحقیقات کا حکم دے سکتے ہیں ثبوت ناکافی ہونے کی بنا پر وہ مقدمہ میں مزید کارروائی کر نیسے انکار کر سکتے ہیں اور مجرم کی رہائی یا ضمانت سے اس کو بری کرنے کا حکم دے سکتے ہیں۔

اگر وہ چالان سے مطمئن ہیں تو زیر دفعہ ۱۹۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری مقدمہ کو سماعت کے لئے وہ جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں منتقل کر دیں گے۔ فائل رپورٹ (نقشہ ب) کی صورت میں وہ رپورٹ کو نامنظر کر سکتے ہیں اور یہ حکم دے سکتے ہیں کہ مزید تحقیقات کی جائے یا مقدمہ کو سماعت کے لئے جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں منتقل کر سکتے ہیں۔ یا رپورٹ منظور کر لینے کی صورت میں ملازم کی ضمانت منسوخ کر سکتے ہیں۔

(ج) زیر دفعہ ۱۶۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری پولیس کی تحقیقات ختم ہونے سے پہلے ریمانڈ کی منظوری کا اختیار اکر یکٹیو مجسٹریٹوں کو حاصل ہوگا۔

(د) ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور اکر یکٹیو مجسٹریٹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی انسدادی دفعات پر مستدرجہ ذیل طریقہ پر عمل درآمد کر سکتے۔

۱۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۴۴ اور باب ۱۲ کے اختیارات بھی صرف انھیں مجسٹریٹوں کو حاصل ہونگے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ نئی اسلیم کی ماتحت اکر یکٹیو مجسٹریٹ جوڈیشل مجسٹریٹوں کی بہ نسبت دیوانی کے مسئلوں سے زیادہ واقف ہونگے۔ کیونکہ اول الذکر کو لگان اور مال کا بہت کام کرنا پڑیگا جن میں اکثر ایسی باتیں بھی شامل ہیں جو قانون دیوانی سے تعلق ہیں۔ اس طرح پر وہ ان مقدمات کو زیادہ آسانی سے کر سکیں گے جو باب بارہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۲) اکر یکٹیو مجسٹریٹوں کو مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۰۷ کے ماتحت ان صورتوں میں کارروائیاں کر

کا اختیار ہوگا جن میں یہ خیال کیا جائے کہ ایسے شخص یا اشخاص کا جنکے خلاف کارروائی کی جارہی ہے زیادہ سے زیادہ تین مہینہ کے لئے چمک لے لینا کافی ہوگا۔

(۲) پولیس کی رپورٹ پر جب کسی شخص کا تین مہینے سے زیادہ کے لئے چمک لے لیا جانا ضروری خیال کیا جائے۔ یا جب کسی ایسے شخص کے خلاف مزید کارروائی کرنے کی ضرورت سمجھی جائے جس کا کسی آرگنیکٹو مجسٹریٹ نے تین مہینہ کا چمک لے لیا ہو یا پولیس کی رپورٹ پر جب حسب دفعہ ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰ کارروائی ضروری سمجھی جائے تو پولیس کی رپورٹ پہلے سب ڈویژنل مجسٹریٹ کو پیش کی جائیگی جس کا یہ فرض ہوگا کہ وہ اس بارے میں اطمینان کرے کہ کارروائی کرنے کے لئے کافی توجہ موجود ہے۔ جب اسکو یہ اطمینان ہو جائے تو وہ اس اطلاع کو جوڈیشل مجسٹریٹ کے پاس دفعہ ۱۱۲ اور مجموعہ ضابطہ فوجداری کے باب ۱ کی بعد دفعات کے تحت کارروائی کرنے کے لئے بھیج دیگا۔ وہ تمام بنی استغاثے جو مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۰۸ کے ماتحت دائر کئے جائیں براہ راست جوڈیشل مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوں گے۔

(۳) آرگنیکٹو مجسٹریٹ کو ضابطہ کی دفعہ ۱۱۲ کے ماتحت مشروط احکامات نافذ کرنے کے اختیارات ہوں گے۔ لیکن ان احکامات کے بموجب اس شخص کے لئے جس کے بارے میں وہ جاری کئے جائیں ضابطہ کے باب ۱۰ کے ماتحت مزید کارروائی کے لئے جوڈیشل مجسٹریٹ کے اجلاس میں حاضری کا حکم ہوگا۔ (۵) مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ماتحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور آرگنیکٹو مجسٹریٹ مجسٹریٹوں کے کل عالمانہ فرالض انجام دیں گے۔ فہرست ۳ میں دئے ہوئے فرالض کی ایک فہرست جن کو وہ انجام دیں گے۔ ضمیمہ میں دی ہوئی ہیں۔

(۶) وہ خاص اور مقامی قوانین کے ماتحت مجسٹریٹ کے عالمانہ فرالض انجام دیں گے۔ کچھ مقامی اور خاص ایکٹ (مثلاً دفعہ ۳۱۸ میونسپلٹی ایکٹ اور دفعات ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰ ڈسٹرکٹ بورڈ ایکٹ) کی رو سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو عالمانہ احکام کے خلاف ایسیلئے سننے کے اختیارات حاصل ہیں۔ ان سب کی سماعت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کرے گا۔

(۷) موجودہ صورت کی طرح ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جیلوں اور حوالاتوں کا معائنہ کریگا۔

۴۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو منجملہ ان تمام اختیارات کے جو ضابطہ کے ماتحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو حاصل ہیں دفعہ ۱۰، (۲) ضابطہ فوجداری کے ماتحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے معمولی اختیارات مندرجہ فہرست ۳ بھی حاصل ہوں گے۔ ضمیمہ میں ان اختیارات کی تفصیل درج ہے

۵۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دفعات ۱۲، ۱۳ کے ماتحت جوڈیشل مجسٹریٹ اور پنچوں کے بارے میں جو سب اس کے ماتحت ہوں گے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے فرالض انجام دیگا۔ ضابطہ کے باب ۷ کے ماتحت اس کو ایپلوں کی سماعت اور نگرانی کے اختیارات حاصل ہوں گے وہ مقدمات ابتدائی

کی سماعت بھی کر لیا اور تحقیقات بھی کر لیا۔
۶۔ علاوہ اس حد تک اور اس طریقہ کے جس کی صراحت ضابطہ میں کی گئی ہے ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۵۱ (د) کی رو سے اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سشن جج کے ماتحت نہ ہوگا۔ دفعہ ۱۰ (۲) کے محدود اغراض کے علاوہ وہ مجسٹریٹ ضلع کا ماتحت نہ ہوگا۔

۷۔ جوڈیشل مجسٹریٹ۔ اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عام نگرانی میں کام کریں گے۔ جو کبھی کبھی ان کے کاموں کا معاون بھی کر لیا۔ (استغاثہ دائر ہونے پر) ان مقدمات کے علاوہ جن کی سماعت کا اختیار اکرکیٹیو مجسٹریٹ کو ہو جیسا کہ اوپر پیرا گراف نمبر ۲ میں بتایا گیا ہے۔ وہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۹۰ (۱) (۱) کے ماتحت مقدمات کی سماعت کریں گے۔ وہ تعزیرات ہند اور مقامی اور خاص قوانین کے ماتحت سب مقدمات کی سماعت کریں گے۔ اس مقصد کے لئے وہ درجہ اول کے مجسٹریٹ کے تمام عام اختیارات جو مقدمات کی سماعت اور جانچ کے لئے ضروری ہیں کام میں لادیں گے۔ فہرست ۳ میں دئے ہوئے فرائض جو وہ انجام دے سکتے ہیں ضمیمہ ۲ میں درج ہیں۔ مجموعہ ضابطہ کی فہرست ۴ میں دئے ہوئے اختیارات جو مزید براں ان کو دئے جاسکتے ہیں ضمیمہ ۴ میں درج ہیں۔

۸۔ اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور جوڈیشل مجسٹریٹ دورہ نہیں کریں گے اور جہاں تک ممکن ہو گا مقدمات کی سماعت اور جانچ ضلع کے صدر مقام ہی پر کریں گے۔

۹۔ شناخت کی کارروائی اور اقبالات کی قلمبندی اکرکیٹیو مجسٹریٹ بھی کر سکتے ہیں اور جوڈیشل مجسٹریٹ بھی جیسا کہ مقتضائے موقع ہو۔

۱۰۔ فی الحال جوڈیشل اور اکرکیٹیو مجسٹریٹ ایک دوسرے کی جگہ پر مقرر کئے جاسکتے ہیں عام طور پر ایک ہی ضلع میں تبادلہ نہ کیا جائے گا اور اُسید کی جاتی ہے کہ عموماً ایک افسر ایک ہی ضلع میں کافی عرصہ تک یعنی چار یا پانچ سال تک رکھا جائے گا اس کے بعد وہ کسی قسمت میں اکرکیٹیو سے جوڈیشل یا جوڈیشل سے اکرکیٹیو شعبہ میں منتقل کیا جاسکتا ہے۔

۱۱۔ انتظامی اغراض کیلئے اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور تمام جوڈیشل مجسٹریٹ براہ راست صوبہ جانی حکومت کے ماتحت ہونگے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ عدالتی عملے اپنے ضلع کے دفتر کے ملازمین میں سے مہیا کرے گا اور یہ عملے اس کے ماتحت ہوں گے۔

۱۲۔ کشتروں کو اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں یا جوڈیشل مجسٹریٹوں پر جو کہ ان کے ماتحت ہوں گے۔ کوئی انتظامی اختیار نہ ہوگا۔ بجز اس کے کہ وہ اول الذکر کو اتفاقیہ چھٹی دے سکیں گے۔ اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جوڈیشل مجسٹریٹوں کی اتفاقیہ رخصت منظور کرے گا۔

۱۳۔ سشن جج ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں اور جوڈیشل مجسٹریٹوں کے کام کا وقتاً فوقتاً معائنہ کریں گے۔ اور ان کے کام کے متعلق سرکار کو خفیہ رپورٹیں بھیجیں گے۔

۱۴۔ بشرط ضرورت منصفوں کو ہمیشہ اختیارات درجہ اول دئے جائیں گے۔ تاکہ ان کے فیصلوں کے خلاف اپیل براہ راست سشن جج کے سامنے ہو سکے۔ منصف بدستور سشن مجسٹریٹوں کے انتظامی نگرانی میں رہیں گے اور انہیں کو منصفوں کے معائنہ کرنے کا بھی اختیار ہو گا۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی دفعہ ۲۵۶ کے مطابق آنریری مجسٹریٹوں کا انتخاب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کے مشورے سے کیا جائے گا۔

۱۵۔ بقرعہ، محرم، چلم اور رسد جیسے بڑے تہواروں کے موقع پر انتظامات کے سلسلے میں بشرط ضرورت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے مشورے سے جوڈیشل مجسٹریٹوں سے کام لے سکیں گا۔ فورسی ضرورت مثلاً بلو، کے موقع پر بھی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ان سے کام لے سکے گا۔ اس قسم کے خاص موقعوں پر انہیں ایسے دوسرے اختیارات بھی دئے جاسکتے ہیں جو ضروری سمجھیں جائیں۔

۱۶۔ تحصیلداروں کو فوجداری کے اختیارات نہ حاصل ہونگے۔ فوجداری کا کام صرف جوڈیشل اور آنریری مجسٹریٹ ہی کریں گے یا اگر کسی ضلع میں اس امر کی خاص ضرورت محسوس ہوئی تو ایک نائب تحصیلدار فوجداری اور مال کے لئے مخصوص کر دیا جائے گا۔ لیکن جیسا کہ اب تک ہوتا آیا ہے تحصیلداروں کو مجسٹریٹ درجہ دوم و مجسٹریٹ درجہ سوم کے اختیارات دئے جائیں گے تاکہ وہ بحیثیت ماتحت اکزیکیٹیو مجسٹریٹ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور اکزیکیٹیو مجسٹریٹوں کو ان کے عاملانہ فرائض میں امداد دے سکیں۔ رجن اختیارات کو وہ کام میں لاسکتے ہیں ضمیمہ ۵ میں درج ہیں۔

۱۷۔ سرکار اس امر پر بعد میں غور کریگی کہ مجوزہ اسکیم میں کام سیکھنے والے افسروں کی کیا حیثیت ہوگی۔

بحکم
ہریش چندر
جوڈیشل سکریٹری

ضمیمہ نمبر ۱

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور اکرزیکٹیو مجسٹریٹوں کے وہ اختیارات جو بحیثیت مجسٹریٹ اُن کو ایسے عالمانہ اختیارات کے علاوہ حاصل ہونگے جو مجموعہ ضابطہ فوجداری کی رد سے بصورت موجودہ اُن کو حاصل ہیں۔

فہرست نمبر ۳

(۱) مجسٹریٹ درجہ سوم کے معمولی اختیارات

- (۱) ایسے شخص کو جس نے اس کی موجودگی میں جرم کیا ہو گرفتار کرنے یا گرفتار کرانے اور حراست میں دینے کا اختیار۔ دفعہ ۶۴۔
- (۲) کسی مجرم کو اپنی موجودگی میں گرفتار کرنے یا کرانے کا اختیار۔ دفعہ ۶۵۔
- (۳) وارنٹ پر عبارت ظہری لکھنے یا وارنٹ کے ماتحت گرفتار شدہ مجرم کو منتقل کرنے کا حکم دینے کا اختیار۔ دفعات ۸۳-۸۴-۸۶۔
- (۴) خطوں اور تاروں کے لئے تلاشی لینے کا حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۹۵۔
- (۵) وارنٹ تلاشی جاری کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۹۶۔
- (۶) وارنٹ تلاشی پر دستخط کرنے اور برآمد شدہ اشیاء کے حوالہ کرنا حکم دینے کا اختیار دفعہ ۹۹۔
- (۱۰) مجمع خلاف قانون کو منتشر ہونے کا حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۱۲۷۔
- (۱۱) مجمع خلاف قانون کو منتشر کرنے کے لئے سول طاقت کے استعمال کا اختیار۔ دفعہ ۱۲۸۔
- (۱۲) مجمع خلاف قانون کو منتشر کرنے کے لئے فوج کے بلائے کا اختیار۔ دفعہ ۱۳۰۔
- (۱۴) پولیس کی تفتیش کے دوران میں کسی شخص کو روک رکھنے کا اختیار (ایسا روکا جانا پولیس کی حراست میں نہ ہوگا)۔ دفعہ ۱۶۷۔
- (۱۵) اس مجرم کو روک رکھنے کا اختیار جو عدالت میں موجود پایا جائے۔ دفعہ ۳۵۱۔
- (۱۸) ضبط شدہ چالاک بغرض حاضری بعدالت مجسٹریٹ کے تاوان وصول کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۵۱۵۔
- (۱۹) مال کے تصرف کے بارے میں حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۵۱۷۔
- (۲۰) شائبہ مال کے نیلام کرانے کا اختیار۔ دفعہ ۵۲۵۔
- (۲۱) درخواست کی تائید میں بیان حلفی طلب کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۵۳۹ الف۔
- (۲۲) معائنہ موقعہ کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۵۳۹ ب۔

۲۔ مجسٹریٹ درجہ دوم کے معمولی اختیارات

- (۱) مجسٹریٹ درجہ سوم کے ایسے معمولی اختیارات جو ایک اگزیکٹیو مجسٹریٹ عمل میں لاسکتا ہے۔
 (۲) ان معاملات میں جن میں مجسٹریٹ کو اختیارات سماعت حاصل ہوں یا سماعت کے لئے سپرد کرنے کا اختیار ہو پولیس کو جرم کی بابت تحقیقات کرنے کے حکم دینے کا اختیار دفعہ ۱۵۵

۳۔ مجسٹریٹ درجہ اول کے معمولی اختیارات

- (۱) مجسٹریٹ درجہ دوم کے ایسے معمولی اختیارات جو ایک اگزیکٹیو مجسٹریٹ عمل میں لاسکتا ہے۔
 (۲) علاوہ ایسے معاملوں کے جن میں تحقیقات ہو رہی ہو دوسرے معاملوں میں وارنٹ تلاشی جاری کرنا اختیار۔ دفعہ ۹۸۔
 (۳) ان اشخاص کی دستیابی کے لئے جو جس جگہ میں ہوں وارنٹ تلاشی جاری کرنے کا اختیار دفعہ (۶-الف) ان امور کی بابت حکم صادر کرنے کا اختیار جو کسی مقام کے لئے تکلیف کے باعث ہوں۔ دفعہ ۱۳۳۔
 (۴) مقدمات متنازعہ بنا پر قبضہ میں حکم وغیرہ صادر کرنے کا اختیار۔ دفعات ۱۴۵، ۱۴۶ اور ۱۴۷۔
 (۵) پولیس کی تحقیقات کے دوران میں بیانات اور اقوال قلمبند کرنے کا اختیار۔
 (۶) پولیس کی تحقیقات کے دوران میں کسی شخص کو پولیس کی حراست میں رکھ جانے کا حکم دینے کا اختیار دفعہ ۱۶۱۔
 (۷) موت ناگہانی کے بارے میں تحقیقات کرنے کا اختیار دفعہ ۱۷۴۔
 (۸) مقدمات میں کارروائی موتوں کرنے کا اختیار جو بنا برائش نہ رجوع ہوئے ہوں۔ دفعہ ۲۴۹۔
 (۹) ضبط شدہ مچلکوں اور ضمانت ناموں کا زرتاوان وصول کرنے کا اختیار دفعہ ۵۱۔
 (۱۰) تازہ ضمانت طلب کرنے کا اختیار دفعہ ۵۱-الف۔

۴۔ حاکم پیرگنہ کے معمولی اختیارات

- (۱) مجسٹریٹ درجہ اول کے ایسے معمولی اختیارات جو اگزیکٹیو مجسٹریٹ عمل میں لاسکتا ہے۔
 (۲) زمینداروں وغیرہ کے نام وارنٹ لکھنے کا اختیار۔ دفعہ ۷۸۔
 (۳) دفعہ ۱۴۴ کے احکام صادر کرنے کا اختیار۔

- (۷) ماتحت مجسٹریٹوں کو مقامی جانچ کرنے کے لئے تعینات کرنے کا اختیار دفعہ ۱۴۴۔
 (۸) مقدمات قابل دست اندازی پولیس میں پولیس کی تفتیش کیلئے حکم صادر کرنے کا اختیار دفعہ ۱۵۹
 (۹) پولیس افسر کی رپورٹ وصول کرنے اور اس پر حکم صادر کرنے کا اختیار دفعہ ۱۷۳
 (۱۱) علاقہ اختیار مقامی کے اندر اس شخص کے نام سمن یا وارنٹ جاری کرنے کا اختیار جس نے علاقہ اختیار مقامی سے باہر جرم کیا ہو۔ دفعہ ۱۸۶۔
 (۱۳) پولیس کی رپورٹوں کو وصول کرنے کا اختیار دفعہ ۱۹۰۔
 (۱۴) بیعز استغاثہ کے مقدمات کی سماعت کا اختیار دفعہ ۱۹۵۔
 (۱۵) مقدمات کو ماتحت مجسٹریٹوں کی عدالتوں میں منتقل کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۲
 (۱۸) اس مال کو فروخت کرنے کا اختیار جس کی نسبت مسروقہ ہونے کا بیان یا اشتباہ کیا گیا ہو دفعہ ۵۲۴۔

۵۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کے معمولی اختیارات

- (۱) حاکم پرگنہ کے وہ معمولی اختیارات جو ایک انزیکلیٹیو مجسٹریٹ غل میں لاسکتا ہے۔
 (۲) خطوط، تار وغیرہ کو حوالہ کرنے کا حکم دینے کا اختیار۔
 (۳) ان کاغذات کی تلاشی کے لئے وارنٹ جاری کرنے کا اختیار جو ڈاکخانہ یا ٹیلیگراف کے افسران کی تحویل میں ہوں۔ دفعہ ۹۶۔
 (۵) ان اشخاص کو غلطی دینے کا اختیار امن قائم رکھنے یا اچھے چال چلن کے لئے جن کا پبلک یا ضمانت لی گئی ہو۔ دفعہ ۱۲۴۔
 (۶) امن قائم رکھنے کے پبلک کو نسوخ کرنے کا اختیار دفعہ ۱۲۵۔
 (۶-الف) بعض معاملات میں ایسے پولیس افسر کو ابتدائی تحقیقات کرنے کے لئے حکم دینے کا اختیار جو انسپٹر کے درجہ سے کم نہ ہو۔ دفعہ ۱۹۶ ب۔
 (۷-الف) مقدمہ کے دوران میں کسی وقت کسی شریک جرم کو معاف کر دینے کا اختیار دفعہ ۲۲۶
 (۱۷) مقدمہ میں کسی شخص کو پیر وکار بنانا ب سرکار مقرر کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۲۹۲۔
 (۲۰) اغوا کی ہوئی عورت کو حفاظت جائز میں بہرہ حوالہ کرنے کا اختیار دفعہ ۵۵۲۔

ضمیمہ ۲

مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ماتحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے وہ معمولی اختیارات جو ڈسٹرکٹ
مجسٹریٹ عمل میں لائیں گے

فہرست نمبر ۳

۵۔ ضلع مجسٹریٹ کے معمولی اختیارات

(۱) حاکم پرگنہ کے معمولی اختیارات علاوہ اُن اختیارات کے جن کو صرف اگر ٹیپو مجسٹریٹ ہی عمل میں لاسکتا ہے۔

(۱) (الف) نو عمر مجرموں کے مقدموں کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۲۹ (الف)

(۲) بغاوت کے مقدموں کے سلسلے میں اچھا چال چلن قائم رکھنے کے لئے ضمانت طلب کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۱۰۸۔

(۳) مقدمات کی سرسری سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۲۶۰۔

(۴) (الف) دوران مقدمہ میں کسی نوبت پر شریک جرم کو معافی دینے کا اختیار۔ دفعہ ۳۴۷۔

(۵) بعض مقدمات میں ملزم کی سزایابی کو مسترد کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۳۵۰۔

(۶) (الف) مجسٹریٹوں کے احکام کے خلاف جن میں ضمانت کرنا منظور کر دیا گیا ہو یا ضمانت لینے سے

انکار کر دیا گیا ہو۔ اپیل سننے کا اختیار۔ دفعہ ۴۰۶ (الف)

(۷) اپیل بنیاد فی حکم سزا مصدرہ مجسٹریٹ درجہ دویم یا سوم کی سماعت کرنے یا سماعت کے لئے

بھیجنے کا اختیار۔ دفعہ ۴۰۷۔

(۸) مسلوں کے طلب کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۴۳۵۔

(۹) خارج شدہ نالاش یا بری شدہ ملزم کے متعلق تحقیقات کے لئے حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۴۳۶۔

(۱۰) سیشن سپرد کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۴۳۷۔

(۱۱) ہائیکورٹ کو رپورٹ کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۴۳۸۔

(۱۲) گواہوں کا بیان لینے کے لئے کمیشن کے اجراء کا اختیار۔ دفعہ ۵۰۳ اور ۵۰۶۔

(۱۳) احکام زیر دفعہ ۵۱۴ اور ۵۱۵ کے خلاف اپیل سننے اور ان احکام کی نگرانی کا اختیار۔

ضمیمہ ۳

جوڈیشل مجسٹریٹوں کے معمولی اختیارات ہو دے علاوہ ان اختیارات کے عمل میں لائینگے جو مجموعہ مذکورہ فوجداری کی رو سے ہر عدالت کو عامل ہیں۔

مجزرہ مجسٹریٹ

۱۔ مجسٹریٹ درجہ ۱ کے مجسٹریٹ کے معمولی اختیارات

۱۔ اپنے عدالتوں میں جو اس کی عدالت میں ہیں ان کو مجسٹریٹ کی عدالت میں لے کر جانے کا اختیار۔

۲۔ اپنے عدالتوں میں جو اس کی عدالت میں ہیں جانے کو کوڈری کر کے اور اپنے کا اختیار۔

۳۔ اپنے عدالتوں میں جو اس کی عدالت میں ہیں جانے کو کوڈری کر کے اور اپنے کا اختیار۔

۴۔ اپنے عدالتوں میں جو اس کی عدالت میں ہیں جانے کو کوڈری کر کے اور اپنے کا اختیار۔

۵۔ اپنے عدالتوں میں جو اس کی عدالت میں ہیں جانے کو کوڈری کر کے اور اپنے کا اختیار۔

۶۔ اپنے عدالتوں میں جو اس کی عدالت میں ہیں جانے کو کوڈری کر کے اور اپنے کا اختیار۔

۷۔ اپنے عدالتوں میں جو اس کی عدالت میں ہیں جانے کو کوڈری کر کے اور اپنے کا اختیار۔

۸۔ اپنے عدالتوں میں جو اس کی عدالت میں ہیں جانے کو کوڈری کر کے اور اپنے کا اختیار۔

۹۔ اپنے عدالتوں میں جو اس کی عدالت میں ہیں جانے کو کوڈری کر کے اور اپنے کا اختیار۔

۱۰۔ اپنے عدالتوں میں جو اس کی عدالت میں ہیں جانے کو کوڈری کر کے اور اپنے کا اختیار۔

۱۱۔ اپنے عدالتوں میں جو اس کی عدالت میں ہیں جانے کو کوڈری کر کے اور اپنے کا اختیار۔

۱۲۔ اپنے عدالتوں میں جو اس کی عدالت میں ہیں جانے کو کوڈری کر کے اور اپنے کا اختیار۔

۱۳۔ اپنے عدالتوں میں جو اس کی عدالت میں ہیں جانے کو کوڈری کر کے اور اپنے کا اختیار۔

۱۴۔ اپنے عدالتوں میں جو اس کی عدالت میں ہیں جانے کو کوڈری کر کے اور اپنے کا اختیار۔

۱۵۔ اپنے عدالتوں میں جو اس کی عدالت میں ہیں جانے کو کوڈری کر کے اور اپنے کا اختیار۔

۱۶۔ اپنے عدالتوں میں جو اس کی عدالت میں ہیں جانے کو کوڈری کر کے اور اپنے کا اختیار۔

۱۷۔ اپنے عدالتوں میں جو اس کی عدالت میں ہیں جانے کو کوڈری کر کے اور اپنے کا اختیار۔

۱۸۔ اپنے عدالتوں میں جو اس کی عدالت میں ہیں جانے کو کوڈری کر کے اور اپنے کا اختیار۔

۱۹۔ اپنے عدالتوں میں جو اس کی عدالت میں ہیں جانے کو کوڈری کر کے اور اپنے کا اختیار۔

۲۰۔ اپنے عدالتوں میں جو اس کی عدالت میں ہیں جانے کو کوڈری کر کے اور اپنے کا اختیار۔

- (۴) حفظ امن کے لئے ضمانت طلب کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۱۰۷۔
- (۵) نیک چلنی کے لئے ضمانت طلب کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۱۰۹۔
- (۶) ضمانتوں کو برائت دینے کا اختیار۔ (دفعہ ۱۲۶-الف)
- (۸) تجویز کے لئے مقدمہ سپرد کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۲۰۶۔
- (۹) ایسے مقدمات میں جو بنا بر نالاش نہ ہوں کارروائی موقوف کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۲۴۹۔
- (۱۰) بذات خود مقدمہ کی تحقیقات کرنے کے دوران میں شریک جرم کو معافی دینے کا اختیار۔ دفعہ ۳۰۳۔
- (۱۰) کفان ادا کرنے کا حکم دینے کا اختیار۔ دفعات ۴۸۸-۴۸۹ اور ۴۸۹۔
- (۱۱) کمیشن کے ذریعہ سے شہادت لینے کا اختیار۔ دفعہ ۵۰۳۔
- (۱۲) ضبط شدہ مجلکوں اور ضمانت ناموں کا تادان اخذ کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۵۱۴۔
- (۱۲) الف تازہ ضمانت طلب کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۵۱۴-الف۔
- (۱۲) ب ایسے مقدمات کو واپس طلب کرنے کا اختیار جو اس نے کسی دوسرے مجسٹریٹ کی عدالت میں منتقل کر دیا ہو۔ دفعہ ۵۲۸۔
- (۱۳) پہلے پہل جرم کرنے والوں کے بارے میں حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۵۶۲۔
- (۱۴) رہا شدہ قیدیوں کو پتہ کی اطلاع دینے کے باب میں حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۵۶۵۔
- ۴۔ (دفعہ ۱۳) کے ماتحت مقرر کئے ہوئے حاکم ریگنڈ کے عام اختیارات
- (۱) مجسٹریٹ درجہ اول کے عام اختیارات جو جوڈیشل مجسٹریٹ عمل میں لاسکتے ہیں۔
- (۲) نیک چلنی کے لئے مجلک اور ضمانت طلب کرنے کا اختیار دفعہ ۱۱۰۔
- (۵) امر باعث تکلیف کو مکرر کرنے سے منع کرنے کے لئے حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۱۴۳۔
- (۱۲) نالشات کی سماعت کا اختیار دفعہ ۱۹۰۔
- (۱۵) مقدموں کو ماتحت مجسٹریٹ کے یہاں منتقل کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۲۔
- (۱۶) ایسی رائے کی بنا پر جو کسی ماتحت مجسٹریٹ نے مسل میں ظاہر کی ہو فیصلہ دینے کا اختیار دفعہ ۳۴۹۔
- (۱۷) عدالتھائے ماتحت کی مسلوں کو مجسٹریٹ ضلع کے پاس بھیجنے کا اختیار۔ دفعہ ۳۳۵۔
- (۱۹) اپیلوں کے علاوہ دوسرے مقدموں کو واپس طلب کرنے اور ان کی سماعت کرنے یا انکو سماعت کے لئے بھیجنے کا اختیار۔ دفعہ ۵۲۸۔

ضمیمہ ۴

مزید اختیارات جو مجموعہ ضوابط فوجداری کے ماتحت جوڈیشل مجسٹریٹوں کو دیئے جاسکتے ہیں

فہرست نمبر ۴

(الف) مجسٹریٹ درجہ اول

- صوبہ کی حکومت کی طرف سے۔ (۱) مقدمہ بغاوت کی صورت میں نیک چلنی کی ضمانت طلب کر نیکا اختیار۔ دفعہ ۱۰۸۔
- (۲) نیک چلنی کے لئے ضمانت طلب کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۱۱۰۔
- (۳) امور باعث تکلیف کو مکرر کرنے سے منع کر نیکے لئے حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۱۴۳۔
- (۸) استغاثہ کی بنا پر مقدموں کی سماعت کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔
- (۱۱) مقدمات کی سرسری سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۲۶۰۔
- (۱۲) اپیل بناراضی حکم سزا معصومہ مجسٹریٹ درجہ دوم و سوم کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۴۴۔
- (۱۵) مقدمات زیر دفعہ ۱۲۴۔ الف تعزیرات ہند کی سماعت کا اختیار۔
- آریشل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی (۱) امور باعث تکلیف کے اعادہ کی مانعت کے احکام دینے کا اختیار۔ دفعہ ۱۴۳۔
- عرب سے۔ (۳) استغاثہ دائر ہونے پر مقدمات کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔
- (۶) مقدمات کو منتقل کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۲۔

(ب) مجسٹریٹ درجہ دوم

- صوبہ کی حکومت کی طرف سے (۲) امور باعث تکلیف کے اعادہ کی مانعت کے احکام دینے کا اختیار۔ دفعہ ۱۴۳۔
- (۵) استغاثہ دائر ہونے پر مقدمات کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔
- (۸) سماعت کے لئے سپرد کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۲۰۶۔
- (۹) پہلی بار جرم کرنے والوں کے متعلق حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۵۶۲۔
- آریشل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے (۱) امور باعث تکلیف کے اعادہ کی مانعت کے احکام دینے کا اختیار۔ دفعہ ۱۴۳۔
- (۳) استغاثہ دائر ہونے پر مقدمات کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

(ج) مجسٹریٹ درجہ سوم

- صوبہ کی حکومت کی طرف سے (۱) امور باعث تکلیف کے اعادہ کی مانعت کے احکام دینے کا اختیار۔ دفعہ ۱۴۳۔
- (۳) استغاثہ دائر ہونے پر مقدمات کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔
- آریشل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے (۱) امور باعث تکلیف کے اعادہ کی مانعت کے احکام دینے کا اختیار۔ دفعہ ۱۴۳۔

۳۔ ست فرائض اور ۱۰ دفعہ ۱۰۰ روپے کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

۴۔ ایک دفعہ ۱۰۰ روپے

۵۔ ایک دفعہ ۱۰۰ روپے کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

تیسرے نمبر پر

۱۔ ایک دفعہ ۱۰۰ روپے کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

چوتھے نمبر پر

۱۔ ایک دفعہ ۱۰۰ روپے کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

۲۔ ایک دفعہ ۱۰۰ روپے کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

۳۔ ایک دفعہ ۱۰۰ روپے کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

۴۔ ایک دفعہ ۱۰۰ روپے کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

۵۔ ایک دفعہ ۱۰۰ روپے کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

۶۔ ایک دفعہ ۱۰۰ روپے کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

۷۔ ایک دفعہ ۱۰۰ روپے کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

۸۔ ایک دفعہ ۱۰۰ روپے کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

۹۔ ایک دفعہ ۱۰۰ روپے کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

۱۰۔ ایک دفعہ ۱۰۰ روپے کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

۱۱۔ ایک دفعہ ۱۰۰ روپے کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

پنجمے نمبر پر

۱۔ ایک دفعہ ۱۰۰ روپے کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

۲۔ ایک دفعہ ۱۰۰ روپے کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

۳۔ ایک دفعہ ۱۰۰ روپے کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

۴۔ ایک دفعہ ۱۰۰ روپے کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

۵۔ ایک دفعہ ۱۰۰ روپے کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

۶۔ ایک دفعہ ۱۰۰ روپے کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

۷۔ ایک دفعہ ۱۰۰ روپے کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

- ۱) ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے (۲) دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت احکام جاری کرنے کا اختیار۔
 ۲) موت ناگہانی کی تحقیقات کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۱۴۴۔
 (۵) پولیس کی رپورٹ پر مقدمات کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔
 (ج) مجسٹریٹ درجہ سویم
 ۱) دیوانی حکومت کی طرف سے (۴) موت ناگہانی کی تحقیقات کرنے کے اختیار۔ دفعہ ۱۴۴۔
 (۵) پولیس کی رپورٹ پر مقدمات کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔
 ۲) ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے (۳) موت ناگہانی کی تحقیقات کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۱۴۴۔
 (۵) پولیس کی رپورٹ پر مقدمات کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

ضمیمہ ۲

اختیار دارانہ مجسٹریٹ جو غصیبہ دارانہ بحیثیت ارنلٹو مجسٹریٹ درجہ دوم و سوم مجموعہ ضابطہ فوجداری کی رو سے عمل میں لائیں گے

فہرست نمبر ۳

- ۱- مجسٹریٹ درجہ سویم کے عام اختیارات
 (۱) کسی شخص کو جس نے اس کی موجودگی میں ارتکاب جرم کیا ہو گرفتار کرنے یا گرفتار کرانے کا حکم دینے اور اس کو حراست میں دینے کا اختیار۔ دفعہ ۶۴۔
 (۲) اپنی موجودگی میں کسی مجرم کو گرفتار کرنے یا اس کی گرفتاری کا حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۶۵۔
 (۳) وارنٹ پر عبارت ظہری تحریر کرنے یا بدربعد وارنٹ گرفتار شدہ ملزم کو بھیجے کا حکم دینے کا اختیار و ضمانت ۸۳-۸۴-۸۵۔
 (۴) خطوط اور تاروں کے لئے تلاشی کے حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۹۵۔
 (۸) وارنٹ تلاشی کے اجرا کا اختیار۔ دفعہ ۹۶۔
 (۹) تلاشی کے وارنٹ پر عبارت ظہری تحریر کرنے اور برآمد شدہ اشیاء کی حوالگی کا اختیار۔ دفعہ ۹۹۔
 (۱۰) مجمع خلاف النون کو منتشر ہونے کا حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۱۲۴۔
 (۱۱) مجمع خلاف قانون کو منتشر کرنے کے لئے سول طاقت استعمال کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۱۲۸۔
 (۱۲) مجمع خلاف قانون کو فوج کے ذریعہ سے منتشر کرنے کے حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۱۳۰۔
 (۱۴) دوران تفتیش پولیس میں کسی شخص کے روکے رہنے کی اجازت دینے کا اختیار (یہ روکا رکھنا

پولیس کے زیر حراست نہ ہوگا (دفعہ ۱۶۶۔)

(۱۵) کسی جرم کے ارتکاب کرنے والے کو عدالت میں موجود ہو روکے رکھنے کا اختیار۔ دفعہ ۳۳۔
(۲۰) کسی مشتبہ چال چلن رکھنے والے شخص کے مال کو نیلام کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۵۲۵۔
نوٹ۔ مزید اختیارات جو صوبہ کی حکومت یا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے ایسے مجسٹریٹ کو دیئے جاسکتے ہیں۔ ضمیمہ ۵ میں درج ہیں۔

صوبہ متحدہ میں جوتوں کی یکجائی کا مسودہ قانون ۱۹۳۹ء

ایک مسودہ قانون
زراعتی جوتوں کی یکجائی کا انتظام کرنے کے لئے
چونکہ یہ ترقی مصلحت ہے کہ زراعتی جوتوں کی یکجائی کا انتظام کیا جائے۔
لہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

باب - ۱

مراتب ابتدائی

مقتضی نام، دست اور نفاذ ۱۔ (۱) یہ ایکٹ ”صوبہ متحدہ میں جوتوں کی یکجائی کا ایکٹ ۱۹۳۹ء“ کہلائیگا۔
(۲) یہ ایکٹ۔ سوائے کمائیوں ڈویژن، ضلع دہرہ دون کے پرگنہ جونسر پاور اور ضلع مزار پور کے اس حصہ کے جو کمیور پھاٹیوں کی دھن میں واقع ہے۔ پورے صوبہ متحدہ میں نفاذ پذیر ہوگا۔
مگر شرط یہ ہے کہ صوبہ کی حکومت مجاز ہے کہ وہ سرکاری گزٹ میں اشتہار دیکر یہ ہدایت کرے کہ یہ ایکٹ ایسی ترمیم کے ساتھ (اگر کوئی ہو) جسے وہ مناسب سمجھے کمائیوں ڈویژن یا اس کے کسی حصہ سے متعلق ہوگا اور اس کو یہ بھی جائز ہوگا کہ وہ وقتاً فوقتاً اسی طرح سے اشتہار دیکر ایسی ہدایت میں رد و بدل کر دے۔

(۳) اس ایکٹ کا نفاذ اس تاریخ سے ہوگا جس کی نسبت صوبہ کی حکومت گزٹ میں اشتہار دے کر ہدایت کرے۔

فقہہ تعریفات ۲۔ اس ایکٹ میں نادقیقہ کوئی امر مضمون یا بیان عبارت کے خلاف نہ ہو۔

(۱) مندرجہ ذیل تحتی دفعات کے احکام کی پابندی کے ساتھ جو الفاظ اس ایکٹ میں ایکٹ نمبر ۱۲ صوبہ متحدہ ۱۹۰۱ء استعمال کئے گئے ہیں، اُن کے وہی معنی ہوں گے، جو معنی اُن کے ایکٹ ایکٹ نمبر ۱۲ صوبہ متحدہ ۱۹۲۳ء، مالگڈاری آراضی ممالک متحدہ ۱۹۰۱ء، ایکٹ قبضہ آراضی اگرہ، ۱۹۲۳ء اور ایکٹ نمبر ۱۲ صوبہ متحدہ ۱۸۸۸ء ایکٹ لگان اودھ ۱۸۸۸ء میں دئے ہوئے ہیں۔

(۲) ”درخواست دہندہ“ سے مراد کوئی ایسا شخص ہے، جو جوتوں کی کھجائی کے لئے حکم صادر کئے جانے کی بابت درخواست دے۔

(۳) ”کھجائی“ سے کسی آراضی کی از سر نو تقسیم مراد ہے، جو آراضی مذکور کے کاشتکاران میں اس طور پر کی جائے کہ ایسے رقبہ جات جو اُن کے زیر کاشت ہوں زیادہ کچا ہو جاویں۔

(۴) ”کھجائی کرنے والے افسر“ سے مراد کوئی ایسا افسر ہے جس کو صوبہ کی حکومت کسی مقامی رقبہ میں اس ایکٹ کے بموجب کھجائی کرنے والے افسر کے فرائض کی انجام دہی کے لئے مقرر کرے۔

(۵) ”کاشت“ میں ایسی کاشت شامل ہے جو نوکروں یا مزدوروں کے ذریعہ سے کی جائے اور ”کاشت کرنے“ کے معنی بھی اس طور پر لگائے جائیں گے۔

(۶) ”کاشتکار“ سے مراد، شکسی آسامی یا آسامی سیر کے علاوہ کسی ایسے شخص سے ہے جو کبھی جوت کی کاشت کرتا ہو اور اس میں کوئی ایسا شخص بھی شامل ہے جس نے اپنی کل جوت یا اس کے کسی حصہ کو شکسی آسامی یا آسامی سیر کو پٹہ پر اٹھا دیا ہو اور کسی مشترکہ جوت کی صورت میں اس سے ایچہ کاشتکاروں کی پوری جماعت مراد ہے جو ایسی جوت میں شریک کاشت ہوں۔

(۷) ”جوت“ میں سیر اور خود کاشت شامل ہے۔ لیکن اس میں باغ کی آراضی، یا ایسی آراضی، جو چرائی کے لئے لگان پر اٹھائی گئی ہو، یا جس پر چرائی کے لئے کسی کا قبضہ ہو۔ یا کسی مالک ادنیٰ مستقل پٹدار حقدار قبضہ مستقل یا ٹھیکیدار کی جوت شامل نہیں ہے۔

(۸) ”خود کاشت“ سے مراد علاوہ سیر کے کسی ایسی آراضی سے ہے جو مالک، مالک ادنیٰ مستقل پٹدار حقدار قبضہ مستقل یا ٹھیکیدار کے زیر کاشت ہو۔

(۹) ”مستقل پٹدار“ سے مراد اودھ میں کسی ایسے شخص سے ہے جو قابل ارث و ناقابل انتقال

ایکٹ نمبر ۱۲ صوبہ متحدہ ۱۹۰۱ء کی رو سے آراضی پر قابض ہو اور جس کا نام اُس رجسٹر میں درج ہو جو ایکٹ مالگڈاری آراضی ممالک متحدہ ۱۹۰۱ء کی دفعہ ۳۷ کے فقرہ (ب) یا (ج) کے احکام کے بموجب رکھا جاتا ہے۔

باب ۲

جوتوں کی کجائی کے لئے درخواست

۳۔ (۱) کسی موضع کے ایک تہائی سے زیادہ مزرعہ رقبہ کے کاشتکاران کجائی کرنے والے جوتوں کی کجائی کے لئے حکم صادر کرنے کے لئے مقدمہ دائر کر کے درخواست دے سکتے ہیں۔

(۲) کسی ایسی درخواست میں جو تہائی ۱۱ کے احکام کے بموجب دی جاوے۔ ان جوتوں کی کجائی سے متعلقہ جوتوں کی نسبت درخواست دہندگان کاشتکار ہونے کا دعویٰ کرتے ہوں۔

۴۔ (۱) کسی ایسی درخواست کے موصول ہونے پر جو دفعہ ۳ کے احکام کے بموجب دی گئی ہو۔ کجائی کرنے والے افسر کے کجائی کرنے والا افسر موضع کے کجائیاں تمام یا ایک یا نوٹس چسپاں کر کے لے گا۔ جس میں یہ اعلان ہو گا کہ درخواست دہندگان نے موضع مذکور کی جوتوں کی کجائی کی بابت حکم صادر کئے جانے کے لئے درخواست دی ہے اور اس میں کسی کاشتکار کے لئے یہ ثابت ہوگی کہ اگر وہ چاہے تو نوٹس چسپاں کئے جانے کے ایک ماہ کے اندر اس بارے میں درخواست کرے۔ کہ جوتوں کی کجائی کے لئے حکم کیوں نہ صادر کر دیا جائے۔ یا ایسے طریقہ کی نسبت تجاویز پیش کرے جن کے مطابق جوتوں کی کجائی کی جائے۔

(۲) اس نوٹس کی ایک نقل جو تہائی دفعہ ۱۱ کے احکام کے بموجب چسپاں کیا جائے گا موضع کے نمبردار (اگر کوئی ہو) پر قیام کی جائے گی اور جہاں کہیں ایک سے زیادہ نمبردار ہوں تو ہر ایسے نمبردار پر۔

۵۔ (۱) دفعہ ۴ میں متذکرہ مدت کے اختتام پر کجائی کرنے والا افسر کسی ایسے کاشتکار یا نمبردار جوتوں کی کجائی کی بابت حکم کی عذر داری کی سماعت کے بعد جو یہ وجہ ظاہر کرنے کے لئے حاضر ہوا ہو کہ صادر کئے جانے کے خلاف غلطی کجائی کی بابت حکم کیوں نہ صادر کیا جائے، ایسا حکم صادر کرنے کی بابت کارروائی کرے گا۔ بجز اس صورت کے کہ اس کو ایسی تحقیقات کے بعد جسے وہ مناسب سمجھے۔ یہ اطمینان ہو جائے کہ درخواست دہندگان موضع مذکور کے ایک تہائی مزرعہ رقبہ کے کاشتکار نہیں ہیں یا بجز اس صورت کے کہ کلکٹر کی منظوری پہلے سے حاصل کر لینے کے بعد وہ یہ مناسب سمجھے کہ کجائی کی بابت کوئی حکم صادر نہ کیا جانا چاہئے۔

(۲) کوئی ایسا حکم جو کجائی کرنے والے افسر نے تہائی دفعہ ۱۱ کے بموجب اس بارے میں

صادر کیا ہو کہ کوئی درخواست دہندہ کسی ایسی جوت کا، جس کے کاشتکار ہونے کا وہ دعویٰ کرتا ہو، کاشتکار ہے یا نہیں ہے۔ ایسے درخواست دہندہ یا ایسے شخص کے، جو ایسے درخواست دہندہ کے استحقاق کی بابت عذر داری کرتا ہو، ایسی جوت کی نسبت کسی عدالت مجاز میں اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے حق پر اثر انداز نہ ہوگا۔

۴۔ کلکٹر یا کوئی افسر، جس کو صوبہ کی حکومت نے اس بارے میں اختیارات دے ہوئے ہسٹنٹ کلکٹر کی ہدایت ملنے پر جوتوں کو کسی موضع میں جوتوں کی یکجائی کرنے کا حکم دینے کے لئے ہدایت کی یکجائی کر سکتا ہے، اور اس طریقہ کو تجویز کر سکتا ہے جس طرح ایسا حکم دیا جائے گا اور ایسی ہدایت ملنے پر اسٹنٹ کلکٹر اس موضع میں جوتوں کی یکجائی کرنے کی کارروائی کرے گا اور وہ اس غرض کے لئے اس ایکٹ کے ماتحت یکجائی کرنے والے افسر کے تمام اختیارات عمل میں لاسکتا ہے۔

باب ۳

یکجائی کرنے والے افسر کے اختیارات مضابطہ کارروائی

۷۔ (۱) بجز اس صورت کے، کہ کلکٹر کسی اور طرح پر ہدایت کرے، کسی موضع کے کسی ایسے شواہہ کی کارروائیاں محال کے جوارہ کی کوئی درخواست۔ جس کی جوتوں کی یکجائی کے لئے تمام صادر کئے جانے کی بابت اس ایکٹ کے احکام کے ماتحت درخواست دی گئی ہو، جوتوں کی یکجائی کے لئے حکم صادر کئے جانے کی بابت درخواست کی تاریخ، اور اس تاریخ کے دو مہینے بعد اس پر کلکٹر ایسے حکم کو منظور کرے یا اس درخواست کو خارج کر دے، کسی عدالت میں نہ یکجائی (۲) اگر اس تاریخ کو۔ جس پر جوتوں کی یکجائی کی بابت حکم صادر کئے جانے کے لئے کوئی درخواست دفعہ ۳ کے احکام کے ماتحت دی گئی ہو، کسی محال سے جوارہ کے لئے کوئی درخواست کسی عدالت میں زیر سماعت نہ ہو، تو بجز اس صورت کے کہ کلکٹر کسی اور طرح ہدایت کرے، جوتوں کی یکجائی کی بابت حکم صادر کئے جانے کے لئے کوئی درخواست خارج کر دی جائیگی۔

۸۔ (۱) جب یکجائی کرنی والا افسر کسی موضع کی جوتوں کی یکجائی کی بابت حکم صادر کرے، عارضی سکیم کا تیار کرنا تو اس کو لازم ہوگا کہ وہ ایسی تجاویز پر، جو دفعہ ۴ یا دفعہ ۶ کے بموجب پیش کی جاویں، غور کرے اور موضع کے ایسے نقشہ اور کاغذات کی جن میں وہ مناسب سمجھتا ہو

جایزہ کرنے کے بعد، موضع کی جوتوں کی یکجائی کرنے کی اسکیم کا ایک ایسا خاکہ تیار کرے، جس میں ایسی تفصیلات ہوں گی جنہیں وہ صورت حال کے مطابق مناسب سمجھتا ہو۔

(۲) جب یکجائی کر نیوالا افسر ایسا خاکہ تیار کر لے تو وہ موضع کے تمام کاشتکاران کو معقول مدت کا نوٹس دینے کے بعد موضع میں جائیگا، اس کو ایسا خاکہ سمجھائیگا اور ان کی تجاویز اور عذر داریاں سننے کے بعد، موضع کی جوتوں کی یکجائی کئے جانے کی بابت حکم صادر کرے گا۔

(۳) ایسے حکم میں تحریر اور نقشہ کے ذریعہ سے یہ دیکھایا جائیگا کہ جوتوں کی یکجائی کس طرح کی جائیگی، اور نیز اس میں کھیتوں کے خسرہ نمبر کے ذریعہ سے ہر ایسی جوت کی تھریج ہوگی جو ہر کاشتکار کو اس کی اصلی جوت کے بدلے دی جائیگی۔

(۴) یکجائی کر نیوالا افسر بورڈ کے بنائے ہوئے قاعدوں کے مطابق، جہاں تک ممکن ہوگا، اس کا اطمینان کرے گا کہ ہر کاشتکار کو موضع میں پیدا ہونے والے خاص فلوں کی کاشت کے لئے مناسب اراضی دی گئی ہے، اور یہ کہ ان جوتوں کی مالیت، جو کسی کاشتکار کو دی گئی ہیں، اس کی اصلی جوتوں کی مالیت کے برابر ہے، اور نیز وہ اپنی حد بندی کرے گا اور اس طرح دی ہوئی جوتوں کا پٹوارہ کرے گا۔

۹۔ جب دفعہ ۸ کے احکام کے مطابق حکم یکجائی صادر ہو جائے تو یکجائی کر نیوالا افسر ایسے رقبے کے یکجائی کرنے کے حکم کے کاشتکاروں کو، جو اسکیم میں شامل ہوں ایسے طریقہ پر، جو مقرر کیا خلافت عذر داریاں جائے، ایک عام نوٹس دینے کے بعد، کاغذات معاملہ متعلقہ کو مع نقشہ جات کے اپنی میز پر رکھیگا، اور کاشتکاران کو ان کا معائنہ کرنے اور نوٹس مذکور کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر عذر داریاں داخل کرنے کی اجازت دیگا۔

۱۰۔ (۱) یکجائی کرنے والے افسر کو لازم ہوگا کہ وہ دفعہ ۹ کے ماتحت پیش کردہ جوتوں کو یکجائی کرنے کی ہندو داریوں پر فیصلہ دے، اور حسب ضرورت حکم یکجائی میں تبدیلیاں اسکیم کے خلاف عذر داریاں کرنے، اور نقشوں کی تصحیح کرنے کے بعد، کاغذات کو حکم یکجائی پر فیصلہ۔

(۲) جوتوں کو یکجائی کرنے کا حکم اس وقت تک قطعی نہ ہوگا جب تک کہ کلکٹر دفعہ ۸ کے ماتحت دائر کردہ تمام اپیلوں پر فیصلہ نہ دیدے اور حکم یکجائی کو قطعی طور پر منظور کرنے کی بابت اپنا حکم صادر نہ کر دے۔

(۳) جب حکم قطعی طور پر منظور کر لیا جائے، تو کلکٹر اس بارے میں اعلان کرے گا اور حکم مذکور ایسے اعلان کے بعد یکم جولائی سے نفاذ پذیر ہوگا۔

۱۱۔ یکجائی کرنیوالا افسر، حکم یکجائی کے مطابق محال کئے نہ کاغذات حقوق تیار کر گیا جن نے کاغذات حقوق پر ایسے حکم کے نفاذ پذیر ہو چکی تاریخ سے عمل درآمد ہوگا۔

۱۲۔ (۱) اگر کسی کاشتکار نے کسی آراضی پر ترقی کی ہو، یا اس پر ترقی کا اثر پڑا ہو تو ایسی آراضی تحتی دفعہ (۲) کے احکام کے پابندی کے ساتھ اسی کاشتکار کو دی جائیگی۔ اور یکجائی کرنیوالا افسر، یکجائی کا حکم دیتے وقت یہ ملحوظ رکھیں گے کہ ایسے کاشتکار کو دوسری آراضی اس کی ایسی آراضی کے قریب دی جاوے۔

(۲) اگر وہ آراضی جس پر ترقی کی گئی ہو، یا جس پر ترقی کا اثر پڑا ہو، اس کاشتکار کو آسانی سو بہتجہ کا ایکٹ ^{۱۹۳۷} میں دی جاسکتی ہو، جس نے اس پر ترقی کی ہو، بلکہ کسی دوسرے کاشتکار سو بہتجہ کا ایکٹ ^{۱۹۳۷} میں کو دیدی گئی ہو، تو یکجائی کرنے والا افسر اس کاشتکار کو معاوضہ دیگا، جس نے ایکٹ قبضہ آراضی اگر ^{۱۹۲۶} کی دفعہ ۱۱ اور ^{۱۱} ایکٹ لگان اودھ ^{۱۸۸۶} کی دفعہ ۲۴ کے احکام کے مطابق جیسی بھی صورت ہو، یا کسی دوسرے نافذ الوقت قانون کے ایسے ہی احکام کے مطابق، ترقی کی ہو۔ اور حکم یکجائی قطعی طور پر منظور نہیں کیا جاوے گا تاوقتیکہ وہ کاشتکار جس کو ایسی آراضی دی گئی ہو، ایسے کاشتکار کو، جس نے اس پر ترقی کی ہو معاوضہ نہ دیدے۔

مگر شرط یہ ہے کہ یکجائی کرنیوالا افسر محض اس وجہ سے معاوضہ عطا کرنے سے انکار نہیں کرے گا کہ وہ ترقی معاوضہ عطا کرنے کے تیس سال قبل کی گئی تھی۔
شرط مزید یہ ہے کہ اس کاشتکار کے زمیندار کو، جس نے ترقی کی ہے، جائز ہوگا کہ اگر وہ چاہے تو معاوضہ ادا کرے۔

(۳) جب تحتی دفعہ کے حکم کے بموجب معاوضہ ادا کر دیا جائے، تو یہ سمجھا جائیگا کہ یہ ترقی تمام اغراض کے لئے اس کاشتکار یا زمیندار (یعنی جیسی بھی صورت ہو) کے خرچ سے ہوئی، جس نے معاوضہ ادا کیا ہو۔

(۴) کوئی رقم جو دفعہ ہذا کے احکام کے بموجب کاشتکار یا زمیندار پر واجب الادا ہوگی، بطور بقایا مالگزارسی کے وصول کی جائیگی۔

۱۳۔ (۱) اس تاریخ کو، جس پر کہ یکجائی کی اسکیم قطعی طور پر منظور کرنے کا حکم نفاذ پذیر یکجائی کرنے کے بعد سے ہو گا کسی ایسے کاشتکار کے حقوق مالکانہ یا دیگر حقوق جس کی آراضی کسی دوسری آراضی کے بالمعوض دی گئی ہو۔ آراضی مبادلہ کی نسبت منافع ہو جائیں گے۔ اور اس آراضی کی نسبت، جو اس کو عطا کی گئی ہو، اس کو وہی حقوق

حاصل ہونگے اور اس کی وہی ذمہ داریاں ہوں گی، جو وہ آراضی متبادلہ کی نسبت رکھتا تھا۔ اور حکم یکجائی میں ایسے حقوق اور ذمہ داریوں کی صراحت کر دی جائیگی۔

مگر شرط یہ ہے کہ یکجائی کرنے والا انفسر مجاز ہو گا کہ حکم یکجائی میں اس امر کی ہدایت کرے کہ احکام حق دفعہ ہذا ایسی ترتیمات کے ساتھ عائد ہوں گے، جو وہ ضروری سمجھے، اگر اُس کی رائے میں ان احکام کا مکمل اطلاق، کسی خاص صورت میں کسی ایسے فزق کے لئے باعث نا امانی ہو جس کا تعلق ایسے حکم سے ہو۔

۲۱، باوجود کسی امر کے جو کسی قانون نافذ الوقت میں ہو، اگر وہ آراضی، جو دوسری آراضی کے یا عوض دی گئی ہو، کسی پٹہ، رہن یا دیگر بار کے ماتحت ہو، تو ایسا پٹہ، رہن یا دیگر بار منتقل کر دیا جائیگا، اور وہ ایسی دوسری آراضی یا اس کے ایسے جزو سے متعلق ہو جائیگا جس کی صراحت حکم یکجائی میں کر دی گئی ہو۔ اور ایسی صورت میں پٹہ دار، مرہن یا دیگر کفالت دار کو اس آراضی میں یا اس کے خلاف کوئی حق حاصل نہ ہوگا، جس کی بابت پٹہ رہن نامہ، یا دیگر بار منتقل کر دیا گیا ہو۔

۱۴-۱۳ اس ایکٹ کے ماتحت کارروائیوں کے دوران میں کسی بھی وقت یکجائی کرنا والا انفسر تعین کاغذات۔ مجاز ہوگا کہ وہ اس امر کا اعلان کر دے کہ اُس موضع کے متعلق جس کی جنموں کی یکجائی زیر تجویز ہو کاغذات کی تصدیق اور پیمائشی کارروائیاں عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ اور بعد ازاں قانون مالگزارسی آراضی صوبہ متحدہ ۱۹۱۷ء کے باب چہارم کے احکام ایسے موضع سے متعلق ہوں گے، اور ایسے موضع کی بابت حکم یکجائی کرنے والے انفسر کو بالترتیب ایک ریکارڈ انفسر اور اسسٹنٹ ریکارڈ انفسر کے تمام اختیارات حاصل ہونگے جو قانون مذکور کے احکام کے بموجب مقرر کیا گیا ہو۔

۱۵- (۱) اگر اُس تاریخ کو، جس پر یکجائی کی بابت حکم صادر کئے جانے کے لئے کوئی درخواست آراضیات کاشت کے متعلق دی گئی ہو، عدالت مراخہ اولیٰ میں موضع کی کسی جوت کی نسبت آسامی کے حق یا استقرار حق کی ناشات سیر کے حق یا بحیثیت آسامی یا زمیندار کے کاشت کرنے کے حق، کے استقرار کی بابت کوئی ناش زیر تجویز ہو، تو ایسی ناش یکجائی کرنے والے افسر کی عدالت میں منتقل کر دی جائے گی، اور کوئی ایسی ناش، جو ایسی تاریخ اور حکم یکجائی صادر ہونے کی تاریخ کے درمیان دائر کی جائے، یکجائی کر دیا جائے گی اور عدالت میں منتقل کر دی جائیگی۔

(۲) حکم یکجائی دینے کے قبل، یکجائی کرنے والے افسر کو لازم ہوگا کہ وہ جملہ ایسی ناشات کو عدالت مراخہ اولیٰ میں منتقل کر دے، جو اس کے قبضہ آراضی، اگر ۱۹۲۷ء یا قانون لگان اودھہ - ۱۹۲۷ء کے مطابق، یعنی جیسی

صوبہ متحدہ بانیوں۔ بھی صورت ہو، یا کسی اور قانون نافذ الوقت کے مطابق فیصلہ کر دے۔ بجز اس صورت
بابت مسئلہ کے کہ کسی خاص وجہ کی بناء پر جو قلمبند کی جائے گی۔ اس کی رائے میں ایسی جملہ
ناشات یا کسی ایسی نالاش کا فیصلہ کیا جانا تو بہن مصلحت اور ضروری نہیں ہے اور ایسی صورت میں وہ
ایسی جملہ ناشات کو، جن کی نسبت اس کی یہ رائے ہے کہ اس کو فیصلہ نہ کرنا چاہئے، اس اعتبار
کو واپس کر دینا جس سے وہ اس کو موصول ہوئی تھیں۔

باب ۳

اپیل، استصواب، اور نگرانی

۱۶۔ اس ایکٹ کے احکام کے ماتحت دئے ہوئے کسی حکم کی ناراضی میں نظر ثانی، استصواب یا
اپیل وغیرہ ایکٹ کے مطابق نگرانی کے لئے کوئی درخواست یا اپیل قابل پذیرائی نہ ہوگی سوائے اس کے
دارکر دی جانی چلے ہے کہ جس طرح اس کے متعلق ایکٹ ہذا میں احکام ہیں۔

۱۷۔ کجائی کرنے والے افسر کے مندرجہ ذیل حکموں کی ناراضی میں اپیل کلکٹر کے سامنے ہوگی۔ یعنی
(الف) ایسا حکم جو دفعہ ۱۰ کی تحت دفعہ (۱) کے ماتحت کسی عذر داری کے فیصلہ کرنے میں دیا گیا ہو۔

(ب) ایسا حکم جو دفعہ ۱۲ کے ماتحت ترقیات کے متعلق دیا گیا ہو۔

(ج) ایسا حکم جو دفعہ ۱۳ کی تحت دفعہ (۱) کے فقرہ شرطیہ کے احکام کے ماتحت دیا گیا ہو۔

اور جس میں اس بات کی ہدایت کی گئی ہو کہ اس تحتی دفعہ کے احکام کسی خاص، معاندہ میں
ترمیمات کے ساتھ عائد ہوں گے۔

۱۸۔ (۱) ایسے حکم کی تاریخ سے، جس کی رو سے حکم کجائی کلکٹر کے پاس قطعی منظوری کے لئے

بھیجا گیا ہو، ۳۰ دن کے بعد کلکٹر کے روبرو کوئی اپیل دائر نہ ہو سکے گا۔

اہیات کے لئے تہادی (۲) اگر کوئی فریق ایسے کئی حکموں کے خلاف اپیل کرنا چاہے جو زیر دفعہ ۱۷

قابل اپیل ہوں۔ تو وہ صرف ایک ہی اپیل کے ذریعہ سے ایسا کر سکتا ہے۔

۱۹۔ کلکٹر مجاز ہوگا کہ وہ کسی ایسے مقدمہ یا کارروائیوں کے متعلق کاغذات کو جس کو کجائی

کاغذات اور روڈ مقدمہ کرنے والے افسر نے فیصلہ کیا ہو، یا جو وہ عمل میں لایا ہو، صادر کئے ہوئے احکام

کو طلب کرنے اور انکو بورڈ کے جواز اور انکی موزونیت اور کارروائیوں کی باضا طبعی کی نسبت اطمینان

کے پاس بغرض استصواب کرینکی غرض سے طلب کیے اور ان کی جانچ کرے اور اگر اس کی یہ رائے ہو کہ

بیمعنی کی بابت کلکٹر کے اختیار ایسی کارروائیوں کو کجائی کرنے والا افسر عمل میں لایا ہو، یا ایسے حکم کو جو اس نے صادر کیا ہو، تبدیل

منسوخ یا برطرف کرنا ضروری ہے، تو وہ اس مقدمہ کو بورڈ کے پاس اپنی رائے کے ساتھ بغرض ہتھوڑا بھیج دیگا۔ اور بعد ازاں بورڈ ایسے حکم صادر کریگا جو وہ مناسب سمجھے۔

۲۰۔ بورڈ کو جائز ہوگا کہ وہ کسی مقدمہ کے متعلقہ کاغذات کو طلب کرے، اگر اُس کو یہ معلوم ہو کہ کاغذات کو طلب کرنے اور وہ انفرجس نے اس مقدمہ کو فیصلہ کیا ہے ایسے اختیارات سماعت عمل میں لایا حکم پر نظر ثانی کرنیکا بورڈ ہے جو اس کو قانوناً حاصل نہ تھے، یا ایسے اختیارات سماعت عمل میں لانے سے قاصر رہا ہے جو اس کو قانوناً حاصل تھے، یا اپنے اختیارات سماعت کو غیر قانونی طور پر استعمال میں لایا ہے یا یہ کہ وہ اس کو واقعی بے قاعدگی سے کام میں لایا ہے۔ اور وہ ایسے احکام مقدمے میں صادر کر سکتا ہے جنہیں وہ مناسب سمجھے۔

۲۱۔ ایکٹ ہذا کے احکام کی پابندی کے ساتھ، ایکٹ مالگزاری آراضی، مالک متحدہ ۱۹۰۱ء کے باب ۹ دفعہ ۲۱۵ تا ۲۱۷ و دفعہ ۲۲۰ کے احکام اپیل، نگرانی یا دوسری کارروائیوں پر عائد ہوں گے جو ایکٹ ہذا کے ماتحت مضابطہ کارروائی کے ماتحت مضابطہ ایکٹ ہذا کے ماتحت کی جائیں۔

باب ۵

متفرقات

۲۲۔ کسی شخص کو جائز نہ ہوگا کہ وہ کسی دیوانی عدالت میں، کسی ایسے معاملہ کی بابت جو کارروایاں عدالت دیوانی کے اختیارات کی بجائی سے پیدا ہو، یا کسی دوسرے معاملہ کی نسبت، جس کی بابت ایکٹ ہذا کے سماعت کے خلاف روک احکام کے ماتحت ناش دائر کی جاسکتی ہو، یا درخواست دی جاسکتی ہو، کوئی ناش دائر کرے یا کوئی دیگر کارروائی کرے۔

۲۳۔ ایکٹ ہذا کے احکام کی پابندی کے ساتھ، قانون تادی ہند ۱۹۰۷ء کی دفعات ۴، ۵، ۶ تا ۱۸ و ۲۲ کا اطلاق ایکٹ ہذا کے ماتحت دائر کردہ ناشات اور کارروائیوں پر ہوگا مگر ایکٹ مذکور کی دیگر دفعات کا اطلاق نہ ہوگا۔

۲۴۔ (۱) یکجائی کرنے والا انفرصوبہ جاتی حکومت کے وضع کردہ قواعد کے بموجب جو توں کی یکجائی کے خرچہ کا تعین کرے گا اور بورڈ کے بنائے ہوئے قاعدوں کے مطابق ایسے خرچے کو ان لوگوں کے درمیان تقسیم کریگا جو حکم یکجائی سے متاثر ہوئے ہوں۔

(۲) اس دفعہ کے ماتحت کوئی واجب الادا خرچہ بطور بقلیا مالگزاری قابل وصول ہوگا۔

۲۵۔ صوبائی حکومت کسی اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول کو کسی مقامی رقبے میں جوتوں کی یکجائی

کرنے والے افسر کے فرائض کی انجام دہی کے لئے مقرر کر سکتی ہے، یا کسی اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول کو ایکٹ ہذا کے ماتحت کلکٹر کے اختیارات دے سکتی ہے۔

اختیارات

۲۶۔ بورڈ کو اختیار ہے کہ ایسے قواعد وضع کرے جو ایکٹ ہذا کے احکام کے مطابق ہوں۔

قواعد وضع کرنے کی بابت بورڈ (الف) ایسی تفصیلات مقرر کرنے کے بارے میں جو دفعہ ۳ کے بموجب دی ہوئی درخواست میں درج کی جائیں گی۔

اختیارات

(ب) ایسی صورتیں مقرر کرنے کے بارے میں جن میں کلکٹر یہ ہدایت کر سکتا ہے کہ یکجائی

کی بابت درخواست اس وقت بھی دی جاسکتی ہے جب کارروایات بطورہ زیر تجویز ہوں

یا یہ کہ درخواست بطورہ اس وقت دی جاسکتی ہے جب یکجائی کی کارروائیاں زیر تجویز ہوں۔

(ج) ایسی صورتیں مقرر کرنے کے بارے میں جن میں کلکٹر کو لازم ہوگا کہ وہ کسی اسسٹنٹ

کلکٹر کو دفعہ ۴ کے احکام کے ماتحت جوتوں کی یکجائی کئے جانے کی بابت حکم صادر کرنیکی ہدایت کرے

(د) ایسی ضابطہ کارروائی مقرر کرنے کے بارے میں جو یکجائی کرنے والے افسر یا اسسٹنٹ

کلکٹر جوتوں کی یکجائی کئے جانے کی بابت حکم صادر کرنے یا اس کے متعلق عذر داریوں پر فیصلہ

دینے میں اختیار کرے گا۔

(ه) ایسی جوتوں اور اراضیات کی مالیت معین کرنے کے بارے میں جن کی نسبت

یکجائی کی جائے گی۔

(و) یکجائی کرنے والے افسر یا اسسٹنٹ کلکٹر کو باریا بیوں کو منتقل کرنے کے متعلق

ہدایت دینے کے بارے میں۔

(ز) کاغذات کی تصدیق کرنے کے بارے میں۔

(ح) ایسی فیس مقرر کرنے کے بارے میں جو ایمان اور پیمائش کا کام کرنے والوں کو

حد بندی یا پیمائش کام کی بابت دی جائے گی۔

(ط) ایکٹ ہذا کے احکام پر عام طور سے عملدرآمد کرنے کے بارے میں۔

بیان اعراض و وجوہ

زراعت کی ترقی کے لئے جوتوں کی یکجائی کا مسئلہ بہت زیادہ اہم ہے۔ اس سلسلہ میں قحط

کو آہرٹھو، اور انفرادی حیثیت سے بہت سے شخص، بہت کافی کام پہلے ہی سے کر چکے ہیں۔ لیکن

جب تک کسی قسم کا دباؤ نہ ڈالا جائے، ایک یا دو کسانوں کے لئے یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ کسی

موضع کی جوتوں کے یکجائی ہونے کے کام کو بہت عرصہ تک روکے رکھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آراضیات کاشت کے تبادلہ کے لئے، جس پر برضا و رغبت یکجائی کا انحصار لازمی ہے، موجودہ قانون کے مطابق زمیندار کی رضامندی ضروری ہے۔ موجودہ مسودہ قانون کا منشاء اس قانونی دباؤ کو مہیا کرنا ہے، اور زمیندار کی رضامندی حاصل کئے بغیر جوتوں کی یکجائی کو ممکن کر دینا ہے۔ جوتوں کی یکجائی، ایک نہایت اصطلاحی مسئلہ ہے، اور اگر اس کو بڑے پیمانے پر حل کرنا ہے تو اس کے لئے کام لیکھے ہوئے غلے کی ضرورت ہے۔ اس کا امکان ہے کہ اگر یکجائی کی درخواستیں آزادانہ طور پر منظور کر لی جائیں، تو ضروری غلے کی مانگ اس کی دستیابی سے بڑھ جائے۔ اسی وجہ سے پنجاب اور صوبہ متوسط کے قوانین کا نفاذ جو قانون ہذا سے ملتے جلتے ہیں۔ صرف انہیں اضلاع میں ہوتا ہے جن کو خاص طور پر رشتہ کر دیا گیا ہو، اس مسودہ قانون میں کسی قدر مختلف طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ کسان، جوتوں کی یکجائی کے لئے ایک خاص مقرر کئے ہوئے۔ افسر ہی کو درخواست دینے کا حق رکھتے ہیں۔ جب تک کسی ضلع میں ایک ایسا افسر مقرر نہ کیا جائے، یا کسی اسٹنٹ کلکٹر درجہ اول کو جوتوں کی یکجائی کرنے کے اختیارات نہ دے دیئے جائیں، ایسی درخواستیں نہیں دی جاسکتیں۔ لیکن اس خیال سے کہ جوتوں کی یکجائی صرف ان ہی اضلاع تک محدود نہ ہو جائے جہاں کی یکجائی کرنے والے افسر مقرر کر دیئے گئے ہیں، یا کسی ایک افسر کو اس بارے میں خاص اختیارات نہ دے دیئے گئے ہیں، فقرہ ۶ میں یہ احکام رکھے گئے ہیں کہ کلکٹر کسی اسٹنٹ کلکٹر درجہ اول کو کسی موضع کی جوتوں کی یکجائی کرنے کی ہدایت کر سکتا ہے۔ اس سے ہر جگہ جوتوں کی یکجائی ممکن ہو سکے گی، اور کچھ حد تک یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ کن اضلاع میں اس کی خاص ضرورت ہے، یا یہ کہ وہ وہاں مقبول عام ہو سکتی ہے، اور اس طرح پر یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ کن اضلاع میں جوتوں کی یکجائی کر نیوالے افسران کو مقرر کرنا چاہئے۔ اس سے ان مالکوں کے لئے بھی اس بات کا امکان ہو جائیگا جن کو کہ مسودہ قانون کے ماتحت جوتوں کی یکجائی کی درخواست دینے کا کوئی حق نہیں دیا گیا ہے، کہ وہ کلکٹر تک جاسکیں جو جوتوں کی یکجائی کا حکم دیدیگا اگر اس کی رائے میں درخواست نیک نیتی سے دی گئی ہے اور اعتراض سے بری ہے۔

یہ مسودہ قانون، جوتوں کی یکجائی کی بابت درخواست دینے والوں پر کسی اسکیم کے پیش کرنے کی پابندی عام نہیں کرتا۔ مگر وہ یا کوئی اور شخص جس پر جوتوں کی یکجائی سے اثر پڑتا ہو فقرہ ۴ کے ماتحت جوتوں کی یکجائی کرنے کے طریقہ کے متعلق تجاویز پیش کر سکتا ہے۔

ایسے کاشتکاران کو، جو موضع کے ایک ہوائی مزروعہ رقبہ کی کاشت کرتے ہوں، اس

موضع کی جوتوں کی، یکجائی کی درخواست دینے کا اختیار دیا گیا ہے۔ ان احکام کی رو سے جوتوں کی یکجائی صرف سالم مواضع ہی کی ہو سکے گی۔ ایسے محال کی صورت میں جس کے حصے مختلف مقامات واقع ہوں، اس کی جوتوں کی یکجائی از بس ناممکن ہے۔ اور اگر محال یکجا بھی ہو، تو بھی اس کی جوتوں کی یکجائی سے کاشتکاران موضع کی آراضی کی یکجائی نہ ہو سکے گی، کیونکہ ان میں سے بہت سے کاشتکار دوسرے محالوں میں جوتوں کی کاشت کریں گے۔ جوتوں کی یکجائی کا اثر جیسے کہ اس کے احکام اس مسودہ قانون میں ہیں۔ صرف حق کاشتکاری پر اور نہ کہ حق ملکیت پر پڑے گا۔ اس بات کے بھی احکام ہیں کہ جوتوں کی یکجائی کا حکم موقع پر ہی دیا جائے، اس لئے افسر کے لئے یہ لازمی ہو گا کہ وہ اعتراضات کی بھی اسی جگہ پر سماعت کرے۔ لیکن صورت ہمیشہ ممکن نہ ہوگی۔ اس کے لئے قاعدوں میں احکام بنائے جائیں گے۔ ایسی صورتیں بھی ہو سکتی ہیں جن میں جوتوں کی یکجائی نامناسب ہو۔ ایسی صورتیں غالباً کم ہونگی، لیکن ان کے لئے احکام بنانے کی ضرورت ہے۔ لیکن جوتوں کی یکجائی کرنے والے افسر کے درخت مسترد کرنے کے اختیارات محدود ہوتے چاہئیں۔ اس لئے فقرے ۵ میں احکام ہیں کہ وہ ایسا صرف کلکٹر ہی کی اجازت سے کر سکتا ہے۔

جن لوگوں کو جوتوں کی یکجائی کرنے کا علی تجربہ ہے، وہ عام طور پر متفق ہیں کہ جوتوں کی یکجائی کے فی ایکڑ خرچے کی کچھ حد ضرور مقرر ہونا چاہئے، اور اگر خرچہ زیادہ ہو، تو حکومت اس کو برداشت کرے۔ اس بات کے لئے فقرے ۲۵ میں احکامات ہیں جو حکومت کو خرچہ مقرر کرنے کے متعلق قاعدے بنانے یا اس بات کا بندوبست کرنے کی اجازت دیتے ہیں کہ کچھ مدوں کو اخراجات میں سے نکال دیا جائے۔

اگر کسی موضع کا بٹوارہ ہو رہا ہو، تو اس کی جوتوں کی یکجائی کے لئے درخواست، یا اگر صورت برعکس ہو اور اس موضع کی جوتوں کی یکجائی کی جارہی ہو، تو اس کے بٹوارہ کے لئے درخواست، منظور کرنے میں علی دشواریاں پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ برخلاف اس کے ایسی بھی صورت ہو سکتی ہے کہ یہ دونوں کارروائیاں ایک ساتھ کی جاسکیں۔ اس لئے فقرہ ۷ میں یہ احکام رکھے گئے ہیں کہ بغیر کلکٹر کی منظوری کے کسی موضع کی جوتوں کی یکجائی کے لئے درخواست منظور نہ کی جائے گی اگر اس کا بٹوارہ ہو رہا ہو۔ یا اس کے برعکس کسی موضع کے بٹوارے کے لئے کوئی درخواست قبول نہ کی جائے گی اگر اس کی جوتوں کی یکجائی زیر تجویز ہو۔

رفیع احمد قدوائی

آنریبل ڈیر مال

زراعت

(ترجمہ: نوبل پریس۔ آئی۔ سی۔ ایس)

زراعت ہندوستان کی خاص حرفت ہے۔ تقریباً ۷۰ فیصدی ہندوستانی اس پیشہ میں ہیں اور کم سے کم پندرہ فیصدی دوسرے لوگ زراعت کے ضمنی کام کرتے ہیں جیسے خرید و فروخت اور ٹراکٹوں کی مرمت وغیرہ۔ دوسری جگہ لانا یا لیوانا۔ اس لئے ظاہر ہے کہ ہمارے ملک کی امیری یا غربی سب سے زیادہ اس بات پر منحصر ہے کہ ہمارے کسانوں کی حالت اچھی ہے یا بری۔ اسی وجہ سے حکومت کسانوں کے فلاح کا اتنا زیادہ خیال کر رہی ہے اور تمام دوسرے کاموں سے زیادہ دیہاتوں کی بہتری کے لئے اتنا روپیہ خرچ ہو رہا ہے۔

ملک کی دولت میں زراعت کی اس اہمیت نے اس کی خرابیوں اور کمزوریوں کو بھی سب سے زیادہ قابل توجہ بنا دیا ہے ایک ایک کر کے یہ خرابیاں چاہے کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہوں لیکن مجموعی حیثیت سے ملک کے لئے ان کی قیمت کروڑوں تک پہنچتی ہے۔ حساب کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ اس صوبہ کی مجموعی کاشت کی قیمت میں ہر ایک فیصدی کے اضافہ سے ایک کروڑ کا فائدہ ہو جاتا ہے۔ یہ بھی اندازہ کیا گیا ہے کہ اگر صرف وہی خرابیاں دور کر دی جائیں جو جلد از جلد دور ہو سکتی ہیں تو پیداوار میں ۳۰ فیصدی کا اضافہ ہو سکتا ہے جس کی قیمت ۳۰ کروڑ ہے یعنی صوبہ کی موجودہ مالگداری چار گنی زیادہ ہو جائے گی۔ محکمہ گاؤں سدھار کا یہی مقصد ہے کہ وہ اس دولت کو حاصل کرے اور کم سے کم آپ میں سے ہر شخص کو اتنا دولت مند بنادے کہ جو لگان آپ دیتے ہیں اس سے دو گنا زیادہ روپیہ خود آپ کے پاس رہے اس گاؤں سدھار سے آپ کی فصلوں کی قیمتیں کہیں زیادہ ہو جائیں گی گویا آپ کی آراضی تو بڑھ جائے گی مگر لگان کا بوجھ گھٹ جائے گا اور یہی بات ہے جو آپ سب چاہتے ہیں۔

یہ خواب و خیال نہیں ہے۔ میں اپنے پچھلے لکچر میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ زراعت کے معاملہ میں آپ خود اپنے سب سے بڑے دشمن ہیں دوسرے ملکوں کے کسانوں کی طرح آپ کے پاس بھی زمین ہے آب و ہوا ہے اور عمدہ پانی ہے لیکن پھر بھی آپ کی فصلیں ان کی فصلوں کی نصف ہی رہتی ہیں۔ آپ کے اپنے طریقے ایسے ہیں جو آدمی فصل آپ سے لے لیتے ہیں۔ میں آپ کو بتاؤں گا کہ یہ کیسے ہوتا ہے۔

زراعت خاص طور پر چار باتوں پر منحصر ہے۔ مٹی۔ بیج۔ تری اور طریقہ۔ مٹی پودہ کے لئے

وہی ہے جو ماں پیدائش سے پہلے اپنے بچہ کے لئے ہوتی ہے آدھا پودھا اپنی ساری عمر مٹی ہی کے پیٹ میں رہتا ہے۔ حساب لگا کر معلوم کیا گیا کہ پودھ کا جو حصہ زمین کے اوپر رہتا ہے وہ زمین کے نیچے رہنے والے حصہ سے مزید زیادہ لمبا ہوتا ہے اور نہ زیادہ مضبوط۔ اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ مٹی نرم ہو اور اس میں کافی پانی اور کافی غذا موجود ہو تاکہ جڑیں سہولیت کے ساتھ بڑھ سکیں اور پھیل سکیں سخت مٹی میں جڑیں پھیل نہیں پاتیں اور صرف ایک عدد درقہ سے ان کو اپنے لئے غذا اور پانی حاصل کرنا پڑتا ہے۔ آپ اس لئے زمین جوتے ہیں کہ جڑیں پھیل پھیل کر اور دور دور تک بڑھ سکیں۔ لیکن بد قسمتی سے آپ جی بے استعمال کرتے ہیں اس سے زمین کی سطح صرف کھرج کر رہ جاتی ہے اور استعمال شدہ مٹی پر اس کا شاید ہی کوئی اثر پڑتا ہو اس کے برعکس گہری جوتائی مٹی کی سخت تہ کو توڑ دیتی ہے استعمال کی ہوئی مٹی کی جگہ پر تازہ مٹی لے آتی ہے اور پرائی جڑوں اور پرائی گھاس کو بلا کر قدرتی کھاؤ بھی بنا دیتی ہے۔ ایسی مٹی میں پودوں کی جڑیں اچھی طرح پھیلیں اور بڑھتی ہیں۔ اب اگر آپ اچھی فصل تیار کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو ایسا ہی استعمال کرنا چاہئے جو کم سے کم چھ انچ گہری مٹی کھود سکے۔ ایسے بل آپ کو صرف پانچ روپے میں مل سکتے ہیں۔ یہ اس طرح بنائے جاتے ہیں کہ ان سے آپ کے بیلوں پر کوئی مزید بار نہیں پڑتا۔ اب آپ خود اپنے کو نائل کیجئے۔ بل کی قیمت سے بہت زیادہ بار نیے اس لئے کہ صرف ایک ہی بیگہ کی پیداوار میں اتنا اضافہ ہو جائیگا جو اس کی قیمت سے زیادہ ادا کر دے گا۔

مٹی کو نرم اور پولا بنانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں غذا کے ذخیرہ کا نیساں رکھا جائے۔ پودہ کو پھیلنے کے لئے صرف آزادی ہی نہیں بلکہ پانی اور مختلف مرکبات کی صورت میں غذا بھی چاہئے۔ یہ مرکبات ہر فصل کے بعد خراب ہو جاتے ہیں اور اگر آپ کھاؤ نہ دیں تو جڑوں کو ان کی تلاش میں کہیں زیادہ گہرائی تک جانا پڑتا ہے تجربہ بتاتا ہے کہ کھاؤ سے فصل میں بل کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ آپ خود تجربہ کر لیجئے ایک ہی غلہ کو دو فصلوں میں بوائے ایک مرتبہ کھاؤ دیجئے دوسری مرتبہ بل کھاؤ دئے زمین استعمال کیجئے۔ دونوں فصلوں کی پیداوار میں بڑا فرق ہو گا۔ جب آپ چاہتے ہیں کہ کھاؤ سے آپ کو کتنا نفع ہوتا ہے تو آپ گوبر کو ایندھن کی جگہ کیوں استعمال کرتے ہیں اور کھانا یہ اس کے بیکار۔ ڈھیر لگا کر اس کو کیوں ضائع کرتے ہیں۔ اگر آپ صرف اتنی تکلیف اٹھائیں کہ اپنے کانٹوں میں ایک گدھا کھولیں اور جلانے کے بعد بھی جو گوبر بچتا ہے اس کو جمع کرتے جائیں تو وہ گوبر بھی آپ کے بہت سے کھیتوں کے لئے کافی ہو سکتا ہے جو بات اتنی آسان اور اتنی مفید ہے آپ کو اس میں کیوں نائل ہے۔ اس لئے میرا آپ سے کہنا ہوں کہ آپ اپنے کھیتوں کو کھاؤ سے طاقت پہنچائیے تاکہ وہ اس غلہ کو غذا پہنچا سکیں جو خود آپ کا پیٹ پالتا ہے۔ یہ بہت آسانی سے ہو سکتا ہے اور اگر آپ یہ نہ کیجئے تو آپ خود اپنے دشمن ہیں۔

آپ مندریں بنا کر بھی اپنے کھیتوں کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ اگر آپ ایسا نہیں کرتے ہیں تو پہلے ہی بارش آپ کی پھلپی فصل کے پودوں کی کھوٹیوں اور دوسری ان مفید چیزوں کو ہالیا جائے گی جو ہوا کی وجہ سے کھیت میں آکر جمع ہو جاتی ہیں۔ لیکن آپ صرف پھوڑی سی تکلیف سے بچنے کیلئے اس چیز سے بھی فائدہ نہیں اٹھاتے جو خود قدرت آپ کے کھیتوں کیلئے مہیا کرتی ہے۔ اس بے فکری کو چھوڑیے اور اپنے کھیتوں کے چاروں طرف پستے بنا شروع کیجئے۔

بیج پودے کیلئے سب سے زیادہ اہم ہے اس لئے کہ پودے کی زندگی کی ساری کائنات بیج ہی میں ہوتی ہے۔ بیج کے اثرات کو نہ آپ روک سکتے ہیں اور نہ قدرت۔ کمزور بیج سے کمزور ہی پودا نکلے گا زمین کتنی ہی اچھی ہو اور بارش کتنی ہی عمدہ ہو۔ اس لئے اگر آپ خواب بیج بولتے ہیں تو آپ محنت اور زمین کی خوبی دونوں کو ضائع کرتے ہیں۔ اگر آپ کچھ نہ کریں تو کم از کم اچھے بیج ضرور بولیں تبین آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ میں سے زیادہ تر لوگ بیج کیلئے ایسا غلہ خریدتے ہیں یا ادھار لیتے ہیں جس کو بنیا کسی طرح بھی نہیں بیج پاتا ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو فصل ایسی خراب بیجوں سے بولی جاتی ہے وہ تیاری کے بعد بھی ویسی ہی خراب ہوتی ہے۔ اگر آپ حکومت کے بیج گرام سے بہتر بیج حاصل کریں جو آپ کو بننے کے مقابلہ میں بہتر داموں میں بھی ملتے ہیں تو آپ کی فصل دگنی بہتر ہو۔ کیا اب بھی آپ اپنی غریبی پر تعجب کریں گے اور یہ نہ مانتے گے کہ آپ خود اپنے دشمن ہیں؟

آپ میں سے بعض لوگوں نے بہتر بیجوں کا تجربہ کیا ہے لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں جنہوں نے اسکی بہتر فصل کو آئندہ سال زیادہ وسیع رقبہ میں بولنے کیلئے بجالایا ہوتا۔ آپ میں اتنی بھی دورانہ نشی نہ تھی اگر حکومت آپ کو ہر سال بہتر بیج دیتی رہے تو کتنے کم کھیتوں کو بہتر بیج مل سکیں گے اس لئے آپ کو چاہیے کہ آپ خود اپنے لئے بیج محفوظ کیجئے اور دوسروں کو بھی ایسے غلہ کے تبادلہ میں دیجئے جس کو آپ کھا سکیں یا بیج سکیں۔

بیج کی قسم بھی اتنی اہم ہے جتنی اسکی اچھائی۔ آپ لوگوں کو ایک ہی قسم کی فصلیں بولنے کی بڑی عادت ہے اس کے نتیجے بہت برے ہوتے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ مختلف فصلیں زمین کے مختلف مرکبات کو استعمال کرتی ہیں اس لئے اگر وہی فصل بار بار بولی جائے تو اس زمین میں ایک خاص قسم کے مرکبات کم ہو جاتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ بعض پودوں کی جڑیں زمین کو بولا کرتی ہیں۔ اس لئے ان پودوں کے بعد ایسے پودوں کی کاشت ضروری ہے جن کا فصل یہ نہیں ہوتا۔ گاؤں سدھار آپ کو سکھائے گا کہ پودوں کی کاشت کس ترتیب سے ہونا چاہیے میسرے بات یہ ہے کہ اگر ایک ہی غلہ بہت زیادہ مقدار میں پیدا کیا جائے تو اسکی قیمت کم ہو جاتی ہے۔ اس لئے اچکے ایسے غلے بولنا چاہئیں جنکی قیمتیں زیادہ ہیں اس سے یہ ہوگا کہ جن غلوں کی قیمت کم ہے کچھ دنوں کے بعد

، دام بھی کمی کی وجہ سے زیادہ ملنے لگیں گے۔ اگر آپ اس طریقہ پر عمل نہ کریں گے تو بازل کی حالت سے آپ کی بڑی محنت ضائع جائے گی۔

گاؤں سدھار تحریک کا ایک فاضل مقصد آپ کیلئے بہترین بیج ہیا کرنا ہے اس لیے کئی بیج گودام کھولے گئے ہیں جو شخص چاہے اپنے معمولی جوئے کے بدلے میں وہاں سے اچھے بیج لے سکتا ہے۔ اس تبادلہ میں حکومت کو کافی صرفہ برداشت کرنا پڑتا ہے لیکن حکومت دیہاتوں کے برے بیجوں کو اچھے بیج رائج کرنے میں جو اخراجات بھی ہوں انکو کم سمجھتی ہے۔ جن لوگوں کے پاس تبادلہ کیلئے بھی ہیں۔ وہ سوالی کے اصول پر قرض لے سکتے ہیں۔ اگر ان تمام ہولتوں کے بعد بھی آپ اپنے برے بیجوں کو کیا آپ اپنے دشمن نہیں ہیں۔

ہر فصل کیلئے تری کی ضرورت ہے۔ قدرت نے اس کیلئے بارش کا انتظام کیا ہے لیکن آبلوگوں تنے آدی اس سے پورا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اگر آپ اپنے کھیتوں کے چاروں طرف منڈیریں بنادیں گے فائدے کہیں زیادہ ہو جائیں۔ تمام باتیں آپ کے اختیار میں ہیں۔ جہاں ایسا نہیں ہے وہاں آپ کو تقادی دیتی ہے اور گاؤں سدھار کا امدادی محکمہ رقتیں تک دیتا ہے۔ اس سے زیادہ آپ کے فائدے کیلئے کیا جاسکتا ہے۔

آپاشی کے دو سرے طریقوں میں تالاب آتے ہیں۔ لیکن آج کتنے تالاب ہیں جو صرف اسیلے سے ہیں کہ گاؤں والے ان کو کھود کر گہرا نہیں بناتے۔ کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ آپ شادیوں کی کئی ہفتے ساتھ رہ کر ضائع کر دیتے ہیں لیکن ایک ایسے کام میں مل جل کر شریک نہیں ہو سکتے جو فصل پر اتنا زیادہ اثر ڈالتا ہے۔ یہ بھی سوچئے کہ آپ ان کنوؤں کیلئے کیا کرتے ہیں جو آپ کے اداسنے بنوائے ہیں ان میں سے کتنے کنوئیں صرف اس وجہ سے گر گئے کہ آپ نے بروقت ان کی مرمت نہیں کی۔ آپ کی کوتاہ بینی اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ ایسے مفید کاموں میں بھی آپ کو اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں ہوتا۔ جنگلی کنوئیں میں بھی اتنا ایک ہوتا ہے کہ وہ سب کے فائدہ کیلئے کرشکار کرتے ہیں۔ لیکن آپ ان سے بھی کم اتحاد مل دکھاتے ہیں۔ وہ دیہاتی یکجہتی کہاں گئی جس کیلئے ملک مشہور تھا۔

جن لوگوں کے پاس خود اپنے کنوئیں ہیں انھیں اکثر یہ دقت ہوتی ہے کہ ان کا پانی آپاشی کے لئے ہی ہوتا۔ اگر وہ لوگ صرف تیس روپے خرچ کر دیں تو ان کے کنوئیں برما لے جاسکتے ہیں اور اتنی آپاشی کی جاسکتی ہے کہ بہت آسانی سے یہ رقم ادا ہو جائے۔

جب آپ اپنے پانی سے آپاشی کرتے ہیں تو آپ کی فصلیں پانی کی کمی کی وجہ سے خراب ہو جاتی رجب آپ سرکاری نہر سے پانی لیتے ہیں تو ضرورت سے زیادہ آپاشی کر دیتے ہیں یہ دونوں باتیں

مضر ہیں۔ بہت زیادہ پانی سے فائدہ کے بجائے نقصان پہنچتا ہے اس لئے نہر سے آبیاشی کرتے وقت آپ کو پانی پر پورا قابو رکھنا چاہئے۔

آپ زراعت کے تقریباً تمام طریقوں میں اپنے آپ دشمن ہیں یہ وہ طریقے ہیں جو آج سے ہزاروں برس پہلے آپ کے باپ دادا اس زمانے میں استعمال کرتے تھے جب زمین بہت تھی اور کاشتکار کم تھے آپ نے ان طریقوں میں کوئی ترقی نہیں کی بلکہ بعض طریقوں کو خراب ہی کر دیا ہے۔ موجودہ زمانہ میں جب آپ لوگوں کے پاس تھوڑی تھوڑی زمینیں ہیں آپ کو ایسے بہتر طریقے اختیار کرنا چاہئیں جن کے ذریعہ ان چھوٹے چھوٹے رقبوں سے بھی آپ اتنا پیدا کر سکیں جتنا آپ کے بزرگ بڑے بڑے رقبوں سے نہیں پیدا کرتے تھے یہ ناممکن نہیں ہے کئی جگہوں میں ایسا ہوا ہے خصوصاً جاپان میں۔ ساری بات کاشت کے طریقے کی ہے جس کے لئے آپ کو تھوڑی سی تعلیم کی ضرورت ہے اور تھوڑی سی محنت کی۔ ان طریقوں میں سب سے زیادہ اہم چیز جو تنا ہے جس کے متعلق میں پہلے ہی کہ چکا ہوں اس کے بعد بونا ہے۔ وقت کی صحیح پابندی بہت ضروری ہے۔ آپ میں سے بہت سے لوگ تو ہمارے حساب سے کام شروع کرتے ہیں لیکن تیو ہار کا زمانہ ہر سال بدلتا رہتا ہے اور اس کو موسم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے آپ کو انگریزی جنٹری کی پابندی کرنا چاہئے اور ان تاریخوں میں بونے کا کام شروع کرنا چاہئے جن کے متعلق آپ کو محکمہ گاؤں سدھاریٹواریوں کے ذریعہ اطلاع دے۔ پودوں کے بڑھنے کا طریقہ بونے ہی کے طریقہ پر منحصر ہے۔ اگر آپ بے پروائی سے بیج چھڑک دیں گے تو بعض جگہوں پر پودے بہت گھنے ہو جائیں گے اور بعض جگہوں پر بہت کم۔ اگر آپ بالترتیب بیج چھڑکیں گے تو بیج بھی کم خرچ ہوں گے اور ہر پودہ کو اُسنے کے لئے کافی جگہ بھی ملے گی۔ یاد رکھئے کہ اگر ہر کو ہمیشہ قطاروں میں بونا چاہئے تاکہ جب اس کے ساتھ کی بوٹی ہوئی دوسری فصلیں تیار ہو جائیں اور آپ ان کو کاٹ لیں تو زمین جو تی جا سکے۔ اوکھ ہمیشہ کیاریوں میں بونا چاہئے تاکہ پانی کم خرچ ہو اور نوا چھا ہو۔

یہ بھی یاد رکھئے کہ فصلوں کو کس ترتیب سے بونا چاہئے۔ اگر آپ اس ترتیب کو بھول جائیں گے تو مٹی خراب ہو جائے گی اور فصلیں اچھی نہ اُگیں گی۔

جیسے ہی فصل پھوٹنا شروع ہو کمیت کو بڑانا چاہئے۔ اگر آپ ایسا نہ کیجے گا تو جو گھاس پھوس کمیت میں رہ جائے گا وہ اس غذا میں حصہ لگائے گا جو آپ نے اپنی فصل کیلئے مہیا کی ہے۔ اگر ہر کی طرح دوسری فصلوں کا ملا کر بونا بھی اتنا ہی مفید ہے۔ اس کا زمانہ آسان رہتا ہے۔ اگر بچھوا ہوا سے پاؤں پڑنے کا بہتہ چلے تو کمیت کو فوراً سینچنا چاہئے آپ کے پاس کافی وقت ہے لیکن آپ اس کو بیکار کاموں میں ضائع کر دیتے ہیں اور ان ضروری باتوں پر مدھیان نہیں دیتے جو آپ کیلئے بہت مفید ہیں

فصل کا طے وقت یہ خیال رکھئے کہ وہ ضائع نہ ہونے پائے۔ غلہ نکالنے اور کٹی کاٹنے کی خاص مشینیں بھی ہوتی ہیں اگر ایک گاؤں کے سب کسان مل کر چاہیں تو وہ ان کو خرید سکتے ہیں۔ اور باری باری استعمال کر سکتے ہیں۔ اسی طرح خاص قسم کے کولھو بھی ہوتے ہیں۔ جن کو سب لوگ مل کر خرید سکتے ہیں۔ آپ سب جانتے ہیں کہ دیسی کولھوؤں سے بلوری طرح رس نہیں نکلتا۔ ایک تہائی سے زیادہ رس اوکھ میں رہ جاتا ہے۔ ان کولھوؤں کو استعمال کرنے کے یہ معنی ہوئے کہ آپ اپنی ایک تہائی فصل بیکار ضائع کر دیتے ہیں بہتر کولھو آسانی کے ساتھ کام کر سکتے ہیں اور صرف ایک ہی فصل کی قیمت میں اتنا اضافہ ہوگا کہ کولھو کی ساری قیمت ادا ہو جائے گی۔ لیکن اگر قیمت زیادہ ہو تو چار پانچ کسان مل کر ایک بہتر کولھو خرید سکتے ہیں اور اس کو باری باری استعمال کر سکتے ہیں۔ آپ اپنے بہتر آلات زراعت کے لئے سدھارا انجمنوں سے بھی مدد کی امید کر سکتے ہیں جو تھوڑا بہت آپ کو اپنے پاس سے خرچ کرنا پڑے گا وہ ایک ہی فصل کے اضافہ سے آپ کو واپس مل جائیگا اور دوسرے سال فصل سے جو نفع ہوگا وہ بھی آپ کا اور تمام آلات بھی آپ کے۔ اب اگر آپ بہتر آلات زراعت پر روپیہ نہ لگائیں تو یہ آپ کی غلطی ہے اور اس کے یہ معنی ہوئے کہ آپ خود اپنی آرمی کی آمدنی کو کم کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کی زراعت کو زیادہ تر نقصان اس وجہ سے بھی پہنچتا ہے کہ آپ کے سب کھیت ایک جگہ نہیں ہیں ہر ہر کھیت میں آپ کو الگ الگ محنت کرنا پڑتی ہے اور اس کے لئے مندر میں بنانا پڑتی ہیں اس طرح آپ کی بڑی محنت اور بڑی زمین بیکار جاتی ہے۔ آپ کنواں بھی نہیں بنا سکتے اس لئے کہ اس سے آپ کے تمام کھیت نہیں سینچے جاسکتے۔ آپ اپنے کھیتوں کی پوری طرح دیکھ بھال بھی نہیں کر پاتے اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اکثر موغی آپ کی فصل خراب کر دیتے ہیں یہ سب نقصانات صرف اس لئے ہوتے ہیں کہ آپ کی زمینیں بکھری ہوئی ہیں اسی لئے حکومت کی تجویز ہے کہ ہر کسان کے تمام کھیت ایک جگہ کر دے جائیں۔ یہ انتظام خود آپ کی پچائنتوں کے ذریعہ کیا جائے گا اور امید ہے کہ آپ میں سے کسی کو نقصان نہ ہوگا آپ لوگ کھیتوں کو کجا کرنے کے فائدوں کے لئے تیار رہئے۔ یہ نہ سمجھئے کہ زمینوں کے اس تبادلہ میں آپ کو کسی طرح کا نقصان ہوگا جتنے فائدے آپ کو اس وقت اپنے بکھرے ہوئے کھیتوں پر حاصل ہیں تبادلہ میں ان سب کا خیال رکھا جائے گا۔ کھیتوں کو اس طرح یکجا کرنے سے آپ کی آمدنی کم سے کم ۲۲ آنے فی روپیہ بڑھ جائے گی۔ اجتماعی حیثیت سے تو یہ رقم بہت بڑی ہوئی مگر انفرادی حیثیت سے بھی یہ کافی رقم ہے۔

پھل اور ترکاری کی کاشت سے بھی آپ کی زراعت کو بڑھانے کی ضرورت ہے پیتا امروہ اور آم وغیرہ تو آپ موجودہ قوانین کے ماتحت بھی اپنے کھیتوں میں بوسکتے ہیں لیکن نئے

قانون کی رو سے آپ کو دوسرے بہت سے درختوں کی بھی اجازت مل جائے گی اس کے بعد بھی اگر آپ پھل کی کاخت نہ کریں تو آپ خود اس کے ذمہ دار ہیں۔ ان کی تخمیری بھی زیادہ مہنگی نہیں ہے۔ پہلے آپ اپنے کسی کمیت کے گرنے میں چند درخت بودیجے جب تک درخت بڑھ نہ جائیں اور پھل نہ دینے لگیں آپ کھیتی باڑی جاری رکھ سکتے ہیں۔ اس لئے آپ کو کوئی نقصان نہیں ہوتا اور جب درخت تیار ہو جائیں گے تو آپ کو اتنی آمدنی ہوگی جو فصل کی کمی گنی آمدنی کے برابر ہوگی۔ آپ اس تجربہ میں کیوں کاہلی دکھاتے ہیں تھوڑی سی محنت اور تھوڑے سے روپیہ سے آپ اتنے پھل حاصل کر سکتے ہیں کہ بچنے کے بعد بھی وہ آپ کے خاندان کیلئے کافی ہوئے۔

ترکاری بونے میں روپیہ کا خرچ کم اور نفع فوری ہے۔ شاید کوئی ترکاری بھی ایسی نہیں ہے جس کی ایک ہی رقبہ کی فصل غلہ کی فصل سے تین گنی زیادہ قیمتی نہ ہو۔ صرف محنت کی ضرورت ہے ترکاری کی مانگ اس وقت اتنی زیادہ ہے کہ آپ جتنی ترکاری بھی پیدا کریں سب بک جائے گی اس کے علاوہ خود آپ کے لئے بھی ترکاری سب سے اچھی غذا ہے۔ اگر آپ کافی ترکاری کھائیں تو آپ کہیں زیادہ تندرست ہو جائیں گے اور خون اور جلدی بیماریاں تو آپ کو بہت کم ہوں گی۔ جو غذا آپ اس وقت کھاتے ہیں ترکاری اس میں کہیں زیادہ مزہ پیدا کرے گی اس لئے ایسے کام میں دیر نہ لگائیے جس سے روپیہ بھی حاصل ہو اور غذا بھی بہتر ہو جائے۔

زراعت کے سلسلہ میں آخری بات خرید و فروخت ہے۔ آپ کو یہ نہیں احساس ہے کہ آپ جن طریقوں سے خرید و فروخت کرتے ہیں ان سے آپ کو کتنا نقصان پہنچتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جیسے ہی بالیوں سے غلہ نکالا گیا آپ لوگ اپنی تفصیلی بیچ ڈالتے ہیں۔ اس وقت منڈی میں اتنا زیادہ غلہ ہوتا ہے کہ بنیاد چاہتا ہے دام لگاتا ہے اور اس طرح کم از کم قیمت ضرور آپ کو کم ملتی ہے لیکن اگر آپ دو ایک ہینہ بعد اپنا غلہ بیچیں تو یہ نقصان ہرگز نہ ہو اور اچھے فصل بیکار نہ جائے۔ یہ صحیح ہے کہ آپ اپنے قرضہ کی وجہ سے فروخت میں جلدی کرتے ہیں لیکن جب آپ کے ساہوکاروں کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ اپنا اناج صرف اس لئے روکے ہیں کہ دام زیادہ ملے تو وہ کچھ نہ کہیں گے اس لئے کہ اس میں ان کا بھی فائدہ ہے آپ کو چاہئے کہ آپ خرید و فروخت کی انجنین قائم کریں۔ یہ انجنین آپ سے اناج لے لیں گی اور اس کی ضمانت پر ساہوکاروں کو روپیہ دے دیں گی۔ آپ بازار جانے کے اخراجات سے بھی بچ جائیں گے جو مجموعی حیثیت سے آپ کی فصل کی بڑھتی قیمت سے کسی طرح کم نہیں ہوتے۔ ان انجنینوں کے بنانے میں آپ جو دیر کر رہے ہیں اس کی وجہ سے آپ کو تقریباً ۱۰ فیصد کا نقصان ہو رہا ہے۔

ان باتوں کے علاوہ دوسری بہت سی ایسی باتیں ہیں جو آپ اپنے نفع کے لئے کر سکتے ہیں لیکن

نہیں کرتے۔ بہر حال اگر آپ صحت ان ہی باتوں میں اپنے دامن نہ رہیں جو میں نے بتائی ہیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی آمدنی دو گنی ہو جائے گی اس سے زیادہ قیمتی بات ہم آپ کو یہ بتاتے ہیں کہ آپ گھڑوں سدھار کی تعلیم حاصل کیجئے اس سے بڑے فائدے ہوں گے۔ ملک آپ کی ان کوششوں کا انتظار کر رہا ہے۔ جب تک آپ کی حالت بہتر نہیں ہو جاتی نہ بازار کی کمی کی وجہ سے صنعتیں بڑھ سکتی ہیں نہ نئی برقیں جاری ہو سکتی ہیں نہ نئی سرنگیں بنائی جاسکتی ہیں نہ نئے اسپتال بنائے جاسکتے ہیں اور نہ نئے اسکول کھولے جاسکتے ہیں۔ آپ کی فلاح پر قوم کی فلاح منحصر ہے اس لئے جتنے مواقع حاصل ہیں ان سب سے فائدہ اٹھائیے اور جلد از جلد اپنی حالت بہتر بنائیے۔

محکمہ صنعت و حرفت کی کارگزاریاں

بابت دسمبر ۱۹۳۸ء و جنوری ۱۹۳۹ء

۱۔ صنعت کا جائزہ (دسمبر ۱۹۳۸ء)

اقتصادی اور فننی نقطہ نگاہ سے چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کے جائزہ کی فہم راہی ہے

۱۔ چھوٹی صنعتوں کا جائزہ

(۱) چمڑہ کے ماہر جائزہ کرنے والے ماہر نے اپنے کام کے ساتھ ساتھ کانپور کے سرکاری چمڑہ کے کام کے مدرسہ میں پیش کی جگہ کام کیا۔ کانپور کے شہر کا ابھی جائزہ لیا جا رہا ہے اور اس میں کچھ دن گلیں گے کیونکہ یہ سرسویکات متحدہ کا سب سے اہم مرکز ہے۔

(۲) سیل اور صابن کے جائزہ کرنے والے ماہر نے مظفرنگر، سمانپور اور دہرہ دون کے اضلاع کا جائزہ لے لیا ہے۔

ب۔ ویسات کی صنعتوں کا جائزہ

(۳) چمڑہ۔ جائزہ کرنے والے کچھ دن بیازربے لہذا اس مہینہ میں زیادہ دورہ نہ کر سکے۔ وہ ایک مکمل رپورٹ لکھ رہے ہیں جس سے جلد ہی پیش کرنے والے ہیں۔

(۴) شہد کی مکھی پالنا۔ محل پوری کے جائزہ لینے والے نے گونڈہ اور بہرائچ کے اضلاع میں

اپنی جانچ ختم کر لی ہے۔ امین کی جاتی ہے کہ وہ تمام صوبہ کی مکمل رپورٹ محمودی کے ختم ہونے پر دیدیجے۔
(۵) ٹاٹ پٹی اور چٹائیاں وغیرہ۔ فقیر اور لالہ باد کے ضلعوں میں سروے کر کے والے نے اپنی جانچ پوری کر لی ہے۔ انہوں نے جو پور اور ایٹ کے ضلعوں میں ٹاٹ پٹی کی صنعت کے متعلق ایک چھوٹا نوٹ پیش کیا ہے۔

(۶) ٹوکریاں بید کا سامان اور موٹو مٹھا وغیرہ۔ بارہ بنگی اور ہر دوئی کے ضلعوں کا جائزہ لیا جا چکا ہے۔ جتنا کام اب تک ہو سکا ہے اس کے متعلق سرویر (جائزہ لینے والا) اپنی مکمل رپورٹ لکھ رہے ہیں جو وہ جلد ہی پیش کریں گے۔

(۷) کھلونے اور برتن۔ سروے کرنے والے نے نومبر ۱۹۳۸ء کے اخیر تک کی ان تمام ضلعوں کی مکمل رپورٹ جن کا انھوں نے جائزہ لیا تھا پیش کر دیا ہے۔ رپورٹ میں صوبہ جات متحدہ کے تمام برتن بنانے کے اہم مرکزوں کا تذکرہ ہے۔ اس مہینہ میں انھوں نے رائے بریلی اور الہ آباد کے ضلعوں کا دورہ کیا اور وہاں کی جانچ پوری ختم کر دی۔ یہ اطلاع ملی ہے کہ رائے بریلی میں مرن کا کارام ہی کا ایک اہم مرکز (۸) لوہے کی چیزیں اور شیشہ۔ اناؤ۔ رائے بریلی اور پرتاب گڑھ کا جائزہ ختم ہو گیا ہے۔

(۹) تیل، صابن اور گھی۔ سروے کرنے والے نے تلمن اور گھی کے متعلق زراعتی خرید و فروخت کے انفرکشن کو یہاں سے معلومات حاصل کیں اور اعداد کی فہرست تیار کی۔ اس کے علاوہ انھوں نے مراد آباد کے ضلع کی جانچ کی اور اسے ختم ہی کرنے والے تھے کہ بیمار پڑ گئے۔

(۱۰) دیہات میں بڑھتی کا کام۔ صدر کے سروے کرنے والے ضلع پٹی بھیت گئے اور وہاں دیہات کے بڑھتی کے کام کی جانچ کی اور اسے تقریباً ختم کر دیا۔ پٹی بھیت دیہات کے بڑھتی کے کام کے مرکزوں میں سے ایک اہم مرکز ہے۔ اس کی خاص وجہ اس کا جنگل کی قربت ہے۔

ج۔ سروے کرنے والوں کی کانفرنس

(۱۱) ۵ دسمبر ۱۹۳۸ء کو لکھنؤ میں صنعتی ماہر جائزہ لینے والوں کی دوسری کانفرنس منعقد ہوئی۔ ڈائریکٹر صاحب اطلاعات عامہ نے صدارت فرمائی۔ ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ صاحب صنعت و حرفت مغربی مرکز اور میٹرڈی، وائی اتھارٹی بلبرٹیل بھی موجود تھے۔ سروے کرنے والوں کے کام پر تبصرہ کیا گیا اور ان کو جدید شعور سے آبد تبادیر آئندہ کے لئے بتائی گئیں۔

د۔ کام کی جانچ

(۱۲) کانفرنس کے بعد سروے کرنے والوں کو کانپور بلا لیا گیا اور وہاں تین چار دن روک کر ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ صاحب صنعت و حرفت اور ناظر صدر نے ان کی پیش کردہ رپورٹ پر ان سے

بات چیت کی اور اس پر تنقید کی۔ کچھ سروے کرنے والوں کی رپورٹ صدر مقام کے سرور پر پڑھ چکے ہیں۔ اب ڈوڈنیل سپرنٹنڈنٹ صاحب صنعت و حرفت اس کا ملاحظہ کریں گے تب اس پر تنقید کر کے مشورہ دے کر سرور متعلقہ کے پاس بھیج دیا جائے گا۔

۲۔ صنعت کا جائزہ (جنوری ۱۹۳۹ء)

(۱) چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کا جائزہ اقتصادی اور فنی نظریہ سے جاری ہے۔ گھریلو صنعتوں کے زیادہ تر اہم مرکز جن کی پر تال ہو رہی تھی ختم ہو چکی ہے۔ نخل پروری، برتن بنانے، کھلونے بنانے، گھسی، شیشہ، لوہا، بان، ٹاٹ کی بچی کی صنعتوں کی عارضی رپورٹ آچکی ہے اور اس کی جانچ ہو رہی ہے۔

۱۔ چھوٹی صنعتوں کا جائزہ

(۲) چمڑہ کے ماہر سرور سکراری چمڑہ کے سرسہ کانپور کے پرنسپل کے عہدہ سے الگ ہو گئے اور کانپور میں تحقیقات میں مشغول تھے۔ انہوں نے کانپور (جو صوبہ جات متحدہ میں بہت ہی اہم ایک اہم مرکز ہے) کی پر تال تفریبا ختم کر دی ہے۔

(۳) تیل اور صابن کے ماہر سروے کرنے والے نے میرٹھ، بٹنہ شہر اور علیگڑھ کی پر تال ختم کر لی ہے۔ انہوں نے تیل اور صابن کی صنعتوں کے متعلق دوسری ابتدائی رپورٹ بھیج دی ہے۔ یہ رپورٹ کٹھنری میرٹھ کے متعلق ہے۔

ب۔ گھریلو صنعتوں کی پر تال

(۴) پیٹھرہ۔ ناظر نے ضلع بریلی کا دورہ کیا اور اسے ختم کر دیا۔ انھوں نے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی لیکن اب جلد ہی روانہ کر دیں گے۔

(۵) نخل پروری۔ باندہ، فقیہ پور اور آمادہ کے اضلاع کی پر تال مکمل ہو چکی ہے اور اسی سے تمام صوبہ جات متحدہ کی نخل پروری کی صنعت کی جانچ ختم ہو گئی۔ سروے کرنے والے نے کالیوں کشنہ میں نخل پروری کی صنعت کے متعلق اپنی مجموعی رپورٹ بھیج دی ہے۔

(۶) ڈلیاں، بید کا سامان، مونڈھے وغیرہ۔ سرور نے الہ آباد، بنارس، امین پوری اور فرح آباد کے ضلعوں کا دورہ کر کے وہاں کی پر تال پوری کر لی ہے یہ اطلاع ہوئی ہے کہ لکھا کر ضلع بنارس میں مزدوروں کی مالی حالت بہت خراب ہے۔ امید ہے کہ سروے کرنے والے اپنی مجموعی رپورٹ جلد پیش کر دیں گے۔

(۸) کھلونا اور برتن - ناظر نے جو نیو پرتاب گڈھ اور گونڈھ کے ضلعوں کی پرتال ختم کر لی ہے۔ وہ لکھنؤ اور سیتاپور کے ضلعوں میں بھی اپنے کام کے سلسلہ میں تحقیقات کرنے کے لئے آئے۔

(۹) لوہے کی اشیا اور شیش - میرٹھ کے ضلع کی پرتال ختم ہو چکی ہے۔ ناظر نے لوہے کی صنعت کے متعلق اپنی رپورٹ بھیج دی۔

(۱۰) تیل صابن اور گھس - بیماری کی وجہ سے ناظر زیادہ دورہ نہ کر سکے اپنی مجموعی رپورٹ کے کچھ اور باب انھوں نے لکھ لئے ہیں۔

۳۔ صنوجات متحدہ کی معدنیات کی پرتال

پرتال کا کام جون ۱۹۴۷ء میں شروع ہوا جب کانوں کے اندر کام کرنے کا وقت بارش کے موسم کے شروع ہونے کی وجہ سے کل ایک ماہ رہ گیا تھا۔ اسی عرصہ میں موڑہ کے ضلع کا اور کچھ نئی تال کے ضلع کے حصہ کا دورہ کیا گیا۔ ڈاکٹر دو بے اور ان کے نائب سربراہ جہانی ضلع کے اندر ان مقامات پر گئے جہاں معدنیات مثل لوہا، تانبا، پنسل کا سر، چونکا اور صابن پتھر وغیرہ ملنے کی امید تھی تاکہ ان مقامات کی حالت کا مطالعہ کریں تحقیقات سے یہ ثابت ہوا کہ کچا لوہا چونکہ کم مقدار میں ملتا ہے اس لئے کچھ زیادہ اقتصادی اہمیت نہیں رکھتا (۱) صابن پتھر - صابن پتھر خالص بڑی مقدار میں یگیشہ کے علاقہ میں ۵ میل کے گھیرے میں ملتا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس کا یہاں سے بھیجا جانا گراں نہ ہو۔ ڈاکٹر دو بے کی رائے میں اگر کوئلہ اور لکڑی سے چلنے والی لاریاں صابن پتھر لے جانے کے لئے جاری کی جائیں تو موجودہ حالت میں جو خرچ ہوتا ہے اس میں تقریباً ۲۵ فیصدی کی کمی ہو جاوے گی تب اس صورت میں تجارتی نفع کی امید کی جاسکتی ہے اور یہاں کا صابن ہندوستان کے دوسرے حصوں کے صابن پتھر کے مقابلہ میں آسکتا ہے صابن پتھر کی ہندوستان سے برآمد چینی کی چیزوں صابن، حجر، سخت بلاک وغیرہ کے لئے ہوتی ہے۔

(۲) تانبا - تانبے کی جگہیں موڑہ کے جنوب میں دہرودہر کی پہاڑی کے قریب دیکھی گئیں اور ان کی بابت غور کیا گیا۔ گزشتہ زمانے میں اس پر بڑے پیمانے پر کام کیا جا چکا ہے اب کانیں بند ہو گئی ہیں کیونکہ کانوں کے اندر کام کرنے والے اپنے پرانے اوزاروں سے بہت زیادہ گہرائی تک نہیں جاسکے۔ یہ کانیں بہت اُمید افزا معلوم ہوتی ہیں اور ان کی مفصل جانچ آئندہ سال کرنی ہوگی۔

(۳) پنسل کا سرمہ - ضلع کے مختلف مقامات پر پنسل کے سرمہ کی کانیں پانی گئیں پنسل کے سرمہ کو سخت کرنے (سلیٹ بنانا) گھٹالیاں اور برقی مورچہ بنانے کے لئے اس کا محدود استعمال ہو سکتا ہے۔ پہلے تجربہ خانہ کے کام سے یہ معلوم کیا جائے گا کہ کسی قسم کے مال کی ضرورت ہے تب آئندہ تحقیقات اس کے متعلق کی جادے گی۔ چند مقامات پر اچھے قسم کا پنسل کا سرمہ ملتا ہے۔ جس کی اور جانچ کرنی چاہئے۔ ابھی اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ آیا اتنی کافی تعداد میں یہ چیز مل سکتی ہے یا نہیں کہ اس سے اقتصادی فائدہ اٹھایا جاسکے۔

(۴) چونہ - ان پہاڑیوں کے اندر چونہ بہت کافی پایا جاتا ہے لیکن ان میں زیادہ بیگنیشیا شامل ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کی سمٹ نہیں بن سکتی۔ بلہ دانی کے قریب کے چند مقامات پر خاص چونے کے بے پائے گئے ہیں اور اب یہ دیکھا ہے کہ یہ کب ہلدوانی ہو چکے ہیں۔

(۵) شیشہ کا کچال یعنی سنگ مردہ - سفید ریتلا پتھر جڑوں کی شکل میں ہلدوانی اور کافکو دام کے قریب دریاؤں کی تہ میں پائے جاتے ہیں۔ ان کو توڑنے پر سفید ریت شیشہ بنانے کے لئے ملے گا۔ سنگ مردہ بڑی مقدار میں الوڑہ کے گرد اور بہوالی سے الوڑہ کی سڑک کے کنارے ملتا ہے اس پتھر کو بطور ریت کے اسی کارخانہ میں اس کے قریب ہو استعمال کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ گیس بنانے کے لئے ایندھن ٹکڑی کی شکل میں سستا ہو یا بجلی کی طاقت ارزاں دستیاب ہو۔ چونہ شیشہ بنانے کے لئے اچھی چیز ہو سکتی ہے (۶) سلیٹیں - بہت سی جگہوں میں یہ چیز بہت زیادہ ملتی ہے اور عمارتوں میں اس کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔

(۷) کھریا مٹی - سمٹ بنانے کے لئے یہ ایک ضروری ہے لیکن اس کی اہمیت اس وجہ سے اور بھی زیادہ ہو گئی ہے کہ اس سے سمٹ گندھک کا تیزاب یا گندھک بھی بنتا ہے الوڑہ کے قریب بہت سی کالوں کی جانچ ہو چکی ہے اور وہاں سے جس مقدار میں کھریا مٹی مل سکتی ہے اس کا بھی اندازہ کر لیا گیا ہے۔ وہ ایک بڑی مقدار ہے یہ ممکن ہے کہ یہ چیز ایک بڑی آمدنی کا ذریعہ ہو اور چیل گندھک ایک ضمنی پیداوار ہو وہاں ایک ضروری صنعت قائم ہو جائے اس صنعت یعنی سمٹ بنانے اور گندھک بنانے کے متعلق اپنی تفصیلی تحقیقات کرنی ہے۔ ایک جماعت جو اس میں پکاس لاکھ روپیہ تک لگانے کو یا ایک بڑے پیمانہ پر کارخانہ کھولنے کیلئے تیار ہو

(۸) مرزا پور - بانڈ اور مرزا پور کے ضلعوں کو تفصیلی طور پر جانچ پر تال کرنے کے لئے جن لیا گیا ہے۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ عمارت کے لئے عمدہ پتھر ختمہ طرح کی کالیں کا سالن لیا ہوا

یہ سب چیزیں بڑی مقدار میں پائی جاتی ہیں۔ حکومت کو مرزا پور کی پتھر کی صنعت سے ۶۰۰۰۰ کا محصول وصول ہوتا ہے۔ اس میں اور بھی زیادہ اضافہ کیا جاسکتا ہے اگر اصلاحی طریقہ سے پتھر کان سے نکالا جائے اور نگہبوں اور سامان کے متعلق مناسب طریقہ پر انتظام کیا جائے۔ اس کے متعلق ایک قطعی اسکیم پیش کی جاسکتی ہے۔

ضلع مرزا پور کے کولہ کے علاقوں کی چانچ کی جادہ ہی ہے ضلع کے اندرونی حصوں میں سنگ مرمر بھی پایا گیا ہے۔

راہنہ ٹن گنج کے جنوب میں عمدہ قسم کا چونہ ملتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ مقام ریلوے اسٹیشن سے بہت ہی دور ہے اسلئے جب تک وہاں سے چونہ لیجانے کے لئے راستہ ذریعہ نہ ہو اسوقت تک نفع پر کام ہونا مشکل ہے۔ ضلع کے اندرونی حصے جو مرزا پور سے متوازی یا اس سے کم دہش دوری پر واقع ہیں وہاں کی پرتال ہو۔ ہی ہے اور یہ منمو کرنے کے لئے ابھی کچھ دن لگینگے کہ وہاں کیا ایسی معدنیات دستیاب ہو سکتی ہیں جو اتنی مقدار میں ہوں کہ اس سے کوئی نفع حاصل ہو سکے۔

(۹) باندہ۔ یکم دسمبر ۱۹۳۵ء سے یہ ضلع زیر پرتال ہے۔ چونکہ پتھر کے لئے زبردست تحقیق ہو رہی ہے تاکہ اس سے صنعت بنائی جائے لیکن ابھی تک کوئی اچھی کون نہیں ملی۔ کچھ تو خا ملا ہے جس سے بہت ہی سفید چونہ صوبہ جات متحدہ کی شکر سائی کی صنعت کے لئے اور شہر کانپور کی ضروریات کے لئے مل سکتا ہے۔ اس علاقہ میں چونہ جلانے کی صنعت قابل غور ہے تاکہ اس صوبہ کی تمام ضروریات کے لئے بجائے اس کے کہ جو چونہ لاکھوں من کی مقدار میں باہر سے آتا ہے خود ہی صوبہ فراہم کرے۔ اس ضلع میں بڑا گڑھ کے مقام پر شیشہ کے لئے بہت ہی بڑی مقدار میں ریت ملتی ہے۔ ایک اس سلسلہ میں کافی جانچ ہو۔ ہی ہے تاکہ عمدہ قسم کے پتھر چنے جائیں اور شیشہ بنانے کے لئے عمدہ ریت طریق پر پسی جائے تاکہ شیشہ کی صنعت میں اور اس کی عمدگی میں اور اضافہ ہو۔

۴۔ بڑے پیمانہ کی صنعتوں کی کمیٹی

حکومت صوبہ جات متحدہ نے بذریعہ اطلاع نمبر ۱۱۱۴-۱۰-۱۳۴۷ مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۳۵ء ایک کمیٹی کا تقریر یہ مشورہ دیتے کے لئے کیا کہ اس صوبہ میں کن بڑی صنعت کو قائم کیا جاسکتا ہے یا فروغ دیا جاسکتا ہے جس کے لئے کامیابی کی بھی امید ہو اور اس قسم کی صنعتوں کی

کس طرح ہمت افزائی کیجائے۔ اودہ کمیٹی اس بات کی بھی تحقیقات کرے کہ (گڈ) بجلی کے علاقہ میں بجلی کی مہیہ بجی ہوئی طاقت سے کہاں تک فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ اسی سلسلہ میں اخراجات کے لئے مبلغ ۳۰۰۰ روپیہ کی رقم دی گئی ہے۔

اس وقت تک ۲۸ اسکیمیں مکمل جاتی ماہرین یا دوسرے افراد نے تیار کی ہیں۔ ان میں سے ۲۴ اسکیموں پر غور کیا جا چکا ہے یا وہ زیر غور ہیں۔

ذیل کی اسکیمیں بڑے پیمانہ پر صنعتوں کی کمیٹی نے منظور کر کے اپنی سفارش کے ساتھ حکومت کے پاس بھیج دیئے۔

۱۔ لوہے کے پیرلیٹس سے گندھک کے تیزاب کی صنعت

۲۔ برتن بنانے کی صنعت

۳۔ مکئی کے کلف کی صنعت

۴۔ سوڈا ایشی کی صنعت

کاٹک سوڈا بنانے کی اسکیم جو کہ بڑے پیمانہ والی صنعتوں کی سب کمیٹی نے منظور کر لی ہے اس پر بڑے پیمانہ والی صنعتوں کی کمیٹی اپنی دوسری ٹیگ میں غور کرے گی۔

ذیل کی اسکیموں پر سب کمیٹی نے اپنے ۱۰ روبری کے جلسہ میں غور کیا۔

۱۔ ساٹکلوں کی صنعت

۲۔ پختہ مٹی اور شیشہ کے برتنوں کی صنعت

۳۔ گلداس کی صنعت اور

۴۔ گرامفون کے ریکارڈ بنانے کی صنعت

ذیل کی اسکیمیں ابھی زیر غور ہیں :-

لاٹینیں ریڈیو وغیرہ کی صنعت

بہت سی اسکیمیں مثلاً ایک موٹر وغیرہ، بجلی کا سامان اور انجینیری کی صنعتیں ایسی ہیں جن کی اہمیت تمام ہندوستان کے لئے ہے لہذا انہیں تمام ہندوستان کا مفاد دیکھتے ہوئے مختلف صوبائی حکومتوں کے غور و فکر کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے۔

برقیاتی جال کے حلقوں میں فالتو ہاؤس روٹنگ پارک پارک سے فائدہ اٹھا کر صنعت گاہیں قائم کرنے کی اسکیموں کو صنعتی بورڈ کی سب کمیٹی کے پاس غور کرنے کے لئے بھیج دیا گیا۔

انک اصل کمیٹی اور سب کمیٹی کے دو جلسے ہوئے ہیں۔

۵۔ شیعہ گودام خریدی (دسمبر ۱۹۳۸ء)

ماہ دسمبر میں وٹنارک واسطامپ کاغذ اور تانبہ بیٹی ہوئی ناری چادروں کی فراہمی کیلئے ٹیکے کے ٹھینے لگے گئے ہیں۔

(۲) اس ماہ میں معمولی کاغذ عمدہ قسم کا سامان تحریر لوہا وغیرہ تاکا اور صفائی کرنے کی ترقی چیزوں کے ٹیکے کے ٹھینے مکمل ہو گئے۔

(۳) سوہر لال اور گیسٹے لال کانپور کو چلے کی جلیاں بنانے اور چپراسیوں کے لئے ہسپتال کے بے بنائے کاٹھیکہ دیا گیا۔ بگڑی کے کپڑے کی فراہمی زمین اور (ٹانگ کاغذ) لنگلاٹ کے لئے کانپور کے دو کارخانوں اور بنکود کے ایک کارخانہ سے انتظام کیا گیا ہے۔ مرکز گزیر پوسٹوں کی ضرورت ایکڑ کوٹو انجینئر صاحب زرد اوڈھن لودر گٹھا کی نہر علیکدہ کوٹھی اور ایک کشتی کی فراہمی کے لئے جس کی ضرورت بلند شہر ڈوڈھن گٹھا کی نہر بلند شہر سرسوز کر بارورس لیڈنگ کلکتہ اور حاجی غلام حسین اور سنرور کی کوٹھیکہ دیا گیا۔ بجی کے سامان کی فراہمی کے لئے بھٹی کے دو کارخانوں کلکتہ کے ایک کارخانے اور دلی کے ایک کارخانے کی قیمتوں کی فہرست منظور کی گئی۔ پانچ ہزار ۳۰۰ فٹ بے ریلوں کے محروسے کی فراہمی کاٹھیکہ سرسوز ۱۲ ایرن اور اسٹیل کپنی لیڈنگ کلکتہ کو دیا گیا۔ ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۸ء کے سال تمام تک پولیس کے کہتے دیکھنے وغیرہ اور ددی کی فراہمی کے لئے ۲۰ کارخانوں سے انتظام کیا گیا۔ کیاوی چیزوں (ادویات وغیرہ) کی فراہمی کاٹھیکہ سرسوز بھال کیمیکل اور فارمیسیکل دکنس اور کپنی کلکتہ دیا گیا۔

۶۔ نمائشیں

دسمبر ۱۹۳۸ء میں محکمہ صنعت و حرفت نے اس صوبہ کی دوڑی نمائشوں میں جو اچھو دھیا اور بنارس میں ہوئیں حصہ لیا۔ بنارس کی نمائش کانگریسی کمیٹی بنارس نے کی تھی اور اچھو دھیا کی نمائش صوبہ جات متحدہ کی صوبہ جاتی کمیٹی کی طرف سے ہوئی تھی۔ ان ہر دو نمائشوں میں محکمہ نے کافی بڑے پیمانہ پر حصہ لیا تھا ان نمائشوں کے علاوہ محکمہ نے منسلک ذیل نمائشوں میں حصہ لیا۔

۱۔ تمام ہندوستان کی صنعت و حرفت کی نمائش جو بھنہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کی مولانی میں ہوئی تھی

۲۔ نمائش ڈیپٹرکٹ بولڈر رائے پریلی

۳۔ نمائش صنعت و حرفت ہر دئی۔

۴۔ نمائش صنعت و حرفت اور زراعت بکھنڈ

۵۔ آل انڈیا کادی اور صنعت و حرفت کی نمائش امداس

۶۔ گریس کلان کی نمائش جو اٹاؤ کے ضلع میں ہوئی تھی۔

پہاڑی اضلاع میں صنعت و حرفت کی ترقی (دوسرے حصہ)

سرکاری اون سگلو دام الموڑہ

(۱) اسٹرکٹس دانوں کے پیلے گردہ کو کام سیکھا یا بچکا ہے اور مناسب طور پر ان کا امتحان لینے کے بعد انہیں ان کے مختلف مرکوزوں میں اس ہیئت میں کام شروع کرنے کے لئے روانہ کر دیا جاتا ہے۔
(۲) کمالی کے مقام پر تقریباً بارہ عورتوں کو کتائی کا کام سیکھا یا گیا۔ اس طرح پر کتائی کا کام عورتوں میں بھی رائج ہو گیا ہے۔

(۳) ہلدوانی کے پناہ گھر کو بھی چرخے دیئے گئے ہیں تاکہ ایک لڑکیوں کو کتائی کا کام ملے۔
(۴) نیامی میا بی ہلی۔ دربارنگائی سیکھانے والے کی نگرانی میں تھوڑے سے خاکی رنگ کے تھلس حسب خواہش گودام بنائے گئے۔ ان کی خوب بکری ہوئی تھلس سستری رنگ میں بھی رنگے جاتے ہیں۔

(۵) بکیشور کی نمائش میں گودام نے حصہ لیا۔

(۶) الموڑہ میں مل روڈ پر ایک دوکان کرایہ پر لی گئی ہے۔ تاکہ وہاں الموڑہ کے گودام کے بنے ہوئے کپڑے اور سوئی چیزیں جو یہاں میدان کے مرکوزوں میں بٹی ہیں فروخت کی جائیں اسکی دہرے الموڑہ کے عوام کو الموڑہ اور دوسرے مرکوزوں میں تیار ہونے والے سامان کو خریدنے میں آسانی ہوگی۔

رنگائی کی تعلیم۔ تاڑی کھیت میں یہ تعلیم دی جا رہی ہے اور ایک بڑی حد تک دریوں اور ٹنڈیوں کے بنانے کے تالے رکھنے کا کام سیکھا جاتا ہے۔

کتائی کی تعلیم۔ پڈت سری کرشن پانکھ ہڈکٹے دلوں کو تعلیم دیتے ہیں۔ انہوں نے ایک گردہ کو کام سیکھا دیا ہے۔ پڈت، بیرب دت نے جن کا ابھی حال میں لوہا گھاٹ سب ڈوڈن میں تبادلہ ہوا ہے۔ وہاں اپنا کام شروع کر رہا ہے۔

انجمن امداد باہمی تاڑی کھیت ملوں کی انجمن اسدو باہمی تاڑی کھیت نے بہت خوبصورت دریاں بنوائی ہیں۔ یہ دریاں خالص ہاتھ کی کٹی ہوئی لکڑی سے بنائی گئی ہیں۔

پہلی اضلاع میں صنعت و حرفت کی ترقی (جنوری ۱۹۳۹ء)

سرکاری اون کا گودام الموڑہ

(۱) جنوری ۱۹۳۹ء کو تار کی کھیت میں صد کلنٹے والوں کا سب سے پہلے گروہ علی اور علی امتحان لینے کے بعد توڑ دیا گیا۔ یہ لوگ اپنے اپنے گاؤں میں کتائی انجینس قائم کرنے کے لئے گئے ہیں۔

(۲) باگیشور کی نمائش اور میلہ میں ایک جلسہ یہ طے کرنے کے لئے کیا گیا کہ الموڑہ کے ضلع میں کن کن نئے مقامات پر کتائی کا کام شروع کیا جائے، ۲۰ گاؤں کی فہرست مرتب کی گئی ہے۔ اصحاب ذیل جلسے میں شریک تھے:- ڈپٹی کمشنر، چنڈت دیو کی نندن پانٹے سپرنٹنڈنٹ۔ صدر اور انسپکٹر انجمن گاؤں سدھار اور سپروائزر۔

(۳) کتائی انجینس ذیل کے مقامات پر قائم ہوئی ہیں اور انہوں نے کام شروع کر دیا ہے:-
دبوال (سلسٹ)، جو کوٹ، جلیلی، ٹاکلہ، سمیشور، ڈگ، ناگوری، گنگولی گھاٹ، انسیاری، مینتی لاگڈھ، گرام بنی (دینی تال)

(۴) الموڑہ کی مال روڈ پر گودام نے ایک خروہ فروشی کی دوکان کھولی ہے۔ دو بیچنے والے مفہوم کے گئے ہیں۔ اسکی وجہ سے الموڑہ کے عوام کو اور ان لوگوں کو جو وہاں سیر و تفریح کیلئے رہتے ہیں مختلف قسم کے ہاتھ کے بنے ہوئے کپڑوں مثلاً اونی، سوئی، ریشمی کے ملنے میں آسانی ہوگی۔

(۵) باگیشور میں جو نمائش ہوئی تھی اس میں الموڑہ کے گودام نے بھی حصہ لیا تھا۔ جہاں کی دوکان کو اپنی عملگی کی سند ملی۔

(۶) باگیشور کی نمائش میں کتائی کا ایک مقالہ ہوا تھا جس میں خالی کلنٹے والے کو اول انعام کشن کا تمغہ ملا۔ ۱۸ جنوری کو بنڈت جواہر لال نہرو نے گودام کا معائنہ کیا اور جہاں کے کام سے بہت خوش ہوئے۔ گودام میں ہاتھ کے کتے ہوئے دھاگے سے اور کوٹ کا کپڑا بننا بھی شروع ہو گیا ہے۔

انجمن امداد و باہمی تاثری کھیت۔ اس انجمن میں خوبصورت دریاں اور قالین تیار ہوتے ہیں باگیشور کی نمائش میں بھی اس انجمن نے حصہ لیا تھا اور اسے بہترین دریاں اور قالین بنانے کے صلہ میں امتیازی سند دی گئی تھی۔ اس انجمن نے مونے ہوز اور سٹرا اور پل اور دھاگے کے کتے ہوئے دھاگے سے بننا شروع کر دیا ہے۔ یہ انجمن پنکھیاں بھی بنا رہی ہے۔

رنگائی کا کام سکھانے کے عملی درجے۔ مشرور تاثری کھیت میں کام کرتے رہے ہیں اور وہاں کی انجمن کے لئے رنگائی کا کام کرتے رہے ہیں۔ باگیشور کے میلہ میں انہوں نے رنگائی اور چھپ

کا مظاہرہ کیا۔ ان کے ایر و گرافت چھپائی کے مظاہرہ نے ایک بڑی جماعت کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ اب وہاں خاتون کو رنگائی سکھانے کے لئے ہیں جس کی بنائی سکھانے کے لئے مقرر ہیں۔
 سن کی بنائی سکھانے کے لئے درجہ۔ باگشور کی نمائش میں سن کی بنی ہوئی چیزوں کی نمائش کی گئی اور وہ اشیاء بہت پسند کی گئیں۔ کام سکھانے والی خاتون اپنے کام میں اور بھی ترقی کر چکی کیونکہ مشورہ مان کو رنگائی سکھا رہے ہیں۔

کتنائی اور بنائی سکھانے کے درجہ۔ پنڈت بہرودت سوکی ڈرگ میں ۲۵ لڑکوں اور ۵ لڑکیوں کو کتنائی سکھا رہے ہیں۔ وہ ۱۰ لڑکوں کو بنائی بھی سکھا رہے ہیں۔ جب لڑکے اور لڑکیوں کی کافی تعداد کام سیکھ جائیگی تو وہاں کتنائی کا ایک مرکز بھی قائم کیا جاسکے گا۔
 پنڈت سری کرشن پانک تازی کھیت میں کام کر رہے ہیں۔ اب وہ ہیڈ کتنائی کرنے والوں کے دوسرے گروہ کو کام سکھا رہے ہیں اور تازی کھیت کی انجمن کی بنائی کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔ انہوں نے ہیڈ کتنائی کرنے والوں کو بہت کامیابی سے کام سکھایا ہے۔

۹۔ تجارتی انجمنیں

ٹریڈ یونین ایکٹ کے ماتحت جنوری ۱۹۳۹ء کے دوران میں جینی ملی مزدور یونین گوکپور کی جہڑی ہو گئی ہے۔

۱۰۔ دیہاتی صنعتوں کی ترقی (دسمبر ۱۹۳۸ء)

مبلغ دونٹو روپیہ کا ایک عطیہ ضلع گاؤں سدھارا انجن مراد آباد کو دیا گیا ہے کہ وہ مبلغ ۱۵ روپیہ اجوار لایک آدمی گاؤں والوں کو مٹی کے کھلونے بنانے کیلئے مقرر کرے۔

ایک دوسرا عطیہ مبلغ سات ٹھو روپیہ کا انجن گاؤں سدھارا اٹاؤ کو اس لئے دیا گیا ہے کہ موضع بھانپور میں چھوٹی میں واقع ہے ایک بننے اور کاتنے کی مکمل انجن قائم کی جائے۔ تجویز یہ ہے کہ ایک ماٹر کاتنے والا پتھر اور دھنکیوں کے ساتھ مقرر کیا جائے جو گاؤں گاؤں جاگڑ گاؤں والوں کو روٹی کا دست اندازہ پتھر چٹوں پر فٹا سکھا دیں۔ یہ شخص ایک گاؤں میں جو ہفت سے زیادہ قیام نہ کرے گا۔

مسٹر۔ ایس پنڈت، ایم۔ ایل۔ اے۔ نے چالیس سفید رنگ باران مرغیاں مع دو بلیوں وغیرہ کے موقع کہاٹی ضلع الموڑہ میں مرغی خانے قائم کرنے کیلئے دیا ہے۔ مبلغ دو ٹھو پچاس روپیہ معد انجن گاؤں سدھارا الموڑہ کو دیا گیا ہے کہ وہ موجودہ قائم کو بڑھائیں اور اس میں ترقی دیں۔ اس مرغی خانہ سے گاؤں

دلوں کو اچھی نسل کی مرغیوں کے انڈے مفت تقسیم کئے جا دیں گے تاکہ وہ دیسی مرغیوں سے
سے جائیں اور اس طرح ہر منلح میں مرغیانی میں ترقی ہو
نوشیر اور سرسنگ کے جو تانبانے والوں کی انجمن کے ممبروں کے فائدے کے خیال سے نوشیر
منلح میں پوری میں جڑہ کی رنگائی کا درجہ قائم کیا گیا ہے۔ اس درجہ کے چلانے کیلئے دست کاری کا کام سکھانے
والا مقرر کیا جا چکا ہے۔

لاؤں سدھارا سکیموں کے تحت اور بہت سے دباغت (جڑہ کی رنگائی) کے مرکز قائم کئے جا رہے
ہیں۔ کچھ کیلئے انتظامات ہو چکے ہیں اور باقی کیلئے مناسب آدمی کام سکھانے کیلئے رکھے جا رہے ہیں۔
حکومت نے مبلغ ایک ہزار آٹھ سو پچیس روپیہ ذیل کی صنعتوں کو بطور آرائش جاری کرنے کیلئے
نام ہندوستان کی گٹھ کی صنعت و حرفت کی انجمن کو دینے کیلئے منظور کیا ہے۔

۱۔ اصلاحی کھنی سے تیل پیرنا

۲۔ دھان چھانٹا اور آناج پینا

۳۔ ہاتھ کے بنے ہوئے کاغذ

۴۔ دیسی بجی مٹی سے مالاں بنانا۔

یہ عطیہ جلد انجمن کے حوالہ کر دیا جاوے گا۔

۱۱۔ گڑ کی صنعت کی ترقی (جنوری ۱۹۳۷ء)

چھالیسوں گنے کی کاشت کرنے ضلعوں میں گڑ سازی بہدی طرح جاری ہے۔ صوبہ کے مختلف
حصوں میں اب کی فصل میں گڑ کا نرخ مناسب ہے یعنی مبلغ لاکھ سے ستر
تک فی من ہے۔

گڑ سدھار تجویز پر تقریباً ۵۰۰ گاؤں میں عملدرآمد ہو رہا ہے۔ کام کرنے والے بااجرت ملازمین اور ۵
سے زیادہ کام سیکھے ہوئے اعزازی کام کرنے والے گنے کی کاشت کرنے والوں کو اصلاحی قسم کی بھٹیوں
بنانے اسکے اصلاحی طریقہ پر صاف کرنے اور عمدہ قسم کے گڑ بنانے میں مدد دے رہے ہیں اس وقت عمل کا نتیجہ یہ
ہے کہ اب بازار میں عمدہ قسم کا گڑ بازار میں بہ افراط میں مل سکتا ہے اور صوبہ کے مختلف حصوں سے
جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلاحی طریقہ پر جو گڑ تیار ہوا ہے۔ وہ منافع
سے بک رہا ہے۔

مشرقی اضلاع میں خاص کر لیا اور خانپور میں جہاں گڑ بنانے کا طریقہ خراب ہے اور مل بھی
ضائع جاتا ہے اور خراب گڑ بنتا ہے اس امر کی غامضی کو کشش کی جا رہی ہے کہ گڑ کی قسم اچھی

ل جائے اور پھر اس کی بکری کی آسانیاں بہم پہنچانی جائیں۔
 دقیقہ دو ہزار سے زیادہ اصلاحی قسم کی بھٹھیاں گاؤں میں بنائی گئی ہیں تاکہ ریس
 جلدی اور کم ایندھن میں اہل جائے۔

دیسی قسم کے کوہو جن کو بیل چلاتے ہیں ان سے ۳۰ سے ۵۵ فیصد تک رس نکلتا ہے (اوسط ۵۰
 فیصد) اور اس کے مقابلہ میں نئے قسم کے کوہو جو اب رائج کئے جا رہے ہیں ان سے ۶۰
 سے ۶۸ فیصد تک رس نکلتا ہے اب تک ۶۰۰ سے زیادہ اس قسم کے کوہو ہیا کئے جا چکے ہیں
 اور ڈانڈ فرامی کیلئے لوگوں سے ان کی ضروریات معلوم کر کے مرتب کی جا رہی ہیں۔ گنے کے کاشت
 کرنے والوں کو نئے قسم کے کوہو کی خرید کیلئے قرضہ کی آسانیاں بہم پہنچانے کیلئے حکومت نے اس سال
 تقاضی کیلئے دو لاکھ روپیہ تک منظوری دی ہے اور آئندہ سالوں میں اور روپیہ دینے کی بھی تجویز ہے۔
 سات ہزار بیگنوں سے زیادہ ڈولا کے بیج جو رس صاف کرنے میں استعمال ہوتا ہے اس کام
 کیلئے گنے کے کاشت کرنے والوں کو تقسیم کیا گیا

محکمہ امداد باہمی کے اشتراک عمل سے بارہ گاؤں میں گڑ کی منڈی قائم کرنے کا کام کیا
 منڈی اور پراڈیٹس جا رہا ہے۔ اور گنے کی کاشت کرنے والوں کو ان کے مال کی مناسب
 قیمت حاصل کرنے میں مدد دی جا رہی ہے۔ گڑ کے محفوظ رکھنے کے لئے بھی تجربے
 کئے جا رہے ہیں۔

ماہ دسمبر میں ضلع گوردھپور کے اندرونی علاقوں میں گنے کے کاشت کرنے والوں
 کے ۶ جلسے کئے گئے تھے جس میں ہزاروں کی تعداد میں کاشتکار شریک تھے۔ ان
 مواقع پر جو مظاہرے کئے گئے تھے وہ نہایت مفید تھے اور وہ بہت پسند کئے گئے۔
 اسی طرح ضلع بلیا میں جنوری کے دوسرے ہفتہ میں ۶ جلسے کئے گئے اور وہ سب بھی بہت
 کامیاب رہے۔

۳۳ جنوری ۱۹۳۹ء کو اراکین انجنیئرنگ فروشاں کانیور کا ایک بے ضابطہ جلسہ
 ہوا جس میں نائب گڑ سدھارا فسر نے اراکین انجنیئرنگ کو گڑ کی منڈی قائم کرنے کی
 تجویز میں دلچسپی لینے کے لئے کہا۔ اراکین انجنیئر نے پرزور طریقہ پر اس تجویز کی تائید
 کی اور گڑ کی برآمدگی کی کوشش میں موثر اقدام کا فیصلہ کیا۔ انکا خیال ہے کہ عمدہ
 قسم کا گڑ جو عملی کاربن کے طریقہ کا بنا ہوا ہے وہ بازار میں بے کے منافع سے جلد
 فروخت ہو جائیگا۔

ہردوئی میں رام لیلہ کے میلہ کے موقع پر، باگیشور (الموڑہ) کی دیہی صنعتی اور زرعی

نمائش میں اور سیاسی ضائع کانفرنس پھچھوند (اٹاڈہ) میں گڑ کے مظاہرے بہت کامیاب ہوئے۔

کانپور، فیض آباد، الہ آباد اور اٹاڈہ میں جو آرگنائزروں کے کام سکھانے کے درجے قائم ہوئے تھے ان میں گڑ سدھار اسکیم کے متعلق تقریریں ہوئیں۔

۱۲۔ گورنمنٹ ہینڈ لوم امپوریم۔ لکھنؤ

ذیل میں اپریل سے جنوری تک دس ماہ کے اعداد بالقابل کا نقشہ گذشتہ دو سالوں اور سال رواں کے اعداد بالقابل کا نقشہ درج ہے :-

۱۹۳۶-۳۷	۵۰۳۵۳ - - - - -	روپیہ
۱۹۳۷-۳۸	۱۲۱۲۶ - - - - -	روپیہ
۱۹۳۸-۳۹	۲۰۱۱۴ - - - - -	روپیہ

سال گذشتہ اس دوکان کی مجموعی بکری ۵۵۵۵۵ روپیہ تھی۔ امید ہے کہ سال گذشتہ کے مقابلہ میں اس سال کی مجموعی بکری ایک لاکھ زیادہ ہوگی۔

ان دو مہینوں میں دوکان میں چار غیر ملک کے بڑے تاجر آئے اور ان میں سے تین نے تو کافی مال کے لئے آرڈر دئے اور ایک نے بطور نمونہ تھوڑے سے مال کے لئے آرڈر دیا۔ اس کے علاوہ انھوں نے ہر قسم کے نمونے لئے اور یہ وعدہ کیا کہ اپنے اپنے ملکوں میں پہنچ کر وہ کافی مال کے لئے آرڈر دیں گے۔

مختلف قسم کے نمونے دیکھ کر وہ بہت متعجب ہوئے اور انھوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ مالک غیر میں ہاتھ کے بے ہوئے مال کے کافی نکاسی کی امید ہے۔ اس لئے ان کے طلباء اور اساتذہ نے بھی جو گھومنے کے لئے آئے تھے دوکان دیکھی اور ان کو کرگھ سے کپڑے کی بنائی بھی دیکھائی گئی۔ ان لوگوں نے یہاں کے مال اور مظاہرہ دونوں کو بہت پسند کیا۔

اس دوکان نے لکھنؤ، پٹنہ، دھنباہ، اور گلاب باغ کی نمائشوں میں اس زیر بحث عرصہ میں شرکت کی اور نظر باغ کے راجہ نے یہاں کے بہترین کپڑوں کی وجہ اس دوکان کو ایک نقرنی تمغہ عطا کیا۔ اس کے علاوہ پٹنہ کی نمائش میں جو ہاتھ کے بہترین پٹے ہوئے کپڑوں کے لئے دو تمغے رکھے گئے تھے اس میں سے ایک طلائی تمغہ اس دوکان کو ملا۔

ضلع بستی میں گھر کے قریب خلیل آباد میں ایک نیا گودام قائم کیا گیا ہے تاکہ کارٹھے کی بنائی میں ترقی دی جائے۔ اب کافی تعداد میں کھدربے لگا ہے اور ۵۰ سے زیادہ کرگھے اس دوکان کے لئے مال تیار کرنے کے واسطے الموطہ، ملان وال، اور دوسری جگہوں میں چل رہے ہیں۔

اس مہینہ میں جو جدید طرز رائج کئے گئے ہیں وہ کوٹ کے کپڑوں کا طرز (اثاثہ) ہے جو تحقیقی شعبہ نے نکالا ہے۔ روٹنڈارنگین قوئے، دھاریدار، روٹنڈاروٹیوں کے کپڑے (گورکھپور) مختلف ملے ہوئے رنگوں کے اسکارٹ (سندیل) دھاریدار قمیص کے کپڑے (بارہ بنکی، دھاریدار اندھی (مٹو)۔ الکل طرز جو مسٹر ایم۔ ایس۔ رندھاوا، آئی۔ سی۔ ایس۔ فیض آباد نے دیا ہے اسے عمدگی کے ساتھ ترتیب دیکر انھیں کی رائے اس میں اور بھی ترقی دی گئی ہے امریکہ کے ایک خریدار نے اس قسم کے کپڑے کا ایک بڑی مقدار میں آرڈر دیا ہے۔

۱۲۔ تحقیقاتیں اور تجربات جو سرکاری فنی اور صنعتی اداروں میں کئے جاتے ہیں

اس پانچ ہزار روپیہ کی رقم میں جو تحقیق اور تجربات کے لئے سرکاری فنی اور صنعتی اداروں کے لئے دی گئی تھی ذیل کے مختلف اداروں کو ان کے سامنے درج شدہ عیلے دئے گئے ہیں۔

نام	رقم	مقصد
۱۔ جڑی کے کام سکھانے کا مدرسہ الہ آباد	۳۰۰	شہد کی مکھی کے چھتہ بنانے کے تجربات
۲۔ دھات کے کام سکھانے کا مدرسہ، علیگڑھ	۵۰۰	کروم کا ملع سازی کا پورا کرنا
۳۔ ایچ۔ بی ٹکنالوجیکل انسٹیٹیوٹ، کانپور	۵۰۰	گھلا ملا کر گولیاں کرنے کی تحقیق کو پورا کرنا
۴۔ سرکاری مرکزی کپڑہ بننے کا ادارہ، کانپور	۲۰۰	لہریا چھانے کے تجربے
۵۔ ایچ۔ بی ٹکنالوجیکل انسٹیٹیوٹ، کانپور	۱۰۰۰	پیس کے اس رال اور کھلی سے ملائم اور پکڑا چیز بنانا
۶۔ دھات کے کام کا اسکول، علیگڑھ	۱۰۰۰	ڈرم پلیٹنگ اور ڈوائی چنگ کے تجربات
۷۔ بنائی اور چھپائی کا اسکول، بلند شہر	۵۰۰	پاش بننے کے لئے رائجہ کے تجربات

سرکاری مرکزی بنائی کا ادارہ، بنارس

دسمبر ۱۹۳۳ء کے دوران میں اس ادارہ میں ذیل کی تحقیقات اور تجربات کئے گئے:-
(۱) کراس بارڈر ڈائی کاسیابی کے ساتھ مکمل کیا گیا۔ اسے کرگہ پر چڑھایا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ ٹھیک طرح ہے۔

کام کتاب ہے۔ لکھنؤ کی کھادی کی صنعتی نمائش میں اور بنارس کی کانگریس کی نمائش میں اس کا مظاہرہ کیا گیا تھا۔ (۳) پرانی گھرانے والی مشین پر مزید تجربے اور نئے قسم کی بناوٹ جو شروع کی گئی تھی وہ جاری ہے۔

(۳) ہاتھ کی بنی ہوئی ساریوں پر بنائی کام۔ ان ساریوں کو عالی جناب وزیر اعظم صاحب نے بہت پسند فرمایا۔ الہ آباد اور لکھنؤ کی نمائشوں کے موقع پر ان ساریوں پر لوگوں کی خاص توجہ رہی۔ بن کے متعلق مقامی نمائش میں مظاہرہ کیا گیا جس کو علاوہ اور لوگوں کے کپڑوں بننے والوں نے بہت پسند کیا۔ یہ ساریاں جو پہلے سادی زمین کی بنی تھیں اب ہر جگہ بھولدار بنتی ہیں۔

(۴) بھوٹیا کرگمہ۔ مقامی نمائش میں اس کرگمہ میں اصلاحی چیزیں لگا کر مظاہرہ کیا گیا۔ الہ آباد اور لکھنؤ کی نمائشوں میں بھی اس کا مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرے ختم ہونے کے بعد ٹوئیل بنانے کے متعلق اور دوسرے چار بن کے نمونے کے متعلق مزید تجربات کئے جائیں گے۔

(۵) ۴۰۰۰ انگریزی چیکارڈ جو ادارہ کے کارخانے میں ایک مدت سے بیکار پڑا ہوا تھا نکالے گئے۔ اس کے تمام پرنٹ الگ کر کے صاف کئے جا چکے ہیں اور کافی مدت اس کی مرمت بھی کیا جا چکی ہے۔ اور اب گنگھی لگانا شروع کر دیا گیا ہے۔

(۶) ماہ گذشتہ کے دوران میں فرنگک کے کپڑے احمرو کے گدوں کے وزن پر ڈوبی کرگمہ پر بننے کے تجربہ شروع کیا گیا۔ یہ کام جاری ہے اور یک رنگ بنانے سے بنا جا چکا ہے۔ اب یہ کئی رنگ کے بنانے سے بنا جائے گا تاکہ خوشنما معلوم ہو۔

(۷) خود بخود کام کرنے والا کرگمہ جو پہلی سے منگایا گیا تھا آگیا ہے اور لگا دیا گیا ہے۔ اس کرگمہ پر بنائی کا تجربہ اس وقت شروع کیا جائے گا جب اس مشین کے کچھ پرنٹ بدل کر ان میں کچھ اصلاح ہو چکے گی۔ اس کرگمہ کی مشین میں کچھ خرابیاں ہیں اور قبل اس کے کہ اس پر بنائی شروع کی جائے ان کی مرمت کی ضرورت ہے۔

سرکاری فنی مدرسہ گورکھپور

(۱) دو طاقت کی گینس جو اس مدرسہ میں بنائی گئی تھیں اب قریب ختم کے ہیں اس کے تمام خاص خاص حصے لگائے جا چکے ہیں۔

(۲) جو گینس کہ میلوں سے چلائی جاتی ہیں ان کے لئے ایک خاص قسم کا زنجیر وار گبر (فڈانہ وار سپت) تیار کیا گیا ہے۔ یہ دونوں کا ڈھاننا اور ان کی درستگی ہو چکی ہے اور پرنٹوں کے لگانے کا کام جاری ہے۔

(۳) سمٹ اور کنکریٹ سے کپے کنوے بنانے کے لئے فارمیو پر غور کیا جا رہا ہے۔

سرکاری مرکزی کپڑہ بننے کا ادارہ، کانپور

(۱) اونی چیزوں کی تحقیق کے شعبہ نے دوڑنے کبلوں کے نمونے تیار کئے۔ دو طرز کے نمونے اب تک اسسٹنٹ ڈائریکٹر (گھریلو) صنعتوں کے پاس مناسب مقامات پر رائج کرنے کے لئے بھیجے جا چکے ہیں۔ چار نمونے اور تیار ہیں اور ان پر عملدرآمد کا مسئلہ ابھی زیر غور ہے۔

(۲) جاپانی رسا بنانے کی مشین پرنس کی کٹائی کے تجربات جاری ہیں اور ابھی حال میں ڈائریکٹر صاحب صنعت و حرفت نے اس کام کا معائنہ کیا تھا۔

(۳) دسمبر کے مہینہ میں چھپائی کے سات طرز تیار کئے گئے تھے اور ساٹھ طرزوں کے فلکے بنائے جا رہے تھے۔ جنوری کے مہینہ میں ان میں سے چھ میں رنگ دینا باقی رہ گیا تھا جو مکمل کر دیا گیا ہے۔ ان کے کام کے تحقیقی شعبہ میں چار طرز تیار کئے گئے تھے جو چھپائی کے لئے بھی موزوں تھے جنوری میں پانچ طرز تیار ہوئے ہیں۔

(۴) کرگھ کے متعلق تحقیق۔ ۵۵ الوڑہ کے دیسی رنگے ہوئے ہلکے پختہ رنگوں کی جانچ ختم ہو گئی ہے۔ دوسرے ذرائع سے ان کے پختہ ہونے کے متعلق باقاعدہ جانچ ہو رہی ہے کپڑوں کی ٹنڈ رنگ کے متعلق یہ معلوم ہوا ہے کہ بہترین ٹنڈ رنگ اس وقت ہوتا ہے کہ جب کپڑہ کافی دیر تک کھلا ہوا رکھا جا چکا ہے۔ نجیب آباد اور مظفرنگر کی جیلوں میں کبلوں کے ڈرم ٹنگ کے تجربات کئے گئے اور اس سے عارضی طور پر یہ معلوم ہوا ہے کہ ڈرم ٹنگ میں جب صرف کم ہوتا ہے تو کپڑہ کو دبیز بنانے میں بھی خرچ کم ہوتا ہے۔ اس کے متعلق رپورٹ تیار ہو رہی ہے۔

سن کے سوت کی رنگائی اور دھلائی جو پمپلی بھیت اور الوڑہ سے انچ۔ بی۔ فنی ادارہ، کانپور کے ذریعہ موصول ہوئی ہے اور جس کے اوپر مقامی طور پر بھی تجربات ہو رہے ہیں ان سب سے بہت امید افزا نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ ان کے نتائج پر اقتصادی نباتات وال سے بھی بحث ہوئی اور اس سے سوت کا تنے اور رنگنے اور دھونے کے متعلق بھی بڑے پیمانہ پر تجربات کئے جا رہے ہیں۔

۱۴۔ پڑھانے کے درجے

(۱) پڑھانے کا درجہ (بڑھتی کام) ضلع بریلی موضع بدایت پور میں (دسمبر ۱۹۳۷ء) اس درجہ میں لڑکے ہیں۔ یہ سب کے سب برابر حاضر رہتے ہیں اور انہوں نے کچھ بڑھتی کام سیکھ بھی لیا ہے۔ دسمبر کے مہینہ میں ٹکڑے گاؤں سدھا کے پرنسٹنٹ گورکھپور کے حکم سے پانچ نوگری کی مشینیں اور کچھ کرسیاں وغیرہ بنائی گئیں۔

(۲) رنگائی اور چھپائی سکھانے کا درجہ بارہ نکی۔ دوران ماہ (دسمبر ۱۹۳۸ء) جسٹریپر، ایلوکلین کا نام تھا اور اوسطاً برابر حاضر رہتے تھے۔ طلباء نے ۱۲۵ پونڈ سوتی اور سرسبز سوت کپے اور کچے رنگوں میں رنگا ہے۔ اب وہ لوگ تینیس، کوٹ، بلیئر تھبند کے کپڑے پختہ رنگ کے سوت سے اور کپے رنگ کے سوت سے انگوچھ بنا رہے ہیں۔ یہ مال مقامی بازار میں بکتا ہے اور تھوڑے سے بننے والے اپنا مال میسن انڈسٹریل کو اپریٹو فڈریشن لیڈ میں فروخت کرتے ہیں۔ دھاریدار کپڑوں میں دھاریوں کے رنگ برابر بدل دیئے جاتے ہیں اور رنگوں کی اس تبدیلی سے مال آسانی سے محل جاتا ہے اور اچھی قیمت ملتی ہے

موزہ بنیائیں بننے والے طالب علم کا اپنے مال کئے کھانے میں آسانی کی غرض سے سرکاری کرگھ کے بنے ہوئے کپڑے کی دوکان سے رابطہ کر دیا گیا ہے۔ وہاں سے اس طالب علم کو موزہ اور بوزوں کا کافی آرڈر ملا ہے۔

کچھ کپڑے پیٹ کر صاف کئے جانے اور چمکائے جانے کے بعد فروخت کئے جاتے ہیں میسن انڈسٹریل کو اپریٹو فڈریشن کا مال ہاتھ سے کٹائی کرنے والی مشین سے صاف کئے اور چمکایا جاتا ہے دھلائی کے کارخانے کو کپڑوں کے رنگنے اور کپڑوں کی صفائی میں علی مدد بھی دی جا رہی ہے (۳) چمڑے کے کام سکھانے کا درجہ، گنگا کھیرا، ضلع اناؤ (دسمبر ۱۹۳۸ء)۔ چونکہ کافی ذخیرہ موجود ہے لہذا اس ماہ زیر رپورٹ میں صرف تین کپے چمڑے اور کھالوں کا اضافہ کیا جاسکا اس طرح برکل ۱۰۸۶ کھالیں اور چمڑے اب تک اس درجہ میں کام میں لائے گئے۔ اس میں سے ۵۷۱ نو فروخت ہو چکے ۲۰۹ بائکل مکمل ہو چکے ہیں اور ۳۰۷ ابھی سجائی کے مختلف دور میں ہیں۔ ماہ زیر رپورٹ میں کاریگروں کی تعداد ۱۱ سے ۲۵ ہو گئی۔

یہ بات قابل ستائش ہے کہ اس قسم کے پانچ اور درجے قائم کرنے کی اسکیم جاری ہے اور اب اس قسم کے درجوں کی تعداد سات ہو جائیگی۔ فنی کام سکھانے والے جوان نئے قائم ہونیوالے مرکزوں میں جا کر کام سکھا دیں گے وہ بھی گنگا کھیرا کے کام سکھانے کے درجہ میں کام سیکھ رہے ہیں تاکہ وہ گاؤں کے پٹھہ سجانے کے نئے طریقہ سے جو بہت کامیاب ثابت ہوا ہے واقف ہو جائیں۔ یہ فنی کام سکھانے والے بہت جلد نئے مرکزوں میں بھیجے جائیں گے تاکہ وہاں جا کر درجے قائم کریں۔

(۴) رانیوں میں کام سکھانے کا درجہ۔ رانیوں کے چمڑے سجانے کے درجے نے اچودھیا کی ناٹھ میں ایک مظاہرہ کی جماعت بھیج کر شرکت کی۔ قابل فخر بات یہ ہے کہ اصلاحی طریقہ پر گاؤں کے چمڑے سجانے کا مظاہرہ بہت کامیاب رہا یہاں تک کہ مایع نواب وزیراعظم حکومت صوبہ جات متحدہ اور جناب پنڈت نوجا ہر لال نہرو صاحب نے مع چند دوسرے لیڈروں کے اس مظاہرہ کا معائنہ کیا

اور اسے بہت پسند فرمایا۔

اب امید یہ ہے کہ اس قسم کے اور بھی کئی مدرسے مفاد عامہ کی غرض سے جلد قائم کیے جاویں گے۔

۱۵۔ مظاہرہ کی جماعتیں

(۱) سکندر آباد کی جماعت۔ دسمبر کے مہینہ میں رجسٹرڈ اس مدرسہ میں ۲۲ طلباء کے نام درج تھے جس میں سے ۱۳ نوکڑا بننے والے تھے اور ۹ بنائی کے (ماڈل دیونگ) قابل تقلید نمونہ کے مدرسہ کے طلباء اور مدرسین تھے۔ جنوری کے مہینہ میں ۲۴ لڑکوں کا نام رجسٹر پر درج تھا جس میں سے ۱۴ نوکار یگر تھے اور ۱۰ طلباء اور بنائی کے ماڈل اسکول کے کام سکھانے والے تھے۔ دسمبر کے مہینہ میں ۴۵ پونڈ اور جنوری میں ۵۵ پونڈ سوت اس مدرسہ میں رکھا گیا۔ سری نہرو کھاری کر بالیا کے لئے یہاں کھدر کے تھان بھی سنگے گئے۔ جو کچھ مال یہاں ان ہر دو ماہ میں تیار ہوا ان میں سے تقریباً ۲۰ گز چار خانے کے طرز کے پٹریٹ لکھنؤ کی کرگھ کے بسنے ہوئے کپڑوں کی دکان میں کپڑا بننے والوں کی امداد باہمی کی انجمن کے ذریعہ بھیجا گیا۔

(۲) طوان کی جماعت۔ اس مدرسہ میں دسمبر کے مہینہ میں رجسٹر پر ۲۳ آدمیوں کا نام تھا اور جنوری میں بھی ۲۳ آدمی تھے۔ جنوری میں ۲۲ کار یگر تھے۔ دسمبر اور جنوری دونوں مہینوں میں اس مدرسہ میں ۳۵ سیر سوت رکھا گیا۔ اسکے علاوہ دسمبر میں ۵۰ تھان اور جنوری میں ۵۰ تھان کی دھلائی اور اسپر چمک اور صفائی پیدا کرنے میں نگرانی بھی کی یہ سب تھان دکان کے لئے بھیجے گئے۔ یہ سارا مال کندی کرنے والی مشین میں صاف کیا گیا اور اس میں چمک پیدا کی گئی۔

جوینور میں امتناع منشیات کا افتتاح

آئرمل وزیر صنعت و حرفت نے کھادی فروخت کی

یکم اپریل ۱۹۳۹ء کو عالی جناب ڈاکٹر کاٹھو وزیر صنعت و حرفت نے امتناع منشیات کی جدوجہد کے افتتاح کے سلسلہ میں جوینور کے ضلع کا دورہ کیا اور دو دن وہاں قیام کر کے بہت سے جلسوں میں تقریریں کیں اور مختلف تحصیلوں گاؤں سدھار کے مرکزوں اور ہریکوں کے محلوں کا دورہ کیا۔ جناب موصوف نے تین بیچایت گھروں کا سنگ بنیاد رکھا اور ۲ اپریل ۱۹۳۹ء کو شام کو جوینور گاؤں میں آشرم کھدر بھنڈار کا افتتاح کیا۔ موصوف نے ان لوگوں کے مجمع میں جو وہاں ان کی تقریر سننے کے لئے جمع ہوئے تھے ایک مختصر تقریر کی جس میں انھوں نے فرمایا کہ کھدر

ہندوستان کی آزادی اور فلاح کی جدید تنظیم کی ایک روح پرور چیز ہے۔ تقریر کے بعد وزیر صنعت و حرفت نے کھدر بیچنا شروع کیا اور جو لوگ وہاں موجود تھے ان لوگوں کے ہاتھ کافی مقدار میں کھدر فروخت کیا۔

یکم اپریل ۱۹۳۹ء کو بجے صبح ڈاکٹر کاجو نے امتناع منشیات کے سب سے پہلے جلسہ میں بہ مقام بادشاہ پور تقریر کی اور امتناع منشیات کے افتتاح پر اس ضلع کو مبارکباد دی۔

آپ نے شراب نوشی دارو اور افیون جیسی خراب اور ہلک چیزوں کے خلاف جدوجہد کرنے کے افتتاح کرنے پر اہلیان ضلع جو پور کو دلی مبارکباد پیش کی اور فرمایا کہ سال گذشتہ یہ مبارک کام ایٹھ اور مین پوری کے اضلاع میں شروع کیا گیا تھا۔ وہاں جو کامیابی ہوئی اس پر ہر شخص مسرور ہوا۔ اس سال امتناع منشیات کا علاقہ ۴ اور ضلعوں تک بڑھا دیا گیا ہے اور خدا کے فضل سے امید ہے کہ اس سال ان چاروں اضلاع میں بھی اتنی ہی زبردست کامیابی ہوگی۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ کچھ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ حکومت کیلئے صوبہ میں امتناع منشیات کا جاری کرنا ضروری نہ تھا۔ ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہمارے ملک میں شراب نوشی وغیرہ کی وبا حقیقتاً اتنی زیادہ نہیں ہے۔ عام طور پر لوگ سنجیدہ ہیں اور ان کا اعتراض یہ ہے ایک تھوڑے آدمیوں کے لئے جو شراب نوشی اور افیون وغیرہ جیسی بُری چیزوں کے عادی ہیں حکومت کیوں ایک کثیر آمدنی سے دست بردار ہوتی ہے جو ان نشیل چیزوں کی بکری سے حاصل ہوتی ہے۔ لیکن وہ اس بات کو نظر انداز کر دیتے ہیں کہ حکومت کا ان برادران ملک اور ان کے اہل و عیال کے متعلق کیا غامض فرض ہے جو ان بُری عادتوں کا شکار ہیں اور جس کی وجہ سے وہ مصیبت میں مبتلا ہیں۔ یہ ہر شخص کو معلوم ہے کہ ہمارے بہت سے غریب بھائی اپنی تھوڑی پونجی کا ایک بڑا حصہ نشہ بازی کی نظر کر دیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ صرف ان کو اس سے تکلیف ہوتی ہے بلکہ ان کے بیوی بچے بھوکے اور تنگ رہ جاتے ہیں۔ عوام اور ان کی حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ ان لوگوں کی بیویوں اور بچوں کو جو ان بُری عادتوں کا شکار ہیں اس کے بُرے نتائج سے بچائیں۔ سوال صرف یہی نہیں ہے کہ حکومت کو کتنی آمدنی ہوتی ہے بلکہ ہر فی روپیہ پر جو حکومت کو اس ذریعہ سے وصول ہوتا ہے نشہ باز۔ اپنی اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے تین چار روپیہ صرف کرتے ہیں۔ ایک غریب آدمی کے لئے یہ بہت بڑا نقصان ہے جو کچھ کہ وہ ان فضولیات میں مصروف کرتا ہے اسے وہ اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے کھانے پینے اور دیگر ضروریات زندگی میں اس سے بہتر طریقہ پر خرچ کر سکتا ہے۔ لیکن ہم کو ایک بات ہرگز نہ بھولنی چاہئے وہ یہ کہ امتناع منشیات کے مصنف یہ سنی نہیں ہیں کہ سرکاری لائسنس پر مسکرات نہ فروخت ہوں بلکہ اس کے واقعی یہ معنی ہیں کہ ہر شخص قلعی میں خرافات سے

پر بیز کرے۔ اگر لائسنس والی دکانیں بند ہو جائیں اور پھر بھی لوگ مسکرات میں لگے رہیں اور ناجائز طور پر شراب کشید کریں اور دوسرے مقامات سے افیون وغیرہ چھپا چراگر لادیں تو ہم قطعی اپنے کام میں ناکامیاب رہیں گے اور یہ بات ہم سب کے لئے باعث شرم ہوگی۔ یہ ضرور ہے کہ حکومت ناجائز طور پر شراب کشی اور چھپا کر ان اشیاء کے لانے کے خلاف کارروائی کیگی حکومت کے قانون اور قواعد انسانیت کے ساتھ لیکن سختی سے برتے جائیں گے اور اس بات کا لحاظ رکھا جائے گا کہ ان لوگوں کو جنہیں اپنی دیرینہ عادت کی وجہ سے ان بری چیزوں کی لت ہو گئی ہے انہیں تھوڑی مقدار میں کچھ دنوں کے لئے ڈاکٹر کے مشوروں سے محض ان کی صحت کی خاطر افیون وغیرہ دی جائیں لیکن صرف حکومت کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ ان بے بختوں کی خراب عادتیں چھڑائے جو اس بلا کا شکار ہو گئے ہیں۔ اصولی طور پر یہ کام خود عوام کا ہے۔ ملک کا ہر ہی خواہ پوری سرگرمی سے اور بے لگ ہو کر اس کام میں حصہ لے سکتا ہے۔ ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے ذاتی اثر سے اپنی خود نظیر پیش کر کے اس سہارک کام میں ترقی دے۔ رائے عامہ ناجائز کشیدنی شراب اور چھپا کر ان اشیاء کے لانے کے اس قدر خلاف ہو کہ جو لوگ اس کے مرتکب ہوں وہ اسے محسوس کریں کہ ان کا یہ فعل صرف ایک تعزیری جرم ہی نہیں ہے بلکہ قطعی طور پر سما کے خلاف اور بے شرمی کا ہے لہذا اسے لازمی طور پر مسدود کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ ان بُری حرکتوں کے کرنے والوں کو اس کا بھی احساس کرنا لازمی ہے کہ وہ اپنے تھوڑے سے نفع کے لئے دوسروں کو کیا نقصان پہنچا رہے ہیں۔

آخر میں آپ نے فرمایا کہ ہندوستان ایک غریب ملک ہے۔ یہ کسانوں مزدوروں اور ہر یکوں کا ملک ہے جو بڑی سقیم حالت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ان کی جسمانی اور دماغی نشوونما میں قوت بخشیں تاکہ ان میں خودداری خود اعتمادی اور ضبط نفس پیدا ہو۔ ہماری خواہش ہے کہ وہ آزاد ہندوستان کے پہلوت ہوں۔ ہم اپنے اس مقصد میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک کہ مسکرات کی وبا ہمارے یہاں سے دور نہ ہو جائے۔ اس کے بعد موصوف نے پُر زور طریقہ سے تمام باشندگان ضلع ہندو مسلمان سکھ اور عیسائی تمام فرقہ ملت بڑے اور چھوٹے اور اپنے ہر بھائیوں کی بڑی پچایت سے اس بات کی اپیل کی کہ وہ اس تحریک میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں تاکہ ہماری کوششیں پوری طور پر بار آور ہوں۔

سید ہر کو جناب موصوف نے کہنا ہو کانس اور کچھ دوسرے مواضع کا دورہ کیا اور تقریریں کیں کام کے معائنہ کئے اور دیہات کے لوگوں سے گاؤں سدھار کے پروگرام اور امتناع منشیات کی جدوجہد کے اخراجات کے متعلق گفتگو کی۔ ۵ بجے شام کو پچھلی شہر میں ایک بہت بڑا جلسہ ہوا جس میں دبائے مسکرات کا پتہ چلا گیا اور آنربل وزیر کے سامنے بہت سے سپاس نامے پیش

کئے گئے یہاں بھی انھوں نے لوگوں سے امتناع منشیات کے کامیاب بنانے کے متعلق پرزور اپیل کی اور لوگوں سے یہ درخواست کی کہ وہ خود بخود شراب و غیرہ سے پرہیز کریں۔ بچے شام کو شہر جوپور میں موصوف کا ایک عظیم اشراف جلسہ نکالا گیا جو بعد میں تقریباً ۹ ہزار آدمیوں کے جلسہ کی صورت میں ختم ہوا۔ تمام مذاہب کے نمائندوں نے منشیات سے پرہیز کرنے کا بیڑا اٹھایا اور امتناع منشیات کی جدوجہد میں سچائی کے ساتھ حکومت کی مدد کا وعدہ کیا۔ انہیں ڈاکٹر صاحب نے ایک پرزور تقریر میں امتناع منشیات کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور یہ بتایا کہ اس وبا کے دو پہلوئے پر اس منفع کے لوگوں کو کتنے بڑے فائدہ کی امید ہے۔

۲ اپریل ۱۹۳۹ء کو صاحب موصوف ظفر آباد تشریف لے گئے۔ یہ جگہ پرانے زمانہ میں ہاتھ کا کاغذ بنانے کے لئے بہت مشہور تھی جہاں اب بھی کارخانوں کی پرانی عمارتوں کے آثار موجود ہیں۔ ۱۹۴۲ء میں جو کاغذ یہاں بنا تھا اس کا ایک ٹکڑا صاحب موصوف کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ ظفر آباد میں پھر کاغذ کی صنعت شروع ہو گئی ہے۔

بعد دوپہر وزیر موصوف نے مفتی گنج اور چورا کا دورا فرمایا۔ چورائیں چاروں کا ایک جلسہ ہوا یہاں بھی آپ نے اپنے امتناع منشیات کے متعلق اپنا پیغام سنایا اور لوگوں نے یہ قسم کھائی کہ نہ صرف یہ کہ وہ ہر قسم کی مسکرات سے پرہیز کریں گے بلکہ یہ کہ وہ اس کا بھی سحاذ رکھیں گے کہ کوئی شخص چرا چھپا کر اس قسم کی چیز نہ لائے گا اور نہ تلجائز شراب کشیدگی کی بیگنی شام کے وقت ڈاکٹر صاحب کراکت تشریف لے گئے جہاں کراکت ٹاؤن ایریا کمیٹی کے صدر نے آپ کی خدمت میں استقبالہ سپانسامہ پیش کیا۔ تقریباً ۹ ہزار آدمیوں کا ایک جلسہ ہوا جس میں آپ نے تقریر فرمائی۔

فالحا حب عبدالحسن خاں صدر مسلم لیگ جوپور نے ڈاکٹر صاحب کو دن کے کھانے پر مدعو کیا۔ شام کے وقت وزیر صنعت و حرفت نے کھدر بھنڈاڑ کی رسم افتتاح انجام دی اور تقریباً ایک گھنٹہ تک دوکان پر بیٹھ کر کھدر فروخت کیا۔



ضروری خبریں

مدح صحابہ کا فیصلہ

گورنمنٹ اپنے بیان میں جو ماہ نومبر گذشتہ میں شائع ہوا تھا یہ کہہ چکی ہے کہ سنیوں کو اپنے مکانات مسجدوں اور میلاد شریف کے موقعوں پر بغیر کسی مداخلت کے مدح صحابہ کرنے کا حق ہے۔ اس وقت جو امر تصفیہ طلب رہا تھا وہ یہ تھا کہ گورنمنٹ سنیوں کو عام جلسہ یا جلوس کی شکل میں مدح صحابہ کرنے کا موقع کب دیگی اس کی بابت اس بیان میں یہ کہا گیا تھا کہ گورنمنٹ کا ایسا کرنے کا ارادہ تھا لیکن ایسی صورت میں جبکہ شیعہ اور سنیوں سے اس مسئلہ پر گفتگو کی جا رہی ہے گورنمنٹ کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ اپنی جانب سے کوئی فیصلہ دے۔ اس وقت سے اس مسئلہ کی طرف گورنمنٹ کی برابر خاص توجہ رہی لیکن ایک جانب کشوکِ فضا کی ناقابلِ اطمینان اور کدِ رحلت اور دوسری طرف ہر دو فریق میں باہمی سمجھوتہ کی امید کی وجہ سے گورنمنٹ اپنے اس ارادہ کو عمل میں نہیں لاسکی جو گذشتہ نومبر میں ظاہر کیا گیا تھا۔ اس دوران میں بعض اطراف سے تین دن کی مناسبت کے متعلق اشتباہ کا اظہار کیا گیا ہے۔ گورنمنٹ اس کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتی کہ اس معاملہ پر مکرر غور کیا جائے کیونکہ سنیوں کا پبلک میں مدح صحابہ کرنے کا حق بغیر کسی دن کے استثناء کے گورنمنٹ کے متذکرہ بالا بیان میں تسلیم کیا جا چکا ہے۔ یہ حق شل دیگر شہری حقوق کے حکام ضلع کے صدر اس حق و انتہا سے مشروط ہے جو ان کو اتنا اور قیود عاید کرنے کی بابت خالصاً قیام امن کی وجہ سے حاصل ہے یہ قید ناگزیر ہے جس سے پبلک کا کوئی حصہ بچ نہیں سکتا ہے۔

لہذا یہ سلسلہ بیان ماہ نومبر گذشتہ گورنمنٹ اعلان کرتی ہے کہ سنیوں کو پبلک جلسہ اور جلوس میں مدح صحابہ کرنے کا موقع ہر حالت میں بارہ وفات کے دن ہر سال اس شرط سے دیا جائے یا اگر گلا کہ وقت اور مقام اور راستہ کا تعین حکام ضلع کریں گے۔

اخباروں سے ضمانت طلبی

حکومت نے ۲ اگست کو پریس کی مکمل آزادی کے متعلق اپنی پالیسی کا اعلان کیا تھا۔ اس اعلان کی بنیاد ان اساسی حقوق پر تھی جو گلانڈیس کے اجلاس کانگریس میں منظور ہوئے تھے۔ اس اعلان نے ہندوستان کے ہر شہری کو بغیر مذہب اور ذات کی تخصیص کے اظہار خیال کا حق آزادانہ

میل جول اور اجتماع کا حق، ضمیر کی آزادی اور مکمل بندوں اپنے مذہب پر عمل پیرا ہوتے اور اس کا تحفظ کرنے کا ذمہ لیا تھا بشرطیکہ ان تمام باتوں سے امن و اخلاق عامہ کو خطرہ نہ ہو حکومت کے اس بیان میں اس کا بھی اعلان تھا کہ حکومت کو ہر شخص سے ان تمام افعال کا سد باب کرنا ہو گا جن سے مختلف فرقوں میں کشیدگی اور منافرت پیدا ہو۔ زمام حکومت سنبھالتے ہی ۲۰ جولائی ۱۹۳۹ء کو ایک حکنامہ کے ذریعہ سے حکومت نے یہ بات بالکل صاف کر دی تھی کہ اسکا ارادہ ان اخبارات کی ضمانتیں واپس کرنے کا نہیں ہے جن کی تحریروں سے فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا ہونے کا امکان ہے۔

مذکورہ بالا پالیسی کے ماتحت اب حکومت نے لکھنؤ کے بعض شیعہ اور سنی اخباروں سے اس بنا پر ضمانت طلب کرنے کا حکم دیا ہے کہ وہ برابر فرقہ وارانہ منافرت پھیلا رہے ہیں جن اخبارات سے ضمانت طلب کی جائے گی وہ ایسے مضامین شائع کرتے رہے ہیں جن سے یہ دو فرقوں کی دل آزاری ہوتی ہے اور آپس میں منافرت برپا ہوتی جاتی ہے۔ حکومت نے بت تامل کے بعد اس طریقہ کار کو جمعیۃً اختیار کیا ہے۔ ان اخباروں کے ایڈیٹروں چھاپنے والوں اور شائع کرنے والوں کے نام زیر دفعہ ۴۴۴ ضابطہ فوجداری احکام جاری کئے گئے تھے لیکن اس سے ان کی بڑھتی ہوئی ستراتیوں بند نہ ہوئیں اور انھوں نے اپنی فتنہ پردازی جاری رکھی۔ موجودہ نازک حالت کا خیال رکھتے ہوئے اور فرقہ وارانہ کشیدگی کو بڑھنے سے روکنے کی اس فوری ضرورت کے پیش نظر جس کے احساس کا اظہار عوام کی تمام جماعتوں کی طرف سے ایوان قانون ساز کے اندر اور باہر ہو چکا ہے حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ذیل کے اخبارات کے خلاف پریس ایکٹ کے ماتحت کارروائی کی جائے۔ اخباروں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ حکمران

۲۔ گمین

۳۔ مغرب

۴۔ سپاہی

۵۔ کامران

۶۔ رہنما

یہاں یہ بھی بتا دیا جائے کہ حکومت صوبہ کے ان ہندی اور اردو اخبارات کے حعلق بھی غور کر رہی ہے جنہوں نے ہندو اور مسلمانوں میں منافرت پھیلائی ہے۔

چھوٹے سرکاری ملازمین کیلئے چھٹیوں کے نئے قواعد

حکومت ایک عرصہ سے چھوٹے درجہ کے سرکاری ملازمین کو بہتر سہولیتیں دینے کے لئے ان کی چھٹیوں کے قواعد کو نرم کرنے کے مسئلہ پر غور کر رہی تھی۔ چنانچہ حسب ذیل دو صورتوں میں حکومت نے ان کی رخصت کے قواعد نرم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

(۱) جمع کی ہونی چھٹی۔ چھوٹے درجہ کے مستقل سرکاری ملازمین کو ۱۱ روزہ ملازمت کے بعد متوسط تنخواہ پر بجائے ۲۰ دن کے ۶۰ دن کی جمع شدہ رخصت، کا حق حاصل ہو گا اب یہ لوگ بجائے ۲۲ مہینوں کے ۴۴ مہینوں تک یہ چھٹی جمع کرتے رہیں گے اور جب وقت بھی چھٹی کا حق ہو جائے گا ان کو ۶۰ دن کی رخصت اوسط تنخواہ پر مل سکیگی۔

۲۔ وہ چھٹی جو ذاتی کاموں کے لئے دیجاتی ہے۔ اوسط تنخواہ پر جمع شدہ چھٹی اور نصف اوسط تنخواہ کے حساب سے ڈاکٹری سرٹیفکٹ پر ملی ہونی چھٹی کے علاوہ چھوٹے درجہ کے مستقل ملازم کو اپنے نجی کاموں کے لئے سارے زمانہ ملازمت میں کل بارہ مہینوں کی چھٹی نصف اوسط تنخواہ پر مل سکیگی۔ لیکن اس کا حق اسی وقت ہو گا جب چھوٹے درجہ کا کوئی ملازم اپنی مستقل ملازمت کے کم سے کم پانچ برس گزار چکا ہو۔

مزید برآں نجی معاملات کی چھٹی نصف تنخواہ پر ملازمت کا ۱۱ حصہ گزار جانے کے بعد مل سکیگی۔ شرط یہ ہوگی کہ جب نصف اوسط تنخواہ پر ملنے والی چھٹی ساٹھ دن تک کی ہو جائے گی تو وہ چھوٹے درجہ کا ملازم اس چھٹی کا حق دار نہ ہو سکے گا۔
یہ قواعد یکم اپریل ۱۹۲۹ء سے نافذ ہونگے۔

حصار کا قحط

اور

یو۔ پی حکومت کی امداد

گذشتہ اکتوبر میں پنجاب کے اضلاع حصار رہتک اور گڑ گاؤں میں چارہ کا سخت قحط پڑ گیا تھا جس سے وہاں کے لوگوں کے بہت سے اچھے قسم کے مویشی ضائع ہو گئے۔ صدر ضلع کانگرس کمیٹی بھوانی اور صدر کمیٹی بہو دی مویشیان حصار نے حکومت صوبجات متحدہ سے اپنے یہاں کے کچھ مویشیوں کو اس صوبہ کی چراگاہوں میں بھیج دینے کی درخواست کی۔ ان تمام اضلاع کی پریشانیوں کا خیال کرتے ہوئے حکومت صوبجات متحدہ نے نہ صرف ان مقامات کے چند ہزار مویشیوں کو یہاں بھیج دینے کی اجازت دی بلکہ ان کے رہنے کیلئے یہاں کے بہت سے جنگلات کے حصے کھول دئے اور مویشیان کا کافی مناسب انتظام کر دیا۔ گذشتہ چند ماہ میں ان قحط زدہ حلقوں سے دس ہزار سے زیادہ مویشی یہاں لائے گئے اور انھیں اس صوبہ کے شمالی مغربی حصہ کے مختلف مرکزوں میں رکھا گیا۔ ان مویشیوں کی ایک بڑی تعداد کو ٹیکہ نہیں لگا تھا لہذا وہ نہ صرف اپنے لئے نقصان دہ تھے بلکہ اس صوبہ کے مویشیوں کیلئے بھی مہلک تھے۔ لہذا علاوہ مویشیان کا ایک خاص عملہ رکھا گیا کہ وہ ان مویشیوں کو ٹیکہ لگا دیں اور مویشیوں کی بیماری کے خلاف مناسب انسدادی تدابیر اختیار کریں۔ یہ امر قابل مسرت ہے کہ اس صوبہ کی حکومت نے جو انتظامات کئے تھے وہ بہت موثر ثابت ہوئے اور جیسا کہ ان مویشیوں کے بد قسمت مالگوں اور بہو دی مویشیان کی مختلف جموں کے تشکریوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت صوبجات متحدہ کے اس کام کو ان لوگوں نے بہت زیادہ پسند کیا۔

گڑ سدھار اسکیم کی پندرہ روزہ رپورٹ مدت محتمہ ۳۱ مارچ ۱۹۳۹ء

ایکھ کی کمی کی وجہ سے اب کی فصل میں گڑ بنانے کا کام معمول سے بہت پہلے ختم ہو گیا ہے اس وقت صرف ۶ ضلعوں میں کام ہو رہا ہے۔

ایک سال کی اندازاتی کے بعد گڑ کی قیمتوں میں اس فصل میں شروع ہی سے اضافہ ہونا شروع ہو گیا۔ اکتوبر میں جب گڑ کا بازار کھلا تو اس وقت قیمت سیلے چار روپیہ فی سن سے سیلے پانچ روپیہ فی سن تھی اور گذشتہ مارچ کے آخر میں بڑھ کر سیلے پانچ روپیہ سے سیلے سات روپیہ تک ہو گئی۔ قیمتیں

بہت ہی مستقل معلوم ہوتی ہیں اور دوسرے فصل شروع سے پہلے ان کے گرنے کی کوئی توقع نہیں ہے۔ گڑ سدھارا اسکیم کی تحت میں جو اصلاحی طریقہ پر گڑ بنانے کی جدوجہد شروع ہوئی وہ بھی ایسے اچھے موقع پر جب کہ گڑ کی قیمتوں میں اضافہ ہو رہا تھا تو اس سے ایکہ کی کاشت کرنے والوں کی زیادہ بدل گیا اور اس سے اس صنعت میں ضروری مدد ملی۔

گڑ کی قیمتوں میں اضافہ ہونے کی وجہ سے بازار کا مسئلہ کچھ زیادہ مشکل نہ تھا۔ پھر بھی چند مخصوص ضلعوں میں جھریاتی کام کیا گیا۔ اس کی وجہ سے آئندہ فصل میں بازار کے کام میں اضافہ کرنے کے لئے عملہ کو خود ذاتی تجربہ ہو گیا۔

مقامی اعزازی کام کرنے والوں نے جن کی تعداد پانچ سو سے زیادہ ہے گڑ کے مظاہرہ کرنے والوں کی نگرانی میں انھوں نے لوگوں کو اصلاحی طریقہ سے گڑ بنانے کے عملی اور علمی ہر دو طریقوں سے لوگوں کو کام سکھایا نہ صرف یہی کہ انھوں نے اپنے فارموں پر کام سکھایا بلکہ قرب و جوار کے مواضع میں ان لوگوں کا تعارف بھی کرایا۔ ایکہ کے اصلاحی قسم کے کولھوؤں کی مرمت اور ان کے رکھ رکھاؤ کا انتظام بہت ضروری ہے۔ یہ کولھوؤں ضلعوں کے مخصوص مرکزوں میں فراہم کئے گئے اور ان کی مجموعی تعداد ۵۰ تھی۔ آئندہ فصل میں کام کو اور وسیع پیمانہ پر کرنے کے لئے ان مرکزوں کے اندر اور مرکز بنائے جا دیں گے۔ ان اصلاحی قسم کے کولھوؤں کو کاشتکاروں کی فراہمی کے لئے حکومت نے سات لاکھ روپیہ تقاضی کے لئے دیا ہے اور ان کے لئے آرڈر لینے کی جدوجہد کی جا رہی ہے۔

... سے زیادہ اچھی قسم کی بھٹیاں پینائی گئیں اور تقریباً اتنی ہی تعداد کی بھٹیوں میں کچھ تھوڑی بہت اصلاح کی گئی۔ تقریباً دس لاکھ من سے زیادہ اچھے قسم کا گڑ تیار ہوا جس سے ۸۰۰ من سے لے کر ایک روپیہ ۸۰۰ من تک کا نفع ہوا۔ اچھے قسم کا گڑ شہر والوں میں پسند کیا گیا ہے اور یہ بات تھوڑے ہی سی چیزوں پر موقوف نہیں ہے بلکہ اس کے استعمال میں آئے شکر برترجی ملی ہے کیونکہ نسبتاً اس میں غذائیت زیادہ ہے۔

اس اسکیم کے ماتحت راب سے دیسی شکر بنانے میں جو تجربات کئے گئے ہیں اس سے اُمید ہے کہ شکر زیادہ تیار ہو اس طرح پر کھلے کڑھاء کا طریقہ جواب مغفود ہو رہا ہے پھر رائج ہو جائے۔ ایکٹیوٹیڈ کاربن کے گراں ہونے کی وجہ سے کاشتکار اسے استعمال نہ کر سکا۔ اس لئے کہ اس کی قیمت کم ہو جائے اور اس کے بنانے کا طریقہ آسان ہو جائے تجربات امید افزا نتائج کے ساتھ ہو رہے ہیں اور یہ اُمید ہے کہ آئندہ فصل شروع ہونے تک اس سلسلہ میں بہت کچھ ہو جائیگا۔ گڑ چونکہ رطوبت سے پھل جانے والی شے ہے لہذا اس کا گرمی اور برسات میں محفوظ رکھنا

ایک مسئلہ رہا ہے۔ مختلف طریقوں کے کارآمد ہونے اور کچھ دوسرے معلوم کرنے کے لئے تجربات ہو رہے ہیں۔ نمونوں کا وقتاً فوقتاً تجزیہ کیا جاوے گا اور امید ہے کہ دلچسپ نتائج برآمد ہوں گے۔

کھجور سے گڑ بنانے کے تجرباتی کام اور مظاہرے جو ایٹھ اور مین پوری کے اضلاع میں کئے جا رہے ہیں وہ بھی اس اسکیم کی ایک کارآمد شلخ ہیں۔ نہ صرف یہ کہ جہاں گدار رس (جو ابھی تک نشہ آور شے کی طرح استعمال ہوتا تھا) سے میٹھا کر لینے کا اور اس سے کاشتکار کو منفعت ہوگی بلکہ یہ کہ بہت سے تارڑ اور کھجور کے درخت جن سے ابھی تک تھڑی وغیرہ نہیں ہماری جاتی تھی وہ بھی اس کام میں آئیں گے۔ اب چار اور ضلعوں میں یہ کام شروع کر دیا گیا ہے۔

۱۹۳۸-۳۹ء کے دوران میں ان بہت سے مظاہروں کے علاوہ جو تمام صوبہ میں کئے گئے ۲۷ نمائشی میلوں اور کانفرنسوں میں گڑ سدھار کورٹ قائم کئے گئے۔ جو عملی مظاہرہ کئے گئے وہ بہت لوگوں کو پسند ہوئے اور بہت لوگوں نے اسے دیکھا اور اصلاحی طور پر گڑ بنانے میں بہت دلچسپی کا اظہار کیا۔

بجے۔ نغم

آئی۔ سی۔ ایس
ڈائریکٹر محکمہ صنعت و حرفت

مہتروں کے ساتھ حکومت کی ہمدردی

ہزار کیلنسی گورنر صوبہ جات متحدہ نے مہربانی فرما کر ان مہتروں کی ملازمت اور مزدوری کے بارے میں جانچ کرنے اور ان کی حالت سدھارنے کیلئے ایک کمیٹی کا تقرر فرمایا ہے جو میونسپلیٹی اور نوٹیفائیڈ ایریاؤں میں ملازم ہیں۔ کمیٹی ذیل کے افراد پر مشتمل ہوگی۔

اراکین

صدر

بلوکرن سنگھ کین ایم۔ ایل۔ اے پارلیمنٹری سکرٹری عالی جناب وزیر تعلیم۔

اراکین

بلوٹوٹن داس ایم۔ ایل۔ اے۔
بلوٹن لال سکسینہ

قاضی محمد عدیل عباس ایم۔ اے۔ این
مسٹر آر۔ این۔ باسو مدرسیو نیپل بورڈ الہ آباد
بابو نور شہد لال مدرسیو نیپل بورڈ دہرودن۔
رائے امر ناتھ صاحب ایم۔ ایل۔ سی۔
نشی انشور سرن ہرنجن آشرم الہ آباد۔
شری متی رائشوی نہرو (مسٹر برلال نہرو) بذریعہ راجہ نریندر ناتھ صاحب لاہور۔
بابو شام لال مرکزی ہرنجن سیوک سنگ بیل
۲ مسٹر ایس۔ این۔ سپر ڈپٹی سکریٹری ٹو گورنمنٹ لوکل سلف گورنمنٹ اس کیٹی کے سکریٹری
کا کام کریں گے۔

۳۔ کیٹی کے نکات حوالہ حسب ذیل ہونگے۔
(۱) بھنگی اور بھنگنوں کو جو مزدوری ملتی ہے اسکی جانچ کرنا اور انکی ملازمت کے حالات
مثلاً تقرری، چھٹی، ترقی، اور حمل کے متعلق جانچ کرنا اور اس بات کی رپورٹ کرنا کہ کس طرح ان کی
حالت جلد سدھادی جاسکتی ہے۔ اس سلسلہ میں حسب ذیل چیزوں کا رائج کرنا مناسب اور
معقول معلوم ہوتا ہے کہ
(الف) کم سے کم مزدوری کا طریقہ (ب) معتمدانہ کے چھٹی کا طریقہ۔
(۱) بھنگنوں کے لئے زچگی کی چھٹی پر خاص خیال رکھا جائے۔
(۲) ان لوگوں کی رہائش اور قرضہ کے متعلق تحقیقات کر کے اس کی رپورٹ کرنا کہ کون سی
ایسی صورت اختیار کی جائے جس سے ان کی حالت معقول طریقہ پر جلد سدھ جائے۔

تعلیمیاتہ بیکاروں کیلئے حکومت کی امداد

تعلیمیاتہ بیکاروں کے لئے حکومت نے امدادینے کا جو بورڈ مقرر کیا تھا اس کا چھٹا جلسہ
بروز شنبہ تاریخ ۲۶ اپریل ۱۹۳۶ء عالیجناب وزیر صنعت و حرفت کے دفتر میں بجکر ۱۰ منٹ
پر شام کو منعقد ہوا۔ ۲۹ نئی درخواستوں پر غور کیا گیا اور ذیل کے لوگوں کو مختلف صنعتوں کے لئے
۲۵۳۵ روپیہ منظور کیا گیا۔

لکڑی کا کام

۱۰۰۰ روپیہ

۲۰۰

۱۔ مسرہ کھمانند اور ہری سرن الہ آباد

۲۔ حیات سنگ نیپل الودہ

۱۰۰۰ روپیہ

۳- چودھری رحمت علی سہارنپور

۶۰۰

۴- دس لائسن فیض آباد

زنگائی اور چھپائی

۳۳۰

۵- برقی نائنہ سنگھ تنواری پرباگڈہ

۳۳۰

۶- گلشنی چند ستریا آگرہ

چمڑے کا کام

۵۰۰

۷- محمد اخترہ بجنور

۵۰۰

۸- بھیم سنگھ میرٹھ

۵۰۰

۹- بدیم سیج میرٹھ

دباغت ٹیننگ

۱۲۰۰

۱۰- بچکھڑی لال اور دوسرے لوگ فتح پور

۱۲۰۰

۱۱- شمس الدین اور دوسرے لوگ فتح پور

نقاشی اور پتیل کا کام

۳۵۰ روپیہ

۱۲- سردار بہادر علیگڈہ

بکس بنانا

۲۵۰

۱۳- چاند خان بلند شہر

ہیل بال بنانا

۳۵۰

۱۴- کرشنا نارائن کانپور

دھات ڈھالنا

۲۳۵

۱۵- سید محمد حنیف از طرف دار کٹر صنعت و حرفت

تعلیمیافتہ بیکاروں کی عطیات

ماہجناب وزیر صنعت و حرفت کے دفتر میں حکومت نے جو ایک لاکھ روپیہ تعلیمیافتہ نوجوانوں کو صنعتی کام کی امداد کے لئے دیا ہے اس کے متعلق موصولہ عرضیوں کے چنے کے لئے پانچویں جلسہ ۲۱ فروری ۱۹۳۵ء کو ۳ بجے دن کو وقت منعقد ہوا۔ بورڈ نے ۳۸ عرضیوں پر جو مختلف صنعتوں کے سلسلہ میں کافی تھیں غور کیا۔ ۲۰ روپیہ کی رقم کلکسی کا کام صابن سازی۔ روشنائی اور فائل و بنائی وجوہات بنا ناؤ انجینئرنگ اور گلو سازی کی صنعتوں کے لئے منظور کی گئی مجموعی رقم جو اب تک بیکار تعلیمیافتہ نوجوانوں کے معاوضہ دور کرنے میں صرف کی گئی ہے ۸۱۵ روپیہ ۱۹۳۵ء ہے۔ باقی ماندہ عرضیوں پر غور کرنے کے لئے دسمبر ۱۹۳۵ء میں دوسری ٹینگ ہوگی۔

بہادری کا صلہ

موضع جھدو کھر ضلع رائے بریلی میں ۵-۶ جون ۱۹۳۵ء کی رات کو ٹھاکر دین اہیر کے مکان پر مسلح ڈاکہ پڑا۔ ڈاکو مع اسلحہ آتشیں کے مکان میں گھس گئے۔ متوفی صاحب دین کہہ مارنے کچھ گاؤں والوں کو اکٹھا کیا اور بہادری سے ڈاکوؤں پر حملہ کیا ایک ڈاکو جے پھت پر سے گاؤں والوں پر فائر کیا جس کی وجہ سے صاحب دین کی گردن پر گولی لگی اور وہ مر گیا۔ ذیل کی غیر معمولی پیشن حکومت صوبہ جات متحدہ نے صاحب دین کے وارثوں کے نام ۶ جون ۱۹۳۵ء سے منظور فرمائی ہے۔

(۱) صاحب موراجہ۔ مان۔ ۵ روپیہ ماہوار تاحیات یا عقد نانہ۔

(۲) رام لال۔ بیٹا۔ ۳ روپیہ ماہوار جب تک کہ اس کی عمر ۱۸ سال کی نہ ہو جائے۔

رجسٹرڈ نمبر ۲۲۳۵۔

اطلاعا

جلد ۲ لکھنؤ ماہ جون، جولائی ۱۹۳۹ء نمبر ۷۰

خصوصیات

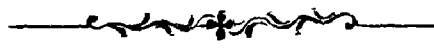
- فقرہ وار تفسادات
- تسلیم
- تعلیمی کیتیاں
- ہندوستان کی سماجی تاریخ
- کثیر المقاصد انجمنہاے امداد باہمی
- حکومت صوبجات متحدہ کی مالی پالیسی
- زراعتی پیداوار کی منڈیوں کا بل ۱۹۳۹ء
- ضروری خبریں

مرتبہ
محکمہ اطلاعات
صوبجات متحدہ



اسلام

صوبہ تختہ



شمار	لکھنؤ ماہ جون، جولائی ۱۹۳۹ء	جلد ۲

فہرست مضامین

صفحہ

مضمون

۳	...	...	...	۱) فرقہ وارانہ فسادات پر عالیجناب وزیراعظم کی تقریر
۵	...	...	...	۲) تعلیم الف) عالیجناب وزیرتعلیم کی تقریر ب) نئی اسکیمیں ج) مسلم تعلیم د) ہریجن تعلیم ۳) مشرقی تعلیم وغیرہ وغیرہ

صفحہ	مضمون
۱۵	(۳) تعلیمی کمیٹیاں (الف) صوبائی بیچ ذات تعلیمی کمیٹی کی تجویزیں (ب) جدید تنظیم تعلیم کمیٹی کی رپورٹ
۱۹	(۴) ہندوستان کی سماجی تاریخ (الف) بنیادی ذخیرہ کی فراہمی (ب) مسلم بادشاہ اور ہندوستانی تہذیب (ج) جدید تعلیمی کمیٹی کی سفارشات
۴۴	(۵) کثیر المقاصد انجمنائے امداد باہمی
۵۶	(۶) حکومت صوبجات متحدہ کی مالی پالیسی
۵۹	(۷) زراعتی پیداوار کی منڈیوں کا بل ۱۹۳۹ء
۸۵	(۸) ضروری خبیریں

فرقہ وارانہ فسادات

کو

ختم کرنے میں آئینہ وزیر اعظم کا سختی سے متنبہ کا ارادہ

آئینہ وزیر اعظم نے ۲۰ مارچ ۱۹۳۹ء کو پہلی بار تقریر کر کے ہونے والی فرقہ وارانہ فسادات کے بارے میں فرمایا کہ۔

آپ یاد رکھیں کہ یہ فرقہ وارانہ فسادات نہ صرف سماج کے سارے توازن کو دور سم پریم کر دیتے ہیں بلکہ پولیس کے انتظامات بھی خراب کر دیتے ہیں۔ ان فسادات کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ہم کو لوگوں کی دہشت دور کرنے کے لئے دوسری جگہوں سے پولیس بلانا پڑتی ہے اور اس سے پولیس کے حسب معمول فرائض کو نقصان پہنچتا ہے۔ ایوان کے مختلف گوشوں سے یہ تجویزیں ہوتی ہیں کہ جہاں کہیں فساد ہو حکام ضلع کے ذریعہ شدید سختی برقی جائے میں ان تجویزوں کو قبول کرتا ہوں اور امید ہے کہ میرے اس بیان کے بعد سے حکام اضلاع ان پر پورا عمل کریں گے اس لئے کہ سارے ایوان کی یہی مرضی ہے۔

جہاں کہیں اشتعال انگیز تقریریں ہوں یا ایسے پمفلٹ اشتارات اور نعلیں شائع کی جائیں جن سے دو فرقوں میں منافرت پیدا ہو وہاں پولیس غیر جانبداری اور انصاف کے ساتھ فوراً مقبول تدبیریں عمل میں آنا چاہئیں۔ میں سمجھتا ہوں سارا ایوان مجھ سے اس بات میں اتفاق کرے گا کہ ان تمام صوبائی اور غیر صوبائی اخبارات کے خلاف فوراً مناسب کارروائی کرنا چاہئے جو ایسی باتیں شائع کرتے ہیں جن سے مختلف فرقوں میں نااتفاقی پیدا ہو سکتی ہے اور جن شخص سے بھی نقصان ہن کا خطرہ ہو بلحاظ اس کی حیثیت اور اس کے سیاسی مشرب کے اس کے خلاف دفعہ ۷۰ ا کی کارروائی کرنا چاہئے۔ جہاں ضرورت ہو فساد کے شروع ہوتے ہی فتنہ کو ختم کرنے کے لئے شریف طبقوں سے خاص سپاہیوں کی بھرتی کی جائے۔

جس جگہ بھی خفیہ زنی قتل یا آتشزدگی کا حادثہ پیش آئے قبل اس کے کہ تحقیقات سے اہلی مجرم پکڑا جائے فوراً وہ تمام لوگ گرفتار کر لئے جائیں جو اس جگہ کے ارد گرد ہوں۔ جن مقدمات پر فسادات ہوں ان کے پڑوس کی تلاشی لی جائے۔ غلط اور دہشت انگیز افواہوں و نیز ان تمام باتوں کو روکنے کے لئے جن سے فساد کی آگ بڑھ سکتی ہے فساد زدہ علاقہ میں فوراً اور بلا اشتہار دھم دھم مذابط فوجداری کا نفاذ کر دیا جائے۔ جہاں کمپن قابل اعتماد اور معقول لوگ مل سکیں اور وہ بذات خود آئادہ ہوں وہاں صلح کیٹیاں بنانی جائیں۔ جہاں تک ممکن ہو تحقیقات تیزی سے انجام دی جائیں۔ مقتول کی سماعت جلد ہو اور بلا تاخیر عبرت انگیز سزائیں دی جائیں۔ اگر کچھ بھی فساد کم نہ ہو تو تعزیری پولیس قائم کی جائے اور اس کے اغراجات ان فرقوں پر ڈالے جائیں جو فساد کے ذمہ دار ہوں۔

مذہب انسانوں کی طرح ہمیں اپنے ہاتھ میں قانون نہ لے لینا چاہئے بلکہ اس کو مدالت کے لئے چھوڑ دینا چاہئے اور اس بات کا استفادہ کرنا چاہئے کہ شہادت کرنے والے کو مناسب حاکم کے ہاتھوں سزا ملے۔ جو شخص ایسا نہ کرے اور شتم ہو کر خودی عمل شروع کر دے وہ ان تمام عجیب واقعات کا ذمہ دار سمجھا جائے گا جو اس کے بعد پیش آئیں گے۔ اگر مسلمان مقتولین زیادہ ہوں تو ہندوؤں سے ان کو روپیہ دلایا جائے۔ اگر مسلمانوں کی جائیداد ضائع ہو تو ہندوؤں سے اس کی تلافی کرائی جائے۔ اسی طرح اگر ہندو مقتولین زیادہ ہوں یا ہندوؤں کی جائیداد ضائع ہو تو فریق ثانی سے اس کی تلافی کرائی جائے جس جگہ ایک خاص فرقہ چھایا ہوا ہو وہاں اس فرقہ کی یہ انتظامی ذمہ داری ہے کہ وہ فریق ثانی کو امن کے ساتھ رہنے دے اور ان کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچنے دے، انکی حفاظت کی نگرانی کرنا بڑے فرقہ کی اخلاقی ذمہ داری ہے اور اگر وہ لوگ نہیں کرتے تو اس کے یہ معنی ہوتے کہ وہ اپنے اس فرض میں ناکام ہے۔ اسی طرح کی دوسری ہدایات کی جائیں گی اور ان پر بلا تاخیر عمل کیا جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ یہ بات ہر شخص کو بتادی جائے گی کہ اگر کسی شخص کو کسی سے نقصان پہنچے تو چاہے وہ ہندو ہو یا مسلمان اسے یہ حق نہیں ہے کہ وہ قانون اپنے ہاتھ میں لے لے۔ اسے مناسب حکام کو اطلاع کرنا چاہئے اور جس شخص نے نقصان پہنچایا ہے اس کو ان کے ذریعہ سزا ملنا چاہئے اگر صرف اسی اصول پر عمل کیا جائے تو سارے فسادات ختم ہو جائیں گے اور کسی شورش کا موقع نہ آئے گا۔

تعلیم

یوپی حکومت اور توسیع خواندگی کی تحریک

اسمبلی میں آئریل سپورٹا ناندجی کی تقریر

یوپی ایسیٹیڈ اسمبلی میں آئریل سپورٹا ناندجی وزیر تعلیم نے ۲۱/۳/۳۹ء کو پیے گاگراٹ پیش کر کے ہوئے حکومت کی تعلیمی پالیسی پر ایک ابدیہ تقریر کی اور تمام پارٹیوں سے اشتراک عمل کی درخواست کی۔

آپ نے فرمایا کہ ”مستقل انقلاب و بے دریغ رہنے ہو تو ایک تعلیم سے پیدا ہونے والے آپ نے ان تمام اکیسوں کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا جو کانگریس حکومت کے لئے خواندگی کے خلاف شروع کی ہیں۔“

آئریل سپورٹا ناندجی وزیر تعلیم نے فرمایا پچھلے سال ممبران نے خواہش کی تھی کہ تعلیم کا گرانٹ پیش کر کے وقت محکمہ تعلیم کی کھپنی ہارڈناری اور آئندہ لائحہ عمل پر ایک واضح تقریر ہونا چاہیے تاکہ اس کو اپنی تجاویز تحفیف میں کسی قسم کی دقت اور غلط فہمی نہ رہے۔ میں نے اس خیال کو بہت پسند کیا تھا اور میرا ارادہ تھا کہ اس سال تعلیمی بجٹ کے ساتھ ساتھ میں محکمہ کے متعلق ضروری اور مفید باتیں بھی ایوان کو بتا دوں گا مگر ایوان کی تجاویز تحفیف کو دیکھ کر میری ہمت ٹوٹ گئی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بجٹ پر بحث کرنا حکومت کی پالیسی پر نکتہ چینی کرنا اور اس کے ساتھ ساتھ خود اپنی طرف سے مفید تجویزیں پیش کرنا میرا ایوان کا صرف حق ہی نہیں بلکہ فرض ہے۔ لیکن معلوم نہیں کیوں اس وقت جتنے گٹ موٹن (تجاویز تحفیف) پیش کئے گئے ہیں ان میں سے ایک بھی اس وسیع نقطہ نظر سے نہیں پیش کیا گیا ہے۔ سب کے سب فرقہ وارانہ رنگ میں فوجے ہوئے ہیں۔ چند تجویزوں کو چھوڑ کر جو ہر جگہوں سے فتنہ رکھتی ہیں باقی ساری تجویزیں تین موضوعوں میں تقسیم ہو سکتی ہیں۔

(۱) انٹر میڈیٹ کالج اٹاواہ میں اردو کا انتظام

(۲) مسلم لائبریریوں کے عطیے اور
 (۳) مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے گرانٹ کی کمی۔ مان لیجئے یہ تمام تجویزیں صحیح ہیں اٹا دہ کالج میں
 اردو پڑھانے کے انتظام پر بہت سے بہت دو ڈھائی ہزار روپیہ سالانہ خرچ ہو گا مسلم لائبریریوں
 کو زیادہ سے زیادہ ۵ ہزار اور علیگڑھ یونیورسٹی کو بہت سے بہت ۴۰ ہزار روپیہ ملے گا۔ اس کے یہ
 معنی ہوں گے کہ اگر ۴۰-۵۰ ہزار روپیہ کا انتظام کر دیا جائے تو مخالفت پارٹی کے ہمارے مسلمان
 دوستوں کو کوئی شکایت نہ رہے گی۔ غلام سرہے جو حکومت سواد کو روڑ رو پیے کا بجٹ پیش کر رہی
 ہو اس کے لئے ۴۰-۵۰ ہزار روپیہ کا انتظام کرنا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ بلکہ میں تو یہ سمجھتا
 ہوں کہ اگر مسلمانوں کی خوشنودگی اسی پر منحصر ہے تو ہم بہت تھوڑی سی رقم سے ان کی خوشی مول
 لے سکتے ہیں ہاں یہ افسوس ضرور ہوتا ہے کہ ابھی تک ایسے لوگ موجود ہیں جو جھوٹی بھڑائی باتوں
 پر تو بڑا دھیان دیتے ہیں۔ لیکن ان بڑے اراکین مسلمانوں پر ذرا بھی توجہ نہیں دیتے جو اپنے ملک
 اور ماری قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔

منشی اسکیمیں

اوپر ذکر کی ہوئی باتوں کے علاوہ ہم نے کئی نئی اسکیمیں بھی پیش کی تھیں۔ بڑی خوشی
 ہے کہ ایوان نے ان میں سے کسی سے بھی اختلاف نہیں کیا۔ اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ہماری تمام پالیسی
 پر مخالفت پانسی کو پورا بھروسہ ہے پھر بھی میں مزید اطمینان دلانے کی غرض سے یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ
 ہم نے اب تک کیا کیا ہے اور آئندہ ہم کیا ارادہ رکھتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں میں ان تمام اعتراضات کے
 جوابات بھی دیدوں گا جو تجاویز تحفیہ یا غام بحث کے دوران میں کئے گئے ہیں۔

میں کوئی لمبی تقریر کرنا نہیں چاہتا صرف ضروری ضروری باتیں بتانا چاہتا ہوں۔ پچھلے سال ہم کو ایوان
 نے کل ۲۱۰۶۴۵۴ روپیہ دئے تھے اس سال میں ۲۱۵۴۴۲۳ روپیہ ملے گا رہا ہوں یعنی پچھلے سال
 کی رقم سے ۴۶۹۹۹ روپیہ زیادہ۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ اس سال ۴۶۰۰۰ کی مدیں بالکل نئی ہیں
 لیکن مالی دشواری کی وجہ سے اس رقم میں ۲۲۵۰۰ روپیہ کی کمی کر دی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں
 ایوان مجھ سے اس بات میں اتفاق کرے گا کہ تعلیم کے لئے زیادہ سے زیادہ روپیہ خرچ ہونا چاہئے
 اور ہمارے اتنے بڑے صوبہ کے لئے سواد کو روڑ رو پیہ کی رقم بہت کم ہے۔ لیکن مجبوری ہے کہ
 مالی دشواری ہم کو زیادہ روپیہ مانگنے کی اجازت نہیں دیتی حالانکہ اگر ایوان ہم کو زیادہ روپیہ دے تو ہم
 اس سیدو صلب فائدے پہنچا سکتے ہیں۔ دوسرے ملکوں کے مقابلہ میں ہم اپنی قوم کی تعلیم پر کچھ بھی نہیں
 خرچ کر رہے ہیں دیکھئے روس جرمنی اور اٹلی کیا کر رہے ہیں۔ ہندی کوششیں تو ان کے مقابلہ میں
 سطحِ خواہی سے زیادہ نہیں بھیج سکتیں۔

مسلم تعلیم

اب میں بحث کے چند اہم حصوں کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے میں مسلم تعلیم کا ذکر کروں گا اس لئے کہ ممبران کو اس سے خاص دلچسپی ہے۔

میں کوئی لمبی تاریخ بیان کرنا نہیں چاہتا صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب سے موجودہ حکومت برسرِ اقتدار ہوئی ہے اور خصوصاً پچھلے بارہ مہینوں میں مسلمانوں کی تعلیم پر کتنا روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔ سارے مسلمان ایک ہی کتب یا صرف اسلامی اسکولوں میں نہیں پڑھتے بلکہ زیادہ تر مسلمان مشترکہ اسکولوں ہی میں پڑھتے ہیں۔ اس لئے مسلم تعلیم پر جو مجموعی رقم خرچ کی جاتی ہے اسکا صحیح صحیح اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ پھر بھی حساب لگانے سے اندازہ کیا گیا ہے کہ ۱۹۳۶-۳۷ء میں پرائمیری اسکولوں میں طالب علموں کی مجموعی تعداد ۱۵۴۰۱۵ تھی اور اس میں مسلم طالب علم ۶۷۶۲۷۷ تھے۔ کل اخراجات ۸۷۸۳۰۸۲ روپے تھے۔ اس لئے مسلم طالب علموں پر جو رقم خرچ ہوئی وہ تقریباً ۱۷۵۶۷۷ روپے ہو گئے۔ لیکن یہ محض اندازہ ہے اور میں اس کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا اب میں چند مخصوص مثالیں پیش کرتا ہوں۔

بحث پر عام بحث کے دوران میں ایک شکایت کی گئی تھی کہ پچھلے سال مولوی فصیح اللہ بن مرحوم نے مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے رزلویشن کے بابت جو رزلویشن پیش کیا تھا اور میرے اطمینان دلانے پر وہ اسے لیا تھا حکومت نے اس پر ایک کوئی کارروائی نہیں کی میں یقین دلاتا ہوں کہ ہماری یہ عادت نہیں کہ جو وعدہ کریں اسے پورا نہ کریں۔ ایک پرانی مثل ہے کہ ہر دن صد گناہ و نہ کردن یک گناہ۔ جب تین برس تک پچھلی حکومت سوتی رہی اور اس نے اس معاملہ سے کوئی دلچسپی نہیں لی تو کچھ نہ کہا گیا لیکن جب ہم نے یہ ذمہ داری لے لی کہ ہم ان مسلم رزلویشنوں پر مناسب کارروائی کریں گے تو ہم وعدہ خلاف ٹھہرائے جا رہے ہیں حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ جب ہم سے یہ شکایت کی گئی تھی تو اس وقت ہم نے یہ کہا تھا کہ ممکن ہے کہ ہم کارروائی کر سکیں۔ ممکن ہے کہ لفظ میں نے اس لئے استعمال کیا تھا کہ جب تک ہم انٹر میڈیٹ بورڈ ایکٹ اور ڈسٹرکٹ بورڈ ایکٹ میں تبدیلی نہیں کر سکتے اس وقت تک ہم ان رزلویشنوں پر عمل نہیں کر سکتے۔ جہاں تک ایسی باتوں کا تعلق تھا جو ان ایکٹوں کی تبدیلی کے بغیر سدھاری جاسکتی ہیں ہم نے قریب قریب ان سب کو منظور کر لیا ہے۔ تعلیم کی جدید تنظیم کمیشن نے اپنا کام ختم کر دیا ہے اس کی رپورٹ چھپ جائے تو ممبر صاحبان کے پاس بھیج دی جائیگی اور ان کو معلوم ہو جائیگا کہ جہاں تک ممکن تھا ہم نے ان ایکٹوں میں تبدیلیاں کر دی ہیں۔

ایک شکایت یہ کی گئی تھی کہ مسلم اداروں کو گرانٹ کم دے جاتے ہیں۔ اس کی بابت ہم نے

ڈاکٹر آف پبلک ایجوکیشن کو یہ بات دیدی ہے کہ وہ مسلم تعلیم کے گرانٹ کے قواعد کو درست کریں اور ان میں وہ سختی نہ رہیں جو پہلے رکھی جاتی ہے۔ دوسری شکایت اردو کے متعلق تھی اسکی بابت بھی یہ آواز بھیجے گئے ہیں کہ جہاں ہمارا اردو پڑھانے کا انتظام نہ ہو وہاں اس کا انتظام کیا جائے۔ لڑکیوں کے پردہ کا انتظام بھی کیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد انجیل ڈیرے ایوان کو وہ احکام پڑھ کر (انگریزی) سنائے جو ۱۳ دسمبر ۱۹۳۷ء اور ۶ جنوری ۱۹۳۹ء اور دوسری تاریخوں میں وقتاً فوقتاً ڈاکٹر آف پبلک ایجوکیشن کے نام جاری ہوئے رہے ہیں۔ جن روزہ مشنوں پر عمل کرنا لازم ہے اس کے متعلق تھا ان پر عمل کیا جا رہا ہے۔ چھ بھی ہمارے لئے کہا جاتا ہے کہ ہم خود مدد کرتے ہیں۔ آہستہ پورا نہیں کرتے۔

ہیں نے پارسل کیا تھا کہ سواری کی وقت کی وجہ سے مسلم لڑکیوں کی تعلیم پر برا مضرت پڑ رہا ہے وہ تین بجے رات سے چلتی ہیں اور پھر بھی وقت پر سکول نہیں پہنچتیں۔ چنانچہ میں نے بعض مسلم گرنس اسکولوں کے لئے موٹر بسوں کا وعدہ بھی کیا تھا۔ انہیں خوشی ہے کہ ہم نے اپنے وعدہ کے مطابق مسلم لڑکیوں کی سواری کا انتظام کرنے کے لئے دس ہزار روپیہ کا انتظام کیا ہے۔

پچھلے سال ایک شکایت یہ کی گئی تھی کہ بیٹا ماستروں میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اس کی وجہ میں نے اُسی وقت بتادی تھی کہ ایک بار اور بتانے دیتا ہوں۔ ہیڈ ماستری ترقی سے ملتی ہے اور ترقی کے جو قاعدے حکومت ہند نے بنائے ہیں انھیں قاعدوں پر صدوجاتی حکومتوں کو بھی عمل کرنا پڑتا ہے۔ ظاہر ہے کہ لوگوں نے ۱۹۱۶ء سے لیکر ۱۹۲۷ء تک تعلیمی ملازمت اختیار کی ہے وہی سینئر ہو سکتے ہیں۔ اس وقت مسلمانوں نے تعلیمی ملازمت نہیں اختیار کی تھی صرف ہندوؤں نے کی تھی اس لئے ہندو ماستری سینئر ہو کر ہیڈ ماستری پا گئے اور مسلمان پیچھے رہ گئے۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم ہندو مسلمان کا خیال نہیں کرتے ہم صرف قابلیت دیکھتے ہیں۔ ابھی کچھ دن ہوئے ایک ہیڈ ماستری کی جگہ خالی ہوئی تھی ہمارے پاس تین نام آئے ایک انگریز ایک مسلمان اور ایک ہندو۔ ہم نے صرف قابلیت کا لحاظ کیا اور مسلمان کو جگہ دیدی۔ یہ بھی خیال نہ کیا کہ اول درجہ سے سات بجوں میں تین مسلمان ہو جائینگے عام بحث میں یہ بھی ذکر آیا تھا کہ ہم نے مسلم لائبریریوں کے گرانٹ نہیں دئے ہیں۔ اگر آپ اعداد و شمار دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ہم نے پچھلے سال کسی نئی لائبریری کو گرانٹ نہیں دیا۔ اس سال جن لائبریریوں کو گرانٹ دئے گئے ہیں اس میں مسلم لائبریریاں سات ہیں۔ میرا دعویٰ ہے کہ اس صوبہ میں شاید ہی کوئی مسلم لائبریری ہو جس نے حکومت کو درخواست دی ہو اور گرانٹ نہ پایا ہو۔ جن مسلم لائبریریوں کو گرانٹ دئے گئے ہیں ان کے نام یہ ہیں :-

ہم نے یہ سوچا ہے کہ ہم اسکو گورنمنٹ نارمل اسکول کر دیں جس میں اسٹوڈنٹس ٹیچر تعلیم پایا کریں۔

یونیورسٹیاں

یونیورسٹی ایجوکیشن کے متعلق مجھے یہ کہنا ہے کہ ہم نے پارسال جو یونیورسٹی ایجوکیشن کمیٹی بٹھائی تھی ابھی تک اس کی رپورٹ نہیں آئی ہے اس کے آجانے پر مجھے بڑی امید ہے کہ ہم یونیورسٹی ایجوکیشن کو ترقی دے سکیں گے۔

یہ شکایت کی گئی ہے کہ ہم یونیورسٹیوں کو کافی مدد نہیں دے سکے ہیں۔ میں اس نہایت کو تسلیم کرتا ہوں اور گو یونیورسٹیاں گورنمنٹ آف انڈیا سے تعلق رکھتی ہیں اور سنٹرل سبجکٹ میں گنی جاتی ہیں پھر بھی مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ ہم یونیورسٹیز کو کوئی گرانٹ نہیں دے سکتے ہیں۔ جو رقم ہم دے رہے ہیں وہ بھی نان ریکریٹنگ یعنی غیر متوازن ہے اور یہ اس وجہ سے کہ نہیں آئندہ سال ہم یہ رقم بھی نہ دے سکیں۔

بجٹ کی عام بحث کے موقع پر گورنمنٹ سلطان عالم خان صاحب نے یہ اعتراض کیا تھا کہ کم نے علیگڑھ یونیورسٹی کو ڈگری کالج کے لئے روپیہ دینے کا وعدہ کیا مگر پورا نہ کیا۔ یہ بالکل غلط ہے دیر ضرور ہوئی لیکن وہ بھی ہماری طرف سے نہیں خود یونیورسٹی کی طرف سے۔ نواب چھتاری صاحب اس وقت نہیں ہیں ورنہ وہ اس بات کی شہادت دیتے، ہم نے روپیہ دینے کی جتنی فکر کی علیگڑھ اتنی روپیہ لینے کی فکر نہیں کی۔ اگر روٹیوں کی ڈگری کلاس جلد کھول دیا جاتا تو روپیہ بھی جلد مل جاتا۔ ہم اپنے وعدہ کے کتنے سچے ہیں یہ اس بات سے ظاہر ہو جائیگا کہ علیگڑھ نے ڈگری کالج کے لئے ۲۰۰۰۰ روپے مانگے تھے ہم نے صرف ۱۲۰۰۰ دے دیے تھے اس لئے بقیہ ۸۰۰۰ کی رقم ہم اس سال دے رہے ہیں یہی نہیں اس خیال سے کہ کہیں بورڈنگ کی ضرورت کے لئے یونیورسٹی کچھ امداد مانگ بیٹھے ہم نے بجٹ میں اس کے لئے بھی ۲۰۰۰ کی رقم رکھ لی ہے۔ اب یہ سوال رہ جاتا ہے کہ علیگڑھ یونیورسٹی کو بنارس یونیورسٹی کے مقابلہ میں کم ایڈیکوں ملتی ہے۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ علیگڑھ یونیورسٹی میں قریب قریب ۱۵۲۰ لڑکے ہیں اور بنارس یونیورسٹی میں ۳۲۶۶ لڑکے ہیں۔ علیگڑھ یونیورسٹی کا خرچہ ۹ لاکھ سالانہ ہے اور بنارس یونیورسٹی کا خرچہ ۸ لاکھ سالانہ ہے اب ظاہر ہے کہ جب بنارس یونیورسٹی میں علیگڑھ کے دو گنے لڑکے پڑھتے

ہیں اور وہاں کا خرچہ بھی دو گنا ہے تو بنارس یونیورسٹی کو کیسے در زیادہ ایڈجسٹ ہے۔ یہاں میں تو بھی بتا دوں کہ علیگڑھ یونیورسٹی کو تین مدوں سے روپیہ ملتا ہے اور بنارس یونیورسٹی کو صرف دو ہی مدوں سے ملتا ہے۔ گورنمنٹ ٹریننگ کالج سے جو رقم بنارس یونیورسٹی کو ملتی تھی وہ بند کر دی گئی ہے۔ اب صرف بنارس ہندو اسکول کو ۲۶ ہزار روپیہ دیا جاتا ہے لیکن علیگڑھ اسکول کو تیس ہزار اور علیگڑھ کالج کو ۶۴ ہزار ملتے ہیں یعنی صرف ان دو مدوں سے علیگڑھ کو ۹۴ ہزار روپیہ ملتا ہے جبکہ بنارس یونیورسٹی کو صرف ۲۶ ہی ہزار ملتے ہیں۔ اب اگر علیگڑھ کو ۸ ہزار اور بنارس یونیورسٹی کو پچاس ہزار کی ایڈجسٹ ہے تو اس میں کیا اعتراض ہے اس لئے کہ علیگڑھ کی مجموعی رقم پھر بھی بنارس کے ۲۶ ہزار سے زیادہ ہی رہتی ہے۔ ہاں اگر ہمارے پاس زیادہ روپیہ ہوتا تو ہم دو نوں یونیورسٹیوں کو زیادہ دیے۔ لیکن یہ شکایت بالکل بیجا ہے کہ ہم بے انصافی کر رہے ہیں ہم دو نوں یونیورسٹیوں کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں اور یہ کبھی بھی ممکن نہیں ہے کہ علیگڑھ کے مقابلہ میں بیجا طور پر بنارس یونیورسٹی کو زیادہ روپیہ دیں۔

روٹ کی کالج

روٹ کی کالج پر ہم صحیح طور سے غور کر سکتے ہیں یہ ایسا کالج ہے جس میں ہر صوبہ کے روٹ کے پڑھتے ہیں مگر جب سے صوبائی خود مختاری حاصل ہوئی ہے پنجاب گورنمنٹ اپنے یہاں کے روٹ کو ہمارے صوبہ میں پڑھنے کے لئے بھیجنا اپنی شان کے ظلم سمجھنے لگی ہے۔ اور وہ یہ ارادہ کر رہی ہے کہ وہ اپنا کالج الگ کھولے اگر ایسا ہو گیا ہے تو پنجاب سے جو رقم ملتی ہے وہ بند ہو جائیگی اور روٹ کی کالج کو روپیہ کی کمی ہو جائیگی اسلئے کہ ظاہر ہے اخراجات میں کمی نہ ہوگی۔

لہذا میں ایک کمیٹی بنانے والا ہوں جو اس مسئلہ پر غور کرے گی کہ آیا روٹ کی کالج کو کسی یونیورسٹی سے بدل دیا جائے یا کوئی اور ایسی تبدیلی کی جائے جس سے کالج پر بڑا اثر نہ پڑے۔

مشرقی تعلیم

ہرانی گورنمنٹ مدرسوں کو پچاس ہزار اسی ہاٹ شالاؤں کو ساٹھ ہزار ایڈجسٹ تھی۔ یہ رقم پوری طرح کافی نہ ہوتی تھی اور جتنے مدرسے بغیر ایڈجسٹ جاتے تھے اس سے

زیادہ پاٹ شالے ایسے ہوتے تھے جنہیں ایڈ نہیں ملتی تھی۔ چونکہ پاٹ شالوں میں ہر کے لڑکے بھی پڑھے آتے ہیں اس لئے میں نے ۲۷ ہزار کی رقم اور بڑھا دی ہے ۷ ہزار بلڈنگ کے لئے اور ۲ ہزار دوسرے اخراجات کے لئے۔ ہماری یہ بھی تجویز ہے کہ سنسکرت اور عربی تعلیم کے نصاب کو جدید طور پر ترتیب دیا جائے تاکہ مدرسوں اور یات شالوں سے نکلے ہوئے طالب علم بھی اپنے شہری بن سکیں۔ چنانچہ ہم نے اس غرض سے ۵ ٹیکٹیاں بنائی ہیں ایک سنسکرت کے لئے جس کے صدر ڈاکٹر بھگوان داس ہیں اور ایک عربی کے لئے جسکی صدارت سیکلے میں نے مولانا ابوالکلام آزاد کو لکھا ہے۔

بالوں کی تعلیم

ہاؤس کو معلوم ہے کہ پچھلے سال ہماری گورنمنٹ نے ایک بالکل نیا کام اٹھایا ہے یعنی بالوں کی تعلیم۔ ہمارے اسکیم سے پہلے بھی کہیں نہیں ایک دو اسکول فردوس کے لئے کھولے گئے تھے لیکن ان میں اتنے زیادہ زام ہی کے اسکول رہ گئے تھے پچھلی حکومت نے شاید اس درجہ سے اس نام پر زیادہ توجہ نہیں کی کہ یہ کام بہت بڑا کام تھا اور وہ بچھے تھے کہ اگر ۵ سال میں بھی انہوں نے اپنی اس رفتار سے تمام لڑکوں کو تسلیم کر لیا تو ان کا نصف حاصل ہو جائے گا۔ مگر موجودہ حکومت اس کام کو بہت تیزی سے انجام دینا چاہتی ہے اس لئے کہ ہمارے خیال میں لگاؤں والوں کو سدھار کی تمام کوششیں دراصل تسلیم پر منحصر ہیں اور ہمارے ہی کام نہیں ہے کہ ان کو معمولی طرح سے کھنے پر ہٹ کے لائق بنادیں بلکہ یہ فرض ہے کہ ان کو پچھلے روشن خیال بنائیں تاکہ وہ اپنے بھلے برے کو جان سکیں۔

ہم تسلیم کو صحیح معنی میں اور پوری طرح پھیلا نا چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں دوسرے کھوں کے کارناموں سے سبق لینا چاہتے ہیں انہوں نے زیادہ اور سینما کو تسلیم پھیلانے کے لئے بڑی اچھی طرح استعمال کیا ہے۔ ہیں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔ چنانچہ ہم نے اس سال ایک بھوئے پیمانہ پر اس کام کی شروعات کر دی ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ اس ہاؤس کے ممبران ہم کو ریڈیو خریدنے کی بجائے روپیہ مہیا کرنے میں پوری مدد دیں گے۔ اس لئے کہ تسلیم ایک بہت اہم کام ہے۔

تاواندگی دور کرنے کی ہماری یہ کوشش ۵ جنوری سے شروع ہوئی جب میں نے تمام لوگوں سے اس تحریک میں مدد دینے کی درخواست کی اور مجھے خوشی ہے کہ ہر فرقہ ہر گروہ اور ہر خیال کے لوگوں نے اس میں حکومت کا ہاتھ بٹایا۔

اگر کوئی ایسا طبقہ ہے جو دوسروں سے زیادہ تعریف کا حقدار ہے تو وہ دیہاتی اسکولوں کے مدرسین

بعض لوگوں نے ہم پر یہ اعتراض کیا کہ ہم نے کتابیں خریدنے میں اخراجات نہیں کیا۔ ظاہر ہے کہ ہندی اور اردو کتابیں برابر قیمت دہیں نہیں خریدی جاسکتی تھیں اس لئے کہ اردو کے پڑھنے والے اتنے زیادہ نہیں ہیں اس کے علاوہ آبادی کا تناسب بھی کتابوں کی خریداری کے لئے مناسب نہیں ہے۔ مسلمانوں کی آبادی صرف ۳۴ فیصد ہی ہے لیکن ہم اردو کتابیں صرف ۱۲ ہی فیصد ہی نہیں خرید سکتے۔ ہم نے ۱۱۶۱۳۹ روپے آئے کی ہندی کتابیں خریدی اور ۳۶۷۷ روپے آئے ۲ ہائی کی اردو کتابیں یعنی ۷۵۹۷ فیصد ہی کتابیں اور ۱۲۲ اردو کتابیں میرے خیل میں یہ نسبت کافی معقول ہے۔

جسمانی تعلیم

جسمانی تعلیم ایک اہم موضوع ہے۔ مگر بد قسمتی سے مجھے اس کے متعلق کچھ زیادہ نہیں کہنا ہے پچھلے سال ہم نے اس لئے ۵۰۰۰۰ روپے رکھے تھے اور خیال تھا کہ ہم فوجی ٹریننگ شروع کر سکیں گے لیکن حکومت ہند نے یہ خیال نہ پورا کرنے دیا۔ ہم نے ان سے چند افسران مستعار مل گئے تھے انھوں نے کئی مہینے لگائے اور اب تک نہ ہاں جواب دیا اور نہ نہیں۔ اس دوران میں ہم نے جسمانی تعلیم اور فوجی ٹریننگ کا تدریسی نصاب تیار کرنے کے لئے ایک کمیٹی بھیجا دی تھی۔ جس میں اسید ہے کہ ایک مہینہ کے اندر اس کمیٹی کی رپورٹ آجائے گی۔

پست طبقہ

جب ہم مندرجہ فرست اقوام کی باتیں کرتے ہیں۔ تو ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہندوؤں میں ایسی ہی ذاتیں ہیں جو باوجودیکہ اصطلاحی حیثیت سے ان میں نہیں شامل ہیں جو بھی وہ اتنی ہی پیچھے ہیں۔ جتنی بھی ذاتیں شکار ذات یا سی طرح کو مسلمان یہ نہیں تسلیم کرتے کہ ان میں ذات کی تفریق ہے پیچھے ہیں یہ واقعہ ہے کہ ان میں بعض طبقے خاص طور پر تعلیمی لحاظ سے بہت ہیں اور ان میں سے بعض کا کہنا ہے کہ چونکہ وہ تعلیم میں اپنے دوسرے بھائیوں سے پیچھے ہیں اس لئے دوسرے طبقہ کے ان کے ہم مذہب بھائی ان سے برابری کا مطالبہ نہیں کرتے اور اکثر ان کی ہمت سے قطعاً فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مثال کے طور پر میں کہتا ہوں والار جی مومن یا عرف عام میں جو لاکھوں کا نام پیشہ کرتے ہوں۔

ان بہت گھٹوں کی مدد کرنے کے لئے ہم نے اپنے بجٹ میں ۱۰۰۰۰ روپیہ رکھا ہے یہ رقم بہت کم ہے اور میرا خیال ہے اس کو زیادہ ہونا چاہئے۔

تعلیمی کمیٹیاں

صوبائی نیچ ذات تعلیمی کمیٹی کی تجویزیں

”صوبائی نیچ ذات تعلیمی کمیٹی“ نے جس کا ایک جلسہ ابھی کچھ دن ہوئے کونسل ہاؤس ٹھمنہ میں زیر صدارت بابو کرن سنگھ کمسن صاحب پرایمٹری سکریٹری عالیجناب وزیر تعلیم اور ۲۰ اوقاف سب ذیل تجویزین منظور کی ہیں۔

۱۔ کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ جو وظیفہ زیر دفعہ ۳۴۷ (الف) تعلیم کو ڈونے چاہتے ہیں۔ وہ کسی حالت میں بھی ضبطانہوں اور اگران میں سے کوئی وظیفہ کسی حلقہ میں نہ دیا جائے۔ بلکہ ان کے تعلیمات کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ اُسے دوسرے حلقہ میں نیچ ذات کے کسی اراکین سے منگوا کر دے سکیں۔

۲۔ کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ نیچ ذات طلباء کو ضلع اور سینیٹل مدارس میں مفت کتابوں اور لکھنے وغیرہ کے سامان کے لئے جو رقم دی گئی ہے (۲۵۰۰ روپے) اُسے دوگنا کر دیا جائے۔

۳۔ کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ نیچ ذات کے تمام طالب علموں کو ہائی اسکول کے درجہ تک تعلیمی فیس سے مستثنیٰ کر دیا جائے اور اس کے بعد اعلیٰ تعلیم میں بھی ضلع نیچ ذات تعلیمی کمیٹی کے صدر کی سفارش پر وہ فیس سے مستثنیٰ رہیں۔ کمیٹی یہ بھی سفارش کرتی ہے کہ نیچ ذات طالب علموں سے ٹکس جاتی اور یونیورسٹی امتحانات کی فیسیں بھی نہ لی جائیں۔

۴۔ کمیٹی کی رائے ہے کہ کسی درنا کو لیا یا بنگلہ درنا کو لیا دارہ میں نیچ ذات طالب علم کا داخلہ صرف اس وجہ سے روکا جائے کہ تعلیمی کو ڈ کے مطابق اس درجہ میں جگہ نہیں رہ گئی ہے۔

۵۔ کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ ہر بچن بچوں کو مدرسوں میں لانے کے لئے مزید جدوجہد کی جائے اور اس کے نصف اخراجات برداشت کرے نصف بچی چندہ سے پورے کئے جائیں۔

۶۔ کمیٹی طے کرتی ہے کہ چند شہروں میں قمریہ کے طور پر آؤرش اٹھرم قائم کئے جائیں جہاں ہر بچن تعلیمی اداروں کے ہر بچن اور غیر ہر بچن طلباء ایک ساتھ رہیں اور کھائیں پئیں اس کی نگرانی ایسے شخص کے سپرد ہو جو ان لوگوں میں ذات پات کا خیال نہ پیدا ہونے دے۔

تاکہ وہ آئندہ چلکر اچھے شہری بن سکیں۔

۷۔ کمیٹی نے صوبہات متحدہ کی ضلع پنج ذات تعلیمی کمیٹیوں کے لئے ایسے نئے دستور العمل کی تجویز پیش کی ہے جس سے ضلع کی دوسری پنج ذات انجمنوں کے نمائندہ بھی اس میں لگجاسکیں اس طرح پرنسپل ذات تعلیمی کمیٹی زیادہ مفید طور پر کام کر سکے۔

جدید تنظیم تعلیم کمیٹی کی رپورٹ

حکومت خاصہ سے موجودہ نظام تعلیم کی تجدید کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے اس نظام تعلیم کی سب سے زیادہ خرابی یہ ہے کہ اس کی پالیسی کا کوئی تعین ہی نہیں ہے۔ چنانچہ اس کو درست کرنے کے لئے موجودہ زمانہ کے دوسرے ترقی یافتہ شعبوں کے برابر لانے کی غرض سے مارچ ۱۹۳۸ء میں حکومت صوبہات متحدہ نے اجاریہ فریڈر دیو کی صدارت میں ایک کمیٹی قائم کی تھی۔ اس کمیٹی نے ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے تمام مسائل کی بغور جانچ کرنے کے بعد حسب ذیل رپورٹ دی ہے۔

ابتدائی تعلیم

ابتدائی تعلیم میں خرابیوں کی کئی وجہیں ہیں۔ عوام مفلس ہیں اور وہ ایسے بچوں کی مدد سے کسی نہ کسی طرح گزراوقات کرتے ہیں۔ اس لئے انھیں صبح سے شام تک ان کی خدمتوں کی ضرورت ہوتی ہے اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ بچوں کو مدرسہ بھیجنا نہیں پسند کرتے اور اگر مجبوراً انھوں نے بھیجا بھی تو ان لڑکوں کی حاضری مدرسہ میں برابر نہیں ہوتی۔ لیکن اگر لڑکوں کو ان کے آبائی پیشہ یا دوسرے مفید پیشوں کی تعلیم دی جائے اور ان کا سارا وقت کتب بینی یا اس طرح دوجہ کے اندر بیٹھ کر درسیہ دوسرے معمولی کام میں نہ صرف ہو اور اس کے بجائے ان کے اسکول کے وقت کے کافی حصہ میں روزمرہ کے ایسے بیرونی کام سکھائے جائیں جن سے ان کے ہاتھ آنگھ اور دماغ کے کاموں میں ایک مطابقت پیدا ہو تو ان کے والدین کے بہت سے اعتراضات دور ہو جائیں گے اس لئے نئے نظام تعلیم کی بنیاد ذیل کے اصول پر ہونا چاہئے۔

(۱) دیہات اور شہر دونوں جگہوں میں ابتدائی لازمی تعلیم کا طریقہ تمام بچوں کیلئے یکساں ہو۔

(۲) سات سال تک تمام بچوں کو لازمی ابتدائی تعلیم مفت دی جائے۔

(۳) اس تمام زمانہ تعلیم میں جہاں تک ممکن ہو عملی زندگی کے مطابق تعلیم دجائے اور اسکے ساتھ ساتھ بچہ کے

سماجی اور جسمانی ماحول کا خیال کرتے ہوئے ایک یا ایک سے زیادہ ہفتہ کے کام اور دوسرے مفید کام بھی سکھائیں ان دستکاروں کے انتخاب میں بچہ کے ماحول کے لحاظ سے ان کے تعلیمی افادہ کا بھی خیال رکھا جائے۔

(۴) ان سالوں سال کے دوران میں ذریعہ تعلیم برابر ہندوستانی ہو۔

جن مدرسوں میں اس قسم کی تعلیم دی جائے گی انھیں بنیادی مدارس اور جو تعلیم دی جائے گی اسے بنیادی تعلیم کہا جائے گا۔ یہ بنیادی اسکول تمام ابتدائی ورنیکولر اور انگریز ورنیکولر اسکولوں کی جگہ قائم کئے جائیں خواہ وہ صرف لڑکوں کے اسکول ہوں یا صرف لڑکیوں کے یا دونوں کے مشترک۔ بنیادی اسکولوں میں انگریزی نہ پڑھائی جائے ان اسکولوں سے نکلا ہوا طالب علم ہمارے موجودہ اسکولوں سے نکلے ہوئے لڑکوں سے زیادہ ذہین ہوگا اور اسے ہمارے آجکل کے لڑکوں سے زیادہ اپنے گرویش سے واقفیت ہوگی۔

ثانوی تعلیم

موجودہ ورنیکولر تعلیم کو ختم کرنے اور اس کی جگہ بنیادی تعلیم کے قائم کرنے سے ثانوی تعلیم میں بھی لازمی طور پر تبدیلی ہوگی۔

موجودہ ثانوی تعلیم میں ایک خاص خرابی یہ ہے کہ وہ طالب علموں کے مختلف مذاق و رجحانات اور اہلیت کے مطابق ان کو عملی زندگی اور روزگار کی تعلیم نہیں دیتی اس کا نتیجہ ہے کہ تعلیم میں بے لطف اور اکتا دینے والی یکسانیت رہتی ہے اگر ثانوی تعلیم کو ایک کُل نظام بنانا ہے اور اس سے محض ابتدائی درجہ کا تسلسل مقصود نہیں ہے تو یہ بھی ضروری ہے کہ طالب علموں کے ان نفسیاتی کیفیات و رجحانات اور میلانات کا لحاظ رکھا جائے جو ان کی عمر کے مطابق اس عہد میں پیدا ہوتے ہیں۔ ماہرین تعلیم اس بات پر متفق ہیں کہ کالج کی بہترین تعلیم صرف وہ ہو جو مندرجہ ذیل تین خاص مقصودوں کو ضرور پورا کرے۔

(۱) فرد کو بطور ایک کام کرنے والے اور پیدا کرنے والے کے (۲) فرد کو بحیثیت شہری کے اور (۳) فرد کو بحیثیت ایک شخص کے تیار کرنا ان مقاصد کے حاصل کرنے کے لئے موجودہ طریقہ کی جگہ نیا طریقہ ہونا لازمی ہے جس میں ایک نئی روح ہو اور جو ایک ایسے نئے سماج کی ضروریات کے مطابق ہو جو آزادی کی ذمہ داریاں اپنے کاندھوں پر اٹھانے والا ہے۔ لہذا یہ سفارش کی جاتی ہے کہ ثانوی تعلیم کا دور ۱۲ سال کی عمر سے شروع ہو اور ۶ برس تک رہے۔ یہ ثانوی ادارے کالج کہلائیں گے اور ان اداروں کا معیار موجودہ انٹر میڈیٹ سے کچھ اونچا ہوگا۔ ان کالجوں میں ذیل کے مضامین کی تعلیم دی جائے گی۔

(الف) زبان ادب اور سماجی تعلیم (ب) علوم طبعی اور ریاضی (ج) فن (د) تجارت (و) صنعتی اور پیشہ کے مضامین (ز) لڑکیوں کے لئے خانہ داری کی تعلیم۔ کئی یہ سفارش کرتی ہے کہ صنعتی اور پیشہ وری تعلیم ہر مزید دو پیہ صنف کیا جائے اور نصابی تعلیم کے علاوہ دیگر چیزوں پر زیادہ زور دیا جائے۔ مختلف قسم کے پیشوں کے

اسکول تجویز کئے گئے ہیں۔ بچوں کی تعلیم کو کافی اہمیت دی گئی ہے اور بنیادی مدارس کی طرف استانیوں کو مائل کرنے کیلئے کئی تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

کیٹی نے امتحان کے سلسلہ پر پوری طرح خود کیا اور وہ اس نتیجہ پر پہنچی کہ مفت اور لازمی بنیادی تعلیم کو رائج کرنے کے بعد امتحانات بھی برائے اسیکولوں پر نہیں ہئے جاسکتے امتحان کی برائیاں کم کرنے کی کوشش ہونی چاہئے اور برائے رسمی طریقہ امتحان کے بجائے طالب علموں کی اہلیت کا اندازہ لگانے کیلئے زیادہ قابل اعتبار اور صحیح ذریعہ اختیار کیا جائے۔ ذہانت کی جلب کا طریقہ اور بعض دوسرے طریقوں کی سفارش کی گئی ہے۔

مدرسوں کی ٹریننگ پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے اور کیٹی نے غیر سرکاری تسلیم شدہ اداروں کے اسٹاف کے متعلق سفارشات کی ہیں۔

تنظیمی کمیٹی نے ایک وقتی رپورٹ شائع کی تھی جس کی بنا پر حکومت صوبہات متحدہ نے الہ آباد میں ایک بنیادی ٹریننگ کالج ۴۵ بی۔ اے پاس آدمیوں سے شروع کیا جس کو بنیادی تعلیم کے اصول اور طریقہ کار کی ٹریننگ دی جائے۔ اسی قسم کا ایک ٹریننگ کالج بعد میں غفری۔ اے پاس شدہ محروم کئے بنارس میں قائم ہوا۔ بنارس کا کالج الہ آباد تبدیل کر دیا گیا۔ اس سال ۴۵ مذکورہ جگہوں اور ۲۰ لڑکوں نے بنیادی تعلیم کے طریقوں کی ٹریننگ حاصل کی۔ اس کے علاوہ بنیادی ٹریننگ کالج میں تجدیدی نصاب بھی قائم کیا گیا جس میں ڈسٹرکٹ بورڈ کے ۱۰۰ مدرسوں نے شرکت کی۔ اس طرح ہر جس عمل نے ٹریننگ حاصل کی اس کی مدد سے انسپکٹران مدارس کے ساتوں صدر مقامات پر تجدیدی نصاب کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس تجدیدی نصاب کے ختم کرنے کے بعد جس کی مدت ۲۵ ماہ ہے یہ مدرسین اپنے اپنے ضلعوں کو واپس جائیں گے اور بعض منتخب شدہ پرائمری اسکولوں میں نئے اصولوں کے مطابق یہ درجہ کھولیں گے۔ ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپلٹیوں کے ۲۵ مدرسین اپنے اپنے مرکز پر اس وقت تجدیدی نصاب میں شرکت کر رہے ہیں اور یہ امید کی جاتی ہے کہ اس سال کے آخر تک ۵۰۰ مدرسین کو نئے نظام تعلیم کی ٹریننگ مل جائے گی تجویز ہے کہ جب تک تمام موجودہ مدرسین بنیادی تعلیم میں ٹریننگ نہ حاصل کر لیں یہ سلسلہ جاری رکھا جائے۔

ہندوستان کی سماجی اور تمدنی تاریخ

کے وسیع مطالعہ کیلئے بنیادی ذخیرہ کی فراہمی

تمہید

ہمیں ہمارا گاندھی کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ ان کی رہنمائی کی بدولت پچھلے چند مہینوں سے قومی تعلیم پر ہندوستان میں بڑی دلچسپی کے ساتھ بحث کی جا رہی ہے اور قومی ادب کے بڑے مسئلہ پر بھی ہمارا دھیان روز بروز زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ واقعہ بھی یہی ہے کہ جب تک ہم اپنی ساری تمدنی زندگی کے ڈھانچہ کو قومی اور ملی اصولوں پر از سر نو تعمیر نہیں کرتے اُس وقت تک تعلیمی اصلاح کی کوئی سنجیدہ کوشش صحیح طور پر کامیاب نہیں ہو سکتی۔

بڑی خوشی ہے کہ ڈاکٹر حسین کینٹی کی کوششوں سے ہم کو ایک ایسا انصاب تعلیم اور ایک ایسی اسکولوں کی اسکیم حاصل ہو گئی ہے جو صرف ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ غیر ملکوں میں بھی بہت زیادہ پسند کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس اسکیم پر عمل کرنے میں ہم کو کئی اہم دشواریوں کا بھی سامنا کرنا پڑے گا۔ مثلاً درسی کتابوں کی تیاری کے لئے ان تمام مضمونوں پر تاریخی ذخیرہ اور عام ادب کی ضرورت ہوگی جو وار دھانصاب میں رکھے گئے ہیں۔ بعض مضامین جیسے بنیادی صنعتیں، مادری زبان، ہندوستانی ریاضیات، طوائف، لگانا اور عام سائنس بغیر ہندوستانی پر منظر اور تاریخ کے حوالہ کے پڑھائے جاسکتے ہیں لیکن سماجی درس کا انصاب ہندوستانی سماج اور تمدن کی نشوونما کا ذخیرہ جمع کئے بغیر نہیں پڑھایا جاسکتا۔

مثال کے طور پر ڈاکٹر حسین کینٹی نے اپنے سماجی درس کے حسب ذیل مقاصد بیان کئے ہیں۔

۱۔ انسانی ترقی کے ساتھ عموماً اور ہندوستانی ترقی کے ساتھ خصوصاً وسیع انسانی دلچسپی پیدا کرنا

۲۔ سماجی اور جغرافیائی حالات سے طالب علموں کو پوری طرح آشنا کرنا اور ان کی اصلاح و

ترقی کا جذبہ پیدا کرنا۔

۳۔ مادر وطن کے ساتھ محبت پیدا کرنا اس کے ماضی کی عظمت بتانا اور یہ اعتماد دلانا کہ اسکی

منزل مقصود ایک ایسی مشترکہ سماج کا متحدہ مرکز بننا ہے جس کی بنیاد محبت، سچائی اور انصاف پر قائم ہوگی۔

۴۔ شہری حقوق اور ذمہ داریوں کا احساس پیدا کرنا۔

۵۔ ایسے انفرادی اور سماجی اوصاف پیدا کرنا جن سے انسان ایک قابل بھروسہ پڑوسی بن سکے۔

۶۔ تمام مذاہب عالم کی عزت کی تعلیم دینا۔

کیٹی امید کرتی ہے کہ اس کے نصابات کی بالتفصیل تکمیل سے طالب علموں کو ہندوستانی سماج اور تمدن کے متعلق ویدک عہد سے لے کر موجودہ زمانہ تک تمام باتوں کا ترقی پسند طریقہ پر علم ہو جائیگا۔ پہلے گریڈ میں ان کو ویدک زمانہ کی شاہ شعیبا اور اسی طرح کی دوسری کہانیاں بتائی جائیں گی۔ دوسرے گریڈ میں یوہنیشد زمانہ اور تیسرے گریڈ میں بدھ زمانہ کی زندگی سے واقفیت کرائی جائے گی۔ چوتھے گریڈ کا نصاب بڑی قیمتی معلومات سے پر ہے یہ ہندوستان کی صرف سیاسی اور تمدنی ہی زندگی سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہ بھی بتاتا ہے کہ دربار بند اور جاوا اور سیام سے اس کے کیا تعلقات تھے پانچویں گریڈ کے نصاب میں ہندوستان میں مسلمانوں کی تہذیب اور دنیا کا ذکر ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ مشترکہ سیاسی اور سماجی اداروں مشترکہ تہذیب و فنون لطیفہ اور مشترکہ روحانی نقطہ نگاہ قائم کرنے کے لئے ہندو مسلم تہذیبوں کا ایک دوسرے سے غیر دشمنی ہونا بہت ضروری ہے گریڈ چھ اور سات کا نصاب ہندو مسلم تہذیب کی تنزلی اور غیر ملکی شہنشاہیت قائم ہونے کے رد عمل کا بیان کرتا ہے کیٹی نے ایک مہل خاکہ میں ہندوستانی تاریخ تیار کی ہے اور اس کے لئے یہ ہدایت کی ہے کہ اس مضمون کی تعلیم میں ”عوام کی سماجی اور سیاسی زندگی کے ارتقا میں امتیازی مدارج پر زور دینا چاہیئے اور اس پر تدبیریں تحریر کا میلان سیاسی اور تمدنی اتحاد کی طرف دکھانا چاہیئے“ بہت ہی کم لوگ اس بات سے انکار کریں گے کہ دارما نصاب نے سب سے پہلی مرتبہ ہندوستانی تاریخ کا ایک صحیح اور مفید اقتفا و می اور سماجی پس نظر پیش نہیں کیا ہے۔ لیکن ہر سنجیدہ اور دیانتدار تاریخ پڑھنے والے کو اس بات کی تکلیف ہے کہ آج ایسے نصاب کے لئے بنیادی ذخیرہ قریب قریب ناپید ہے ظاہر ہے کہ اس ذخیرہ کی غیر موجودگی میں ان مضمونوں پر مفید درسی کتابیں تیار کرنے کی کوششیں اس وقت تک بار آور نہیں ہو سکتیں جب تک تحقیقات کی کافی خدمت انجام نہ لیجائے۔ موجودہ خستہ ادب میں تاریخی اور سماجی نقطہ نظر کی بہت زیادہ کمی ہے اور عام طور پر وہ مصنف کی صرف ذاتی رائے ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان موجودہ حالات میں ہم کیسے ان برائیوں کو پوری طرح دور کر سکیں گے۔

جنگل آج ہماری تاریخ کی درسی کتابیں بدنام ہیں۔

ہمارے طالب علموں کو اس وقت اور زیادہ دشواری ہوگی جب وہ بڑے درجوں میں پہنچینگے اور سات سال کا نصاب ختم کرنے کے بعد ہمارے قومی ادب اور قومی فنون لطیفہ کا اعلیٰ مطالعہ کرنا چاہینگے۔ یہ صحیح ہے کہ اس سلسلہ میں آثار قدیمہ کے ہندوستانی ماہروں کی خدمات مفید ہو سکتی ہیں بعض کتب خانوں اور عجائب خانوں کا ذخیرہ بھی کام آسکتا ہے اس کے علاوہ کچھ درسی کتابیں بھی خاص فکر کیساتھ تصنیف ہو چکی ہیں اور ہمارے تمدن اور فنون لطیفہ کے بعض موضوعوں پر مفید رسالے بھی شائع ہو گئے ہیں لیکن ہمارے عام ناظرین اس ذخیرہ کو درسی کتابوں کی تیاری کے لئے بہت کم استعمال کرتے ہیں۔ ہندوستانی تاریخ کے زیادہ تر مصنفین ایسے ہیں جو عوام کی زندگی یا ان کے سیاسی اور سماجی اداروں کا کوئی لحاظ نہیں کرتے۔ وہ صرف لڑائیوں و باری سازشوں و محلات کی خونریزیوں اور بناؤتوں کے تذکرہ پر اکتفا کرتے ہیں مختصر لفظوں میں یوں سمجھنا چاہیے کہ وہ صرف یہ دکھا کر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ ہماری ہزاروں سال کی تاریخ بس ایک کشت و خون کی داستان تھی۔ ابھی تک ہندوستانی سماج کا ارتقاء دکھانے کی کوئی متحدہ کوشش نہیں کی گئی ہے اور نہ اس موضوع پر ضروری معلومات جمع کرنے کی کوئی تدبیر سوچی گئی ہے۔ اس کا یہ نتیجہ ہے کہ ہمارا ادب اپنی غیر قومی نوعیت اور تعصب کے لئے بہت بدنام ہے۔ اور اس کے علاوہ ہو ہی کیا سکتا تھا۔ جب ہمارے ہندوستانی مورخین نے صرف ابھی حال میں اور وہ بھی بہت کم کم یہ محسوس کرنا شروع کیا ہے کہ تاریخ علم کی کوئی علیحدہ شاخ نہیں ہے بلکہ انہی مضامین میں سے ایک مضمون ہے جس کا مطالعہ سماج کی عام سائنس مرتب کرتا ہے۔ قومی ادب کے نقطہ نظر سے ہمیں ہندوستانی تاریخ چند لوگوں کی سوانح عمری کی حیثیت سے نہیں بلکہ اس طرح لکھنا چاہیے کہ ہندوستانی عوام کے ہر شعبہ زندگی کے کارنامے اور ان کی قربانیاں تحریر میں آجائیں اور جب تک یہ احساس نہ پیدا ہوگا ہمارا کوئی مورخ ہندوستانی سماج کے ارتقاء کی مکمل تصویر نہ پیش کر سکیگا اس کے علاوہ یہ بھی صاف طور پر سمجھ لینا چاہیے یہ قومی تاریخ بھی اس وقت شروع نہ ہو سکیگی۔

ان حالات میں یہ ذرا بھی تعجب کی بات نہیں ہے اگر ان قسمت آزمایوں کے ہاتھوں اتنے شرانگیز اصولوں اور گمراہ کن نتائج کو ہندوستانی تاریخ پر طے والوں میں عام مقبولیت حاصل ہو گئی ہے ہمارے اکثر مؤرخین بہت سے بہت ہندو

یا مسلم حکومت کے حمایتی کہے جاسکتے ہیں۔ اور ہمارے بعض کٹر نسلی نظریات جمہوریت سے ایسے نا آشنا ہیں کہ وہ ناشعنی فنڈ انگیز خطابت میں آسانی کیساتھ باعزت درجے پاسکتے ہیں اور جدید تاریخی ادب میں مغرور اور علحدگی پسند قومیت تعمیر کرنے کی پیل بہت کافی نمایاں ہے۔ صرف مشینی طریقہ پر تاریخی انداز میں واقعات کی تہرست تیار کر لینا ہندوستان میں مورخ کا درجہ پانے کے لئے بہت کافی ہے۔ کتنے لوگوں نے بنیادی واقعات جمع کرنے سے پہلے ہی ہندوستانی تاریخ پر لکھنا اور اس کے متعلق نظر سے قائم کرنا شروع کر دیا ہے۔ برطانوی سامراج کے مدبروں اور مالمیوں نے اپنے قدم جمائے اور ہم کو مستقبل سے بھی مایوس کرنے کے لئے ہماری پھیلی تاریخ کا صرف ایک ہی پہلو پیش کیا عام ادب ہمارے پاس بہت کم ہے۔ تاریخی ناول کسی قسم کے بھی یقین پائے ہاتے چوٹی کہانیاں اور ڈرامے بہت کم ہیں اور مفید فنون اور عام سائنس پر تو کچھ بھی نہیں ملتا۔ ہمارا زیادہ تر ادب شہری قصے بھرا ہوا ہے اور وہ بہت سے بہت انگریزی مصنفین کی ایک بھونڈی نقل کتب جاسکتا ہے۔ ان کا نفس مضمون سطحی ہے اور ہماری تہذیب اور ہمارے سماجی مسئلوں سے اسے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے عام تعلیم کی ہر اسکیم کو خصوصاً جو دیہاتوں کے لئے بنائی جائے خود اپنا ادب اور اپنا میاں پیدا کرنا پڑیگا۔

لیکن ہمارے قومی ادب کی ان نالیوں اور درسی کتابوں کی ان برائیوں کے باوجود یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ ہندوستان کی ایک بسیط سماجی اور تہذیبی تاریخ کے لئے کوئی ذخیرہ موجود ہی نہیں ہے یا آرمی سے مہیا نہیں ہو سکتا۔ ایسے ذخیرہ کی کمی نہیں ہے۔ علاوہ ان درسی کتابوں اور خاص مشورون کے سالوں کے جو شائع ہو چکے ہیں یا علاوہ ان چیزوں کے جو غائب خانوں اور ماہرین آثار قدیمہ کے پاس محفوظ ہیں۔ پرانے خاندانوں ہندوستانی شہزادوں اور قرب وجوار کی ریاستوں میں بہت قیمتی ذخیرہ موجود ہے۔ جو تحقیقاتی کاوشوں اور سرانسیل سکین اور مشری اہل شکرانیاں کی محنتوں اور مفید مشوروں سے منظر عام پر لایا جائے گا۔ خود موجودہ ذخیرہ ادب سے بہت مفید معلومات حاصل ہو سکتی ہیں اگر سائنسی اور سماجی نقطہ نظر سے ان کا مطالعہ کیا جائے عہد وسطی کے مطالعہ کے لئے خصوصاً مسلم حکومت کے زمانہ پر مودون کی صورت میں بہت کافی ذخیرہ موجود ہے لیکن وہ ثقافت کتب خانوں میں بکھرا ہوا ہے ڈاکٹر کے ایم اشرف نے اپنے ایک میس بہا مقالہ میں جو رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال نے شائع کیا ہے یہ بتایا ہے کہ اب تاریخی ادب بہت زیادہ موجود ہے جس کو مسلم ہند کے طالب علموں نے ابھی تک نہیں چھوا ہے۔

یہ ادب سماجی اور تہذیبی تاریخ کے طالب علموں کے لئے خاص طور پر مفید ہو گا۔ انگریزی عہد پر تو کافی ذخیرہ موجود ہی ہے اور اس کا حاصل کرنا بھی آسان ہے۔ اس کے علاوہ ہم اپنے ماضی اور حال کی تصویر کشینی میں ان سچی عوامی روایات سے بھی مدد لے سکتے ہیں جو ہندوستانی عوام میں رائج ہیں۔ اگر ان قصوں کا باضابطہ اور سائنسی مطالعہ کیا جائے تو ہندوستان کی سماجی تاریخ کے بڑے نازک مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اور جس طرح یورپی قوموں کے ایسے ذخیرے مرکزی مقامات میں محفوظ ہیں ہم بھی ان سچی کہانیوں اور قصوں کے مجموعہ کو اپنے کتب خانوں اور عجائب خانوں میں جمع کر سکتے ہیں۔

سماجی زندگی کے صحیح مطالعہ میں عوامی روایات کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ جس طرح سماج کے اعلیٰ طبقہ کی تہذیب سرگزشتوں اور سوانح سے معلوم ہو سکتی ہے اسی طرح تاریخ آرٹ اور شاعری جو عوام کے روحانی اور ذہنی دونوں نظریوں کی حامل ہوتی ہے عوامی روایات میں پوشیدہ رہتی ہے۔ اس لئے عوامی روایات آج دنیا کے ماہرین علمانیات کی نظروں میں ایک سائنس کی اہمیت رکھتی ہیں۔ یہ سچ ہے کہ عوامی روایات میں نہ درباری قصوں کی چرب زبانی اور لطافت ہوتی ہے اور نہ تاریخی کتابوں کی درستی اور صحت اور اس لحاظ سے بلاشبہ وہ ادبیات عالیہ کے معیار کو نہیں پہنچتیں لیکن پر بھی وہ تاریخ کو نئے سانچے میں ڈھال سکتی ہیں۔ اس طرح انہیں جس طرز شاعروں اور ادیبوں کی قابل امتیاز تصنیفیں اثر ڈالتی ہیں بلکہ اس طرح جس طرح بے زبان عوام کی آواز اپنا اثر ڈالتی ہے۔

ان عوامی روایتوں کو یکجا کرنا اس لحاظ سے اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ مختلف تہذیب ہماری قومی اقتصادیات اور ہمارے ذرائع پیہ اور ار میں ذیادہ تغیرات پیدا ہوئے دے گئے ہیں جن کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ ہندوستانی سماج زندگی کا صدیوں پرانا تسلسل ختم ہو جائے گا اس لئے اگر اسی وقت ان عوامی روایات کو جمع کر کے کی کوشش نہ کی گئی تو ہندوستانی سماجی مطالعہ کا یہ بیش بہا ذخیرہ ہمیشہ کے لئے ضائع ہو جائے گا۔ ان چند باتوں سے ظاہر ہو گیا ہو گا کہ موجودہ ذخیرہ کی مدد سے ہماری سماجی اور تہذیبی زندگی کی قومی تاریخ از سر نو ترتیب دیا جاسکتی ہے اور قومی تعلیم کی سکیم کو کامیاب بنانے کے لئے یہ کام بہت ضروری ہے۔

(۲) مسلمان بادشاہوں کے زمانہ میں ہندوستانی تہذیب کی ترقی

مجھے اس بات کا پورا احساس ہے کہ میں جو کام پیش کر رہا ہوں وہ ایک اہم اور مشکل کام ہے اور ہم اپنی قومی جنگ آزادی کے اس موجودہ دور میں یا کانگریس حکومتوں کے موجودہ دستور العمل کے

ماتحت اس مشکل کام میں ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ ہمارے مالی ذرائع اس بات کی اجازت نہ دیں گے کہ ہم ہزاروں سال کی تہذیب و تمدن کو زندہ کرنے کی ایک وسیع اسکیم شروع کر سکیں۔ فائل ادیبوں اور سماجی تاریخ کے لائق طالب علموں کی کمی بھی ہمارے راستہ میں دشواری پیدا کرے گی اور تعلیم و تحقیق کا موجودہ نظام بھی ایک جمہوری تعلیمی پروگرام کی ضروریات کو پورا نہ کر سکے گا۔ اس کے علاوہ ایک کانگریسی کی حیثیت سے میں یہ بھی اچھی طرح جانتا ہوں کہ تعلیم و تہذیب کو زندہ کرنے کی ہماری تمام کوششیں اصولی حیثیت سے ہماری قومی آزادی کی جدوجہد سے وابستہ ہیں۔ لیکن چونکہ ہم دارِ دعا تعلیمی اسکیم کی ذمہ داری لے چکے ہیں اس لئے یہ ہم پر لازم ہو گیا ہے کہ ہم اپنے محدود اختیارات میں جس طرح بھی ممکن ہو اس کے نصاب کے لئے بنیاد قائم کریں اور جب تک ممکن ہو ان ہدایات پر عمل کرتے رہیں۔

اس لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ اگر موجودہ حالات میں یہ نہیں ممکن ہے کہ ہم اپنی پوری اسکیم شروع کر سکیں تو کم سے کم مسلم عہد کے ہندوستان کی سماجی اور تہذیبی تاریخ کی تالیف شروع کر دیا جائے اور اس طرح اس کام کی بنا ڈال دی جائے۔

میں نہیں سمجھتا کہ یہ تاریخی حقیقت بھی محتاج بیان ہے کہ عہدِ حاضر کا ہندوستان اس قابلِ فخر اور مشترک تہذیب کا مالک ہے جس میں ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کا برابر حصہ ہے۔ اس زمانہ میں کسی جماعت کے لئے بھی فرقہ وارانہ اصولوں پر ترقی کرنا یا ان تہذیبی اور سماجی اثرات کو نظر انداز کرنا جو ہندوستان نے ہزاروں برس میں پیدا کئے ہیں قطعی ناممکن ہے۔ آج جو ہندوستانی تہذیب کہی جاتی ہے وہ دراصل ہندو مسلم تہذیبوں کے بہترین اجزاء کا مرکب ہے۔ لیکن بدقسمتی سے عہدِ حاضر کی تاریخ میں سیاسی پہلو پر اتنا زیادہ زور دیا گیا ہے کہ یہ حقیقت بالکل نظر انداز ہو گئی ہے کہ ہماری تہذیب ہندو اور مسلم تہذیبوں سے مل کر بنی ہے۔ جیسا کہ داراشکوہ کی کتاب مروج البحرین کے نام ہی سے ظاہر ہے۔ لیکن برطانوی حکومت نے ان دونوں تہذیبوں کے اتحاد کو ختم کر دیا مسلم حکومت میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے مادی اور روحانی نقطہ نظریں وہ اتفاق تھا جو اس وقت ذہن میں بھی نہیں آسکتا۔ اسی اتحاد کا یہ نتیجہ تھا کہ ہندو عوام نے مسلمانوں کے دوش بدوش غیر ملکی حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور جب ان میں کسی طرح مقابلہ کی طاقت نہ رہ گئی تو شہداء میں انھوں نے برطانوی شہنشاہیت کے خلاف ایک قومی بغاوت کر دی یہ ایسی ہندو مسلم تہذیب کی برکت ہے کہ برطانوی سامراج کی نصف صدی کی تباہ کن کوششوں کے باوجود آج ہم اپنی قومی تحریک کو اتنا زیادہ کامیاب بنا سکے ہیں۔

اس کے علاوہ مسلم عہد کا تاریخی مطالعہ عملی نقطہ نظر سے بھی کئی حیثیتوں سے مفید ہے۔ اول تو مسلم عہد کے مطالعہ کے لئے وہ ذخیرہ بڑی آسانی سے یکجا کیا جاسکتا ہے جو ملک کے اندر اور باہر مختلف

کتب خانوں اور ذاتی مجموعوں میں بکھرا ہوا ہے۔ دوسرے یہ کہ وارد ہوا اسکیم کے مطابق درسی کتابیں تیار کرنے کی فوری ضرورت کے لئے ہم کو خود بھی کافی ذخیرہ جمع کرنا پڑے گا۔ اس لئے کہ برطانوی سامراج نے مسلم عہد میں سماجی اور تمدنی ترقی کا جو غلط اور گمراہ کن نقشہ پیش کیا ہے اس نے ہماری موجودہ سماجی اور سیاسی ترقی پر بڑا بڑا اثر ڈالا ہے۔

میں اس دعویٰ کے ثبوت میں سرایچ ایم ایٹ کی تاریخ ہند پیش کرتا ہوں جو اب تک مسلم عہد کے تاریخی مطالعہ کے لئے بہت اہم سمجھی جاتی ہے اور ہماری کتنی تاریخی کتابیں اسی سامراج مورخ کی تصنیف کو مخزن سمجھ کر لکھی گئی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ ایسے مورخ بہت کم ہیں جنہوں نے سرایچ ایم ایٹ کی جمع کردہ معلومات کے علاوہ دوسری معلومات کو استعمال کیا ہو۔ حالانکہ ۱۸۵۷ء کی فوجی بغاوت سے کچھ پہلے جب ہندوستان کے بارے میں برطانیہ کی بنیادی پالیسی ترتیب پا رہی تھی۔ یہی سرایچ ایم ایٹ حکومت ہند کے محکمہ خارجہ کے ایک ممتاز سکریٹری تھے۔

”فرمانروایان ہندوستان“ کے ایک خاص فرد ہونے کی حیثیت سے سرایچ ایم ایٹ نے اپنے ”بلند مقصد“ کے ماتحت مسلم عہد کے درباری قصوں کا ایک حجم ذخیرہ تیار کیا اور اس کو چالاک سے مرتب کرنے کے بعد اپنے پڑھنے والوں کو بتایا کہ برطانوی حکمرانوں نے ”اپنے نصف ہی صدی کے تسلط میں عوام کی بھلائی کا جتنا کام کیا ہے وہ اس کام سے کہیں زیادہ ہے جو سابق حکمرانوں نے اپنے منتخب ملک میں اس سے دس گنی زیادہ مدت میں انجام دیا تھا۔ (اصلی دیباچہ صفحہ ۲۰ تاریخ ہند جلد نمبر لندن ۱۸۷۱ء)

اس نامور مورخ کے مطابق حالانکہ اس کی تحریر کی کوئی قیمت نہیں ہے اس تاریخی ذخیرہ کے مطالعہ سے یہ ثابت ہو جائیگا کہ ”کہ ہماری محکوم رعایا کو ہمارے نرم اور عادل دور میں بڑے فائدے حاصل ہیں اگر مسلم عہد کی ان ہستیوں کے چہروں سے بالافہامیز خوشامد کی نقاب بٹادی جائے اور ان کی حقیقت آشکارا کر دی جائے جو آج اپنے کارناموں اور مسلسل فتوحات کے لئے بہت مشہور ہیں تو شاید وہ صرف نسل انسانی کی اعلیٰ کے مستحق ہو سکیں گے مسلم شاہنشاہوں کے عہد میں ہندوؤں کی حالت کے بارے میں یہ مورخ اپنی رائے حسب ذیل طریقہ پر ظاہر کرتا ہے۔“ اس ایک ہی جلد میں جو مختصر اقتباسات ہماری نظروں سے گذرتے ہیں اور جن سے مسلمانوں سے معمولی اختلافات پر ہندوؤں کے قتل کئے جانے ان کی عبادت اور ان کے جلوسوں کو ممنوع قرار دینے اور دوسری ناقابل برداشت حرکتوں مثلاً بکٹ شکنی اور مندروں سے گزرنے۔ زبردستی مسلمان کرنے اور شادی کرنے۔ ان کی جائیدادیں ضبط کرنے اور قتل عام وغیرہ کے جو واقعات معلوم ہوتے ہیں ان سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوؤں کی مظلومیت کی داستان

مبالغہ آمیز نہیں ہے اور سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ اس زمانہ کی تاریخوں میں اس مظلومیت کا کوئی ذکر بھی نہیں ہے اور خود ہم ہی کو چند معمولی واقعات سے تصویر کشی کرنا پڑتی ہے (صفحہ ۲۱)

ان اقتباسات کو دیکھ کر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مورخ برطانوی تسلط کو حق بجانب ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور ہندوستانی تاریخ کے ان منظروں کو عموماً نظر انداز کر رہا ہے جو اس کی اس کوشش میں مفید نہیں ہیں۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ کسی دوسرے مورخ نے ہندوستانی تاریخ کا ذخیرہ جمع کرنے کی ایسی کوشش نہ کی جیسی سر ایچ ایم ایسٹ نے اپنی سامراجی پالیسی کے ماتحت کی ہے۔

کام شروع کرنیکی تجویز

کام شروع کرنے کیلئے میری یہ تجویز ہے کہ مسلم عہد کی سماجی اور تمدنی تاریخ کا ذخیرہ جمع کرنے کیلئے ایک بیوروہ کھولا جائے اور کچھ دہائیوں بعد جب قومی تاریخ پورے قائم ہو جائے تو یہ بیوروہ اس سے ملادیا جائے۔ اسی طرح قبل مسلم اور برطانوی عہدوں کے تاریخی ذخیرہ کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے بھی ایک کمیٹی مقرر کر دی جائے۔ عوامی روایات کو چھان بین کیساتھ جمع کرنے کیلئے ایک ماہر کا تقرر کیا جائے۔ مرکزی آئین خانہ اور عجائب خانہ کے قیام کی تجویز مرتب کرنے کیلئے ایک کمیشن بٹھایا جائے۔ بیوروہ کا صرف یہ کام ہو گا کہ وہ مسلم عہد کا تاریخی ذخیرہ جمع کرے اسکو مرتب کرے اور طبع کرے۔ یہ کام تقریباً تین سال میں ہو سکے گا۔ یہ بیوروہ جب ذیل افراد پر مشتمل ہو گا۔ چار ایڈیٹران۔ ایک ایک قبل مغل اور بعد مغل کیلئے۔ ایک دکنی اور صوبائی تہذیبوں کے مطالعہ کیلئے اور ایک خالص ہندو ذرائع سے عہد مسلم کے حالات معلوم کرنے کیلئے ان ایڈیٹروں کے ساتھ دس ریسرچ طالب علموں اور ایک سکریٹری کی کمیٹی بھی ہوگی۔ ان میں سے دو طالب علموں کو قبل مغل عہد کا مطالعہ۔ اور تین کو مغل عہد کا مطالعہ سپرد کیا جائے گا اور یہ لوگ اپنے متعلقہ ایڈیٹروں کے ساتھ کام کریں گے۔ اس کے علاوہ تین ریسرچ طالب علم صوبائی تہذیبوں کا مطالعہ کریں گے اور دو ایک انگریز کے ماتحت عہد مسلم میں دکن کے حالات پر خاص مہارت پیدا کریں گے۔ دو طالب علم ہندو ذرائع سے مسلم عہد کے مطالعہ کیلئے مخصوص رہیں گے۔ بائیں پور کتب خانہ کے قیمتی ذخیرہ سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے مرکزی دفتر پٹنہ میں قائم کیا جائے گا اور دوسرے ملکی اور غیر ملکی کتب خانوں کے ملفوظات کا مطالعہ کرنے کیلئے جربہ تارنے کا معقول انتظام رہے گا طباعت انگریزی اور ہندوستان کی دوسری اہم زبانوں میں کی جائے گی۔ لیکن یہ بعد کا کام ہے ابتدائی کام زیر مطالعہ عہد کے بابت ادب کی ایک ایسی باتااعد درست تیار کرنا ہے جس کی مدد سے ریسرچ کمیٹی کے ممبران ذخیرہ جمع کرنے کی

کوشش کر سکیں۔ اُمید ہے کہ ایڈیٹران کو ذخیرہ حاصل کرنے کے ذرائع سے پوری واقفیت ہوگی اور ممبران ریسرچ کے تمام جدید طریقوں اور محفوظات کی تمام زبانوں کو اچھی طرح جانتے ہونگے کام کے ترقی کی وقتاً فوقتاً رپورٹ دیتے رہنے کیلئے ایک مشاورتی کمیٹی بنائی جائے گی جس میں مختلف حکومتوں کا ایک ایک نمائندہ شامل ہوگا۔ ایڈیٹران اور بورڈ کے سکریٹری اس کمیٹی کے بلحاظ منصب ممبر ہونگے اس میور کے تین سال کے اخراجات تقریباً حسب ذیل ہوں گے۔

روپیے

۷۲۰۰۰

۴ ایڈیٹران فی ایڈیٹر پانچ سو روپیہ ماہوار

۱۲۶۰۰

ایک انگریزی مترجم تین سو سو پچاس روپیہ ماہوار

۱۸۰۰۰

ایک سکریٹری پانچ سو روپیہ ماہوار

۸۶۲۰۰

۱۲ ریسرچ طالب علم ہر ایک ڈھائی سو روپیہ ماہوار

ضروریات دفتر

۴۳۲۰

۲ محرر ہر ایک ۴۰ روپیہ ماہوار

۱۴۴۰

۱ ڈائمنسٹ ۴۰ روپیہ ماہوار

۲۱۶۰

۲ کلرک ہر ایک ۳۰ روپیہ ماہوار

۷۴۰

۱ چپراسی ۵۰ روپیہ ماہوار

۳۶۰

۱ دفتری دس روپیہ ماہوار

۳۶۰۰

کرایہ اور روشنی سنو روپیہ ماہوار

۲۰۱۴۲۰

مجموعہ

فہرست تیار کرنے کے ابتدائی کام میں تقریباً چھ مہینے لگیں گے اور ۳۰۰۰ روپیہ صرف ہوں گے۔ دفتری ضروریات کیلئے ۳۰۰۰ روپیہ اور ایڈیٹروں اور طالب علموں کو اپنے کام کے سلسلہ میں دورہ کرنے اور جہز بہ اتارنے یا محفوظات کی نقل کرانے کیلئے تقریباً ۸۰۰۰ روپیہ کی مزید رقم رکھنا چاہیئے۔ ممکن ہے بعض محفوظات خریدنا پڑیں اس لئے ہمارے اخراجات ۱۲۸،۷۲۰ روپیہ ہو جائیں گے۔ اس وقت جب ذخیرہ ہمارے سامنے نہیں ہے یہ اندازہ کرنا مشکل ہے کہ اس کو انگریزی اور ہندوستان کی دوسری اہم زبانوں میں چھپوانے میں کیا اخراجات ہوں گے۔ اس لئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کام میں حکومت تقریباً تین لاکھ یا اسی ہزار سالانہ تین برس تک صرف کرنا پڑے گا۔ فہرست مرتب کرنے اور عوامی روایات کی جانچ پڑتال کرنے کے ابتدائی کام کو جلد ہی شروع کرنا ہے۔

سفارشوں کا خلاصہ

۱۔ بنیادی تعلیم

۱۔ کمیٹی اس صوبہ میں بنیادی تعلیم رائج کرنے کے لئے ذیل کی سفارشات کرتی ہے۔
(۱) دیہات اور شہر ہر دو جگہ ابتدائی لازمی تعلیم کا طریقہ تمام بچوں کے لئے یکساں ہو۔
(۲) سات برس کی عمر سے کم سے کم سات سال تک تمام بچوں کو لازمی ابتدائی تعلیم مفت دی جائے۔

(۳) اس تمام زمانہ تعلیم میں جہاں تک ممکن ہو عملی زندگی کے مطابق تعلیم دی جائے اور اسکے ساتھ ساتھ بچے کے سماجی اور جسمانی ماحول کا خیال کرتے ہوئے ایک یا ایک سے زیادہ ہاتھ کے کام اور دوسرے مفید کام بھی سمجھے جائیں۔ ان دستکاریوں کے انتخاب میں بچہ سب ماحول کے لحاظ سے ان کے تعلیمی افادہ کا بھی خیال رکھا جائے۔

(۴) ان سات سال کے دوران میں ذریعہ تعلیم برابر ہندوستانی ہونی چاہئے وہ زبان جو عام طور پر صوبہ جات متحدہ میں بولی اور سمجھی جاتی ہے اور جس میں تعلیمی طور پر سہولت یا فائز کی زیادہ تمیز نہیں ہوتی۔

۲۔ جن مدرسوں میں اس قسم کی تعلیم دی جائے گی انہیں ”بنیادی مدارس“ اور جو تعلیم دی جائے گی اسے بنیادی تعلیم کہا جائے گا۔ یہ بنیادی مدارس تمام ابتدائی درجہ لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے اسکولوں کی جگہ قائم ہونے چاہئیں خواہ وہ صرف لڑکوں کے اسکول ہوں یا صرف لڑکیوں کے یا دونوں کے مشترک اس قسم کے مدارس دیہات اور شہر ہر دو جگہ قائم کئے جائیں اور ہر جگہ ایک ہی قسم کے ہوں بنیادی مدارس اپنے طور پر بالکل مکمل سمجھے جائیں گے۔

۳۔ بنیادی مدارس کا نصاب نسیمہ ۴ کے مطابق ہوگا کمیٹی بنیادی مدارس میں مختلف قسم کے نصاب رکھنے کے اصول کے خلاف ہے لیکن کمیٹی اخیر کے دو سالوں میں مختلف دستکاریوں کی اجازت دینے کیلئے تیار ہے۔

۴۔ پانچویں سال کے آخر میں چھوٹے بچوں کو یہ اجازت ہونا چاہئے کہ وہ کسی ایسے ادارہ میں داخل ہو سکیں جہاں زیادہ تعلیم ہوتی ہو لیکن یہ ادارہ حکومت کا منظور شدہ ہو اور اس میں بچے اس شرط پر شریک ہوں کہ وہ وہاں دو سال قیام کریں گے۔

۵۔ کالجوں کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ اپنے یہاں بنیادی مدارس کے مترادف ساتواں اور

آٹھواں درجہ رکھیں۔ ایسے درجوں میں ہندوستانی، سماجی تعلیم اور دستکاری سکھانے کا میعار وہی رہے۔ البتہ دستکاری پر کچھ کم زور دیا جائے۔

۶۔ بنیادی مدارس میں انگریزی نہ پڑھائی جائے۔

۷۔ ہندوستانی دونوں خطوں میں یعنی دیوناگری اور فارسی میں لازماً پڑھائی جائے۔

۸۔ زائد از درسیات چیزیں بھی روزمرہ کے معمول میں شامل ہوں۔

۹۔ سات سال کی عمر سے قبل بچوں کی تعلیم کے لئے حکومت شہر اور دیہات کے مناسب

مرکزوں میں کنٹرنگارٹن کا انتظام کرے اور دوسرے طریقوں سے اسکول سے قبل کی تعلیم کا بندوبست کرے۔ جہاں کہیں بنیادی مدارس میں اس کی خواہش کی جائے بچوں کے کلب اہل مدین کی نگرانی میں قائم کئے جائیں اور اس مدرسہ کے اونچے درجے کی لڑکیوں کو اس میں شرکت کرنے اور اس کے کام میں مدد دینے پر آمادہ کیا جائے۔

۱۰۔ ان مدرسوں میں پڑھائی کے دن کم سے کم ۲۲۵ ہوں اور حکومت مدارس کیلئے تعطیلات

کی ایک فہرست تیار کرے اور اس میں اسے ان قومی تعطیلات کے شامل کرنے کا اختیار ہے جسے وہ مناسب سمجھے۔ دیہات کے مدارس میں فصل کٹنے کے دنوں میں چھٹی ہو۔

۱۱۔ شروع کے دو درجوں کے لئے پڑھائی کا وقت ۴ گھنٹہ ۳۰ منٹ ہو اور باقی درجوں کیلئے

۵ گھنٹہ ۵ منٹ۔

۱۲۔ بنیادی مدارس کے شروع کے ۵ سالوں میں ہر بچہ کو کھیتی پر کاتنا اور زراعت یا باغبانی

کے ابتدائی اصول ضرور سکھائے جائیں۔ شہری حلقوں میں جہاں زراعت اور باغبانی کے لئے زمین نہ مل سکے وہاں ان کاموں کو چھوڑا جاسکتا ہے۔

۱۳۔ دستکاری سیکھنے کے دوسرے حصہ میں ذیل کی فہرست میں سے ہر بچہ کو لازماً کوئی نہ کوئی

دستکاری سیکھنی ہوگی :-

(۱) کٹائی اور بنائی (۲) زراعت (۳) لکڑی کا کام دفعتی کام اور دھات کا کام (۴) چمڑہ کا کام

(۵) برتن بنانا جس میں مٹی کے مجسمے بنانا اور اینٹ بنانا بھی شامل ہیں (۶) چم اور ترکاری کی باغبانی۔

(۷) مشین کا کام جیسے سائیکل کی مرمت، سلاخی کی مشین کی مرمت، گراموفون کی مرمت، بجلی کا سامان

درست کرنا وغیرہ (۸) ڈبیا بنانے کا کام جس میں چٹائی بنانا اور بید کا کام بھی شامل ہے۔ (۹) لڑکیوں

کے لئے خانہ داری کا کام۔

۱۴۔ بنیادی مدارس میں ذیل کے مضامین میں تعلیم دی جائے گی :-

پہلے دو دوسرے تیسرے اور چوتھے درجوں میں (۱) بنیادی دستکاری (۲) ہندوستانی

(۳) ریاضیات (۴) سماجی تعلیم (تواریخ شہریات اور جغرافیہ) (۵) ورزشی تعلیم (۶) آرٹ (۷) عام سائنس۔

پانچویں، چھٹے اور ساتویں درجوں میں (۱) بنیادی دستکاری (۲) ہندوستانی زبان اور ادب (۳) دوسری زبان (۴) ریاضیات (علم حساب، ابتدائی الجبرا، علم ہندسہ اور مساحت اور ابتدائی سیاق و سباق) (۵) عام سائنس جس میں عضویات اور صفاتی بھی شامل ہیں (۶) آرٹ جس میں فنی ڈرائنگ بھی شامل ہے (۷) جسمانی ورزش (۸) سماجی تعلیم۔

نوٹ:- آرٹ میں ذیل کا کوئی مضمون شامل نہیں ہے:-

(۱) گانا وغیرہ (ب) ڈرائنگ (ج) بت بنانا (د) فن عمارت کی ابتدائی معلومات۔

۱۵۔ (۱) ملحقہ تعلیم کے ساتھ جو وقت دستکاری کے لئے دیا جائے وہ مجموعی وقت کا تقریباً آدھا ہو۔ شروع کے دو درجوں میں یہ وقت ایک تہائی اور آدھے کے درمیان ہو سکتا ہے۔

(ب) جو کچھ بھی وقت کسی دستکاری کے لئے واقعی دیا جائے وہ اتنا کافی ہو کہ سات سال کے دوران میں ایک طالب علم کو اس دستکاری میں اتنی مہارت ہو جائے کہ اگرچہ تعلیم ختم کر نیکیے وہ اسی دستکاری کو اپنا پیشہ بنانا چاہے تو اسے کوئی دقت نہ ہو۔ نہ نال اگر تجربہ سے یہ معلوم ہو کہ ایسی مہارت حاصل کرنے کے لئے اتنا وقت ناکافی ہے تو دستکاری کے لئے جو وقت مقرر کیا گیا ہے اس میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

۱۶۔ بنیادی مدارس میں ان ۷ سال کے دوران میں جو تعلیم دی جاسکتی ہے اس کا مجوزہ معیار موجودہ ورٹیکولر فائل سے زیادہ اور ہائی اسکول سے کم ہوگا جس کی تعلیم ان مدارس میں ہمیشہ کا خیال ہے اس سے امید کی جاتی ہے کہ ان مدارس کے طلباء کا وجود ہر زمانہ کے طلباء کے لئے فائدہ مند رہے اور وہ اپنے ماحول سے زیادہ واقف ہوں گے۔

۱۷۔ دیہاتوں میں دس برس کی عمر تک اور شہروں میں ۹ برس کی عمر تک لڑکے اور لڑکیوں کی ایک ہی مدرسہ میں تعلیم ہوگی۔ جہاں کہیں لڑکیاں ہوں گی وہاں متذکرہ بالا عمروں اور ۱۴ سال کی عمر کے درمیان کی لڑکیوں کے لئے الگ مدرسے قائم کئے جائیں گے۔ مخلوط مدارس میں اس سے زیادہ کی عمر کی لڑکیوں کے لئے کوئی مجبوری نہ ہونی چاہئے۔

۱۸۔ لڑکے اور لڑکیوں دونوں کے مدارس میں نصاب تعلیم ایک ہو موانے اس کے کہ ان کے لئے خانہ داری کی تعلیم کا بھی انتظام ہو۔

۲۔ کالج کی تعلیم

۱۹۔ موجودہ ثانوی تعلیم میں ایک خاص خرابی یہ ہے کہ وہ بہت سے طالب علموں کو ان کے مختلف مذاق اور رجحانات اور اہلیت کے مطابق تعلیم نہیں دیتی۔ عملی کام اور روزانہ حقائق زندگی سے اس کا تعلق اس تعلیم میں کم پایا جاتا ہے۔

۲۰۔ ثانوی تعلیم محض یونیورسٹی تعلیم کے لئے معاون تصور کی جاتی ہے۔

۲۱۔ ثانوی تعلیم کا طریقہ اور نصاب بطور خود بالکل مکمل ہونا چاہئے۔

۲۲۔ ثانوی تعلیم کا وقت ۱۲ برس کی عمر سے شروع ہو کر ۱۶ برس تک ہوگا۔

۲۳۔ تمام ثانوی اداروں کو 'کالج' کہا جائے۔ ان اداروں میں جس معیار کے قائم کرنے کا ارادہ

ہے وہ موجودہ انٹر میڈیٹ سے قدر سے زیادہ ہوگا۔

۲۴۔ کالج کے شروع کے دو سال کا نصاب بنیادی مدارس کے آخری دو درجوں کے برابر ہوگا۔

دستاویز کا یہ پر زور دینا کم کیا جاسکتا ہے۔ انگریزی لازمی مفہوموں کی طرح پڑھائی جادے گی۔

۵۔ کالج میں علاوہ اور مضامین کے ذیل کے مضامین میں خاص طور پر تعلیم دی جائے گی کہ ان میں

ادرسماجی تعلیم (ب) فطری سائنس اور ریاضیات (ج) آرٹ (د) علم تجارت (د) فنی یا پیشہ ورانہ

تعلیم (د) خانہ داری (رکھیں گے)۔

۲۶۔ کالج میں داخلہ دو مدارج پر ہوگا۔ بنیادی مدرسے کے شروع کے پانچ۔ چھ برس کے بعد یا پھر

۷ برس کا نصاب ختم کرنے کے بعد وہ طلباء جو بنیادی مدارس میں ۵ سال کا نصاب ختم کر کے داخل ہوئے

۸ کالج کے پہلے درجہ میں داخل کئے جائیں گے اور جو پورا سات سال کا نصاب ختم کرنے کے بعد

داخلہ چاہیں ان کا داخلہ کالج کے تیسرے درجہ میں ہو۔

۲۷۔ سولہ سال کی عمر میں ایک دفعہ دیا جائے اور کالج کے ایک امتحان کے ذریعہ صحت کی

اہمیت کے تعلق ایک سند دیکھائے۔

۲۸۔ ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کے الفاظ ختم کر دیئے جائیں گے اور صرف ایک کالج کا درجہ

رہ جائے۔

۲۹۔ تمام دوران کالج میں ہندوستانی تعلیم اور امتحان کا ذریعہ ہوگی۔

۳۰۔ کینیڈا کی یہ سفارش ہے کہ ماہرین کو مختلف قسم کے درسیات کے لئے نصابیات کا خاکہ تیار

کریں۔ جب وہ نصابیات تیار کریں تو انھیں ذیل کی باتوں کا خیال لحاظ رکھنا چاہئے۔

آج کل جو نصاب جاری ہے اس کے مقابل میں اس نصاب کو زیادہ عملی اور روزمرہ کی ضروریات

کے مطابق ہونا چاہئے۔ اس میں غیر ضروری طور پر علمی تفصیلات زیادہ نہ ہوں بلکہ زیادہ تر ملک کی موجودہ حالت کو دیکھتے ہوئے اس کی ضروریات کے مطابق ہو۔ درس اپنی جگہ پر خود کس ہو نہ یہ کہ اعلیٰ تعلیم کی نیاری کا وہ مض ایک ذریعہ ہو۔ درس اس طرح پر تیار کیا جائے کہ اساتذہ سے زیادہ طلباء اس کے آفاذ میں حصہ لیں نہ یہ کہ اس کے برعکس جیسا کہ آج کل عموماً ہوتا ہے۔ ماہرین سے یہ کھد دیا جائے کہ دشکاری اور زائد مضامین کے نصاب شروع کے دو درجوں اور کالج کے تیسرے سے چھٹے یا ساتویں درجہ کے لئے بنائے جائیں۔ ان سے یہ بھی کہا جائے کہ نصاب بناتے وقت وہ طالب علموں کی عمر لازمی مضامین کی تعداد ہر مضمون کے لئے جتنا وقت دیا گیا ہے اور جو اس تعداد و طالب علموں کی زیادتی مدرسوں میں رہی ہے اس کا بھی خیال رکھیں۔

۳۱۔ انگریزی لازمی ہو۔ ان طالب علموں کے لئے جو بنیادی مدرسوں سے پورے سال کا سبق حاصل کر کے کالج کی تیسری جماعت میں داخل ہوتے ہیں انگریزی کی کمی پوری کر لے کا خاص بہ نسبت ہونا چاہئے۔ ہر قسم کے کالجوں میں چھ سال تک ایک تھوڑا سا اردو یا ہندی کا سبق لازمی ہے۔ ہر قسم کے کالجوں کے لئے درزش اور معلومات عامہ دوسرے لازمی مضامین ہوں۔

۳۲۔ ہر قسم کے کالجوں کے قیام کی مدت اور اس وقت مقرر کی جائے جب صنعت و حرفت کی جانچ کے بعد یہ معلوم ہو جائے کہ ہر سال کتنے سند پائے ہوئے لوگ ہر پیشہ میں کہپ سکتے ہیں۔

۳۳۔ (۱) ہر قسم کے کالج کے لئے ایک مشاورتی بورڈ ہو جس میں ۵۰ فیصدی امکانی مالکوں کی نمائندگی ہو جسے خود حکومت مقرر کرے۔

(ب) مشاورتی بورڈ کے کام نیچے درج ہیں:-

(۱) وقتاً فوقتاً حکومت کو نصاب میں ترمیم وغیرہ کرنے کا مشورہ دینا۔

(۲) طالب علموں کے لئے عملی ٹریننگ کا انتظام کرنا۔

(۳) کالجوں کے لئے صنعت اور تجارت سے سرمایہ جمع کرنا۔

۳۴۔ ایک کالج خانہ داری کے کاموں کا بھی ہو اور اس کا نصاب بھی ماہرین تیار کریں۔ اور جہاں تک ممکن ہو لڑکیوں کے کالج میں علاوہ خانہ داری کے کاموں کے دوسری دشکاریوں کا بھی بندوبست ہو

۳۵۔ نصاب کے عملی حصہ کے لئے جہاں تک ممکن ہو بکھر دینے کے طریقہ کو کام کا تعین عام طریقہ بتانے اور یوٹوریل جانچ میں تبدیل کر دیا جائے۔

۳۶۔ تمام کالجوں میں عمدہ اور تازہ ترین کتابوں کے کتب خانے ہوں۔

۳۷۔ درس کے علاوہ کاموں کی خاص طور پر بہت افزائی کی جائے۔ درس کے علاوہ کاموں کا مقصد وہ ہو جو نیچے درج کیا جاتا ہے:- (۱) کسی کام میں پل کرنا، مستعدی دیکھنا اور خود اعتمادی کی بڑھ

پیدا کرنا (۲) جمہوری قیادت کے لئے تیار کرنا۔ (۳) سماجی کاموں میں حصہ لینا (۴) انصاف پسندی اور ضبط نفس پیدا کرنا اور جماعت کے مفاد کے لئے انفرادیت کو محکوم کرنا۔ اور (۵) اچھے اطوار پیدا کرنا۔

۳۸۔ یہ بھی طے کیا گیا تھا کہ اسکالرشپنگ کو درس کے علاوہ کاموں میں شمار کیا جائے۔ کل کالجوں میں درس کے علاوہ کاموں میں ذیل کے کاموں پر توجہ دیکھئے:۔

مباحثے کے کلب، مطالعہ کے حلقے، طالب علموں کی کونسل یا کلب، ڈرامہ کے کلب، ادب کے کلب، قومی تاریخ کے کلب، فوٹو کشی کے کلب، تاریخ اور جغرافیہ کی انجمنیں، قرعہ اندازی کے کلب، سماجی کام کی نیکیں اسکالرشپنگ گول گائیڈنگ، آپس کی امدادی انجمنیں، اسکول کے بنک، امداد باہمی، اسٹوڈنٹس شغلوں کی انجمنیں وغیرہ۔

غیر درسی کاموں کو اسکول اور کالج کی زندگی میں بہت ہی اہم سمجھنا چاہیئے۔ جب حکومت عینے دے تو وہ اس چیز کا خیال رکھے اور ہیڈ ماسٹر جب ماسٹروں کو کام دیں تو اس کی طرف توجہ رکھیں۔

۳۔ پیشہ کے متعلق تعلیم

۳۹۔ فنی یا پیشہ وری تعلیم کے کالجوں میں بنیادی تعلیم کی تکمیل کے بعد یا کالج کے شروع کی دو سال کی تعلیم کے بعد انجینئرنگ (سول، میکینکل اور الیکٹریکل)، طب، زراعت، صنعتی کیمسٹری کا چار پانچ برس کا کورس ہو۔ پیشہ کی اور فنی کی دوسری شاخوں کے لئے کم میعاد کے کورس کے اسکول قائم کئے جائیں۔

۴۰۔ نیچے لکھے ہوئے مضامین کے فنی اور پیشہ وری کالجوں میں چار پانچ سال کا درس دیا جائے۔

(۱) انجینئرنگ، (سول) (۲) انجینئرنگ (میکینکل اور الیکٹریکل) (۳) طب۔
ایلو پیتھی، ہومو پیتھی، ایورڈیک اور یونانی (۴) زراعت (۵) صنعتی کیمیا
جس میں ذیل کے کسی ایک مضمون میں خصوصیت حاصل کی جائے (۶) تیل اور مہا ہون
(ب) کمپاری (ج) شکر (د) ربڑ (و) کاغذ (۶) شیشہ کی صنعت (۷) مویشیوں کا علاج
(۸) مدرسوں کی ٹریننگ (۹) دوائیں بنانے کا کام (۱۰) دندان سازی۔

۴۱۔ جو طالب علم فنی اور پیشہ وری کالجوں میں تعلیم پائیں ان کو اپنے کالجوں کے علاوہ اصلی کام کے حالات کے مطابق عملی ٹریننگ مناسب طور پر دی جائے اور ایسی ٹریننگ سبق کے مکمل ہونے کا ایک خاص حصہ ہو۔

۴۲۔ فنی اور پیشہ ورسی کالجوں کے علاوہ یہ ضروری ہے کہ ان طالب علموں کے لئے جو بنیادی اسکول کی تعلیم ختم کرنے کے بعد پیشہ کی ٹریننگ کمتر درجہ کی لینا چاہیں انکے لئے مختلف پیشوں کے مدرسے قائم کئے جائیں۔

۴۳۔ حکومت ایسے مدرسوں کا بندوبست کرے اور ان مدرسوں میں تعلیم کی مدت ماہرین طے کریں گے جو اس کا نصاب بھی تیار کریں گے لیکن کسی حالت میں بھی تعلیم کی مدت ۳ سال سے زیادہ نہ ہو۔

۴۴۔ نیچے دئے ہوئے پیشوں کے اسکولوں کی تجویز کی گئی ہے۔ ان اسکولوں میں تعلیم کا زمانہ جس جگہ اس کا اظہار نہیں کیا گیا ہے پچھ مہینہ ہو:۔

(۱) بیماروں کی تیمارداری وغیرہ کرنا (۳ سال)

(۲) دایہ گیری ۱

(۳) (کیاؤندوں کا کورس) عطاری کا کام ۲

(۴) چمڑہ پر پیل بوڑھناٹے کا کام ۲

(۵) جلد سازی ۱

(۶) درزی کا کام ۲

(۷) بننے کا کام ۱

(۸) موزے بنانا وغیرہ بننا ۱

(۹) موسیقی

(۱۰) کھن وغیرہ بنانا

(۱۱) مرغبانی

(۱۲) پھلوں کا محفوظ کرنا

(۱۳) شہد کی مکھی پالنا

(۱۴) بجلی اور مشین کا کام

(۱۵) مختلف قسم کے دھات کے کام

(۱۶) برتن بنانا

(۱۷) شیشہ سازی

(۱۸) پردھنی کا کام

(۱۹) پیمائش اور نقشہ بنانا

- (۲۰) کاغذ بنانا
 (۲۱) دباغت
 (۲۲) دست فروشی اور گشتی ایجنٹ کا کام
 (۲۳) طبع سازی
 (۲۴) جوتہ بنانا
 (۲۵) موٹر کی مشین کا کام
 (۲۶) رنگائی اور چیمینٹ چھاپنا
 (۲۷) بیمہ کا کام
 (۲۸) مینبی وغیرہ وغیرہ

۴۵۔ یہ مدرسے الگ قائم کئے جاسکتے ہیں یا پیشہ کی تعلیم کے درجوں کو کالج کے ساتھ ملتی کر سکتے ہیں۔ کام خاص طور پر عملی ہو اور جہاں تک ممکن ہو یہ مدرسے خود اپنے مصارف برداشت کریں۔

نوٹ۔ فنی پیشہ درسی اور تجارتی تعلیم کے مختلف کالجوں کے قیام کی تعداد حسب مفارش باب ۵ پیرا گراف ۳، رکھی جائے اور حسب باب مذکورہ بالا پیرا گراف ۳، ۳، ۳، ہر قسم کے کالج کا ایک مشاورتی بورڈ ہو۔

۴۶۔ موجودہ زمانہ میں جو پیشہ درسی تعلیم فنی اور صنعتی اداروں میں دی جاتی ہے اسے عام تعلیم سے بالکل الگ نہ کیا جائے اور دونوں تعلیموں کا مناسب میل ہو تاکہ ان کی ایک ہی قسم کے حاکم کے زیر نگرانی ہو۔

۴۷۔ وہ صنعتی اور فنی اسکول اور کالج جو فی الحال محکمہ صنعت و حرفت کے ماتحت ہیں انھیں تبدیل کر کے وزارت تعلیم کے ماتحت کر دیا جائے بشرطیکہ یہ فنی اور صنعتی اسکول ایسے نہ ہوں جن کی تعلیم ابھی تجرباتی ہو اسی قسم کے اسکولوں کو محکمہ صنعت و حرفت کے ماتحت چھوڑا جائے۔ ان اداروں کو تعلیم کی وزارت کے ماتحت اس وقت دیا جائے جب ان کا تجرباتی عہد ختم ہو جائے۔

۴۸۔ محکمہ تعلیم میں ایسے افسران کا اہتمام کیا جائے جو فنی تعلیم پائے ہوئے ہوں اور وزیر تعلیم کو مشورہ دینے کے اہل ہوں۔ جو لوگ کہ فنی اور پیشہ درسی تعلیم کے متعلق مشورہ دینے کے اہل ہوں انھیں تعلیمی سب بورڈ کیلئے مقرر کیا جائے۔

۴۹۔ فنی تعلیم اور پیشہ کے متعلق معلومات بہم پہنچانے کیلئے ایک سرکاری دفتر قائم کیا جائے۔

۵۰۔ پیشہ کے متعلق طالب علموں کا رجحان اور اہلیت معلوم کرنے کیلئے نفسیاتی جانچ قائم کی جائے۔

جائے اور اس کا معیار مقرر کیا جائے۔ لہذا فنی نفسیاتی جانچ کیلئے تھوڑی مدت کا لیکن بہت ہی مبلغ سبق مدرسوں کو سکھانے کیلئے بالکل نئے سائنس کے طریقوں پر قائم کیا جائے تاکہ اس کے ذریعہ سے مدرسہ نوجوانوں کو ان کے مختلف پیشوں کے چھنے میں اچھی رائے دے سکیں۔

۵۱۔ پیشوں کے مواقع کی جانچ کی بھی ضرورت ہے اس قسم کی جانچ نیچے دی ہوئی باتوں کے متعلق اطلاعات ہم پہنچائے۔ (۱) وہ صنعتیں جو ماہر اور آزمودہ لوگوں کے نہ ہونے کی وجہ سے ترقی نہیں کر سکی ہیں اور صنعت کی ترقی کیلئے اسی قسم کی رکاوٹ کا دور کرنا۔ (۲) جن صنعتوں کے سیکھنے کیلئے ملک میں کافی گنجائش نہیں ہے (۳) کسی کام یا پیشہ اور صنعت کی قطعی ضروریات۔ اس بات کی جانچ کی بھی ضرورت ہے کہ آیا ضروری ٹریننگ کسی خاص صنعت کے سیکھنے والے سے کام لیکھنے کا وعدہ لے کر اسی صنعت کے کسی کارخانے میں دی جاسکتی ہے یا حکومت کو ٹریننگ کا خود انتظام کرنا پڑے گا۔

۴۔ لڑکیوں کی تعلیم

۵۲۔ لڑکیوں میں تعلیم پھیلانے پر خاص توجہ ہونی چاہیے کیونکہ صوبہ کی تعلیمی ترقی بہت کچھ لڑکیوں کی تعلیم کی ترقی پر مبنی ہے۔ نصاب کے متعلق صنعت کی کوئی تفریق نہ ہو۔ بہر حال لڑکیوں کی تعلیم میں امور خانہ داری ایک بہت ہی اہم چیز ہے۔

۵۳۔ عورت استانیوں کیلئے اطمینان بخش حالات پیدا کئے جائیں۔

۵۴۔ لڑکیوں کے مدرسوں کیلئے مناسب عمارت اور سامان بھیہا کئے جائیں۔ موجودہ حالت میں جو ٹھیلے کی سواری دی جاتی ہے اسے بند کر دیا جائے اور اسکی جگہ صرف موٹر بسیں استعمال کی جائیں۔ جہاں بسوں کا بندوبست نہیں ہو سکتا وہاں ایک نوکرانی رکھی جائے کہ وہ لڑکیوں کو مدرسہ لاوے۔ یہ واضح رہے کہ حکومت بسوں کا کسی طرح صرفہ نہ برداشت کرے گی۔

۵۵۔ کیٹیچوں کی مخلوط تعلیم کے فائدے تسلیم کرتی ہے اور اس بات کی سفارش کرتی ہے کہ دیہاتوں میں ۱۰ برس کی عمر تک اور شہروں میں ۹ برس کی عمر تک مخلوط تعلیم کی اجازت ہو۔ مخلوط تعلیم کے حق میں کچھ مالی دجہ بھی ہو سکتی ہیں۔

۵۶۔ اس بات کی پوری کوشش کرنی چاہیے کہ بنیادی مدرسوں میں زیادہ تر طریقہ تعلیم سے واقف عورتیں مدرسہ رکھی جائیں۔ اس کیٹیچ کی رائے میں بنیادی اسکولوں میں کم سے کم ۲۵ فی صدی عورتیں مدرسہ رکھی جائیں۔ دوسری باتوں کے علاوہ عورت مدرسوں کو بنیادی مدرسوں کی طرف لانے کیلئے نیچے دی ہوئی تدبیریں عمل میں لائی جائیں۔

(الف) زیادہ تنخواہوں کا دینا

(ب) مفت مکان دینا

(ج) کم سے کم دو عورت مدرسوں کا ایک ساتھ ایک مدرسہ میں تقرر کرنا۔

(د) میاں بیوی کا ایک ہی مدرسہ میں بطور مدرس کے مقرر کرنا۔

(و) اور زیادہ وظیفوں کا دینا۔

۵۷۔ ہر تعلیمی مرکز میں بنیادی مدرسوں کیلئے عورت مدرسوں کے عمدہ ٹریننگ کے ادارے ہونے چاہئیں۔

۵۸۔ بنیادی مدرسہ کی پچھلے اور ساتویں درجے کی لڑکیوں کیلئے بچوں کی دیکھ بھال کے سلسلہ میں جو امور خانہ داری کا ایک حصہ ہے ہفتہ میں چھ گھنٹے بچوں کے کلب یا کنڈرگارٹن کلب یا یتیم خانوں کی حاضری ضروری ہے۔ وہ لڑکیاں بھی جنہوں نے عملی کام کے سلسلہ میں کوئی دوسری دستکاری لی ہے ان کو بھی کم سے کم تین گھنٹے اوپر لکھے ہوئے طریقہ پر اس کام میں دستکاری کے نصاب کے ایک حصہ کے طور پر صرف کرنے ہوں گے۔

۵۔ فرقہ وارانہ ادارے

۵۹۔ کمیٹی کی رائے ہے کہ جہاں تک ممکن ہو تمام فرقوں کے لئے ایک ہی قسم کا طریقہ تعلیم ہو۔ کمیٹی نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ کسی خاص فرقہ کی تعلیم میں کمی کی وجہ ان کے مدرسوں کا بالکل الگ تھلگ ہونا ہے۔ یہ بات بھی مان لی گئی ہے کہ مدرسوں کی زیادتی کا مالیات پر اثر پڑتا ہے۔ کمیٹی ذیل کی سفارشات کرتی ہے:-

(۱) اسلامیہ مدرسے بنیادی مدرسوں میں تبدیل کئے جاسکتے ہیں۔

(ب) مکتب، پاٹ خالے اور دوسرے فرقہ وارانہ مدرسوں کے متعلق یہ محسوس ہوا کہ ان مدرسوں کی وجہ سے مختلف فرقوں میں آپس میں اختلاف پیدا ہوتے ہیں جس سے عام شہری زندگی کے احساس میں تعصب پیدا ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ رعایت کی گئی ہے اور مختلف فرقے اپنی جگہ پر یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ کمیٹی ان کے ختم کرنے کی سفارش نہ کریگی۔ لہذا کمیٹی کا یہ خیال ہے کہ اس قسم کے موجودہ اداروں کو رہنے دیا جائے لیکن فرقوں کے فائدہ کے خیال سے اور صوبہ کی عام تعلیمی ترقی کے لحاظ سے ان مدرسوں کو سرکاری مدرسوں کے برابر لائق بنایا جائے اور جو نصاب کہ کمیٹی نے بنیادی اسکولوں کے لئے قائم کئے ہیں وہی مختلف درجے کے لڑکوں کی عمر کا لحاظ رکھتے ہوئے جاری کیا جائے۔

درسی تعلیم کی اسی طرح ترتیب دی جائے کہ ادارہ کی خصوصیات کے ہوتے ہوئے۔

وہاں کا سبق ختم کرنے کے بعد لڑکا کسی دوسرے بنیادی مدرسہ کے اونچے درجہ میں داخل ہو سکے۔ ان مدرسوں میں جو مذہبی تعلیم ہوتی ہے اگر کسی لڑکے کے والدین یا سرپرست کو اس پر اعتراض ہو تو وہ اس لڑکے کے لئے لازمی نہ قرار دیا جائے۔

(ج) مکتبوں کا درس بلا حساب لے ان لڑکوں کے لئے جن کے والدین یا سرپرستوں کو اعتراض نہ ہو مذہبی درس قائم کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ دنیوی امور کی تعلیم بنیادی مدرسہ کے درس کے طریقے پر دی جائے تاکہ مکتب کے بعد بنیادی مدرسہ میں لڑکے کے داخلہ میں آسانی ہو۔ (د) وہ تمام مدرسے جن کو حکومت اسناد دیتی ہے ہر فرقہ کیلئے ہوں۔ جو مدرسے کہ تمام فرقوں کیلئے عام نہ ہوں ان کو حکومت امداد نہ دے۔ لیکن قبل اسکے کہ ان کی امداد بند کی جائے مدرسوں کو اس بات کا موقع دیا جائے کہ وہ ہر قوم کیلئے اپنے دروازے کھول دیں۔

(د) کسی ایسے مدرسے کی منظوری نہ دی جائے جو تمام فرقوں کے لئے نہ ہوں۔ اُمید کی جاتی ہے کہ ان نئے حالات کے ماتحت موجودہ ادارے اپنی پالیسی پر نظر ثانی کریں گے اور ہر فرقہ کے بچوں کے لئے اپنا دروازہ کھول دیں گے۔

(ز) لازمی تعلیم جاری کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ وہ حلقے جہاں زیادہ تر مسلمانوں یا اچھوتوں کی آبادی ہے چھوڑ نہ دیئے جائیں۔

(ح) مدرسوں کو مقرر کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ مدرسوں میں مسلمانوں کو کافی نمائندگی ملے اور مسلمان لڑکے اور لڑکیوں کے فائدہ کے خیال سے اردو خط میں ہندوستانی پڑھانے کا انتظام کیا جائے۔

۶۰۔ چونکہ مذہبی تعلیم کا دنیا حکومت کی پالیسی کا مسئلہ ہے لہذا کمیٹی اس کا فیصلہ حکومت پر چھوڑتی ہے۔

۶۔ امتحانات

۶۱۔ کمیٹی کی رائے ہے کہ امتحان طالب علموں کی قابلیت معلوم کرنے کا مناسب ذریعہ نہیں ہیں اور ان سے طالب علم کی اہلیت اور لیاقت کی جانچ نہیں ہوتی۔

۶۲۔ لہذا کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ اور زیادہ اچھی اور قابل اطمینان جانچ کے متعلق تحقیقات کی جائے۔ لہذا ذہانت جانچ جس سے اور زیادہ صحیح نتائج برآمد ہوں جاری کی جائے۔ لیکن پھر بھی وہ رسمی امتحان کی جگہ پر پوری طور سے نہیں قائم کئے جاسکتے۔

۶۳۔ بنیادی مدرسوں میں ایک درجہ سے دوسرے درجہ میں ترقی دینے کے متعلق اد-

امتحان کے لئے نیچے لکھی ہوئی تجویزیں پیش کی جاتی ہیں:-

(۱) ایک درجہ سے دوسرے درجہ میں ترقی اسکول کے مدرس طے کریں۔ جہاں تک ممکن ہو اپنے درجہ کی ترقی روکی نہ جائے مدرسوں کو چاہئے کہ کچھ وقفہ دیکر مثلاً یہ کہ مابواریٹوں کے کام کی جانچ کریں۔

(۲) بنیادی اسکول کے پانچویں سال کے آخر میں گراں علم کے ماتحت مدرس طلب علموں کی ذہانت اور صلاحیت کی جانچ کریں۔ یہ جانچ اس طرح کی جائے جس سے طالب علموں فطری میلان کے معلوم کرنے میں مدد ملے۔ جانچ کے نتیجہ پر طالب علموں کو کالج کے اپنے درجوں کے لئے مضامین چننے میں مشورہ دیا جائے مگر شرط یہ ہے کہ مذکورہ بالا امتحان کے نتیجہ کی بنا پر کسی لڑکے کو اس مدرس کے لئے سے نہ روکا جائے گا جس میں کہ اس نے امتحان دیا تھا اور اس میں کامیاب ہوا تھا اور نہ اس کے یہی میں کہ اس کو کالج کے داخلہ کے امتحان میں بیٹھنے سے روک دیا جائے۔

(۳) ساتویں سال کے آخر میں اس قسم کا ایک اور امتحان لیا جائے لیکن ان تمام لڑکوں کو جنہوں نے باقاعدہ پورے سال کا نصاب پڑھا ہے ان کو مدرسہ اس کے متعلق ایک سند دے اور اس کی تعلیم محکمہ تعلیم کے نگران افسر کریں اس سند میں طالب علم کی تعلیمی استعداد اور نصاب کے مضامین اور درس کے علاوہ کاموں کا اندراج ہو۔

(۴) ہر سال کے دوران میں اسکول کے کام کی دیکھ بھال کے لئے محکمہ تعلیم کا نگران علم اپنے مخصوص حلقہ میں جائے اس سلسلہ میں قرین مصلحت یہ ہے کہ وہ لڑکوں کی مخصوص جماعتوں کی اہلیت کا جائزہ دیتے رہیں ماہرین اس کمیٹی کی مدد سے تیار کریں جو نصاب کے بنانے کے لئے مقرر ہو۔

۶۴۔ کالجوں میں امتحان کے لئے نیچے دی ہوئی سفارشات کی گئی ہیں:-

(۱) کالج کا امتحان وہاں کی تعلیم کے چوتھے سال کے بعد یعنی جب لڑکے کی عمر ۱۴ سال کی ہو تو لیا جائے۔

(۲) کالج کی تعلیم کے آخر میں جو امتحان ہو۔ وہ صوبہ جاتی تعلیمی بورڈ کی نگرانی میں ہو۔

(۳) ایک درجہ سے دوسرے درجہ میں ترقی دینے کا جو طریقہ بنیادی اسکولوں کے لئے بتایا گیا ہے جہاں تک ممکن ہو وہاں تک سوائے چوتھے سال کے وہی طریقہ کالج کے درجوں میں بھی برنا جائے۔

(۴) امتحان میں مضمون کے لحاظ سے لکھ کر پڑھوں کا جواب دینا زبانی جواب دینا اور عملی جانچ شامل ہوں گے امتحان کا نتیجہ بتاتے وقت ہر مضمون میں طالب علم کا وہ کام جو اس نے اپنے درجہ میں مدرس کی نگرانی میں کیا ہے اس کا نمونہ تمام سال کے کام کا مجموعہ اور اس لڑکے کے متعلق مدرس کی رائے کا بھی لحاظ رکھا جائے۔ لکھے ہوئے پڑھوں کے جواب پر خواہ مخواہ بہت زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں ہے

- (۵) کالجوں کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ جس درجہ پر چاہیں داخلہ کا امتحان رکھیں۔
 (۶) ممکنہ تعلیم کی نگرانی میں ایک دفتر امتحانات اور کالج کا دفتر قائم کیا جائے جس میں ماہرین زبانیت اور اہلیت کی جانچ تیار کریں۔

۷۔ مدرسوں کو طریقہ تعلیم سکھانا

- ۶۵۔ طریقہ تعلیم سکھانے کے پیشہ وری کالج دو قسم کے ہوں ایک بنیادی اسکولوں کے مدرسوں کے لئے اور دوسرا کالجوں کے مدرسوں کے لئے۔
 ۶۶۔ بنیادی اسکولوں کے مدرسوں کے طریقہ تعلیم سیکھنے کے نصاب کا زمانہ چار سال ہو۔ اس کالج میں داخلہ کے لئے کم سے کم نیچے لکھی ہوئی قابلیت ہونی چاہئے:-
 بنیادی اسکول کا ڈپلوما کالج کے پہلے دو درجوں کے نصاب کی تکمیل۔
 درمیانی دور میں (۱) دنیا کولر ٹرل پاس یا ہائی اسکول پاس امیدوار اس کالج کے پہلے درجہ میں داخل کئے جاسکتے ہیں، (۲) جن امیدواروں نے این۔ اے۔ یا بی۔ اے۔ پاس کیا ہو وہ اس کالج کے تیسرے درجہ میں داخل کئے جاسکتے ہیں۔ (۳) ان ہائی اسکول پاس امیدواروں نے جنہوں نے عام سائنس، زراعت، دیہاتی اقتصادیات، علم تجارت ڈرائنگ، شہریات، گانا وغیرہ کتابی اور بنائی خانہ داری کا کام اور منیول ٹریننگ میں سے کوئی مضمون لے کر امتحان پاس کیا ہو انہیں اس کالج کے دوسرے درجہ میں لیا جاسکتا ہے۔
 ۶۷۔ کالجوں کے مدرسوں کے لئے طریقہ تعلیم سیکھنے کا زمانہ دو سال کا ہو۔ اس کالج میں داخلہ کیلئے کم سے کم بیات اس کمیٹی کی مجوزہ اسکیم کے مطابق قائم شدہ کالج کے ڈپلومے کے برابر ہو۔ ان لوگوں کے ساتھ رعایت کی جاسکتی ہے جن لوگوں نے تعلیم میں کوئی خاص قابلیت پیدا کی ہو۔ اس درمیانی زمانہ میں کسی منظور شدہ یونیورسٹی کے گریجویٹ یا کسی دوسرے ایسے ادارہ کے لوگ داخل کئے جاسکتے ہیں جو یونیورسٹی کے برابر ہو۔ وہ طالب علم جنہوں نے بنیادی اسکول کے مدرس کی ٹریننگ حاصل کر لی ہو اس کالج میں داخل کئے جاسکتے ہیں۔

- ۶۸۔ تمام سرکاری نارمل اسکول اور مرکزی اسکول پہلے قسم کے ٹریننگ کالجوں میں تبدیل کر دے جائیں اور چاروں موجودہ ٹریننگ کالجوں کو دوسرے قسم کے ٹریننگ کالجوں میں تبدیل کر دیا جائے۔ ہر دو قسم کے کالجوں کی تعداد محکمہ کی ضرورتوں کے مطابق ہو۔
 ۶۹۔ موجودہ گریجویٹوں کے ٹریننگ کالج میں جو ایک سال کا نصاب ہے اسے ترمیم کر کے دو سال کر دیا جائے۔

۸۔ درسی کتابوں کا انتخاب اور ان کی فراہمی

موجودہ درسی کتابوں پر نظر ثانی کی جائے اور اگر ضرورت ہو تو ان کو تبدیل کر دیا جائے ان کو ضرورت وقت اور نئے معیار تعلیم کے مطابق لایا جائے۔ اسکولوں کے لئے مناسب درسی کتابوں اور مدرسوں کے استعمال کی کتابوں کے تیار کرنے میں آسانی پیدا کرنے کی غرض سے ایک مرکزی تعلیمی کتب خانہ قائم کیا جائے جس کے قیام کی جگہ محکمہ کی رائے سے قرار پائے اس کتب خانہ میں نیچے دیے گئے مضمونوں کی کتابیں ہوں :-

- (۱) یورپ کے خاص خاص ملکوں اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے ابتدائی اور ثانوی مدرسوں میں جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں ان کا تازہ ترین ذخیرہ۔
- (۲) ان کتابوں اور رسالوں کا ذخیرہ جس میں تعلیمی مضمونوں پر بحث لی گئی ہو اور
- (۳) ہندوستانی زبانوں میں لکھی ہوئی بچوں کے لئے تمام اسکولوں کی درسی کتابیں اور دوسری کتابیں۔

۹۔ تعلیم کی نگرانی

کمیٹی کا خیال ہے کہ درنا کیور تعلیم کو دو عملی سے بہت کافی نقصان ہوا ہے۔ تعلیم میں دواثر ملاحوں کے جوئے پر یہ بھی ضروری ہے کہ ابتدائی اور ثانوی تعلیم کی انتظامی نگرانی ایک مرکزی نظام کے ماتحت ہو۔

کمیٹی اس بات کی سفارش کرتی ہے کہ صوبہ جاتی تعلیمی بورڈ کے نام سے ایک مرکزی تعلیمی بورڈ قائم کیا جائے۔ اس صوبہ جاتی بورڈ کے دو معاون بورڈ ہوں، ایک بنیادی تعلیم کے اور دوسرا کالج کی تعلیم کے لئے۔ ان معاون بورڈوں کو مشاورتی کمیٹیاں مقرر کر کے ملکا اختیار ہو۔ صوبہ جاتی تعلیمی بورڈ آؤٹ ریل وزیر تعلیم کو اپنی رائے سے مطلع کرے گا اور وہ محکمہ کو احکام جاری کرے گا۔ وزیر تعلیم حاکم اعلیٰ ہوں گے۔

صوبہ جاتی تعلیمی بورڈ کی تشکیل کے لئے ذیل کی سفارشیوں کی جاتی ہیں :- یہ بھی طے منصب

- (۱) عالیجناب وزیر تعلیم (صدر) (۲) پارلیمنٹری سکرٹری ہلالیجناب وزیر تعلیم (نائب صدر)
- (۳) ڈائریکٹر تعلیمات صوبہ جات متحدہ (سکرٹری) (۴) صوبہ جات متحدہ کے لڑکیوں کے اسکول کی چیف انسپکٹرس (۵) باری باری سے دو دانش چانسلر (۶) حکومت کے نامزد

کئے ہوئے ایوان قانون ساز کے ۴۴ ممبر (۲) حکومت کے نامزد کئے ہوئے پانچ ماہر تعلیم جن میں سے ایک عورت ہو۔

بنیادی تعلیم کا معاون بورڈ مختلف حلقوں کے لئے سرمایہ کا مقرر کرنے، کتابوں کا منتخب کرنا، نصاب مقرر کرنے اور تعلیم کے لازمی قرار دینے کے متعلق تجویزیں بتانے کا کام کرے گا۔ اس بورڈ کو معائنوں کی رپورٹ دیکھنے کا حق بھی دیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بورڈ پبلک کی ٹریننگ کے متعلق مشورہ دے سکتا ہے اور ضابطہ تعلیم میں ترمیم کے متعلق اپنی رائے دے سکتا ہے۔ کالج کی تعلیم کا معاون بورڈ سوائے لازمی تعلیم کے اور مذکورہ بالا تمام کام کر سکتا ہے۔ کالج تعلیمی بورڈ کی تشکیل ذیل میں درج ہے۔

اس میں صدر سمیت کل ۱۶ ممبر ہوں گے۔

(۱) اسکولوں کے سرکل انسپکٹروں میں سے ایک (۲) صوبہ جات متحدہ کے لڑکیوں کے اسکول کی چیف انسپکٹرس کی پرنسپل اسٹنٹ (۳) صوبہ جاتی تعلیمی بورڈ کے دو منتخب کئے ہوئے ممبر (۴) ایک ایڈمنسٹریٹو پرنسپل، (۵) ایک لڑکوں کے اسکول کا پرنسپل (۶) ایک فنی کالج کا پرنسپل (۷) ایک امدادی کالج کا منیجر، (۸) اسٹنٹ ڈائریکٹر تعلیمات، صوبہ جات متحدہ (۹) ایک ٹریننگ کالج کا پرنسپل (۱۰) ایک امدادی کالج کا پرنسپل بشہ طبعیہ وہ صوبہ جات متحدہ کی ثانوی تعلیم کی انجمن کا ممبر ہو (۱۱) عالیجناب وزیر تعلیم کے مقرر کئے ہوئے پانچ ماہر تعلیم جن میں سے تین یونیورسٹیوں کے پروفیسروں میں سے ہوں۔

(اسٹنٹ ڈائریکٹر تعلیمات صوبہ جات متحدہ اس بورڈ کے سکریٹری ہوں)

۸۰۔ بنیادی تعلیم کے بورڈ کی تشکیل نیچے دی ہوئی ہے۔

صدر سمیت اس بورڈ میں کل ۱۵ ممبر ہوں گے۔

(۱) اسکول کا سرکل انسپکٹر ایک (۲) لڑکیوں کے اسکول کی انسپکٹرس ایک (۳) دو ہیڈ ماسٹر (۴) ایک ہیڈ ماسٹریس (۵) ایک نارمل اسکول کا ہیڈ ماسٹر (۶) ایک نارمل اسکول کی ہیڈ ماسٹریس۔ (۷) صوبہ جات متحدہ کی انجمن ثانوی تعلیم کا صدر (۸) ڈپٹی ڈائریکٹر تعلیم صوبہ جات متحدہ (۹) صوبہ جاتی تعلیمی بورڈ کے دو منتخب ممبر (۱۰) عالیجناب وزیر تعلیم کے مقرر کئے ہوئے چار ماہر تعلیم جن میں دو دستکاری کے ماہر ہوں۔

(ڈپٹی ڈائریکٹر تعلیمات صوبہ جات متحدہ اس بورڈ کے سکریٹری ہوں)۔

۸۱۔ ہر دو معاون بورڈ کے صدر حکومت مقرر کرے گی۔ سوائے صوبہ جاتی بورڈ کے نمائندوں

کے اور باقی تمام ممبران کا اسی طرح تقرر ہوگا۔

۱۔ مستقرات ذہنی اور اخلاقی تربیت

کمیٹی کا خیال ہے کہ موجودہ زمانہ میں جو ذہنی اور اخلاقی تربیت ہوتی ہے وہ حاکمانہ قسم کی ہے۔ کمیٹی کی رائے میں اخلاقی اور ذہنی تربیت کسی پر عائد نہ کی جائے بلکہ وہ خود بخود انسان میں پیدا ہو۔ جسمانی سزا سزا دکر دی جائے اور تکلیف پہنچانے والی ایسی باتیں ختم کر دی جائیں جن سے بچوں میں بلا سوچے سمجھے حکم ماننے کی عادت پڑے۔ محکمہ طور پر ذہنی اور اخلاقی تربیت کی جگہ اس کے لئے ایک نیا قاعدہ تیار کیا جائے جس سے بچوں کی تمام قوت علمی یکساں طور پر ترقی حاصل کر سکے اور بچوں کا ضمیر ذہنی اور اخلاقی تربیت کا معاون ہو۔

کمیٹی اس بات کی بھی سفارش کرتی ہے کہ آزادانہ رائے رکھنے اور اس کے اظہار پر کوئی پابندی نہ عائد کی جائے۔ طالب علموں کو کسی ایسی انجمن میں شرکت کرنے سے نہ روکا جائے جو خاص طور پر طلباء کی بنائی ہوئی ہے اور وہی اسکو چلا رہے اور جو جوانوں کے عام مفاد کی ترقی کے لئے قائم ہوئی ہے ہاں البتہ طالب علموں کو اس وقت ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل کی اجازت کی ضرورت ہوگی جب وہ اسکے علاوہ کسی اور انجمن میں شرکت کرنا چاہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ۱۸ برس سے کم عمر کے کسی طالب علم کو ہرگز کسی سیاسی جماعت میں شرکت کرنے کی اجازت نہ ہوگی کسی طالب علم پر چاہے وہ بورڈنگ ہی کا رہنے والا کیوں نہ ہو اس وقت تک کسی عام جلسہ میں جانے پر پابندی نہ عائد کی جائے گی جب تک کہ بورڈنگ کے کسی قاعدے کی خلاف ورزی نہ ہو۔

موجودہ اداروں کا مستقبل

موجودہ ابتدائی، ورنیکولر، ہائی اسکول مدرسے اور انٹرمیڈیٹ کالجوں کے متعلق نیچے دی ہوئی سفارشات کی گئی ہیں :

حکومت فوراً اپنی تعلیمی ضروریات کی جانچ کرے اور توسیع تعلیم کا پورا پورا پروگرام تیار کرے اور حسب سفارش کمیٹی موجودہ اداروں کو بنیادی اداروں اور مجوزہ کالجوں میں تبدیل کر دیا جائے ایک بیس برس کا پروگرام تیار کیا جائے جس کی رو سے ۷ برس سے ۱۳ برس کی عمر تک کے تمام بچے اور لڑکیوں کو بنیادی تعلیم دی جائے اور بالوں کو پڑھایا جائے اور جتنے کالجوں کی ضرورت ہو قائم کئے جائیں۔ موجودہ ورنیکولر اور اینگلو ورنیکولر مدرسوں کو جلد سے جلد بنیادی مدرسوں میں تبدیل

کر دیا جائے اور انٹرمیڈیٹ کالجوں کو مجوزہ کالجوں میں تبدیل کر دیا جائے۔ موجودہ ہائی اسکولوں کو ۷ برس کے اندر اندر ریاضیاتی بنیادی مدرسوں میں یا نئے قسم کے کالجوں میں بدل دیا جائے۔

تعلیمی مرکزی ادارہ کا قیام

جہاں محکمہ کی رائے ہو وہاں ایک تعلیمی مرکزی ادارہ قائم کیا جائے۔ اس ادارہ سے ایک کتب خانہ ملحق ہو جس میں ذیل کی کتابیں ہوں :-

(۱) ریاستہائے متحدہ امریکہ اور یورپ کے خاص خاص ممالک کے ثانوی اور ابتدائی مدرسوں کی جدید ترین درسی کتابوں کا مجموعہ۔

(۲) ان کتابوں اور رسالوں کا مجموعہ جن کا تعلق تعلیمی مضامین سے ہو۔ اور

(۳) اسکولوں کی درسی کتابوں اور بچوں کے پڑھنے کی دوسری کتابوں کا ذخیرہ جو ہندوستان کی زبانوں میں شائع ہوئی ہیں۔

یہ کتب خانہ گشتی ہو تاکہ جو مدرس دور مقامات پر رہتے ہوں وہ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اس کتب خانہ سے ملحق ایک دارالمطالع بھی ہو۔

کثیر المقاصد انجمنائے امداد باہمی

دیہی حلقوں میں لوکل سلف گورنمنٹ کی ایک اسکیم

(از ڈاکٹر کیلاش ناتھ کاٹجو۔ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ ڈی وزیر صنعت و ترقیات)

دیہاتوں میں زیادہ سے زیادہ اصلاحات کرنے کی سخت ضرورت کی طرف عوام کو کافی متوجہ کیا گیا ہے اور اب اسکا احساس ہو گیا ہے کہ دیہاتوں سے غفلت برتی گئی ہے اور وہاں کے حالات نہایت تکلیف دہ اور افسوسناک ہیں۔ ڈسٹرکٹ بورڈوں نے دیہاتوں کی اندرونی حالت پر توجہ نہیں کی ہے۔ اُن کی ساری سرگرمیاں ضلع کے مسائل آمدورفت، ترقی تعلیم، حفظان صحت عامہ اور اس طرح کے دوسرے کاموں کی طرف جن کا تعلق کل ضلع سے بحیثیت مجموعی رہا ہے مبذول رہی ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھیں گاؤں کی اندرونی حالت سے جیسے کوئی مطلب ہی نہیں رہا ہے مزید براں

ڈسٹرکٹ بورڈوں نے گاؤں والوں کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کی بھی کوئی کوشش نہیں کی۔ ممکن ہے کہ کمپن کمپن انھوں نے بیج کو دام قائم کر دیا ہو ورنہ دیہاتی حلقوں میں پیداوار اور پیداوار کی خرید و فروخت کے مسائل یا گھریلو صنعتوں کی بہت افزائی اور ترقی کے بارے میں ان کی طرف سے بھی کچھ نہیں ہوا ہے۔

بہر حال گاؤں سدھارا ورگاؤں کی اصلاح کی ضرورت تسلیم کر لی گئی ہے اور تقریباً ہر صوبہ میں اس سمت ترقی کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی اسکیم خواہ وہ بہت بلند ہو خواہ معتدل مرتب کی گئی ہے۔ اس غرض کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ مناسب سمجھا گیا ہے کہ دیہاتوں میں مقامی خود اختیاری (سلف گورننگ) ادارے قائم کر دئے جائیں۔ خیال یہ ہے کہ ان اداروں کو جو خود گاؤں ہی کے پیداوار ہو گئے مقامی تائید اور مقامی تعاون دونوں حاصل ہو گئے اور ان کی بدولت مقامی لوگوں کو خود سے کام کرنے کا موقع ملے گا اور اس طرح یہ ادارے حکومت خود اختیاری کے فن میں گاؤں والوں کی سیاسی تعلیم اور ماحول کی ترقی کے لئے ایک مفید آلہ ثابت ہو گئے اور خیال کیا جاتا ہے کہ اگر پنچائیتیں نہایت وسیع پیمانہ پر قائم ہو جائیں تو یہ مقصد حاصل ہو جائیگا۔ یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ چونکہ پنچایت ایک پرانا ادارہ ہے جو لوگوں کے فرائض کے مطابق ہوتا ہے اس لئے گاؤں والے اسے پسند کریں گے اور ترقی یافتہ اسکیموں پر عمل کرانے کے لئے وہ ایک موثر وسیلہ ثابت ہو گا۔ چنانچہ اخبارات میں برابر یہ خبر ترقی رہتی ہے کہ اکثر صوبوں میں اور بعض ریاستوں میں بھی دیہاتوں میں پنچائیتیں قائم کرنے کے لئے یا نو قانون بنادیا گیا ہے یا بنایا جا رہا ہے۔ میں اچھی طرح سے نہیں جانتا کہ یہ پنچائیتیں کس طرح پر قائم کی جا رہی ہیں مگر مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو طریقہ سب سے زیادہ پسند کیا جا رہا ہے وہ انتخاب کا ہے۔ وسیع معنوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ پنچائیتوں کو ہمارے موجودہ مینوسپل اداروں کے طور پر مرتب ہونا چاہئے حق رائے دہندگی ضرور زیادہ ہو سکتا ہے۔ بیچ بالغوں کے وولوں سے منتخب ہو سکتے ہیں مگر بحیثیت مجموعی مشینری وہی ہوگی۔ پنچوں کا انتخاب کچھ سالوں کے لئے ہوگا اور جو پنچایت اس طرح مرتب ہوگی وہ ایسی جماعت ہوگی جسے انتظامی اور محصول لگانے دونوں کا اختیار ہوگا۔ اسے تمیزی اور لازمی دونوں اختیارات حاصل ہو گئے۔ اس کے پاس خود اس کی رقم ہوگی اور تھوڑا سا مقامی ٹیکس لگا کر اس رقم میں وہ اضافہ بھی کر سکے گی۔

میں اس قسم کی لوکل سلف گورنمنٹ کی خوبیوں اور معائب پر زیادہ بحث نہیں کرنا چاہتا۔ نہ میں اس پر زور دینا چاہتا ہوں کہ انتخابات بعض حالتوں میں جھگڑے اور رقابت کا باعث ہو گئے اور گاؤں میں امن و آشتی کے بجائے نا اتفاقی اور خرابیاں پیدا کریں گے۔

میں اس مسئلہ کے دو پہلوؤں پر البتہ زور دینا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ نمائندہ حکومت ایک

ایک طرحیت ہے جو ایسے ہی موقع پر برتا جانا چاہئے جہاں ایک خاص رقبہ میں آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو کہ مقامی معاملات کا انتظام خود عوام کو انفرادی یا جماعتی حیثیت سے دیا جاسکے جہاں کم آدمیوں کی وجہ سے گاؤں والوں کے لئے اپنے معاملات کا انتظام براہ راست اور قابلیت کیساتھ کر سکتا آسان ہو تو میرے خیال میں ہر شخص یہ تسلیم کر گیا کہ لوکل سلف گورنمنٹ کا یہ بہترین طریقہ ہوگا۔ نمائندہ اداروں کی ایک بد نصیبی یہ ہے کہ منتخب کئے والوں اور ان کے نمائندوں میں باہمی ارتباط ختم ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ ہر شخص اس ضرورت کو تسلیم کرتا ہے کہ یہ ایک انفرادی شہر ہی یا مقامی حلقہ کا باشندہ مقامی معاملات میں کافی اور مسلسل دلچسپی لیتا رہے تاکہ جماعت کے منتخب شدہ نمائندوں کے عمل اور پالیسی پر اثر انداز ہونے اور اس کی رہنمائی کے لئے ہمیشہ ایک مضبوط اور مفید رائے عامہ قائم رہے مگر ہر جگہ یہی دیکھا گیا ہے کہ یہ مقصد کبھی نہیں حاصل ہوا ہے اور جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے اگر گزشتہ تجربہ کوئی وقعت رکھتا ہو تو یہ ماننا پڑ گیا کہ خواہش کے مطابق بہت کچھ پورا ہونے سے روک دیا گیا منتخب کرنے والے مقامی معاملات کا انتظام بہت کچھ اپنے نمائندوں پر چھوڑ دیتے ہیں اور صرف وقتی انتخابات کے موقعوں پر بیدار ہوتے ہیں۔

میرے نزدیک دوسرا کافی اہم مسئلہ وہ بنیادی فرق ہے جو گاؤں کی ایک جماعت کی ضروریات اور شہری حلقہ کے باشندوں کی ضروریات میں ہوتا ہے۔ شہری حلقوں کے لوکل سلف گورننگ اداروں کا کام خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے خواہ وہ میونسپل بورڈ ہوں یا نوٹیفائیڈ ایریا کمیٹی زیادہ تر یہ ہے کہ وہ باشندوں کے فوائد کے لئے تسلیم شدہ سہولتیں مہیا کریں۔ مثلاً عمدہ نمائے اور نالیاں صفائی پانی کی فراہمی اچھی سڑکیں روشنی کا معقول انتظام بازار میں مدح پارک اور تفریح گاہیں۔ ان سب کے علاوہ ایک فرض یہ بھی ہے کہ میونسپلٹی کے حدود کے اندر ابتدائی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔ میونسپلٹی کا بحالت موجودہ باشندوں کی اقتصادی حالت سے کوئی سروکار نہیں ہے اور یہ واقعہ ہے کہ شہری حلقوں میں باشندوں کے پیشے اتنے مختلف النوع ہیں کہ کسی میونسپلٹی کے لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ ان کی بہبود کے لئے کوئی خاص کوشش کر سکے اس کے برخلاف دیہی حلقہ میں گاؤں کے لوگوں میں باوجود ظاہری اختلاف کے صحیح معنوں میں اتحاد ہوتا ہے اور سب کا ایک خاص مشغلہ ہوتا ہے یعنی کاشتکاری اور اس کی متعلقہ صنعتیں ان کی ضرورتیں جہاں تک خود آبادی میں سہولتوں کا تعلق ہے بہت کم ہیں۔ تاوقتیکہ کسی گاؤں میں بہت زیادہ آبادی نہ ہو تازی ہو کافی ہوتی ہے اور پینے کے لئے صاف پانی کی فراہمی کی سہولتیں یا تو موجود رہتی ہیں یا ان کا آسانی سے انتظام ہو سکتا ہے۔ گاؤں کی اصلاح اور ترقی (جیسا کہ ہم انھیں شہری حلقہ کے معیار پر سمجھتے ہیں) منحصر ہوتی ہے۔ زیادہ تر گاؤں والوں کو اقتصادی حالت کی ترقی اور مزید برآں کے لئے اتنی ہی مسلسل توجہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اگر گاؤں سدھارنے کے معنی صرف یہی ہیں کہ گاؤں کی گلیاں چوڑی ہو جائیں کچھ کنوئیں بنادے جائیں اور گھر دوں میں روشندان کھول دے جائیں تو اگر روپیہ پاس ہو تو سارا کام چند مہینوں میں انجام پا جائیگا۔ لیکن میرا تصور یہ ہے کہ گاؤں سدھار کا مقصد پیداوار اور بازار کی خرید و فروخت (مارکنگ) کے طریقوں اور گھریلو صنعتوں کو ترقی دیکر گاؤں کے ہر آدمی کی آمدنی میں اضافہ کرنا ہے۔ اگر گاؤں والوں کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے تو مجھے اس میں شک نہیں کہ زندگی کے حالات بھی بہتر ہو جائیں گے اور خوش حالی کے ساتھ ساتھ سہولتیں بھی ہوں گی۔

اس کے علاوہ اور ایک ضروری بات بھی ہے۔ گاؤں کی آبادی میں اصلاحات کرنے کے لئے پنچایت کا طرز جو وقتاً فوقتاً مقرر ہوتی رہے موثر ہو سکتا ہے کیونکہ اس قسم کے اصلاحات کرنے کے لئے گاؤں کے ہر فرد کی مسلسل دلچسپی اور تعاون کی صورت نہیں ہے۔ لیکن اگر آپ زراعت میں کافی ترقی دیکھنا چاہتے ہیں اگر آپ دیہاتی کو اس پر آمادہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ بہتر کاشت کے طریقے استعمال کرے تاکہ اُس کی پیداوار زیادہ ہو اور اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ وہ مارکنگ کے منظم اور باقاعدہ طریقوں پر عمل کرے تاکہ اسے اپنی پیداوار کی مناسب قیمت مل سکے تو میرے خیال میں یہ کام پنچایت کا نہیں ہے۔ جس میں صرف چند آدمی ہوتے ہیں۔ اس کے لئے ضرورت ہے گاؤں کے ہر آدمی کی رضا کارانہ اور مسلسل تعاون۔ آپ کو بہر کاشتکار کو یہ یقین دلانا ہے کہ جو کچھ کیا جا رہا ہے وہ اُسی کے فائدہ کے لئے ہے۔ اور یہ کہ جو طریقے وہ استعمال کر رہا ہے اب پڑانے ہو چکے ہیں اور ان میں دوسرے طریقوں کی خاطر ترک کر دینا چاہیے۔ اسے ترغیب دلانا ہوگا اور اس کی رضا مندی اس سے ذاتی اپیل کر کے حاصل کرنا ہوگی خواہ وہ اپیل انفرادی حیثیت سے کیجائے خواہ کسی انجن کی معرفت جس کا وہ خود بھی ممبر ہو اگر ہم گاؤں کے مسئلہ کو اس نقطہ خیال سے دیکھیں تو مجھے یقین ہے کہ اس سے یہ ظاہر ہو جائیگا کہ ہیں دیہی حلقوں میں لوکل سلف گورننگ ادارے قائم کرنے کے لئے دوسرے ذرائع کو تلاش کرنا چاہئے اور میری تجویز ہے کہ قابل عمل فائدہ مند اور مفید طریقہ امداد باہمی کا طریقہ ہوگا۔ یہ اہم نہایت قابل افسوس ہے کہ اس وقت تک کوآپریٹو ڈپارٹمنٹ کی سرگرمیاں ایک خاص قسم کی سرگرمی پر کوآپریٹو اصول کی تطبیق کے مترادف ہوئی ہیں یعنی دیہاتی کے لئے آسانی سے قرضہ مہیا کرنا۔ علاوہ بریں یہ محدود سرگرمی بھی سرکاری محکمہ کے زیر سرپرستی ہوتی رہی ہے۔ یہ امر تعجب انگیز نہیں کہ اس تمام عرصہ میں کوآپریٹیشن (امداد باہمی) غیر سرکاری کارکنوں پر اثر انداز نہیں ہو سکا مگر اب حالات بدل گئے ہیں صوبائی خود مختاری کے بعد اب یہ وقت نہیں محسوس ہو سکتی کہ محکمہ کی سرگرمیوں کو خالص قوم پرست طرز پر وسعت دی جائے اور امداد باہمی کے طریقوں پر سارے دیہاتوں کو منظم کیا جائے۔

میرے نزدیک ایک سلف گورنگ (خود اختیاری) انجمن کی جو خاص ضروری شرطیں ہونا چاہئیں ان کا تذکرہ میں نے کر دیا ہے۔ اب میں مختصر الفاظ میں اسکا اعادہ کئے دیتا ہوں۔ پہلے وہ ایک ایسی انجمن ہونا چاہئے جسکا ہر دیہاتی ممبر ہو اور جس میں وہ خود کافی دلچسپی لیتا ہو اور دوسرے وہ انجمن گاؤں کی زندگی پر مجموعی نظر رکھے اور محض آبادی کی ضروریات تک محدود رہے۔ یعنی انجمن اُن کی تمام دیگر ضروریات بھی پوری کرے۔ جیسا کہ میں اس سے قبل کہہ چکا ہوں انجمن کو گاؤں کے ہر باشندہ کا اُس کی پیدائش سے مرتے وقت تک خیال کرنا چاہئے۔

میری تجویز ہے کہ حسب بالا ضروری شرطیں ۱۲۰۰ سے ۱۵۰۰ تک کی آبادی کے دیہاتوں میں کثیر المقاصد انجمن ہائے امداد باہمی کی مکمل طور پر تنظیم سے پوری ہو سکتی ہیں میں کم سے کم کوئی حد مقرر نہیں کرنا چاہتا ہوں لیکن زیادہ سے زیادہ حد ضرور مقرر کرنی چاہئے اس لئے کہ ایسی ہی انجمن کی تشکیل ہونا چاہئے جو محض اپنے اراکین کی تعداد کی وجہ سے نام قابل عمل نہ بنجائے گاؤں کے ہر خاندان کو اس کثیر المقاصد سوسائٹی کے دستور العمل کے مطابق ایک یونٹ قرار دینا چاہئے میرے خیال میں اگر اس وقت بھی وسیع نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو ہر خاندان دیہاتی زندگی کا ایک یونٹ ہی سمجھا جاتا ہے۔ اگر آپ کسی دیہاتی سے پوچھیں کہ اس کے دیہات کی آبادی کیا ہے تو زیادہ تر وہ اپنے جواب میں آپ کو یہ نہیں بتائے گا کہ وہاں اتنے آدمی رہتے ہیں بلکہ یہ کہے گا کہ ہمارے گاؤں میں سو یا ڈیڑھ سو گھر ہیں یعنی اتنے خاندان آباد ہیں۔ اس لئے ہم کو اپنی سوسائٹی کے دستور العمل کے لئے ہر خاندان کو ایک یونٹ ماننا چاہئے اور ہر گھر سے ایک یا اگر خاندان بڑا ہو تو دو نمائندے سوسائٹی میں آنا چاہئیں۔ یہ نمائندہ عام طور سے بزرگ خاندان ہونا چاہئیں لیکن اگر کسی خاندان کا بزرگ بہت ضعیف ہو تو وہ اپنے چھوٹے بھائی یا لڑکے کو بھی نمائندہ بنا سکتا ہے۔ ہر حال خاندان کو سوسائٹی سے بلا واسطہ وابستہ رہنا چاہئے۔ اس طرح اگر کسی گاؤں میں زیادہ سے زیادہ دو سو یا ڈھائی سو گھر یعنی خاندان آباد ہیں تو ہماری سوسائٹی کے ممبران کی تعداد بھی اتنی ہوگی۔ (سوسائٹی سے میری مراد کثیر المقاصد امداد باہمی سوسائٹی ہے) اور میرے خیال میں ایک ایسی انجمن کو اپنے طور طریقے تجارتی بنانے میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔ ہم جانتے ہیں کہ ہر برادری کی پچائیت الگ ہوتی ہے۔ یہ برادری اپنی پوری طاقت سے جمع ہوتی ہے اور غور و فوض کے بعد اپنے فیصلے مرتب کرتی ہے۔ اس لئے مجھے یہ کہنے میں کوئی دشواری نہیں معلوم ہوتی کہ دو ڈھائی سو ممبران کی یہ دیہاتی انجمن اپنی عام دلچسپی کی تمام معاش تمدنی اور سیاسی باتوں پر اچھی طرح غور کر سکے گی۔ ایک بار اس انجمن کے قائم ہوجانے کے بعد اس کے معاملات میں کوئی دشواری نہ پیش آئے گی۔ ہر انجمن اپنے اپنے قواعد اور قوانین کے مطابق کام کرے گی اور برادری سے

خارج کرنے جرمائے کرنے یا اور دوسرے طریقوں سے سزا دینے کے جو اختیارات اس کو حاصل ہوں گے ان پر بوقت ضرورت عمل کرے گی۔

اس سوسائٹی کو دیہات میں بہتر قسم کی مفید تحریک چلانا چاہئے۔ اس میں مختلف شعبے ہوں گے اور ہر شعبہ اپنے اپنے کام انجام دے گا۔ ایک شعبہ بہتر فارمنگ کا کام دیکھے گا دوسرا خرید و فروخت کا تیسرا دیہاتی صنعتوں کا چوتھا صفائی کا پانچواں لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کا چھٹا تندیب اور دیہاتی تفریحات کا غرض اس طرح مختلف کام مختلف شعبوں کے سپرد ہوں گے۔ یہ سوسائٹی مینڈیا اسس سے زیادہ یا کم عرصہ میں جیسا فیصلہ ہو ایک بار اپنا جلسہ کرے گی اور اس کی پالیسی کے تمام مسائل خود اس سوسائٹی میں طے کئے جائیں گے۔

اس طرح ہر دیہاتی کو ان باتوں پر اپنی رائے ظاہر کرنے کا موقع ملے گا جو اس کے گاؤں کی آبادی کی بہتری سے تعلق رکھتی ہیں مثلاً زراعت کے طریقے فارمنگ خرید و فروخت اور دیہاتی صنعتوں کی ترقی وغیرہ۔ قوم پرور محکموں یعنی زراعت صنعت امداد یاہمی۔ آبکاری اور آبپاشی وغیرہ کے افسران اس سوسائٹی کے جلسہ میں شریک ہو کر دیہات کی ساری آبادی سے اپنے تعلقات پیدا کر سکیں گے اور ایسی باتیں بتا سکیں گے جو ان کے دیہات کی ترقی اور بہتری کے لئے مفید ہوں گی۔ یہ ایک بہت مفید پہلو ہے۔ اس لئے کہ تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ افسران کو تمام دیہاتوں سے ملنے اور ان کو اپنی معاشی حالت بہتر بنانے کا مشورہ دینے یا تدبیریں بتانے کا بہت کم موقع ملتا ہے۔

سوسائٹی کے اس دستور العمل کے مطابق نہ کسی طریقہ کے الٹن کی ضرورت پڑے گی اور نہ گاؤں میں کنوئنگ کرنے کا کوئی موقع آئے گا۔ ہر خاندان اپنا نمائندہ خود چنے گا اور اس طرح جلسہ میں تمام دیہاتیوں کو جمع ہونے اور اپنے گاؤں کی ترقی اور بہتری کی تدبیریں پیدا کرنے کا موقع ملے گا۔

سوسائٹی کے فیصلے کو نافذ کرنے کے لئے ایک مجلس عاملہ بھی ہونا چاہئے۔ یہ مجلس عاملہ پنچائت کمی جلتے اور ہر سال منتخب ہو۔ یہ بہت بڑی جماعت نہ ہو لیکن اتنی بڑی ضرور ہو کہ ہر ذات ملت اور پیشہ کے لوگوں کو اس میں نمائندگی حاصل ہو سکے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے سوچاوت متدہ کے کئی دیہاتوں میں اس قسم کی انجمنیں قائم ہو چکی ہیں اور یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ ان کے ممبروں نے بغیر کسی مالائی اثر کے اپنے آپ ہی ایسی مجلس عاملہ یعنی پنچائت بنائی ہے جس میں ہندو مسلم اور ہر تہجن تمام فرقوں کے نمائندے موجود ہیں۔ یہ پنچائت بڑی خوبی اور کجی سے کام کرتی ہے۔ جو پنچائتیں اس طور سے منتخب ہوئی وہ اپنے رویہ کے لئے سوسائٹی کے سامنے

جوابدہ ہوں گی۔ ان کو ہر جلسہ میں یہ بتانا ہوگا کہ پچھلے جلسہ سے اسی وقت تک انھوں نے کیا کام کیا اور سوسائٹی کے احکام کو کس درجہ نافذ کیا۔ پنچایت کے پاس کوئی علیحدہ سرمایہ نہ ہوگا اور اس کو بالیسی کے تعین کا بھی اختیار نہ ہوگا۔ یہ بڑے اور اہم معاملات پر اپنے فیصلے بھی نہ کر سکے گی مگر میرا خیال ہے کہ ان پنچائتوں کے کام کرنے سے وہ تمام قابل اعتراض باتیں دور ہو جائیں گی جو اکثر ٹریفانڈ ایریا کمیٹیوں اور دوسری بڑی جماعتوں میں دیکھی جاتی ہیں۔

سوسائٹی کے پاس اپنا سرمایہ ہوگا اور وہ خود اسی کے بنائے ہوئے قاعدوں کے مطابق جمع کیا جائے گا۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو مقامی حالات کو سمجھنے کے بعد طے ہو سکتا ہے لیکن میں ممبری کا کم سے کم چندہ تجویز کئے دیتا ہوں۔ یہ چندہ ہر ممبر کو دینا ہوگا چاہے وہ زمیندار ہو یا کسان یا صرف ایسا مزدور ہو جس کے پاس کوئی زمین نہ ہو۔ یہ کم سے کم چندہ اتنا ہو کہ گاؤں کا ہر غریب سے غریب آدمی اس کو ادا کر سکے۔ میرے خیال میں ہر پنجوں کے لئے یہ کم سے کم چندہ چار آنہ سال اور دوسرے طبقوں کے لئے آٹھ آنہ سال ہو۔ لیکن اس چندہ کے ساتھ ساتھ میں ایک ادا دی چندہ کی بھی تجویز کروں گا جو ممبر کی حیثیت کے مطابق مقرر کیا جائے۔ اگر ممبر زمیندار ہو تو وہ اپنی فرد مالگذاری کا کچھ فیصدی دینا سیر اور خود کاشت کے نفع کا کچھ حصہ ادا کرے۔ یہ مقامی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک یا دو فیصدی ہونا چاہئے۔ اسی طرح کسان ممبر کے لئے اس کی پیداوار کے نفع کا تخمینہ کر کے ادا دی چندہ مقرر کرنا چاہئے۔ بعض تجویزیں لگان واجب الادا کے حساب سے کی گئی ہیں۔ میرے خیال میں ان کا اثر برا ہوگا اور اس سے کسانوں کے سب سے غریب طبقہ پر سب سے زیادہ بوجھ پڑے گا۔ مثال کے طور پر شرح معین یا ذیلیکار کاشتکاروں کو لے لیجئے۔ یہ لوگ جو لگان دیتے ہیں وہ بہت کم ہے لیکن ان کی اقتصادی حالت دوسرے کسانوں کے مقابلہ میں کہیں بہتر ہے۔ سب سے زیادہ لگان شکنی یا قانونی کاشتکار ادا کرتے ہیں اور ان کی اقتصادی حالت بہت خراب ہے اب اگر ان کے لگان کے حساب سے ان پر چندہ مقرر کیا جائے تو ان پر بڑی زیادتی ہوگی اسی لئے میرا خیال ہے کہ کاشتکاروں سے جو چندہ لیا جائے وہ انہیں مزید زمین کے نفع کے حساب سے یا ان کے ملوکہ ہل اور بلی یا کسی ایسی چیز کے حساب سے ہو جو ان کی اقتصادی حالت سے بلا واسطہ تعلق رکھتی ہو۔

اس خود اختیاری چندہ کے علاوہ اس سوسائٹی کو حکومت یا ڈسٹرکٹ بورڈوں سے بھی ان طریقوں سے مقررہ عطیے ملنا چاہئے جن پر میں آگے چل کر بحث کروں گا۔ ان رقموں کے علاوہ سوسائٹی ان جرمائوں سے بھی اپنا سرمایہ مضبوط کر سکتی ہے جو اس کو قوانین کی پابندی نہ کرنے والے ممبروں سے حاصل ہوں گے۔ اسی طرح عدالتی پنچائتوں کے جرانہ ہم حاصل ہوں گے جن کا ذکر

میں بعد کو کروں گا۔

یہاں میں یہ بھی ذکر کر دوں کہ ہم نے پچھلے دو سالوں میں ان سوسائٹیوں کے بڑے پیمانہ پر کام کرنے کا جو تجربہ حاصل کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دیہاتیوں نے مفید دیہات کاموں کے لئے خود اختیاری چندہ دینے میں حیرت انگیز آمادگی ظاہر کی ہے۔ میں نے جو رائے قائم کی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کسی دیہاتی پر چندہ لگائیں اور اس سے یہ کہیں کہ یہ روپیہ نہریں بنانے ہسپتال کھولنے یا اسی طرح کے کسی ایسے کام پر صرف ہوگا جو آسانی سے اس کے ذہن میں نہیں آتا تو وہ آپ کی طرف سے مشتبہ ہو جائے گا اور آپ کو اس سے چندہ لینے میں بڑی دقت ہوگی لیکن اگر آپ اس سے کہہ دیں کہ یہ روپیہ خود اس کے قبضہ میں رہے گا اور ایسے کاموں پر صرف ہوگا جن سے وہ اپنی روزانہ زندگی میں بڑے فائدے اٹھا سکتا ہے جیسے آبپاشی یا پانی پینے کے دیہاتی کنوئیں بنانا۔ دیہاتی گلیوں کو چوڑا کرنا، سڑکوں سے ملنے والی نئی گلیاں بنانا یا پنچائیت گھر بنانا تو وہ اپنی فریبی کے باوجود اپنا حصہ ادا کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا بلکہ اس میں بڑی سخاوت سے کام لے گا۔ اس لئے مجھے اس بات کا یقین ہے کہ اگر باقاعدہ سوسائٹیاں قائم ہو جائیں اور وہ ایمانداری کے ساتھ کام کرنے لگیں تو ان کو کبھی ایسے کاموں کے لئے روپیہ کی رحمت نہ ہوگی جو دیہات کی ترقی اور بہتری سے تعلق رکھتے ہیں۔

ہم نے بہت سی ایسی سوسائٹیاں قائم کی ہیں خصوصاً بہتر رہنے سننے کی انجمنیں جو کثیر المقاصد امداد باہمی سوسائٹیوں کی بنیاد کے طور پر یو۔ پی کے تمام ضلعوں میں کھولی گئی ہیں ہم نے یہ بھی بتایا ہے کہ ایک دیہات کی منظم اجتماعی زندگی کے لئے ایک ایسی عمارت بھی ضروری ہے جہاں ہر شام کو تمام دیہاتی جمع ہوں اور دلچسپ موضوعوں پر آپس میں بات چیت کریں۔ مقامی تیوہار منائیں۔ عام تفریح کریں جیسے دیہاتی گانے یا ناچ۔ دیہاتی کھیل یا ایسی ہی دوسری چیزیں اور ایک ایسی جگہ ہو جہاں وہ اپنے جلسے کریں۔ مفت دوائیں تقسیم کریں اور کینیا پاٹھ شالہ وغیرہ قائم کریں پنچائیت گھروں کی تعمیر میں غیر معمولی مدد حاصل ہوئی ہے اور مجھے یقین ہے کہ جب پنچائیتیں قائم ہو جائیں گی جن کا میں اس وقت ذکر کر رہا ہوں تو ان کے پنچائیت گھر بھی بہت جلد تیار ہو جائیں گے۔ لیکن جہاں کہیں اسکول کی عمارت موجود ہو وہاں سوسائٹی کے لئے یہی آسان ہوگا کہ وہ مکملہ تعلیم یا ڈسٹرکٹ بورڈ کی اجازت سے اس کو پنچائیت گھر کے طور پر استعمال کریں۔ بہت آسانی سے شرائط طے ہو سکتے ہیں اور دیہات کی ضرورتوں کے مطابق اسکول میں دو ایک کمروں کا اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

میں اس امر پر دوبارہ زور دینے کی ضرورت نہیں محسوس کرتا کہ بہتر خرید و فروخت

اور بہتر فارمنگ کو ترقی دینا ان سوسائٹیوں کے اہم ترین فرائض میں داخل ہوگا۔ اور وہ اس مقصد کے لئے بہتر بیجوں اور بہتر زراعتی آلات وغیرہ کی فراہمی کا انتظام کریں گی اور اگر ضرورت محسوس ہوگی تو ایک بیج گودام بھی قائم کرنے کی ممبروں کے زراعتی پیداوار کی بہتر خرید و فروخت اور زراعت سے تعلق رکھنے والی صنعتوں مثلاً تیل پیرا گڑ اور کھنڈ سار بنانا اور ڈیری فارم قائم کرنا وغیرہ کی دیکھ بھال کرنا سوسائٹی کا ایک ضروری فرض ہوگا۔ ان کے علاوہ دوسری دیہاتی صنعتیں بھی ہوں گی مثلاً بنانا، کاتنا، لکڑی کا کام اور جہم سازی وغیرہ مختصراً اس سوسائٹی کا مقصد یہ ہوگا کہ وہ گاؤں والوں کے تمام اجتماعی فوائدوں کا خیال رکھے۔ ظاہر ہے کہ اس کو اپنے بہت سے فرائض ادا کرنے کے لئے سرمایہ کی ضرورت ہوگی اسلئے سوسائٹی کے شعبہ فرض کا سب سے اہم فرض یہ ہوگا کہ وہ بہتر فارمنگ اور بہتر خرید و فروخت کے کام کے لئے چندہ جمع کرے۔ یہ ایک بیج گودام بھی کھول سکتی ہے اور بہتر آلات زراعت اور سیل وغیرہ بھی اپنے ممبروں کے استعمال کے لئے رکھ سکتی ہے۔ جو روپیہ کی ضرورت ہو وہ گاؤں کے ان حیثیت دار باشندوں، نیز امداد باہمی کے اداروں یعنی ضلع اور مرکزی امداد باہمی بینک سے جمع کیا جائے۔

اب اس موضوع کے اس پہلو پر زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک زمینداری کا موجودہ طریقہ رائج ہے انجمن کو یہ انتظام کر لینا چاہئے کہ وہ اپنے ممبروں کا لگان زمینداروں کو یکمشت یا بہ اقساط ادا کرتی رہے اور زمیندار کو ایک ایک کاشتکار سے فردانہ لگان وصول کرنے میں جو پریشانیاں اور اعتراضات برداشت کرنا پڑتے ہیں ان سے بچانے کے معاوضہ میں لگان کم کرے۔

اس سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ اگر یہ انجمن اچھی طور پر کام کرے تو یہ مقامی خود اختیاری حکومت کی ایک عملی اور کارآمد نمونہ ہوگی اور اس کی ایک خاص خوبی یہ ہوگی کہ وہ اس کے ساتھ گاؤں کا ہر فرد تعاون کرے گا۔ سوال ہو سکتا ہے کہ یہ انجمن کیسے بنائی جائیں اور کیسے اپنا کام شروع کریں۔ اس کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر ہم اس کا انتظار کریں کہ گاؤں کے تمام گھرانے خود بخود سوسائٹی کے ممبر بن جائیں تو جس میں بلاؤ کافی عرصہ تک اس کا انتظار کرنا ہوگا یا اکثر صورتوں میں یہ انجمن قائم ہی نہ ہو سکیں گی اور ہم کسی غیر عمدہ مدت تک انتظار نہیں کر سکتے ہیں۔ سمجھتا ہوں کہ یہ شکل ایک آسان طریقہ سے حل ہو سکتی ہے۔ اس قسم کی انجمن بنانے میں تعداد کی کوئی قید نہیں ہے گاؤں والوں کی اقلیت بھی یہ انجمن بنا سکتی ہے لیکن جب ہمیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ اس انجمن میں گاؤں کی اکثریت کے نمائندے شریک ہو گئے تو ہم یہ قانون وضع کر سکتے ہیں کہ اس قسم کی انجمن کے فیصلے پر غیر ممبروں کو بھی پابند ہونا پڑے گا۔ یہ اکثریت کیا ہوگی اس کی تفصیل درکار ہے یہ کہ اکثریت کس گاؤں کی کل آبادی کا ایک ٹلٹ بھی ہو سکتی ہے اور یہ فیصدی بھی۔ رجسٹرار صاحب انجمن امداد باہمی کو یہ اختیار

لنا چاہئے کہ قبل اس کے کہ وہ کسی انجمن کے متعلق یہ اعلان کریں کہ اس کا وضع کیا ہوا قانون نافذ ہونا چاہئے وہ اس بات کا اطمینان کریں کہ انجمن میں گاؤں کی مناسب اکثریت شریک ہے انجمن باقاعدہ قائم کی گئی ہے اور وہ گاؤں کے مفاد کا لحاظ رکھتے ہوئے وہاں کے تمام معاملات بغیر کسی تعصب یا جانب داری کے کاروباری طور پر انجام دیگی۔ مرنہ کسی نہیں کہ اس کے فیصلے تمام ممبروں اور غیر ممبروں کے لئے یکساں طور پر ناطق ہوں گے بلکہ اگر یہ انجمن کسی قسم کا چندہ اپنے ممبران پر لگائے گی تو وہ غیر ممبروں کو بھی دینا ہوگا۔ اس پر بھی اگر غیر ممبر انجمن سے عدم تعاون رکھنا چاہیں تو وہ اس کے لئے آزاد ہیں لیکن میرا یہ یقین ہے کہ جب انھیں یہ معلوم ہوگا کہ چندہ بہر صورت دنیا ہے تو وہ فوراً انجمن میں شرکت کریں گے تاکہ قبل اس کے کہ کوئی فیصلہ ہو وہ خود اس کی کارروائی میں شریک ہوں اور اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔ اس کے علاوہ مجھے اپنے طور پر اس کا بھی یقین ہے کہ اس قسم کے معاملہ میں اگر ایک مثال بھی قائم ہوئی تو اس کی تقلید کی جائیگی اور اگر گاؤں کے قرب و جوار میں ایک مرتبہ انجمنیں قائم ہو گئیں اور گاؤں والوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ اس طرح کی انجمن کے قیام سے ان کو حکومت اور ڈسٹرکٹ بورڈ سے عطیے مل سکتے ہیں اور اس طرح پر ان کو حکومت خود اختیاری حاصل ہو جائے گی تو وہ فوراً اس قسم کی انجمنیں بنانے کے لئے خود بخود تیار ہو جائیں گے تاکہ ان کو بھی حکومت اور ڈسٹرکٹ بورڈ سے عطیے مل سکیں۔ صوبہ کا متحدہ کے بہت سے ضلعوں میں ہمارا یہ تجربہ رہا ہے کہ بہت سے موافقات نے ضلع کی انجمن گاؤں سدھار سے درخواست کی ہے کہ ان کے گاؤں کو بھی گاؤں سدھار کے حلقہ میں شریک کر لیا جائے تاکہ انجمن گاؤں سدھار کی مفید اور کارآمد باتوں کا ان کے گاؤں میں بھی عمل درآمد شروع ہو سکے۔

میرے خیال میں گاؤں کی انجمن کی بنیاد ان سوسائٹیوں کی ضلع دار انجمنیں بھی قائم کی جائیں۔ سورت حال کا لحاظ رکھتے ہوئے ۲۵ یا ۳۰ انجمنوں کا متحدہ ادارہ قائم کیا جائے ہر انجمن اپنے متحدہ ادارہ کو ایک یا دو روپیہ جو طے ہو ماموار دیا کرے۔ ہر انجمن اس متحدہ ادارہ کو اپنا ایک نمائندہ بھیجے۔ اس طرح ہر اس متحدہ ادارہ میں تمام انجمنوں کی نمائندگی ہو جائے گی۔ ایک سپروائزر رکھا جائے جو اس قسم کی متحدہ ادارہ کا سرکاری ہو ہمارے یہاں محکمہ امداد باہمی میں سپروائزر ہیں جو ۲۵ یا ۳۰ انجمن ہائے امداد باہمی کے پانچ میں۔ اس متحدہ ادارہ کی تمام انجمنوں کی نگرانی کا کام سپروائزروں کے ذمہ ہوگا۔ یہ نگرانی خاص کر اس بات کی ہوگی کہ انجمنوں کے حسابات باقاعدہ رکھے جاتے ہیں اور انجمنیں قواعد اور قانون کی پوری طرح پابندی کرتی ہیں اور انجمن کے کاروبار اور ان کے انتظامات کی دیکھ بھال بھی کی جائے گی اگر سپروائزر کسی کام میں بے قاعدگی دیکھے تو اس کا یہ فرض ہوگا کہ وہ متحدہ ادارہ کو اس کی اطلاع دے۔ ضلع کے تمام متحدہ ادارے مل کر ایک ضلع کی امداد باہمی وفاقی انجمن بنائیں اور ہر متحدہ ادارہ (یونین) اس وفاقی انجمن کو اپنا ایک نمائندہ بھیجے۔ متحدہ ادارہ اور وفاقی انجمن (فیڈریشن) یونین یا فیڈریشن کے مشترکہ مفاد سے تعلق رکھنے والے معاملات پر غور کرے گی۔ زیر کاشت

کی ترقی منڈی کی ترقی گھریلو صنعتوں کی ترقی سوسائٹی یا متحدہ ادارہ کے باہمی مشترکہ مفاد وغیرہ کے متعلق بھی سوچیں گی۔ موجودہ امداد باہمی انجمنوں کے لئے انکمپٹروں اور آڈیٹروں کے عملہ کا تقرر کرتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ جب اس قسم کی انجمن زیادہ سے زیادہ تعداد میں قائم ہو جائیں تو حکومت خود ان انجمنوں کی دیکھ بھال کے لئے مناسب تعداد میں انکمپٹروں اور آڈیٹروں کے تقرر کی ذمہ داری لے۔ اس کا بار حکومت پر نہ ہو مگر سپروائزرز کی تنخواہوں کا خرچہ خود انجمنیں دیں یا امداد باہمی بینک اور انجمنیں دونوں مل کر دیں اور جس تناسب سے اپنا اپنا حصہ رکھنا مناسب سمجھیں رکھیں۔

سرکاری اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے عطیے براہ راست متحدہ اداروں کو دے جاسکتے ہیں اور یہ عطیے یا تو بعض سوسائٹیوں کے لئے مخصوص کر دئے جائیں یا خود لینین کو اختیار دیا جائے کہ وہ انھیں مختلف سوسائٹیوں میں سوسائٹیوں کے مفاد کے لئے تقسیم کر دے جائیں اس طرح پر حکومت عملی طور پر شریک رہے گی اور گاؤں والوں کو یہ احساس ہو گا کہ حکومت ان کے لئے کچھ کر رہی ہے۔

قبل اس کے کہ میں تنظیم کے پہلو کو ختم کروں یہ عرض کر دینا مناسب ہے کہ ہر مناسب رقبہ کے گاؤں کی ایک سوسائٹی ہونی چاہئے لیکن بہت سے گاؤں ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو بہت چھوٹے ہیں اور جن میں دو چار چھوٹے گروں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے لہذا ان کے لئے میرے خیال میں مناسب ہے کہ دو تین مواضعات مل کر جس میں ۵۰ سے ۱۰۰ تک گھر شامل ہوں ایک انجمن بنائی جائے۔

ہر گاؤں کی انجمن کا ایک سکریٹری ہونا چاہئے اور اس شخص کا انتخاب گاؤں کی خدمت کے جذبہ کے لحاظ سے ہو۔ گاؤں کی انجمن اور اس کی مجلس عاملہ دونوں کا سکریٹری ایک ہو مجھے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ جیوں جیوں وقت گزرتا جائے گا۔ ہر گاؤں میں سکریٹری کی خدمات انجام دینے کیلئے ضروری اہلیت اور ضروری جذبہ خدمت کا آدمی مل جائے گا۔ وہ چاہئے اغراضی طور پر کام کرے یا اگر ضرورت ہو تو اس کے کھانے کپڑے کے لئے ایک قلیل رقم بطور تنخواہ کے دی جائے میں نے اس مسئلہ پر صوبہ جات متحدہ کے بہت سے دیہاتوں میں تقریر کی ہے۔ میں نے لوگوں سے کہا ہے کہ تقریباً ہر گاؤں میں بہت سے سادھو اور پیر وغیرہ ہوتے ہیں جن کو گاؤں والے بڑی خوشی سے کھلاتے اور پھرتے ہیں اور جب گاؤں والوں کو یہ معلوم ہو گا کہ ایک آدمی جس نے ان کے لئے اپنے کو وقف کر دیا ہے اور خلوص سے ان کی خدمت کرنا چاہتا ہے تو ایسی حالت میں اگر وہ غریب ہے تو گاؤں والے اس کی محنت کے معادضہ میں اسے خوشی سے کھلائیں اور پھرائیں گے۔ میرے اس خیال کی جتنی تائید ہوئی ہے وہ بہت ہمت افزا ہے۔

میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ سکریٹری یا مجلس عاملہ کا یہ فرض ہو گا کہ وہ گاؤں کے تمام گھروں کا ایک رجسٹر رکھے۔ واقعہ یہ ہے کہ فیض آباد کے ایک گاؤں میں میں نے انجمن کے سکریٹری کے پاس

رجسٹر دیکھا جس میں گاؤں کے ہر باشندہ کے متعلق تفصیل کے ساتھ اس کا نام صنف عمر قوم اور مذہب درج ہے اس قسم کا رجسٹر اگر تمام صوبہ میں رکھا جائے تو مردم شماری کے لئے وہ بہت ہی قابل قدر ہوگا۔

گاؤں میں سماجی کام کے لئے اس انجن کو (شل اور انجنوں کے) اسکاوٹ اور رضا کار بھرتی کرنے چاہئیں میں نے دیکھا ہے کہ بہت سے گاؤں نے اپنی کاشت کی نگرانی اور خود گاؤں کی چوکیداری کا انتظام کیا ہے۔ ہر طریقہ کاشت اور منظم نفع بخش منڈیوں کی خاطر پٹواری کی خدمات سے بھی فائدہ اٹھایا جاتا ہے میرے خیال میں پٹواریوں کو اس قسم کا انتظامی حکم بھی دیا جاسکتا ہے کہ جہاں تک اس قسم کی انجنوں کا تعلق زراعتی کاروبار سے ہو وہاں تک یہ لوگ اس کے نائب یا معاون سکریٹری بھی ہوں۔ اس کے علاوہ دوسرے کاموں میں بھی پٹواری مدد دے سکتے ہیں۔

ان انجنوں کا ایک بہت ہی ضروری کام یہ بھی ہے کہ گاؤں میں مقدمہ بازی روکی جائے میں نے بہت سے مواعضات میں فخر یہ کہتے سنا ہے کہ وہاں سالہا سال سے کوئی مقدمہ مال یا نو جداری کا عدالت میں نہیں گیا۔ یہ انجنیں ثالثی فیصلہ کو بھی رائج کر سکتی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ ہم کو چاہئے کہ ان چھوٹے چھوٹے مقدمات کے لئے جن میں ثالثی نہیں ہو سکتی گاؤں میں چھوٹی چھوٹی عدالتیں بنائیں بنائیں جن میں کچھ خرچ نہ ہو۔ ہر گاؤں کے لئے عدالتی پنچائت کی ضرورت نہیں ہے کسی ایک گاؤں میں عدالتی پنچائت کے لئے کافی مقدمات ہونے کی امید نہیں ہے۔ لہذا میری رائے میں اس کام کے لئے چند مواعضات کو ملا کر ایک حلقہ بنا دیا جائے اور اس حلقہ کے لئے ایک عدالتی پنچائت قائم کی جائے۔ ہر گاؤں کی انجن جو ایک عدالتی پنچائت کے حلقہ میں ہو اس پنچائت کے لئے اپنے دو یا تین آدمی نامزد کرے جہاں تک ممکن ہو اس کام کے لئے مجلس عاملہ کے ممبر نہ منتخب کئے جائیں لیکن ان پر کوئی پابندی بھی نہ عائد کی جائے۔ اگر کوئی شخص ایسے جس پر گاؤں والوں کو پورا اعتماد ہے تو اس کے مجلس عاملہ کے ممبر ہوتے ہوئے بھی اسے نامزد کیا جاسکتا ہے۔ فرض کیجئے کہ پانچ انجنوں کا مل کر ایک حلقہ بنا تو اس طرح پر دس آدمی عدالتی پنچائت کے لئے ممبر ہوں گے۔ قاعدہ یہ ہونا چاہئے کہ جب کسی گاؤں میں کوئی جھگڑا ہو تو عدالتی پنچائت کا سرخیل تین پنچوں کے سامنے یہ معاملہ پیش کرے بہتر یہ ہے کہ یہ تینوں پنچ اس گاؤں کے نہ ہوں جس میں جھگڑا ہوا ہو۔ اس طرح پر جھگڑے کے فیصلہ کرنے میں پوری غیر جانبداری سے کام لیا جاسکتا ہے۔ ان پنچانوں میں معمولی فوجداری کے مقدمے اور چھوٹے موٹے دیوانی کے مقدمے فیصلہ کئے جاسکتے ہیں۔ ان پنچانوں کا طریقہ کار بہت آسان ہو گا اور یہاں کے فوجداری مقدمات کی نگرانی حاکم پرگنہ کے یہاں اور دیوانی مقدمات کی نگرانی منصف کے یہاں ہوگی۔

پہ اس اسکیم کا ایک محض معمولی خاکہ ہے جس سے کہ اداو باہمی انجنیں گاؤں میں پوری طرح قائم ہوئی خود اختیاری حکومت کے ادارہ کے طور پر کام کر سکتی ہیں اور ہر مناسب طریقہ پر گاؤں میں ترقی اور بہبودی

کاباعت ہو سکتی ہیں۔ یہ کوئی تفصل چیز نہیں ہے۔ ابھی بہت سی تفصیلی باتوں پر کافی غور کرنا پڑیگا بہت سے پھوٹے پھوٹے حصوں کو پر کرنا ہوگا اور مجھے اس کا احساس ہے کہ خود اس اسکیم میں کافی ترمیم کی گنجائش ہے۔ لیکن اس تمام اسکیم کا دار و مدار اس امر کی کوشش پر ہے کہ گاؤں والوں کو خود اپنی اور اپنے گاؤں والوں کی نجات اور بہبودی کے لئے مسلسل دلچسپی لینے پر آمادہ کیا جائے۔

حکومت صوبجات متحدہ کی مالی پالیسی

ایک غیر سرکاری نوٹ

ابھی حال میں بمبئی نیشنل میسرز فیڈریشن کاؤنسل میں آنریبل بی۔ این سپرد نے اپنے خطبہ صدارت کے دوران میں کہا کہ نیٹے کانگریس کی مالی پالیسی سے یہ بنیادی اختلاف ہے کہ وہ توسیع تجارت کی حامی ہونے کے بجائے کینچ تان کی کوشش کر رہی ہے۔ چونکہ آنریبل سپرد دنیا کے معاشرت میں ایک نمونہ درجہ رکھتے ہیں اس لئے یہاں تک کہ ”توسیع تجارت“ اور ”کینچ تان“ ان دو اصطلاحات کا تعلق ہے یہ ضروری ہے کہ صوبہ کی مالی پالیسی کی تشریح کر دی جائے۔ اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ سٹیر و کانگریسی موبہ میں لوگوں کے منہ بہنے کے معیار کو باندھ کر کرنے کے حافی میں اور غالباً وہ کانگریسی حکومتوں کی اس خواہش سے بھی اتفاق کرینگے کہ اس پالیسی کے ماتحت جہاں تک ممکن ہو عوام کی معاشی زندگی کو بہتر بنانا چاہئے۔

فرض کیجئے عوام کی حالت کا یہی تقاضہ ہے کہ توسیع تجارت کی پالیسی جاری کی جائے اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ”توسیع تجارت“ کی پالیسی کیسے شروع کی جائے۔ عام طریقہ سے آزاد ملکوں میں یہ طریقہ بنک کے ہاتھوں رائج ہوتا ہے اور وہ یوں کہ جتنا روپیہ ملک میں حاصل ہو سکتا ہے وہ اس کو شرح سود کی تبدیلی سے داگداشت کر دیتے ہیں یا واپس لے لیتے ہیں۔ دوسرا طریقہ جو حکومت اختیار کرتی ہے وہ قرض پالیسی یا امداد وغیرہ کا طریقہ ہے۔

ان دونوں طریقوں میں سے پہلا یعنی بنک کا طریقہ خارج از بحث ہے اور اس کے وجوہ صاف ظاہر ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ہندوستانی مقررہ نہت تبادول سے ہندوستانی صنعت اور خریداروں کو کیا نقصان ہوا ہے۔ کوئی صوباجاتی حکومت مرکزی حکومت کی مالی پالیسی میں دخل نہیں

دے سکتی۔ ریزرو بینک اور اسپرل بینک خود مختار ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ اختیارات کی اس کمی کی وجہ سے فیڈریشن اسکیم کی عام طور پر مخالفت کی جا رہی ہے۔ صرف پنجاب گورنمنٹ کو اس قسم کا کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بنگال گورنمنٹ نے بھی اپنا خیال ابھی تک نہیں ظاہر کیا ہے مگر کچھ دن ہوئے کہ اس کے وزیر مالیات بھی اپنی نسبت تبادلوں کے سخت مخالف تھے اس لئے ظاہر ہے کہ مرٹ کانگریسی مرکزی حکومت کی اس مالی پالیسی کی مخالف ہے۔

اس کے علاوہ صوبائی حکومت کے ٹیکس کے اختیارات بھی محدود ہیں۔ اس کا یہ نتیجہ ہے کہ اس کو مفاد عامہ پر صرف کرنے کے لئے ہمیشہ روپیہ کی دقت ہوتی ہے۔ قومی آمدنی کا سب سے بڑا حصہ مرکزی محاصل کو چلا جاتا ہے۔ شاید ہی کوئی اس بات سے اتفاق نہ کرے کہ صوبائی حکومت کو مقررہ میعاد کے لئے اتنی زیادہ ادائیگیاں کرنی پڑتی ہیں کہ اس کی نصف آمدنی جو کئی صورتوں سے عوام کی جیبوں میں جاسکتی تھی علیٰ حیثیت سے معدوم ہو جاتی ہے۔ صوبائی بجٹ کے متعلق یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ اس کا صرف ایک چھوٹا سا حصہ صوبہ میں رہتا ہے۔ اس لئے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی ان پابندیوں کے حوالہ کے ساتھ یہ دیکھنا چاہئے کہ آیا کانگریسی حکومتوں کی پالیسی ”کھینچ تان“ ہے یا ”توسیع تجارت“

اب سوال یہ ہے کہ جب ہندوستان کی بینک پالیسی پر کوئی اختیار نہ ہوا اور اس کے علاوہ کئی مقررہ ادائیگیاں بھی کرنا ہوں تو ایسی صورت میں کیا طریقہ کار ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص دیانتداری کے ساتھ صوبہ کی مالی بھی خواہی اور بہتری چاہتا ہے تو اس کو تین حل نظر آئینگے۔ پہلا یہ کہ قیمتوں کو مستحکم بنایا جائے یعنی ان کو رفتہ رفتہ بڑھنے دیا جائے دوسرا یہ کہ نظام میں خرچ ہونے والے روپیہ کو مستحکم بنایا جائے نہ کہ نرخوں یا روپیہ کی قیمتوں کو۔ ان متضاد پالیسیوں پر تفصیل کے ساتھ بحث نہیں کی جاسکتی۔ پہلا طریقہ تقبیلاً ہر خیال کے لوگوں میں پسند کیا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کیا قیمتیں مستحکم کی جائیں گی اور ان کے کیسے نتائج ہوں گے اس لئے اس سے گھبرنا یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو بات سب کو مطمئن کر دے وہ بھی یقیناً طور پر سب کے فائدہ کی نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ جب ہم کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خریدار کی آمدنی بہت کم ہے اور صوبہ میں گشت کرنے والے کل روپیہ کا یہ ایک ادنیٰ حصہ ہے تو اس وقت قیمتوں کا مستحکم کرنا اور جی منگل ہو جاتا ہے۔

دوسرا طریقہ ایسی سوسائٹی کے لئے بہت مضر ہے جس کا سرمایہ اور جس کی صلاحیت برابر بڑھتی رہتی ہے۔ میرے خیال میں سٹر سپر د کو اس کے برے نتائج کا پورا احساس ہو گا۔ تیسرا طریقہ یعنی عام سطح آمدنی کو مستحکم بنانا معاش حیثیت سے سب سے زیادہ عمدہ ہے۔ اور یونپی کی مالی پالیسی

کا یہی جوہر ہے۔

اس سے پہلے کہ ہم یہ دیکھیں کہ آیا اس پالیسی پر کیسے عمل کیا گیا ہے یہ بات ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ قرض کے ذریعہ سے روپیہ کو گشت کرنے سے ہٹایا نہیں گیا ہے۔ عوام کو یاد ہوگا کہ ایک کروڑ کا وہ قرض جس کا اندازہ لیا گیا تھا پانچ سال نہیں لیا گیا۔ اس کی بڑی اہمیتیں ہیں۔ اس سے صرف یہی نہیں ظاہر ہوتا کہ حکومت نے اپنے اخراجات میں بڑی کفایت سے کام لیا بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ روپیہ کو صوبہ میں گشت کرنے سے روکا نہیں گیا روزگار ٹیکس کی قانونی نوعیت کا خیال کئے بغیر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس ٹیکس کی وجہ سے بڑی تنخواہ پانے والے افسروں کی آمدنی کم ہو جائے گی اور ان کی آمدنی اور سیکڑوں دوسرے لوگوں کی آمدنی کے درمیان جو خلیج ہے وہ گھٹ جائے گی۔

لیکن نوکری ٹیکس کو کل نہ سمجھنا چاہئے یہ عام پالیسی کا صرف ایک جزو ہے۔ پچھلے سال ڈیڑھ سال کے عرصہ میں حکومت نے خدمت عامہ کی مختلف مدتوں پر تقریباً پانچ کروڑ روپیہ خرچ کر کے، ایسے لوگوں میں روپیہ کو گشت دی ہے جو صرف ان پیشوں پر زندگی بسر کرتے ہیں جو خدمت عامہ پر منحصر ہیں۔ اس روپیہ کی گشت کی رفتار اس رقم کی وجہ سے اور بھی بڑھ گئی ہے جو دوکانگریس حکومتوں نے پیدا کردہ حالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مفاد عامہ کے خیال سے اوکھ بولنے والوں اور اس کا بیوپار کرنے والوں کی جیبوں میں پونچا یا ہے۔ ایسی رقم کا اندازہ کرنا مشکل ہے پھر بھی وہ رقم تقریباً دو کروڑ روپیہ ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں التوائے کارروائی اور امداد قرض کے بابت حکومت کی مالگنداری پالیسی سے بہت فائدے پہنچے ہیں۔ وہ لمبی رقمیں جو ساہوکاروں اور زمینداروں کی جیبوں میں چلی جاتی ہیں اور اس طرح معاش نقطہ نظر سے مردہ ہو جاتی ہیں۔ پیداوار پر خرچ ہو رہی ہیں اور ان لوگوں کی خریداری طاقت بڑھا رہی ہیں جن کی جیبیں بہت ہلکی نہیں۔ یہی بات امتناع نشیات کے بابت کہی جاسکتی ہے جس کی بدولت چھوٹی چھوٹی محفوظ رقمیں غیر معاشی صورت میں ضائع نہ ہو سکیں۔ مختصر یہ ہے کہ روزگار ٹیکس "بل امتناع نشیات" قرض کم کرنے کی مختلف تدبیریں اور آمدنی منتقل کرنے کی پابندیاں وغیرہ یہ سب آمدنی کی سطحوں کو برابر کرنے کی تدبیریں ہیں۔

ان سب باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کانگریسی حکومت کی مالی پالیسی اپنی حدود کے ماتحت یقینی طور پر "توسیع تجارت" ہے۔

سہولت کے خیال سے حکومت کی مالی پالیسی کو ذیل میں مختصر طریقہ پر پیش کیا جاتا ہے۔

- ۱۔ یہ حکومت ہند کی اس سکے پالیسی کی وجہ سے محدود ہے جس پر اسے کوئی اختیار نہیں ہے
- ۲۔ اس پر کئی ادائیگیاں فرض ہیں جن کی وجہ سے اس کی آمدنی کا بڑا حصہ مردہ ہو جاتا ہے
- ۳۔ اس نے بالواسطہ اور بلا واسطہ دونوں طریقوں سے ان لوگوں کی جیبوں میں روپیہ پنچایا ہے جو ضرورت مند تھے۔ مثلاً ادکھ کی کم سے کم قیمت مقرر کرنا۔ التوائے کارروائی اور امتناع منشیات

۴۔ اس نے قرضہ کے ذریعہ گشت سے روپیہ نہیں ہٹایا۔

۵۔ اس نے اوسط طبقہ کے بہت سے لوگوں کو روزگار دلایا ہے اور اس سب کی قیمت اس رقم سے کہیں زیادہ ہے جو روزگار ٹیکس کے ذریعہ ان لوگوں سے حاصل ہو گا جو بہترین حالت میں رہتے ہیں۔ چھاپیوں وغیرہ کی تنخواہ بڑھانے میں جو رقم خرچ کی گئی ہے وہ تقریباً اس رقم کے برابر ہے جو اسپرل سر دس کے لوگوں سے روزگار ٹیکس کی صورت میں حاصل ہو گا۔

۶۔ اس نے قومی تعمیری کام بڑے پیمانہ پر شروع کئے ہیں۔ مزدوروں کی مزدوری بڑھا دی ہے۔ بے روزگاروں کو پیشگی رقموں سے مدد دی ہے۔ اس نے ایک صنعتی بنک کھولا ہے

صوبہ متحدہ کی زراعتی پیداوار کی منڈیوں کا

جل ۱۹۳۹ء

۱۹۳۹ء کا بل نمبر.....

مسودہ قانون

صوبہ متحدہ میں زراعتی پیداوار کی خرید و فروخت کو بہتر طور پر باضابطہ کرنے اور اس کے لئے منڈیاں قائم کرنے کا انتظام کرنے کے لئے۔

نہیں چونکہ یہ تقریباً مصلحت ہے کہ صوبہ متحدہ میں زراعتی پیداوار کی خرید و فروخت کو باقاعدہ

کیا جائے اور اس کے لئے منڈیوں کے قائم کرنے کا انتظام کیا جائے۔
لہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

باب ۱ ابتدائی

۱۔ (۱) یہ ایکٹ صوبہ متحدہ کی زراعتی پیداوار کی منڈیوں کا ایکٹ ۱۹۳۹ء
مختصر نام دست اور آغاز کہلائے گا۔

(۲) یہ ایکٹ پورے صوبہ متحدہ میں نفاذ پذیر ہوگا ماسوا اس رقبہ کے جو ایکٹ کنٹونمنٹ
۱۹۲۳ء کا ایکٹ نمبر ۲۱۹۲۳ء کے احکام کے ماتحت بحیثیت کنٹونمنٹ کے قرار دیدیا
گیا ہو یا اس کے بعد قرار دیا جائے۔

(۳) یہ ایکٹ ایسی تابعیات یا تارنجوں سے اور ایسے رقبہ یا رقبہ جات میں نافذ ہوگا
جیسا کہ صوبہ کی حکومت سرکاری گزٹ میں اشتہار دیکر اس بارے میں دقتاً وقتاً مقرر کرے۔
تقریفات ۲۔ جب تک اس ایکٹ کے مضمون یا سابق عبارت میں کوئی بات خلاف نہ ہو۔
(الف) زراعتی پیداوار میں۔

(۱) زراعت اور باغات کی تمام پیداوار اور کھانے کی ایسی چیزیں جو بالکل یا کسیدہ
ایسی پیداوار سے تیار کی گئی ہوں مثلاً گڑ، شکر، آٹا وغیرہ۔

(۲) جانور ان کے نرم بال، کھالیں، ہڈیاں سخت بال اور کھانے یا پینے کی کوئی چیز
جو جانوروں سے ملتی ہو یا بالکل یا کسیدہ ان کی پیداوار سے تیار کی جاتی ہو، شامل ہے۔

(ب) ”منڈی کے رقبہ“ سے ہر ایسا رقبہ مراد ہے جس کے بارے میں دفعہ ۴
کے ماتحت اشتہار دیدیا گیا ہو۔

(ج) ”منڈی کمیٹی“ سے مراد کسی ایسی کمیٹی سے ہے جو دفعہ ۶ کے ماتحت قائم
کی گئی ہو۔

(د) مقرر کئے ہوئے سے مراد اس ایکٹ یا اس کے ماتحت بنائے ہوئے
قاعدوں یا بائی لازمی رد سے مقرر کئے ہوئے سے ہے۔

(۵) پیدا کرنے والے سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو زراعتی پیداوار جیسی بھی
صورت ہو بتا ہو، تیار کرتا ہو سب کچھ کرتا ہو یا پیدا کرتا ہو۔ لیکن اس میں ایسی پیداوار کا تاثر
یا دلال چاہے وہ خود بھی اسکو پیدا کرتا ہو شامل نہ ہوگا۔

(د) خریدنے اور فروخت کرنے میں مال لینا دینا شامل ہے خریدنے میں کوئی ایسی چیز شامل ہے جو بطور کفالت یا ضمانت کے لی اور فروخت کرنے میں وہ چیز شامل ہے بطور کفالت یا ضمانت کے جمع کی گئی ہو اور جو الفاظ ان سے مشتق ہوتے ہوں اور ان کے ہم معنی الفاظ سے وہی مراد ہوگی۔

تجارتی محصول سے مراد ہر اُس منہائی یا محصول سے ہے جو علاوہ اُس منہائی یا محصول کے لیا جاتا ہے جو نمونہ یا معیار کے مطابق نہونے کی وجہ سے دینا پڑتا ہے اور یہ تجارتی محصول اُس وقت دینا پڑتا ہے جبکہ فروخت کرینیکا معاہدہ کسی نمونہ سے ہو یا کسی تسلیم شدہ معیار سے ہو یا ایک صندوق برتن یا کسی دوسری رکھی جانوالی چیز کے اصلی وزن اور اُس کے مقررہ وزن کے درمیان فرق ہونے کی وجہ سے ہو یا اُس میں کسی اور شے کی ملاوٹ کی وجہ سے ہو اور اُس میں ایسے محصول شامل ہیں جو منڈی کے رقبہ میں زراعتی پیداوار کی خرید و فروخت کے لئے رسم درواج کے مطابق لئے جاتے ہیں مثلاً خیرات یا مذہب یا کوئی مذہبی جلسہ مثلاً دھرمادا لے گوشالہ اور دیگر ایسے ہی اغراض کے لئے جو بطور محصول کے لئے جاتے ہیں۔

باب ۲

منڈی کا رقبہ اور منڈی کمیٹیوں کا قائم کرنا

۳۔ صوبہ کی سرکار سرکاری گزٹ میں اشتہار دے کر یا کسی اور مقررہ طریقہ سے اپنی تجویزوں کو شامل کر کے منڈی کا رقبہ قرار دینے کی (الف) کسی ضلع کے ایسے رقبہ میں تمام زراعتی پیداوار یا اُن زراعتی پیداواروں کی خرید و فروخت کے لئے جو کہ اشتہار میں مشہر کر دی گئی ہوں قانون بنا سکتی ہے۔
(ب) فقرہ (الف) میں بتائی ہوئی زراعتی پیداواروں کو اشتہار میں بتائے ہوئے رقبہ کے اندر پہنچنے یا اُن کی خرید و فروخت کے لئے منڈی قائم کرنے یا اُس کو جاری رکھنے کے لئے قاعدے بنا سکتی ہے اور ایک مقررہ تاریخ تک تجاویز مذکور کے متعلق لوگوں کی رائے مانگ سکتی ہے۔
۴۔ (۱) دفعہ ۳ کے ماتحت اشتہار میں دی ہوئی مقررہ تاریخ کے گزر جانے پر اور مدت مذکور کے منڈی کا رقبہ قلم دینا ختم ہونے تک جو اُسے موصول ہوں گی اُن پر غور کرنے کے بعد سرکار اپنے سرکاری گزٹ میں اشتہار دے کر یا کسی اور مقررہ طریقہ سے یہ اعلان کر سکتی ہے کہ:-

(الف) دفعہ ۳ کے فقرہ (الف) کے ماتحت اشتہار میں دئے ہوئے رقبہ کو یا اُس کے کسی حصہ کو تمام زراعتی پیداواروں یا صرف اُن پیداواروں کے لئے جن کا کہ دفعہ ۳ کے ماتحت اشتہار

میں ذکر ہو۔ جہاں تک کہ اس ایکٹ کا تعلق ہے منڈی قرار دیا جاسکتا ہے۔
 (ب) دفعہ ۳ کے فقرہ (ب) کے ماتحت کسی مشترکے ہوئے رقبہ میں یا اُس کے کسی حصہ میں تمام یا چند ایسی زراعتی پیداواروں کی خرید و فروخت کے لئے کسی منڈی کے کھولنے قائم کرنے یا جاری رکھنے کی اجازت نہیں دی جائے گی ماسوا اُس صورت کے جبکہ صوبہ کی حکومت نے لائسنس منظور کیا ہو اور ماسوا اُس صورت کے جبکہ اُس کا کھولنا ایکٹ ہذا کے احکام اور ایکٹ ہذا کے ماتحت وضع کئے ہوئے قاعدوں اور بائی لاز اور لائسنس کی تصریح شرائط کے مطابق ہو اور ایسا اشتہار اُس تاریخ سے اثر پذیر ہوگا جو اُس میں دی ہوئی ہو۔

(۲) نئی دفعہ (۱) کی رد سے ہرنوٹس میں فقرہ (الف) اور (ب) کے ماتحت منڈی کی حدود کو علیحدہ علیحدہ بتلایا جائے گا اور اس ایکٹ کی منشاء کے مطابق اس منڈی کے رقبہ میں ایسا رقبہ شامل کیا جاسکتا ہے جس کو صوبہ کی سرکار اس لئے شامل کرنا ضروری سمجھے کہ وہ ایک ایسی جگہ کا کام دے گا جہاں وہ تمام گاڑیاں اور دوسری بیچانے والی چیزیں کھڑی کی جاسکیں گی جو زراعتی پیداوار کو جمع کرنے اور اُس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔
 ۵۔ کسی ایسی تجویز کو دفعہ ۳ کے مطابق پہلے سے شائع کرنے اور دفعہ ۴ کے مطابق اُس کے متعلق منڈی کے رقبہ کے حدود اتنی ہوئی درخواستوں پر غور کرنے کے بعد صوبہ جاتی سرکار اپنے سرکاری گزٹ میں تغیر و تبدل میں اشتہار دے کر کسی مقامی رقبہ کو جو منڈی کے آس پاس ہو منڈی کے رقبہ میں شامل کر سکتی ہے یا کسی ایسے مقامی رقبہ کو جو منڈی میں شامل ہو منڈی کے رقبہ سے علیحدہ کر سکتی ہو۔

۶۔ صوبہ جاتی سرکار اپنے سرکاری گزٹ میں اشتہار دے کر ہر منڈی کے رقبہ کے لئے ایک منڈی کمیٹیوں کا قائم کرنا ایسی منڈی کمیٹی قائم کرے گی جو اُسی اشتہار میں دئے ہوئے نام سے موسوم ہوگی جس کی رو سے وہ قائم کی گئی ہے۔ یہ ایک ایسی جماعت سند یافتہ ہوگی جس کو کہ دائمی وراثت کا حق ہوگا اور اُس کی ہر کیساں ہوگی اور جو اس ایکٹ یا کسی دوسرے ایکٹ میں بنائے ہوئے شرائط یا باندیوں کے ماتحت ہوگی اور جو ایک جماعت سند یافتہ کی حیثیت سے مقدمہ دائر کر سکتی ہے اور اُس پر مقدمہ دائر کیا جاسکتا ہے اور اُس کو جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کو جو اُس کے اختیار میں ہو یا جو اُس نے حاصل کی ہو اپنے تصرف میں لائسنس پر اپنا قبضہ قائم رکھنے اور اُس کو منتقل کرنے اور اُس کی بابت معاہدے کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

لیکن شرط یہ ہے کہ کوئی منڈی کمیٹی اپنی جائداد غیر منقولہ کو ہمیشہ کے لئے منتقل نہیں کر سکتی جب تک کہ کمیٹی نے اپنی میٹنگ میں اپنے تمام ممبروں کی ۳/۴ کثرت رائے سے اُس کی منظوری کے لئے ایک

تجویز پاس کر دی ہو۔ پٹ کا شمار کرنے میں نصف سے کم کسروں کو نظر انداز کر دیا جائے گا اور نصف یا نصف سے زیادہ کی کسر کو ایک شمار کیا جائے گا۔

۷۔ (۱) ہر منڈی کمیٹی اتنے ممبروں پر مشتمل ہوگی جتنا کہ صوبہ کی سرکار طے کرے اور اُس میں منڈی کمیٹی کا دستور العمل کم سے کم دس اور زیادہ سے زیادہ سولہ ممبر ہوں گے۔

(۲) ہر منڈی کمیٹی کے ممبران صوبہ کی سرکار کی طرف سے مقرر کئے جائیں گے جنہیں سے کم سے کم آدھے ممبران پیدا کرنے والوں میں سے چنے جائیں گے جو عام طور سے منڈی کے رقبہ سے دس میل کے اندر رہتے ہوں بشرطیکہ صوبائی سرکار اپنے گزٹ میں اشتہار کے ذریعہ کسی وقت بھی ہدایت کر سکتی ہے کہ تمام صوبہ بھر میں یا صوبہ کے کچھ حصہ میں منڈی کمیٹی کے سب ممبروں کو یا اُن میں سے کچھ ممبروں کو مقررہ قاعدوں کے مطابق بذریعہ انتخاب مقرر کیا جائے گا۔

(۳) ہر ممبرانی تقرری یا انتخاب کی تاریخ سے تین سال تک اپنے عہدہ پر برقرار رہے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ صوبائی سرکار کسی ممبر کو اگر اُس سے کوئی بداعمالی سرزد ہوئی ہے یا اُس نے اپنے فرائض کی انجام دہی میں غفلت کی ہے یا اُس نے اُس جماعت یا طبقہ کی جس کی طرف سے وہ چنا یا مقرر کیا گیا تھا۔ نمائندگی کرنا چھوڑ دیا ہے تو وہ اس کو اپنی صفائی پیش کرنے کا ایک موقع دینے کے بعد ہٹا سکتی ہے۔

(۴) ہر منڈی کمیٹی اپنے ممبروں میں سے ایک چیرمین اور ایک وائس چیرمین کا انتخاب کرے گی۔ جن کے عہدوں کی میعاد اُن کی مدت ممبری کے ساتھ ختم ہو جائے گی۔

(۵) اگر کسی ممبر کے فوت ہو جانے، ریٹائر ہو جانے، تبادلہ ہونے یا علیحدہ کر دئے جانے یا استعفیٰ دیدینے کی وجہ سے منڈی کمیٹی میں کوئی جگہ خالی ہو تو صوبائی سرکار تاحی دفعہ ۲ کی شرائط کے مطابق اس جگہ کو بھرنے کیلئے کسی شخص کو مقرر کر سکتی ہے۔

مگر شرط یہ ہے کہ اس طرح سے مقرر کئے ہوئے ممبر کے عہدے کی مدت اسی تاریخ کو ختم ہو جائے گی جس تاریخ کو گذشتہ ممبر کی میعاد ختم ہوتی اگر وہ تاحی دفعہ ۳ کے مطابق پوری مدت تک اپنے عہدے پر برقرار رہتا۔

کارروائیوں کا جائز رہنا ۸۔ (۱) صرف کوئی ایسی جگہ خالی ہونے کی وجہ سے جس کا دفعہ ۱ سابق کے تاحی دفعہ (۵) میں تذکرہ کیا گیا ہے کسی منڈی کمیٹی کی کوئی کارروائی یا اس کا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوگا۔

(۶) اگر کسی ایسے شخص کے انتخاب، نامزدگی یا تقرری میں کوئی نقص بتلایا جاتا ہو جو چیرمین یا منڈی کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے کام کر رہا ہو تو اسکی وجہ سے کمیٹی کا کوئی فعل یا اس کی کوئی کارروائی ناجائز نہ قرار پائے گی، اگر اس وقت جس وقت کہ وہ فعل میں آیا یا کارروائی کی گئی زیادہ ممبر ایسے تھے جنکے بارے میں نااہلیت یا نا قابلیت کا کوئی سوال نہ تھا۔

۹۔ اگر کسی شخص کے متعلق یہ سوال پیدا ہو کہ آیا وہ مال تیار کرنے والا ہے کہ نہیں تو اس ضلع مال تیار کرنے والے کی حیثیت کے متعلق کا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ (اور کوئی افسر نہیں) جہاں تک وہ شخص عام طور سے رہتا ہے اس کے متعلق اپنا فیصلہ دے گا۔ اور صرف اس حاکم کے ہر فیصلہ کی پابندی کیساتھ جس کے پاس اس معاملہ کی اپیل کی جاسکتی ہو۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا فیصلہ قطعی ہوگا۔

۱۰۔ منڈی کمیٹی اپنے دو یا زیادہ ممبروں کی ایک سب کمیٹی بنا سکتی ہے جس کو وہ اختیارات سب کمیٹیوں کو دے کر نا اور انکو دے جائیں گے اور جو ان فرائض کو انجام دے گی یا ان کاموں کو کرے گی اختیارات دینا جو اس سلسلہ میں بنائے ہوئے قاعدوں کے مطابق اس سب کمیٹی کو سپرد کئے گئے ہوں۔ یا وہ کسی ایسے معاملہ کی جانچ کرنے اور اس کے متعلق اپنی رپورٹ دینے کیلئے بنائی جاسکتی ہے جس کی بابت اس ایکٹ کی رو سے منڈی کمیٹی کو فیصلہ کرنا ہو۔

باب ۳

منڈیوں کا انتظام اور منڈی کمیٹیوں کے فرائض اور اختیارات

۱۱۔ (۱) جب کبھی دفعہ ۴ یا ۵ کے ماتحت جیسی بھی صورت ہو، ایک اشتہار کے ذریعہ کوئی منڈی منڈی کے دفتر کے ذریعہ اور اس کے کارقبہ قرار دیا جائے یا ایک یا تمام زراعتی پیداوار کی حیثیت سے کوئی رقبہ کسی منڈی کے رقبہ میں شامل کر لیا جائے تو حسب ذیل نتائج برآمد ہوں گے۔

(الف) جس تاریخ سے اس اشتہار کا اجرا ہوگا اسی تاریخ سے یہ رقبہ ایکٹ کے احکام و ان قاعدوں، باقی لازماً، احکام، ہدایات اور اشتہارات کی رو سے جو اس ایکٹ کے ماتحت جاری کئے جائیں یا وضع کئے جائیں منڈی منظور ہوگا۔

(ب) کوئی شخص باوجود اس کے کہ کسی قانون، رواج یا ضمیمہ میں کوئی ایسی بات ہو ایسی منڈی کے رقبہ میں اتنے فاصلہ کے اندر جو وہ بہ کی سرکار نے دفعہ ۴ یا ۵ کے ماتحت مشہر کر دیا ہو موجودہ یا آئندہ زراعتی مشہر شدہ پیداوار کی خرید و فروخت کرنے کیلئے یا ایسے معاہدے کرنے کیلئے جن سے زراعتی مشہر شدہ پیداوار کی ملکیت کسی آئندہ تاریخ پر منتقل کیا جانا طے پائے یا کچھ ایسی شرائط کی پابندی کے ساتھ منتقل کیا جانا طے پائے جو بعد میں پوری کی جائیں، کوئی دوسری منڈی نہ کھولے گا یا قائم کرے گا یا جاری کرے گا یا جاری رکھنے کی اجازت دے گا۔

سوائے اس صورت کے جبکہ یہ شخص سرکار سے منظور شدہ لائسنس کے ماتحت اور سوائے اس صورت کے جبکہ اس ایکٹ کے احکام اور اس ایکٹ کے ماتحت وضع کئے ہوئے قاعدوں، باقی لازماً،

اور لائسنس میں تصرف شدہ شرائط کے مطابق ایسی منڈی قائم کرے۔

تشریح۔ "آئندہ ذراعتی پیداوار" سے وہ پیداوار مراد ہے جو پیداوار کے فروخت کرنے کے معاہدہ کے بعد یہ پیداوار فروخت کرنے والا شخص نے پیدا کی ہو، تیار کی ہو یا حاصل کی ہو۔
(ج) منڈی کمیٹی مذکورہ رقبہ میں وہی نگرانی سکھ گئی اور وہی اختیارات عمل میں لائے گئے جو ایکٹ ہذا میں اس کو دئے گئے ہوں یا اس ایکٹ کے ماتحت وضع کئے ہوئے قاعدوں اور باقی لازمی میں مقرر کئے گئے ہوں۔

(۲) جہاں کوئی ایسا مقامی رقبہ جو منڈی کے رقبہ میں شامل ہو منڈی کے رقبہ سے علیحدہ کر دیا جائے تو مذکورہ مقامی رقبہ کیلئے اس ایکٹ یا ایکٹ کے ماتحت وضع کئے ہوئے قاعدوں یا لازمی یا اشتہارات و ہدایات کا عمل نافذ ختم ہو جائے گا۔

تشریح۔ اگر کوئی شخص منڈی ہی کے رقبہ میں اپنی بونی ہوئی یا پیداوار کی ہوئی، اوگائی یا پیداوار کی ہوئی جیسی بھی صورت ہو ذراعتی پیداوار کو فروخت کرتا ہے یا کمیٹی کی کوئی پیداوار اپنے نجی استعمال کیلئے مقرر شدہ مقدار سے زیادہ نہیں خریدتا ہے تو اس دفعہ کے معنی کی رو سے ایسے شخص کے بارے میں یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ اس نے ذراعتی پیداوار کی خرید و فروخت کیلئے کوئی منڈی کھولی ہے، قائم کی ہے یا جاری رکھی ہے یا جاری رکھنے کی اجازت حاصل کر لی ہے۔

۱۲۔ ہر منڈی کمیٹی کا یہ فرض ہو گا کہ وہ اپنی منڈی کے رقبہ میں مشہور شدہ ذراعتی پیداوار کے بارے میں منڈی کمیٹی کے فرسٹ میں اس ایکٹ کے احکام اور اس کے ماتحت وضع کئے ہوئے قاعدوں اور باقی لازمی کا نفاذ کرے اور جب صوبہ کی سرکار اس سے کسی منڈی قائم کرنے کو کہے تو ایکٹ منڈی قائم کرے اور اس میں وہ سہولتیں ہم پہنچائے جو صوبہ کی سرکار موجودہ یا آئندہ اس ذراعتی پیداوار کی بابت جس کا اشتہار دفعہ ہ کی رو سے دید یا گیا ہو، وقتاً فوقتاً جاری کرتی رہے۔ اس ایکٹ کے احکام کی رو سے جو اختیارات یا فرائض عطا کئے گئے ہیں یا عائد کئے گئے ان کے علاوہ کمیٹی ایسے اختیارات اور فرائض کو بھی عمل میں لائے گی اور انجام دے گی جو مقرر کئے جائیں۔

منڈی کمیٹی کی کارروائی ایسے طریقہ پر اور ایسے طریقہ کار کے مطابق کی جائے گی جو مقرر کیا جائے۔
۱۳۔ کوئی شخص کسی منڈی کے رقبہ میں مشہور شدہ ذراعتی پیداوار کے کسی سودے کے سوائے ان دستوروں کے سلسلہ میں ان دستوروں کے علاوہ جو اس ایکٹ کے ماتحت وضع کئے ہوئے قاعدوں اور باقی لازمی میں مقرر کردی گئی ہیں کسی دیگر دستور یا ایسے کی اجازت نہیں دے گا۔

(۲) کوئی عدالت دیوانی ایسے کسی مقدمہ یا کارروائی میں جس میں بنائے محاکمات کسی

ایسے سودے سے پیدا ہوئی ہو کسی دعویٰ یا جوابی دعویٰ میں کسی ایسی دستوری کی اجازت نہ دیگی جو مقررہ قواعد کے خلاف ہو۔

۱۳- (۱) دفعہ ۴ کے ماتحت جاری کئے ہوئے اشتہار میں جس رقبہ کی تصریح فنڈیوں کے لئے لائسنس کی گئی ہو اس میں مشتبہ شدہ ذراعتی پیداوار کی منڈی کھولنے، قائم کرنے، جاری رکھنے یا جاری نہ رکھنے کی اجازت حاصل کرنے کا لائسنس لینے کی درخواست صوبہ کی سرکار کو ایک مقررہ فارم پر دی جائیگی۔

(۲) اگر درخواست دہندہ کسی موجودہ منڈی کا مالک ہے اور اسی فنڈی کے لئے لائسنس پانے کی درخواست دیتا ہے تو مقررہ فیس ادا کرنے پر اس کو لائسنس منظور کر دیا جائیگا۔ دوسرے معاملوں میں سرکار کو اختیار ہے کہ لائسنس دے یا نہ دے۔ مگر شرط یہ ہے کہ صوبہ کی سرکار اس شخص کو لائسنس منظور کرنے سے انکار کر سکتی ہے اگر وہ ایسے شخص کے پیشتر سے منظور ہوئے لائسنس کو پہلے ہی سے خارج کر چکی ہو یا اس نے پھر سے جاری کرنے سے انکار کر دیا ہو۔

”تشریح“ ”مالک“ میں وہ شخص شامل ہے جو اس رقبہ کی، جس کی بابت لائسنس پانے کی اس نے درخواست دی ہے، کسی زمین یا عمارت کا لگان یا لگان کا کوئی جزوئی الحال پاتا ہے یا پانے کا مستحق ہے خواہ وہ یہ لگان بحیثیت خواہ مالک ہونے کے یا اپنے اور دوسرے لوگوں کی طرف سے یا ایجنٹ یا متولی ہونے کی حیثیت سے یا اس ریسرور کی حیثیت سے جو عدالت سے یا عدالت کے حکم کے ماتحت مقرر ہو ہو، یا بطور اس شخص کے پاتا ہو یا پانے کا مستحق ہو جس کو اس وقت لگان دیکھا جبکہ یہ عمارت یا زمین کسی کرایہ دار کو کرایہ پر دیدی جائے۔

(۳) منڈی کا لائسنس اس مدت کے واسطے اور ایسی صورت میں اور ایسی شرائط کے ساتھ دیا جائیگا جو مقرر کی جائیں۔

(۴) صوبہ کی سرکار ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی رپورٹ پر یا اپنی ہی رائے سے منڈی کے مالک کو کچھ موقع دینے کے بعد اور ایسی تحقیقات کرنے کے بعد جس کو وہ کافی اور مناسب سمجھے ایسے کسی لائسنس کو جو دفعہ ماقبل کے ماتحت منظور کیا گیا ہو، منسوخ کر سکتی ہے یا اس کے عملدرآمد کو روک سکتی ہے۔

۱۵۔ (۱) کوئی شخص، ایک تاجر، بیوپاری، دلال کیشن ایجنٹ، تولے والے، پرکھنے بیوپاریوں اور دلالوں والے، یا گودام والے کی حیثیت سے، یا کسی اور حیثیت سے، جو دیگر کے لئے لائسنس مشہر کی ہوئی زراعتی پیداوار کے متعلق مقرر کی جائے، کسی منڈی کے رقبہ میں منڈی کمیٹی سے اس کے لئے لائسنس حاصل کئے ہوئے بغیر کوئی کام نہ کرے پائیکا۔

(۲) کسی امر متذکرہ بالا کے باوجود، مندرجہ ذیل اشخاص کے لئے لائسنس لینا لازم نہ ہوگا۔

(الف) کسی پیدا کرنے والے کے لئے جب وہ خود منڈی میں مال بیچنے آئے یا کسی ایسے دوسرے شخص کے لئے جس کو اُس نے اپنی پیداوار کو منڈی میں بیچانے کے لئے مقرر کیا ہو۔ یا

(ب) آخری خریدار کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اپنے اور اپنے گھرانے کے فرخ کو واسطے زراعتی پیداوار خریدے، اور اپنے قبضہ میں لے۔ یا منڈی مذکور کے رقبہ کے سوائے کسی دوسری جگہ بیچنے کے واسطے مال خریدے۔

(۳) منڈی کمیٹی مقرر کئے ہوئے قاعدوں کے بموجب کسی لائسنس کو ملتوی یا منسوخ کر سکتی ہے۔

۱۶۔ دفعات ۱۳ اور ۱۴ کی رُو سے جو لائسنس دئے جائینگے اُن پر وہی فیس لگائی لائسنس کی میں جائینگے جو کہ مقرر کی جائیں۔

۱۷۔ ایسے قاعدوں کی پابندی کرتے ہوئے جو صوبہ کی سرکار اس بارے میں بنائے۔ زراعتی پیداوار پھول منڈی کمیٹی ایسی زراعتی پیداوار پر۔ جس کی خرید و فروخت لائسنس یافتہ اشخاص منڈی کے رقبہ میں کریں۔ محصول لگا سکتی ہے۔ اور صوبہ کی سرکار ایسے قاعدے بنائیگی۔ جن میں ایسے محصول کی زیادہ سے زیادہ شرح کی تصریح دی ہوئی ہوگی۔

۱۸۔ (۱) ہر ایک منڈی کمیٹی کے لئے ایک فنڈ ہوگا جو ”منڈی کمیٹی فنڈ“ کہلائے گا۔ منڈی کمیٹی فنڈ اور وہ تمام رقمیں، جو منڈی کمیٹی وصول کریں گی، اس فنڈ میں جمع کی جائیں گی۔ کل اخراجات، جو منڈی کمیٹی اس ایکٹ کی رو سے، یا اس کی اغراض کے لئے، کرے گی، فنڈ مذکور میں سے ادا کئے جائینگے۔ اور فاضل روپیہ (اگر کچھ ہو) کسی ایسے طریقہ پر لگایا جائیگا جیسا کہ مقرر کیا گیا ہو۔

(۲) ہر ایک منڈی کمیٹی کو اپنے فنڈ میں سے صوبہ کی سرکار کو کسی ایسے خاص یا زائد

عمل کا خرچہ ادا کرنا لازم ہوگا جو سرکار کیٹی منڈی کی صلاح سے منڈی کے رقبہ میں اس ایکٹ کے احکام پر عملدرآمد کرانے کے لئے نوکر رکھے۔

(۳) صوبہ کی سرکار ایسے خاص یا زائد عملہ کا خرچہ مقرر کریگی۔ اور جب ایکس سے زیادہ منڈی کیٹیوں کے لئے وہ عملہ نوکر رکھا جائے۔ تو سرکار ایسے خرچہ کو متعلقہ منڈی کیٹیوں کے درمیان ایسے تناسب سے تقسیم کریگی جیسا کہ وہ مناسب سمجھے۔ اس امر کے طے کرنے میں کہ کسی منڈی کیٹی کو کیا رقم ادا کرنی ہوگی صوبہ کی سرکار کا فیصلہ قطعی ہوگا۔

۱۹۔ دفعہ ۱۲ کے احکام کی پابندی کے ساتھ منڈی کیٹی فنڈ صرف مندرجہ ذیل اغراض کے لئے فنڈ کا روپیہ خرچ کیا جاسکتا ہے کے اغراض کے لئے صرف کیا جائیگا :-

(۱) منڈی کے ایسے رقبہ کو جو منڈی کیٹی کے قبضہ میں ہو۔ قائم رکھے اور ترقی دینے کے لئے اور اس میں منڈی کے لئے اور آرائشی حاصل کرنا بھی شامل ہے۔

(۲) منڈی کیٹی کی مملوکہ آراضی پر عمارتیں بنوانے کے لئے، اور اس کی مملوکہ عمارتوں کی مرمت کرانے کے لئے، جو منڈی مذکور کے اغراض کے لئے ضروری ہوں یا ان لوگوں کی صحت، سہولت اور حفاظت کے لئے ضروری ہوں جو ان کو استعمال کرتے ہوں۔

(۳) رسل و رسائل کے ایسے ذریعوں کی تعمیر کرانے، مرمت کرانے، اور قائم رکھنے کے لئے۔ جو منڈی کے رقبہ کی ترقی، یا منڈی کے استعمال کرنے والوں کی سہولت اور حفاظت کے لئے کارآمد ہوں۔

(۴) معیاری بانٹوں اور پیمانوں کو قائم رکھنے کے لئے۔

(۵) منڈی کیٹی کے رکھے ہوئے افسروں اور نوکروں کی تنخواہوں، چھٹی کے بھتوں، گریجو لٹی (ذرائع نام)، رعایتی بھتوں، چھٹی کے بھتوں کی مددیں دی ہوئی رقموں یا پاورڈ فنڈوں کے لئے۔

(۶) منڈی کی اغراض کے واسطے جو قرضہ جات لئے جائیں ان کے سود کی ادائیگی کے لئے اور ایسے قرضہ جات کی ادائیگی کی واسطے ایک رقم پس اندازہ (سنگنگ فنڈ) کا بندوبست کرنے کے لئے۔

(۷) مشہر کی ہوئی زراعتی پیداواروں کی فصلوں کے اعداد و شمار اور منڈی میں ان کی خرید و فروخت کے حالات کے متعلق کل معلومات کو جمع کرنے اور ان کی اشاعت کرنے کے لئے۔

(۸) منڈی میں آنے والے شخصوں، گاڑی وغیرہ کھینچنے والے مویشیوں، اور بار برداری کے

جانوروں کے واسطے آرام کی صورتوں اور سہولتوں مثلاً سائبان، سایہ دار جگہ گھاڑی، جانور وغیرہ کے کھڑے کرنے کی جگہ، اور پانی کا انتظام کرنے کے لئے۔ اور ایسے ہی دوسرے مقاصد کے لئے جن میں ایسی ہی غرضوں کے واسطے درختوں کا لگانا اور اُن کو پروان چڑھانا بھی شامل ہے۔

(۹) اُن اخراجات کے لئے جو منڈی کمیٹی کے حسابات کی جانچ کرنے میں ہوں۔

(۱۰) اُن اخراجات کے لئے جو انتخابات میں ہوں اور جو اُس کے ضمن میں ہوتے ہوں۔

(۱۱) زراعتی ترقی اور کفایت شعاری کا پروپیگنڈا کرنے کے لئے۔ اور

(۱۲) صوبائی سرکار کی منظوری پہلے سے حاصل کر لینے کے بعد کسی اور ایسی بات میں روپیہ

خرچ کرنے کے لئے جو رفاہ عام کے لئے ہو۔

۲۰۔ (۱) صوبائی سرکار کی منظوری پہلے سے حاصل کر لینے کے بعد کوئی منڈی کمیٹی اپنی

قرض لینے کا اختیار اپنی مقبوضہ و ملوکہ جائیداد کی ضمانت پر اور ایسے محاصل کی ضمانت پر

جو منڈی کمیٹی مذکور اس ایکٹ کی رو سے وصول کر سکتی ہو۔ ایسی اغراض کی تکمیل کے واسطے

جس کے لئے وہ قائم ہو قرضہ لے سکتی ہے۔

(۲) کمیٹی مذکور، اُن ابتدائی اخراجات کو پورا کرنے کے لئے جو منڈی قائم کرنے

واسطے آراضیات، عمارات، لوہہ دیگر سامان کا بندوبست کرنے کے لئے ضروری

ہوں۔ صوبائی سرکار سے ایسی شرطوں پر، اور ایسے قاعدوں کی پابندی کے ساتھ جو اس

بارے میں مقرر کئے جائیں۔ ایک قرضہ لے سکتی ہے۔

(۳) وہ شرائط جن پر روپیہ یا قرضہ کا انتظام کیا جائیگا، اور وہ عین جیس کے اندر وہ واجبات

ہوگا۔ صوبائی سرکار کی پہلے سے حاصل کی ہوئی منظوری کے ماتحت ہوگی۔

باب ۴

عملہ جرمائے قواعد اور دوسرے ضمنی احکامات

۲۱۔ (۱) ایسے قاعدوں کی پابندی کے ساتھ جن کو صوبہ کی حکومت نے وضع کئے ہوں ایک

منڈی کمیٹی کے افسروں اور منڈی کمیٹی ایسے افسران اور ملازمین کو نوکر رکھ سکتی ہے جن کو وہ منڈی کے

ملازمین کی ضروری اور اُنکی انتظام کے لئے ضروری سمجھتی ہو، ایسے افسران اور ملازمین کو اتنی تنخواہیں

دے سکتی ہے جتنی وہ مناسب سمجھتی ہو اور اُسے اُن لوگوں کو اپنے اختیار میں رکھنے اور سزا دینے کا

اختیار ہوگا۔ کمیٹی ہذا اپنے افسروں اور ملازمین کو مقررہ قاعدہ کے مطابق اتنا رخصتی بھتہ (الائونس) انعامات اور رعایتی الائونس بھی دینے کا انتظام کر سکتی ہے جتنا وہ مناسب خیال کرتی ہو، اور ہر ایسے پراویڈنٹ فنڈ میں چندہ بھی دے سکتی ہے جو ایسے افسران اور ملازمین کے مفاد کے لئے قائم کیا گیا ہو۔ (۲) اس کمیٹی نے اگر صوبہ کی سرکار کے کسی افسر یا ملازم کو نوکر رکھا ہو تو وہ صوبہ کی سرکار کو ایسے افسران اور ملازمین کی پنشن اور رخصتی بھتہ کے سلسلہ میں اتنا چندہ دے گی جتنا اُس کے بارے میں اُن قواعد کے مطابق جو فی الحال نافذ پذیر ہوں واجب الادا ہو۔

۲۲- (۱) ہر وہ معاہدہ جو منڈی کمیٹی کرے گی یا اُس کی طرف سے کیا جائے گا تحریری ہوگا اور معاہدوں کا مکمل منڈی کمیٹی کی طرف سے اُس پر کمیٹی کے چیرمین اور اُس کے کسی ایک ممبر کے دستخط ہوں گے اور اُس پر وہی ہر ثبت ہوگی جو منڈی کمیٹی عام طور سے استعمال کرتی ہے۔

(۲) اگر کسی دستاویز کا مکمل تختی دفعہ (۱) کے خلاف کیا جائے تو منڈی کمیٹی کیلئے وہ واجب العمل نہ ہوگا۔

۲۳- (۱) اس ایکٹ کے بموجب منڈی کمیٹی یا اُس کے کسی ممبر افسر یا ملازم یا کسی اور شخص کے

بیر نوٹس دے۔ مقدمہ نہیں خلافت جو اس کمیٹی، اس کے ممبر افسر یا ملازم کی زیر ہدایت کام کر رہا ہو کسی عمل کیلئے دائر کیا جاسکے گا جو کیا گیا ہو یا جو سمجھا جائے کہ کیا گیا ہے، کو کوئی مقدمہ نہیں دائر کیا جاسکتا تا وقتیکہ ایک

ایسی تحریری نوٹس دینے کے بعد دو مہینہ گزر جائیں جن میں کہ اُس کے خلاف کارروائی کرنے کی

وجہ اور دعویٰ دائر کرنے والے کا نام اور سکونت اور وہ مطالبہ جو وہ چاہتا ہو دیا گیا ہو اور جو ایک کمیٹی کے معاملہ میں کمیٹی مدعا علیہ کو پہنچ جائے یا اُس کے دفتر پر ڈال دی جائے اور اگر وہ کسی ایسے ممبر افسر، ملازم اور مذکورہ بالا شخص کے بارے میں ہو تو وہ اس کو پہنچ جائے یا اُس کے دفتر یا اس کے مکان، مسکونہ پر ڈال دی جائے اور مدعی کے پاس ایک ایسی تحریر ہوگی جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ نوٹس مذکور مدعا علیہ کو پہنچ چکا ہے یا اُس کے یہاں ڈال دیا جا چکا ہے۔

(۲) ہر ایسا مقدمہ خارج کر دیا جائے گا جو اُس تاریخ کے بعد سے چھ ماہ کے اندر ہی اندر نہ

دائر کر دیا گیا ہو جب کہ کارروائی کرنے کے لئے مبینہ وجہ پیدا ہوئی۔

۲۴- (۱) اگر صوبہ کی حکومت خیال کرے کہ کوئی منڈی کمیٹی اُن فرائض کی انجام دہی کے اہل نہیں

منڈی کمیٹی کو توڑ دینا ہے جو اس ایکٹ کی رو سے یا اسکی تحت میں اس پر عائد ہوئے ہیں یا اگر وہ اُن فرائض کی انجام دہی میں مسلسل غلطی کرتی ہے، اور اپنے اختیارات کو بجا استعمال کرتی ہے تو صوبہ کی حکومت بذریعہ اعلان ایسی کمیٹی کو موقوف کر سکتی ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ قبل اسکے کہ وہ اس تختی دفعہ کے ماتحت اعلان شائع کرے وہ منڈی کمیٹی کو یہ دکھانے کے لئے اچھا خاصہ موقع دے گی کہ اُس کمیٹی کو نہ توڑنے کے لئے وجہ موجود ہے اور اس سلسلہ میں اگر منڈی کمیٹی نے کچھ اپنی صفائی اور اعتراضات پیش کئے

ہوں تو صوبہ کی حکومت اُن پر غور کرے گی۔

(۲) کسی منڈی کمیٹی کو توڑنے کے لئے جب سختی دفعہ (۱) کے ماتحت اعلان شائع ہو چکے گا تو اُس سے حسب ذیل تعلق برآمد ہوں گے :-

(الف) یہ سمجھا جائے گا کہ منڈی کمیٹی کے تمام ممبران مع چیرمین اور وائس چیرمین اُس تاریخ سے جس روز یہ اعلان شائع ہوا اپنے اپنے عہدہ دل سے دست بردار ہو گئے۔

(ب) کمیٹی کا تمام مال و منال صوبہ کی حکومت کے قبضہ میں آجائے گا اور کمیٹی کی سو قونی کی تاریخ پر جو قرضے اُس کے ذمہ واجب الادا ہوں گے اُن کے ادا کرنے کے لئے صوبہ کی حکومت ذمہ دار ہوگی اور یہ ادائیگی اُس مال مذکور کے اعتبار سے کی جائے گی۔

(ج) صوبہ کی حکومت اگر چاہے اور جس طرح پر اُسے مناسب معلوم ہو تاہو بذریعہ حکم زیر دفعہ ۲ ایک از سر نو کمیٹی بنا سکتی ہے یا کمیٹی کے فرائض انجام دینے کے لئے وہ کسی اور کو اختیارات دے سکتی ہے۔

(۳) (الف) اگر صوبہ کی حکومت سختی دفعہ (۲) کے فقرہ (ج) کے ماتحت حکم صادر کر چکی ہو تو یہ سمجھا جائے گا کہ وہ تمام مال اور واجب الادا قرضہ جات جن کی سختی دفعہ (۲) ب میں تعریف کی گئی ہے اور جو ایسے حکم کی تاریخ کے وقت صوبہ کی حکومت کے اختیار میں ہے اُس حکم کی تاریخ سے اُس نئی کمیٹی کو یا کسی اور عہدہ دار کو جس کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے منتقل کر دیا گیا ہے۔ (ب) (۱) اگر صوبہ کی سرکار سختی دفعہ ۲ کے پیرا گراف (ج) کے ماتحت موقوف شدہ کمیٹی کے فرائض انجام دینے کے لئے نئی کمیٹی کے علاوہ کسی اور عہدہ دار کو مقرر کر چکی ہو تو وہ بذریعہ اعلان یہ طے کر سکتی ہے کہ اُس عہدہ دار کو کتنے عرصہ تک اختیارات حاصل رہیں گے اور یہ مدت ۳ سال سے زیادہ نہ ہوگی۔

(۲) ایسے عہدہ دار کے عہدہ کی مباد ختم ہونے پر صوبہ کی حکومت بذریعہ حکم اُس کو دوبارہ مقرر کر سکتی ہے یا کسی اور کو کسی مدت کے لئے اُس کا اختیار دے سکتی ہے لیکن یہ اختیارات تین سال سے زیادہ کے لئے نہ دئے جائیں گے اور یا پھر وہ اس ایکٹ کی دفعہ ۶ کے ماتحت بذریعہ حکم ایک نئی کمیٹی بنا سکتی ہے۔

(۳) جب اس طرح کا حکم دیدیا جا چکا ہو گا تو اُس کی رو سے وہ تمام مال اور واجب الادا قرضہ جات کو چکی ادا ایگی موقوف کے ہوئے عہدہ دار کے اختیار میں ہوئے عہدہ دار کے یا اُس کے ماتحت اگر اور کوئی کمیٹی بنائی جائے اُس کے سپرد کر دیا جائے گا۔

(ج) اگر صوبہ کی حکومت نے کوئی ایسا حکم نہ جاری کیا ہو تو وہ ایسے مال و منال کو

کسی ایسے رقبہ میں کسی رفاہ عام کے کام کے لئے استعمال کر سکتی ہے جس کی اُس اشتہار میں تصریح کی گئی ہو جو کہ دفعہ ۴ کے بموجب شائع کیا گیا ہو۔

۲۵۔ (۱) صوبہ بھارت حکومت عام طور پر کسی منڈی کے رقبہ یا رقبوں کے لئے خاص طور سے اس قاعدہ کے تحت اختیار ایکٹ کے مطابق ایسے قاعدہ بنا سکتی ہے جو کہ اس کے کسی ایک یا تمام اغراض و مقاصد کے پورا کرنے کے لئے ہوں۔

(۲) اوپر دیئے ہوئے اختیار پر اثر ڈالے بغیر ایسے قاعدہ خاص کر نیچے لکھی ہوئی باتوں کے لئے یا ان کے انتظام کے لئے بنائے جائیں گے۔

(الف) کسی منڈی کمیٹی کے ممبروں کے انتخاب اور نامزدگی کے لئے طریقہ انتخابات کے لئے وقتاً فوقتاً دوڑان کی فرسٹیں تیار کرنے اور ان کو دہرانے کے لئے اور ایسے انتخاب کے سلسلہ میں جو اخراجات ہوئے ہوں یا ضمناً ہو گئے ہوں ان کی ادائیگی کے لئے۔

(ب) منڈی کمیٹی کو اپنے اختیارات کو عمل میں لانے اور اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے۔
(ج) اس کمیٹی کے چیئرمین اور وائس چیئرمین کے انتخاب اور ان کے اختیارات اور عہد کی معیاد کیلئے۔
(د) منڈی کمیٹی کے ممبروں یا چیئرمین اور وائس چیئرمین کی ایسی جگہوں کو بھرنے کے لئے جو اتفاقہ طور پر خالی ہوں۔

(۴) ایسی فیسوں اور محصولوں کے لئے جو کسی منڈی کے رقبہ کا مالک وصول کر سکتا ہو یا ایسی آمدنی کے لئے جو کرایہ اور پیداوار کے محصول سے آتی ہو۔

(۵) کسی منڈی کے رقبہ کے انتظام کے لئے جس میں آئندہ ہونے والا بیوپار کا انتظام اور جوئے اور سٹہ بازی کا موقوف کرنا بھی شامل ہے۔

(۶) زیادہ سے زیادہ سالانہ محصولوں کے لئے جو منڈی کمیٹی ان زرعتی پیداوار کے بارے میں مقرر کر سکتی ہو جو منڈی کے رقبہ میں خریدی جائے اور فروخت کی جائے اور ایسے محصولوں کو وصول کرنے کے لئے اور ان کو خرچ کرنے کے لئے۔

(ح) (۱) منڈی کمیٹی کی طرف سے بیوپاریوں، تاجروں، دلالوں، کمیشن ایجنٹوں، ٹولنے والوں، ناپنے والوں، جانچ کرنے والوں، گودام کے لوگوں اور دوسرے ایسے شخصوں کو لائسنس دینے کے لئے جو منڈی میں کاروبار کرتے ہوں۔

(ب) اُس طریقہ اور شرائط کے لئے جن کی رو سے اپنے لائسنس دئے جائیں گے جن کے نام لائسنس دوبارہ جاری کیا جائے گا اور جن کا دینا ملتوی کر دیا جائے گا یا جن کا دینا منسوخ کر دیا جائے گا۔
(ج) ان فیسوں کے لئے جو اُس کے لئے لی جائیں گی۔

(د) اُن ایبلوں کے لئے جو اُن لائسنسوں کے اُلٹاؤ و تخیج کے خلاف کی گئی ہوں۔
 (۴) ایسے لائسنسوں کو اپنے ساتھ رکھنے کے لئے اور جب طلب کئے جائیں اُنکو دکھانے کے لئے۔
 (و) اس امر کے لئے کہ لائسنس رکھنے والے زراعتی پیداوار کے بیوپاریوں کو باقاعدہ
 رسیدیں دیں اور اپنے حساب کا کھاتہ پیش کریں۔

(ط) وہ جگہ یا جگہیں مقرر کرنے کیلئے جہاں اور وہ وقت مقرر کرنے کیلئے جس کے درمیان زراعتی پیداوار تولی یا ناپی جائے گی اور ایسے ترازوؤں، باٹوں اور پیمائوں کی قسم یا تفصیل کیلئے جن کے سوا اور کوئی اس قسم کے لین دین میں ایک منڈی کے رقبہ میں نہ استعمال ہو سکتے ہوں۔
 (ی) وقت مقررہ پر ایسے ترازوؤں، باٹوں اور پیمائوں کا معائنہ کرنے کی تصدیق کرنے باضابطہ کرنے بھیج کرنے اور ان کو ضبط کرنے کیلئے جو کسی منڈی کے رقبہ میں استعمال ہو رہے ہوں یا کسی شخص کے پاس موجود ہوں۔

(ک) اُن تجارتی اخراجات کیلئے جو کسی منڈی کے رقبہ میں ایک مقررہ زراعتی پیداوار کے لین دین میں کسی شخص کو ملیں یا وہ کسی شخص کو دے، ایسے رعایتوں کی فہرست کو ایک نمایاں مقام پر چپکانے کیلئے اور ایسے تجارتی خرچوں کو ایک رجسٹر میں درج کرنے کیلئے اور اسے دکھانے کیلئے اور اگر ضرورت ہو تو اس کے نقشوں کو بھیجنے کیلئے اور اس طریقہ کیلئے جس کے مطابق وصول شدہ روپیہ خرچ کیا جاسکتا ہو۔

(ل) ان جھگڑوں کو چکانے کیلئے جو کسی زراعتی پیداوار کے تاجر اور خریدار کے درمیان ہو جائیں یا ان کے ایجنٹوں کے درمیان ہو جائیں اور ایسے جھگڑوں کیلئے جو کسی چیز کی وزن کی عمدگی، اس کی قیمت یا نرخ، اس کو پیٹنے کیلئے اس کی گرد اور اس میں ملاوٹ کیلئے رعایت کرنے یا کسی دوسرے وجہ سے دام منہا کرنے سے متعلق ہوں معالحتی پنچائت کی سہولتیں بہم پہنچانے کیلئے۔

(م) دلال کو کسی معاملہ میں زراعتی پیداوار کے تاجر اور خریدار دونوں طرف سے کام کرنے سے مانعت کرنے کیلئے۔

(ن) ہر ایسی زراعتی پیداوار کے رکھنے کیلئے جگہ کا انتظام کرنے کیلئے جو منڈی میں لائی گئی ہو۔

(س) ایسے کاموں کے نقشے اور تخمینے بنانے کے لئے جو زیر تجویز ہوں اور جن کے خرچ کی پوری رقم یا رقم کا کوئی حصہ منڈی کمیٹی کے ذمہ ہو اور ایسے نقشوں اور تخمینوں کی منظوری دینے کے لئے۔

(د) منڈی کمیٹی کے حساب رکھنے کے طریقہ اور ایسے حسابات کی جانچ اور اسکو شائع کرنے کے طریقہ کے لئے اور اگر اس جانچ کے لئے کچھ خرچ ہو تو اسے دینے کے لئے۔

(ف) سالانہ بجٹ تیار کرنے کے لئے اور اس کو منظوری کیواسطے بھیجنے کے لئے اور ان رپورٹوں اور نقشوں کے لئے جو منڈی کمیٹی کی طرف سے بھیجے جائیں گے اور منڈی کمیٹی کے رکھے ہوئے لوگوں کی ملازمت کی شرائط کے لئے۔

(ص) اور منڈی کمیٹی کی فاضل رقم کو کسی مد میں لگا دیے کے لئے اور خرچ کرنے کے لئے اور دفعہ کی رو سے منڈی کمیٹی کے ذریعہ کسی جائیداد منقولہ کے انتقال کیلئے (ق) اس طریقہ کے لئے جسکی رو سے کسی منڈی کا رتبہ میں نیلام کا اظہار کیا جائے گا بولیاں بولی جائیں گی اور مال چھوڑا جائیگا۔

(ر) دقت۔ جگہ اور اس طریقہ کے بارے میں جس کا بموجب خریدار اور بیچنے والے کے درمیان معاہدہ ہونے والا ہو اور خریدار کو رد پیہ دیا جانے والا ہو اور ان قیمتوں کی فہرست کو شائع کرنے کے لئے جن کے بموجب لین دین ہوتی ہو۔

(دش) زراعتی پیداوار کی مختلف قسموں کو درجوں میں ترتیب دینے کے لئے اور عمدگی کا معیار مقرر کرنے کے لئے تاکہ اس مال کو دیتے دقت کوئی جھگڑا نہ ہو۔

(ت) اس مقررہ عملہ کے ذریعہ سے جسے صوبائی حکومت نے اس مقصد کے لئے متعین کیا ہو منڈی کمیٹی کا اس بارے میں معائنہ کرنے کے لئے کہ وہ کیا کام کر رہی ہے۔

(ث) عام طور سے منڈی کمیٹیوں کی رہنمائی کرنے کے لئے اور اس ایکٹ کی منشا پر عملدرآمد کرنے کے لئے۔

(۳) اس امر کے بارے میں کہ اگر اس دفعہ کی تحت میں کوئی قاعدہ بنایا جائے تو اس کے خلاف ورزی عمل کرنے پر یا لائسنس دینے کے لئے یا پھر نیا لائسنس دینے کے لئے جو شرطیں ہوں ان کو نہ پورا کرنے پر جرمانہ کیا جائے گا جو کہ پانچ سو روپیہ تک ہو سکتا ہے اور اگر یہ خلاف ورزی جاری رہے۔ تو اس پانچ سو روپیہ کے جرمانہ کے علاوہ جس کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے اس دوران میں جس میں یہ عمل خلاف ورزی جاری رہا اس تاریخ کے بعد سے جب کہ پہلی مرتبہ خلاف ورزی عمل میں آتی ہو ہر روز سو روپیہ تک جرمانہ کیا جاسکتا ہے۔

(۴) (الف) اس دفعہ کی رو سے جتنے قاعدہ بنائے جائیں گے۔ وہ قبل اس کے کہ وہ نافذ ہوں صوبہ کے گزٹ میں پیشتر ہی شائع ہو چکے ہوں گے اور جب وہ بن چکے ہوں گے صوبائی کونسل

اور اسمبلی کے ممبروں کی میز پر ایک مہینہ تک رکھے رہیں گے۔ جب مذکورہ بالا شرائط پورے ہو جائیں گے تو ان پر اس طرح عمل درآمد ہوگا گویا وہ اسی ایکٹ کے ماتحت وضع کئے گئے ہیں۔

(ب) بہر حال ان میں سے ہر قاعدہ میں اسمبلی مذکور کے آئینہ اجلاس میں تحریک کے ذریعہ ترمیم کی جاسکے گی یا اسے منسوخ کیا جاسکے گا۔

۲۶۔ (۱) ان قاعدوں کی پابندی کے ساتھ جو موجوداتی سرکار نے دفعہ ۱۹ کے ماتحت وضع کی تو ان میں بنائے ہوئے منڈی کمیٹی منڈی کے اس رقبہ کے متعلق جو اس کے زیر انتظام ہو مندرجہ ذیل مقاصد کے لئے وضعی قوانین بنا سکتی ہے۔

۱۔ اس کے کاروبار کو باضابطہ کرنا۔

۲۔ تجارت کی تسہیل۔

۳۔ اس کے افسروں اور ملازمین کا تقرر کرنا اور ان کو سزا دینا۔

۴۔ ایسے افسروں یا ملازمین کو تنخواہ، انعام اور رخصت کا مجتہدہ (الائونس) دینا اور کسی پروویڈنٹ فنڈ میں جو یہ آئینہ ضابطہ اور ملازمین کے فائدہ کے لئے قائم کیا گیا ہو چندہ دینا۔

۵۔ اگر دفعہ ۱۰ کے ماتحت کوئی سب کمیٹی مقرر کی گئی ہو تو اس کے اختیارات، فرائض اور مشاغل کا تعین کرنا۔

۶۔ کوئی اور معاملہ جو اس ایکٹ اور اس کے تحت بنے ہوئے قواعد کے مشا کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہو۔

(۲) کوئی منہی قانون جب تک کہ اسے اطلاع کے لئے شائع نہ کر دیا جائے اور اس کے بعد موجوداتی سرکار اس کی تصدیق و تائید نہ کر دے نافذ نہ ہوگا۔

(۳) وضعی قوانین میں یہ شرط رکھی جاسکتی ہے کہ ان کی خلاف ورزی اگر ثابت ہوگئی تو لائق سزا ہوگی اور کوئی مجسٹریٹ جو قانون اس کا اہل ہو پچاس روپیہ تک جرمانہ کر سکتا ہے اور ایسی خلاف ورزی کی صورت میں جو کہ جاری رکھی جائے متذکرہ بالا جرمانہ کے علاوہ خلاف ورزی کے پہلے دن کے بعد سے جتنے دنوں تک وہ خلاف ورزی جاری رہی ہو اتنے دنوں کے لئے دس روپیہ یومیہ کے حساب سے مزید جرمانہ کر سکتا ہے۔

۲۷۔ جو کوئی بھی دفعات (۱)، (۲)، (۳) یا (۴) کے قواعد کی خلاف ورزی کرے گا ایسے جرم ثابت ہونے پر پانچ سو روپیہ تک کے جرمانہ کی سزا دی جاسکے گی اور ایسی خلاف ورزی کی صورت میں جو جاری رکھی گئی ہو خلاف ورزی کے پہلے دن کے بعد جتنے دنوں تک وہ خلاف ورزی جاری رہی ہو اتنے دنوں کے لئے ایک سو روپیہ یومیہ تک کا جرمانہ

مندرجہ بالا جرمانہ کے علاوہ کیا جاسکے گا اور لینس بھی ضبط کیا جاسکے گا۔

۲۸۔ (۱) کسی ایسے جرم کے مقدمہ کی سماعت جو اس ایکٹ کی دفعہ ۲۷ کی رو سے لائق سزا ہو مقدمہ کی سماعت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا اول درجہ کے مجسٹریٹ کی عدالت سے کم درجہ کی عدالت ہونے کی (۲) اس ایکٹ کے ماتحت ہر ایسا شخص مقدمہ دائر کر سکتا ہے جس کو منڈی کمیٹی نے اس امر کا باقاعدہ تحریری حق دیا ہو۔

(۳) اس ایکٹ کے ماتحت مجرم سے جو کچھ جرمانہ وصول ہوگا وہ اس منڈی کمیٹی کو دیدیا جائے گا جس کے خلاف اس نے جرم کیا ہو اور اس کا حلفہ صوبہ کی آمدنی میں سے لیا جائے گا۔

۲۹۔ وہ تمام رقبے جو کسی منڈی کمیٹی سے سرکار کے حق میں واجب الوصول ہوں گی مالگڈاری ان رقبوں کی وصولی جو منڈی کمیٹی سے سرکار کے حق میں کی بقایا کے بطور وصول کی جائیں گی۔ واجب الوصول ہوں۔

۳۰۔ کسی ضلع کا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اپنے تمام اختیارات اور فرائض یا اپنا کوئی اختیار اور فرض اختیارات کی پردہ گی جو اس ایکٹ یا اس کے ماتحت بنائے ہوئے قاعدوں کی رو سے اسے ملا ہو ایک تحریری حکم کے ذریعہ سے کسی ایسے انتظامی (ایڈمنیستریٹو) انسر کے سپرد کر سکتا ہے جو _____ کے درجہ سے کم نہ ہو بشرطیکہ اس نے صوبائی سرکار کی اجازت پہلے سے لے لی ہو جو عام یا خاص حکم کے ذریعہ سے دی جاسکتی ہے۔

۳۱۔ (۱) منڈی کمیٹی کے کسی ممبر یا انسر یا ملازم کے خلاف کسی ایسے کام کی بنا پر جو اس نے ان لوگوں کا تحفظ جو اس ایکٹ سے تحفظ حاصل کر رہے ہوں اس ایکٹ یا اس کے ماتحت بنائے ہوئے قاعدوں یا ضمنی قوانین کے تحت میں اچھی نیت سے کیا ہو یا اس کے کرنے کا ارادہ رکھتا ہو نہ کوئی مقدمہ چلایا جائے گا نہ چالان کیا جائے گا اور نہ کوئی دوسری قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(۲) کسی کام کے بارے میں جو صوبائی سرکار یا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اس ایکٹ یا اس کے ماتحت بنائے ہوئے قاعدوں یا ضمنی قوانین کے تحت میں کیا ہو کوئی عدالت جواب طلب نہ کرے گی ۳۲۔ جس تاریخ کو دفعہ ۴ کے ماتحت اعلان جاری کر دیا جائے یا منڈی کے رقبہ میں دفعہ ۴ کے منسوخ ہو۔

اس حد تک جو اس کے کالم ۴ میں اعلان کی ہوئی زراعتی پیداوار کے لحاظ سے مقرر کی گئی ہے اور اس رقبہ میں جس کا منڈی کے رقبہ کی حیثیت سے اعلان کیا گیا ہو اور اس رقبہ میں بھی جس پر ضمنی دفعہ (۱) کے فقرہ (ج) کے ماتحت قیود عائد کی گئی ہوں منسوخ ہو جائیں گے۔

فہرست

(دفعہ ۲-۳ ملاحظہ ہو)

قوانین جو منسوخ سمجھے گئے ہیں

سال	نمبر	مختصر نام	جدد نسخہ
۱۹۱۶ء	۲	مینیوسٹی ایکٹ صوبہ متحدہ	دفعات ۱۱۶، ۱۱۷ اور ۲۹۸-۲۹۹ جہاں تک کہ وہ منڈیوں سے تعلق رکھتی ہوں اور اس ایکٹ اور اس کے ماتحت بنائے ہوئے قاعدوں اور ضمنی قوانین سے مطابقت نہ رکھتی ہوں۔
۱۹۳۲ء	۱۰	ڈسٹرکٹ بورڈ ایکٹ صوبہ متحدہ	دفعہ ۹ (ج) اور دفعہ ۹۴ جہاں تک کہ وہ منڈیوں سے تعلق رکھتی ہوں اور اس ایکٹ اور اس کے ماتحت بنائے ہوئے قاعدوں اور ضمنی قوانین سے مطابقت نہ رکھتی ہوں۔

مقاصد اور وجوہات کا بیان

ہندوستان میں زراعتی رائل کمیشن نے یہ نتیجہ نکالا کہ کسان کو اپنی پیداوار کی واجبی قیمت نہیں ملتی۔ چند پیدائشیوں کو دور کرنے کے لئے جن سے اُسے واجبی قیمت نہیں ملتی۔ اس نے باضابطہ منڈیاں قائم کرنے کی۔ غارش کی سنڈل بیلنگ کی جانچ نے بھی اس بات پر زور دیا۔ منڈی کے افسروں کی ہ لٹرنس نے بھی غارش کی کہ باضابطہ منڈی قائم کرنے کے لئے قوانین بنائے جائیں اور اسپیریل ہ، نسل ایکٹیکل ال رلیہ ج کی مجلس ماملے نے بھی اسی طرح کی ایک تجویز پاس کی۔

حقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ اس ایک روپیہ میں جو کہ خریدار اُسے گہیوں یا چاول کی قیمت میں دیتا ہے پیداوار کے لئے اسے کو صرف ۹/۱۰ آنے ملتے ہیں۔ پھل وغیرہ کی طرح سڑنے لگنے والی چیزوں کی قیمت کے ہر روپیے میں اس کو ۵ سے ۶ آنے تک ملتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اُسے کبھی وہ پوری پوری قیمت نہیں مل سکتی جو اُسے خریدار سے ملتی ہے اور اس کی بین وجہ یہ ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے جمع کرنے اور دوسری متفرق باتوں کے سلسلہ میں جو کچھ خرچ

ہوتا ہے اُسے اُسی میں سے دینا پڑتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ٹھیک ہے کہ اگر وہ بدعنوانیاں جن کا وہ شکار ہے اور متعدد محصول جو اس سے لئے جاتے ہیں۔ بند کر دئے جائیں یا باضابطہ کر دئے جائیں تو پیدا کرنے والے کو اچھی خاصی زیادہ قیمت مل سکتی ہے وہ متعدد منڈی کے محصول جو بیچنے والے کو عموماً ادا کرنے پڑتے ہیں۔ یہ ہیں۔

(۱) اڑھت یعنی ایک ایسا کمیشن جو اڑھتی کو دیا جاتا ہے۔

(۲) دلالی یعنی وہ کمیشن جو دلال کو دیا جاتا ہے۔

(۳) تولائی یعنی وہ حق جو تولنے والے کو دیا جاتا ہے۔

(۴) رولائی یعنی وہ حق جو اس شخص کو دیا جاتا ہے جو غلہ کو پھرے میں رکھتے وقت اُصاف کرنا ہے۔

(۵) جرطعائی یعنی وہ حق جو اس شخص کو دیا جاتا ہے جو غلہ کو پھرے میں بھرتا ہے۔

(۶) اوتائی یعنی وہ حق جو اس شخص کو دیا جاتا ہے جو بورے کو کھولے رہتا ہے۔

(۷) مٹھی یعنی وہ حق جو اڑھیتے کے مٹھی کو ادا کیا جاتا ہے۔

(۸) پلے داری یعنی وہ حق جو قلیوں کو دیا جاتا ہے۔

”اڑھت“ اور ”دلالی“ کو چھوڑ کر بقعہ دہیہ کی صورت میں ادا ہوتی ہے دوسرے مطالبات اُسی چیز کی شکل میں ادا ہوتے ہیں جو فروخت کی گئی ہو۔ مندرجہ بالا وہ بہتر جو کسبدار۔ بہشتی داڑھتی کے باورچی اور فیکوں کے نام سے بنی پٹوٹات لیا جاتا ہے۔ دھرمدا گنوٹالہ اور بات ٹالہ کی ایسی چند خیراتوں کے نام سے جن کچھ دہیہ کاٹ لیا جاتا ہے۔ یہ رقم جو اس طرح کاٹ کر حاصل ہوتی ہے شاید ہی کبھی ان مقاصد کے لئے صرف کی جاتی ہو بظاہر جن کے نام سے لی جاتی ہے۔ اگر کل نہیں تو زیادہ تر یہ رقم معمولاً خریدنے والے کا اپنا مال ہو جاتی ہے۔ بہت سی جگہوں پر کر دیتے کا رواج ہے یعنی وزن میں کچھ کی کر دیتے ہیں۔ یعنی اور وہ اس بنا پر کہ یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ اُس چیز میں کچھ نہ کچھ میل ضرور ہو گا۔ کبھی کچھ مال تل جانے کے بعد خریدار بیچنے والے سے کہتا ہے کہ بقیہ مال طے شدہ بھاء پر نہیں خریدا جائے گا۔ اسکی ناعقول وجہ یہ بتاتا ہے۔ کہ یہ مال گاڑی کے اوپری حصہ کے مال سے گھسیا قسم کا ہے۔ یہ اس لئے کیا جاتا ہے مکڑی بیچنے والا مجبور ہو کر بقیہ مال کو سستے دام بیچ ڈالے۔

۴۔ تھوٹے ہاٹوں اور ترارندوں کی وجہ سے مال تیار کرنے والے کی آمدنی میں اور بھی کمی ہو جاتی ہے۔ پھر مختلف جگہوں میں مختلف بات اور ایک ہی جگہ مختلف چیزوں کے لئے مختلف بات استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیچنے والے کو اپنے حساب کے

جانچنے میں بڑی دقت اٹھانا پڑتی ہے۔ بہت سی منڈیوں میں بیچنے والے کو وزن سے زیادہ دینا پڑتا ہے جہاں رسماً ۴۱ سیر کا من مانا جاتا ہے

(۵) اس وقت کچھ منڈیاں مقامی انجمنوں کے زیر انتظام ہیں اور کچھ نجی لوگوں کے زیر انتظام جو انصاف کی ملکیت اور جن کو وہ اکثر ٹھیکہ پر ٹھیکہ داروں کو اتھادیتے ہیں۔ پیدا کرنے والا ان محصولات کے مقرر کرنے میں جو اسے ادا کرنا پڑتے ہیں۔ کوئی دخل نہیں رکھتا اور گو اسے متعدد مطالبات ادا کرنے پڑتے ہیں لیکن اسے کسی بازار میں بھی بہت ہی کم آسانیاں بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ اس سودہ قانون کا مقصد یہ ہے کہ موجودہ انتظام کے بجائے جہاں ضروری ہو بازار کے لئے ایسی منڈی کمیٹیاں بنائی جائیں جن میں پیدا کرنے والوں کے کافی نمائندے ہوں۔ زراعتی پیداوار کی مقررہ قسموں کے لئے چنے ہوئے رقبوں کو استہار کے ذریعہ منڈی کے رقبہ قرار دیا جائے گا ایسے قبہ کے اندر منڈی کے مالک کو ایک لائسنس لینا پڑے گا۔ اور منڈی سے کچھ فاصلہ تک دوسری منڈی کو کھولنے یا جاری رکھنے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ تاکہ ایک باضابطہ طور سے قائم کی ہوئی بازار کے قریب ایک دوسری ایسی ہی منڈی نہ رہ سکے۔ بازار کے رقبہ میں ٹھیک طرح انتظام رکھنے کے لئے۔ یہ بھی تجویز کیا جاتا ہے کہ بیچنے والوں بیوپاریوں۔ دلالوں کیشن اجینٹوں۔ تولنے والوں۔ ناپنے والوں پر رکھنے والوں اور گودام کے لوگوں کو جو بازار میں کام کرتے ہوں۔ لائسنس دیا جائے۔

۶۔ اس طرح سودہ قانون کے خاص مقاصد یہ ہیں۔

- (۱) عواماً پیدا کرنے والے کو اپنی پیداوار کی اعلیٰ قیمت کے ایک معقول حصے کے ملنے کا انتظام کرنا۔
- (۲) منڈی کے محصولوں کی شرح باضابطہ کرنا۔
- (۳) معیاری ترازوؤں اور پاؤں کے رکھنے کا قطعی انتظام کرنا۔

(۴) ان منڈی کمیٹیوں کے ذریعے جن میں پیدا کرنے والوں کے مائندوں کی مناسب تعداد ہوگی منڈیوں پر پورا پورا قابو رکھنا۔

(۵) منڈیوں میں سکام کرنے والوں کو لائسنس دینے کا انتظام کرنا۔

(۶) ان امور میں ترقی دینا جن کے ماتحت زرعی پیداوار بچی جاتی ہے یعنی سایہ دار جگہ پانی اور صفائی کا بہتر انتظام کرنا۔ اور اس کام کے لئے ایک منڈی کمیٹی فنڈ کا بنانا۔

(۷) ایسے منڈی کے بھاؤ اور فصلوں کے اعداد کو جمع کرنے اور پھیلائے میں مدد دینا جو قابل اعتبار ہوں۔

کے۔ این کاٹجو
وزیر ترقی

ایکٹ

موٹر اسپرٹ کی خوردہ فروشی پر محصول عائد کرنے کا انتظام کرنے کیلئے

چونکہ یہ قرین مصنت ہے کہ موٹر اسپرٹ کی خوردہ فروشی پر ٹیکس عائد کرنے کا انتظام کیا جائے۔

تہیہ لہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے :-

۱۔ (۱) یہ ایکٹ صوبہ متحدہ کا موٹر اسپرٹ کی فروخت پر ٹیکس عائد کرنے کا ایکٹ ۱۹۳۹ء کہلایا گیا۔

مقررہام۔ دست اور آغاز (۲) یہ ایکٹ تمام صوبہ متحدہ پر وسعت پذیر ہوگا۔

منفذ (۳) یہ ایکٹ اُس تاریخ سے نفاذ پذیر ہوگا جو صوبائی حکومت بذریعہ

اشتمار مقرر کرے۔

۲۔ اس ایکٹ کے مضمون یا سیاق عبارت میں جب تک کوئی بات اس کے نفیض نہ ہونے

تقریب (الف) ”موٹر اسپرٹ“ سے کوئی آتشگیر ہائڈروکاربن (جس میں ہائڈروکاربن

کا بنا ہوا کوئی مرکب یا کوئی رقیق چیز جس میں ہائڈروکاربن موجود ہو شامل ہے) مراد ہے جو کسی

قسم کی موٹر گاڑی میں مناسب طور سے کافی قوت پیدا کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہو۔

(ب) ”مقررہ کئے ہوئے“ سے مراد اس ایکٹ کے ماتحت وضع شدہ قواعد کی رو سے

مقررہ کئے ہوئے سے ہے۔

(ج) ”خوردہ فروش“ کے معنی کسی ایسے شخص سے ہیں جو کمیشن پر یا دوسری طرح اس

مقصد کے لئے موٹر اسپرٹ فروخت کرتا ہو یا فروخت کرنے کے لئے رکھتا ہو کہ وہ شخص

جو اسے خریدے یا جس کی طرف سے وہ خرید کی گئی ہو یا کسی جائے اس کو استعمال میں لائے

(د) ”خوردہ فروش“ سے مراد ایسی فروخت ہے جو کسی موٹر اسپرٹ کے خوردہ فروش نے

کسی ایسے شخص کے ہاند کی ہو کہ وہ شخص جس نے اسے خریدا ہو یا جس کی طرف سے وہ خرید کی گئی ہو یا

خرید کی جائے اس کو استعمال کرے۔

(ه) ”فروخت“ اور ”فروخت کرنے میں“ متاد۔ مع الزم بالابن اور فروختگی کے لئے رکھنا

یا پیش کرنا شامل ہے اور نیز اس میں موٹر اسپرٹ کا استعمال بھی جو خوردہ فروش مقرر کرے

شامل ہے۔

۳۔ (۱) ہر خوردہ فروش پر اس طریق کے مطابق جو مقرر کیا جاوے موٹر اسپرٹ کی

نمونہ مانڈ کرنا خوردہ فروشی کے لئے ایک محصول ایسی شرح سے عائد اور وصول کیا

جائے گا جو مشترک کی جائے اور جو ایسی بکری پر ۲ آنہ فی گھیلن سے زائد نہ ہوگا۔
 (۲) اگر تختی دفعہ (۱) کے بموجب واجب الادا محصول مہینہ معاد کے اندر ادا نہ کیا جائے تو مفرد کردہ
 حاکم کو جائز ہوگا کہ وہ محصول کے عوض کوئی ایسی رقم وصول کرے جو غیر ادا کردہ محصول کے دو گنے سے
 زیادہ نہ ہو یا محصول کے علاوہ کوئی ایسی قلیل رقم جس کی وصولی حاکم مذکور مناسب خیال کرے۔
 ۴۔ کوئی رقم جو زیر ضمن ۲ قابل وصول ہو بطور بقایا مالگداری کے وصول کی جاسکتی ہے اور وہ
 وصولی رقم بطور بقایا مالگداری کسی ایسے تادان کے علاوہ اور نہ کہ اُس کے عوض میں وصول کی جاسکتی ہے جو
 اُس ایکٹ کے ماتحت عائد ہوا ہو۔

۵۔ (۱) ہر خوردہ فروش کو لازم ہوگا کہ وہ اس ایکٹ کے نفاذ کے تین مہینہ کے اندر یا اگر وہ
 خوردہ فروش کی رجسٹریشن اور ایکٹ مذکور کے نفاذ کے بعد کسی جگہ اپنا کاروبار شروع کرے تو خوردہ فروش
 رجسٹریشن سارٹیفکٹ کی حیثیت سے کاروبار شروع کرنے کے قبل ہر ضلع میں جس میں وہ کاروبار کرنا ہو
 یا شروع کرنے کی تجویز ہو اُس ضلع کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو جہاں اُس کے کاروبار کی جائے وقوع ہو یا
 جہاں اس کا ارادہ کاروبار کرنے کا ہو یعنی جیسی کہ صورت ہو۔ درخواست دے کر بحیثیت خوردہ فروش
 کے رجسٹری کرانے اور ایسی رجسٹری کرانے پر اُس کو ایک رجسٹریشن سارٹیفکٹ ایسے فارم اور ایسی شرائط
 کی پابندی کے ساتھ جو مقرر کی جائیں عطا کیا جائے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ صورتی حکومت کسی خوردہ فروش کو رجسٹریشن سارٹیفکٹ عطا کرنے سے انکار کر سکتی
 ہے اگر اُس نے پہلے ہی ایسے خوردہ فروش کے ماقبل عطا کئے ہوئے سارٹیفکٹ کو نسخہ کر دیا ہو یا اسکی
 تجدید سے انکار کر دیا ہو۔

(۲) ہر رجسٹریشن سارٹیفکٹ جو ضمنی دفعہ (۱) کے ماتحت عطا کیا گیا ہو عطا کئے جانے کی تاریخ کے
 بعد ۳۱ مئی کو ختم ہو جائے گا اور اس کی تجدید سالانہ کی جاسکے گی۔

(۳) ہر رجسٹریشن سارٹیفکٹ بلا کسی معاوضہ کے دیا یا تجدید کیا جائے گا۔

۶۔ کوئی شخص جو اپنے پاس دفعہ کے مطابق رجسٹریشن سارٹیفکٹ نہ رکھتا ہو کسی ضلع میں
 رجسٹریشن سارٹیفکٹ کے خوردہ فروش کی حیثیت سے کاروبار نہ کرے گا۔
 بغیر دفعہ کی ممانعت

۷۔ ہر وہ شخص جو دفعہ ۶ کے احکام کی خلاف ورزی کرے گا سزا سے جرم کا مستوجب ہوگا جو
 ناجائز فروختی کے تادان ایک ہزار روپیہ تک ہو سکتا ہے یا جو ایسے محصول کے دو گنے کے برابر ہو سکتا
 ہے جو ایسے شخص پر ہر ایسی فروخت کی نسبت واجب الادا ہو جو اُس نے دفعہ ۲ کے ماتحت کی ہو
 مگر شرط یہ ہے کہ ان دونوں جرمانوں میں سے جو بھی زیادہ ہوگا وہ عائد کیا جائے گا۔

۸۔ (۱) ایسی شرائط کی پابندی کے ساتھ جو مقرر کی جائیں مقرر کردہ حاکم رجسٹریشن سارٹیفکٹ ملتوی رجسٹریشن سارٹیفکٹ کو ملتوی یا منسوخ کر سکتا ہے۔
یا منسوخ کرنا

(الف) اگر کوئی شخص جو ایسا سارٹیفکٹ رکھتا ہو دفعہ ۳ کے ماتحت کسی واجب الادا محصول کو ٹھیک طور پر ادا نہ کرے۔

(ب) اگر اُن شرائط میں سے جن کے بموجب رجسٹریشن سارٹیفکٹ عطا کیا گیا ہو کسی ایک کی خلاف ورزی کی گئی ہو۔

(۲) رجسٹریشن سارٹیفکٹ رکھنے والا کسی معاوضہ کا مستحق نہ ہوگا۔ اگر اس کا سارٹیفکٹ سختی دفعہ (۱) کے ماتحت ملتوی یا منسوخ کر دیا گیا ہو۔

۹۔ صوبائی سرکار اس ایکٹ کے ماتحت کسی افسر یا کسی شخص کو ایسے اختیارات دے سکتی اختیارات اور فرائض کی ہے اور اس پر ایسے فرائض عائد کر سکتی ہے جسے صوبائی سرکار مناسب سمجھے اور کوئی ایسا افسر یا شخص مذکورہ اختیارات کو عمل میں لائے گا اور مذکورہ فرائض کو انجام دے گا۔

۱۰۔ صوبائی سرکار اپنے ماتحت محکمہ کے کسی افسر کو اختیار دے سکتی ہے :-

(الف) کسی عمارت۔ برتن۔ گاڑی یا جگہ کی تلاشی لینے کا جس میں یا جہاں پر اُس کو یہ باور کر نیکیہ وجوہ ہوں کہ موٹر اسپرٹ فروخت کیا جاتا ہے یا فروخت کی کیلئے رکھا جاتا ہے اور

(ب) کسی ایسی موٹر اسپرٹ یا ظرف کو قبضہ میں لینے۔ ہٹا لینے اور روک رکھنے کا اختیار جو کسی ایسے خوردہ فروش کے قبضہ میں ہو جس کے متعلق یہ معلوم ہو کہ وہ دفعہ ۲ کی خلاف ورزی میں کاربند کر رہا ہے یا جس نے اس ایکٹ کے احکام یا اُن کے بموجب وضع شدہ قاعدوں کے ماتحت کوئی جرم کیا ہے۔

۱۱۔ جب اس ایکٹ کے ماتحت کوئی قابل سزا جرم کیا جائے تو موٹر اسپرٹ جو دفعہ ۱ کے جزیں قبضہ کی جاسکتی ہیں فقرہ (ب) کے ماتحت قبضہ میں لی گئی ہو اور ہٹائی یا روکی گئی ہو یا جو اس خوردہ فروش کے قبضہ میں ہو اور جس کی نسبت جرم کا ارتکاب ہوا ہو اور اس کے متعلق کوئی ظن قبضہ کیا جاسکتا ہے۔

۱۲۔ کوئی شخص جو اس ایکٹ کے ماتحت واجب الادا کسی محصول کی ادائیگی سے بچتا ہے یا بچنے کی کوشش کرتا ہے یا کسی ایسی اطلاع دینے سے قاصر رہتا ہے جو اس ایکٹ کے ماتحت وضع شدہ کسی قاعدے کی رو سے اس کے لئے درمنا ضروری ہے یا عدا غلط اطلاع دیتا ہے تو وہ ایسے جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا جو دو ہزار روپیہ تک ہو سکتا ہے۔

۱۳- (۱) حاکم ضلع کو جائز ہو گا کہ وہ کسی شخص سے جس نے اس ایکٹ کے ماتحت قابل سزا جرم جرم کے بابت مصالحت کیا ہو بطور تصفیہ ایسے جرم کے کوئی ایسی رقم جو ایک ہزار روپیہ سے زائد نہ ہو کرنے کا اختیار یا جو دفعہ ۳ کے ماتحت اس فرد کی نسبت جو اس شخص نے کی ہو واجب الادا محصول کے دو گنے کے برابر ہو ان میں سے جو بھی زیادہ ہو منظور کر سکتا ہے۔

(۲) حاکم ضلع کو ایسی رقم کی ادائیگی پر شخص جرم ہا کر دیا جائے گا۔ اگر کوئی مال تصرف میں لے لیا گیا ہو گا تو وہ واکذاشت کر دیا جائے گا اور ایسے شخص یا مال کے خلاف ایسے جرم کی نسبت کوئی مزید کارروائی نہیں کی جائے گی۔

۱۴- (۱) بجز مندرجہ ذیل صورتوں کے کوئی مجسٹریٹ اس ایکٹ کے یا اس کے ماتحت بنائے جرائم کی سماعت ہوئے قواعد کے ماتحت کسی واجب السزا جرم کی سماعت نہ کرے گا۔
(۱) جبکہ مقدمہ اس تاریخ سے چھ مہینہ کے اندر دائر کر دیا جائے جس پر کہ جرم کا ارتکاب بتایا جاتا ہو۔

(۲) جبکہ صوبہ جاتی سرکار نے مقدمہ چلانے کی اجازت دے دی ہو۔ اور

(۳) حاکم ضلع کی شکایت یا رپورٹ پر یا خود مجسٹریٹ کے علم یا شبہ پر۔

۱۵- (۱) کسی شخص کے خلاف کسی ایسے فعل کی نسبت جو اس نے اس ایکٹ یا اس کے ایمانداری سے کام کرنے والے ماتحت وضع شدہ قواعد کے ماتحت نیک نیتی سے کیا ہو یا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو (۱) کوئی نالاش مقدمہ یا دیگر عدالتی کارروائیاں نہیں کی جائیں گی۔
اتحاد کی حفاظت اور قعدہ چلانے کو عمدہ دکرنا

(۲) کوئی مقدمہ قیصر مند کے خلاف نہ دائر کیا جائے گا اور اس ایکٹ کے ماتحت کسی بات کو کرنے یا کرنے کے ارادہ کے لئے کسی شخص کے خلاف مقدمہ نہ دائر کیا یا چلایا جائے گا جب تک کہ اس بات کی شکایت کی تاریخ سے چار مہینہ کے اندر نالاش یا مقدمہ نہ دائر کیا گیا ہو۔

۱۶- (۱) بجز اس حکم کے جو کسی عدالتی کارروائی میں دیا گیا ہو کسی ایسے حکم کے خلاف اپیلیں اور نظر ثانی اپیل جو اس ایکٹ یا اس کے ماتحت وضع شدہ قواعد کے بموجب دیا جائے ایسے حاکم کے پاس ہوگی۔ جس کو صوبہ جاتی سرکار مقرر کرے اور ایسے حاکم کے کسی ایسے حکم کی نظر ثانی صوبہ جاتی سرکار یا ایسا حاکم کر سکتا ہے جس کو صوبہ جاتی سرکار مقرر کرے۔

مگر بشرط یہ ہے کہ اپیل یا نظر ثانی میں کوئی ایسا حکم نہ دیا جائے گا۔ جو شخص متعلقہ کے حق میں اس حکم سے جس کی ناراضگی میں اپیل یا نظر ثانی کی گئی ہو زیادہ مضرت رساں ہو نیز اس صورت کے کہ شخص مذکور کو اپنی عرض حال کا موقع دیدیا گیا ہو۔

(۲) کوئی اپیل قابل پذیرائی نہ ہوگی تاوقتیکہ وہ حاکم اپیل کے اس حکم کی تاریخ کے تین ماہ کے اندر پیش نہ کر دی جائے جس کی کمرامضی میں وہ دائر کی گئی ہے۔

۱۷۔ (۱) صوباجاتی سرکار اس ایکٹ کی تمام اغراض یا کسی غرض کو پورا کرنے کے لئے قواعد بنانے کا اختیار ایسے قواعد وضع کر سکتی ہے جو اس ایکٹ کے مطابق ہوں۔

(۲) مذکورہ بالا اختیارات کی عمومیت پر اثر ڈالے بغیر صوباجاتی سرکار خاص طور پر مذکورہ ذیل امور کے بارے میں قواعد وضع کر سکتی ہے۔

(الف) ان جملہ امور کا انتظام کرنے کے لئے جن کے مقرر کئے جانے کی اس ایکٹ میں اجازت ہے یا اس بارے میں صاف طور پر احکام ہیں۔

(ب) دفعہ ۳ کے مطابق واجب الادا محصول کو عائد کرنے اور وصولی کے قاعدے بنانے کے لئے۔

(ج) ایسے اختیارات اور فرائض مقرر کرنے کے لئے جنہیں افسران یا اشخاص دفعہ کے تحت عمل میں لائینگے یا انجام دیں گے۔

(د) خوردہ فروش کو جو نقشہ جات پیش کرتے ہوئے اور جو کتابیں اور کاغذات رکھنے ہوں گے ان کے فارم اور تفصیلات مقرر کرنے کے لئے اور اس طریقہ کو جس کے مطابق تصدیق کی جائیگی اور اس وقت اور حاکم کو مقرر کرنے کے لئے جب اور جس کے پاس یہ نقشہ جات پیش کئے جائیں گے اور ایسی دوسری متعلقہ شرطوں کو مقرر کرنے کے لئے جو ضروری ہوں۔

(ه) موٹر اسپرٹ کی باقاعدہ فروختگی۔ محصول تخفیف کرنے اور ادائیگی کے لئے نوٹس جاری کرنے اور غیر ادا کردہ محصول کی وصولی کا انتظام کرنے کے لئے۔

(و) قبضہ میں لی ہوئی یا ضبط کی ہوئی موٹر اسپرٹ یا اس کے متعلق کسی برتن کو روک رکھنے یا علیحدہ کرنے کا انتظام کرنے کے لئے۔

(ز) کسی ایسی عمارت۔ برتن۔ گاڑی یا جگہ کے معاینہ یا تلاشی کا اختیار دینے اور انتظام کرنے کے لئے جہاں موٹر اسپرٹ فروخت کی جاتی ہو یا فروختگی کے لئے رکھی جاتی ہو۔

(۳) اس ایکٹ کے ماتحت وضع شدہ قواعد پہلے سے سرکاری گزٹ میں شائع کرائے جائیں گے

(۴) کسی قاعدہ کے وضع کرنے میں صوباجاتی حکومت یہ ہدایت کر سکتی ہے کہ اس کے خلاف ورزی مستوجب سزا سے جرمانہ ہوگی جو پانچ سو روپیہ تک ہو سکتا ہے اور اگر خلاف ورزی

کا متواتر اعادہ کیا جائے تو مزید جرمانہ کی جو اس پہلے دن کے بعد جس پر خلاف ورزی کا اعادہ کیا گیا تھا ہر یوم مابعد کے لئے ایک سو روپیہ تک ہو سکتا ہے۔

اغراض اور وجوہ کا بیان

۰ ترقی کی اسکیموں کو روپیہ بہم پہنچانے کے لئے سرکار ضوبہ کی آمدنی کو بڑھانا مناسب سمجھتی ہے اس بل کا مقصد موٹر اسپرٹ پر محصول عائد کرنا ہے جو ان ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہے۔ جنہیں حکومت نے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا ہے۔

کے۔ این۔ کاجو
وزیر ترقی

ضروری خبریں

امتناع نشیات کی کارروائی

ضلع ایٹ

ایٹ اور علی گنج کی تحصیلوں کے چواریوں نے بالترتیب ۳۳ اور ۲۴ جلے اپنے اپنے حلقوں میں کئے گاؤں سدھار کے آگینا زردی نے بھی اسی طرح مختلف مواضع میں کٹی جلے کرائے۔ ان تمام جلسوں میں گاؤں والوں کے سامنے نشہ بازی کی خرابیاں بیان کی گئیں انسپکٹر آبکاری نے ایسے نو موضوعوں میں جو نشہ بازی میں بہت بدنام تھے جلے کئے اور آریہ سماج انجن ترک نشیات نے ۲۴ موضوعوں میں جلے کر کے اپنا کام کیا۔ ایٹ کی صنعتی اور زراعتی نمائش میں جو ۳۳ مارچ سے ۳ مارچ تک ہوئی ایک ترک نشیات کا شعبہ تھا جہاں اشتہاروں اور کارڈوں کے ذریعہ سے نشہ بازی کی خرابیاں دکھائی گئی تھیں اس شعبہ کو ۲۰۰۰۰ آدمیوں سے زیادہ نے دیکھا اور آبکاری کے انسپکٹر نے بہت سے جلسوں میں تقریباً کہیں اس کے علاوہ گلگس ٹاک کے نمبر نے اپنے سینما میں بدھو شرابی کا فلم دکھا۔ نے کا بھی بندوبست کیا تھا پریگنڈے کا کام صدر میونسپل بورڈ ایٹ کے ذریعہ سے ہو جو ڈاکٹر دیو بس جو اے۔ پی مشن اسپتال کا گنج کے انچارج ہیں۔ سزگڈن نے کا گنج میں ہی کام کیا۔ مسز داج بہادر آریہ محشریٹ نے بھی قصبہ لور اس کے گرد و فواح میں پراپیگنڈے کا کام کیا

اجازت نامے

افیون۔ اس مہینہ میں صرف ایک اجازت نامہ منظور کیا گیا۔ افیون کے علیوں نے تقریباً ۳۸ تولہ افیون کے ۱۶۹ اجازت نامے لئے۔ تقریباً ۱۶ تولہ کے ۴۷ قتی اجازت نامے اس مہینہ میں جاری رہے۔

چندر۔ اس مہینہ میں کوئی نیا اجازت نامہ نہیں دیا گیا۔ مہینہ کے اخیر تک ۲۲ اجازت نامے تقریباً ۱۲ تولہ فی ہفتہ کی خوراک کے جاری رہے۔

ولایتی شراب۔ اس مہینہ میں صرف ۳ اجازت نامے دئے گئے اور اس طرح پر اب مجموعی تعداد ۵۶ کی ہو گئی ہے۔

گرفتاریاں۔ اس مہینہ میں ذیل گرفتاریاں ہوئیں۔

۲۔ افیون کی برآمدگی۔

۳۔ علاؤن قانون شراب کشی

۳۔ شراب سے مدہوشی

۶۔ شراب کی برآمدگی

۳۔ چرس کی برآمدگی

میزان ۱۶

ضلع مین پوری

ضلع مین پوری میں اب امتناع منشیات کا کام کافی ترقی کر گیا ہے۔ خاص چنیر جو اس مہینہ میں ہوئی وہ ۱۵ مارچ ۱۹۳۹ء کو اس ضلع کی سالانہ نمائش کے موقع پر امتناع منشیات کی پہلی سالگرہ تھی اس موقع پر کلکٹر نے صدارت کی اور شہر کے عمائدین شریک ہوئے۔ اس کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں گاؤں واسے بھی شریک ہوئے اس ضلع کے اندر منشیات کی جدوجہد میں جو کامیابی ہوئی تقریروں میں اس کا اظہار کیا گیا اور اس کے علاوہ ایک ڈرامہ جو خود کلکٹر صاحب نے مکالمہ کے طرز پر مرتب کیا تھا کھیلا گیا اور بہت پسند کیا گیا۔ اس سال یہاں بولی کے توہار میں بھی بہت کافی سکون اور

ہولی کی حقیقی شان بائی گئی۔ اور شہر میں کوئی آدمی مہوش پڑا نہیں ملا۔ نمائش میں رس کی دوپہری دوکانیں قائم کی گئی تھیں اور ان کا مناسب نام رکھا گیا تھا۔ ان دوکانوں میں تقریباً ۲۰۰ آدمیوں کو گئے کا تازہ رس تقسیم کیا گیا۔

گرفتاریاں اور روک تھام۔ اب کے ۳۴ مقدمات عدالتی سماعت کے لئے بھیجے گئے اس کے مقابلہ میں ماہ گذشتہ ۳۸ بھیجے گئے تھے۔ جن ۳ مقدمات کا مارچ میں فیصلہ ہوا ان سب میں سترہ ہولی ناجائز شراب کشی یا شراب کی ناجائز برآمدگی کے پڑھنے کے ذرا سے ہی شبہ پر فورا روک تھام کی جاتی ہے چر اچھپا کر چرس یا انیون کے لانے کا کوئی خاص شبہ نہیں ہے اور نہ اسپرٹ کے پینے کے استعمال کا شبہ ہے۔ ذیل میں اجازت نامہ والوں کی کیفیت درج ہے۔

انیون	بہنہ دار خرچ	چرس	بہنہ دار خرچ
۱۶۸	۳ اچھٹانک	۲۴	۲ چھٹانک
مٹی سفارش پر آٹھ ہسٹنگ کے وقتی اجازت نامے بھی دے گئے ہیں۔			

بہادری کے انعامات

۱) موضع ٹیلو پور تھانہ اسیسٹ ضلع بدایوں میں ۲۴ اور ۲۵ کی رات میں ایک مسلح ڈاکہ پڑا ڈاکو اٹھابیس رام سہائے کے مکان میں گھس آئے اور مکان لوٹ لیا جب اس نے شور مچایا تو ڈاکوؤں نے اسے بیٹا کچھ ڈاکو اس کی سوتی ماں کو مع اس کے بچوں اور گھر کے سارے سامان کے زبردستی لے بھاگے عورت کے روتے دھونے بچوں کی چیخ پکار اور اہل گھر کے شور غل نے گاؤں والوں کو جن میں نرائن اہیر نرپتی بھی شامل تھان کی طرف متوجہ کیا اور ان لوگوں نے ملزمین کو گھیر لینے کی کوشش کی۔ ڈاکوؤں نے گاؤں والوں کو ڈرانا دھمکانا چاہا گاؤں والے اپنی جگہ پر اڑے رہے اس پر ایک ڈاکو سنی بھوسو نے بندوق کا ایک فیر کیا جو نرائن کے لگا اور وہ فوراً ہی مر گیا۔ متونی نے حکومت کی امداد میں اپنی جان دی ذیل کی غیر معمولی پشیم متونی کے ورثا کے لئے ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۹ء سے منظور کی گئی ہیں جو ان کے دلی بدری امبر کے ذریعہ سے دیائے گئے۔

(۱) روپایٹا	بمبلغ تین روپیہ ماہوار ۸ برس کی عمر تک
(۲) مسروپی	بمبلغ تین روپیہ ماہوار ۸ برس کی عمر تک

موضع برسلا پور تھانہ موہن لال گنج ضلع لکھنؤ میں ۸ اور ۹ مئی کی رات میں مسلح ڈاکہ پڑا۔ ڈاکو بندوق سے مسلح تھے۔ گھساون تبولی کے گھر پر حملہ آور ہوئے۔ جب ڈاکہ پڑا ہاتھ

گھساؤں کا بھائی بھاگ نکلا اور کچھ گاؤں والوں کو جو ایک قریب کے مکان کے سامنے تھے بلا لایا۔ کلو پاسی جو ان میں سب سے آگے تھا پہلا آدمی تھا جو گولی سے مارا گیا۔ بہر حال ڈاکو جلدی سے محض معمولی اور کم قیمت چیزیں لیکر بھاگ گئے۔ گاؤں والے بھاگتے ہوئے ڈاکوؤں کو ڈراتے رہے اور فریاد کرتے رہے جس کا نتیجہ ہوا کہ جے لال کوری بھی مارا گیا اور آٹھ آدمی زخمی ہوئے اس طرح پر مسلح ڈاکوؤں کے مقابلہ میں آگے رہنے میں کلو پاسی نے بہت بڑی بہادری اور بہت دکھائی۔ جے لال کوری نے بھی ڈاکوؤں کے فرار کے مقابلہ میں دلیری سے کام لیا۔ ان لوگوں کی بہادری اور گاؤں والوں کے جے رہنے سے ڈاکو جلد ہی بھاگ گئے اور گھساؤں تہولی کو زیادہ نقصان نہیں ہوا۔ ہر دو متوفیان نے حکومت کی امداد کرتے ہوئے جان دی لہذا ان کے ورثا کو ۹ مئی ۱۹۳۹ء سے ذیل کی پیشین منظور کی گئیں۔

کلو پاسی متوفی کے ورثاء

مسماۃ ہیراجی بیوہ مبلغ ۵ روپیہ ماہوار تاحیات یا عقد ثانی۔
شکر اور ستیلادین بیٹے ہر ایک مبلغ ڈھائی روپیہ ماہوار جب تک ۸ برس کے نہ ہو جائیں۔
سرجودئی بیٹی مبلغ ڈھائی روپیہ ماہوار جب تک کہ شادی نہ ہو اور مبلغ پچاس روپیہ جہیز کیے۔

جے لال کوری کے ورثاء

مسماۃ دلارا بیوہ مبلغ ۵ روپیہ ماہوار تا عقد ثانی

شیونندن
پر بھو اور
کالی دین
بیٹے - ہر ایک کو ڈھائی روپیہ ماہوار جب تک ۸ برس کے نہ ہوں۔

موضع کھیر کشی تھانہ اسمٹ ضلع بدایوں میں ۲۷ اور ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۵ء کی رات میں مسلح ڈاکہ پڑا۔ ڈاکوؤں نے متولدہ طوطا شیخ کے مکان میں گھس کر لوٹ مار شروع کر دی اور اس کی بیوی کو بھی اذیت پہنچائی۔ چار ڈاکوؤں نے متو کو بکڑا اور دو نے اس کی بیوی کو اور پھر دونوں کو ٹھوکنے لگے تاکہ یہ لوگ اس ۹۰۰ روپیہ کی رقم کا پتہ بتا دیں جو متو کو اپنے متوفی بھائی سے ملی تھی ہتھو نے ڈاکوؤں کو مبلغ ۹۰ روپیہ دیدیا مگر جب انھوں نے اور زیادہ کامطالب کیا تو اس نے کہا کہ دوسرے مکان میں چلو جاں روپیہ رکھا ہے۔ راستہ میں متو اپنے کو چھڑانے میں کامیاب

ہو گیا اور امداد کے لئے شور مچایا جس سے کچھ گاؤں لے آگاہ ہو گئے لیکن وہ موقع پر بندوق کے فیر کے ڈر سے نہ ہونچ سکے۔ متو کے ہمت دلاہ بچہ بہادر گاؤں والے جس میں منشی دھونا بھی شامل تھا آگے بڑھے۔ ایک ڈاکو جو پٹر کے آڑ میں چھپا تھا اس نے بندوق کے تین فیر کئے جس میں سے ایک منشی دھونا کے لگا جو فوراً ہی اسی جگہ منشی دھونا نے ڈاکوؤں کے مقابلہ کرنے میں بڑی بہادری دکھائی۔ اس کی موت قطعی طور پر حکم کو مدد کرنے میں ہوئی۔ ہندوؤں کی پشیمیں ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۹ء سے متوفی کے دربار کے لئے منظور ہیں۔

مسماۃ لراقتی بیوہ مبلغ ۵ روپیہ ماہوار تاحیات باعلاً۔

بابو بیٹیا مبلغ تین روپیہ ماہوار جب تک کہ اس کی سال کی نہ ہو۔

باہتمام سیر فزڈٹ پرنٹنگ اینڈ اسٹیشنری مالک متحدہ الہ آباد ہندوستان کے چھپا



رجسٹرڈ نمبر ۲۲۲۵

اطلاعات

جلد ۲ یکم نو ماہ اگست و ستمبر ۱۹۳۹ء نمبر ۸ و ۹

خصوصیات

- قضیہ مدح صحابہ و تبرا
- کانپو فائرنگ
- مسودہ قانون قبضہ اراضی
- اخباری میوزیم کا افتتاح
- صحت
- تعلیم
- سیلاب
- صنعت و حرفت
- نشہ بندی
- زراعت
- متفرق اہم اطلاعات

مرتبہ
محکمہ اطلاعات اتر
صوبہات متحدہ



استاد

صوبہ متحدہ



جلد ۲	لکھنؤ ماہ اگست و ستمبر ۱۹۳۹ء	نمبر ۹۹۸

فہرست مضامین

صفحہ

مضمون

- (۱) قضیہ مدح صحابہ و تبراً (تقریر) از آنریبل پنڈت گووندراج پنت وزیراعظم ...
- (۲) کانپور فائرنگ (تقریر) ... " ...
- (۳) مسودہ قانون قبضہ آراضی ... " ...
- (۱) لگان کانیا قانون کب پاس ہوگا ... " ...
- (ب) آنریبل وزیر مال کا بیان آنریبل رفیع احمد قدوائی ...
- (۴) اخباری میوزیم کا افتتاح (تقریر) از آنریبل بابو سمپور ناتھ وزیر تعلیم ...
- (۵) صحت ... " ...
- (۶) انسداد امراضی وبائی کانفرنس (تقریر) از آنریبل سرنو بجے کشی پنڈت وزیر پول سلف ...

صفحہ

مضمون

...	...	...	...	...	(ب) متفرق اطلاعات
۳۲	...	...	...	...	(۶) تعلیم
...	...	...	...	...	(۱) پیغامات (بنیادی مدرسوں کے افتتاح کے موقع پر) شاہیر چند
...	...	...	...	...	(ب) بنیادی ٹریننگ کالج کا جلسہ تقسیم اسناد (تقریر) از انریبل پنڈت گوندراج پنت وزیر اعظم
...	...	...	...	...	(ج) ابتدائی و ثانوی تعلیم کی جدید تنظیمی کمیٹی کی رپورٹ
...	...	...	...	...	(د) وزیر تعلیم کی طرف سے شکریہ
۴۷	...	...	...	...	(۷) سیلاب (حکومت کی کارگزاری)
۵۱	...	...	...	...	(۸) صنعت و حرفت
...	...	...	...	...	(۱) محکمہ کی رپورٹ بابت ماہ مئی
...	...	...	...	...	(ب) متفرقات
۶۵	...	...	...	...	(۹) نشہ بندی (مختلف اضلاع کی رپورٹیں)
۸۴	...	...	...	...	(۱۰) زراعت
...	...	...	...	...	(۱) صوبجات متحدہ میں امداد باہمی (آلو کی منڈی)
...	...	...	...	...	(ب) زراعتی پیداوار کی منڈی
...	...	...	...	...	(ج) متفرقات
۹۳	...	...	...	...	(۱۱) متفرق اہم اطلاعات

قضیہ مع صحابہ تبرّا

آزیتل پنڈت گوبند پلجھ نیت و غیر غلام صوبجات متحدہ نے

لکھنؤ امام باڑہ فائرنگ کے سلسلہ میں

تحریک التواؤ کا جواب دیتے ہوئے

قضیہ مع صحابہ تبرّا

یو۔ پی اسمبلی میں بتایا ۱۲ جولائی حسب ذیل تقریر فرمائی

مجھے اور میرے معزز ساتھیوں کو اس انسونک حادثہ پر دلی انوس اور صدمہ پہونچا ہے جہاننگ ہمارا
تعلق ہے یہ ہماری پر خلوص خواہش ہے کہ انسانی زندگی کی عظمت کا پورا پورا احترام کیا جائے اور امن علیہ
برقرار رکھتے ہوئے ہر فرد کو اسکے مذہبی فرائض انجام دینے میں زیادہ سے زیادہ آزادی حاصل ہو
لیکن بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں جن میں انسانی زندگی کے تحفظ کی بھی ذمہ داری حکومت کو ایسی
تہمیں اختیار کرنے پر مجبور کر دیتی ہے جو حالات کے لحاظ سے ناگزیر ہوتی ہیں۔ ایسے حالات پیدا
ہو سکتے ہیں بلکہ مختلف ملکوں میں ہونے بھی ہیں کہ جب زیادہ انسانوں کی حفاظت کیلئے کم انسانوں کو
نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور ایک بڑی مصیبت کو دور کرنے کے لئے چھوٹی مصیبت کو برداشت
کرنا پڑتا ہے۔ صرف ایسے ہی حالات میں ہمارے لئے اُن تدبیروں کا اختیار کرنا حق بجانب سمجھا جاتا
ہے جن کو ہم سب عام طور پر بُری نظروں سے دیکھتے ہیں۔

اس مخصوص واقعہ کے متعلق ہم لوگ ابھی تک کسی نتیجہ پر نہیں پہونچ سکے ہیں۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ
کی رپورٹ کا انتظار ہے۔ شہادتیں لیجا رہی ہیں اور صرف شہادتوں اور رپورٹ کے مطالعہ کے بعد
ہی ہم کس آخری نتیجہ پر پہونچ سکتے ہیں۔ بہر حال میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہم کو حکام ضلع اور ان فسرٹوں
کا بیان مل گیا ہے جو اس موقع پر موجود تھے۔ یہ بیان کافی رنجیدہ ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہم اس
بیان کو اسی وقت مانے لیتے ہیں۔ لیکن میں یہ درخواست ضرور کرتا ہوں کہ ایسے معاملات کو غیر منجید
طور پر نہ دیکھنا چاہئے۔ ہم لوگوں کے سیاسی اخلاقات کچھ بھی ہوں اور ہم لوگ چاہے کسی بھی پارٹی

سے کیوں نہ تعلق رکھتے ہوں لیکن صوبہ میں امن و امان قائم رکھنے کی ہم سب پر ذمہ داری ہے اور ہم میں سے ہر شخص کو یہ ذمہ داری محسوس کرنا چاہئے۔ کون ہے جو اس بات سے انکار کر سکے کہ لکھنؤ میں ایک سے زیادہ موقعوں پر پولیس اور حکام کی مداخلت نے شیعوں کی کثیر تعداد کو سنیوں اور سنیوں کی کثیر تعداد کو شیعوں سے کامیابی کے ساتھ محفوظ نہیں رکھا ہے۔ میں خود اس شرک سے گذرا ہوں جو آصف الدولہ کے امام باڑہ اور ٹیلہ کی مسجد کے درمیان واقع ہے اور میں نے خود دیکھا ہے کہ وہ اینٹوں اور گنگڑوں سے اُٹی پڑی تھی۔ کیا معزز ممبران کو یہ نہیں یاد ہے کہ لکھنؤ میں فسادات ہوئے ہیں کیا وہ اس وقت یہ اندازہ نہیں کر سکتے کہ اگر فتنہ شروع ہی میں دبانہ دیا جاتا تو اس سے کتنا زیادہ نقصان ہوتا ہے۔ میں معزز ممبران سے عرض کروں گا کہ کسی پولیس افسر کو بھی گولی چلانا خوشگوار نہیں معلوم ہوتا ہے۔ وہ اسے ذرا بھی پسند نہیں کرتے اور انھیں اس سے کوئی بھی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ بھلا انسانی زندگی کو فنا کرنے کا کسے شوق ہو سکتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ بعض اوقات ان معاملات میں افسروں کے فیصلے غلط ہوتے ہیں اور ہم کو اس بات کی سخت نگرانی کی ضرورت ہے کہ ایسے ہی غلطی دوبارہ نہ ہونے پائے لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ لکھنؤ میں تقریباً تین مہینوں سے لوگوں کو روز بروز زیادہ تکلیفیں اٹھانا پڑ رہی ہیں۔ صرف شیعہ اور سنیوں ہی کو نہیں بلکہ ساری بیلک کو تکلیف ہو رہی ہے اور روز روز تکلیف کا اٹھانا ہر شخص کیلئے بہت مشکل ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں کسی حد تک پولیس اور حکام کی ان خدمات کا ضرور اعتراف کرنا چاہیے جو وہ تقریباً تین مہینوں سے زیادہ کی مدت سے ایسے پر آشوب زمانہ میں انجام دیتے رہے ہیں۔

میں اس وقت اس مخصوص معاملہ پر کچھ زیادہ نہیں کہنا چاہتا۔ یہ معاملہ ابھی زیر تحقیقات ہے اور جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم فی الحال اس پر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ لیکن میں اس مسئلہ کے ان پہلوؤں کے متعلق البتہ کچھ کہنا چاہتا ہوں جو اس وقت کی بحث میں آگئے ہیں میرے خیال میں ہم اس وقت لکھنؤ میں جتنی تکلیفیں اٹھا رہے ہیں ان میں سے زیادہ تر صرف اس وجہ سے ہیں کہ پنجاب کے لوگ شہر کی فضا کو خراب رکھنے میں مستعدی کیساتھ مدد دے رہے ہیں۔ جہاں تک ہمارے صوبہ کے لوگوں کا تعلق ہے وہ اس جھگڑے سے بیزار معلوم ہوتے ہیں اور اس بات کے خواہشمند ہیں کہ یہ جلد از جلد ختم ہو جائے۔ لیکن ہمارے باہر کے دوست جو شاید اپنے مذہب اور عقائد میں یہاں کے لوگوں سے زیادہ جوش رکھتے ہیں اپنے جذبات کو روک نہیں پاتے اور یہاں کی موجودہ خطرناک اور تشویشناک حالت کو قائم رکھنے بلکہ اسے بد سے بدتر بنانے کی ہر کوشش کر رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ اب ہم کو امن سے رہنے دیں گے۔

کچھ اور کہنے سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگوں کو اس بات کی بہت زیادہ تکلیف ہے کہ مسلمانوں کے دو فرقوں میں اس مسئلہ پر اتنا زیادہ اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ اگر ہم سب کی نظروں میں انسانی زندگی کی صحیح معنی میں

عظمت ہے تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم ان عقائد کو ان کی اصلی جگہوں پر رہنے دیں اور ایسی باتوں کو سب سے آگے رکھیں جو آگے رہنے کی مستحق ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ہم اس مشکل سے کیوں نہیں چھٹکارا پاسکتے۔ میں مخالف پارٹی کے معزز ممبران سے پر خلوص درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس افسوسناک اختلاف کو ختم کرنے میں اپنے تمام اثرات سے کام لیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ اگر اس ایوان کے دو تہائی سنی اور دو تہائی شیعہ کسی فیصلہ پر پہنچ جائیں تو حکومت اس کو سب سے زیادہ اہمیت دے گی۔ اس لئے میں ان کو تعاون اور مدد کی دعوت دیتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس مسئلہ پر غور کریں تاکہ ہم کو آئندہ اس قسم کی تحریک التوا کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اور ہم سب امن چین اور اتحاد کیساتھ رہ سکیں۔

تبرہ اور مدح صحابہ کی تاریخ بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: میں یہاں مختصر طور پر یہ بتاؤں گا کہ ہم کو جو طرز عمل اختیار کرنا پڑا اس کے کیا وجوہ تھے۔ جیسا کہ آنریبل ممبران کو معلوم ہے لکھنؤ میں مدح صحابہ و تبرہ کے مسئلہ پر کافی عرصہ سے جھگڑا چلا آ رہا ہے۔ ۱۹۷۱ء میں شیعوں اور سنیوں کی کربلائین علیحدہ کر دی گئیں اور اس وقت سے جذبات بہت زیادہ کشیدہ ہو گئے۔ اسی سال سنیوں نے تقریر کے جلوس کے ساتھ مدح صحابہ پڑھی۔ اُس زمانہ میں جو اشعار پڑھے گئے انھیں چار یا رسمی نظمیں کہتے تھے مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شیعوں میں بہت زیادہ بے اطمینانی پھیل گئی اور بالآخر تشدد کے واقعات رونما ہونے لگے۔ میرا خیال ہے کہ ۱۹۷۱ء میں مدح صحابہ پڑھنے پر لکھنؤ میں حقیقتاً بلبے بھی ہوئے۔ ۱۹۷۰ء میں پگٹ کمیٹی نے اپنی تحقیقات پیش کر دی تھیں جن کا تذکرہ میں بعد میں کروں گا۔ ۱۹۷۹ء میں پھر مدح صحابہ پڑھی گئی اور متعدد آدمی گرفتار کئے گئے۔ جو کاغذات میرے روبرو ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈپٹی کمشنر لکھنؤ نے ۱۹۷۹ء میں یہ اعلان کیا تھا کہ لائسنس کے ماتحت مدح صحابہ پڑھنے کی اجازت دی جائیگی مگر یہ اجازت شاید بعد کو نہ مانگی گئی نہ ملی۔ ۱۹۷۵ء میں جہلم کے موقع پر مدح صحابہ پڑھنے کے سلسلے میں بعض سنی پھر گرفتار کئے گئے۔ ۱۹۷۶ء میں عشرہ کے روز اور پھر جہلم کے موقع پر مدح صحابہ کی وجہ سے مزید گرفتاریاں ہوئیں۔ اس کے بعد سول نافرمانی کا سلسلہ جاری ہو گیا اور مدح صحابہ پڑھنے پر پریکڑوں سنی جیل گئے۔ ان حالات میں ایسا کمیٹی کا تقرر ہوا۔ جب اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کی تو حکومت نے ہر دو فریق میں سمجھوتہ کرانے کی حتی المقدور کوشش کی اور مجھے یقین ہے کہ مخالف جماعت کے معزز اراکین اس بات کا اعتراف کریں گے کہ ہم نے دونوں فرقوں میں مفاہمت کرانے کے لئے کوئی ممکن کوشش اٹھانیں رکھی۔ مولانا ابوالکلام آزاد اسی سمجھوتہ کی غرض سے لکھنؤ میں بیس دن تک ٹھہرے رہے لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ اس کے بعد میں خود متعدد شیعہ اور سنی حضرات سے جن میں مسٹر نسیم، مسٹر غلام حسن، بٹ، اسمبلی کے متعدد اراکین

مسلم لیگ کے متنازعہ دار اور دوسرے اصحاب جن کو اس مسئلہ سے دلچسپی تھی شامل تھے ملا۔ ہم نے شیعوں اور سنیوں کی کانفرنسیں طلب کیں اور اس مسئلہ پر کافی بحث و مباحثہ کیا۔ اسی زمانہ میں سنیوں کے متعدد وفد مجھ سے ملے، مسئلہ کی اہمیت پر زور دیا اور کہا کہ اگر مدح صحابہ پڑھنے کی اجازت نہ دی گئی تو لکھنؤ میں کبھی امن نہ ہوگا، لوگوں کی زندگی خطرہ میں رہے گی اور ایسے واقعات رونما ہوں گے جن پر ہر شخص کو بھڑکانا پڑے گا۔ پھر بھی ہم نے فیصلہ ملتوی رکھا جیسا کہ معزز اراکین کو معلوم ہے ہم نے مارچ ۱۹۲۵ء میں ایک رزلوشن شائع کیا جس میں ہم نے صاف صاف اور غیر مشروط طور پر سنیوں کا علی الاعلان مدح صحابہ پڑھنے کا حق تسلیم کر لیا۔ اس وقت شیعوں نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ رزلوشن کے بعد ہم نے نومبر ۱۹۲۵ء میں کیونکے شائع کیا اور اس کیونکے میں ہم نے صاف صاف کہہ دیا کہ ہم پبلک جلسوں اور پبلک جلسوں میں سنیوں کے مدح صحابہ پڑھنے کا حق تسلیم کرتے ہیں۔ اور یہ کہ ہم دونوں فرقوں کے نمائندوں سے مشورہ کر کے وہ راستہ معلوم کرنا چاہتے ہیں جس سے سنیوں کو اس حق کے استعمال کا موقع مل سکے۔ ہم نے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر کوئی مفاہمت نہ ہو سکی تو ہم خود فیصلہ کر دیں گے۔ اس کے بعد ہم نے پھر پوری کوشش کی کہ ایک ایسا بھوتہ ہو جائے جو دونوں فرقوں کے لئے قابل قبول ہو مگر بد قسمتی سے اس قسم کا بھوتہ نہ ہو سکا۔ اس اثناء میں سنی بے چین ہو چکے تھے اور انھوں نے تحریک شروع کر دی۔ مخالف جماعت کے تقریباً ہر معزز رکن نے ہم پر زور ڈالا کہ مدح صحابہ پڑھنے کی اجازت دیدی جائے۔ ایوان میں سوالات کئے گئے۔ تقریریں کی گئیں اور علی الاعلان اور پرائیویٹ دونوں طریقوں سے زور دیا گیا کہ ہماری (حکومت) طرف سے فیصلہ میں تاخیر کرنا غلطی ہے۔ ہم کو اس پالیسی کی جس کا ہم نے مارچ ۱۹۲۵ء میں اعلان کیا تھا اور اس اقرار کی جو ہم نے ماہ نومبر میں کیا تھا اور اس حقیقت کی کہ دو ہزار سے زیادہ سنی جیل جا چکے ہیں یاد دہانی کرائی گئی۔ پھر بھی ہم نے اس وقت تک فیصلہ کو ملتوی رکھا جب تک محرم گزرنیں گیا اس لئے کہ ہم اس زمانہ میں علی الاعلان مدح صحابہ کی اجازت نہیں دینا چاہتے تھے جب شیعوں اپنے خاص مراسم ادا کر رہے ہوں۔ جب محرم ختم ہو گیا تو ہم نے سنیوں کو ایک خاص دن کے لئے مدح صحابہ پڑھنے کی اجازت دیدی۔ چاہتا ہوں کہ معزز اراکین مجھے میرے ایک سوال کا ڈٹوک اور صاف صاف جواب دیں۔ وہ یہ ہے کہ جب یہ مسئلہ سنیوں کے دماغوں پر ۲۵ برس سے مسلسل بغیر کسی وقفہ کے کافی تنجیدگی کے ساتھ بلکہ شدت سے حاوی تھا۔ جبکہ اتنے بوسے ہو چکے تھے جب کہ

سول نافرمانی اتنی مرتبہ ہو چکی تھی اور جبکہ شیعوں نے بھی ہمارے کیونکے اور اعلانات پر اعتراض نہیں کیا تھا تو کیا وہ ہمارے فیصلہ کی جگہ اس مسئلہ کے کسی اور حل کا بھی خیال کر سکتے تھے؟ اور یہ تو دیکھئے کہ ہم نے فیصلہ کیا کیا ہے۔ شیعوں کو ہر روز بغیر کسی تخصیص کے مدح صحابہ سننا پڑتی تھی۔ وہ اسے پسند نہیں کرتے تھے اور ہم نے ان کو اس روزانہ کی تکلیف، اسے نجات دلانے کی صورت پیش کی ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ستیوں کو سال میں ایک موقع مدح صحابہ پڑھنے کا دیدیا جائے تاکہ شیعوں کو بار بار بلکہ غالباً مسلسل ہر جگہ مدح صحابہ نہ سننا پڑے۔ ہم نے یہ طے کیا کہ نہایت بے ضرر طریقے سے اس کا انتظام کر دیں اور اس بات کا خیال رکھا کہ جو راستہ منتخب کیا جائے وہ شیعہ آبادی سے دور ہو اور جو اشعار پڑھے جائیں وہ دل آزار نہ ہوں۔ یہ تھیں وہ احتیاطیں اور تحفظات جن کے بعد اس چیز کی اجازت دی گئی۔ میں اب اس مسئلہ پر زیادہ بحث نہیں کروں گا۔ کیونکہ میں شیعہ حضرات کے جذبات کو ٹھیس لگانا نہیں چاہتا۔ میں یہ جانتا ہوں کہ اس معاملہ میں ان کے جذبات بہت نازک ہیں۔ میں ان جذبات کی قدر کرتا ہوں اور ان کے زخم پر مرہم رکھنا چاہتا ہوں تاکہ وہ مندمل ہو سکے۔ میں شیعہ صاحبان کو دبانانا نہیں چاہتا چاہے ان کی یہ تحریک ناکامیاب ہی کیوں نہ ہو جائے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ کوئی نشان کسک یا درد باقی رہے اور نہ میری یہ خواہش ہے کہ کوئی غلط فہمی رہ جائے اس سے مسئلہ کا حل نہ ہو سکے گا اور زہر اپنا کام کرتا رہے گا جس سے شیعہ اور سنیوں میں اس سے بھی زیادہ دشمنی پیدا ہوتی جائے گی۔ اس کے خراب اثرات اس صوبہ کے دوسرے حصوں بکواس کے باہر بھی پہنچ چکے ہیں۔ لہذا میری اب یہ دلی آرزو ہے اور ہیشہ رہی ہے کہ میں کسی ایسے سمجھوتے کی انتہائی کوشش کروں جس سے تمام صاحبان متفق ہوں۔ یہی خواہش حکومت کے ہر فرد کی رہی ہے خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان۔ گذشتہ مئی میں ہم نے اس پر رضامندی کا اظہار کیا تھا کہ شیعوں کو انہیں حالات کے ماتحت مساوی حقوق دئے جائیں تاکہ انہیں کسی غیر مساوی سلوک کا خیال نہ ہو اور نہ انہیں کسی قسم کی ذلت محسوس ہو۔ ہم جو کچھ کر سکتے تھے وہ کرنا اور جو کچھ ہم نے کیا اس پر قائم ہیں۔ ہم کو یقین ہے اور مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ دوسرے لوگ چاہے کچھ بھی خیال کریں مگر گذشتہ مارچ میں ہم نے جو فیصلہ کیا اس کا بدل کوئی اور نہ تھا اور ان حالات کے ماتحت اس سے زیادہ بہتر کوئی بات نہیں کی جاسکتی تھی ہم اس فیصلہ پر قائم ہیں اور جو کچھ ہمارے اور شیعہ یا سنی حضرات کے درمیان باتیں ہو چکی ہیں ان پر بھی اس وقت تک قائم ہیں جب تک کہ دونوں فریقوں میں کوئی باہمی سمجھوتہ نہ ہو جائے ظاہر ہے کہ ایسے ہی سمجھوتے سے مستقل نتائج برآمد ہو سکیں گے اور اس کے لئے ہم پہلے کی طرح حتی الامکان زیادہ سے زیادہ کوشش کرتے رہیں گے۔

ہم سے کہا جاتا ہے کہ ہم نے اس وقت تک کی تسلیم شدہ پالیسی بدل دی اور گزشتہ کمیٹیوں کی سفارشات اور رزلویوشنوں کو پس پشت ڈال دیا۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں ان پورٹوں یا رزلویوشنوں سے آپ کے سامنے اقتباسات بڑھ کر سناؤں مگر میں اس ایوان کے منزر اراکین کو اس امر کا یقین دلانا ہوں کہ پگٹ اور اسپ کمیٹیوں نے قطعی طور پر یہ طے کیا تھا کہ سنیوں کے مدح صحابہ پڑھنے کے حق سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور یہ حق ان حالات میں استعمال کیا جاسکتا ہے جن میں ہم نے اس کی اجازت دی ہے بلکہ شاید ان کمیٹیوں کے نزدیک یہ حق زیادہ آزادی کے ساتھ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ۱۹۰۹ء میں حکومت وقت نے جو رزلوشن شائع کیا تھا وہ بھی اسی قسم کا تھا۔ ہم نے ان فیصلوں میں سے کسی کو پس پشت نہیں ڈالا ہے میں پھر نہایت خلوص کے ساتھ شیعہ اور سنی صاحبان سے اس امر کی اپیل کرتا ہوں کہ وہ آپس میں اس مسئلہ پر سوچیں۔ ہماری خدمات برابر ان کی مدد کے لئے حاضر ہیں وہ جس طرح چاہیں ہم سے کام لیں میں شیعہ اور سنی دونوں اراکین کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ کل شام کو ۶ بجے مجھ سے ملیں تاکہ اس مسئلہ پر گفت و شنید ہو اور ہم کسی نتیجہ پر پہنچ سکیں۔ جب تک کوئی سمجھوتہ نہیں ہوتا اس وقت تک ہم کو اس بات کا خیال رکھنا پڑے گا کہ صورت حال اور زیادہ خراب نہ ہونے پائے۔

کانپور فائرنگ

۱۴ جولائی کو یو۔ پی اسمبلی میں کانپور فائرنگ پر جو تحریک التوا پیش کی گئی تھی اس کے جواب میں انریبل پنڈت گوبند لہجہ پنٹ نے حسب ذیل تقریر کی:-

اگر اس ایوان کے کسی اور معزز ممبر نے وہ تقریر کی ہوتی جو آج نواب زادہ لیاقت علی خاں نے کی ہے تو شاید میں اس کی طرف توجہ بھی نہ کرتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ متانت و سنجیدگی کا وہ عنصر جو ہم ان میں پہلے پاتے تھے اب بہت کم ہو گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہنگامہ پروری کے فن میں کمال حاصل کر رہے ہیں۔ وہ مسلم لیگ کی مشین سے بندھ گئے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ چنبروں کی قدروں کا جو صحیح اندازہ وہ لگاتے تھے اس میں خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ مجھے تو یہ خیال ہو گیا ہے کہ اب وہ کسی چیز کو منصفانہ اور غیر متعصب نگاہ سے دیکھ ہی نہیں سکتے۔ کاش انھوں نے ہم کو کوئی ایسا موقع نہ دیا ہوتا کہ ہم ان کی جس منصف مزاجی کے پہلے معترف تھے، اس کے

متعلق اپنا خیال بدل دیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ آئندہ سے اس کا زیادہ خیال رکھیں گے۔ جناب عالی مجھے ان کی زبان سے یہ سن کر تعجب ہوا کہ میں نے کانپور جاکر وہاں کے حکام سے کسی قسم کی سازش کی۔

بہر حال میں وہاں صرف یہ دیکھنے گیا تھا کہ جو ٹریڈی وہاں ہو رہی ہے اسے ختم کرنے کیلئے کیا ذرائع اختیار کئے گئے اور کیا کارروائی کی گئی ہے۔ میرے ہاں جانے کا یہ مقصد بھی تھا کہ اس بد قسمت شہر کی صورت حال درست ہو جائے اور جن شہرارت انگیز سرگرمیوں کی بدولت اتنا زبردست نقصان ہوا ہے وہ ختم ہو جائیں۔ میں نے اس وقت فائرنگ کے حسن و قبیح پر بحث نہیں کی۔ جب تک میں وہاں رہا، بیشتر وقت میں امن کمیٹی کے ممبر جن کو میں نے مشورہ کے لئے مدعو کیا تھا میرے ساتھ موجود رہے۔ انھوں نے (نواب زادہ) یہ بھی کہا کہ میں وہاں اس غرض سے گیا تھا کہ مقامی حکام پر ایسے طریقہ سے اثر ڈالوں کہ وہ ایماندارانہ، منصفانہ اور سجا فیصلہ نہ کر سکیں۔

نواب زادہ لیاقت علی خاں میں نے یہ کبھی نہیں کہا۔

آرمیل وزیراعظم۔ تو پھر انھوں نے ایک بات ایسی کہی جو اور بھی زیادہ سخت تھی۔ انھوں نے حکومت پر یہ الزام لگایا کہ وہ اس صوبہ میں مسلمانوں کو خوفزدہ کرنے کی پالیسی پر عمل کر رہی ہے۔ میں ان سے کہوں گا کہ کانپور میں ۱۹ جون کو جو کچھ ہوا اور برابر ہوتا رہا ہے ذرا اس کا خیال کریں اور یہ بھی سوچیں کہ پولیس کو وہاں کتنی مرتبہ گوبیاں چلانی پڑیں۔ کیا ان حالات میں ان کے لئے یہ مناسب ہے اور کیا ان کو یہ کہنا زیادہ ہے کہ ہماری پالیسی مسلمانوں کو خوفزدہ کرنا ہے؟ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے یہ خیالات انتہائی شہرارت انگیز ہیں اور میں ان کو بہت سنجیدگی کے ساتھ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی ایسی پوزیشن والے آدمی پر لازم ہے کہ کچھ کہنے کے قبل وہ اپنے الفاظ کو اچھی طرح تول لیا کرے۔ کیا میں اب نواب زادہ لیاقت علی خاں سے دریافت کر سکتا ہوں کہ فائرنگ کا شکار کون لوگ تھے اور ان کی کیا تعداد تھی؟ کیا ان کا یہ مطلب ہے کہ اس بد قسمت فائرنگ کی پشت پر مسلمان فرقہ کے خلاف کوئی اسکیم ہے؟ مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ انھوں نے جو بیان دیا ہے وہ نہایت افسوسناک تھا۔

جناب عالی۔ ذرا یہ دیکھئے کہ کانپور میں واقعات کس طرح پیش آئے ہیں۔ جب میرے دوست، آرمیل وزیر رسل و رسائل کانپور گئے تو ایک پرامن جلوس پر نہایت سفاکانہ قسم کا حملہ کیا گیا۔ متعدد آدمیوں کو چوٹیں آئیں اور جلوس پر جن لوگوں نے حملہ کا انتظام کیا ان کے متعلق

شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے مگر پھر ہوا کیا ؟

ایک ممبر :- کیا یہی وجہ ہے جو آپ کا پورے مسلمانوں سے انتقام لے رہے ہیں ؟
آئزہیل وزیراعظم :- اگر ہم کو بدلہ لینے کا خیال ہوتا تو شاید ہم دوسرے ہی روز انتقام لے چکے
ہوتے ۔ جن لوگوں کے متعلق امید ہو سکتی تھی کہ وہ اس قسم کی افعال کی مذمت کریں گے ان
میں سے کسی نے بھی اس کے خلاف اپنی آواز نہیں اٹھائی ۔ پھر ، فروری کو جب بادشاہی منڈی
کی طرف سے ایک پرامن بارگاہ گزر رہی تھی تو یہ سوال اٹھایا گیا کہ دن رات کے کسی حصہ میں
اس مسجد کے سامنے باجہ نہ بجایا جائے اور بارگاہ پر حملہ کر کے کپڑے اور زیورات لوٹ لئے گئے
مگر پھر بھی کسی مسلمان نے اس طرح کی حرکتوں کی مذمت کرنا مناسب نہ سمجھا ۔

مجھے حیرت ہے کہ کیا معزز ممبر کو یہ نہیں معلوم کہ اس قسم کی خشت بازی کے بعد کیا
مصیبتیں نازل ہوتی ہیں ۔ کانپور میں ۱۱ فروری سے جو ٹریڈی شروع ہوئی اور جو کئی ہفتوں تک
جاری رہی وہ کیا تھی ؟ اس ٹریڈی کی ابتدا اس وقت سے ہوئی جب کہ ایک پرامن جلوس
پر حملہ کیا گیا ۔ یہ جلوس بھی بارگاہ کا جلوس تھا ۔ اس جلوس پر جب کہ وہ ایک مسجد کی طرف سے ایسے وقت
گزر رہا تھا ۔ جب نماز کا کوئی سوال نہ تھا ، حملہ کر دیا گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہفتوں تک تشدد و ہنگامہ
جان و مال کا نقصان غرض کہ سب ہی کچھ ہوتا رہا ۔ مگر پھر بھی وہ فرماتے ہیں ” آپ کو اس کی فکر کیوں ہے ؟“
لوگوں کو انٹیں پھینکنے دیجئے اور ان کا جہاں تک جی چاہے خشت بازی کرتے رہیں مگر انھیں
رد کئے نہیں ، کیا ایسے سوال پر بحث کرنے کا یہی طریقہ ہے ؟

رہے جاترا کے جلوس میں عورتیں اور بچے بھی کثیر تعداد میں شریک تھے جلوس جس حصہ شہر
سے گزر رہا تھا وہ بہت بدنام ہے ۔ یہی وہ مقام ہے ۔ جہاں یہ عجیب و غریب اعتراض کیا گیا
تھا کہ کیلاش ہول میں گراموفون نہ بجایا جائے ۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں انٹیوں کی بوجھار کی گئی تھی
مجھے نہیں معلوم کہ تحقیقات کس امر کی کرائی جاتی ہے ؟ کیا یہ مطلب ہے کہ انٹیں نہیں پھینکی گئیں ؟ ۔
اگر یہ کہا جاتا ہے کہ انٹیں پھینکی گئیں تو اس کا انداز ضروری تھا یا نہیں ؟ اگر ضروری تھا تو اس پر عمل کیسے
کرایا جاتا ؟ مسٹر فاروقی کہتے ہیں کہ پولیس کو لاٹھی چارج کرنا چاہئے تھا ۔ کیا ایسے صورت میں جب کہ
مکانوں کی بلی دوسری تیسری جو ہتی یا پانچویں منزل سے لوگ انٹیں پھینک رہے تھے لاٹھی چارج ممکن تھا ؟
یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ (فلاننگ سے پہلے) کوئی تمبینین کی گئی تھی ۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے ۔ مسٹر ل کا بیان
میرے سامنے موجود ہے اور وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے متنبہ کیا تھا ۔ لیکن جب لوگ عدا انٹیں پھینک
رہے ہوں اور تشدد پر عمل پیرا ہوں تو ایسی تمبینین کو کون سنتا ہے ۔ جب آپ ہر جگہ اور ہر سمت خشت بازی
کر رہے ہوں تو کیا کیا جاسکتا ہے ۔ اور صورہ حال پر کیسے قابو حاصل ہو سکتا ہے ۔ یہ بھی کہا گیا ہے

کہ فائزنگ بہت زیادہ ہوئی۔ کیا معزز ممبران کو یہ نہیں معلوم کہ مجموعی نقصان کتنا ہوا پانچ یا چھ آدمی سے زیادہ زخمی نہیں ہوئے۔ مجھے ان ۵ یا ۶ آدمیوں کے زخمی ہونے کا بھی رنج ہے۔ ان میں سے ایک کا بدقسمتی سے انتقال ہو گیا لیکن کسی کو شدید زخم نہیں پہنچا میرا خیال ہے کہ دوسری فائزنگ میں صرف تین مسلمان زخمی ہوئے اور صرف تین ہسپتالوں میں داخل ہوئے۔ عرصہ دراز سے کوئی مجروح نہیں ہوا۔ کیا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فائزنگ بائبل بے ہرمان سے اور بہت زیادہ کی گئی تھی؟

مخالف بچوں پر بیٹھنے والے معزز ممبران کی طرح باتیں بنانا . . . اور یہ کہنا کہ ان معاملات میں ہم نے جانب داری کی ہے۔ بالکل غیر ذمہ دارانہ ہے۔ جناب والا ہم سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ آزاد تحقیقات کی جائے۔ جب سے نواب صاحب چھتاری نے مخالف بچوں پر بیٹھنا شروع کیا ہے۔ انھیں آزادی سے عشق ہو گیا ہے اور مجھے مسرت ہے کہ وہ آزادی کی گفتگو کر رہے ہیں میں نہیں جانتا کہ آزاد تحقیقات سے کیا مطلب ہے اور میں سوچتا ہوں کہ کیا معزز ممبران کی اس تجویز پر واقعی کوئی خلوص ہے۔ میں انھیں یہ بھی یاد دلاؤں کہ ٹانڈا کے واقعہ کے سلسلہ میں چیف کورٹ کے ایک جج نے تحقیقات کی تھی ہم نے جسٹس بارک ایسے شخص کو تحقیقات کے لئے مقرر کیا کچھ عرصہ تک مسلم لیگ کے نمائندوں سے اس میں حصہ لیا لیکن جب یہ دیکھا کہ شہادت ان کے خلاف ہے تو انہوں نے اس تحقیقات سے کنارہ کش ہو جانے کا ایک بہانہ تلاش کر لیا جسٹس بارک کی رپورٹ ہم کو مل چکی ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ وہ کیا ہے کیا ٹانڈا فائزنگ کے سلسلہ میں آپ ان کا فیصلہ ماننے کو تیار ہیں؟ اگر آپ ماننے ہیں تو ہم اس واقعہ کے بارے میں بھی تحقیقات کرنے پر غور کریں گے۔ مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس سوال کو صرف اس لئے اٹھا رہے ہیں کہ آپ کا مقصد لوگوں کو مشتعل کر کے غرض سے کسی تحریک کے چلانے کا بہانہ ڈھونڈنا ہے۔ اس لئے اگر میں آپ کی اس تجویز کی جس سے متعلق مجھے شبہ ہے کہ اس کی کوئی اصلیت نہیں تائید نہ کروں تو آپ مجھے قصور وار نہیں ٹھہرا سکتے۔ آپ واقعات ٹانڈا کے متعلق ابھی تک گمراہ کن الزامات لگا رہے ہیں جن کی کہج کے صاف اور مرتع فیصلے کے باوجود آج بھی ایک آزاد ممبر نے انھیں الزامات کو دھرایا ہے۔ آزاد تحقیقات کا مطلب کیا ہے اس تحقیقات کا کام آپ کس کے سپرد کریں گے؟ ہندو کو مسلمان کو یا یورپین کو، کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ وہ کون امتی ہے جس کا فیصلہ آپ کے لئے قابل قبول ہوگا؟ میں آپ سے پوچھتا چاہتا ہوں کہ آخر مسیح کا کس کیوں آپ کے خلاف فیصلہ کریں گے اور کیوں آپ کی مخالفت کریں گے؟ وہ ضلع کے فوجدار ہی انتظام کے نمائندے ہیں اور مجسٹریٹوں کو اہم مقدمات سے بچنے کا اختیار ہے اور ان کی غیر جانبداری پر آج تک کسی نے انھیں نہیں اٹھائی۔ آپ آزاد تحقیقات چاہتے ہیں۔ لیکن آج تک آپ نے خود کوئی بیان نہیں دیا کہ واقعتاً ہوا کیا ہیں آپ سے یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ کانپور کی ضلع کیٹی نے جس سے کافی

مقرر حضرات شامل ہیں۔ مثلاً نواب ابراہیم اور مسٹر حمزہ جن کا تعلق مسلم لیگ سے بھی ہے۔ حقیقت حکام کی ان کارروائیوں کی تائید کی ہے کابینہ کے اخبار "غریب" نے جس کا تعلق شاید مسلم لیگ سے ہے یہ بھی کہا ہے کہ انٹیلیجمنٹ عام مسلمانوں نے نہیں چھینکیں بلکہ احراریوں نے چھینکیں۔

میرے سامنے مسٹر لکھیا کا بیان موجود ہے۔ وہ ایک نوجوان یوروپین آئی سی سی۔ ایس آفیسر ہیں وہ کہتے ہیں کہ مسجد اور اس کے گرد و طرف کے مکانات سے اینٹوں کی سسل پوچھا رہا ہوں ہی تھی۔ میرے بچھڑیں نہیں آتا کہ وہ غلط بیان کیوں دیں گے۔

جناب والا مجھ پر یہ الزام بھی لگایا گیا ہے کہ میں نے بعض افسروں کے تبادلہ کی تجویز نہیں منظور کی اور اس کا باعث بھی میری فرقہ وارانہ ذہنیت قرار دی گئی۔ کیا آئینل ممبر کو یہ نہیں معلوم کہ کابینہ کے ہندوؤں نے بھی بعض افسروں کے تبادلہ کی متعدد درخواستیں کی ہیں ایسے وجود کی بنا پر جن سے وہ اپنی طرح واقف ہیں۔ کیا آپ کو یہ کہتے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ میں نے ایک ایسے افسر کے تبادلہ کی درخواست نہیں منظور کی جس کے خلاف فرقہ وارانہ بنا پر آج تک کوئی الزام نہیں لگایا گیا۔ اور نہ کوئی شک کی گئی۔ جناب والا مجھے امید ہے کہ معزز ممبران جماعت مخالف اپنے اندر ذمہ داری کی روح پیدا کریں گے اور اپنے ہی برادران وطن کے مردہ جموں پر پھڑپھڑا کر راد پناہ ہونے کی کوشش کریں گے۔

مسودہ قانون قبضہ راضی

لگان کا نیا قانون کب پاس ہوگا؟

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ جب سے یہ نئی گورنمنٹ آئی ہے کسانوں کی بھلائی کیلئے لگان کے نئے قانون بننے کی خبر سنائی دے رہی ہے لیکن یہ قانون نہ آج بن چکا ہے۔ اور نہ کل عوام اور خصوصاً کسانوں کے طبقہ کو اس نئے قانون کی جبری فکر ہے اور اسی وجہ سے اس کی تاخیر اُن کو پریشان کر رہی ہے وہ اسمبلی کے دیل کار روایتیں سے ناواقف ہیں اس لئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اُن کو اس بات سے آشنا کر دیا جائے کہ لگان کا یہ نیا قانون اب تک کتنی منزلیں طے کر چکا ہے اور ابھی اس کے لئے کتنی منزلیں اور باقی ہیں۔

کانگریس کی یہ نئی حکومت ۷ جولائی ۱۹۷۷ء میں قائم ہوئی کچھ ہی دن بعد ۲ اگست

۱۹۳۶ء کو کانگریس پارٹی کے لیڈر پنڈت گوبند ملیہ پنٹ جی نے اسمبلی میں قانون لگان پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کرنے کا اعلان کیا۔

یہ کمیٹی ۸ نومبر ۱۹۳۶ء سے ۲ اپریل ۱۹۳۸ء تک اس نئے لگان کے قانون پر غور کرتی رہی۔ اس دوران میں اس کی ۸ نشستیں ہوئیں اور ہر نشست میں بہت کافی بحث سباحثہ ہوا۔ چھ مہینے کام کرنے کے بعد اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ گورنمنٹ کے سامنے پیش کی۔ گورنمنٹ نے اس کی رٹ پاتے ہی لگان کے قانون کا مسودہ تیار کیا اور ۲۰ اپریل ۱۹۳۸ء کو اسمبلی میں پیش کر دیا۔ اسمبلی نے اسے ۲۴ اپریل ۱۹۳۸ء کو سلکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا۔ سلکٹ کمیٹی نے اس پر ۲ مہینے تک غور کیا۔ اس کا پہلا جلسہ ۲۴ جون ۱۹۳۸ء کو اور آخری جلسہ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۸ء کو ہوا۔ ۷ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو آنریبل وزیر مال نے اس ترمیم شدہ مسودہ قانون کو اسمبلی کے سامنے پیش کر دیا۔ اسمبلی میں آتے ہی ممبروں نے قریب قریب تین ہزار ترمیمیں پیش کر دیں۔ آخر اسمبلی نے ۱۰ نومبر ۱۹۳۸ء تک اس بل پر غور کرنا ملتوی کر دیا۔ ۱۰ نومبر ۱۹۳۸ء کو یہ بل اسمبلی میں پیش ہوا اور ۲۴ اپریل ۱۹۳۹ء کو اسمبلی میں منظور ہوا۔ اس کے بعد ۲۴ اپریل ۱۹۳۹ء کو یہ بل کونسل کے غور کرنے کے لئے بھیج دیا گیا۔

اب یہ منظور شدہ بل کونسل میں پہنچ گیا۔ گورنمنٹ نے اسے ۳ جولائی ۱۹۳۹ء کو پیش کیا۔ وہاں اس پر بحث ہوئی اور ۸ جولائی ۱۹۳۹ء کو یہ پھر سلکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا اور یہ طے ہوا کہ ۱۰ اگست ۱۹۳۹ء تک یہ بل کونسل میں واپس آ جائے چنانچہ ۱۰ اگست کو یہ بل کونسل میں پیش ہو گا۔ وہاں کے ممبر اس میں ترمیمیں کریں گے اگر وہ ترمیمیں ایسی ہوں جن کو حکومت منظور کر سکی تو یہ ترمیم شدہ بل گورنر صاحب کی منظوری کے لئے چلا جائے گا اور ان کی منظوری کے بعد قانون بن جائے گا اور اگر کونسل کی ترمیمیں ایسی ہوں جنہیں حکومت منظور نہ کر سکی تو اسمبلی اور کونسل کا مشترکہ اجلاس ہو گا اور اس میں حکومت اپنی مرضی کے مطابق ترمیمیں پیش کرے گی۔ اس مشترکہ اجلاس میں پاس ہونے کے بعد یہ بل گورنر صاحب کی منظوری حاصل کر کے قانون بن جائے گا۔

ان سب کارروائیوں میں اب جتنی بھی دیر ہو۔ بہر حال حکومت کا خیال ہے کہ یہ قانون جلد از جلد نافذ ہو جائے گا۔

ظاہر ہے کہ ہمارے صوبہ کی حکومت ممبروں کی رائے اور مختلف قانون میں جکڑی ہوئی ہے۔ ان قانونوں کی پابندی کرنا اس کے لئے لازمی ہے۔ اس کے علاوہ لگان کا قانون ایک بڑا عالی مقصد قانون ہے جس میں سیکڑوں باتوں پر غور کرنا پڑتا ہے اور ہر جماعت کے ممبروں

کی رائے لینا پڑتی ہے۔ اس وجہ سے حکومت اسے اپنی خواہش کے مطابق بہت جلد قانون کا روپ نہیں دے سکی۔

مسودہ قانون قبضہ آراضی صوبجات متحدہ

کی منظوری میں دیر کیوں ہو رہی ہے؟

آرنیل جناب رفیع احمد قدوائی صاحب وزیر مال کالیان

مسودہ قانون قبضہ آراضی کی گفت و شنید کے متعلق طرح طرح کی افواہیں گشت کر رہی ہیں۔ اخبارات میں مختلف بیانات شائع ہوئے ہیں لیکن وہ سب نامکمل ہیں۔ لہذا یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صحیح واقعات کو پوری طرح شائع کر دیا جائے تاکہ عوام اور خصوصاً کاشتکاروں کو معلوم ہو جائے کہ موجودہ حکومت کے اس اہم ترین کام میں غیر معمولی تاخیر کی ذمہ داری کن لوگوں پر عائد ہوتی ہے۔

مسودہ قانون قبضہ آراضی صوبجات متحدہ پر غور کرنے کے لئے مئی کے آخر ہفتہ میں یسٹلیو کاؤنسل کا اجلاس ہونے والا تھا۔ تاہم مقررہ سے چند روز قبل جماعت مخالف کے بعض ممبر اور مفاد زمینداری کے بعض نمائندے مجھ سے ملے اور یہ تجویز پیش کی کہ بل پر غور کرنا ملتوی کر دیا جائے تاکہ اس اشار میں اس کے مختلف فیہ دفعات پر مفاہمت کی کوشش کی جائے۔ اسمبلی میں جب یہ بل پیش ہوا تو اس دوران میں مفاہمت کی خاطر جو گفت و شنید ہوئی تھی اس کے تجربہ کی بنا پر میں نے خیال کیا کہ اس سلسلہ میں جو مزید کوشش ہوگی اس کا کوئی بہتر نتیجہ نہ نکلیگا چنانچہ میں اس کے التوا پر رضامند نہیں ہوا۔ اس کے بعد اپنی بیماری کی وجہ سے تاہیج مقررہ سے ایک یا دو دن قبل مجھے لکھنؤ چھوڑنا پڑا اور بعد میں کاؤنسل کے بعض ممبر وزیر اعظم سے اُسی درخواست کو لیکر پھر ملے اور یہ طے ہوا کہ بل پر ۵ جولائی تک غور کرنا ملتوی کر دیا جائے۔ جماعت مخالف نے حکومت سے گفت و شنید کے لئے ۸ ممبروں کو منتخب کیا یہ آٹھوں ممبر وزیر اعظم اور دیگر وزراء سے جون کے تیسرے ہفتہ میں مئی تال میں ملے اور مسودہ قانون قبضہ آراضی صوبجات متحدہ کی دفعات پر اپنے اعتراضات پیش کیے۔ ان پر بحث و مباحثہ

ہوا اور اگرچہ حکومت نے ان تجاویز پر اپنی قطعی رائے کا اظہار نہیں کیا۔ مگر وزیر اعظم نے یہ صاف صاف کہہ دیا کہ وہ "سیر" کی دفعات میں ترمیم کے لئے تیار نہیں ہیں

۳ جولائی کو یہ آٹھوں نمبر لکھنؤ میں ہم سے پھر ملے۔ ان سے ایک سرتبہ اور یہ کہہ دیا گیا کہ حکومت "سیر" کی دفعات میں کسی قسم کی ترمیم کے لئے تیار نہیں ہے۔ انہوں نے اُسے تسلیم کر لیا اور دوسرے مسئلوں پر گفت و شنید شروع کی۔ ۵ جولائی تک جب کاؤنسل کا اجلاس شروع ہوا۔ تمام مسائل پر سوائے "بے دخلی" کے کلاز کے جس کے سلسلہ میں مختلف رائے نمایاں کی گئی تھیں اور ایک قطعی تجویز بھی پیش کر دی گئی تھی اتفاق ہو گیا تھا۔ جب کاؤنسل میں ہم لوگ جمع ہوئے تو مجھ سے جماعت خالف کے نمبر اور زمینداروں کے نمائندے ملے اور کہا کہ میں بل کو سلکٹ کمیٹی کے سپرد کرنے کی تجویز کی تائید کر دوں۔ بیگم اعجاز رسول اور دیگر ممبروں نے مجھے یقین دلایا کہ بل کو سلکٹ کمیٹی کے سپرد کرنے سے ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ جو کچھ ہوتے ہوئے اس بل کی دفعات میں شامل کر دیا جائے۔ ان کی رائے یہ تھی کہ اگر سلکٹ کمیٹی میں منظور کردہ تجاویز کی روشنی میں بل کو دوبارہ ترتیب دیا جائے تو آسانی ہوگی۔ انہوں نے مجھے یہ بھی یقین دلایا کہ سلکٹ کمیٹی میں وہ کسی ایسی دفعہ پر دوبارہ بحث نہ شروع کریں گے جس پر وہ رضامندی کا اظہار کر چکے ہیں اور جن میں سیر کی دفعات بھی شامل ہیں اور اگر کمیٹی کے اجلاس تک بے دخلی کی دفعہ پر کوئی ہنگامہ نہ ہو تو وہ صرف اس دفعہ پر کمیٹی میں بحث کریں گے اس یقین دلائے پر میں اس پر آمادہ ہو گیا کہ بل کو سلکٹ کمیٹی کے حوالہ کر دیا جائے چنانچہ جب کاؤنسل میں میں نے سلکٹ کمیٹی کے حوالہ کرنے کی تحریک قبول کی تو اس چیز کو صاف طور پر ظاہر کر دیا اور اپنی تقریر کے دوران میں میں نے کہا کہ ۱۔

"پچھلے دو تین ہفتوں میں زمیندار صاحبان کے نمائندوں اور اس ایوان کے کچھ ممبروں سے بات چیت ہوئی۔ اب مجھے یہ کہنے میں خوشی ہے کہ اس بات چیت کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس سوڈہ قانون کے زیادہ تر اصول ان لوگوں نے قبول کر لیے۔ صرف ایک ہی دفعہ ایسی ہے جس پر کچھ اختلاف ہے۔ لیکن گورنمنٹ کو یہ یقین دلایا گیا ہے کہ یہ بل سلکٹ کمیٹی میں اس سبب سے بھیجا جا رہا ہے کہ جو باتیں ملے ہوئی ہیں انہیں ڈرافٹ کر کے اس بل میں شامل کر دیا جائے اور جو اختلاف بے دخلی کے بارہ میں باقی ہے وہ ملے ہو جائے۔ اس یقین کے ساتھ کہ اس کمیٹی سے یہ بل متفقہ طور پر ترمیم ہو کر آئے گا، مجھ کو اس تجویز سے کوئی اختلاف نہیں ہے"

اس مفاہمت پر میں نے سلکٹ کمیٹی کے حوالہ کرنے کی تحریک منظور کر لی اور کمیٹی کو مقررہ کر کے یہ ہدایت کر دی گئی کہ ۱۰ اگست یا اس سے قبل رپورٹ پیش کر دی جائے

۲۵ جولائی سے اس کا اجلاس شروع ہوا اور ۲۹ جولائی کو ۹ اگست کے لئے پھر ملتوی ہو گیا تاکہ اس روز رپورٹ پر دستخط کر دے جائیں۔ میں کمیٹی کی کارروائی کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن یہ بات کہ سلکٹ کمیٹی کے ممبروں کی کارروائیوں کے نتائج سے مطمئن تھے اس خط کے حسب ذیل اقتباسات سے ثابت ہو گا جو کمیٹی کے بعض ممبروں نے کانفرنس کی جماعت مخالف کے ہر ممبر کے نام بھیجا تھا۔ ”جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کانفرنس کا اجلاس ۱۰ اگست سے ہونے والا ہے۔ اسی تاریخ کو مسودہ قانون قبضہ آراضی کی سلکٹ کمیٹی اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔ ہم اپنا کام کرتے رہے ہیں جو اب ختم ہونے کے قریب ہے۔ ہم نے سلکٹ کمیٹی کا اجلاس ۱۱ اگست تک ملتوی کر دیا ہے تاکہ رپورٹ پر دستخط کرنے سے قبل ہم نے جو کچھ کیا ہے اس پر آپ کی باضابطہ منظوری کا فائدہ حاصل کر سکیں“

یہ خط بیگم عزیز رسول، راجہ سری رام رائے بہادر بابو موہن لال، مسٹر جنرل دن سہوپ اور کنور راعیشو پریتاب سنگھ کے دستخطوں سے بھیجا گیا تھا۔

اس مخالفت میں چند اندازہ کی کوششوں کی سب سے پہلی اطلاع اس خط سے ملی جو ”بائزر“ اور دوسرے اخباروں میں ”ایک نقد“ کی طرف سے شائع ہوا تھا ۲۹ جولائی سے ۹ اگست تک کے مواقع ان لوگوں کو جو مسودہ قانون قبضہ آراضی کے بارے میں سمجھوتہ کے سربسے مخالف تھے، یہ موقع دیا کہ مخالفت کے لئے جو کچھ نہایت مہر و سکون سے کیا گیا تھا اس پر پانی پھیر دیا جائے۔ جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے ۹ اگست کو کانفرنس ہاؤس میں غنہ یا نگر سی ممبر ایک ”غیر رسمی گفتگو“ کے لئے اس غرض سے مدعو کئے گئے کہ سمجھوتہ کو ”باضابطہ“ منظور کر لیں۔ اس میٹنگ کے شروع ہونے کے قبل کانفرنس کے بعض ممبروں کی ایک میٹنگ طلب کرانی گئی جس میں ان سے مہدی لایا گیا کہ وہ سمجھوتہ کی مخالفت کریں گے۔ اگر میری اطلاع صحیح ہے تو بیگم عزیز رسول، راجہ سری رام رائے بہادر بابو موہن لال جو گفت و شنید اور سلکٹ کمیٹی کے دوران میں زمینداروں کی جماعت کے ترجمان تھے اس میٹنگ میں نہیں مدعو کئے گئے۔ ۹ اگست کو کانفرنس کے غیر کانگریسی ممبروں کی غیر رسمی میٹنگ تشکیل دی سے شروع ہوئی تھی کہ راجہ ہمیشور دیال سیٹھ اور بعض دوسرے حضرات کمیٹی روم میں داخل ہوئے اور سمجھوتہ کی مخالفت و مذمت میں نہایت سخت تقریریں کیں اور اس پر اصرار کیا کہ سلکٹ کے ممبروں کو ہدایات بھیجی جائیں کہ وہ وقت میں تو سب سے کام مطالبہ پیش کریں اس میٹنگ میں اور اس سے قبل شام کو جو میٹنگ ہوئی تھی اس میں بھی اصرار کیا گیا کہ ”سی“ کی دفعات میں بھی ترمیم کی جائے۔ رائے بہادر موہن لال نے اس پر احتجاج کیا انھوں نے یہ صاف طور پر کہہ دیا کہ ۵ جولائی کو انھوں نے حکومت کو یقین دلادیا تھا کہ اگر مہذبی کے دفعہ پر سمجھوتہ ہو گیا تو وہ مخالفت کے مطابق ترمیم شدہ بل کی تائید کرینگے

اور اب جبکہ بے دخلی کی دفعہ ان کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے بدل دی گئی ہے تو ان کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنے وعدہ سے منحرف ہو جائیں اور کسی مزید ترمیم کے لئے زور دیں۔ بیگم اعجاز رسول نے ممبروں کے غور کے لئے مفاہمت کی شرائط اور بے دخلی کے متعلق مختلف تجویزیں پیش کیں۔ اگرچہ انھوں نے ان کی متفقہ خواہشات کے مطابق اور ان کے ایسے نمایندوں کی حیثیت سے جنہیں پورے اختیارات حاصل ہوں کام کیا تھا لیکن پھر بھی ان کے 'اصاصات' وعدوں اور رایوں کی کوئی پرواہ نہیں کی گئی اور یہ تجویز کی گئی کہ سلکٹ کمیٹی کے ممبر بل پر رپورٹ کرنے کے لئے وقت کی توسیع کا مطالبہ کریں۔

مجھے اس سے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں جب بھی گفت و شنید شروع ہوئی اور مفاہمت کی اُمید نظر آئی۔ خود غرض اشخاص نے کوشش کی کہ مفاہمت نہ ہونے پائے۔ میرا یہ تجربہ اس وقت سے ہے جب سے کہ اسمبلی میں مسودہ قانون قبضہ آراضی پیش ہوا، ہم لوگ روزانہ بلا کسی خاص نتیجہ کے اسمبلی کی مقررہ کردہ سلکٹ کمیٹی میں باضابطہ طور سے اور وزیر اعظم کے گھر پر غیر رسمی طور سے بے برابر ملتے رہے۔ سلکٹ کمیٹی میں جو ترمیمیں کی گئی ہیں ان میں سے اکثر اس گفت و شنید کا نتیجہ تھیں۔ اسمبلی سے جو بل آیا ہے، اور اس میں بے دخلی کی جو دفعہ ہے وہ خود زمینداروں کے نمائندوں کی تجویزوں کا نتیجہ ہے۔ جب ہم نے اسے منظور کیا تھا تو ہمیں خیال ہوا تھا کہ اب بے دخلی کی دفعہ پر کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ مگر اُمیدیں زیادہ دنوں تک قائم رہیں۔ علاوہ بریں، محض زمینداروں کی تحریک پر ہم نے جوت کے بیج اور شکاری اٹھا دینے سے لگان کی وصولیابی کی دفعات بل میں پیش کیں اور ان کو قائم رکھا۔ لیکن بالآخر بعض حلقے اس سے بھی مطمئن نہ ہوئے۔

پھر بھی ہم نے صبر کو باق سے نہ جانے دیا اور جیسا کہ اس سے قبل بیان کیا گیا ہے جب بل کا ونل میں پیش ہوا اور تجویز کی گئی تو ہم مزید گفت و شنید اور مفاہمت کی ہر ممکن کوشش پر تیار ہو گئے۔ لیکن بعض لوگوں نے جو زمینداروں کے حقوق کے محافظ بنے ہیں مفاہمت کی تمام کوششوں کی بچا ہے وہ مفاہمت گفت و شنید سے ہو چاہے ثالثی سے، مخالفت کی۔ انھیں معلوم ہے کہ انھیں اس سے زیادہ رعایتیں نہیں مل سکتیں اور یہ کہ اس میں زمینداروں ہی کا فائدہ ہے کہ جن ترمیموں پر بھوتہ ہو چکا ہے ان کے ساتھ یہ بل بغیر کسی تاخیر کے قانون بن جائے۔ لیکن وہ سمجھتے ہیں کہ اگر قانون آراضی کا یہ جھگڑا ختم کر دیا گیا تو اس سے ان کو وہ سیاسی فائدہ نہ ملے گا جو اس وقت انھیں حاصل ہے۔ درحقیقت مجھ سے تو یہ بتایا گیا ہے کہ بعض خاص تحریکین نے یہ صاف صاف کہنیا کہ انھیں بل کی خوبیوں سے زیادہ اپنے سیاسی معاملات کا خیال ہے اور وہ اس قضیہ کو اس وجہ سے

قائم رکھنا چاہتے ہیں کہ آئندہ سال کے اوائل میں بحسب سلیٹو کاؤنسل کے جو الکشن ہونے والے ہیں ان کے لئے اپنی پوزیشن مضبوط کر لیں۔

فیصلہ زمینداروں کے ہاتھ میں ہے۔ وہ دیہاتوں میں امن، اعتماد اور یکجہتی کی حمایت کریں گے یا وہ ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں پڑ کر کہ جن کے اغراض و مقاصد ان کے اغراض و مقاصد سے مختلف ہیں اپنا نقصان اور ان کا فائدہ کر لیں گے۔

اخباری میوزیم کا افتتاح

آزاد سروس سیمپور نانڈی۔ ایس سی وزیر تعلیمات نے

اخباری میوزیم آباد کا افتتاح کرتے ہوئے ۲۷ اگست ۱۹۳۹ء کو

حسبِ خطبہ دیا

میں آپ کا شکریہ گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے اس غیر معمولی مفید کام یعنی اخباری میوزیم کے افتتاح میں شرکت کا موقع دیا ہے۔ اس سے پہلے آپ کی اہم اخباری نمائشوں کا افتتاح سری رامانند پٹنجا۔ سری سچید یا نند سنہا اور سری سی وائی چنٹا منی کی ایسی معزز ہستیوں نے کیا تھا۔ میرے خیال میں یہ بہت درمست ہو گا۔ اگر آپ اپنے دوسرے سالانہ اجلاس کے صدر کے مشورہ کے مطابق آباد میں ایک مستقل اخباری میوزیم قائم کرنے کی تدبیر کریں۔ میرے لئے اخبار نویس بھی ان مختلف کاموں میں سے ایک کام ہے جو میں نے وقتاً فوقتاً تھوڑی بہت کامیابی کے ساتھ انجام دئے ہیں۔ میں ہندی اور انگریزی اخباروں اور رسالوں کا اڈیٹر بھی رہا ہوں لیکن میری خامیاں مجھ سے بہتر کوئی دوسرا نہیں جانتا اور اگرچہ میری صحافتی کوششیں خوبی اور حجم کے لحاظ سے دنیا کے صحافت میں معمولی انتہات سے زیادہ کی مستحق نہیں سمجھی جاسکتیں لیکن اس بات کا بجا طور پر دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں نے پریس کے تمام معاملات میں بہت کافی دلچسپی لی ہے اور اس وجہ سے آج شام کی تقریب کو میں اس قدر اہمیت دیتا ہوں۔

ایک میوزیم کی حیثیت سے اس اخباری میوزیم کو تمام افادے حاصل ہونا چاہئیں۔ میوزیم کے بہت سے سامان کو نمائش کی صورت میں بھی جمع کیا جاسکتا ہے لیکن جو تعلیمی فائدے میوزیم سے حاصل ہوتے ہیں وہ نمائش سے نہیں حاصل ہو سکتے۔ ان نمائشوں کا کیا ذکر کرنا صرف روپیہ کمانے کے خیال سے کی جاتی ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ اکثر ان نمائشوں سے بھی کافی روپیہ حاصل ہوتا ہے جن کا اصل مقصد یہ نہیں ہوتا۔ واقعہ یہ ہے کہ دوسری نمائشوں سے بھی لوگ زیادہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اول تو بہت سے لوگ نمائشوں تک پہنچ ہی نہیں پاتے اور جو پہنچتے بھی ہیں تو ان کو نمائش کے عارضی قیام میں تعلیمی استفادہ کے لئے ضروری سکون میسر نہیں آتا۔ اس کے علاوہ نمائش میں چیزیں ترتیب دینے کے اصول بھی مختلف ہوتے ہیں۔

نمائش کا اصل مقصد چیزوں کا دکھانا ہوتا ہے اور وہ بھی اس طرح دکھانا کہ وہ بہت اچھی معلوم ہو۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ جس چیز میں نمائش و صفت اچھی نہ ہو اس سے اس بات کے باوجود کہ وہ تاریخی حیثیت سے بہت اہم ہے ایک نمایاں جگہ نہ دی جائے۔ اس کے برعکس میوزیم ایک مستقل ادارہ ہے۔ طالب علم جب فرصت پائیں یہاں آسکتے ہیں۔ یہاں چیزیں اس وجہ سے نہیں رکھی جاتی ہیں کہ وہ قابل نمائش ہیں بلکہ اس خیال سے جمع کی جاتی ہیں کہ وہ کسی ایک مکمل چیز کا جزو ہیں اس طرح چاہے ایک زندہ شے ہو یا کوئی بنائی ہوئی چیز ہو۔ مثلاً ایک ہندی ہفتہ وار لیکن اس کے ان اجزاء کے تدریجی مطالعہ سے اس کے متعلق ایک صحیح اندازہ کیا جاسکتا ہے اور اس کے مستقبل کے بارے میں بھی بہت کچھ صحیح طور پر کہا جاسکتا ہے۔ میرے خیال میں اس اخباری میوزیم میں یہ تمام امتیازی صفات موجود ہوں گی۔ اور وہاں کی چیزیں ایسے سائنس اصول سے آراستہ ہوں گی کہ جو لوگ ریسرچ کا کام کرنا چاہیں گے وہ ان کے مطالعہ سے بڑے فائدے اٹھا سکیں گے۔

زندگی کی طرح سے علم کے حصے بھی ایک دوسرے سے وابستہ ہوتے ہیں۔ ایک جاندار چیز کے کسی خاص فعل کا تجرباتی مطالعہ غیر معمولی نتائج مرتب کر سکتا ہے اور وہ معلومات کے لئے بحد ضروری بھی ہوتا ہے لیکن پھر بھی وہ جاندار چیز اپنے تمام اجزاء اور افعال سے افضل رہتی ہے۔ اس لئے اگر اس کا مطالعہ کرنا ہے تو ہمیشہ بحیثیت کلی مطالعہ کرنا چاہئے۔ ہمارے میوزیموں میں اکثر اس بات کا خیال نہیں رکھا جاتا اس کے مختلف محکمے مثلاً عمرانی محکمہ اور وہ محکمہ جو ایک خاص زمانہ کے برتن۔ زیورات۔ ہتھیار اور لباس وغیرہ سے تعلق رکھتا ہے اور ایک دوسرے سے الگ رکھے جاتے ہیں یہ بالکل بھلا دیا جاتا ہے یا ایک حد تک نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ جو لوگ ایک عہد میں زندہ تھے وہ ایک خاص لباس پہنتے تھے ایک خاص قسم کا سامان

رکھتے تھے ایک خاص قسم کے زیورات استعمال کرتے تھے اور خاص قسم کے ہتھیاروں سے لڑتے تھے۔ یہ تمام چیزیں ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور ان میں سے ایک کا علم دوسرے کو سمجھنے میں اور اس طرح ان لوگوں کے زمانہ کی پوری تصویر کھینچنے میں مدد دیتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ روس کے بعض ترقی یافتہ میوزیموں میں ان چیزوں کے آپس کے تعلقات کے لحاظ سے انتظامات کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ایک باقاعدہ اخباری میوزیم یا ایک عام میوزیم کا اخباری شعبہ اس بڑی کمی کو پورا کر دے گا۔ یہ ہم کو صرف یہی سمجھنے میں مدد نہ دے گا کہ لوگ کس طرح رہتے تھے کیا کھاتے تھے کیسے لڑتے تھے کیا سامان تیار کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ ضروری بات یہ بھی معلوم ہو سکے گی کہ ان کے عقائد اور خیالات کیا تھے کون باتیں انکو عمل پر مجبور کرتی تھیں اور ان کی نظروں کے سامنے کیا معیار تھا۔ اس طرح اس آدمی اور اسکے زمانے کی فنی اور ذہنی حالت کو پوری تصویر کھینچی جاسکے گی اور یہ معلومات تاریخی اور عمرانی مطالعہ کے لئے بہت ہی بیش بہا ثابت ہوگی۔

اخرا کے اگر وسیع معنی لئے جائیں تو یہ انسان کے اندرونی جذبات کے بعض پہلوؤں کا آئینہ ہوتا ہے۔ جس طرح ہم انسان کی مملوک چیزوں مثلاً گھر کا سامان لباس اور تصویروں کو دیکھ کر اس کی طبیعت کا اندازہ کرتے ہیں اسی طرح اخبار پڑھ کر ہم اس کے جذبات احاسات اور خیالات کا پتہ لگاتے ہیں۔ کتابیں انسان کی تخلیقی قوت کا مظاہرہ ہوتی ہیں۔ ہر مصنف اپنی تصنیف میں اپنی شخصیت ظاہر کر دیتا ہے لیکن عام طور سے کتابوں میں جذبات عقل کے سامنے دب جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات عقل پر بھی یارٹی یا حکومت کے مطالبات غالب آجاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بہت ہی کم لوگ کتابیں لکھتے ہیں اور بہت ہی کم ان کو بڑھے ہیں۔ لیکن اخبارات کو عوام پڑھتے ہیں اور ان میں آبادی کے ہر طبقہ کے مضامین شائع ہوتے ہیں یہ سچ ہے کہ اظہار رائے ہمیشہ آزادی کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ ایڈیٹر ان اور مدیرین اپنی سازشوں سے ان باتوں کو بہت کچھ توڑ مروڑ دیتے ہیں جو صاف طور پر کہی جاسکتی ہیں لیکن اس سب کے باوجود کسی عہد کا اخبار اس عہد کے متوسط دماغ کی ایک صحیح تصویر ہوتا ہے اور یہ تصویر کسی اور طریقہ سے نہیں حاصل کی جاسکتی۔

یہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ استبداد کے دور میں اور آمری حکومت میں اخبارات رائے عامہ کی صحیح نمائندگی نہیں کرتے۔ یہ صحیح ہے لیکن صرف ایک حد تک ایک ایسی حکومت ہے جو امن و چین کے نام پر استبداد شروع کرتی ہے اور ایک ایسے سیاسی اور اقتصادی نظام کی حمایت کرتی ہے جس پر ہر طرف سے حملے کئے جاتے ہیں۔ اپنے خلاف

آزادانہ اخبار رائے کو برداشت نہیں کر سکتی۔ لیکن اگر عوام کا ایک معقول طبقہ اس خیال کا ہو جائے تو غیر مستند خبر ناموں کا ایک ایسا طوفان آجا لیگا کہ وہ ان لوگوں کے کام کو کسی طرح بند نہ ہونے دیکھا جو قانونی پنجوں میں گرفتار رہتے ہیں۔ نان کو آپریشن اور ستیاگرہ کے زمانہ کا تجربہ اس بات کی پوری شہادت دیتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اخباری میوزیم اس تمام ذخیرہ کو جمع کرے گا۔ اس کے علاوہ بندشوں میں جکڑے ہوئے اخبار کے بھی خیالات اور جذبات پوری طرح نہیں دبائے جاسکتے۔ ستیاگرہ کے زمانہ کی مدبرانہ تحریریں اس بات کو پوری طرح واضح کرتی ہیں غصہ اور ناراضگی صاف ظاہر ہوتا ہے اور لکھنے والوں کی ہمدردیوں کا اندازہ لگانے کیلئے زیادہ غور و فکر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی بھی سمجھلا شخص اس زمانہ کے اسٹیٹس میں لیڈر اور کبھی کراٹھل فائلوں کا مطالعہ کرے تو وہ آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے کہ اس وقت رائے عامہ کیا تھی اور کون قوتیں اس رائے اور اسکے اخبار پر قابو رکھتی تھیں۔

ایک آمری حکومت اصولی حیثیت سے مختلف نہیں ہوتی گو اسکا رد بیان ضرور مختلف ہوتا ہے۔ آمرین مخالف خبروں کو دبائے ہی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ وہ موافق خبروں کی علمی طور پر تشہیر بھی کرتے ہیں۔ وہ اپنی پالیسی اور پروگرام کو ایسا ہی اصول کے پردہ میں چھپاتے ہیں اور استدلال پر اعتماد نہیں کرتے۔ اگر وہ خود تماشائی کے مسلسل عمل سے اپنی پوزیشن کی اصولی پختگی کے قابل بھی ہو جاتے ہیں تب بھی وہ اپنے محکومین کی عقل سے نہیں بلکہ اسکے بجائے ان کے جذبات سے اپیل کرتے ہیں اسلئے کہ یہ زیادہ تیز اور زیادہ قابل بھروسہ طریقہ ہے پروپیگنڈا کے فن کے ماہر ہونے کی حیثیت سے وہ اپنی رعایا کے دماغ پر دھاوا کرتے ہیں اور اس حملہ میں وہ عورت مرد بچے کسی کو بھی نہیں بخشتے۔ نفرت خود لیڈر پرستی غرور غرض وہ تمام جذبات سے کام لیتے ہیں اور نفسی احساسات کو بھی بیدار کرتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر انھوں نے کسی انسان کے دل میں وہ احساس پیدا کر دیا جو وہ پیدا کرنا چاہتے ہیں تو انھیں اس بات میں کوئی دقت نہ ہوگی وہ شخص اسی طرح سوچنے اور عمل بھی کرنے لگے جس طرح وہ چاہتے ہیں۔ ایک ایسا دن بھی آسکتا ہے کہ جب آمریت کی بنائی ہوئی یہ ساری عمارت ڈھ جائے لیکن یہ انسان کے بنائے ہوئے ہر نظام کے لئے ممکن ہے۔ بہر حال اس بات کے باوجود کہ آمری دور حکومت میں ساری رنگ آمیزی سرکاری احکام سے ہوتی ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہاں بھی ایک حد تک اخبارات عوام کے خیالات کی نمایندگی کرتے ہیں۔ اس غرضی کجروی کو نظر انداز کرتے ہوئے اسلئے کہ میں مستقل آمریت کا تخیل بھی نہیں کر سکتا۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک ایسے ملک میں جہاں شہری آزادیاں حاصل ہوتی ہیں۔ اخبارات عوام کے خیالات کا ایک سچا بیان ہوتے ہیں۔ یہ صرف کسی خاص اخبار کے لئے درست نہیں ہے اسلئے کہ ہر اخبار کی ایک پالیسی

ہوتی ہے جو صرف اسکی مدیرانہ تحریروں ہی میں نہیں جھلکتی بلکہ اسکی خبروں میں بھی ظاہر ہوتی ہے کوئی اخبار بھی وہ ساری خبریں شائع نہیں کر سکتا جو اسے حاصل ہوتی ہیں۔ بعضوں میں کاٹ چھانٹ کرنا ہوتی ہے اور بعضوں کو اہم بنانا پڑتا ہے۔ اس طرح رائے عامہ ایک خاص راستہ پر لگائی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے اخبارات کی تعداد بہت ہے جو سوچنے سے گھبراتے ہیں یا جنکی معلومات درست نہیں ہوتی۔ پڑھنے والوں میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو ان ہی اخبارات کی رائے مان لیتے ہیں جنکو وہ پڑھتے ہیں۔ ایسے سمجھدار جو مذہبی بزرگوں کی رائے بھی بلا پس و پیش نہیں مانتے اپنے پسندیدہ اخبار کی تحریر پر اتنا اعتقاد رکھتے ہیں کہ اکثر اسکی قسم تک کھاتے ہیں۔ اس لئے جو لوگ اخبارات نکالتے ہیں ان کی ذمہ داریاں بہت اہم اور عظیم ہیں۔ لیکن بد قسمتی سے یہ زمانہ انجمنوں اور کارپوریشنوں کا زمانہ ہے جنہیں مشکل ہی سے سچائی کا احساس ہوتا ہے۔ اخبار نویس اس سے زیادہ کیا کر سکتے ہیں کہ ہمارے رشتی نارو کو جو ایام رفتہ کا غیر معمولی خبر رساں تھا اپنا سرپرست رشتی بنالیں۔ یہ میں یوں ہی نہیں کہہ رہا ہوں۔ رساں و رسائل کے معمولی طریقوں کے باوجود یہ رشتی آسمانوں کا سفر کرتا تھا اور ایک جگہ کی خبر دوسری جگہ لیجاتا تھا۔ وہ اس پر دوپگینڈا کا ایک بڑا ماہر تھا اور دنیا کے دور دراز گوشوں میں بھی ان لوگوں کا نام پونچا دیتا تھا جو شجاعت بے نفسی اور دوسری خوبیوں کے لئے مشہور ہوتے تھے لیکن اسکے یہ تمام کام ایک مقصد کے ماتحت ہوتے تھے جو یہ تھا کہ اچھائی کا بول بالا کرنا اور برائی کا ناس کرنا۔ امن و فلاح پھیلانا اور مصیبت و نفرت کو نیست و نابود کرنا۔ اس سے بہتر اور بلند مقصد اور کیا ہو سکتا تھا۔

اگر ہم اپنے اخبارات کو حق پرستی اور سچائی کی تشہیر کے اس معیار پر جانچیں تو کتنے کم اخبارات پورے آئیں گے۔ لیکن اس حقیقت کے باوجود کہ اخبارات زیادہ تر غلط خبریں پھیلانے اور اس طرح انسانیت کو تباہی اور مصیبت کے راستہ پر لگانے میں سرگرم کار ہیں ہمیں ماننا پڑیگا کہ وہ صرف اپنے ماحول کی پیداوار ہیں۔ ہماری یہی ذہنی اور طبعی فضا نے انہیں آج ایسا بنا دیا ہے اور وہ رائے عامہ کو سچائی کے ساتھ اپنی تحریروں میں پیش کر رہے ہیں۔

ہم آج ہندوستان میں ایک غیر معمولی دور سے گزر رہے ہیں۔ نسل رنگ اور تمدن کے جھگڑے عقل اور ایمان کی لڑائی۔ آمریت کی حرص اور اسکے غور کے مقابلہ میں جمہوریت کی جھلک۔ خود غرضی ایسے پرانے اقتصادی نظام کی تباہی جس میں چند اشخاص کو لا تعداد آدمیوں کو اپنا شکار بنانے کی اجازت تھی اور ایسے نئے نظام کا پیدا ہونا جسکا سنگ بنیاد عظمت انسانی کا اعتراف ہے۔ یہ تمام باتیں ہماری زندگی میں عظیم تبدیلیاں کر رہی ہیں۔ اسکے علاوہ ہمیں اپنے اہم مسائل

کا بھی سامنا کرنا ہے۔ غیر ملکی تسلط سے آزادی حاصل کرنا ہے اور اپنی قوم کے ان کروڑوں افراد کو جینے کا حق عطا کرنا ہے جو آج پرانے جاگیرداری نظام کے پیروں سے کچلے جا رہے ہیں۔ ہمیں جہالت اور غربت کی دیواروں کو گرانا ہوگا اگر ایک ایسا نیا سیاسی سماجی اور اقتصادی نظام تیار کرنا ہے جس میں زندگی کام کا نام اور کام مسرت کا نام ہوگا جس میں ہر شخص سب کے لئے کام کرے گا اور کوئی بھی کسی دوسرے کو نہ لوٹ سکے گا جس میں ہر شخص کو اپنی ذہنی اور روحانی صلاحیتوں کو انتہائی ترقی دینے کا حق حاصل ہوگا۔ وہ دن ابھی نہیں آیا ہے لیکن اسکی طلوع صبح کی چمک بتا رہی ہے کہ وہ جلد آنے والا ہے۔ تقریباً بیس برس تک ایک ادنیٰ خادم قوم بننے اور آج اس پاک صوبہ کے انتظامات میں کچھ دخل رکھنے کی حیثیت سے میں کہہ سکتا ہوں کہ حال کے واقعات نے ایک غیر معمولی ذہنی طاقت پیدا کر دی ہے۔ یہ طاقت ابھی پورے طور پر صحیح راہ نہیں لگی ہے لیکن پھر بھی موجود ہے۔ میں ان لوگوں کی امیدوں اور حوصلوں کو دیکھتا ہوں جن میں موجودہ زمانہ کی روح اثر کر چکی ہے اور کر رہی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ کس طرح وہ ان طاقتوں سے جگا وہ خیال بھی نہیں کر سکتے تھے بڑے بڑے کاموں کی طرف کھینچتے چلے جا رہے تھے۔ میں اس تاریکی اور جہالت کے کراہنے اور دانت پیسنے کی بھی آوازیں سن رہا ہوں جسکو ہم آج پیچھے ڈھکیلے دے رہے ہیں۔ یہ تمام باتیں اخباروں میں ظاہر ہوتی ہیں اور خصوصاً ان اخباروں میں جنکو حقارت سے ورنایکوں نے اخبارات کہا جاتا ہے۔ مگر دراصل وہ دوسروں کے مقابلے میں تصنع سے کہیں زیادہ دور اور فطرت سے کہیں زیادہ قریب ہیں۔ اسلئے اس اخباری میوزیم کی صحیح قدر و قیمت اس وقت معلوم ہوگی جب جذبات کا غبار دور ہو جائیگا اور ٹھنڈے دل سے سوچنے کا وقت آجائیگا۔ تاریخ حاضر کی ترتیب میں خصوصاً اس ذہنی فضا کی تصویر کشی میں جس میں زندہ مرد اور زندہ عورتیں سانس لیتی ہیں اور اس پر منظر کو پیش کرنے میں جس کے بغیر ان کے اقوال و افعال کی صحیح قدر و قیمت نہیں جانی جاسکتی ہے۔ یہ اخباری میوزیم سرکاری تحریروں سے کہیں زیادہ مفید ثابت ہوگا۔

میں اس میوزیم کے قائم کرنے والوں کو مبارکباد دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ یہ اپنے بلند مقصد پر پورا اترے گا اور جس بڑے شہر میں قائم ہو رہا ہے اسکے شایان شان ثابت ہوگا۔

صحبت

تقریر علیہ وزیر صحت و لوکل سلف گورنمنٹ

جو کانفرنس انسداد امراض وبائی منعقدہ ۱۰ جولائی ۱۹۳۹ء بمقام کونسل ہاؤس لکھنؤ میں کی گئی

”آج اس کانفرنس کے بلائے کا خاص مقصد یہ تھا کہ ہمارے شہر میں اور قریب قریب

ہمارے تمام صوبہ میں پچھلے ڈیڑھ برس میں برابر بیماریاں پھیل رہی ہیں اس لئے اس چیز کی طرف

سب لوگ توجہ کریں۔ یہ ظاہر ہے کہ آپ لوگوں میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا کہ جس نے ذاتی

طور سے اس مسئلہ پر غور نہ کیا ہو کہ یہ بیماریاں جن سے ہمارے صوبہ کے ہزار ہا لوگوں

کی جانیں ضائع جاتی ہیں کس طریقے سے دور ہو سکتی ہیں۔ پارسال جس وقت ہمارے

صوبہ میں ہیضہ پھیل رہا تھا تو میرے سامنے بہت سے اعتراضات پیش کئے گئے

کہ مقامی ٹیکل بورڈ کافی توجہ نہیں دیتے ہیں اور ان کے جو طریقے کام کرنے کے ہیں

وہ صحیح نہیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔ نکتہ چینی کرنے پر تو ہر شخص تیار ہو جاتا ہے چاہے ایک

کام کتنے ہی بھلے طریقے سے کیا جا رہا ہو۔ پارسال جس وقت یہ بیماری بہت زیادہ

تیزی سے اپنا کام کر رہی تھی اتنا وقت نہ تھا کہ بیٹھ کر کسی خاص چیز پر غور کیا جاتا

اس لئے اس کی روک تھام میں زیادہ کامیابی نہ ہو سکی۔ اور ہم کو اتنا وقت

نہیں ملا کہ دوڑ دھوپ کر کے کسی نہ کسی طریقے سے بیماری کو قابو میں لاتے۔ اس سال

پھر تھوڑی بہت بیماری پھیل رہی ہے اور ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ اب قریب قریب

ہر سال پھیلتی ہے۔ اور باتوں کے ساتھ اس معاملہ میں بھی یہ ہمارے ملک کی بدقسمتی

ہے کہ اس قسم کی چیزیں قریب قریب بارہ مہینے موجود رہتی ہیں تو اس چیز کو دیکھتے

ہوئے ہم نے یہ سوچا کہ بجائے اس کے کہ کوئی ڈاکٹر کسی ڈپارٹمنٹ کا یا پبلک ہیلتھ

کا ورکر اس بات پر غور کرنا یہ زیادہ اچھا ہوتا کہ اگر لکھنؤ کے ڈاکٹر صاحبان اور جو

لوگ اس مسئلہ میں دلچسپی رکھتے ہیں وہ سب ساتھ بیٹھ کر کوئی ایسی تعمیری اسکیم

(Constructive Scheme) پیش کرنے کے جس سے ہم اس کو روک سکیں۔ ظاہر ہے کہ میں

آپ لوگوں کے سامنے کوئی چیز پیش نہیں کر سکتی کیونکہ نہ میں ڈاکٹر ہوں اور نہ دید

اور نہ مجھے کوئی تجربہ ہے مگر میں آپ سب صاحبان کی توجہ اس مسئلہ پر دلانا چاہتی ہوں کہ

چاہے ہم ڈاکٹر ہوں چاہے پڑھے لکھے ہوں مہندستان میں رہنے سے ہم لوگوں کی

بہاؤنا کچھ ایسی ہو گئی ہے کہ جو وقت تک ہمارے سر پر کوئی مصیبت آنہیں جاتی۔ ہم لوگ اس وقت تک اس پر غور نہیں کرتے۔ یہ بات میں نے صرف چھوٹے ہی گھرانے میں نہیں دیکھی ہے بلکہ بڑے اور تعلیم یافتہ گھرانوں میں بھی دیکھی ہے میں نے دیکھا ہے کہ جو بڑے کلکے میں اگر ان سے بھی آپ یہ ذکر کیجئے کہ بھائی بیماری کا اندیشہ ہے یا کارڈ پھیلنے والا ہے یا میضہ پھیلنے والا ہے یا بچہ کی فصل آرہی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ جب آگئی تو دیکھ جائیگا ہمارے ہی نقطہ نگاہ کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ جب بیماری پوری طور سے آجاتی ہے تب ہم جوتے ہیں اور جاگتے ہیں مگر جاگنے میں بھی ہم کو کچھ نہ کچھ عمر صرف گئی جاتا ہے۔ اگر کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیماری کو تابو میں لانے کے لئے بہت وقت صرف ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس وقت ڈاکٹر وغیرہ یا فلک کے وہ لوگ جو اس میں دلچسپی لیتے ہیں بیماری رفع کرنے کی تدبیریں کرتے ہیں یا گورنمنٹ کی طرف سے اسکے روکنے کی کوشش کی جاتی ہے تو فوراً عام طور سے لوگ گورنمنٹ کے خلاف اور ان لوگوں کے خلاف جنکے ماتھے میں انتظام ہوتا ہے۔ نکتہ چینیوں کرنے لگتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بجائے اسکے کہ آپس میں مل کے بیماری دبانے کی کوشش کی جائے الگ الگ فرقیہ نبھاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اور لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ گورنمنٹ ناکارہ ہے وہ کوئی کام نہیں کر رہی ہے۔ کچھ لوگوں کی آپس میں ڈاکٹروں سے نا انصافی ہو جاتی ہے جو زبردستی صحت کے قواعد نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ غرض یہ کہ اس قسم کی باتیں ہیں جن سے بجائے اس کے کہ بیماری کی طرف توجہ کی جائے آپس میں جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ میں ابھی کل پچھلے سال کی انگلینڈ کی ہیلتھ سنسٹری کی رپورٹ پڑھ رہی تھی ایک بات کو دیکھ کر مجھے سخت تعجب ہوا کہ ۱۹۳۸ء میں کلورڈن (Clordon) میں ایک ٹائیفائیڈ کا کیس ہوا۔ اس ٹائیفائیڈ کا کیس ہونے ہی شہر بھر میں سنسنی پھیل گئی اور کافی اڈھم مچا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ ایسے متمدن (Civilised) ملک میں ٹائیفائیڈ کا کیس ہو۔ اس کیس کے علاوہ ایک اور کیس ہو گیا اور اس دوسرے کیس کے ہونے ہی ملک میں بہت انتشار پیدا ہو گیا اور لوگوں نے ہیلتھ سنسٹری کو مجبور کیا کہ وہ اس معاملہ میں تحقیقات کرائیں۔ اسکی تحقیقات کے لئے ایک نامی شخص مقرر کئے گئے اور تحقیقات شروع ہوئی اور انھوں نے تحقیقات کرنا شروع کی کہ آجکل کہاں سے پانی آتا ہے ٹیبل افسر آف ہیلتھ کی کیا غلطی ہے۔ اسپتالوں کے اندر کیا کیا خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں محکمہ صحت کے ملازموں اور افسروں کی کہاں تک غلطی ہے۔ غرض یہ کہ ایک نہایت لمبی چوڑی تحقیقات محض دو جانوں کے ضائع ہونیکے بعد ہو گئی اور ہمارے یہاں کیا حالت ہے ہمارے یہاں کی حالت یہ ہے کہ جب ۵۰ ہزار

آدمی مر جاتے ہیں تو اس وقت سوچتے ہیں کہ کچھ کریں یا نہ کریں اس کے بعد آپس میں خیالات کا اظہار ہوتا ہے کہ یہ کرنا چاہئے اور وہ کرنا چاہئے۔ غرضیکہ جب تک اس کے روکنے کی تدبیریں کی جائیں ان باتوں میں بہت کافی وقت صرف ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس وقت کام کا وقت آتا ہے اس وقت کام اس قدر ہاتھ سے زیادہ ہو جاتا ہے کہ ان باتوں کی اہمیت باقی نہیں رہتی۔ باتیں تو ہنسنے بڑی بڑی کی ہیں اور پچھلی باتیں ہم ہمیشہ پبلک کو یاد دلاتے رہے ہیں کہ ہمارے ملک کی حالت پہلے ایسی تھی مگر اب ہلکو معلوم نہیں کہ ہمارے ملک کی حالت کیا ہے اگرچہ آج ہمارے یہاں قابل سے قابل آدمی پیدا ہوتے ہیں اور ہمارے ڈاکٹر دنیا کے دوسرے ڈاکٹروں سے کم نہیں ہیں مگر پھر بھی ہمارے حالات اس قدر زیادہ خراب ہیں کہ آج بھی انسان کی موت قریب قریب کبھی کی موت کے برابر ہے۔ ابھی حال میں جب کارہ لکھنؤ میں پھیل رہا تھا تو میں ڈاکٹر درگس کے ساتھ لکھنؤ میں کافی کھومی۔ مجھے اندازہ تھا کہ شہر کے دو حصے ہیں۔ ایک تو وہ حصہ جہاں امیر اور مالدار لوگ رہتے ہیں اور دوسرا وہ حصہ جہاں غریب لوگ۔ اس کے علاوہ میں ان مقامات پر بھی گئی کہ جہاں تعلیم یافتہ لوگ رہتے ہیں اور اس حصہ کو بھی دیکھا کہ جہاں زیادہ تر جاہل لوگ تھے۔ ان مقامات کے دیکھنے کے بعد مجھے یہ تعجب نہیں ہوا کہ بیماری کیوں پھیلتی ہے بلکہ یہ تعجب ہوا کہ جہاں انسان زندہ کیسے رہتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتی ہوں کہ پبلک ہیلتھ ڈپارٹمنٹ جو کام کر سکتا ہے وہ سمندر کی ایک بوند کے برابر بھی نہیں ہے۔ اس لئے آج سوال یہ ہے کہ ہم اپنے رہنے ہنسنے کے طریقے بدل دیں اور ہمارا یہ فرض ہونا چاہئے کہ ہم پبلک کو سمجھائیں کہ آدمی جو مرنے میں تو اسکی وجہ کیا ہوتی ہے اور اگر یہ نہیں ہے تو ہمارا ڈپارٹمنٹ بالکل بیکار ہے۔ اسلئے ایسی حالت میں وہ ڈاکٹر جو اپنی لیاقت کے زور سے کام کر سکتے ہیں وہ میرے خیال میں پبلک کو کچھ فائدہ نہیں پہونچا سکتے۔ یہاں لکھنؤ میں میں نے ایسے ایسے مکانوں کو دیکھا ہے کہ جن میں ایک مقام پر چھ چھ سات سات آدمی رہتے تھے۔ خالی انسان ہی نہیں بلکہ جمل گائے بکری بھی اس مکان میں ان کے ساتھ تھے۔ مکانوں کے اندر کوٹھڑیوں کو دیکھنے سے یہ معلوم ہوا کہ اگر ان میں ٹاپچ کی روشنی بھی جلائیے تو اجالا نہ ہوگا۔ یہ ہمارے شہر کے مکانوں کی حالت ہے۔ ایسی حالت میں اگر بیماریاں نہ پھیلیں تو تعجب ہے اور جیسا کہ میں پہلے کہہ چکی ہوں وہ اب بھی کہتی ہوں کہ وہاں کے رہنے والے زندہ کیسے رہتے ہیں۔ مکانوں کے اندر اتنی سیلیں ہوتی ہے کہ اگر زور سے دھکا دیا جائے تو اینٹیں گر جائیں اسلئے جب تک ہم ان چیزوں کو دور نہیں کریں گے تب تک کوئی بھی جادو ایسا نہیں ہے جو ہمارے شہر کو

ان امراض سے سنبھال سکے ورنہ اس وقت جو حالات ہیں وہ قطعی اس قابل نہیں ہیں کہ ہم ایک جھوٹی سی بیماری کو بھی اپنے شہر سے دور کر سکیں۔ بنیادی طور پر ہمارے ملک کی صحت اس وقت تک ہرگز نہیں بدل سکتی جب تک کہ ہم اس کی روک تھام کے لئے توجہ نہ کریں گے۔ دنیا کے دیگر ممالک میں جہاں صحت بدل گئی ہے وہاں یہ سوال سب سے پہلے تھا کہ وہاں کی صحت اچھی کیسے ہو سکتی ہے۔ اسلئے وہاں کے لوگوں نے ہوا دار مکان بنوائے اپنے مکانوں کو سِلن سے بچایا۔ گھروں کو گندگی سے محفوظ کیا اور اس طریقے سے وہاں کی صحت اچھی ہوئی اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں وبائی بیماریاں ختم ہو گئیں اور اگر ایسے کوئی کیس بھی گئے تو فوراً ان کی روک تھام کر دی گئی۔ مگر ہمارے ملک میں ابھی تک پبلک میں یہ خیال نہیں پیدا ہوا ہے کہ صحت کیونکر اچھی ہو سکتی ہے۔ میں نے خود لکھنؤ میں دیکھا ہے کہ وہاں ایسی بہت کم دوکانیں ہیں جہاں ہری گھاس ہوا اور جہاں لوگ ٹھنڈی ہوا کھا سکیں۔ غرض کہ یہ تمام چیزیں ایسی ہیں کہ جن کی طرف ہمکو توجہ کرنا چاہئے اور یہ دیکھنا چاہئے کہ ہماری صحت کیسے اچھی ہو سکتی ہے۔ صرف اعلیٰ دواؤں کے استعمال سے ہماری صحت ہرگز اچھی نہیں بن سکتی۔ بلکہ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم پبلک کی اس طرف توجہ دلائیں کہ وہ اس قسم کے رہن سہن کے طریقوں کو بدل دیں۔ جہاں تک کہ آپ صاحبان سے عرض کر نیکا تعلق ہے میں چاہتی ہوں کہ آپ اپنا فرض سمجھیں اور اس بات کی کوشش کریں کہ آج جب ہم اس مینٹنگ سے اٹھیں تو اپنے دماغوں میں کوئی اس قسم کی اسکیم لیکر اٹھیں کہ صرف کالہ رہی نہیں بلکہ دوسری وبائی بیماریاں جو عام طور سے شہر میں پھیل جاتی ہیں اور جن سے ہزاروں جانیں ضائع ہو جاتی ہیں ان میں کمی ہو سکتی ہے اور کم سے کم آدمیوں کی جانیں ضائع جائیں۔ میں ان ڈاکٹروں کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے اپنے کام کا حرج کر کے آٹھ آٹھ گھنٹے تک میری مدد کی ہے اور گلیوں اور محلوں میں میرے ساتھ گھومے ہیں۔ ان کی وجہ سے کام بہت بلکا ہو گیا تھا۔ خاص طور پر میں ڈاکٹر ورگس کا شکریہ ادا کرتی ہوں جو میرے ساتھ گلیوں اور محلوں میں گھومتے رہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ سب صاحبان آپس میں ملکر اس بات پر توجہ دے سکیں گے اور ان بیماریوں کے ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔ جن سے کہ سیکڑوں جانیں ضائع ہوئی ہیں اور ملک کو کافی نقصان پہونچا ہے۔

دوسری تقریر

محترم ذریعہ صحت کی اس تقریر کے بعد دوسرے حضرات کی تقریریں وغیرہ ہوئیں آخر میں موصوف نے حسب ذیل اختتامی تقریر کی :-

آپ لوگوں کی طرف سے جو کچھ باتیں کہی جا چکی ہیں اس کے متعلق میں پھر سے اسٹیج دینے کے لئے نہیں کھڑی ہوئی ہوں بلکہ دو چار غلط فہمیاں جو ہم لوگوں کے درمیان پیدا ہو گئی ہیں ان کو دور کرنے کیلئے میں آپ لوگوں سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آج ہماری یہ نیت نہیں تھی کہ ہم ایک ساتھ بیٹھ کر صرف یہ طے کریں کہ کون کون سے طریقے اور کون کون سی تدبیریں ایسی ہو سکتی ہیں کہ اس وقت کا لڑے کو جو ہمارے شہر میں پھیل رہا ہے روکیں۔ یہ سوال ہمارے سامنے اس وقت نہیں تھا بلکہ ہمارے سامنے سوال یہ تھا کہ وہ کون کون سی تدبیریں ہو سکتی ہیں کہ جن سے ہم وبا کی بیماریوں کے پھیلنے کے قبل قابو حاصل کر لیں۔ ڈاکٹر بھاٹیہ صاحب نے یہ بالکل صحیح فرمایا ہے کہ جب تک ہم ہر ایک سے مدد نہ لیں گے اس وقت تک ہم اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس کے علاوہ ہم نے جو یہ کانفرنس بلائی تھی وہ اس واسطے بلائی تھی کہ ہم سب ساتھ مل کر ایسا راستہ تلاش کریں جس سے کہ ہم ان بیماریوں کے روکنے میں کامیاب ہو سکیں۔ اس سلسلہ میں آپ لوگوں نے کئی باتیں بتلائی ہیں۔ ان میں سے کچھ کا میں ذکر کروں گی۔ پہلی بات جو میں آپ لوگوں کے سامنے کہنا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ چونکہ اس وقت ڈاکٹر صاحبان اور حکیم اور وہ صاحبان بھی موجود ہیں اس لئے ان کا ذکر کر دینا بہت اچھا ہے تاکہ اس وقت حکیموں ڈاکٹروں اور دیدوں میں جو غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے وہ دور ہو جائے اور آپ لوگوں کے دلوں میں گورنمنٹ کی طرف سے جو غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے وہ جاتی رہے۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ جس وقت سے ہماری گورنمنٹ قائم ہوئی ہے اس وقت سے اس بات کی اس کی یہ خواہش تھی کہ یونانی اور آریور ویدک طریقوں کا پرچار کیا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہرگز نہیں تھی کہ کوئی خاص طریقہ زیادہ اچھا سمجھا جائے۔ جہاں تک میرا ذاتی تعلق ہے میں نے بار بار اخباروں میں اور تقریروں وغیرہ میں اس بات کو صاف کر دیا ہے کہ ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ ایلو پیتھک کو ختم کر دیں اور اس کے بجائے آریور ویدک اور یونانی رکھیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ دنیا میں جتنے گیان ہیں ان کا حق ہر ایک انسان کو ہے اور کسی گیان کا کوئی خاص ملک ٹھیکیدار نہیں ہے اگر ایک چیز سب کے فائدہ کی دنیا میں ہے تو اس چیز کو اس حد تک بڑھانا چاہئے کہ ہر ایک آدمی اس سے فائدہ اٹھا سکے اور میں یقین کرتی ہوں کہ جو چیز جس ملک کی ہوتی ہے وہ ہمیشہ اُس ملک کے لوگوں کو ایک مددگار ہند آتی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ باوجود اس کے کہ کبھی طریقہ علاج اتنا زیادہ آگے بڑھ گیا ہے کہ اس کو ہم سب لوگ

استعمال کرتے ہیں اور اس پر ایک بہت بڑی جماعت کا پورا پورا دشواش ہے مگر اس کے باوجود ایک بڑی جماعت کے لوگ ایسے بھی ہیں جو آج بھی اس کو ناپسند کرتے ہیں وہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ اپنے ملک کے علاج کرنے سے ان کو فائدہ ہوگا اور اگر کچھ بھی علاج کرنے کی ان کو کسی نے رائے دی تو اس سے ان کے دل میں دھم ہوتا ہے۔ مجھے اپنی اسمبلی کے بعض ممبران کے گھران کے اہل و عیال کی عیادت کے سلسلہ میں جانے کا اتفاق ہوا تو میں نے ان سے اشارہ کیا کہ صاحب کسی ڈاکٹر کو بلائیے اور اگر آپ علاج نہ بھی کریں تو کم از کم اس کی رائے لے لیجئے کیونکہ ایک سے دو رائےں بہتر ہوتی ہیں انھوں نے کہا کہ بچہ چاہے حکیم کے ہاتھ سے مر بھی جائے مگر ہم ڈاکٹر کو نہیں بلائیں گے۔ تو میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک بہت بڑی جماعت ایسی ہے جس کے دل میں یہ بھاؤ ناہے۔ تو جب یہ بھاؤ ناپلک، کے دل میں ہے تو یونانی اور ایور ویدک سسٹم جو ہمارے ملک کے پرانے طریقے ہیں اور جن کی حالت اس وقت بہت زیادہ گری ہوئی ہے ان کے لئے ہماری کوشش یہ ہے کہ ہم ان کی حالت کو اچھا بنائیں اور ان کو اٹھائیں۔ اگر ہم ان کو بڑھنے کا موقع دیں گے اور ان میں اگر بڑھنے کی طاقت ہوگی تو وہ بڑھ جائیں گے اور اگر ان میں بڑھنے کی قوت اور طاقت نہیں ہے تو وہ گر پڑیں گے حالانکہ اس وقت یہ بات ثابت رہی ہے کہ وہ بھی سائنٹفک علاج کے طریقے جن پر پبلک کو ایک بڑی حد تک اعتماد ہے آج ہمارے یونانی اور ایور ویدک علاج کے طریقوں سے کافی طور پر مقابلہ کر رہے ہیں غرض کہ جب ہم یہ بات تسلیم کرتے ہیں تو پھر ہم کو کیوں نہ کوشش کرنا چاہیے کہ ان طریقوں کو بڑھنے کا موقع دیا جائے کہ وہ بھی آگے بڑھیں اور سائنٹفک طریقے سے آگے بڑھیں۔ آج دنیا کی رفتار بہت تیز ہے اور وہ کسی طرح سے ہم آپ سے چھپی نہیں ہے چنانچہ ان چیزوں کو بھی موقع دیئے جا رہے ہیں کہ اگر ان میں کوئی قوت ہے اسلیت ہے اور طاقت ہے تو یہ آگے بڑھیں گی ورنہ اگر ان میں کوئی طاقت نہیں پائی گئی تو یہ پھر اپنی اصلی جگہ پر آجائے گی قصہ مختصر میری درخواست اتنے بھائیوں سے یہ ہے کہ وہ مہربانی کر کے کسی حقارت کی نظر سے ایک دوسرے کے طریقوں کو نہ دیکھیں انسان کو اچھا کرنے کی جو طاقت ہے وہ بہت بڑی قوت ہے اور ہم اس لائق نہیں کہ ہم کسی بھی ایسی چیز کی طرف سے منھ موڑ لیں اور کہیں کہ ہم اس چیز کا ایوگ کریں گے اور اس چیز کا ایوگ نہ کریں گے۔ آپ یہ محسوس کر لیں کہ ہمارے ہاتھ میں جو طاقت ہے وہ ایک بہت بڑی طاقت ہے اور اس لئے ہمیں اس طاقت کو پھیلا نا چاہیے۔ میں جانتی ہوں کہ ہزاروں آدمی ایک جماعت میں ایسے ہوتے ہیں جو کسی خاص کام کو بنانا چاہتے ہیں مگر ان میں کچھ ایسے لوگ بھی اگر ہو گئے جو اس کام کو بگاڑیں تو کام بجائے بننے کے بجلا جاتا ہے۔ ہمارے بیچ میں اگر بہت سے تعلیم یافتہ ہیں اور ان میں اتفاق سے ایک دو جاہل بھی ہیں تو ان لوگوں کے موجود ہونے سے تعلیم یافتہ لوگوں کے کام میں گڑبڑ پڑے گی۔ اس لئے میری درخواست آپ لوگوں سے یہ ہے اور میں آپ لوگوں سے پرا تھنا کر دوں گی کہ اس چیز کی اہمیت کو سمجھتے

ہوئے آپ ایک دوسرے کے پیشہ کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں بلکہ یہ سوچئے کہ اگر دونوں مل کر ایک سہل راستہ نکال سکتے ہیں تو نکالیں اور اگر آپ اس کو شش میں کامیاب نہ ہوں تو آپ اپنے اپنے مقام پر اپنا اپنا کام کرتے رہئے۔

ایک اور چیز قابل توجہ یہ ہے کہ لکھنؤ کی صفائی کی حالت بہت زیادہ خراب ہے اور جو نیٹری انجینئرز ہیں ان سے شہر کی گرمی ہو حالت میں سدھار نہیں ہو سکتا یہ سب چیزیں ہماری نظر میں ہیں اور یہ بہت ضروری چیز ہے کہ اگر ہم کو واقعی ان بیماریوں کا مقابلہ کرنا ہے تو ہمیں چاہئے کہ ہم بنیادی اصول ہی بدل دیں۔ اس لئے کہ اس قسم کی جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں وہ عام طور سے شہر میں گندگی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگر شہر میں صفائی رہے تو اول تو ان بیماریوں کا پیدا ہونا ہی مشکل ہے اور اگر پیدا بھی ہو جائیں تو ان کی روک تھام بہت آسانی سے ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ ان بیماریوں کے بڑھنے کی ایک خاص وجہ جیسا کہ ڈاکٹروں نے کہا ہے یہ ہے کہ جب تک ہمارے بیچ میں غریبی ہے اور تعلیم کی کمی ہے ہم اس وقت تک تیزی سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ تعلیم کی کمی ایک ایسی چیز ہے جس میں کہ بجائے اس کے بیماری کم ہو وہ روز بروز بڑھتی جاتی ہے کہ کوئی شخص تعلیم یافتہ ہے اور اس کے پاس پیسہ ہے تو وہ اپنا علاج کر سکتا ہے ورنہ جہالت اور غربت کی حالت میں بیماریوں سے بچنا دشوار ہے۔ تو یہ سب باتیں ہیں جنکو ہم کیا سب مانتے ہیں مگر اس وقت چونکہ ہمارے پاس پیسہ نہیں ہے ہکو ایسا راستہ تلاش کرنا چاہئے کہ جس وقت تک یہ تمام باتیں پوری ہوتی رہیں زیادہ سے زیادہ سہولت پیدا کر سکیں۔ اس سلسلہ ڈاکٹر پنہو نے کہا ہے کہ پہلے ایک حصہ ہم اپنے ہاتھ میں لے لیں اور جب ہم پورے طور سے اس حصہ کا تجربہ کر لیں تو آگے بڑھیں مگر سوال یہ ہے کہ آیا ہم ایک ایسا ایڈوائسزری بورڈ تیار کریں جو گورنمنٹ کو صلاح دیا کرے کہ جب کبھی ایسا وقت ہو تو اس کے ذریعہ سے بیماریوں کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ اب تک ایسا ہوتا رہا ہے کہ پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے ذریعہ سے گورنمنٹ کے پاس خبریں آتی تھیں اور گورنمنٹ اپنی مصروفیتوں کو دیکھتے ہوئے پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو حکم دیتی ہے اور اس گفت شنید میں بہت زیادہ دیر ہو جاتی ہے اور ہزاروں آدمی مر جاتے ہیں اسلئے سب سے سہل تدبیر یہ ہے کہ ایک ایسا ایڈوائسزری بورڈ قائم رہے جو پبلک ہیلتھ اور گورنمنٹ کے بیچ میں ایک رابطہ اور کڑی کا کام دے۔ اور اس میں نہ صرف ڈاکٹر حکیم اور وید ہیں بلکہ اسمیں پبلک کے لوگ بھی رہیں جن سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ ڈاکٹروں حکیموں اور ویدوں کو صورت حل بتلاتے رہیں گے غرض کہ سب سے سہل تدبیر جو اس وقت ہو سکتی ہے وہ یہی ہے کہ ہم ایک ایڈوائسزری بورڈ تیار کریں اور بڑا اچھا ہوگا کہ گورنمنٹ

کی طرف سے ایک سرکلر نکل جائے اور دو تین ہفتہ کے اندر ہم ایک چھوٹی سی کمیٹی بلا لیں اور اس میں ہلوگ، بچار کریس کہ گورنمنٹ کن لوگوں کو نامزد کرے اور چونکہ یہ پہلا موقع ہے اسلئے نامزدگی ہی بہتر ہے۔ اس ایڈوائسزری بورڈ سے ہم آئندہ بہت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں تاکہ ہم کسی بیماری کو آگے بڑھنے نہ دیں۔ جہاں تک میں سمجھتی ہوں اس چیز کی تائید کافی ہو چکی ہے اور اب اس پر بار بار رائے لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس کی مخالفت نہیں کی جائیگی۔ میں اب اپنی تقریر پر ختم کرتی ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ بھائیوں سے میرے کہنے سے اپنا قیمتی وقت صرف کیا اور میرے کہنے سے آپ یہاں آئے آخر میں مجھے امید ہے کہ میری اس تجویز کی سب تائید کرینگے کہ ہم لوگوں کو ایک راستہ اختیار کرنا پڑے اور یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ ہم تعلیم میں یہ دیکھیں اور وہ ڈاکٹر بلکہ سب کو ایک ساتھ کام کرنا چاہیے۔

محکمہ صحت عامہ کے ویکسین لمف

۳۰ مارچ ۱۹۷۹ء کے نیشنل ہیئرلڈ میں ”ویپر بونو بلیکو“ نے صوبہات متحدہ کے صحت عامہ کے محکمہ کے بارے میں یہ شکایت کی تھی کہ وہاں سے خراب قسم کی ویکسین لمف دی جاتی ہیں۔ یہ شکایت بالکل بے بنیاد ہے۔ سرکاری ویکسین ڈپو پٹوا لنگر (ضلع نئی تال) سے جو ویکسین دیا جاتا ہے اس کے قطرہ کی قوت اور خالص ہونے کا معیار وہی ہے جو برطانوی فارماکو پیاس ۱۹۳۲ء اور انگلستان کے تھراپینک سبسٹینس ایکٹ یا جمعیتہ الاقوام کے شعبہ صحت میں رکھا گیا ہے۔ تمام دنیا میں جتنے بھی ویکسین لمف تیار کئے جاتے ہیں وہ فنی طریقہ پر پورے طرح جراثیم سے پاک نہیں ہوتے۔ اس میں تھوڑے سے بہت چھوٹے چھوٹے خاص کراسٹیفیلو کو کی قسم کے کپڑے ہوتے ہیں لیکن وہ سب مرض نہ بڑھانے والے قسم کے ہوتے ہیں۔

ویکسین لمفوں میں مرض نہ بڑھانے والے کے اسٹیفیلو کو کی کے موجود ہونے کے مسئلہ کو جمعیتہ الاقوام نے پوری طرح جانچا ہے اور لوگوں کی عام طور پر یہ رائے ہے کہ ان کی موجودگی سے کوئی مہرج نہیں ہے کیونکہ ان سے کوئی نقصان نہیں ہوتا اور ان کا الگ کرنا ممکن ہے۔

عوام کو شاید یہ معلوم کر کے دلچسپی ہو کہ اس کے جانچ کے متعدد طریقوں کے علاوہ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ہر ایک نمونہ میں سے آدمی کی ۲۵ خوراک کے برابر ویکسین سے دلائی جوتے کے پیڑ میں سوئی لگائی جاتی ہے اور اگر جالور مر جاتا ہے یا اس میں کوئی خرابی کے اثرات معلوم ہوتے ہیں

تو وہ ویکسین عام استعمال کے لئے نہیں دیا جاتا ہے۔ اس جانچ سے قطعی ویکسین لفٹ کا بے ضرر ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ آزمائش نمونے پہلے چند جگہوں پر بھیجے جاتے ہیں اور جب وہاں سے پوری اطمینانی رپورٹ آجاتی ہے تو وہ عام استعمال کے لئے دئے جلتے ہیں۔ اس سلسلہ میں اتنا کہنا کافی ہو گا کہ ویکسین لفٹ کی اچھائی کے متعلق کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہیں ہے اور اگر بعض وقت ٹیکہ دینے سے وہ حصہ جس میں نشتر لگا با جاتا ہے پک جاتا ہے تو اس کی وجہ گردوغبار کا اثر ہے۔

یو۔ پی۔ وبائی بیماریوں کا مشاورتی بورڈ

وبائی بیماریوں کے مشاورتی بورڈ کا پہلا جلسہ ۲۹ جولائی کو نسل جیمبر کے نئے کمیٹی روم میں منعقد ہوا۔ جناب عبدالحکیم صاحب ایم ایل اے ڈپٹی اسپیکر یو۔ پی اسمبلی نے صدارت کی۔ حسب ذیل ممبران شریک ہوئے۔

مسٹر ایس۔ این۔ سپرو۔ ڈپٹی سکرٹری یو۔ پی گورنمنٹ محکمہ صحت عامہ

رائے بہادر ڈاکٹر کے۔ پی۔ مافٹر۔ ڈاکٹر محکمہ صحت عامہ یو۔ پی

لفٹننٹ کرنل ٹی۔ سی۔ بوانڈ۔ آئی۔ جی۔ سی۔ ایچ۔ یو۔ پی

رائے بہادر ڈاکٹر ہرگو وند سہائے۔ پردیس۔ ٹریجیکل کالج لکھنؤ

رائے بہادر کیپٹن کے۔ ایس۔ نگم۔ پردیس۔ ٹریجیکل کالج لکھنؤ

کیپٹن ایچ۔ این۔ شیوا پوری۔ جھانسی

ڈاکٹر کنج بہاری لال ورما میرٹھ

شفاء الملک حکیم عبدالحمد۔ لکھنؤ

شریت مہا بیر تیاگی۔ ایم۔ ایل۔ اے

چندر بھال۔ ایم۔ ایل۔ سی

بال کرشنا شرما۔ کانپور

مسٹر آ۔ این۔ ڈے۔ سکرٹری یو۔ پی گورنمنٹ محکمہ صحت عامہ

آنریبل مسز وجے لکشمی پنڈت وزیر صحت عامہ نے جلسہ کا افتتاح کیا اور بورڈ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ آپنے فرمایا کہ وبائی بیماریوں کی مدافعت اسکیمیں بنانے میں اس بورڈ کو حکام اور پبلک کے درمیان ایک متحد کرنے والی کڑی کا کام کرنا چاہئے۔ آپ کا خیال ہے کہ اگر حکام اور عوام کے رہنماؤں نے ایک دوسرے سے مل کر کام کیا تو تھوڑے ہی دنوں میں وبائی بیماریاں اس صوبہ سے بالکل ناپید ہو جائیں گی۔

بورڈ کے سکریٹری نے ممبران کو صوبہ کی عام وبائی حالت سے واقف کرایا اور ہیضہ کے متعلق جو اس وقت یو۔پی میں پھیلا ہوا تھا خاص معلومات بہم پہنچائی۔ وبائی بیماریوں پر قابو پانے میں محکمہ صحت عامہ کی دشواریاں بیان کرتے ہوئے آپنے وبائی خبررسانی، ہسپتالوں میں مریضوں کے داخلہ طبی امداد کی زود فراہمی، وبائی عملہ کے اضافہ اور مدافعتی تدبیریں اختیار کرنے میں عوام کی طرف سے بہتر اشتراک عمل پر خاص زور دیا۔

ممبران کی جانب سے مختلف تجویزیں پیش ہوئیں اور بورڈ نے حسب ذیل امور پر خاص توجہ دی۔
۱۔ جن جگہوں پر حکام اور عوام کے ذمی اثر رہنما صحت عامہ کی مدافعتی خدمات کو تقویت پہنچانے میں باہمی تعاون کے ساتھ مفید تجویزیں مرتب کر سکیں وہاں ضلع وبائی بیماریوں کے مشاورتی بورڈ قائم کرنا۔

۲۔ سیواسمتی۔ بوائے اسکاڈٹ۔ اور مدرسین وغیرہ سے ہر ضلع میں وبائی پروپیگنڈہ کا کام لینا۔ اور ان کو مدافعتی دواؤں کے ابتدائی اصولوں کی تعلیم دینا تاکہ وہ دوران وبائیں لوگوں کو مدد دے سکیں۔

۳۔ فلم۔ اشتہارات اور لکچروں وغیرہ کے ذریعہ سے زیادہ سے زیادہ لوگوں میں صحت کے اصولوں کی تبلیغ کرنا۔ کانگریس کمیٹی مسلم لیگ۔ ہند دسمہا اور اس حلقہ کے تمام دوسرے غیر سرکاری اداروں کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو مدافعتی تدبیریں اختیار کرنے کی ترغیب دلائیں۔ اسکولوں میں صحت کا درس لازمی قرار دیا جائے۔

۴۔ ایسے آنریری ڈاکٹروں وغیرہ کی سالانہ فہرست تیار کرنا جو بوقت ضرورت دباؤ دفع کرنے میں ہر طرح اپنی خدمات پیش کرنے کو تیار ہوں۔

۵۔ ٹیکے۔ قرنطینہ اور جراثیم مارنے وغیرہ کے متعلق صحت عامہ کے خاص قوانین وضع کرنا اس لئے کہ جو وہ قوانین کے ماتحت وبائی بیماریوں پر پوری طرح قابو نہیں پایا جاتا ہے۔
۶۔ گاؤں سدھار عملہ سے صحت اور وبا کی مدافعت کی تبلیغ کا کام لینا۔

۷۔ دوران وبائیں تمام سرکاری اور لوکل بورڈ کے ملازمین کی خدمات کو لازماً استعمال کرنا۔

۸۔ وبا کی خبررسانی اور ابتدائی طبی امداد کیلئے گاؤں سدھار کے حکیموں اور ویدوں کی خدمات سے کام لینا۔

۹۔ دیہاتی شفا خانوں کے طبی افسران کو وبائی کام کیلئے مختلف حلقے سپرد کرنے میں طبی عملہ اور صحت عامہ کے عملہ دونوں سے یکساں طور پر کام لینا۔

۱۰۔ جن حلقوں میں وبائی بیماریاں اکثر پھیلتی ہیں وہاں سفری شفا خانوں اور ریزرو وبائی طبی

افسران کی ایک خاص تعداد قائم رکھنا۔

۱۱۔ وہاں ضلعوں کے مختلف مرکزوں پر منظور شدہ اور جانچ کردہ دوائیں رکھنا۔

یہ بھی تجویز کیا گیا کہ لوکل بورڈوں کے چیرمینوں سے دریافت کیا جائے کہ ان کو اپنے اپنے حلقوں میں کیا دشواریاں پیش آتی ہیں اور وہ دہائی بیماریوں کی مداخلت کیلئے کیا تدبیریں تجویز کرتے ہیں۔

تقسیم

بنیادی مدرسوں کے افتتاح کے موقع پر

ملک کے رہنماؤں کے پیغامات

مہاتما گاندھی جی کا پیغام

ٹرین پر

۲۶ - ۷ - ۳۹

بھائی سمپور نانند جی۔

آپ کا تار کل رات ملا۔ نئی تعلیم کے لئے ۱۷۰۰ مدرسے کھولنے کا ارادہ بہت بڑا کام ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ کوشش بہر صورت کامیاب ہوگی۔ آپ کی اس ہمت پر صدائیں فریں۔

آپ کا

موہن داس کر محمد گاندھی

جناب پنڈت جواہر لال نہرو صا کا پیغام

یہ معلوم کر کے مجھے بڑی مسرت ہوئی کہ حکومت صوبہ جات متحدہ کا محکمہ تعلیم بنیادی تعلیم کی اسکیم کو ترقی دینا چاہتا ہے میرا خیال ہے کہ اس کی رسم افتتاح ۸ اگست ۱۹۳۹ء کو الہ آباد میں ادا کی جائیگی اور تجویز ہے کہ ۱۷۵۰ موجودہ مدرسوں کی اول جماعت کو بنیادی اسکیم کے ماتحت اول جماعت میں تبدیل کر دیا جائے۔ میری یہ خواہش تھی کہ میں ہر صورت اس رسم میں شریک کروں۔ یہ خواہش اس لئے اور بھی زیادہ تھی کہ الہ آباد کو اس کے افتتاح کا فخر حاصل ہو رہا ہے لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ اس روز میں سفر میں ہوں گا اور الہ آباد سے دور ہوتا جاؤں گا۔

بہر حال میں اپنے قلبی اطمینان کا اظہار اس بات پر کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے طریقہ تعلیم کو صحیح راہ پر لانے کا واقعی اقدام کیا گیا ہے۔ میں بنیادی طریقہ تعلیم میں یقین رکھتا ہوں اور اس دن کا منتظر ہوں جب صوبہ جات متحدہ کے ہر گاؤں میں اپنا چھوٹا سا بنیادی مدرسہ ہو گا اور اس مسئلہ کو بنیاد پر ہماری تعلیم کا ڈھانچہ کھڑا ہو گا۔

دنیا میں اور ہندوستان میں تمام تنازعات پھیلے ہوئے ہیں اور ہماری قوت بہت کچھ ان جھگڑوں میں سرٹ ہو رہی ہے لیکن کچھ معاملات ایسے بھی ہیں جو جھگڑے اور تنازعات سے بالاتر ہیں۔ صحیح راہ پر تعلیم کی توسیع بھی ایسا ہی اہم اور ضروری معاملہ ہے۔ پرانا طریقہ آزمایا جا چکا ہے اور وہ صفائی اور دستی ہر دو طریقہ پر نامکمل ثابت ہوا ہے۔ صفائی طور پر ہمیں اسے ترقی دینا ہے تاکہ وہ ہماری زندگی اور ماحول میں ضم ہو جائے اور اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ ہم اس کی وسعت کو بھی کافی طریقہ پر بڑھائیں۔ ہمیں جمالت کے قلعہ پر دھاوا کر کے اس پر فوراً قبضہ کر لینا ہے۔

یہ وہ چیز ہے جس میں ہر شخص شریک ہو سکتا ہے چاہے دوسری باتوں میں کتنا اختلاف کیوں نہ ہو۔ بہر حال ہماری آئندہ ترقی کا انحصار ہمارے افراد کی تعلیم اور ٹریننگ پر ہے۔ میری آرزو ہے کہ یہ دیر نہ جلد جلد بار آور ہو۔

الہ آباد

۳۰ جولائی ۱۹۳۹ء

جواہر لال نہرو

ہیرا سلسلی بنجاب کے زیرِ بہادر صوبہ متحدہ کا بیعت نام

گورنر س کیپ

صوبہ جات متحدہ

۲۔ اگست ۱۹۳۹ء

آج کی رسم اس طریقہ تعلیم کے افتتاح کے لئے ہے جو اس صوبہ میں نہیں بلکہ شاید تمام ہندوستان میں ابتدائی تعلیم میں ایک نئے دور کا آغاز کرتی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہمارا فن تعلیم زیادہ وسیع اور مستحکم بنیاد پر دوبارہ تعمیر کیا جائے جو بچوں کے عملی گرد و نواح سے زیادہ قریب تر ہو اور زیادہ ترجمانی کام اور ظاہری چیزوں کے ذریعہ چلایا جائے۔

الہ آباد کے ٹرننگ کالج میں جو ان مدرسوں کی ٹرننگ کے لئے کھولا گیا ہے جو اس اسکیم کو چلائیے وہاں میں نے خود اس نئے طریقہ تعلیم کو دیکھا ہے بہت سی باتوں میں یہ نیا طریقہ پرانے طریقہ تعلیم سے کہیں بہتر ہے۔ اس طریقہ تعلیم کی کامیابی خاص کر مدرسوں کے جوش اور خلوص پر مبنی ہے اور اس بات پر بھی کہ مدرس کس طرح پر اس نئے طریقہ تعلیم کو سیکھتے اور دوسروں کو سکھاتے ہیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ یہ بنیادی تعلیم اپنے محرکان کی تمام امیدوں کو بار آور کرے گی اور آج کا دن صوبہ کی تعلیمی ترقی کے لئے دور کے آغاز کے لئے یادگار رہے گا۔

ہ۔ گ۔ ہیگ

گورنر

صوبہ جات متحدہ

بیعت نام

ان
جناب ڈاکٹر نواب احمد حسین صاحب اوجھتاری

اس اسکیم کی کامیابی کے لئے دست بدعا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کو اس اسکیم میں کتنی گہری دلچسپی ہے اور اس کے لئے آپ نے واقعی بہت کچھ کیا ہے۔

احمد حسین

جناب مسٹر محمد اسماعیل خان صاحب ایم۔ ایل۔ اے کا پیغام

میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ آپ اس بات کے لئے کتنے جوش کے ساتھ کوشاں ہیں کہ مدرسوں کو ٹریننگ دی جائے تاکہ اس صوبہ میں بنیادی تعلیم جلد سے جلد شروع کی جاسکے۔ اگر کمیٹی کی درمیانی سفارشات پر آپ نے عمل نہ کیا ہوتا اور ٹریننگ کے مرکز قائم نہ کر دئے ہوتے تو اس اسکیم کو عملی جامہ پہننے میں بہت دیر لگتی۔ کیونکہ اس نئے طریقہ کی ٹریننگ پائے ہوئے مدرسوں کے بغیر بنیادی تعلیم اس قدر جلد نہ شروع ہوتی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ بنیادی مدارس کے شروع ہو جانے پر اس اسکیم کے بارے میں چند حلقوں میں جو ہنگامیاں ہیں جاتی رہیں گی اور سب لوگ جن میں پرانے خیال کے ماہران تعلیم کو بھی شامل کرتا ہوں اس اسکیم کو چلانے کا کافی موقع دیں گے اور اسے کامیاب بنانے میں مدد کریں گے۔ یہ اسکیم جس کا ذکر محکمہ تعلیم کے موجودہ ڈائریکٹر صاحب نے اپنے اختلافی نوٹ میں فرمایا ہے واقعی زمانہ جدید کے اس خیال پر مبنی ہے کہ تعلیم اور عمل میں گہرا تعلق ہوتا ہے۔

میں یہ بھی امید کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے جو تجاویز سکیم اعزاز رسول مسٹر محمد فاروق اور میں نے اپنے اول اختلافی نوٹ میں پیش کی تھیں منظور کی جائیں گی۔

محمد اسماعیل خان

جناب ایم مجیب صاحب بی۔ اے (اکن) پرنسپل جامعہ ملیہ اسلامیہ کا پیغام

میں جامعہ ملیہ کی طرف سے آپ کے عظیم نشان اقدام کی کامیابی کے لئے دست بدعا ہوں۔ ایسے ملک میں جہاں ہر بات پر زیادہ دعیان نہیں دیا جاتا وہاں اتنے بڑے پیمانہ پر آپ کی بنیادی عیسائی اسکیم بہت ہی حیرت انگیز ہے۔ آپ نے ایک مثالیت پسند کی طرح اسکیم بنائی ہے اور ہم کو یقین ہے کہ آپ ایک دفعہ اور یہ ثابت کر دیں گے کہ ایک مثالیت پسند ہی روح بھوکتا ہے اور کامیاب ہوتا ہے۔

بنیادی ٹرننگ کالج الہ آباد کے جلسہ تقسیم اسناد میں

آزیزیل پنڈت گوبند بلجھنپت وزیر عظیم یو۔ پی
میں

بتاریخ ۸ اگست ۱۹۳۹ء حسب ذیل تقریر فرمائی

میں اپنے دوست شری پمور ناناند جی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے اس جلسہ کی صدارت کے لئے مجھے مدعو کیا۔ میرے خیال میں اگر میرے دوست خود ہی صدارت کا کام انجام دیتے اور ہماری تعلیمی پالیسی اور اصلاحات پر روشنی ڈالتے تو زیادہ مناسب ہوتا۔ وہ اس فرض کو مجھ سے کہیں بہتہ انجام دے سکتے تھے لیکن انھوں نے اس بات پر اصرار کیا کہ میں ان دو ٹرننگ کالجوں کے پہلے جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر یہاں ضرور موجود رہوں۔ چنانچہ ان کے ارشاد کے موجب میں حاضر ہوں اور اس موقع سے فائدہ اٹھانے میں چاہتا ہوں کہ اپنی تعلیمی پالیسی اور اصلاحات کے متعلق جو ہم نافذ کرنے والے ہیں کچھ کہوں۔

ہمارے مستقبل کی ساری امیدیں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں سے وابستہ ہیں اور جب تک تعلیم انکی تمام ضرورتوں اور صلاحیتوں کو مکمل طور پر پورا نہیں کرتی اس وقت تک وہ ہرگز اس قابل نہیں بن سکتے کہ اپنے وطن کو دنیا کے دوسرے آزاد ملکوں کی صف میں ایک باعزت جگہ دلانے میں اس کی پوری مدد کر سکیں۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ موجودہ نظام تعلیم اتنا ناقص ہے کہ اس سے یہ نتائج کسی طرح مرتب نہیں ہو سکتے اسی لئے اس کو سدھارنے اور ملک کی ضرورتوں کے قابل بنانے کی ہر کوشش کی جا رہی ہے۔

اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں کہ موجودہ نظام تعلیم اور خصوصاً اس کا وہ حصہ جو ابتدائی تعلیم سے تعلق رکھتا ہے ہماری توقعات کو پورا کرنے میں بُری طرح ناکامیاب رہا ہے۔ وہ ملک کی سماجی اور اقتصادی حالت سے بالکل بے تعلق ہے۔ اسکے ابتدائی دور باوجودیکہ ان کے لئے بڑی محنت اور بڑے پبلک سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے کسی طرح بھی عوام کو وہ فائدہ نہیں پہنچا سکتے جنکی توقع کی جاتی ہے۔ موجودہ طریقہ تعلیم ابتدائی تعلیم حاصل کرنے والوں پر بہت کم اثر ڈالتا ہے۔ وہ طالب علموں کے ماحول سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ ان کو کسی طرح کی صنعتی اور دستی کام کی تعلیم

نہیں دی جاتی۔ اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اگر ان کی تعلیم کسی دور میں ختم ہو جاتی ہے تو جو کچھ کھنپاڑھن وہ حاصل کرتے ہیں اسے تھوڑے ہی دنوں میں بھول جاتے ہیں تا نازی تعلیم بھی نہیں کر کے سے زیادہ کسی لائق نہیں بناتی۔ ہم زندگی کی حقیقتوں سے نا آشنا رہتے ہیں ہمیں ہاتھ سے کام کرنے کی عظمت کا کوئی سبق نہیں ملتا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہماری گرفت ڈھیلی رہتی ہے ہم کسی پیزر کی صحیح تدبیر نہیں کر سکتے اور ہم میں لیڈر سی کے اوصاف یعنی جرأت اور صحیح فیصلہ کی طاقت نہیں پیدا ہوتی۔

موجودہ حکومت نے برسرِ اقتدار ہوتے ہی تعلیم، اصلاح کے مسئلہ میں ہاتھ لگا لیا مسئلہ کی اہمیت کا یہ تقاضہ تھا کہ اس پر کافی غور و خوض کیا جاتا لیکن مالی مشکلات کسی وسیع اسکیم کے شروع کرنے کی اجازت نہ دیتی تھیں۔ مجبوراً ہمیں کچھ دقت یہ سوچنے میں صرف کرنا پڑا کہ آخر اس مسئلہ کو کس طرح حل کیا جائے غالباً آپ کو معلوم ہے کہ ہم نے تعلیم کے کن مختلف پہلوؤں پر اصلاحی کوششیں کی ہیں۔ ہم نے تعلیم کے ہر حصہ کی الگ الگ جانچ کی ہے اسکے لئے مختلف کمیٹیاں مقرر کی ہیں جن میں بہترین لوگوں کو شامل کیا ہے ان میں سے بعض نے اپنا کام ختم کر دیا ہے اور رپورٹیں بھی پیش کر دی ہیں۔ لیکن بعض ابھی تک کام کر رہے ہیں۔ یونیورسٹی تحقیقاتی کمیٹی ابھی تک اپنے کام میں مشغول ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیا رپورٹ پیش کریں گی لیکن اس کے سوال نامہ اور دوسری کارروائیوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ یونیورسٹی اصلاحات پر ایک بیسٹ سروے کر رہے ہیں اور اس کی سفارشات یقیناً گرفتہ رہوں گی۔ ہم نے پرائیوٹ اور سرکاری اداروں کے کام کو بھی یکساں بنانے کی ضرورت محسوس کی ہے۔

اس سے نہ صرف یکسانیت پیدا ہو جائیگی بلکہ ڈسپلن اندرونی انتظام اور معیار کی سطح بھی ایک ہو جائیگی۔ ایک کمیٹی حکومت کو یہ مشورہ دینے کے لئے بھی مقرر کی گئی ہے کہ سرکاری امدادی رقم کو ان اداروں میں کیسے مساویانہ طور پر تقسیم کیا جائے۔ ایک دوسری اہم کمیٹی سول انجینئرنگ کالج رٹ کی کے معاملات پر غور کر رہی ہے۔ ہم نے ڈاکٹر بھگوان داس کی زیر صدارت ایک اور کمیٹی بھی مقرر کی ہے جس کا یہ مقصد ہے کہ وہ گورنمنٹ سنسکرت کالج بنارس کے امتحانات اور مضامین کی جانچ کرے اور ان میں کچھ ایسی ترمیمیں کرے جس سے وہاں کے سنیافتہ طالب علم نہ صرف بنارس کے قدیم عالمانہ معیار پر پورے اتریں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ تاریخ۔ سوکس۔ سائنس اور جدید زبانوں سے بھی کافی طور پر واقف ہو جائیں۔ یہاں میں اس بات کا بھی بڑی مسرت کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ ہم ایک ایسی ہی کمیٹی عربی اور فارسی تعلیم کے متعلق بھی مقرر کر رہے ہیں اور مولانا ابوالکلام آزاد نے مسربانی سے اسکی

صدارت قبول فرمائی ہے۔

ان کمیٹیوں میں سے دو نے اپنا کام ختم کر دیا ہے اور ان کی رپورٹیں جلد ہی پبلک کیسٹا نے آجائیں گی ان میں سے ایک طالب علموں کی جسمانی حالت اور ان کے ماحول کے لحاظ سے جسمانی تعلیم دینے کے مسئلہ سے تعلق رکھتی تھی۔ اس کا مقصد ایک ایسا طریقہ معلوم کرنا تھا جس سے نہ صرف ہمارے طالب علموں کی جسمانی صحت بہتر ہو بلکہ وہ اپنی قوم کی بہترین خدمت کرنے کے قابل بھی بن سکیں اس کے ساتھ ہی ساتھ ہم بڑے طالب علموں کو فوجی ٹریننگ دینے کے مسئلہ پر بھی غور کر رہے ہیں۔

اب میں ابتدائی ثانوی تعلیم کی جدید تنظیمی کمیٹی کی سفارشات کے متعلق جس کے صدر آچاریہ زرنیدر دیو ذرا تفصیل کیا تھا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ آپ لوگوں نے بھی یہ رپورٹ ضرور دیکھی گی اگرچہ رات نے اس رپورٹ کا بڑی سرگرمی کیا تھا استقبال کیا ہے۔ نہ صرف ہمارے صوبہ میں بلکہ دوسرے صوبوں میں بھی یہ رپورٹ بہت پسند کی گئی۔ اس کی بہت سی سفارشاتوں کی تقریباً متفقہ طور پر تعریف کی گئی ہیں۔ پہلے ہی سے یہی امید تھی اس لئے کہ کمیٹی کے ممبران میں ہر خیال کے ماہرین تعلیم شامل تھے۔ چنانچہ اس کی سفارشاتیں بجز دو ایک معمولی باتوں کے ایک ایسی جماعت کی غائبندگی کرتی ہیں جو تعلیم کے ہر پہلو سے ابھی طرح واقف ہے۔ میں یہاں اس کمیٹی کی صرف چند تجویزوں کا ذکر کر سکتا ہوں اس کا خیال ہے کہ ہماری موجودہ ثانوی تعلیم کو از سر نو ترتیب دینا چاہیے۔ میں اپنے موجودہ نظام تعلیم کی خرابیوں کا پہلے ہی ذکر کر چکا ہوں کمیٹی نے متوازی اداروں کا جو نیا نظام ترتیب دیا ہے اس کے ثانوی کالجوں میں عام تمدنی تعلیم کے ساتھ ساتھ نہ صرف علم ادب و تجارت کی خاص تعلیم دی جائیگی بلکہ صنعتی علم کیسٹا اور جالوزوں کا علم معالجہ بھی پڑھایا جائے گا۔ جو لوگ یونیورسٹی تک تعلیم حاصل کرنا چاہیں گے ان کے لئے ایسے کالج بھی ہوں گے جن میں مختلف زبانوں اور خالص علمی مضامین کی بھی تعلیم ہوگی۔ کمیٹی کا خیال ہے کہ اس نئے نظام تعلیم کے جاری ہونے سے یونیورسٹیوں کا کام ہلکا ہو جائے گا ثانوی تعلیم حاصل کرنے والوں کیلئے روزگار کی نئی اور بہتر راہیں کھل جائیں گی اور ایسے شہری پیدا ہوں گے جن میں موجودہ اداروں کی متوسط پیداوار کے مقابلہ میں بہتر شہری ذمہ داری اور اعلیٰ خود اعتمادی پائی جائے گی۔

موجودہ نظام کے بارے میں ایک دوسری شکایت یہ ہے کہ ایک متوسط یونیورسٹی طالب علم کی استعداد وہ نہیں ہوتی جو ہونا چاہئے۔ اس کا یہ نتیجہ ہے کہ یونیورسٹیوں کا معیار روز بروز گھٹتا جاتا ہے اور ریسرچ کا کام خراب ہوتا جاتا ہے اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ ثانوی تعلیم غیر ملکی زبان میں دی جاتی ہے کمیٹی کی سفارشات ہے کہ گو موجودہ حالت میں انگریزی زبان کی تعلیم لازمی رکھی جائے

لیکن تمام تعلیم ہندوستانی زبان میں ہو اور ہندوستانی کے مقابلہ میں انگریزی کو صرف ثانوی زبان کا درجہ دیا جائے۔ حکومت ان سفارشوں کی علی مالی اور انتظامی پچیدگیوں پر غور کر رہی ہے۔ لیکن شاید ہی کوئی شخص ہو جو کمیٹی کے اس دلیرانہ تجویز کی دلیری کی قدر نہ کرے۔

کمیٹی نے سب سے اہم تبدیلی کی تجویز ابتدائی تعلیم میں پیش کی ہے جو موجودہ نظام میں شہری اور دیہاتی تعلیم میں ایک بڑا فرق ہے کہ شہری طالب علم اپنے دیہاتی بھائی کے مقابلہ میں تعلیمی بنیاد سے کہیں زیادہ بلند ہوتا ہے اس سے دیہاتی طالب علم کو یہ نقصان ہوتا ہے کہ اگر وہ ثانوی تعلیم شروع کرتا ہے تو اس کی کمزوریاں اس کو شہری طالب علم کے برابر نہیں آنے دیتیں کمیٹی اس امتیاز کو بالکل ختم کر دینا چاہتی ہے اور ہر طالب علم کو ایک خاص معیار تک تعلیم حاصل کرنے کا یکساں حق دینا تجویز کرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ لوگوں کی ایک بڑی اکثریت ابتدائی تعلیم سے آگے نہ جائے گی اس لئے اس ابتدائی تعلیم کا ذہنی اور تمدنی نقطہ نظر سے اپنی جگہ مکمل اور کامیاب ہونا بدست موری ہے اس کو یکسر اور سرچشمہ علم کی بنیاد میں وہ مضبوطی پیدا کر دینا چاہئے جو ہر مستقبل شہری کے لئے ایک جوہر ہے چاہے اس کی قسمت اُسے زندگی کی کیسی ہی لیکھ میں کیوں نہ ڈال دے اُسے نوجوان طالب علم کے دل میں محنت و مشقت کی عظمت پیدا کرنا چاہئے اور ایسی ٹریننگ دینا چاہئے کہ وہ اپنی آنکھ و ماغ اور ہاتھ کے مشہد استعمال میں غلطی نہ کرے۔ اگر ہم شروع ہی سے اصلاح نہ کرینگے تو نہ ہم روزگار کے مسئلہ کو حل کر سکیں گے اور نہ ذمہ دار شہری بن سکیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ کسی حلقہ سے بھی ان دعوؤں کی سچائی پر بحث چھیڑنے کی کوشش نہ کی جائے گی۔ لیکن اب سوال یہ ہوتا ہے کہ ہم اس قسم کی تعلیم دینے میں کیا طریقہ کار استعمال کریں؟ تعلیم اپنے وسیع معنی کے لحاظ سے زندگی کی تیاری ہے اور زندگی دو الگ الگ ٹکڑوں میں نہیں باقی جا سکتی ہے۔ ایک تمدن انسان کے جسم و ماغ کے تمام افعال آپس میں ملے جلے ہوتے ہیں۔ اور کوئی صحیح نظام تعلیم اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ صرف کام ہی نہیں بلکہ کام اور کھیل دونوں انسان کے جزو ہیں۔ اس لئے ایک نصاب کے مختلف مضامین جیسے تاریخ جغرافیہ۔ ریاضی زبان اور حرفتی مضمونوں کی ایسی تعلیم نہ ہونا چاہئے کہ جو طالب علم کے ماحول اور اس کی اس زندگی سے بالکل الگ تھلک رہے جس سے اسکول جیوڑنے کے بعد اسے سامنا کرنا پڑے یہ نفسیاتی بنیاد ہے جس پر کمیٹی نے اپنی بنیادی تعلیم کی عمارت کھڑی کی ہے بنیادی تعلیم کے یہ اصول سب سے پہلے مہاتما گاندھی نے قائم کئے۔ اس کے بعد ڈاکٹر حسین کمیٹی اور ہماری جدید تنظیم کمیٹی نے جس کے ممبر ڈاکٹر ڈاکٹر حسن بھی تھے اس اصول کی مزید تفصیل بتائی ان دونوں کمیٹیوں نے اس مسئلہ پر بڑے تفصیلی غور و فکر کے بعد جو اسکیم تیار کی ہے اس کو یوپی گورنمنٹ نے ابھی طرح سوچنے سمجھنے کے بعد جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس میں نے اسکیم کے بنیادی اصولوں پر کچھ روشنی ڈال دی ہے۔ لیکن بنیادی تعلیم کی تعریف میں مہاتما

سے بہتر نہیں کر سکتا اسلئے انھیں کے الفاظ دہرائے دیتا ہوں۔ ہمیں دور کے سارے طریقہ تعلیم کو دینی اور بارآور کام کے گرد مرکوز ہونا چاہئے۔ اور ہم تمام صلاحیتیں جن کی نشوونما مقصود ہو یا جو ٹریننگ دی جانے والی ہو اس کا ایسا انتخاب کیا جائے کہ وہ اس مرکزی و تنککاری سے اصولی طور پر وابستہ رہے جو لڑکے کے ماحول کے لحاظ سے اس کے لئے چنی گئی ہے۔

مرکزی صنعت کا انتخاب آسان کام نہیں ہے۔ اس اسکیم کے سب سے پہلے بنانے والے نے کاتنے اور باغبانی کی سفارش کی تھی اور کہا تھا کہ یہ ایسے کام ہیں جو ہماری سماجی اور اقتصادی زندگی میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں اور ان میں تعلیمی صلاحیت بھی ایسی ہے کہ یہ تکمیل کے مرکز بن سکتے ہیں۔ ہم نے اپنے صوبہ میں بڑے تجربوں کے بعد ان کاموں میں دفنی کے کام کا بھی اضافہ کر دیا ہے۔

یہ ایک نیا نظام ہے اور ہمارے سامنے کوئی ایسی مثال نہیں موجود ہے جس کی ہم تقلید کر سکیں حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ دوسری جگہوں مثلاً لندن کاؤنٹی کونسل میں بھی اس کا تجربہ کیا جا رہا ہے اس لئے ہم نے سب سے پہلے اس بات کا یقین کیا کہ ہم کمانک اور کس طرح اس اسکیم کو بیاں عمل میں لا سکتے ہیں۔ چنانچہ بنیادی ٹریننگ کا کچ اسی مقصد کے ساتھ قائم کیا گیا اور ڈاکٹر عباد الرحمن خاں پرنسپل اور ان کے رفیقوں کی فاضلانہ رہنمائی میں اس نے اب تک بہت سے لوگوں کو ٹریننگ دی ہے جو گرمیوں کے مہینوں میں انسپکٹر مدارس کے صدر مقامات پر کام کرتے رہے ہیں اور ان مدرسین کو ضروری ٹریننگ دیتے رہے ہیں جو ڈسٹرکٹ اور میونسپل بورڈوں کی جانب سے ان کے سپرد کئے گئے تھے۔ اس طرح اب تک ۵۰ مدرس ٹریننگ پا چکے ہیں اور موجودہ ۵۰ اسکولوں کے پہلے درجوں کو نئی اسکیم کے مطابق بنادیا گیا ہے۔ ڈسٹرکٹ بورڈ مدرسین کا دوسرا جتھہ بھی ٹریننگ پا رہا ہے۔ اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ سال کے ختم تک تقریباً ۶۰۰ یا اس سے زیادہ اسکول نئی اسکیم کے ماتحت کام کرنے لگیں گے۔ یہ طریقہ اس وقت تک جاری رہیگا جب تک موجودہ تمام مدرسین ٹریننگ نہ پا جائیں گے۔ اس کے علاوہ نئے مدرسین بھی ٹریننگ اور نارمل اسکولوں میں نئی اسکیم کے مطابق ٹریننگ حاصل کریں گے اور نئے اسکول چلانے میں مدد دیں گے۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ نظام بالکل مکمل ہو گیا ہے۔ ابھی یہ صرف تجربہ کے دور سے گذر رہا ہے اور جو جو تجربہ ہوتا جائیگا اس میں ضروری تبدیلیاں بھی ہونی چاہئیں گی۔ لیکن اس کی کامیابی کے لئے جس ذہنی طاقت کی ضرورت ہے اسکول بیلڈ کرنے اور صحیح راستہ پر لگانے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ سارے صوبہ میں اس کے تجربے سرورع کر دئے جائیں اور یہ دیکھا جائے کہ مختلف فضاؤں میں یہ اسکول کیسا کام کرتے ہیں۔ ہم اس نئے نظام کے اثرات کا غور سے مطالعہ کرتے رہیں گے اور اپنے تجربہ کو اسکے مطابق درست کرنے کے لئے آمادہ اور فکر مند رہیں گے۔

ظاہر ہے کہ دوسرے تجربوں کی طرح اس تجربہ کی کامیابی بھی تعلیم کے مسئلہ سے دلچسپی لینے والے تمام حضرات کے اشتراک عمل پر منحصر ہے خصوصاً مفت می بورڈوں کے تعاون پر جو ابتدائی تعلیم کے انچارج ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ اشتراک عمل ہم کو پوری طرح حاصل ہوگا۔ اس سلسلہ میں جدید تعلیمی کیمپ کی ایک اور ایسی سفارش کا بھی کچھ ذکر کر دینا چاہتا ہوں جس کو ہم منظور کر چکے ہیں۔ یہ دیہاتی حلقوں کی تعلیم کے ضبط نظام سے تعلق رکھتی ہے۔ بعض لوگوں نے ڈسٹرکٹ بورڈ ترمیمی بل سے جو اسمبلی میں پیش ہے یہ اندازہ کیا ہے کہ حکومت کو مقامی بورڈوں پر اعتماد نہیں ہے۔ یہ غلط ہے ہماری صرف یہ خواہش ہے کہ ہم حفاظت اور استفادہ کا ایک ایسا طریقہ اختیار کریں جس میں ہم اپنے تمام ذرائع کو پوری طرح استعمال کر سکیں۔ اور کم سے کم اختلاف پیدا ہو سکے۔ ہم پر یہ الزام لگانا بڑی زیادتی ہوگی کہ ہم مفت می بورڈوں کے اختیارات کو چھین لینا چاہتے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ اپنے اپنے حلقہ میں توسیع تعلیم کی پوری ذمہ داری محسوس کریں اور اگر ہم ان کو بعض ذمہ داریوں کے بارے میں اس وقت ہلکا کئے دیتے ہیں تو وہ صرف اس لئے کہ وہ ان اہم تعلیمی ذمہ داریوں پر زیادہ توجہ دے سکیں جو اب ان پر عائد ہونگی۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس مشترک مقصد میں ان کو حکمہ تعلیم اور اسکے افسران سے ہر وقت مدد ملتی رہے گی۔

ابھی چند نٹوں میں ہم لوگ جو نمائش دیکھنے والے ہیں اس سے ہم کو اس کام کے ایک اہم پہلو کا اندازہ ہو جائیگا جو ہم نے شروع کیا ہے اور اس سے ظاہر ہو جائیگا کہ ڈسٹرکٹ بورڈوں کے مدین بڑھ چکی ہیں تعلیم کے ڈرائنگ اور پینٹنگ میں کس معیار کو پونچھتے ہیں اس میں بہت سی مکانی قوتیں ہیں۔ اگر یہ تحریک پھیل گئی اور مجھے امید ہے کہ فرو پھیلے گی تو یہ ہمارے گھر میں اور اسکولوں کے کمروں میں خوبصورتی اور ہماری زندگی میں شمعیت پیدا کر دے گی۔ خود انباری کی کوششیں جس پر دوسری جگہوں پر بھی بڑی توجہ دی جا رہی ہے۔ یہ سب تعلیمی نقطہ نظر سے بہت مفید ہیں اور ان سے ایک بچہ کی جیسی ہوئی ذہنی قوتوں کا حیرت انگیز انکشاف ہوتا ہے۔ قبل اس کے کہ میں اپنی تقریر ختم کروں میں ان لوگوں کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں جو آج اپنی سندیں حاصل کر رہے ہیں اب آپ اصطلاحی معنوں میں طالب علم نہیں رہے۔ آپ مدرس بن گئے ہیں۔ ایل۔ ٹی کے وہ حروف جو آج سے آپ اپنے نام میں فخر کے ساتھ لگانے کا حق رکھتے ہیں۔ آپ کی مخلصانہ صلاحیت کے ایک بلند معیار پر دلالت کرتے ہیں لیکن مجھے امید ہے کہ وہ اس سے زیادہ اعلیٰ کام انجام دیں گے اور ظاہر کریں گے کہ یہ ایک بھرپور قابل اور مضبوط کیریئر کا انسان ہے جس میں خدمت خلق کا بھی جذبہ ہے۔ امریکہ کے علاوہ دنیا میں کوئی ایسا ملک نہیں ہے جو مدرسین کو ایسی تحائف دیتا ہو جو ان کی اہم خدمات سے مطابقت رکھتی ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ مدرس کو آج ایک معقول سماجی درجہ نہیں حاصل ہے مگر مجھے

امید ہے کہ مستقبل بعید میں ہم اس کے مرتبہ کو صحیح طور پر سمجھنے لگیں گے لیکن آپ تو اس سچے برہمنی جذبہ کے حامل ہیں جو علم کی تبلیغ اور خدمت خلق کو اپنا سب سے بڑا دھرم جانتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اس کا انجام دینا ہی اس کا انعام ہے۔ آپ میں سے بعض لوگوں کو ان چند ہی مہینوں میں بہت کام کرنا پڑا ہے اور اس لئے آپ کا وقت بہت سخت گزر رہا ہوگا۔ مگر آپ قابل تعریف کامیابی کے ساتھ سبکدوش ہو گئے اب آپ کا انعام یہ ہے کہ آپ کو اپنے ملک اور خصوصاً اس کے دیہاتی حلقوں کی خدمت کا موقع مل رہا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ بڑی سرگرمی و دھیمی اور دیانتداری سے کام کریں گے۔ آپ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں اس بات سے قوت حاصل کیجئے کہ آپ جس اسکیم پر کام کر رہے ہیں وہ کسی معمولی شخصیت کی بنائی ہوئی نہیں بلکہ مہاتما گاندھی کی بنائی ہوئی ہے جنہیں اقتصادی، سیاسی، تعلیمی غرض ہر میدان میں اپنے ملک کے لئے سب سے زیادہ مفید بات معلوم کرنے اور اس پر عمل کرنے کی ایک غیر معمولی قدرت حاصل ہے۔ آپ کو ایسے لوگوں میں کام کرنا ہے جو غریبی اور جہالت کے بری طرح شکار ہیں اقتصادی لوٹ اور سیاسی تسلط کی بربادی ہوئی اس دیہاتی آبادی میں آکھنچہ علم ہی کی نہیں بلکہ خود داری، عظمت انسانی اور قومی استقامت کی بھی روح بھونکتا ہے۔ آپ کو فرقہ پرستی کی بلا سے دور رہنا چاہئے اور اسکول کے درجوں اور کھیل کے میدانوں میں جو پیش بہا موقعے ملیں ان کو قومی بیداری پیدا کرنے میں صرف کرنا چاہئے اس لئے کہ صرف یہی ایک ایسی قوت ہے جو ان مصنوعی سرحدوں اور حقیر اختلافات کو دور کر سکتی ہے جو آج قوم کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے جدا کر دیتے ہیں۔ صوبہ کو جہالت کے حجاب سے نجات دلانے پست طبقوں کے سماجی اور اقتصادی معیار کو بلند کرنے اور اسی طرح کے دوسرے قومی بڑے کاموں سے آپ کو خاص دلچسپی ہونا چاہئے۔ آپ کو اپنے ملک کی خدمت کرنے میں فخر کرنا چاہئے اور بے غرض خدمات کا وہ بلند معیار پیش کرنا چاہئے جو پرانے زمانہ کے استادوں کا خاص جوہر تھا۔

یہاں میں آپ کو یہ بھی مشورہ دوں گا کہ آپ دنیا کے موجودہ حالات سے غافل نہ رہیں آج کتنے لوگوں کو یہ خطرہ ہے کہ دنیا تیزی سے جنگ کی طرف بڑھتی چلی جا رہی ہے اور ایسی بھیانک جنگ کی طرف جا رہی ہے جس کے سامنے پھلی تمام لڑائیاں ماند پڑ جائیں گی اور ہماری تہذیب کو ایسا صدمہ پہونچائے گی جس سے سنبھلنا اس کے لئے دشوار ہو جائے گا۔ لیکن اس مسلح جنگ سے اگر ہم بچ بھی گئے تو ان واقعات سے ہرگز آنکھیں بند نہ کی جاسکتیں جن میں جنگ سے زیادہ فتنہ و فساد بھرے ہیں۔ انسانی آزادی کا چکنا۔ غور۔ فکر کھیل کود ہر بات پر حکم چیلانا۔ طاقت کو بزرگ ترین دیوتا کا مرتبہ عطا کرنا۔ نسلی فوقیت کا جھوٹا ثابت کھڑا کرنا ایک انسان کا دوسرے انسان کو اور ایک ملک کا دوسرے ملک کو ٹوٹنا۔ یہ سب بائیں

انسانی اعصاب پر ایک ایسا دباؤ ڈال رہی ہیں جسے وہ زیادہ دنوں تک برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ آپ کا پاک فرض ہوگا کہ آپ اس تاریکی میں روشنی پیدا کریں۔ سچائی بردباری اور انسانی عظمت کے جھنڈے کو بلند رکھیں اور جہانگ آپ کے قبضہ قدرت میں ہو آپ لوگوں کو نامید ہو کر انفرادی اور اجتماعی آزادی کی جدوجہد بند نہ کرنے دیں۔ میری دلی خواہش ہے کہ آپ اس کوشش میں پورے کامیاب ہوں۔

ابتدائی و ثانوی تعلیم کی جدید تنظیمی کمیٹی صوبہ جات متحدہ کی رپورٹ

ہنر اکیڈمی گورنر صوبہ جات متحدہ ابتدائی و ثانوی تعلیم کی جدید تنظیمی کمیٹی کے صدر آجاریہ زیندہ اس کے سکریٹری اور ممبران کی پیش بہ خدمات کی قدر کرتے ہیں اور صوبہ جات متحدہ کے تعلیمی مسائل پر اس مفید اور اہم رپورٹ کے تیار کرنے پر ان کو مبارکباد دیتے ہیں۔ یہ کمیٹی بہت مسرور ہیں کہ کمیٹی کی ان اہم تجویزوں پر اخبارات نے بہت کافی رائے زنی کی ہے اور عوام نے بھی ان کا پوری سرگرمی کے ساتھ خیر مقدم کیا ہے۔

موجودہ نظام تعلیم کی جدید تنظیم کرنے کے مسئلہ پر حکومت ایک مرحلہ سے غور کر رہی تھی۔ چنانچہ مارچ ۱۹۳۷ء میں حکومت نے ساتویں درجہ تک ابتدائی اور درمیانی درجوں کے انتظامات و نصابات اور ثانوی اور یونیورسٹی سے پہلے کی تعلیم کے نظم و نسق کی جانچ کرنے اور ان کی جدید تنظیم کے متعلق اپنی تجویزیں پیش کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔

کمیٹی کی سفارشات بہت اہم اور دور اثر ہیں اور پالیسی و مالیات کے تمام نازک مسائل سے تعلق رکھتی ہیں۔ چنانچہ ان کے بالتفصیل مطالبہ کے لئے انتظامات بھی کر دئے گئے ہیں۔ تعلیم کی تنظیم قوم کی بہتری سے اتنی زیادہ وابستہ ہے کہ تعلیمی دائرہ میں کسی قسم کی ترمیمات کرنے سے پہلے غور و فکر کرنا بہت ضروری ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ حکومت یہ بھی محسوس کرتی ہے کہ اگر ہم کو اپنا نظام تعلیم اس قابل بنانا ہے کہ وہ دوسرے ترقی یافتہ ملکوں کے نظام تعلیم کے دوش بدوش آسکے اور قوم کے رفرائز پر مصلحت پورے کر سکے تو غیر معمولی تبدیلیوں اور نئے تجربوں میں جرأت سے قدم لینا بھی لازمی ہے۔

بنیادی تعلیم کے متعلق کمیٹی کی سفارش کو حکومت نے منظور بھی کر لیا ہے۔ یہ ایک

ایسا تعلیمی زمانہ رکھا گیا ہے جس میں بچے کے سماجی اور تمدنی ماحول کا لحاظ رکھتے ہوئے اسکو عملی زندگی کے ساتھ ساتھ تعلیم و بجائیگی اور ایک یا ایک سے زیادہ حرفتی کام بھی سکھا جائے۔ بی۔ اے پاس لڑکوں کو بنیادی تعلیم کے اصولوں کی ٹریننگ دینے کے لئے اگست ۱۹۳۸ء میں الہ آباد میں ایک ٹریننگ کالج قائم کیا گیا تھا۔ اسی طرح کا ایک ادارہ بنارس میں بھی کھولا گیا تھا جس میں بی۔ بی۔ اے سے کم تعلیم یافتہ لڑکیوں کو انھیں اصولوں کی ٹریننگ دجائی تھی۔ لیکن کچھ دن بعد یہ معاملہ ٹریننگ کالج سے ملا دیا گیا۔ ان دونوں کالجوں سے اب تک ۴۸ لڑکے اور ۲۸ لڑکیاں ٹریننگ حاصل کر چکی ہیں ڈسٹرکٹ بورڈ کے جنے ہوئے ۹ مدرسین کو ٹریننگ دینے کے لئے بنیادی ٹریننگ کالج میں ایک تجدیدی نصاب بھی شروع کیا گیا تھا۔ یکم مئی ۱۹۳۹ء سے یہ تجدیدی نصاباً سات مرکزوں پر شروع کر دئے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک مرکز پر ۲۵ مدرسین بنیادی اور حرفتی تعلیم کے اصول اور عمل میں ٹریننگ پڑھتے ہیں۔ ان مدرسین نے وسط جولائی تک اپنی ٹریننگ ختم کر دی اور اسکے بعد یہ ہر ضلع کے چنے ہوئے حلقوں میں بنیادی اسکولوں کا درجہ اول قائم کرنے کے لئے بھیج دئے گئے۔ اس طرح جولائی کے ختم تک ۵۰ بنیادی اسکول سارے صوبہ میں کھل گئے ہوتے۔ یہ نصاباً اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ مینوسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے اسکولوں کے تمام موجودہ مدرسین بنیادی اسکول چلانے کی ٹریننگ نہ حاصل کر لیں۔ گویا بنیادی تعلیم کے اصول کو ماننے اور مدرسین کی ٹریننگ کے لئے ادارہ قائم کرنے کے بعد سے ہم نے ایک قدم تو آگے بڑھا ہی دیا ہے۔ نارمل اسکولوں کی ٹریننگ کے نصاباً میں بھی ایسی ترمیمیں کی جا رہی ہیں کہ ان میں جدید طریقے پورے طور پر شامل ہو جائیں۔

کیمٹی کی مختلف سفارشوں میں ایک اہم ترین سفارش یہ ہے کہ ساری قوم کے بچوں کو سات سال کی عمر سے لیکر سات برس تک ابتدائی لازمی تعلیم مفت دجائے بحالت موجودہ مالی اسباب کی بنا پر ہم اسے صرف اپنی منزل مقصود سمجھ سکتے ہیں بہر حال یہ تو ممکن بھی ہے کہ تعلیم کو پھیلانے کے لئے پوری طاقت سے کوشش کی جائے اور ایسے ایسے حلقوں میں اسکول کھول کر بچوں کے والدین کو تعلیم دلانے کی ترغیب دی جائے جہاں اب تک تعلیمی ادارہ نہ تھا۔ عوام کی تازہ بیداری نے حالات بہت کچھ موافق بنا دئے ہیں اور ہم کو ان سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیے موجودہ انفینٹ کلاس میں ۶ برس کی عمر سے بچے تعلیم شروع کرتے ہیں۔ چنانچہ حکومت کا یہ خیال ہے کہ فی الحال تعلیم شروع

کرنے کی اس عمر میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے اور بنیادی تعلیم کا زمانہ ۶ برس کی عمر سے شروع ہو کر ۱۳ برس کی عمر پر ختم ہو۔ آج کل لازمی تعلیم کی میند صرف پانچ سال ہے اور غالباً ابھی کچھ دن ہی میند رہ سکی۔ بعد کو محکمہ کی طرف سے اس پر غور کیا جائیگا۔ امید ہے کہ مالی حالت بہتر ہو جانے کے بعد کمیٹی کی سفارش کے مطابق لازمی تعلیم پورے سات سال تک ہو سکیگی۔ کمیٹی نے یہ سفارش کی ہے کہ جو ادارے آجکل "ہائی اسکول اور انسٹریڈیٹ کالج" کہلاتے ہیں انھیں صرف کالج کے نام سے موسوم کیا جائے۔ حکومت کا خیال ہے کہ جو ادارے آئندہ ثانوی تعلیم دینگے یعنی موجودہ انسٹریڈیٹ کالج کا کام انجام دینگے انھیں ثانوی کالج کہا جائے۔ یونیورسٹی تعلیم سے پہلے اداروں کی یوں تقسیم ہوگی۔ (۱) بنیادی اسکول (۲) ثانوی کالج۔ وہ اسکول جو اس عہد تغیر میں ثانوی کالج کے پورے نصاب کی تعلیم دینے کے قابل نہ بن سکیں گے ثانوی اسکول کہلائینگے۔

موجودہ نظام تعلیم کے امتحانات کے اصول کو کمیٹی نے ناپسند کیا ہے اور اسکی جگہ میل جانچ کی سفارش کی ہے۔ حکومت کمیٹی کی اس تنقید سے اتفاق کرتی ہے لیکن اس کا خیال ہے کہ اس عہد تغیر میں ان امتحانات کا قائم رکھنا ضروری ہے۔ ہاں ان میں موجودہ تعداد میں جہاں تک ممکن ہو کمی ضرور کی جاسکتی ہے۔ اسوجہ سے حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ بنیادی نصاب کے ختم پر ایک عام امتحان ہو اور درمیانی زمانہ میں تقریباً اسی طرح امتحانات ہوتے رہیں جیسے آج کل ہوتے ہیں۔

ذہنی جانچ کے دفتر قائم کرنے کی تجویز سے حکومت کو پورا اتفاق ہے اور موجودہ امتحانات کی جگہ تکمیلی جانچ کو رواج دینے سے پہلے وہ ذہنی جانچ پر پوری طرح غور کریگی۔ حکومت اس تجویز کو بھی منظور کرتی ہے کہ بنیادی اور ثانوی اداروں کا ذریعہ تعلیم دوستانی ہو لیکن اسکے یہ معنی نہ ہونگے کہ اس صوبہ میں ہندوستان کی دوسری زبانوں تعلیم کے لئے خاص انتظامات نہ کئے جائیں۔

نصابی کتابوں کے انتخاب اور ان کے حاصل کرنے کے متعلق بھی حکومت کمیٹی سفارش کو منظور کرتی ہے۔ چنانچہ ملکی اور غیر ملکی ماہرین تعلیم کی مدد سے نصابی کتابیں لکھنے کے انتظامات کئے جائینگے۔ لیکن حکومت کو مصنفین سے ان کے سودے خریدنے اور ان کو تعلیمی اداروں کے لئے مفید طور پر بلا واسطہ یا بالواسطہ شائع کرنا ہر وقت اختیار رہیگا۔ موجودہ بہت ہی ناقابل اطمینان ثابت ہوا ہے اور اس کی وجہ سے بڑی شکایتیں ہوتی ہیں۔ بے کہنے طریقہ سے یہ شکایت بہت کافی مدت تک دور ہو جائیگی۔

ثانوی تعلیم کے متعلق کمیٹی کی سفارشات کو حکومت بڑی اہم نظروں سے دیکھتی ہے اسلئے کسی آخری فیصلہ تک چوپنچس سے پہلے ان کا پوری طرح تجربہ کیا جائیگا اور ان کے ہر پہلو کی جانچ ہوگی۔

کمیٹی کی تجویز ہے کہ صنعتی ترقی اور ضروریات کے سلسلہ میں صوبہ کی امکانی قوت کا سروے کیا جائے۔ یہ ایک مفید تجویز ہے اور محکمہ صنعت نے یہ کام شروع بھی کر دیا ہے۔ حکومت کا خیال ہے کہ یہ سروے نہ صرف ثانوی اسکولوں میں بلکہ حرفتی اداروں میں بھی اس بات کا اندازہ کرنے میں مدد دے گا کہ کس حیرت کی کتنی تعلیم دینا چاہئے۔

کمیٹی نے دیہاتی تعلیم کے ضبط و نظم کے مسئلہ پر پوری طرح غور کیا ہے اور حکومت اس کے نقطہ نظر کی قدر کرتی ہے۔ لیکن تعلیم کی توسیع کو آسان بنانے کے خیال سے چند باتوں کو پیش نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔ ڈسٹرکٹ بورڈوں نے دیہاتی تعلیم کی بڑی خدمات کی ہیں۔

اس لئے بہترین کامیابی حاصل کرنے کے لئے ان کی شرکت بہت ضروری ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ حکومت اس بات سے پورا اتفاق کرتی ہے کہ ڈسٹریکٹ اور خالص تعلیمی معاملات کو محکمہ تعلیم اور اس کے افسران زیادہ بہتر طور پر انجام دے سکتے ہیں۔ چنانچہ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے حکومت ضروری تبدیلیاں کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

حکیم
امین۔ سی۔ مہتا
سرکاری حکومت صوبہ پنجاب

وزیر تعلیم کی طرف سے شکریہ

رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ کے ہر ضلع میں "یوم بنیادی تعلیم بڑی سرگرمی کے ساتھ سنا گیا۔ آئندہ وزیر تعلیمات ان تمام سرکاری اور غیر سرکاری حضرات کا دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جن کی کوششوں نے اس کام کو اتنی کامیابی کے ساتھ انجام دیا۔ انہی اسکیم کے ماتحت تعلیم کی ترقی کا سارا دار و مدار وزیر بورڈ ان کی تعلیمی کمیٹیوں۔ ان کے مدرسین اور ضلع کے معائنہ کرنے والے علم کے پر خلوص اشتراک عمل پر منحصر ہے۔ حکومت امید کرتی ہے کہ جو اشتراک عمل اس وقت رکھا گیا ہے وہ آئندہ اس سے بھی زیادہ

بڑے پیمانہ پر حاصل ہو سکے گا۔ اس کو یہ بھی امید ہے کہ عوام تعلیمی معاملات سے اپنی دلچسپیاں برابر جاری رکھیں گے اور اس طرح جو تعلیمی اصلاحات شروع کی گئی ہیں۔ ان کو پوری طور پر کامیاب بنائیں گے۔

سیلاب

گزشتہ دو سالوں میں سیلابوں کے متعلق حکومتی نتیجہ کی کارروائی

دریائے رابٹی اور اس کی معاون ندیوں کے سیلابوں کی وجہ سے جو تباہی گورکھپور سے تہہ رانی اور کاشت کا جو نقصان ہوا اس کی روک تھام کے مسئلہ پر کچھ عرصہ سے حکومت سوچات تھی۔ عموماً کوئی بھی پرانے کاغذات سے ثابت ہے کہ موجودہ ریل کی سڑک اور بند بارہنہ کے بہت قبل بھی سیلاب آتے تھے۔ ۱۹۳۲ء کے سیلاب کے بعد باندوں کے مضبوط بنانے سے اور سڑک کی سطح درست کر دینے سے ۱۹۳۶ء کے سیلاب میں جان اور مال کا کم نقصان ہوا لیکن جب ۱۹۳۶ء میں سیلاب دوبارہ آیا اور کافی مدت تک ربا تو محافظت کے طریقہ کی خرابیاں منظر عام پر آئیں اورحت یہ شروع ہوئی کہ بعدوں کے ذریعہ فصلوں اور ریل و سائل کی حفاظت کون کس طرح کی جائے۔

۲۔ اگست ۱۹۳۶ء میں جب دریاؤں میں سیلاب آیا ہوا تھا تو حکومت نے تجربہ کار دو انجینیئر (ایک عمارت اور سڑک کے شعبہ کا اور دوسرا آبپاشی کے شعبہ کا) مقرر کئے کہ وہ دونوں مل کر حالات کی جانچ کریں اور پھر یہ رپورٹ کریں کہ وہ کیا ذرائع ممکن ہیں جن سے سیلاب نہ آئے یا کم آئے اور پھر گورکھپور محفوظ رہے۔ ان دونوں انجینیئروں نے جو رپورٹ گورکھپور کو سیلاب سے بچانے کے متعلق پیش کی اس پر حکومت نے اپنے فنی مشاوردوں کے ساتھ غور کیا۔ حکومت نے اس سلسلہ میں یہ بھی سنا سمجھا کہ خود گورکھپور کی مقامی راہیں اور اس کے علاوہ فنی مشورہ معلوم کرے۔ لہذا اس نے ایک کمیٹی مقرر کی جس کے صدر گورکھپور کے کنسٹریکٹر اور نمبر ۱۱ متذکرہ بالا ہر دو انجینیئر نکال نارنٹھ و میٹرن ریلو کے چیف انجینیئر کلکتہ گورکھپور صدر میونسپل بورڈ گورکھپور اور مقامی حالات سے واقف زمینداروں اور گاؤں والوں کے پانچ غیر سرکاری نمائندے تھے کمیٹی سے ذیل کے سوالات پر رائے طلب کی گئی تھی۔

(الف) کیا گورکھپور شہر کی حفاظت کے لئے مزید اقدامات کی ضرورت ہے۔

(ب) اس حلقہ میں سیلاب کے پانی کا کیا انتظام کیا جائے۔

(ج) جس پالیسی کی سفارش کی گئی ہے اس پر عمل کرنے کے لئے کیا کام کرنا چاہئے۔

۳۔ گورکھپور میں ۷ اور ۸ اکتوبر کو کمیٹی کے جلسے ہوئے جس میں تفصیل کیساتھ ان مسائل پر گفتگو ہوئی۔ اس کمیٹی نے ایک مفصل رپورٹ حکومت کے سامنے پیش کی اور شہر گورکھپور کو محفوظ رکھنے کے لئے ذیل کی تعمیرات کرنے کی سفارش کی۔

(۱) بستی سڑک پر ۱۵ میل پر سنوٹا نالے کے پل کو کھول دیا جائے اس کی حالت ٹھیک کی جائے اور اس کا فرش درست کیا جائے۔ تخمیناً صرف ۲۰۰۰ روپیہ

(۲) بردگھاٹ میں ابھرے ہوئے حصہ کی چاروں طرف جہاں بستی کی سڑک اور دوسرے مقامات کی طرف جانوالی سڑکیں ملتی ہیں وہاں پرانی سڑک کو (چھوڑی ہوئی) جس کے نشانات باقی ہیں برابر کر دیا جائے اور پانی کے روکنے والی جو چیزیں ہوں انھیں ہٹا دیا جائے۔ تخمیناً ۱۰۰۰ روپیہ۔

(۳) بہواپور میں رودر کی ریاست نے ٹھوڑے دن ہوئے جو بند ہوایا تھا وہ ۱۲۰۰ فٹ تک یا ان سے کچھ زیادہ کر کے برابر کر دیا جائے۔ ۵۰۰ روپیہ

(۴) میونسپلٹی کے من کو اتنا اونچا کیا جائے کہ ۴ فٹ پانی نیچے رہے بند کی اوپری سطح ۲ فٹ چوڑا ہو اور۔ زمین میں یک فٹ کا ڈھال ہو۔ تخمیناً ۵۰۰ روپیہ

(۵) نول بند اتنا اونچا کیا جائے کہ پانی ۳ فٹ نیچے رہے اور اس اوپری سطح ۷ فٹ چوڑی ہو۔ جہاں رستے وغیرہ تھکے ہیں انھیں بند کیا جائے۔ جہاں تک نہ واکاؤں بچایا جاسکے اس کا مغربی حصہ مشرق کی طرف کر دیا جائے اور مہیوائے مقام پر برابر کر دیا جائے۔

(۶) دریا کی وادی میں جو جھل سے اسے کاٹ دیا جائے۔ تخمیناً صرف ۵۰۰ روپیہ

(۷) مہو پور سے گھاگرا کے سکھ تک دوسری روکاؤں کے لئے دریا کی پر تال کی جائے۔ تخمیناً ۵۰۰ روپیہ۔

(۸) دوم یا بیت پور نالہ۔ امی کی وادی میں پانی جمع کرنے کے لئے ایک ایسا بنے جس میں ۴۰۰ فٹ پانی نکل سکے۔ دو قسم کی تعمیرات تجویز کی گئیں۔

(۱) ایک لوہے کا گرڈروں کا ”سان“ کی پلیوں پر بنایا جائے۔ تخمیناً صرف ۲۳۰۰۰ روپیہ

(۲) ایک اسکر وکس ہو لوہے کا پل بنایا جائے۔ تخمیناً صرف ۱۵۰۰۰ روپیہ

صوبائی حکومت نے ان تجویزوں کو منظور کر لیا ہے لیکن نمبر ۸ میں اس نے ایسے نفی مشاوروں کی تجویز منظور کی کہ دو ہرنالہ پر سڑک کے بند میں ایک ایسی اونچائی پر پانی نکلنے کا ۲۰۰ گز چوڑا راستہ بنایا جائے جس پر سوائے معمولی سیلاب کے پانی نہ آسکے۔ تخمیناً صرف ۳۰۰۰ روپیہ

۴۔ ان روک تھام کے کاموں میں مجموعی تخمیناً صرف ۴۲۹۸ روپیہ ہوگا۔

۵۔ ۱۹۳۶ء میں یکایک گڑھی ندی میں سیلاب آگیا جس سے مرزا پور اور بنارس کے ضلعوں

کو سخت نقصان پہنچا۔ بنارس سے کٹنریا، خواست پر شعبہ آبپاشی نے سیلاب زدہ حلقوں کی بنارس کی اور اس نے ذیل کے روک تھام کے کاموں کی سفارش کی۔

۱۔ بھولی ڈسٹرکٹ میوٹر کے دریا پار نانی فن لگانا ۵۰۰ روپیہ

۲۔ بریلانے کا کام

(الف) ریگولیشن ۲۰۰ روپیہ

(ب) ضلع سڑک کایل ۲۳۰۰ روپیہ

(ج) ریل کے پل کے فرش کی سطح نیچی کرنا ۵۰۰ روپیہ

(۳) ابرودہ رام نگر کی سڑک کو نیچا کرنا ۵۰۰ روپیہ

(۴) گڑھی ندی میں جہاں بالو ہو گیا ہے وہاں پالی کا راستہ بنانا ۱۲۰۰ روپیہ

(۵) چکلیا مندرائے والی سڑک کے گڑھی ندی کے پل کو بڑھانا جب تک یہ نہ موہند بننا دیا جائے۔ ۲۰۰ روپیہ

(۶) چند برہماندی کے کنارے کنارے بند باندھنا ۶۰۰ روپیہ

(۷) پیل تال رقبہ اور ریل کی سڑک کے قریب ایک بچا بند بنانا ۱۵۰۰ روپیہ

(۸) پیل تال سے لمبی نالی تک ایک نالی بنانا ۴۰۰۰ روپیہ

(۹) مدہ جس نالی کا ذکر کیا گیا ہے اس پر ریل کایل بنانا ۱۰۰۰ روپیہ

۲۵۸۰۰ روپیہ

مدمبر ۵ نمبر ۶ کا پورا خرچ اور مدمبر ۲ کا آدھا خرچ ریاست بنارس دیگی اور مدمبر ۳ کا صرفہ ڈسٹرکٹ بورڈ دے گا۔ باقی کام کے لئے حکومت خود صرفہ برداشت کرے گی۔ میزانیہ میں اس کے لئے کافی گنجائش رکھی گئی ہے اور یہ کام شعبہ آبپاشی کے سپرد کیا گیا ہے کٹنریا بنارس کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ریاست بنارس اور ڈسٹرکٹ بورڈ سے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کی درخواست کریں۔

پیل بھیت کے شہر کو دیوہانڈی کے سیلاب کے کٹ جانے سے بچانے کے لئے پیل بھیت کی میونسپلٹی شعبہ آبپاشی کی مدد سے کچھ کام کر رہی ہے جس کا کل صرفہ ۱۰۵۶۱۳ روپیہ ہے۔ ۱۲۔ جنوری ۱۹۳۹ء کو گورکھپور میں سیلاب کی روک تھام کے سلسلہ میں چند مسائل پر غور کرنے کے لئے حکومت نے ایک جلسہ کیا تھا۔ ضلع گورکھپور کے کافی نمائندے موجود تھے ان کے سامنے ذیل کے مسائل پر گفتگو ہوئی۔

- (۱) برٹھن اور جیت پور میں کٹاؤں کا۔
- (۲) لونی بند کو جہاں ضرورت ہو برابر کرنا۔
- (۳) برہمگھاٹ کے نئے ہوئے حصہ کو کاٹنا۔
- (۴) بانس گاؤں سے گزرتی ہوئی سڑک کو صوبہ جاتی سڑک بنانا۔
- (۵) میو پبلی کے بند کو اوہ بچا کرنا۔
- (۶) راونی دریا کی پیمائش کرنا۔

۲۔ حکومت نے اپنے انجینئرز کی سفارش پر بستی اور گورکھ پور کی سڑک میں برٹھن کے مقام پر اور گورکھ پور اور دھیری گھاٹ کی سڑک میں جیت پور کے مقام پر جو پانی کے راستے ہیں انکو بند کرانے کے احکام دیئے ہیں۔

۳۔ نومبر ۱۹۳۷ء میں حکومت نے مسئلہ ای۔ پی۔ ویٹل کو آبپاشی کے ایک سیکٹر انجینئر بنانے میں ان مسائل پر غور کرنے کے لئے مقرر کیا جو مشرقی اضلاع میں زبردست سیلاب آنے کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے۔ مسٹر ویٹل نے یہ ایچ۔ گونڈہ۔ بستی گورکھ پور۔ اعظم گڑھ بلیا سیتاپور اور کیمپ کے سیلاب زدہ ضلعوں کا دورہ کیا اور ابتدائی طور پر انھوں نے جو کچھ دیکھا اور جو حالات معلوم کئے ہیں وہ ان کی رپورٹ میں شامل ہیں۔

۱۰۔ گھاگرا۔ سر جو۔ راپتی اور ٹوٹاں دریاؤں کی وجہ سے سیلاب آیا۔ مسٹر ویٹل بیان کرتے ہیں کہ ان دریاؤں کے پانی کے متعلق جو کچھ معلوم ہو سکا ہے وہ سیلاب کے وجہ کو سائنس کے قاعدہ سے جاننے کے لئے نا کافی ہے۔ اس لئے ان کی یہ تجویز ہے کہ گھاگرا اور راپتی دریاؤں کی دائی کی پوری طرح جانچ لی جائے تاکہ۔

(الف) دریاؤں کے پورے بہاؤ کے راستے میں ان کے پانی کے بہاؤ کی استعداد معلوم کی جائے۔

(ب) طول البلدی شعبہ کی تحقیقات ہو سکیں۔

(ج) خطرناک جگہیں معلوم ہو سکیں اور ان کو الگ کیا جاسکے۔

مسٹر ویٹل کی نگرانی میں ایک عارضی سروے ڈویژن قائم کیا گیا جس میں ۵۵۳۰۵ روپیہ خرچ ہوگا۔

۱۱۔ چونکہ حکومت کے خیال میں گنگا کے میدان میں سیلاب کا مسئلہ اس وقت حل ہو سکتا ہے جب حکومت ہائے بنگال بہار و بجات متحدہ آپس میں مشورہ اور تعاون کرتی رہیں۔ چنانچہ ۵ جولائی ۱۹۳۹ء کو لکھنؤ میں ایک بین الصوبہ جاتی سیلاب کانفرنس منعقد

ہوئی۔ تینوں کانفرنس میں شریک ہوئے۔ کانفرنس نے ایک فنی سب کمیٹی مقرر کی جس نے سیلاب کے عام مسائل نیز دیگر ضروری مسائل پر غور کیا۔

۱۲۔ فنی سب کمیٹی کی ایک سفارش یہ تھی کہ ایک دو دریائے گنگا کمیشن بنایا جائے جو دریائے گنگا کے راستہ میں پانی کی حفاظت کے مسئلہ کی جانچ کرے چونکہ اس کمیٹی کے بننے میں دیر ہوئی اس لئے سب کمیٹی نے یہ سفارش کی کہ اس اثنا میں ایک چھوٹی وقتی کمیٹی بنال جائے جس میں ہر ایک صوبہ کے چیف انجینئر اور ایک ریلوے کے انجینئر اور ایک جنگل کے ٹائمنڈے مقرر ہوں۔ اگر اور ممبروں کی ضرورت ہو تو اس کمیٹی کو زائد ممبر بنانے کا اختیار ہوگا۔ یہ کمیٹی مناسبت مواد اکٹھا کرے گی اور سیلاب کے روک تھام کی فوری تدابیر بتا دے گی۔ اس کے علاوہ وہ مجوزہ دریائے گنگا کمیشن کے قائم ہونے اور اس کے متعلق بھی اپنی رائے کا اظہار کرے گی۔ یہ سفارش بہرہ سے معوبہ جاتی حکومتوں نے منظور کر لی ہے اور اپنے نمائندے نامزد کر دئے ہیں۔ اس کمیٹی کے قیام کے احکام حال میں جاری ہو گئے ہیں۔

صنعت و حرفت محکمہ صنعت و حرفت کی کارگزاریاں

بابت مئی ۱۹۳۹ء

۱۔ جانچ پڑتال (سرور)

۱۔ چھوٹی موٹی صنعتوں کی جانچ پڑتال

۱۔ اس مہینہ میں چٹھہ کا ماہر سرور صدر مقام پر رہے۔ اب تک انھوں نے اپنی کوئی رپورٹ

پیش نہیں کی۔

۲۔ صاحبزادہ تیل کے ماہر سرور پرستے بدایوں، سراد آباد اور بنجور کے ضلعوں کی تحقیقات کی۔

ب۔ گاؤں کی صنعتوں کی جانچ پڑتال

۳۔ چٹھہ۔ چٹھہ کے سرور پرستے آگرہ اور ایٹھ کے ضلعوں کی تحقیقات کی۔

- ۴۔ موزہ اور بنیائیں بننا۔ مینی تال اور الموڑہ کے ضلعوں کی تحقیقات مکمل ہو گئی ہے۔
- ۵۔ تیل، گھی اور صابن۔ بہرائچ۔ گونڈہ، بستی، گکو، کھپور، غازی پور اور بلیا کے ضلعوں کی تحقیقات ہوئی اور ان جگہوں کی جانچ مکمل ہو گئی۔
- ۶۔ ڈلیں، بید کا سامان اور مونڈھا وغیرہ۔ کانپور کے ضلع کی جانچ ختم ہو گئی ہے۔ سرور، موہتا، متحدہ کی ڈلیں بنانے اور بید کے سامان وغیرہ کی درمیانی رپورٹ لکھنے میں مصروف ہیں۔ انھوں نے یہ رپورٹ تیار کر لی ہے اور محکمہ کے پاس بھیج دی ہے۔
- ۷۔ کھلونے اور مٹی کے برتن وغیرہ بنانا۔ سرور اپنی ختم رپورٹ لکھنے میں مصروف ہیں۔
- ۸۔ شیشہ اور لوہے کی چیزیں۔ سرور نے ایٹھ۔ علیگڑھ۔ بلند شہر اور بننور کے ضلعوں کا دورہ کیا۔ انھوں نے صوبہ جات متحدہ کے شیشہ کی صنعت کی رپورٹ تیار کرنے میں بھی کچھ وقت صرف کیا۔

۹۔ ٹاٹ، پٹی وغیرہ۔ شاہجہاں پور، سیتاپور اور پھلی بھیت کے ضلعوں کی پوری جانچ

ج۔ کام کی پرتال

تمام صوبہ جات متحدہ کی نخل پروری کی درمیانی رپورٹ اور کشنری کلیوں کی مختصر رپورٹ کی سرور صدر مقام اور ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ صنعت و حرفت نے جانچ کی۔ دوسری رپورٹیں جن پر ان لوگوں نے تنقید کی وہ مونڈھوں اور چک کی صنعت کے بابت تھیں۔ جانچ کے بعد یہ رپورٹیں ڈائریکٹر صاحب اطلاعات عامہ کے پاس مزید تجاویز کے لئے بھیج دی گئیں۔

د۔ سروریوں کی کانفرنس

جون کے تیسرے ہفتے میں کسی جگہ سروریوں کا پانچواں جلسہ کرنے کا ارادہ ہے۔ کارروائی کی خاصی مدد درمیانی رپورٹوں پر بحث کرنا ہوگی۔

معنی سروے

سال ۱۹۷۷ء کے میزانیہ میں معنی سروے کے لئے مبلغ ۵۷۹ روپیہ کا بندوبست کیا گیا ہے۔ محکمہ جاتی بجٹ سے بھی اس کام کے لئے ۱۲۴۰ روپیہ کی منظوری دی گئی ہے۔ ڈاکٹر دوبے نے باندہ اور مرزا پور کے اپنے ماتحتوں کے کام کی رپورٹ بھیجی ہے۔ یہ رپورٹیں ابھی دیکھی جا رہی ہیں۔

۲۔ دیہاتی صنعتوں کی ترقی

ماہ زیر بحث میں بہت سی دباغت (ڈسٹنگ) کی اسکیمیں جن کے متعلق ماہر عطیہ نے سفارش کی تھی منظور کی گئیں ان کے جائے قیام اور جو رقم ان کو بطور عطیہ دی گئی ہے اس کی تفصیل ذیل میں درج ہے:-

رقم عطیہ	نام ضلع
۲۶۱۵ روپیہ	جالون (کالپی)
۲۶۹۵	بریلی
۳۰۱۱	مینی تال
۲۶۹۵	الہ آباد
۱۵۰۲	شاہجہانپور
۱۶۹۵	بارہ بنکی
۲۹۰۰	آگرہ

جسوقت حکومت گاؤں سدھار کی اسکیموں کی منظوری دیگی اسوقت ان اسکیموں کو روپیہ دیا جائیگا۔

کٹائی۔ بنائی اور دوسری چیزوں کے سکھانے کے درجے

دیہاتی صنعتوں کے سپرنٹنڈنٹ نے لکھنؤ بیلوں اور شاہجہانپور کے ضلعوں کا دورہ کیا اور گاؤں سدھار انجنوں کے مشورہ سے ہر ضلع کے لئے اسکیم تیار کی۔ ہر اسکیم جو کسی ضلع کے لئے منظور کی گئی ہے وہ ذیل میں درج ہے۔

رقم عطیہ	اسکیم کی قسم	نام ضلع
۱۰۰۰ روپیہ	کارڈنگ (ٹانگہ بنانا) اور کٹائی دو مرکزوں میں	لکھنؤ
۴۴۰	بنائی سکھانے کا درجہ	"
۷۵۰	ڈولیا بنانے کا درجہ	"
۱۰۰۰	کارڈنگ اور کٹائی دو مرکزوں میں	بیلوں
۱۰۰۰	"	شاہجہانپور

گاؤں سدھار افسر نے ایٹہ، بارہ بنکی اور آگرہ کے لئے بھی کٹائی اور بنائی کی اسکیم کی سفارش

کی ہے۔ لیکن تجویز یہ ہے کہ یہ اسکیم بجائے گاؤں سدھار انجمن کے آل انڈیا اسپنرس ایسوسی ایشن کے ذریعے جاری کی جائے۔ ضلع جوینور کے لئے مکمل بننے اور صابن بنانے کی اسکیم کی بھی سفارش کی گئی ہے۔ کام سکھانے کی دوسری اسکیمیں ابھی زیر غور ہیں۔

گودام

مٹورانی پور (ضلع جھانسی) کے لئے جو ایک گودام کے لئے سفارش کی گئی اسکے علاوہ ضلع کھنڈ اور بدایوں کے متعلق بھی ان سکھانے والے درجوں کے سلسلہ میں گودام قائم کرنے کی تجویز ہے۔ شاہچھا پور میں ایک ماہر تالین خریدار کے متعلق یہ سفارش کی گئی ہے کہ ہاتھ کی بنی ہوئی چیزوں کی اسکیم کے تحت جو ”اے“ گلاس گودام قائم ہونے والا ہے اس میں اسے رکھ لیا جائے۔

ابھی حال میں پرنٹنگ ڈیپارٹمنٹ دہلی کی صنعت دوسرے ضلعوں کا دورہ کرنے والے ہیں تاکہ وہاں گاؤں سدھار انجمنوں سے گودام کی اسکیم کے متعلق بات چیت کریں اور اسکی تفصیل وہ خود تیار کرینگے۔ گودام کی اسکیم کے ابتدائی انتظامات کے لئے گاؤں سدھار انجمنوں کو ایک گشتی جٹھی بھیجی جا چکی ہے۔

کئی دارالفنون کے لئے عطیے

گنگا گھاٹ اور ریوا کے دارالفنون کو جو عطیے دیئے گئے ہیں ان کو اس مالی سال میں بھی جاری رکھنے کا مسئلہ زیر غور ہے۔ ان اداروں کے حسابات جانچنے چاہئے ہیں اور اسی سال کے لئے ان کی ضروریات کا تخمینہ کیا جا رہا ہے۔

برج (ضلع گورکھپور) میں بابا راتھود اسی کی نگرانی میں جو دارالفنون کام کرتا ہے ابھی اسکے حسابات کی جانچ نہیں ہوئی۔

مبلغ ۴۰۰۰ روپیہ کے ایک عطیہ کی گاؤں سدھار افسر نے جیلیکوٹ اپیری کے لئے سفارش کی ہے۔ چونکہ نظر ثانی کے ہوئے میزانیہ میں غل پروری کے لئے حکومت نے صرف ۵۰۰۰ ہزار کی منظوری دی ہے لہذا گاؤں سدھار افسر صاحب کی سفارش کی طرف حکومت کو توجہ دلائی گئی ہے اور امید ہے کہ وہ رقم مل جاوے گی۔ جب حکومت کے احکامات موصول ہونگے اس وقت کارروائی کی جائے گی۔

۳۔ سرکاری شہد کی مکھیوں کا چھپت جلیکوٹ

شہد کی مکھیوں کے چھتوں کی تعداد ۲۳ سے ۲۵ ہو گئی اب کی فصل میں چھتہ نمبر ۶ جو شہد نکالنے کے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا اس میں سے کل $\frac{1}{4}$ ۱۰ پونڈ شہد نکلا۔ اب برسات میں بالکل شہد نہ ہوگا۔ دوسری فصل اب اکتوبر یا نومبر تک ہوگی۔

یہ نیوٹن چھتہ تھا جو ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو قائم کیا گیا۔ چھتہ نمبر ایک جو شہد کے لئے مخصوص تھا اس کے سوراخوں میں تقریباً ۱۵ پونڈ شہد کا تخمینہ کیا گیا ہے۔ یہ شہد ابھی نکالائیں جاسکا کیونکہ اتنے بڑے چھتے سے شہد نکالنے کی مشین موجود نہ تھی۔ یہ چھتہ بہت ہی بڑے قسم کا ہے۔ جلیکوٹ میں جتنا بھی شہد ہوتا ہے وہ فوراً وہاں کے جانے والوں کے ہاتھ فروخت کر دیا جاتا ہے۔

مقررہ نرخ یہ ہے

کر تکی شہد	زیادہ مقدار میں	ٹین میں	شیشہ کے بوتل میں
فی پونڈ	عصر	عصر	عصر
ملا ہوا شہد	۱۴	عصر	عصر

$\frac{1}{4}$ ۱۰ پونڈ شہد فروخت کیا جا چکا ہے۔ اب گودام میں نمونہ کے لئے جو شہد رکھ لیا گیا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

اس سال مئی کے شروع میں جو شہد نکلا اس کے مزہ میں بین طور پر تلخی تھی۔ ابھی تک اس شہد میں جو تلخی تھی اس کی وجہ نہیں معلوم کی جا سکی ہے۔ یعنی یہ کہ جن پودوں سے شہد حاصل ہوا تھا اس کا پتہ نہیں چل سکا ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ یہ شہد تلخ تھا پھر بھی ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا، خریدار پڑھے لکھے لوگ تھے ان کو بتایا گیا کہ شہد میں تلخی ہے لیکن اس پر بھی ان لوگوں نے چکھنے کے بعد خرید کیا۔ خریداروں میں سے ایک یورپی خاتون نہیں معلوم ہوا کہ وہ اس شہد کو پسند کرتی ہیں۔ ایک دوسرے خریدار دہرہ دون کے ایک مشہور ڈاکٹر تھے انھوں نے فرمایا کہ اگرچہ شہد میں قدر تلخی ہے تاہم یہ تو یقین ہے کہ شہد خالص ہے۔

شعبہ گودام و خریداری

ان مہینوں میں کبلوں، تانبہ، لپٹے ہوئے تار کے شیٹ، پائپ، بجلی کے پنکھوں، سیمٹ، صابون، فلیٹ فونڈریوں، لوہے اور اسٹیل کے سٹڈرمانگے گئے ہیں۔ چونکہ سٹڈروں کے کھولنے کے بعد ٹائپ رائٹروں اور مٹنی بنانے والی مشینوں کی قیمت گرتی تھی لہذا ان کی فراہمی کے متعلق نظر ثانی کئے ہوئے سٹڈرمانگے گئے۔

ہر دو مہینوں میں بجلی کے بلب، میوم سیمٹ کے پائپ، کبل، ٹائپ رائٹر اور مٹنی بنانے والی مشینوں، تانبہ چڑھے ہوئے واٹر شیٹ اور ایم۔ ایس۔ پائپ کے سٹڈر کھولے گئے۔

معیاری وزنوں کی جانچ کے لئے پرنسپل گورنمنٹ ٹیکنیکل انیٹیوٹ لکھنؤ سے انتظام کیا گیا۔ اعلیٰ قسم کی اسٹیشنری (خصوصی مدیں) اور عام قسم کی اسٹیشنری کے ٹھیکے دئے گئے۔ معمولی کاغذ کے لئے ۶ کارخانوں کو جن میں سے ۳ صوبجات متحدہ کے تھے ٹھیکے دئے گئے۔ اس کے

علاوہ ایک اور ٹھیکہ واٹر مارک (اسٹامپ) کاغذ کا لکھنؤ، پراڈیا کو پر پیپرل ۳۶۳۷۷ روپیہ کا دیا گیا۔ خاص قسم کے کانٹے دار تار کی فراہمی کے لئے مسرز انروال آسٹرن درکس آگرہ کو ٹھیکہ دیا گیا۔ دھات چڑھے ہوئے کانٹے دار تار اور کنڈوں کی فراہمی کے لئے مسرز ٹائیل

اور واٹر پراڈکٹس لمیٹڈ ٹائیکوٹیکہ دیا گیا۔ ہندوستان میں بنے ہوئے طبعیاتی، کیمیادی اور حیاتیاتی

اوزاروں کی فراہمی کے سٹڈر منظور کئے گئے۔ ٹھیکے آگرہ کی دو فرموں ایک بنارس کی فرم کو

اور ایک پنجاب اور بنگال کی فرم کو دیئے گئے۔ مینیلارسی، ہیر بلٹنگ، مینول ٹریننگ کے اوزار

اور ہاتھ کی لائٹین اور ناپنے کے دھات کے ٹیٹ اور ریفس کی فراہمی کے لئے ٹھیکے دیئے

گئے۔ تمام ٹھیکے صوبجات متحدہ کے باہر دیئے گئے۔ سفید اور کالے پائپوں کی فراہمی کے لئے

اور فٹنگس کی فراہمی کے لئے ایک کراچی اور ایک کلکتہ کی کمپنی کو آرڈر دیئے گئے۔ لوہے

اور اسٹیل کے لئے ٹھیکے مین کلکتہ کے کارخانوں کو اور ایک کانپور کے کارخانہ کو دیا گیا۔

پریم اسپنگ اور ویونگ مس اوجھونی کے سوت کے نرخ منظور کئے گئے۔ ماڈل انڈسٹریز،

دیال باغ آگرہ سے ڈیلو، آئی پیڈ بولٹس، اور ٹاول بولٹس کی فراہمی کے لئے انتظام کیا گیا۔

سائیکلوں اور دوسرے سامان کے لئے مسرز ڈلٹن لمیٹڈ کانپور کو ٹھیکہ دیا گیا۔ فرنیچر کی فراہمی

کے لئے صوبجات متحدہ کے کارخانوں کو زیادہ تر بریلی کے کارخانوں کو ٹھیکے دیئے گئے۔

دواؤں وغیرہ، سوئی دینے کی رقیق دوائیں، ٹکیوں کے لئے سات کارخانوں کو ٹھیکے دیئے

گئے۔ جن میں سے تین کارخانے کانپور کے ہیں خزانے کے تالوں اور دوسرے معمولی تالوں

کے لئے علیگڑھ کے کارخانوں سے انتظام کیا گیا۔ جراثیم سے صاف کرنیوالی ترقیق دوا کی فراہمی کے لئے لکھنؤ کے ایک کارخانہ کو ٹھیکہ دیا گیا۔ نرخ کا جو انڈین اسٹور محکمہ نے رنگ، انیل، وارنش، تیل اور گریز وغیرہ کے لئے داخل کیا تھا اسے انڈنٹ کرنے والے افسروں کی اطلاع کے لئے شائع کیا گیا۔ اسسٹنٹ انجینیر رام نگر سب ڈویژن کے لئے ۱۱۴ ہنڈریڈ ویٹ پالش کیا ہوا (سفید) سادے تار کے لئے انڈین اسٹیل اور واٹر پراڈکٹس لمیٹڈ ٹاٹا انگریز کو آرڈر دیا گیا۔ مسرز جگن لال کملاپت جوت ملس کانپور کو بورہ باندھنے کی سٹلی اور سٹلی کے کپڑے کی فراہمی کے لئے آرڈر دیا گیا۔ چھاپنے کی روشنائی کے لئے مسرز ہگلی ایک کمپنی لمیٹڈ ہوڑہ کو ٹھیکہ دیا گیا تلی کے تیل کے ہر دو قسم کچے اور دو دفعہ ابالے ہوئے کی فراہمی کے لئے انچ، بی، مکنا، لو جیکل انسٹی ٹیوٹ، کانپور سے انتظام کیا گیا۔

محکمہ خریداری و گودام کے اغراض و مقاصد

شروعات - ۱۹۲۱ء سے محکمہ گودام و خریداری وجود میں آیا اس کی وجہ صنعت و حرفت کمیشن کی سفارشات کی منظوری تھی اور حکومت ہند کی مقرر کردہ گودام اور خریداری کی کمیٹی تھی۔ یہ محکمہ ڈائریکٹر صنعت و حرفت اور تجارت و صوبجات متحدہ کے دفتر کی ایک شاخ ہے اور وہی اس کے افسر اعلیٰ ہیں۔

مقاصد - اس محکمہ کا کام یہ ہے کہ یہ تمام سرکاری چیزوں کی خریداری کا انتظام اس طرح کرے کہ عام طریقہ پر ملک کی تمام صنعتوں کی خاص کر اس صوبہ کی صنعتوں کو تقویت ہو۔ اس محکمہ کا یہ بھی مقصد ہے کہ اس سے کفایت ہو اور یہ محکمہ سستے داموں میں چیزیں خرید کرے کیونکہ وہ اکٹھی چیزیں خرید کر گیا اور اسکے علاوہ ہندوستان کی بنی ہوئی چیزوں کو ولایتی چیزوں پر ترجیح دے۔

عام کام - یہ محکمہ نرخ منگانے کے لئے تمام منظور شدہ کارخانوں کی فہرست رکھتا ہے۔ وقتاً فوقتاً اس فہرست پر نظر ثانی کی جاتی ہے۔ صوبجات متحدہ کے گورنر کے ضمیمہ گودام میں اور انڈین ٹریڈ جرنل میں ٹنڈر کے نوٹس ان کارخانوں کی اطلاع یا بی کے لئے دئے جاتے ہیں جو چیزوں کی فراہمی میں دلچسپی لیتے ہیں۔ ٹنڈر فارم مفت یا جو قیمت مختلف ٹھیکوں کے لئے ٹنڈروں کے لئے مقرر ہو اسکے ادا کرنے پر مل سکتا ہے سرکاری محکمے اس فیس کی ادائیگی سے مستثنیٰ ہیں۔ ٹنڈر کارخانوں کے نمائندوں کے سامنے کھولے جاتے ہیں اور نرخ ان کو پڑھ کر سامنے جاتے ہیں۔

کپڑہ بننے کے، لکڑی کے، چمڑہ کے اور دھات کے ماہرین محکمہ کی مدد کرتے ہیں جو ٹھیکے

دے جاتے ہیں انکی تفصیل سرکاری گزٹ اور انڈین ٹریڈ جرنل میں دی جاتی ہے۔ انڈنٹ والے انسر سید سے کارخانوں کو آرڈر دیتے ہیں اور وہی انسر بنوں کی ادائیگی بھی براہ راست کرتے ہیں ان چیزوں کے لئے جو زیادہ مقدار میں خریدی جاتی ہیں انکے لئے ریمک اور ریٹ (رنس) ٹھیکوں کا بندوبست کیا جاتا ہے جب ضرورت ہوتی ہے تو جو ٹھیکے انڈین اسٹورس کے محکمہ میں درج ہیں ان کا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اسٹیشنری، کاغذ، ٹائپ رائٹروں اور ڈپٹی کیٹروں کے ٹنڈر ایک بورڈ جس میں ڈائریکٹر صنعت و حرفت اور تجارت اور سپرنٹنڈنٹ پبلنگ اور اسٹیشنری، الہ آباد شامل ہوتے ہیں جانتا ہے۔ خاصی مواقع پر کارخانوں سے ضمانت لی جاتی ہے اور اقرار نامے لکھے جاتے ہیں۔

۲۰ لاکھ روپے سے زیادہ سالانہ اس ہیمنہ کے ذریعہ خریداری ہوتی ہے۔ محکمہ کا خرچہ تقریباً ۲ فیصدی ہے۔

۵۔ تعلیم یافتہ روزگاروں کو امداد

حکومت صوبہ جات متحدہ نے ۱۹۳۹ء کے میزانیہ میں مبلغ ۱۴۰۰۰۰ روپیہ کی رقم تعلیم یافتہ نوجوانوں کو صنعت و حرفت اور دوسرے کام کرنے کے لئے بطور امداد رکھی گئی ہے۔ اس امداد کے لئے درخواستیں ڈائریکٹر صنعت و حرفت کے یہاں دی جاتی ہیں۔ سالگذاشتہ ۱۸ امیدواروں کو ۹۱۸۵ روپیہ کی رقم دی گئی ہے اس سال کے میزانیہ سے اب تک ۹۲۳۵ روپیہ کی رقم دی جا چکی ہے۔ لکڑی کے کام، چترہ کے کام رنگائی اور چھپائی کے کام کے علاوہ ذیل کی صنعتوں کے لئے ان اضلاع میں جنکے نام صنعت کے سامنے درج ہیں امداد دی گئی ہے۔

فیروز آباد

الہ آباد

لکھنؤ

کانپور اور بنارس

لکھنؤ

اٹاوا

کانپور

علی گڑھ

کانپور

۱۔ رنگین کھریا اور سلیٹ پشیل بنانا

۲۔ پھل محفوظ رکھنا

۳۔ لازنجز اور ٹافی بنانا

۴۔ کشیدہ کاری

۵۔ جھلی کا لیمپ کا شیڈ بنانا

۶۔ چترے کے فریم اور سیننگ کے ٹن بنانا

۷۔ بچوں کی گاڑی بنانا

۸۔ سیمنٹی ریئر بنانا

۹۔ گوند بنانا

۱۰۔ بجلی لگنے کا سامان
 بیرون گاری کے بورڈ کی دوسری میٹنگ اب غالباً جولائی ۱۹۳۹ء میں ہوگی۔
 امداد کے لئے ہر مہینے تقریباً ۳۰ درخواستیں موصول ہوتی ہیں اور یہ امید کی جاتی ہے کہ
 بہت سے تعلیم یافتہ نوجوان اسی موقع سے فائدہ اٹھائیں گے۔

۶۔ صنعت و حرفت کا بورڈ

۲ مئی ۱۹۳۹ء کو حکومت صوبجات متحدہ کے مقرر کردہ صنعت و حرفت کے بورڈ کا جلسہ کانپور
 میں ہوا۔ آجاریہ جگل کشور ایم۔ ایل۔ اے پارلیمنٹری سکرٹری، وزیر صنعت و حرفت کی فیروز جی
 میں مسٹر جے۔ ٹم، آئی۔ سی۔ ایس۔ ڈائریکٹر صنعت و حرفت صوبجات متحدہ نے صدارت کی۔
 مسٹر ایم۔ بی ہولیکار، مسٹر آر۔ سی۔ سرواستوا، پرنسپل ڈس، سردار اندر سنگھ، مسٹر سورج پرنشاد اور تھی
 مسٹر ہرناتھ پرنشاد اور مسٹر دیشانی شریک جلسہ تھے۔

بلغ ۳۵۰۰ روپیہ کی رقم جو حکومت نے صوبجاتی صنعتوں کے لئے دی تھی اسکے متعلق سفارشات
 کرنے کے لئے جو سب کمیٹی مقرر ہوئی تھی اسکی رپورٹ پر کمیٹی نے غور کیا۔ کمیٹی نے سب کمیٹی کی رپورٹ
 اس ترمیم کے ساتھ قبول کی کہ اگر اس سلسلہ میں کوئی تجویز آئندہ جلسہ میں پیش ہوئی تو اس پر بھی غور
 کیا جائے گا۔
 (باقی آئندہ)

شیرہ کو کیسے کام میں لایا جائے

کچھ عرصہ سے شیرہ کو کام میں لانے اور خاص کر ”پاور الیکٹریکل“ بنانے کا مسئلہ حکومت اور عوام کے زیر توجہ
 ہے۔ چنانچہ صوبجات متحدہ اور بہار کی حکومتوں نے جنوری ۱۹۳۷ء میں ایک کمیٹی اس غرض سے مقرر کی
 کہ اس مسئلہ پر غور کرنے کے بعد اس کے بعد تمام پہلوؤں پر رپورٹ پیش کرے کمیٹی ذیل کے اشخاص پر مشتمل تھی۔

(۱) ڈاکٹر این۔ آر۔ دھارڈی۔ ایس۔ ایف۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ایس۔

(۲) مسٹر جی۔ اینج ڈکسن مسز بگ سدرلینڈ کینی لیٹیڈ کانپور

(۳) مسٹر انتھاسرام بنام میونسپل سکرٹری لیٹیڈ بنگلور

(۴) مسٹر بی۔ ایس۔ میک جیف کیمٹ محبوبا شکر فیڈری

(۵) لالہ پدماپت سنگھانیا کانپور

(۶) مسٹر ارنجیم۔ بی۔ گاندھی رہتس صنعت۔ لٹڈ

(۷) ڈاکٹر ایس۔ ایس بھنگاگر پنجاب یونیورسٹی

(۸) ڈاکٹر این۔ جی۔ جیٹرجی۔ اینج۔ بی۔ ٹی۔ آئی۔ کانپور

وسط جوں میں کمیٹی کی رپورٹ پیش ہوئی اور پھر دونوں حکومتوں نے اس کی جانچ کی۔ اس سلسلہ میں اہم ترین سوالات جن پر غور کرنا ہے یہ ہیں۔ (۱) آیا پاور الکمل بنانا ایک صحیح اقتصادی چیز ہے یا نہیں اور یہ کہ اس الکمل کی کھیت کے لئے کیا انتظامات کرنا ہوں گے۔

۲۔ صوبہ جات متحدہ اور بہار کے شکر کے کارخانوں سے ہر سال تقریباً ۳۰۰۰۰ ٹن شیر نکلتا ہے جس میں سے تقریباً ۲۰۰۰۰ ٹن شیرہ کارخانہ کی نالیوں وغیرہ سے نکل کر ضائع ہو جاتا ہے جو ارد گرد کے کمیٹیوں وغیرہ میں جا کر گرتا ہے اور اس طرح ہر مقامی لوگ اس کی اکثر شکایت کرتے رہتے ہیں۔ تقریباً ۳ سال ہوئے ایک برآمد کی کمیٹی نے چار آنہ فی من شیرہ خریدنے کا ارادہ کیا لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۷۶-۷۷ء میں اسے تقریباً ۸۰۰ ٹن شیرہ خریدا جس کی اوسط قیمت ایک آنہ من سے کچھ زیادہ پڑی اور اس کے بعد اسے بھی کم مقدار میں شیرہ خریدا گیا۔ اگر شیرہ کی قیمت چار آنہ من کے حساب سے لگائی جائے تو پچاس لاکھ روپیہ سالانہ ہوتی ہے۔

۳۔ اگر الکمل کی قوت شیرہ سے بنائی جائے تو تخمینہ یہ ہے کہ ایک من شیرہ میں ۲۰۲ گیلن الکمل ہوگا یا ۲۰۰ من شیرہ میں ایک ٹن الکمل ہوگا۔ اس طرح صوبہ جات متحدہ اور بہار کی حکومتیں ۱۲۰ لاکھ گیلن سالانہ "پاور الکمل" پیدا کر لیں گی۔ کمیٹی کی سفارش یہ ہے کہ اس وقت اسی قدر "پاور الکمل" بنائی جائے جتنی کہ بہار اور صوبہ جات متحدہ کی حکومتوں کو ضرورت ہو۔ دونوں صوبوں کی حکومتیں اس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہر دو حکومتیں اس بات کے لئے بھی تیار ہیں کہ کم سے کم اقتصادی یونٹ کا لحاظ رکھتے ہوئے ایک کارخانہ جس میں ایک دن میں ۲۲۰۰ گیلن تیار ہو اور جس کی لاگت ڈھائی لاکھ ہو کھولا جائے۔ اس قسم کے بہت سے کارخانے مناسب مقاموں پر کھولے جاسکتے ہیں اور جہاں مرکزی بھٹی پاور الکمل کی تقسیم کے لئے بنائی جائے زیادہ مفید ثابت ہو سکے (جیسے کہ بہار میں) وہاں کئی ایک کارخانے قائم کئے جاسکتے ہیں۔

۴۔ اگر اس قسم کے کارخانے کھولے جائیں تو کمیٹی نے جو تخمینہ کیا ہے اس کے مطابق شیرہ کا دام چھوڑ کر ایک گیلن الکمل کی قوت بنانے میں ۳ آنہ سے ۳.۵ آنہ تک صرفہ ہوگا۔ کمیٹی کی رپورٹ لکھنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ پیٹٹ (جسٹری) کرانے میں کوئی مسلسل رائٹی نہ دینی پڑے گی۔ لہذا بنانے کا صرفہ ۳ آنہ ہو سکتا ہے یہ بھی تجویز کی گئی ہے کہ بجائے اس کے کہ چھوٹے چھوٹے بہت سے کارخانے کھولے جائیں اگر ایک بڑا کارخانہ قائم کیا جائے تو صرفہ اور بھی کم ہوگا لیکن اس وقت اس پر دو حیان دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ شیرہ کی قیمت ۴ آنہ فی من رکھتے ہوئے اور ڈیڑھ آنہ اور اس کے بار برداری پر لگاتے ہوئے

ایک گیلن پاور انکھل کے لئے ڈھائی آنہ کا شیرہ ہوا اور ایک گیلن انکھل کی قیمت ساڑھے پانچ آنہ ہوئی۔
۵۔ فروخت کی واقعی قیمت مقرر کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس میں اگر کوئی آبجاری کا ٹیکس ہو تو وہ اور اس کے علاوہ واقعی تقسیم کرنے اور فروخت کرنے کی قیمت شامل کر دی جائے۔ آخر الذکر ۳ آنہ فی گیلن سے زیادہ نہ ہو اور اگر آبجاری کا ٹیکس موجودہ پٹرول کے ٹکس کے مطابق لگایا جائے تو اس طرح پر ایک گیلن کا دام ایک روپیہ ۳ آنہ ہو جو بہار اور جو صوبہ جات متحدہ میں پٹرول کے نرخ سے کم ہے۔ لہذا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ پاور انکھل کی اس صوبہ میں استعمال کی جائے تو اس کے بنانے میں فائدہ ہے۔

۶۔ پاور انکھل صرف موٹر میں پٹرول کے ساتھ مل کر چلانے کے کام آسکتی ہے۔ حکومت یوپی اور بہار کو یہ اطمینان ہے کہ ۲۰ فیصدی پاور انکھل پٹرول کے ملانے سے کوئی نقصان نہیں ہے اور یہ ہر دو حکومتیں جب تک کوئی اور صورت نکاسی کی نہ ہو اس قسم کا قانون بنانے کے لئے بھی تیار ہیں۔ چونکہ ہمارے صوبہ میں سالانہ پٹرول کا صرفہ تقریباً ۹۰ لاکھ من ہے اس طرح اس میں سے ۸ لاکھ من پاور انکھل سے گھٹا دیا جاسکتا ہے۔ بلکہ دوسرے الفاظ میں یوں کہئے کہ ۳ ٹن شیرہ کام میں آسکتا ہے۔

۷۔ صوبہ جاتی حکومتوں کو اس کا احساس ہے کہ بچے ہوئے شیرہ کا یہ کوئی حل نہیں ہے لیکن ابتداء تو کہی ہی جاسکتی ہے اور بعد میں یہ انتظام کیا جاسکتا ہے کہ دوسرے صوبوں کو بھی پاور انکھل پٹرول سے کم دام پر بھیجا جائے خصوصاً جو کہ آبجاری کا ٹیکس سرچارج کو چھوڑ کر پٹرول کے ٹیکس کے ٹکس کے برابر کر دیا جائے۔ موجودہ صورت میں ہر دو حکومتیں ان اصولوں کے پاور انکھل بنانے اور ان کی فروخت کے انتظامات کرنے کا ارادہ کر رہی ہے۔

۸۔ آخر میں حکومت صوبہ جات متحدہ اور بہار میں ان کیٹیگی کی محنت شاقہ اور ان کی گرانقدر رپورٹ پر جو پاور انکھل کی ترقی کے لئے مفید ہے دلی شکر یہ ادا کرتی ہیں۔

صوبہ جات متحدہ کی صنعت شیشہ کیلئے جدید بھٹیاں

(ترقی کی اسکیم پر عملدرآمد)

محکمہ صنعت و حرفت کے شعبہ گلاس اینڈ لوجی نے جو پروگرام تیار کیا تھا اس کے

ایک اور حصہ پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔

منتخب کردہ شیشہ کار (فکٹوری) کو حکومت نے ۱۰ جدید ترین پگھلانے والی فیکٹریوں (۱) ایک

”رکوپریٹیو ۹/۸ پاٹ والی بھی مع گیس پروڈسروں کے“۔ (۲) اس طرح کی ایک پاٹ ۱۲/۱۰ پاٹ فرنیس (۳) ایک رکوپریٹیوٹنک فرنیس جس میں ۶ ٹن کٹی تیار ہو سکے۔

حسب بالا چیزوں کی قیمتیں تخمیناً ۳۲۰۰۰ روپیہ۔ ۳۰۰۰۰ روپیہ اور ۳۰۰۰۰ روپیہ علی الترتیب ہونگی۔ حکومت اس خرچ کا ۵۰ سے ۶۶ فیصدی تک برداشت کرے گی۔ بقیہ اخراجات منتخب شدہ کارخانے خود پورا کریں گے۔

جو بھینیاں لگانی جائیں گی وہ کارخانوں کی ذاتی ملکیت ہو جائیں گی البتہ حکومت کو معائنہ کرنے نیز دلچسپی رکھنے والے لوگوں کے سامنے مظاہرہ کرانے کا حق رہیگا۔

اسکیم کی تفصیلات کے متعلق صوبہ کی تمام گلاس فیکٹریوں کو ایک سرکلر بھی دیا گیا ہے اور ان سے درخواستیں طلب کی گئی ہیں۔ اس سلسلہ میں جو کچھ دریافت کرنا ہو وہ ڈاکٹر اے۔ نڈل۔ گلاس ٹکنالوجسٹ حکومت یو۔ پی بنارس سے معلوم ہو سکتا ہے۔

جے۔ نگم
ڈائریکٹر صنعت و حرفت

صوبات متحدہ میں ہاتھ کے کرگمہ کی صنعت کی ترقی

منظام امداد باہمی کی کامیابی

آج کل صوبات متحدہ کے محکمہ صنعت و حرفت کا خاص کام محکمہ امداد باہمی کے ذریعہ سے کرگمہ کی صنعت کو بڑے پیمانہ پر ترقی دینا ہے۔ ۱۵۰ سپروائزروں کی ٹریننگ کے لئے حکومت نے مبلغ ۱۳۵۶۸ روپیہ کی ایک رقم دی ہے۔ ان سپروائزروں کو اس کام کے لئے جلد ہی ہی بھرتی کیا جائے گا۔

ٹریننگ کے ۴ مرکز ہونگے (۱) کپڑہ بننے کا مرکزی انشٹیٹیوٹ بنارس (۲) کپڑہ بننے کا ماڈل اسکول نجیب آباد (۳) کپڑہ بننے کا ماڈل اسکول منو اور (۴) کپڑہ بننے اور چھپائی کا سرکاری اسکول بنگلہ ہر مرکز میں تقریباً ۴۰ سپروائزروں کو ۹ ماہ تک علمی اور عملی طور پر بنائی قانون امداد باہمی اور اس کے عملی کام کی ٹریننگ دی جائیگی۔ ٹریننگ کے زمانہ میں تمام ۱۱۵۰ امیدواروں کو مبلغ ۷ روپیہ ماہوار فی کس وظیفہ دیا جائیگا۔ ہر مرکز ایک کوآپریٹو انسپکٹر اور ٹیکنائٹ انسپکٹر کی نگرانی میں ہوگا۔ کوآپریٹو انسپکٹر محکمہ امداد باہمی سے اور ٹیکنائٹ انسپکٹر محکمہ صنعت و حرفت سے لیا جائیگا۔

ٹریننگ ختم ہونے کے بعد کامیاب امیدواروں کو منتخب مرکزوں میں مبلغ ۴۴ روپیہ ماہوار پر رکھا جاسکیگا۔ اس رقم میں ان کا سفر خرچ اور قلمی وغیرہ کے اخراجات بھی شامل ہیں۔ ان تنخواہوں پر جب تقررات واقعی ہوں گے نظر ثانی کی جائیگی۔ سپروائزروں کا کام یہ ہوگا کہ وہ کپڑہ بننے والوں (جلاہوں) میں جدید قسم کے کرگھے رائج کریں اور انھیں جدید طریقہ پر کپڑہ بننے اور نئے نئے طرز کے ڈزائن بنانا بتائیں۔ ان سپروائزروں کو کپڑہ بننے والوں کو امداد باہمی کے طریقہ پر منظم بھی کرنا ہوگا تاکہ انھیں کپڑہ بننے کے ضروری سامان اور گرگہ وغیرہ خریدنے میں روپیہ کی آسانی ہو اور ان کے تیار کردہ مال بکری کا انتظام ہو سکے۔

تعلیمیت نوجوانوں کی امداد

حکومت صوبجات متحدہ نے ۴۰۰۰ روپے کی ایک رقم صرف اس لئے مخصوص کر دی ہے کہ اس سے ان تعلیم یافتہ نوجوانوں کو جن کی عمر تیس سال سے کم ہے اور جنہوں نے کسی خاص صنعت میں ٹریننگ حاصل کی ہے امدادی رقمیں دی جائیں اور وہ اس سے صنعت تجارت یا کاروبار قائم کر سکیں۔ جو لوگ پہلے ہی سے اپنے کاروبار یا تجارت میں لگے ہیں ان کو بھی اپنا کام پھیلانے کے لئے اس رقم سے مدد دی جائے گی۔ اجتماعی یا کوآپریٹو اصول پر جو کام شروع کیا جائے گا اسے خاص ترجیح حاصل ہوگی۔ عام طور پر ۱۰۰ روپے سے زیادہ رقم نہ دی جائے گی لیکن خاص حالات میں یہ رقم ڈیڑھ ہزار اور دو ہزار تک دی جاسکتی ہے۔

حسب ذیل باتوں کے لئے امداد دی جاسکتی ہے۔

اوزار۔ ساز و سامان۔ اور مشین وغیرہ خریدنے کے لئے جس میں مشین کو قائم کرنے کی قیمت بھی شامل ہوگی امداد پانے والے کو اس قابل بنانے کے لئے کہ وہ تجارتی پیمانہ پر سامان تیار کرنے کی ان شواہد کو حاصل کریں گے جو شروع میں پیش آتی ہیں۔ ان نقصانات کو پورا کرنے کے لئے جو شروع میں معمولی تیاری کی وجہ سے اٹھانا پڑتے ہیں۔ اجتماعی خرید و فروخت اور جہاں ممکن ہو اجتماعی خریداری کو ترقی دینے کے لئے یا کسی اور اسی قسم کے مقصد کے لئے جو امداد پانے والے کے حالات کے لحاظ سے ضروری سمجھا جائے۔

دستکاری اور دیہاتی صنعت کے متعلق آنے والی درخواستوں کو ترجیح دیا جائیگی۔ مثال کے طور پر حسب ذیل صنعتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

دھات کا سامان ڈھانا۔ کار و فروش۔ خشک دھلائی۔ رنگنا۔ چھاپنا۔ تالوں کے پرزے بٹھانا۔ ٹوکری بنانا۔ مرمت کے لئے مستری کی دوکان رکھنا۔ زر دوزی۔ سوت کارنگنا اور اس کے

گولے بنانا۔ بید کا سامان بنانا۔ برش بنانا۔ گراموفون کے برزے بٹھانا۔ ریڈیوسٹ کا کام کرنا۔ بجلی کے لمپوں کے شیڈ بنانا۔ بیٹ بنانا۔ ہیل بال بنانا گھڑیوں میں دباغت کا کام کرنا۔ کھلونے بنانا۔ ہاتھ سے کاغذ بنانا۔ چرم سازی۔ عمدہ سوت بنانا۔ مٹن بنانا۔ پین بنانا۔ نمیں بنانا۔ زنجیر بنانا۔ ٹوٹ کا آراکش۔ پنسل بنانا۔ سیفی ریڈر لیڈ بنانا۔ سینٹ پیپر بنانا۔ تیل پیرنا اور صاف کرنا۔ صابن بنانا۔ رسی بنانا۔ روئی ٹوتنا اور ہاتھ سے کاتنے والوں کے لئے روئی کی بٹیاں بنانا۔ کارڈ فروش۔ بیچوں کا بنانا۔ مین چھابنا۔ سلولائیڈ اور ربڑ کے کھلونے بنانا۔ فیتہ اور ٹیپ بنانا۔ چھتری بنانا۔ سنگار کا سامان بنانا۔ مینا کا کام کئے ہوئے برتن۔ بینک کے فریم وغیرہ۔

یہ امدادی رقیں کچھ شرطوں پر دی جائیں گی جو ہر شخص کے کام کے لحاظ سے ہوں گی۔ مخصوص شرطیں حسب ذیل ہیں:-

(۱) امداد پانے والے کو اوزار۔ ساز و سامان اور مشین وغیرہ کی قیمت کا کچھ حصہ خود اپنے ذرائع سے خرید کرنا۔ (۲) ڈائریکٹر صنعت و حرفت امداد پانے والے سے اسکیم کے متعلق جو کچھ معلومات حاصل کرنا چاہیں اس کو ہم پہنچانا۔ (۳) محکمہ صنعت کے افسران کی جانچ کے واسطے اپنے حسابات تیار رکھنا۔ (۴) اس کو منظور شدہ اسکیم کے مطابق کام کرنا ہوگا اور اگر وہ ایسا نہ کرے گا تو امدادی رقم سے خریدی ہوئی مشینیں اور رقم کا وہ حصہ جو تصرف سے بچا ہوا پس کرنا ہوگا۔ (۵) اگر حکومت سرکاری اسکولوں کی صنعتی امداد اور دوسری آسائیوں کے خیال سے کوئی خاص جگہ تجویز کرے تو اس جگہ کاروبار قائم کرنے کے لئے تیار رکھنا۔ (۶) بعض حالات میں امداد پانے والے سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ محکمہ صنعت کی نگرانی میں کوآپریٹو یا اجتماعی طور پر دوسروں کے ساتھ ملکر کام کرے۔ بعض حالات میں اسے ایک ایسی مشین کرایہ پر دی جاسکتی ہے جو کسی جگہ پہلے سے قائم ہو اور اس سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ کچھ دنوں مقول رہنائی کے ساتھ لیکن سخت تاجرانہ اصولوں پر کام کرے اور یہ سیکھے خرید کر کہاں کی جائے اور سامان کہاں اور کب بچا جائے۔ اسکیم کی تفصیلات حسب ذیل باتوں کے لحاظ سے درخواست میں درج ہونا چاہئے۔

(۱) کام کرنے کی جگہ (۲) سائل اور اس کے ساتھیوں کی (اگر ہوں) ٹیکنیکل یا تجارتی صلاحیتیں (۳) نام تخمینہ کی تفصیلات اور مطلوبہ سامان۔ اوزار اور مشین کی قیمتیں (۴) کچا مال حاصل کرنے کے ذرائع (۵) کام میں لگا ہوا یا لگایا جائیو لاس سرمایہ (۶) سامان تیار کرنے کا تخمینی خرچ اور نفع کا اندازہ (۷) تیار کی جانے والی چیزوں کے لئے بازار (۸) جس طرح اور جتنی مالی امداد کی ضرورت ہو اس کی تشریح (۹) سائل کی عمر اور اگر اس کے ساتھی ہوں تو ان کی بھی عمر (۱۰) اس کے علاوہ جو ضروری معلومات ہوں۔ درخواست کے مجوزہ فارم اور قواعد ڈائریکٹر صنعت و حرفت صوبہات متحدہ کا پور سے حاصل ہو سکتے ہیں۔

نشتہ بندی

ضلع فرخ آباد کے امتناع منشیات کی رواد بابت یکم اپریل ۱۹۳۹ء

یکم اپریل ۱۹۳۹ء کو ضلع فرخ آباد کی تمام تحصیلوں کے صدر مقامات پر امتناع منشیات کا افتتاح ہوا تمام ضلع میں پربھات پھیریاں اور جلوس غیر سرکاری ذرائع سے نکالے گئے۔ ڈاکٹر این۔ جی۔ مکر جی صدر مہندوسلم طالب بورڈ کی صدارت میں ۱۵ اپریل کو ٹیل پارک فرخ آباد میں ایک جلسہ ہوا۔ جلسہ میں اسٹنٹ آبکاری خیر آبکاری انسٹر ضلع اور مقامی عمائدین شریک تھے۔ عالی جناب وزیراعظم اور عالی جناب وزیر آبکاری کے پیغام پڑھ کر سنائے گئے اور سامعین کے سامنے ان کی تشریح کی گئی۔ موقع کی مناسبت کے لحاظ سے انسٹر آبکاری ضلع اور دوسرے اصحاب نے تقریریں کیں اور لکچر دئے۔ اسکول کی لڑکیوں نے کورس گاکر اور لڑکوں نے ایک ڈراما کمیل کر جمع کو نخطو ظکيا۔

۶۔ آبکاری انسپکٹر اور ۳۶ چیراسی ضلع میں امتناع منشیات کا کام کرنے اور پروپیگنڈہ کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ وہ ضلع کے دور دراز مقامات کا دورہ کرتے ہیں اور گاؤں گاؤں ترک منشیات کے بیغامات پہنچاتے ہیں۔

ضلع میں سولے گاؤں کی دوکانوں کے اور تمام آبکاری کی دوکانیں ختم کر دی گئی ہیں اور عادی لوگوں کی ضروریات کے لئے اجازت ناموں کے ذریعے عارضی انتظام کر دیا گیا ہے۔

اپریل اور مئی کے مہینوں میں پکے عادیوں کے لئے ذیل کی تعداد میں اجازت نامے دئے گئے ہیں۔

۲۴	دلایتی پینے کے لائق
۲۶۶	انیوں
۱۷	چرس
۲۳	بھنگ
۵	سعادتی
۵	دقتی

مذکورہ بالا اجازت ناموں کے محدود ہونے کی وجہ سے نشہ آور چیزوں کا خرچ کم ہو گیا ہے ۱۹۳۹ء اور ۱۹۳۸ء کے اپریل اور مئی کے مہینوں کے خرچ کا ذیل میں مقابلہ کیا گیا ہے۔

سال گذشتہ	سال بدول
۵۴ سیر	۱۶ سیر
۲۹۹ گیلن	۹ گیلن
۴۶ گیلن	۱ گیلن
۲۵ سیر	۱۶ سیر

چند شراب کے علوی تارڑی پیئے گئے ہیں اور بتدریج شراب چھوڑنے کی عادت ڈال رہے ہیں
اسنادی عملہ نے اپریل و مئی کے مہینہ میں ۲ آبکاری کے واقعے پکڑے جن کی تفصیل ذیل میں

درج ہے۔

افیون	۱۰ معاملات
بھنگ	۲
چرس	۳
شراب	۱۱
نا جائز شراب	۱

جرائم کے روکنے میں اس احتیاط سے نتیجہ اچھا ہوا رہا ہے۔

ضلع فرخ آباد میں ترک منشیات کی رپورٹ بابت جون ۱۹۳۹ء

ماہ جون میں ضلع کے دور دراز مقاموں پر امتناع منشیات کے پروپیگنڈے کے ۸ جلسے
کئے گئے۔ جلسوں میں افسروں اور غیر سرکاری سربراہان اور وہ لوگوں نے شرکت کی اور دیوسنی
کے مقام پر شریعتی پریم کلادیوی زوجہ پنڈت جیوالال دوییدی ایم ایل اے نے گائوں
والوں کو بہت ہی موثر طریقہ پر منشیات کی برائیاں بتائیں تارڑی سے گڑ بنانے کے انسپکٹر کے عملے نے
قنوج اور فرخ آباد میں گائوں والوں کے سامنے تارڑی تارڑی سے گڑ بنانے کا عملی مظاہر
کیا۔ ان مظاہروں میں جن میں تارڑی کارگر اور تارڑی پیکالے والے بھی کافی شریک تھے۔

ماہ ذریعہ بحث میں چرس کے ۳ بھنگ کا ایک افیون کے ۵ وقتی ایک اور میعاد دو
اجازت نامے دئے گئے۔ سال گذشتہ سے مقابلہ کرتے ہوئے اس ماہ میں منشیات کی نکاحی
ذیل میں درج ہے۔

سال رواں	سال گذشتہ	دلیسی شراب
-	۳۶۴ ہلک گیلن	چرس
$\frac{1}{10}$ سیر	$\frac{1}{10}$ ۲۱ سیر	بھنگ
ایک سیر	" ۱۵۸	افیون
$\frac{1}{3}$ سیر	" $\frac{1}{4}$ ۱۴	

انسدادی عملہ نے ۲ بھنگ کے ۲ چرس کے اور ۳ شراب اور ۳ ناجائز شراب کشی کے واقعات اس ماہ میں گرفتار کئے، اس کے مقابلہ میں سال گذشتہ اس ماہ میں کل ۷ واقعات گرفتار ہوئے تھے۔

ضلع فرخ آباد میں امتناع منشیات کی رپورٹ بابت ماہ جولائی ۱۹۳۹ء

پچھلے مہینے میں ایک تحصیل کی کمیٹی قائم کی گئی ہے اور سکندر پور میں حاکم پرگنہ کی صدارت میں ایک جلسہ ہوا۔ اس جلسہ میں ہندوستانی ٹی مارکٹ اور کھجور جیکری کے نمائندے بھی شریک تھے۔ حاضرین کو گاؤں سے محفوظ کیا گیا اور مقامی اسکولوں کا ٹنکر یس کمیٹی اور گاؤں کی پنچایت کے اراکین نے موثر تقریریں کیں۔ ضلع گاؤں سدھار انجمن کے سکریٹری نے تقریروں کا سلسلہ ختم کرتے ہوئے اپنی تقریر میں ضلع کے ترک منشیات کے کام اور اس کے نظام کی تفصیلات بتائیں۔ تحصیل قنوج میں سرس کے مقام پر بھی ایک جلسہ ہوا جس میں مقرروں نے گاؤں والوں سے منشیات کے ترک کرنے پر زور دیا اور ان سے کہا کہ وہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کو بھی منشیات کے چھوڑنے پر آمادہ کریں۔ گاؤں کے علاقوں میں محکمہ گاؤں سدھار کے کام کرنے والوں نے بھی بہت سے جلسے کئے، اس طرح سے ساتھ ساتھ متنازع غیر سرکاری لوگوں اور قومی کارکنوں نے متعدد طور پر شمشاد آباد کے مقام پر لوگوں کو پند و نصائح کر کے ترک منشیات کے کام کو ترقی دی۔ فرخ آباد اور قنوج کی تحسیلوں میں خاص خاص جگہوں پر مینیبی بورڈ لگائے گئے ہیں اور مال کا عملہ ترک منشیات کی تبلیغ کی اعانت کر رہا ہے۔

ماہ زیر بحث میں ولایتی شراب کے دو افیون کے چار چرس کا ایک میعاد دو اور چار دفعی اجازت نامے دئے گئے۔ ضلع میں منشیات کے استعمال میں انسدادی تدابیر اختیار کرنے کی وجہ سے منشیات کی نکاسی میں کافی کمی ہو گئی ہے۔ اب کی جولائی میں دلیسی شراب کی بالکل نکاسی نہیں ہوئی۔ اس کے مقابلہ میں سال گذشتہ جولائی میں ۵۷۱ گیلن کا صرفہ ہوا تھا۔ اسی طرح سال گذشتہ کی جولائی کا مقابلہ کرتے ہوئے اس سال جولائی میں منشیات کا جو صرفہ ہوا ہے ذیل میں درج ہے۔

سال گزشتہ	سال رواں
چرس ۲۳ سیر	۳۲ سیر
بھنگ ۲ سیر	۱۳۵ سیر
انیون ۳ ۱/۲ سیر	۱۶ ۱/۲ سیر

انسدادی عملہ کی مستعدی کا اثر آبکاری کے جرائم پر بھی ہوا اور اس مہینہ میں کل ۱۰ ایسے واقعات ہوئے۔

یکم اپریل ۱۹۳۹ء کو ترک منشیات کی اسکیم ضلع بجنور میں شروع کی گئی اور تمام ضلع کی عام پبلک نے اس کے نفاذ کا غیر مقدم کیا۔ ہر تحصیل کے صدر مقام پر اور خاص خاص قصبوں میں بڑے بڑے جلوس نکالے گئے اور پلے کئے گئے جن میں لوگ کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ ڈسٹرکٹ بورڈ ورنائیو لرا اسکولوں سے لے کر سڑکوں کے کناروں تک جلوس دیاتوں میں نکالے گئے۔ مختلف لوگوں نے ان جلوسوں اور جلسوں میں شرکت کی۔ صبح کے وقت پر بھات پیریاں نکالی گئیں اور اس کے بعد آریہ سماج بھی منڈلیوں نے قصبوں میں گھوم گھوم کر ترک منشیات کے گیت گائے۔ بعد دوپہر جلوس نکالے گئے اور پھر ذی اتر اور ہر دھنیز مقامی حضرات نے مناسب تقریریں کیں۔ ان سب کے بعد میجک لالیٹن سے امتناع منشیات کے متعلق تصویریں دکھائی گئیں۔ تمام ضلع کے بازاروں میں اور اسٹیشنوں پر ایک بڑی تعداد میں اشتہارات چپکائے گئے اور تقسیم کئے گئے۔

ترک منشیات کے پروگرام کے بارہ میں عوام میں جوش قائم رکھنے کے لئے برابر ضلع بھر میں انیسویں آریہ سماج شن دانوں اور اہل کاران ٹکے تعلیم کی طرف سے جلسے اور پر بھات پیریاں ہو رہی ہیں۔ ترک منشیات کا ایک بورڈ جس کے ممبر خاص خاص ادارہ کے نمائندے ہیں منظم پر قائم کیا گیا ہے اور اس کی مجلس عاملہ الگ مرتب کی گئی ہے جس کا ہر مہینہ میں جلسہ ہوتا ہے کام کی مزید نگرانی کے لئے یہ تجویز ہوئی ہے کہ انکراں کیٹیاں بنائی جائیں جو ہر پٹواری کے حلقہ میں قائم ہوں۔ ان فرقوں کی بنچائیں بھی اس میں شامل ہیں جو نشہ کی عادی ہیں۔ گذشتہ ڈھائی مہینہ کے دوران میں جب سے کہ ترک منشیات کا کام شروع ہوا ہے خاص بات یہ ہوئی ہے کہ کل ضلع میں ۵۱ جون تک دلائےتی شراب کے صرف ۳۴ چرس کے ۱۴ اور انیون کے ۲۱۱ اجازت نامے دئے گئے اور اس دوران میں دیسی شراب یا بھنگ کا ایک اجازت نامہ بھی اب تک نہیں دیا گیا ہے۔

ضلع بجنور میں امتناع منشیات کے کام کی رپورٹ بابت جون ۱۹۳۹ء

ضلع بجنور کے اندر ترک منشیات میں کافی ترقی ہو رہی ہے۔ اب تک جو تہمیریں کی گئی ہیں کامیاب ثابت ہوئی ہیں۔ منشیات استعمال کرنے والے طبقوں کی عورتوں میں مثلاً بھنگیوں اور کنبجڑوں وغیرہ کی عورتیں اس بات سے خوش معلوم ہوتی ہیں کہ اب ان کے مردوں کو شراب وغیرہ پر اپنی قلیل آمدنی میں سے کچھ بھی خرچ کرنے کا موقع نہ ملے گا۔ شیرہ کی کمی اور اس کی زیادہ قیمت ہونے کی وجہ سے اور اس کے ساتھ ساتھ آبکاری کے عملہ کی نگرانی کی بدولت ناجائز شراب کشی کے موقع کم ہیں اس کے علاوہ پرانے لیسنس داروں میں سے زیادہ شراب دوسرے کاموں میں لگ گئے ہیں اس لئے اس سے بھی آبکاری کے جرائم میں کمی کی امید ہے۔ ضلع کے مختلف گاؤں میں حسب معمول پروپیگنڈا ہوتا رہا۔ آبکاری افسر ضلع اور ان کے علاقے ضلع بھر میں ایک درجن سے زیادہ جلسے کئے۔ موضوعات کے میلوں اور ہفتہ وار بازاروں میں تقسیم کئے گئے۔ انیون کے مرن ۴ اجازت نامے دئے گئے۔ دیسی شراب کے کوارٹ بوتل کے دو وقتی اجازت نامے وضع عمل کے سلسلہ میں طبی ضروریات کے لئے دئے گئے۔

امتناع منشیات کی رپورٹ ضلع ایٹھ بابت مئی ۱۹۳۹ء

آریہ سماج ٹپرس سوسائٹی نے ضلع کے مختلف حصوں میں اس مہینہ میں ۲۷ جلسے کئے اپریل اور مئی ۱۹۳۹ء کا سنگ مشن ٹپرس سوسائٹی نے ایک مفید اشتہار تقسیم کیا اور بیواری کے مقام پر اسکول کی لڑکیوں اور گاؤں کی عورتوں کے لئے ترک منشیات کے متعلق ایک تقریر کا انتظام کیا۔ حالانکہ اس کا بہت کم پروپیگنڈا کیا گیا تھا۔ لیکن پھر بھی کافی اثر ہوا۔ اس کے علاوہ اس انجمن نے مختلف حصوں میں ترک منشیات کے متعلق تقریروں کا بندوبست کیا اور ایک ماہوار سالہ کی سوکاپیاں تقسیم کیں۔ آبکاری کے انسپکٹروں نے اپنے دورہ کے زمانہ میں اپنے اپنے حلقوں میں ترک منشیات کے متعلق لوگوں سے بات چیت کی۔

اجازت نامے

انیون (عادی)۔ تین اجازت ناموں کی تجدید ہوئی اور تین نئے اجازت نامے ان لوگوں

کو دئے گئے جو باہر کے مرطب مقامات سے فشن وغیرہ لے کر واپس آئے ہیں اجازت ناموں کی جملہ تعداد ۸۱ ہوئی اور ایفون کے استعمال کی مقدار ۲۹ تولہ ۳ ماشہ اور ۲ رتی رہی۔
ایفون (فصلی)۔ ۴ تولہ ایفون کے دو نئے اجازت نامے دیدون کو دوا کے طور پر استعمال کئے دئے گئے۔

ایفون (وقتی ضرورت)۔ ۶ ماشہ ایفون کے لئے طبی وجوہ کی بنا پر ایک اجازت نامہ دی گیا چرس (عادی)۔ اس مہینہ میں کل ایک اجازت نامہ دی گیا کل تعداد ۲۰ ہوئی اور چرس کے استعمال کی مقدار ۷ تولہ اور ۹ ماشہ ہوئی۔

بھنگ۔ ان دو دیدون کو جن کے پاس فصلی اجازت نامے موجود تھے دوا کی طور پر استعمال کئے لئے ۸ جینٹانک بھنگ رکھنے کی اجازت دی گئی۔

ولایتی شراب۔ ۷ اجازت ناموں کی تجدید کی گئیں اور ایک نیا اجازت نامہ دی گیا کل تعداد ۲۶ ہوئی۔

وہی شراب۔ اس مہینہ میں طبی وجوہ کی بنا پر دو وقتی ضرورت کے اجازت نامے دے گئے مقدمات کی کارروائی۔ اس مہینہ میں ذیل کے واقعات گرفتار ہوئے۔

- ۱۔ ناجائز شراب کشی
 - ۲۔ شراب کار رکھنا
 - ۳۔ شراب نوشی
 - ۴۔ ایفون رکھنا
 - ۵۔ چرس رکھنا
 - ۶۔ ایفون پینا (مدک)
 - ۷۔ گانجہ رکھنا
 - ۸۔ تازی کا جرم
- مجموعہ ۲۵

ایڈٹ کے حالات

یکم اپریل ۱۹۳۸ء سے امتناع نشیات کے لئے جو دو ضلع نقوب کئے گئے تھے ان میں سے ایک ایڈٹ تھا۔ یہ ضلع پہلے دو انسپکٹروں اور چار چپراسیوں کے ماتحت دو حلقوں میں منقسم تھا لیکن اس سکیم کے شروع ہوتے ہی ضلع کو ۱۰ انسپکٹروں اور ۴ چپراسیوں کے ماتحت ۶ حلقوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ضلع کا

ایک اتناعی بورڈ بنایا گیا اور تحصیلوں میں بھی اتناعی کمیٹیاں قائم کی گئیں تاکہ ان سے ترک شراب نوشی کے پروپیگنڈے میں مدد ملے۔ اس کے علاوہ ۴۶ نگران کمیٹیاں تمام ضلع میں قائم کی گئیں جنہوں نے دیسی حلقوں میں بہت مفید پروپیگنڈا کیا۔ وہ لوگ منیات کے عادیوں کے پاس گئے ان کو ترک منیات پر راضی کیا اور ان پر جن پرکہ ناجائز طور پر شراب کشید کرنے یا چرا چھپا کر منیات لانے کا شبہ تھا پوری نگرانی رکھی۔ منیات کے ہزاروں عادیوں نے منیات ترک کرنے کے اقرار ناموں پر دستخط کئے اور اس بات کا وعدہ کیا کہ اب وہ منیات سے پرہیز کریں گے۔ سال کے دوران میں ۱۲۸۴ اتناع منیات کے جلے ہوئے اشتہارات اور ہینڈل وغیرہ کانفرنسوں اور نمائشوں میں خوب تقسیم کئے جاتے تھے۔ نمائی کے مقام پر ضلع کی سیاسی کانفرنس کے موقع پر اتناعی کانفرنس منعقد کی گئی جس میں ۲۰۰۰۰ ہزار سے زیادہ لوگ شریک تھے وہاں سامعین کے سامنے اتناع منیات کے اغراض و مقاصد کی تشریح کی گئی۔ اس کے بعد ضلع کی اتناعی کانفرنس منعقد کی گئی جس میں عالیجناب وزیر اعظم بھی شریک تھے اور یہ کانفرنس ہر لحاظ سے بہت ہی کامیاب ثابت ہوئی۔ اس موقع پر ۳۰۰۰۰ سے ۴۰۰۰۰ تک مجمع تھا۔ عالیجناب وزیر اعظم کی تقریر کا بیشتر حصہ اتناع منیات کے بارے میں تھا۔ انھوں نے لوگوں سے درخواست کی کہ لوگ حکومت کی اختیار کردہ پالیسی میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں۔ اس موقع پر اتناع منیات کی نمائش بھی کی گئی جس میں نقشے تصویریں اور اشتہار وغیرہ کی کافی تعداد تھی۔ بین الاضلاع کانفرنس بھی کی گئی تاکہ پروپیگنڈا کرنے کے نئے طریقوں پر غور و فکر کیا جائے۔ شراب اور دوسری منیات کے ان عادیوں کے درخواست دینے پر حکام ضلع نے اجازت نامے دئے۔ اس سال ائیون کے ۱۳۰ چرس کے ۲۳، ۴، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸

شراب کی نکاسی میں کمی ہونے کے باوجود ناجائز شراب کشی میں بھی کمی ہو گئی ہے۔ اسی کی وجہ منظم پروڈیگنڈا ہے جس نے کہ عوام کو منشیات کی خرابیوں سے آگاہ کر دیا ہے اور دوسری وجہ اس کی انسدادی عملہ کی مستعدی ہے۔ سال زیر بحث میں ۲۰۷ واقعات پکڑے گئے جس میں ۱۲۵ آدمیوں کو سزائیں ملیں۔ ۱۳۸۰ روپیہ کی رقم ان لوگوں میں تقسیم کی گئی جنہوں نے آجکاری کے جربانوں کی گرفتاری میں نمایاں کام کیا۔

عاجلہاب وزیر آجکاری ڈاکٹر کیلاش ناتھ کا بچھنے اپریل ۱۹۳۷ء کے شروع میں اس ضلع کا دورہ کیا۔ انہوں نے اکثر بڑے جلسوں میں تقریریں کیں اور خود حکومت کے پروگرام کی تشریح کی اور سامعین سے اس امر کی استدعا کی کہ وہ اس کام میں حکام کا ہاتھ بٹائیں آریہ ضلع پر تندی ٹپرس سوسائٹی اور کاسگنج اے۔ پی۔ مشن ٹپرس سوسائٹی نے اس سال بہت مفید کام کئے۔

حکومت نے اپنی اس پالیسی کی تکمیل میں جو قدم اٹھایا ہے اس کا پورا پورا خیر مقدم کیا گیا۔ جو حکام اس کام پر معمور تھے عوام نے پوری طرح ان کی مدد کی۔ پینے والے طبقوں کی اخلاقی اور مادی حالت میں ترقی معلوم ہوتی ہے مدہوشی اور اسی حالت میں لڑائی جھگڑے کے واقعات رونما نہیں ہوتے۔ آجکاری کے جرائم پر اچھی طرح قابو چل کر لیا گیا ہے اور ان اضلاع میں امن و منشیات کا دوسرا سال بڑے جوش اور توقعات کے ساتھ شروع ہوا ہے۔

ضلع ایٹہ کی نشہ بندی کی ماہانہ رپورٹ بابت جون ۱۹۳۹ء

پروڈیگنڈا۔ نشہ بندی کا عطیہ (.... روپیہ) حاصل ہونے پر نشہ بندی بورڈ کی مجلس عاملہ کا ایک جلسہ کیا گیا اور حسب ذیل تجویزیں منظور ہوئیں۔

- ۱۔ ضلع کے ہر اہم بیوہار کے موقع پر نشہ بندی کمیٹ اور بھیجن منڈلیاں قائم کی جائیں۔
- ۲۔ ایک ضبط نشہ بازی بورڈ قائم کیا جائے۔
- ۳۔ گاؤں سدھار عملہ کی میچک لالینوں سے تماشے دکھانے کے انتظامات کئے جائیں۔
- ۴۔ ایٹہ ضلع نمائش میں ایک نشہ بندی پنڈال قائم کیا جائے۔

۵۔ تحصیلداروں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ نگران کمیٹیوں کا پابندی کے ساتھ معائنہ کریں۔ ان کی کارگزاروں کی رپورٹ کریں۔ پروڈیگنڈا کو بڑھانے کے لئے مزید نگران کمیٹیاں بنائیں اور ان کا باقاعدہ رکارڈ رکھیں۔

گاؤں سدھار عملے اپنے حلقوں کے مختلف دیہاتوں میں ۶۹ جلسے کئے۔ آریہ سماج ضبط نشہ بازی سوسائٹی ایٹہ نے ۲۵ جلسے کئے۔ انسپکٹر آجکاری ضلع ایٹہ اپنے دورہ کے موقع

پر بدنام دیہاتوں میں دو دجلے کئے۔ ایٹھ کے عورتوں کے کلب میں میجک لالین کا تماشا کیا گیا اور ضبط نشہ بازی کے سلائڈ دکھائے گئے۔

اجازت نامے۔ ماہ جون میں چار اجازت نامے (تین نئے اور ایک پرانا) مئے گئے کل ۸۵۰ اجازت نامے ہوئے۔

بھنگ۔ دو چھٹانک بھنگ کا صرف ایک اجازت نامہ طبی وجوہ کی بنا پر دیا گیا۔

دلالتی شراب۔ صرف دو اجازت ناموں کی توسیع کی گئی۔ مجموعہ ۲۸ ہوا۔

نشہ بازوں کی گرفت۔ ماہ جون میں حسب ذیل کام انجام دیا گیا۔

۱۔ ابدستی کے جرم میں

۲۔ شراب رکھنے

۳۔ افیون

۴۔ چرس

۵۔ بھنگ پینا

۶۔ خلاف قانون کشید

۱۱

مجموعہ

کاسنگ ریلوے پولیس نے کاسنگ اسٹیشن پر ایک شخص کو پکڑا جس کے پاس ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱ کے نوے اونیو تھی وہ آدمی گرفتار کر لیا گیا ہے اور پولیس نے اس کا جالان کر دیا ہے۔

مین پوری میں امتناع منشیات کی رپورٹ بابت مئی ۱۹۳۹ء

پیر و پیکنڈ۔ حسب معمول ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبروں کے ذریعہ پروپیگنڈا ہوتا رہا۔ آبکاری انسپکٹروں نے بھی منشیات کے متعلق اپنی گفتگو جاری رکھی۔

گرفتاری اور انسداد۔ مئی کے مہینہ میں بھی گذشتہ ماہ کی طرح ۱۵ واقعات گرفتار ہوئے جنکی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

شراب کا ایک۔ بھنگ کے ۱۰۔ افیون کے ۳۔ جملہ ۱۸۰۱۵ مقدمات کے فیصلہ ہوئے

ان میں سے زیادہ تر چرس چرا چھپا کر لانے کے لئے تھے۔ چونکہ ٹاڑی کا زمانہ اپنے شباب پر تھا

لہذا آبکاری کے انسپکٹروں کو خاص طور پر حکم دیا گیا تھا کہ وہ ٹاڑی کے درختوں کی نگرانی کریں لیکن ٹاڑی ٹپکانے کا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔

اجازت نامے۔ ذیل میں اجازت ناموں کی تفصیل درج ہے۔

انیون ۱۳۴ ۱۲ چھٹانک ۳ تولہ کا ہفتہ وار راشن۔
چرس ۲۶ ۲ چھٹانک ایک تولہ کا ہفتہ وار راشن۔
شراب ۶

۱۵ بھنگ کے اور ایک دلیبی شراب کا وقتی اجازت نامہ دیا گیا۔
تخفیف شدہ عملہ کے باوجود ایسے ضلع میں جس میں چراچھپا کر نشیات لانے کے واقعات
بہت زیادہ تھے اب تک اسکیم کامیاب ہے۔

ضلع مین پوری میں ترک نشیات کی رپورٹ بابت ماہ جون ۱۹۳۹ء

پروپیگنڈا۔ حسب معمول ڈسٹرکٹ بورڈ کے مدرسوں کے ذریعہ سے پروپیگنڈا ہوتا رہا۔ آبکار
کے انکسٹر بھی اس مسئلہ پر لوگوں سے تبلیغ کرتے رہتے۔
گرفتاری اور ہمدردی۔ ماہ گذشتہ کے ۱۵ واقعات کے مقابلہ میں اس مہینہ میں ۹ واقعات پکڑے گئے اسکی
تفصیل ذیل میں درج ہے۔

شراب	بھنگ وغیرہ	انیون	میزان
۰	۳	۱	۴
۲	۲	۱	۵
۲	۵	۲	۹

۱۳۔ معاملات کے فیصلے ہوئے۔ حسب معمول زیادہ تر واقعات چرس چراچھپا کر لانے کے تھے چونکہ
اس مہینہ میں ٹاڑی کا موسم اپنے پورے شباب پر تھا اس لئے آبکاری کے انسپکٹروں کو ٹاڑے کے درختوں
کی نگرانی کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ ٹاڑی ٹپکانے کا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔
اجازت نامے۔ اجازت ناموں کی صورت حال ذیل میں درج ہے۔

انیون — ۱۳۸ — ہفتہ وار خرچ ۱۲ چھٹانک
چرس — ۳۰ — ہفتہ وار خرچ ۲ چھٹانک ڈھائی تولہ
ولایتی شراب — ۱۰۔

بھنگ کے ۶ وقتی اجازت نامے گذشتہ ماہ سے جاری ہیں۔
علم۔ اس وقت تک عملہ کی کمی کے ساتھ اسکیم ابھی طرح چلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

ضلع بدایوں کی نشہ بندی کی ماہانہ رپورٹ بابت جون ۱۹۳۹ء

جون کے مہینہ میں ضلع بدایوں میں ضبط نشہ بازی کا زبردست پروہنگینڈا کیا گیا۔ ۲۰۳ نگران کیٹیاں قائم کی گئیں جن کے ۱۷۸ ممبر جسے ہر نگران کیٹی کے حلقہ میں چار پانچ گاؤں شامل کر دیئے گئے ہیں اور ہر گاؤں سے کم سے کم ایک ایک ممبر لیا گیا ہے۔ ان کیٹیوں کا یہ کام ہے کہ وہ عام جلسے منعقد کریں اور نشہ بازوں کے پاس جا جا کر اچھی طرح پروہنگینڈا کا انتظام کریں۔ ۷ اتھانہ کیٹیاں بنائی گئی ہیں جن کے کل ممبر ۲۴۱ ہیں۔ یہ کیٹیاں بھی وہی کام کریں گی۔ جو نگران کیٹیاں کرتی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ اپنے حلقہ کی نگران کیٹیوں کی جانچ بھی کریں گی۔ یہ اتھانہ کیٹیاں پانچ تحصیل کیٹیوں کے ماتحت ہیں جن کے ممبران ۹۹ ہیں یہ تمام کیٹیاں ضلع نشہ بندی بورڈ کی زیر نگرانی ہیں جن کے ممبروں ۸۴ ہیں۔ اس طرح تمام کیٹیوں کی تعداد ۲۲۶ اور تمام ممبران کی تعداد ۲۱۶۲ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ضلع کی پچاس توں سے بھی یہ کہا گیا ہے کہ وہ نشہ بندی کے پروہنگینڈا کو بھی اپنا کام سمجھیں کیٹیوں کے اس جال بچھا دینے کا یہ نتیجہ ہے کہ ہر دیہات میں کم سے کم دو آدمی پروہنگینڈا اور جلسے کا کام کرنے والے ہو گئے ہیں۔

ہر مہینہ کے آخری سچھر کو سارے ضلع میں یوم نشہ بندی منایا جائے گا۔ اس دن ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپل بورڈ کے تمام اسکول جوس بچائیں گے اور جلسے کریں گے۔ اسکول کے مدرسین کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ یوں تو اپنے حلقہ کے تمام دیہاتوں میں دورے کیا ہی کریں لیکن یوم نشہ بندی کے موقع پر خاص طور سے ہر ہر گاؤں جائیں۔

غیر سرکاری معززین کی تقریروں کا بھی انتظام کیا جا رہا ہے ان تقریروں کو دیہاتوں کے لئے پوسٹ بنانے کی یہ تجویز ہے کہ وہاں گائے والوں اور بیجک لائینوں کا بھی انتظام کیا جائے ضبط نشہ بازی کے عہد ناموں پر بھی سارے ضلع میں دستخط کرائے جانے والے ہیں ایسے اشتہار بھی وقتاً فوقتاً تقسیم ہو رہے ہیں۔ جن سے لوگوں کو نشہ بندی کی تعلیم ہو۔

جون کے مہینہ میں انسپکٹران آبجاری نے ۹۷ دیہاتوں کے دورے کئے۔ ۳۲ جلسے کئے اور ۳۰ نشہ بازوں سے ملاقات کی جو گاؤں نشہ بندی کی اسکیم سے پہلے نشہ بازی میں بہت بدنام تھے ان میں سے ایک ایک گاؤں ہر انسپکٹر آبجاری کی نگرانی میں کر دیا گیا ہے۔ انسپکٹران آبجاری نے گاؤں والوں کی مالی اور جسمانی حالت کی بھی جانچ کی ہے چنانچہ چار پانچ مہینوں کے بعد اس کی رپورٹ دے جائے گی۔

موضع یودان تحصیل گنور میں گاؤں سدھار نے ایک جلسہ کیا جس میں بہت سے لوگ شریک ہوئے اور حکومت کو نشہ بندی کی اسکیم بدایوں میں جاری کرنے پر مبارکباد دی گئی۔ ضلع کا گزشتہ مہینوں نے پانچ

جلے کئے جن میں شریک ہونے والوں کی تعداد ۳۰۰۰ سے زیادہ تھی۔

پچھلے مہینہ میں انسپکٹر ان آبکاری نے کل ۱۲۵ معلے آبکاری اور ایون ایکٹ کے ماتحت گرفتار کئے۔ ان میں سے ایک خلات قانون کشیدہ کا معاملہ تھا۔

اس مہینہ میں صرف ایک چرس کا اجازت نامہ دیا گیا ہے۔ نئی الحال ایون کے کل اجازت نامے ۵۵ ہیں جن میں ۲۰۰ تو نے فی ہفتہ ایون صرف کرنے کی اجازت ہے۔ چرسوں کو صرف ۷ اجازت نامے حاصل ہیں جن کی رو سے وہ ۶۰ فی ہفتہ چرس استعمال کر سکتے ہیں ولایتی شراب کے اجازت نامے صرف ۳۵ ہیں حکیموں اور دیدوں کو بھی ۸ اجازت نامے دئے گئے ہیں۔

اس مہینہ میں ایک مقامی ہفتہ وار اخبار درشن نے نشہ بندی نمبر شائع کیا۔ اس کی کاپیاں خرید کر تمام گاؤں سدھار اسکولوں کو تقسیم کر دی گئیں۔ نشہ بندی کے کام میں عوام کی ہمدردی حاصل کر کے ہر کوشش کی جا رہی ہے۔ رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نشہ بندی کی اسکیم کو ہر جگہ پسند کیا جا رہا ہے۔

ضلع بدایوں کی نشہ بندی رپورٹ بابت جولائی ۱۹۳۹ء

ماہ جولائی میں ضلع بدایوں کے عملہ مال و آبکاری نے سو سے زیادہ جلے کئے اور ۲۵۶ دیہاتوں میں نشہ بندی کا تبلیغی کام کیا۔ موضع اچھیاں میں ایک جلسہ ہوا جس میں ضلع آبکاری افسر نے صدارت کی اور چیئرمین ڈسٹرکٹ بورڈ و دیگر معزز حضرات نے تقریریں کیں۔ جلسہ کے بعد میچک لالٹین سے تماشہ بھی دکھایا گیا۔ دوسرا عام جلسہ گلنا تھ پور میں ہوا جس میں دوسرے معزز حضرات کے علاوہ چودہری بدن سنگھ ایم ایل۔ اے۔ نے بھی تقریر کی۔ انسپکٹر آبکاری نے بذات خود کئی نشہ بازوں سے ملاقات کی جنہوں نے وعدہ کیا کہ آئندہ وہ کسی قسم کے نشہ کو ہاتھ سے بھی نہ چھوئیں گے۔ اس کے علاوہ چھوٹو آدمی نشہ بندی کے عہد ناموں پر دستخط بھی کر چکے ہیں۔ مہینہ کے آخری سینیچر کو میونسپل بورڈ اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے اسکولوں نے یوم نشہ بندی منایا جس میں جلے کئے گئے اور جلوس نکالے گئے۔ نگراں کمیٹیوں نے بھی دیہاتی حلقہ میں نشہ بندی کا کافی پروپیگنڈا کیا۔ ضلع نشہ بندی بورڈ نے ۲۰ ستمبر سے نشہ بندی ہفتہ منانے کا فیصلہ کیا ہے۔ چنانچہ اس کے لئے کئی کمیٹیاں بن گئی ہیں اور دیہاتی حلقوں میں بڑی سرگرمی کے ساتھ کام کیا جا رہا ہے۔

اس مہینہ میں ۳۳ وارداتیں ایون اور آبکاری قوانین کے ماتحت پکڑی گئیں۔ پچھلے مہینہ میں صرف ۲۲ کی گرفت ہوئی تھی۔ ان ۳۳ وارداتوں میں سے ۳ خلاف قانون کشیدہ، ۲۰ خلاف قانون شراب رکھنے، ۵ چرس رکھنے، ایک بھنگ اور ایون رکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ موضع رسولپور پر خاص توجہ

دی جا رہی ہے اس لئے کہ یہ خلاف قانون کشید میں بہت بدنام ہے لیکن رپورٹوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہاں قابل اطمینان کامیابی ہو رہی ہے۔

۱۵ جولائی میں غیر ملکی شراب کے صرف دو اجازت نامے دئے گئے یعنی کل اجازت نامے ۳۹ ہوئے۔ مبادی اجازت ناموں کا مجموعہ اس مہینہ میں ۱۱ ہوا۔ اب تک ۵۰ تولہ فی ہفتہ انہوں نے خرچ کرنے کے لئے انہیں پینے والوں کے کل اجازت نامے ۷۲، اور ۶۰ تولہ فی ہفتہ چرس خرچ کرنے کے لئے چرس پینے والوں کے کل اجازت نامے ۱۸ ہوئے ہیں۔

ضلع جونپور میں اشیاء منشیات کا ہفتہ مغلانے کی تفصیل ۲۶ جون ۱۹۳۹ء سے یکم جولائی ۱۹۳۹ء تک

ان ضلعوں میں جہاں استعمال منشیات ممنوع قرار دیا گیا ہے جونپور نے ترک منشیات کا ہفتہ منانے میں پیشقدمی کی ہے تاکہ اس قلیل عرصہ میں ضلع کے کونے کونے میں عوام میں پر جوش پروپیگنڈا کے ذریعہ سے شراب نوشی کی عادت کے خلاف ایک جوش پیدا کر دیا جائے۔ ضلع انتظامی بورڈ کے زیر اہتمام ۲۶ جون ۱۹۳۹ء سے یکم جولائی ۱۹۳۹ء تک یہ ہفتہ منایا گیا۔ بورڈ نے ذیل کے اشخاص پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کر دی تھی تاکہ ایک اسکیم تیار کر لی جائے۔

- ۱۔ بلاو دیپ نرائن درامدر انجن گاوں سدھار۔
- ۲۔ ٹی ایس تواری۔ انسپکٹر شہر آبکاری اور نائب سکریٹری ترک منشیات بورڈ۔
- ۳۔ بیوڑیشور پشاد سنگھ ایڈیٹر سے ویدر شہر کانگریس کمیٹی۔
- ۴۔ پنڈت رام بھاری شکلا (داعی)۔

۱۵ اجکھوں پر جن میں سے کچھ ضلع کے بہت ہی دور دراز مقامات پر تھے جلے ہوئے جن میں سے اکثر میں ہزاروں کا مجمع تھا اور افسردہ اور غیر سرکاری لوگوں کے مابین ہفتہ کو کامیاب بنانے میں مقابلہ تھا۔ ان جلسوں میں سے سبکی صدارت مکمل ضلع نے کی اور ۲ کی کپتان پولیس نے۔ آبکاری افسر ضلع اور سکریٹری ترک منشیات بورڈ ضلع نے انتظامات میں مشورہ دیا اور بہت سے جلسوں میں شرکت کی سامعین میں اچھوت اور منشیات کے عادیوں کی بھی نمائندگی تھی اور اسکیم کے متعلق انہیں آزادانہ طور پر اظہار رائے کی اجازت تھی۔ یہ بات قابل مدح ہے کہ انھوں نے خود سرکاری کوششوں کو سناہا۔ مثالیں دے کر ان کو یہ بھی بتایا گیا کہ وہ خاندان جو شراب وغیرہ سے پرہیز کرتے تھے شادی بیاہ اور دوسرے ایسے مواقع پر وہ زیادہ خرچ کرنے لگے ہیں۔ تقریباً تمام ہر دو جلسوں میں نشہ آور

چیزوں کے خلاف پابندیوں پر عملدرآمد کرانے اور مینوشی کے خلاف ایک زبردست تبلیغ کرنے میں عوام نے اور خصوصاً شراب پینے والوں نے اپنے اپنے ہاتھ اٹھا کر تعاون کرنے کی آمادگی ظاہر کی۔

بہت سے جلسوں میں شراب اور دوسری نشہ آور چیزوں کے عادیوں کی خرابی کے متعلق تقریریں کی گئیں اور میچک لائیٹن سے تقویریں دکھائی گئیں اور تفریح کے لئے گھاؤں سدھا کے ریٹ پوسٹ کا بھی انتظام کیا گیا۔

۳۰ جون ۱۹۳۹ء کو شہر جوینور کے ٹاؤن ہال میں اس ہفتہ کے آخری تقریب میں ایک جلسہ ہوا جس میں ہزاروں کی تعداد میں ہر گروہ کے لوگ شریک ہوئے۔ اس جلسہ کی صدارت کلکٹر ضلع نے کی اور دیگر افسران اور ہر نظریہ کے عمائدین بھی اس میں شریک ہوئے۔ ان لوگوں کی تقریریں بہت پسند کی گئیں۔ ایک چار عورت نے لوگوں سے اپیل کی کہ مردوں کو اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ وہ اپنی اس خراب اور رکیک عادت کو چھوڑ دیں تاکہ عورتوں اور بچوں کو کھلنے کے لئے زیادہ مل سکے۔ اس نے اس بات کی بھی استدعا کی کہ تارڑی کی دوکانیں بھی بند کر دی جائیں اور قرب و جوار کے ضلعوں میں بھی امتناع منشیات جاری کر دی جائے۔ عورت کی اس اپیل کا حاضرین پر خاص اثر ہوا۔

محکمہ صحت عامہ نے براہ مہربانی اس خاص موقع کے لئے امتناع منشیات پر اپنے صدمہ مقام سے فلم منگوا یا تھا جو اس جلسہ کے بعد اور دوسرے دن شام کو دکھایا گیا جس میں بہت لوگ شریک ہوئے۔

عام خیال یہ ہے کہ ان تمام تقریرات کی وجہ سے عوام ترک منشیات کے عادی ہو گئے ہیں اور اس اہم اخلاقی اصلاح کو کامیاب بنانے کے لئے زمین تیار کر رہے ہیں۔ بہر حال منشیات کا پیمانہ موثر طریق پر ۲۵۰۰۰ آدمیوں کو اور ان کے ذریعہ سے ضلع کے ہر مرد عورت اور بچہ کو پہونچایا گیا۔

جون ۱۹۳۹ء میں ضلع جوینور کے امتناع منشیات کا کام

ضلع امتناع بورڈ کی مجلس انتظامیہ نے خیال کیا کہ اب وہ وقت آ گیا ہے جب امتناع منشیات کی طرف سے بہت ہی پرجوش پری پیگنڈا کیا جائے تاکہ ضلع کے کرنے کرنے میں عوام کے احساسات برانگیختہ ہوں۔ چنانچہ یہ طے کیا گیا کہ ۲۶ جون سے ۳۰ جون تک امتناع منشیات کا ہفتہ منایا جائے اور اس کام کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر کر دی گئی۔

۱۵ مختلف مقامات پر بہت ہی کامیاب جلسے ہوئے جن میں سے اکثر میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ موجود تھے۔ جلسوں میں انیسویں غیر سرکاری عملدین اور اچھوت اقوام کے لیڈر اور ایک چار عورت نے تقریریں کیں۔ کئی جلسوں میں حاضرین کی بجائے لائٹن کے تماشوں ریڈیو اور ترک منشیات کے فلم سے (جو محکمہ صحت عامہ کے صدر مقام سے منگایا گیا تھا) مخطوط کیا گیا۔ یہ تقریرات بہت ہی نتیجہ خیز تھیں اور یہ صاف ظاہر ہوتا تھا کہ نشہ پینے والی ذاتوں میں یہ جوش پیدا ہو گیا ہے کہ وہ اپنی اصلاح کرنے کے لئے تیار ہوئے ہیں اور اپنی قوم سے ملے نوشی اور دیگر منشیات کے بدنامی سے مذاکرے عام خیال یہ ہے کہ ان تقریرات کی وجہ سے عوام میں منشیات سے قطعی پرہیز کی خواہش پیدا ہو گئی ہے جس سے اس اہم سماجی اور اخلاقی اصلاح کے لئے زمین تیار کرنے میں مدد ملے گی۔ ترک منشیات کا پیغام بہت ہی موثر طریقہ پر ۲۵۰۰۰ کے مجمع کو اور ان کے ذریعہ سے ضلع کے ہر مرد عورت اور بچہ تک پہنچایا گیا۔ اس ہفتہ سے یہ فائدہ بھی اٹھایا گیا کہ ضلع امتناع بورڈ سب کمیٹیوں کے کام کا اور گاؤں کی نگراں کمیٹیوں کے کام کا جائزہ لیا جائے اور یہ چیز قابل مسرت ہے کہ ان تمام کمیٹیوں نے بہت کافی پروپیگنڈا کیا ہے۔

جون کے آخری ہفتہ میں محکمہ صنعت و حرفت نے کھجور کے ایک مظاہرہ کرنے والے کو بھیجا۔ حالانکہ تاڑی نکلنے کے لئے یہ موسم اچھا نہیں تھا تاہم صدر میں دو اور اندروں ضلع میں تین کامیاب مظاہرے کئے گئے۔ ان مظاہروں میں تاڑی بیچنے والے تاڑی اتارنے والے تاڑ کے درختوں کے مالک شریک تھے۔ ان سب نے کافی دلچسپی لی اور اس صنعت کے عملی کاموں کے متعلق بہت سے دقیق سوالات کئے۔

آبکاری انسپکٹر اپنے اپنے حلقہ میں مفید پروپیگنڈا کرتے رہے اور امتناع منشیات کے ہفتہ کے علاوہ انھوں نے اس ہینہ میں ۷ اور جلسے کئے۔

اسنادنی عملدین برابر مستعدی سے کام کرنا رہا اور ۲ نا جائز شراب کشی کے واقعات۔ ۵ دوسرے شراب کے جرائم، ڈابھنگ وغیرہ کے واقعات اور ۳ دیک پیسے کے واقعات کئے گئے۔ نا جائز شراب کی نکاسی بند کرنے میں ان گرفتاریوں کا اثر لازمی ہو گا۔

اس ہینہ میں ایک ولایتی شراب کلاس چرس کے اور ایک ایفون کا اجازت نامہ دیا گیا۔ اس وقت تک ۲۵ ولایتی شراب کے ۳۵ گانچے کے ۵۰ چرس کے اور ۲۵۲ ایفون کے اجازت نامے اس ضلع میں دے چکے ہیں۔ آئندہ ہینہ میں اجازت ناموں کی تجدید کے

موقع پر مقدار میں کافی کمی کی امید ہے۔

پروڈیگنڈا کی امداد اور انسدادی تدابیر کے جاری کرنے سے امید کی جاتی ہے کہ امتیاز منشیات کی اسکیم بہت کامیاب ثابت ہوگی۔

ضلع جونپور کی نشہ بندی رپورٹ بابت جولائی ۱۹۳۹ء

اس مہینہ میں ضلع جونپور کے اندرونی حصوں میں جلسوں اور نچائٹوں کے ذریعہ جن میں سرکاری اور غیر سرکاری دونوں حضرات نے تقریریں کیں نشہ بندی کے خلاف ایک سرگرم پروڈیگنڈا ایک گیا۔ تقریباً ۱۵ جلسوں اور ۲ نچائٹوں میں لوگوں کو نشہ بازی کی برائیاں بتائی گئیں اور ان کو اس بات کی تبلیغ کی گئی کہ وہ ان بڑی عادتوں کو چھوڑ دیں۔ انسپکٹر آبکاری اور عملہ کے دوسرے لوگوں نے ہمارے دل کی ایک نچائٹ میں بھی تقریریں کیں اور ان کو یہ سمجھایا کہ وہ شراب کی کشید بند کر دیں جس کی وجہ سے وہ لوگ بہت بدنام ہیں اور بنجیدہ زندگی بسر کریں تاکہ اپنی آمدنی اپنے رہنے سنے اور اپنے بچوں کی تعلیم پر خرچ کر سکیں۔ اس کے علاوہ انسپکٹر ان آبکاری نے اپنے اپنے حلقوں کے دیہاتوں میں دورے کیے اور وہاں کے باشندوں کو اپنی بات چیت سے نشہ بندی کے فائدے بتائے۔ کھجور سے گڑ بنانے والوں نے بھلی شہر اور منگرا بادشاہ پور میں دو مظاہرے کئے جن سے لوگوں نے بڑی دلچسپی لی۔

مدافعتی عملہ نے بڑی متعدی سے کام کیا اور ۲۵ آبکاری جرائم کی گرفت کی۔ اس زمانہ میں ۲ گانہ اور ۳ افیون کے اجازت نامے دئے گئے اور ۴ دلائی شراب۔ ۳ گانجہ ایک چرس اور ۵ افیون کے اجازت نامے منسوخ ہوئے۔ اس طرح دلائی شراب کے کل اجازت نامے ۲۱۔ گانجہ کے ۳۲۔ چرس کے ۴۹ اور افیون کے ۲۵ ہوئے۔ پچھلے مہینہ کے مقابلہ میں افیون۔ چرس اور گانجہ کی مقدار تقریباً بھی کم کر دی گئی ہے اور اب ان کی مجموعی مقدار حسب ذیل ہے۔

افیون۔ ۳۷ تولے کے مقابلہ میں ۳۲ تولے
چرس۔ ۱۴ تولے کے مقابلہ میں ۱۰ تولے
گانجہ۔ ۵ تولے کے مقابلہ میں ۴ تولے

ضلع لکھنؤ کی آبکاری

ابھی حال میں چند انگریزی اخباروں میں ضلع لکھنؤ کے آبکاری کے انتظام کے بارے میں گمراہ کن خبر شائع ہوئی ہیں جن کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ موجودہ حکومت کی پالیسی سے آبکاری۔

جرائم میں اضافہ ہو گیا ہے اور اس ضلع میں مختلف نشہ آور چیزوں میں کمی معلوم ہوتی ہے وہ نشہ کرنے والوں میں زیادہ پرہیزگوار نہیں ہے بلکہ اسوجہ سے ہے کہ ان کی ضرورتیں ناجائز طریق پر پوری ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ لکھنؤ کے تجربہ سے یہ ظاہر ہے کہ اگر حکومت ترک نشیات کے متعلق اپنی موجودہ پالیسی پر عمل پیرا ہی تو سارے صوبہ میں یہی حالت رونما ہوگی۔ اس دلیل میں بہت کچھ مغالطہ ہے اور مفاد عامہ کو مد نظر رکھتے ہوئے انھیں منظر عام پر لانا ضروری ہے۔

۲۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ضلع لکھنؤ میں حکومت نے امتناع نشیات کی اسکیم کا نفاذ نہیں کیا ہے بلکہ محض ایک متدل روک تھام کی پالیسی اختیار کی ہے مگر امتناع اس کے بعد نافذ کیا جائے گا لیکن وہ وقت آنے کے قبل معترضین کو ڈر کروا دیا کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ نشیات اور شراب بیچنے والوں کا بڑے سے بڑا حامی بھی یہ گوارا نہیں کرے گا کہ چند مجرموں کے لوٹ کھسوٹ اور نفع کی وجہ سے حکومت ان تمام کارروائیوں سے ہاتھ روک لے جن سے نشہ بازی محدود ہو جائے اور پرہیزگاری بڑھے۔

۳۔ آئندہ پالیسی کے سوال کو بالائے طاق رکھتے ہوئے موجودہ حکومت نے سوائے ان ضلعوں کے جہاں اس نے امتناع نشیات رائج کیا ہے اور کہیں بھی آبکاری کی ویرنہ اور بنیادی پالیسی کے مناسب طریق پر رائج کرنے کے سوائے اور کچھ نہیں کیا ہے۔ ضابطہ آبکاری کا قاعدہ نمبر نظام آبکاری کی بنیادی پالیسی کی تشریح کرتا ہے یعنی یہ کہ ”ان لوگوں کی خواہشات کو کم کرنا جو آبکاری کی چیزیں استعمال نہیں کرتے اور جو ایسا کرتے ہیں ان کو اس کی زیادتی سے بچایا جائے“ جب موجودہ حکومت برسرکار آئی تو اسے معلوم ہوا کہ محاصل کے اضافہ کی بولکھلاہٹ میں یہ پالیسی بالکل ہی طاق نسیاں کر دی گئی تھی اگرچہ زبانی جمع خرچ اب بھی جاری تھا لیکن حکومت کی آبکاری کی پالیسی نشہ آور چیزوں کی نکاسی بڑھانے کی تھی۔ مختلف نشہ آور چیزوں کے خوردہ فروشی کے نرخ مقرر نہ تھے اور ٹھیکہ داروں کو ان چیزوں کی قیمت کم کر کے ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کی ہمت افزائی کی جاتی تھی۔ یہ مقابلہ اس قدر سخت تھا کہ بہت سے حلقوں میں خوردہ فروشی کی قیمتیں اتنی کم ہو گئی تھیں کہ ان میں نفع کی کوئی صورت نہ تھی۔ کہا جاتا ہے کہ بہت سے ٹھیکہ دار دیولائے ہو گئے لیکن پھر بھی نشہ آور چیزیں اور سرکاری آمدنی جس کا ان پر انحصار تھا بڑھتی گئی۔ لیسنس دار دوکانوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو گئی تھی جو اس صوبہ میں اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔ چونکہ دوکانوں میں پینے کی ترغیب زیادہ تھی اس لئے اس قسم کے لیسنس بڑھائے گئے تھے۔ اپنے افسران اعلیٰ کی مفروضہ نشا کے مطابق آبکاری عملہ نے لیسنس داروں کی ان غیر قانونی حرکتوں کی طرف سے اس وقت تک چشم پوشی کرنی تھی جب تک کہ

بکری میں اضافہ ہوتا رہے اگر وہ مجوزہ اوقات کے علاوہ نشہ آور چیزیں فروخت کرتے تھے تو گرفتار نہیں کیے جاتے تھے۔ شرابیوں کی دلچسپی بڑھانے کے لئے انھیں کھیل تماشے وغیرہ رکھنے کی اجازت تھی۔ چند قصبوں میں لیسنس دار ریڈیو سٹر رکھتے تھے گانے وغیرہ کا انتظام کرتے تھے اور شرابیوں کی آسانی کے لئے لاریاں چلاتے تھے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح بکری میں اضافہ ہوا اور یہ ٹیپ اس وجہ سے جائز گردانی گئیں کہ یہ سب ناجائز نشہ آور چیزوں کی فروختگی کی روک تھام کے لئے تھیں۔

۴۔ موجودہ حکومت نے اپنا یہ اخلاقی فرض جانا کہ اس قسم کی صورت حال کو جاری نہ رہنے دیا جائے۔ سربراہانے حکومت ہوتے ہی اس نے نظام آبکاری کو بلکڑنا شروع کیا۔ آبکاری کے عمل پر یہ چیز ظاہر کر دی گئی کہ نظام آبکاری کا مقصد نشہ سے اعتنا ہے نہ کہ عے نوشی میں اضافہ اس نظام کے قواعد میں جو ڈھیل تھی وہ سب دور کر دی گئی۔ اس کے بعد مالی سال سے حکومت نے اس کی کوشش کی کہ نشہ نہ استعمال کرنے والوں کو کسی قسم کی ترغیب نہ دلائی جائے اور لوگ نشلی چیزوں کے عادی ہیں ان میں اس کی کثرت نہ ہونے پائے۔ اس سلسلہ میں جو کارروائیاں کی گئیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) دوکانوں کی تعداد میں کمی

(۲) شراب پلانے والی دوکانوں کے لیسنس کی تعداد میں کمی۔

(۳) مختلف نشہ آور چیزوں کی خوردہ فروشی کی قیمت اس نرخ پر مقرر کرنا جو سر جان کے زمانہ میں تھی۔

(۴) بعض شہری علاقوں میں سرکاری انتظام کی دوکانیں کھولنا۔

پہلے بطور تجربہ سرکاری انتظام کی دوکانیں لکھنؤ، الہ آباد، جوئی اور بجنور میں کھولی گئیں۔ موجودہ مالی سال رواں سے بعض حلقوں میں اس قسم کی دوکانیں کھولی گئیں۔ اس طریق کار میں او معمولی لیسنس دینے کے طریقہ میں دو طرح کے فرق ہیں۔

(۱) دوکانوں کے احاطہ میں شراب پلانے کی اجازت نہیں ہے (۲) فروخت کرنے والے

سرکاری تخواہ دار ملازم ہے۔ مختلف نشہ والی چیزوں کی خوردہ فروشی کی قیمت وہی ہے جو دوسرے طریقوں سے بکری کی قیمت ہوتی ہے اور یہ کمنا غلط ہے کہ اس طریقہ سے قیمتیں بڑھا کر ناجائز طور پر نشہ والی چیزوں کی تجارت میں مدد سنی ہے۔ اس طریقہ سے لوگوں کی توجہ نشہ والی چیزوں کی طرف سے کم ہو گئی ہیں اور شراب وغیرہ کا استعمال گھٹ گیا ہے۔ چونکہ فروخت کرنے والا ایک تخواہ دار ملازم ہوتا ہے جسے ایک مقررہ تخواہ ملتی ہے اس لئے اسے زیادہ بکری بڑھانے کی فکر نہیں رہتی اور چونکہ دوکانوں میں پینے کی اجازت نہیں ہوتی ہے اس لئے پینے والوں کو خاص شوق نہیں پیدا ہوتا

لہذا جب تک کہ آبکاری کی پالیسی کا مقصد ترغیب شراب نوشی میں کمی ہے اس وقت تک اس طریقہ کار کو برائے نہیں کہا جاسکتا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پینے والوں کو اپنی ضروریات پوری کرنے کے مواقع نہ ملیں مگر یہ ضرور مقصد ہے کہ انھیں غیر ضروری ترغیب و تحریص سے بچایا جائے۔ لہذا معترضین کے اعتراضات کا ماحصل یہ ہے کہ جب تک حکومت روک تھام کے تمام طریقوں میں جس سے شراب کی نکاسی اور اس کے استعمال میں کمی ہوڑھیل نہ دے گی اس وقت تک ناجائز شراب وغیرہ کی تجارت ہوتی رہے گی۔ اگر صورت حال یہی ہے تو کسی مذہب حکومت کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ وہ اس بلائی کو روکنے کے لئے مناسب کارروائی کرے۔

۵۔ قبل اس کے کہ یہ نوٹ ختم کیا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جرائم کے اضافہ کے بارے میں جو کچھ کہا جاتا ہے اس کے متعلق بھی کچھ واقعات بیان کر دئے جائیں۔ محکمہ آبکاری کے خیال میں اس صوبہ میں چڑا چھپا کر افیون کی مقدار بہت کم ہے اور اس میں اضافہ کے امکانات بہت محدود ہیں اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اب افیون کی کاشت کی نگرانی حکومت ہند کے ماتحت ہے لہذا وہ ذرائع جن سے افیون چڑا چھپا کر لائی جاسکتی ہے بہت ہی محدود ہیں۔ جب تک افیون کی کاشت پر پوری نگرانی ہے اس کی قیمت فروخت کی وجہ سے خفیہ طور سے افیون کا سودا کرنے پر کوئی خاص اثر نہ پڑیگا۔ جبکہ وسطی ایشیا کے حکام نے چرس کے برآمد پر پابندی عائد کر دی ہے اس کی بھی یہی صورت ہے۔ اس صوبہ میں چرس دو طرح سے خفیہ طور پر لائی جاسکتی ہے (۱) خفیہ فروش پنجاب کی لینس دار دوکان سے مال خرید کرے جہاں چرس زیادہ ارزاں ملتی ہے اور پھر وہاں سے اس صوبہ میں لائے۔ اور (۲) وسطی ایشیا سے لیکر اس صوبہ میں آئے یا پنجاب کے خفیہ فروشوں کے گودام سے لائے۔ جہاں تک تمبر کا تعلق ہے حکومت کو پورا اطمینان ہے کہ اس طرح پر چرس چڑا چھپا کر نہیں لائی جاسکتی۔ حکومت پنجاب نے اس صوبہ کے گرد و نواح کے پنجاب کی دوکانوں پر چرس کی نکاسی کے لئے مقدار معین کر دی ہے۔ ان دوکانوں کی گذشتہ چند سالوں کی چرس کی نکاسی کے اعداد و شمار دیکھنے سے ان کی بکری میں کوئی غیر معمولی اضافہ نہیں معلوم ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ سارے پنجاب میں چرس کی بکری گرہی ہے۔ پنجاب میں چرس کی خوردہ فروشی کی مقدار در چرس رکھنے کی مقدار مقرر ہے اور وہ اس قدر کم ہے کہ اتنی قلیل مقدار میں اس صوبہ کے اندر چرس لانا خفیہ فروش کے لئے فائدہ مند نہیں ثابت ہو سکتا۔ اس کے علاوہ انسدادی عملہ خاص کی رپورٹ ہے کہ گذشتہ دو سال میں پنجاب سے صوبہ متحدہ میں چرس کو خفیہ طور پر لانے میں کمی ہو گئی ہے۔ ان حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے جو چرس کی نکاسی میں کمی معلوم ہوتی ہے تو اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ناجائز طریق پر اس کی بکری بڑھ گئی ہے۔ شراب کے متعلق حکومت کا یہ خیال نہیں ہے کہ خوردہ فروشی کی قیمت میں کمی کر دینا یا بے نوشی کی آسانیاں

بہم پہنچانا اس مسئلہ کا حل ہے۔ معترضین کا اعتراض اس نظریہ پر مبنی ہے کہ شراب کی ناجائز فراہمی اور جائز فزنی میں مقابلہ ہو رہا ہے اور اگر موخر الذکر کی قیمتوں میں کمی کر دی جائے تو اول الذکر کی نگاہی میں کمی ہو جائے گی ورنہ اس کے خلاف ہوگا۔ یہ دلیل مغالطہ انگیز ہے۔ ناجائز شراب ۴ آنہ سے ۶ آنہ بوتل مل سکتی ہے اور جائز شراب اس حکومت کے آنے کے قبل بھی ایک روپیہ فی بوتل سے کم نہیں ملتی تھی۔ ان دونوں سراپوں میں کم سے کم ۱۰ آنہ فی بوتل کا فرق ہے۔ یہ فرق اس قدر زیادہ ہے کہ مقابلہ کر کے ناجائز شراب کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔ موجودہ حکومت نے جائز شراب کی قیمت میں چند آنوں کا اضافہ کر دیا ہے جس سے فرق اور بھی زیادہ ہو گیا ہے لیکن اس نمایاں فرق پر اس مزید اضافہ سے کوئی خاص اثر نہیں پڑتا۔ لہذا حکومت کا خیال ہے کہ ناجائز شراب کثی اور اس کی خوردہ فروشی کی قیمت کا کچھ زیادہ اثر نہیں ہے۔ مختلف مقامات کے خاص ماحول کی وجہ سے ناجائز شراب کثی ایک اہم مسئلہ ہو گیا ہے اور حکومت کا خیال ہے کہ اس کے حل کرنے کا ذریعہ صرف یہی ہے کہ عوام میں اس کا احساس پیدا کیا جائے اور انسدادی اور تفتیشی ذرائع اور زیادہ سخت کئے جائیں۔

آخر میں یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ آبکاری کے عملہ نے جو واقعات پکڑے ان کے اعداد کے دیکھنے سے آبکاری کے جرائم کے صحیح حالات نہیں معلوم ہوتے۔ یہ اعداد عملہ کی اہلیت پر موقوف ہیں اور ان میں کمی یا زیادتی انسدادی عملہ کی سختی کے ساتھ اپنے فرائض کے انجام دہی پر مبنی ہے۔

زراعت

صوبہات متحدہ میں امداد باہمی

آلو کی منڈی

ایک اسکیم

از ج۔ پ۔ مسرا۔ ایم۔ اے

آلو صوبہات متحدہ کے پہاڑی اضلاع مثلاً نیپالی تال، الموڑہ اور گردھوال کی ایک خاص فصل ہے کمایوں کی تمام پہاڑی علاقوں میں بڑے پیمانہ پر آلو کی کاشت ہوتی ہے اور وہاں کے کسانوں کے لیے یہ اہم ترین ذریعہ معاش ہے۔ سال میں دو بار کسان آلو کی فصل تیار کرتے ہیں اور بہترے کسان ایسے

ہیں جو اس کے علاوہ کسی اور چیز کی کاشت نہیں کرتے۔

پیداوار

آج بھاری مقامات میں پیدا ہوتا ہے اس کی ایک تھوڑی مقدار تو مقامی طور پر صرف ہوتی ہے اور زیادہ حصہ تانکپور، ہلدوانی، رام گڑھ، کوٹ دوارا اور بہاولی وغیرہ کے بازاروں میں چلا جاتا ہے اور وہاں سے دوسرے میدانی مقامات پر بھیجا جاتا ہے۔ میدانوں کے رہنے والے نمبر کے آخر تک بھاری آواستعمال کرتے ہیں اور اس کے بعد خود ان کے یہاں کی آلو کی فصل تیار ہوتی ہے۔ تخمینہ یہ ہے کہ صرف ہلدوانی کی منڈی سے تقریباً دس لاکھ من آلود میدانوں میں آتا ہے۔ تقریباً ۴ لاکھ من آوتا تانکپور سے اور تقریباً ۵۰۰۰ من بہاولی سے بھیجا جاتا ہے۔

منڈی کا طریقہ

غلہ وغیرہ کی طرح آلو کی منڈی بھی بالکل دلالوں کے ہاتھ میں ہے۔ آلو کی پیداوار کے حلقوں میں بڑی بڑی منڈیاں قائم ہو گئی ہیں جو بطور گودام کے اور میدان کی بڑی بڑی منڈیوں مثلاً بریلی، کانپور، لکھنؤ اور کلکتہ کو مال پہنچانے کا کام کرتی ہیں۔ اگر کاشتکاروں کے پاس وقت ہوتا ہے تو وہ خود اپنا مال لے کر بازار جاتے ہیں اور وہاں ٹھوک فروشوں کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں۔ عام رائج قاعدہ یہ ہے کہ کچے یا پکے آدھٹیوں کے ایجنٹ جو گاؤں گاؤں پھرتے ہیں انھیں کے ہاتھ پیداوار فروخت کر دیجائے اور اڑھتھے کسانوں کو دل کھول کر قرضے تقسیم کرتے ہیں اور اسی طرح ہر انھیں اڑھتھٹیوں کے ہاتھ اپنی پیداوار فروخت کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ آئندہ فصل میں بازار میں جو قیمت ملنے کی امید ہو اس کے ۵۰ فیصدی تک قرضہ دیدیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف اوقات پر پیداوار کے لئے یا اس کے علاوہ زیادہ تر گزراوقات کے لئے بھی قرضے دئے جاتے ہیں۔ جب آخر میں فصل فروخت کی جاتی ہے اس وقت یہ قرضے قیمت میں سے کاٹ لئے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہر قرضوں کے کاٹ لینے کے بعد کسانوں کے پاس بہت تھوڑی رقم رہ جاتی ہے اور انھیں پھر کاشت وغیرہ کیلئے قرضہ لینا ہوتا ہے۔

وہ کاشتکار جو اڑھتھٹیوں کے مقرض نہیں ہوتے۔ ان کے ساتھ عموماً اڑھتھے یہ کرتے ہیں۔ کجب وہ اپنی پیداوار لے کر آئیں تو جس تخمینہ قیمت کے لئے کا ان کو خیال ہے اس کا ۴۰ فیصدی سے کچھ زائد کسانوں کو دیدیتے ہیں۔ کچھ قیمت لے کر کسان اپنے گھر چلا جاتا ہے کہ باقی آکر لیگا۔ اڑھتھتیا کسان کی غیر موجودگی میں مال بیچتا ہے اور عموماً اس قیمت سے جو اسے وصول ہوئی ہے۔ بہت کم کسان کو دیتا۔ اور اس کمی کی عموماً وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ مال سر گیا تھا اور اسے مجبوراً

بازار میں سستے داموں بیچنا پڑا۔ اکثر اس سے بھی زیادہ خراب صورت پیش آتی ہے جب اڑھتیا مال کا کچھ حصہ فروخت کر دیتا ہے اور خود نفع رکھ لیتا ہے اور پھر کسان سے یہ کہتا ہے کہ اُس کا مال بڑی طرح سطر رہا تھا جو اُسے پھینکنا پڑا تاکہ دوسرے مال پر اس کا اثر نہ پڑے۔

خرابیاں

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی خرابیاں ہیں۔ جن کا کہ کاشتکار شکار ہوتا ہے۔ اڑھت کے خرچ بہت زیادہ ہوتا ہے اور آسانی سے ۳ اور ۵ روپی من کے درمیان ہوتا ہے۔ اُس کے علاوہ بہت سا بازار کا خرچ مثلاً تولائی۔ بھرائی۔ کردا۔ کانا۔ باربرداری اور گوشالہ وغیرہ دینا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بازار میں عموماً بے ایمانی سے مال تولتے ہیں اور من مانی تخفیف اور چوری وغیرہ کرتے ہیں۔ ان سب کا مجموعی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان سب میں کسان کے مال کا ۱۰ فیصدی ہل جاتا ہے اور باقی کے لئے جو کچھ بھی اڑھتیا دے اُسے مجبوراً لینا پڑتا ہے۔ کسانوں کی بنیادی کمزوری یہ ہے کہ وہ بحیثیت سودا کرنے والے کے بازار کا سروج خرچ نہیں جانتے اور نہ بازار میں خریداروں سے برتاؤ کا حال انھیں معلوم ہے۔ اگر اس معاملہ میں اُن کو کچھ معلوم بھی ہوتا تب بھی اُن کی حالت کچھ بہتر نہ ہوتی کیونکہ وہ اڑھتوں کے قرضہ سے اس طرح لدے ہوئے ہیں کہ انھوں نے اڑھتوں سے وعدہ کر لیا ہے کہ وہ اپنا مال ان کے ہاتھ جس قیمت پر بھی وہ لینا چاہیں دینگے۔ نینی تال اور الموڑہ کے ضلعوں میں تمام آلو کے کاشتکار اڑھتوں کے ہاتھوں میں اخلاقی طور پر پھنسے ہوئے ہیں اور اسی سے اُن کی مفر حال معلوم ہوتی ہے۔

امداد باہمی نظام

لنڈاب مسئلہ یہ ہے کہ آلو کے کاشتکاروں کو اڑھتوں کی اقتصادی غلامی سے کیونکر آزاد کرایا جائے اور انھیں کس طرح ان کے مال کی معقول قیمت ملے۔ اُس کے کامیاب بنانے کا سب سے موثر طریقہ یہ ہے کہ فروخت کا انتظام کیا جائے۔ اگر وہ بنا کر فروخت کرنا انفرادی طور پر فروخت کرنے سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں نقصان کے اور مقابلہ کے کم موقع ہیں اور اس طرح پر زیادہ سے زیادہ قیمت مل سکتی ہے

ایک اسکیم

پھاڑی ضلع مثلاً نینی تال اور الموڑہ میں آلو کی کاشت کو ترقی دینے اور اُس کی فروخت کے

لئے اسانیاں بہم پہنچانے کے لئے گزشتہ چند دنوں سے محکمہ امداد باہمی اس مسئلہ پر غور کر رہا ہے۔
آلو کے منڈی کے انسپکٹر (جنوبی جگہ جو حکومت نے نکالی تھی) ابھی حال میں مفصل طور پر سروے
کیا ہے اور یہ بات اس سروے سے یقین کو پہنچتی ہے کہ آلو کی کاشت کرنے والے کسانوں
میں امداد باہمی منڈی کی کافی گنجائش ہے اور اس طریقہ کار سے ان کو بہت کافی بچت ہو سکتی ہے۔

انجمنوں کا بنانا

تجویز یہ ہے کہ کسی منڈی کے بائچ میل کے دائرہ میں ۱۲-۱۵ اچھے گاؤں منتخب
کرنے جائیں۔ ہر گاؤں میں ایک امداد باہمی منڈی انجمن قائم اور کاشتکاروں
اس میں شامل ہونے پر امر کیا جائے محکمہ زراعت کے رائج کئے ہوئے اچھے قسم کے آلو کے بیج جمع کرنا
کھلنے کے آفر وخت کرنا تاکہ ممبروں کو مناسب قیمت ملے اور اڑھیتے اور دوسرے لوگوں کے دھوکہ
سے بچیں۔ انجمن کے خاص مقاصد ہوں گے۔ اور اس انجمن کا انتہا مقصد یہ ہو گا کہ یہ کثیر المقاصد
انجمن ہو جائے جو گاؤں کے تمام کام جیسے جیون سدھار، قرض فروخت اور بہتر کاشت انجام دے۔

انجمنیں

اسی طرح ہر جو انجمنیں گرد و نواح کے گاؤں میں بنیں گی ان کا الحاق منڈی کی انجمن سے ہو گا۔ انجمن
کے ممبران اپنا اپنا مال لے کر بڑی انجمن میں آویں گے اور پھر یہ بڑی انجمن اس مال کو اپنے گودام میں
رکھے گی اور جب قیمتیں موافق ہوں گی تو ان کو فروخت کرے گی۔ مال کی نگہداشت کے لئے انجمن ایک
معمولی سی رقم جو انہ یا ۲۰ روپیہ من ہوگی لے گی۔ یہ بات قابل لحاظ ہے کہ یہ رقم اس رقم سے کسی قدر کم ہے
جو اڑھیتی وصول کرتے ہیں اور جو ان کے اور ان کے انجمنٹ دھوکہ سے لے لیتے ہیں۔ قبل اسکے
کہ مال گودام میں رکھا جائے ان میں سے پھوٹے بڑے اور خراب اور اچھے آلو حساب سے الگ کر لئے
جائیں گے تاکہ بازار میں ایک خاص قسم کا آلو بیچنے میں آسانی ہو۔ یہ بڑی انجمن (مشترکہ انجمن) جو ہوگی
وہ بازار کے مروج نرخ، موسم کی پیشین گوئی، آئندہ فصل میں کاشت ہونے والے رقبہ کا تخمینہ اور اسی
قسم کی دوسری معلومات جن کا اثر قیمتوں پر ہو معلوم رکھے گی۔ ان کے لئے کمیشن انجمنوں کی ضرورت
ہوگی۔ اگر یہ معلوم ہو کہ کوئی ایک اڑھتیا گودام میں رکھے ہوئے آلو کی مناسب قیمت دے گا یا دالانے
کی کوشش کرے گا تو ایسی صورت میں مال فروخت کیا جاسکتا ہے۔ اس بات کی کوشش کی
جائے گی کہ محکمہ کے اس عمل کے ذریعہ جو میدان کی آلو کی خاص منڈیوں میں متین ہیں ان کے ذریعہ
براہ راست آلو کی فراہمی کے لئے بات چیت کی جائے۔

اسکیم پر عمل درآمد

اسکیم متذکرہ بالا پر اب عمل درآمد شروع ہو گیا ہے تاکہ گرمی کی فصل پر قابو رہے۔ اس وقت شروع میں آلو کی منڈی کے لئے دو مرکز ایک بہاولی میں اور دوسرا گرام پانی میں قائم کر دیا گیا ہے اور ان کے گرد و نواح کے گاؤں میں ۵ میل کے دائرہ میں ۲۵ انجینس قائم کر دی گئی ہیں۔ آلو منڈی انیکڑ کے ماتحت کام میں ترقی کے لئے مناسب عملہ اور روپیہ دیدیا گیا ہے اسسٹنٹ رجسٹرار انجنیہائے امداد باہمی، بریلی کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہلدوانی کے امداد باہمی بینک سے اس اسکیم کے لئے روپیہ دوائیں اہم ترین میدان مقامات کے عملہ کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ آلو کے تاجروں سے مل کر آلو کیلئے آرڈر حاصل کریں۔ امید کی جاتی ہے کہ اس سال ہر ایک مرکز سے ۱۰۰۰۰ من آلو سے زیادہ فروخت ہوگا۔

ترتیب

جن موضوعات میں امداد باہمی کی انجینس قائم کی گئی ہیں وہ موضوعات زراعتی ترقی کی اسکیم میں شامل ہیں اور محکمہ زراعت کے عملہ وہاں اور زیادہ کام کرنے کے لئے پابند کر دیا گیا ہے۔ لہذا یہ طے کیا گیا ہے کہ محکمہ زراعت کے افسر اور صوبہ جاتی منڈی افسر سے مشترکہ طریقہ سے کام کرنے کے متعلق اکثریات چیت کی جائے تاکہ کام دھرانہ ہو۔ گرام پانی میں محکمہ زراعت کا ایک بیج گودام ہے انجنس کے ممبروں کو اس میں بیج آؤ جمع کرنے کی اجازت دیدی گئی ہے۔

آئندہ کی تجویز

اگر یہ اسکیم کامیاب ثابت ہوئی تو تاڑی کھیت، الموڑہ، بھیم تال وغیرہ کی منڈیوں میں بھی مشترکہ انجنس قائم کی جائے گی۔ بہاولی اور گرام پانی کے مرکزوں کے گرد جو موجودہ انجینس قائم ہیں ان کے حلقے ادبڑ ہا دیئے جائیں گے تاکہ یہ اسکیم زیادہ گاؤں میں پہنچے اور زیادہ لوگ اس سے فائدہ حاصل کریں۔

زراعتی پیداوار کی منڈی بنانا

نظام امداد باہمی کی ضرورت

آز۔ بی۔ ڈی۔ کپور

پرانے زمانے کے کاشتکاروں کو خرید و فروخت کی مشکلات نہیں تھیں۔ اس زمانہ میں کاشت

زیادہ تر اپنی ضروریات کے لئے ہوتی تھی۔ ہر کاشتکار اپنے لئے اپنے اہل و عیال کے لئے اپنے لوگوں اور اپنے کھیت کے مویشیوں کے لئے غلہ پیدا کرتا تھا کھیت میں جو روٹی ہوتی تھی اسے گھروں میں عورتیں کاتی تھیں اور گاؤں کے کپڑا بننے والے (جو لاہے) بنتے تھے۔ ضروریات کی دوسری چیزیں سوداگر بچا ہوا غلہ بے کر دیدیتے تھے۔ اس طرح پر اس وقت غلہ کا بازار عام طور پر خاندان کے لئے اور پھر قریب و دہار کے تجارتی مرکزوں میں محدود تھا۔ کاشتکار بازار کی ضرورتوں کو سمجھ سکتا تھا اور پھلاری کے مطابق غلہ پیدا کرتا تھا۔ وہ خود خریداروں سے معاملت کر سکتا تھا ہندو منظم طریقہ پر منڈی کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

آبادی کا بڑھتا رہنا و رسائل کے ذریعوں میں ترقی بڑے شہروں کی اپنی ادیشن کی نئی چیزوں کا رواج ان سب باتوں نے زراعت میں قطعی تبدیلی پیدا کر دی۔ بجائے اس کے کہ کھیت خود اپنی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے ہوتے اب یہ ترقی کر کے تجارتی زراعت میں آگئے یعنی یہ کہ غلہ کا اس لئے پیدا کیا جاتا کہ وہ دور دراز کے مقامات پر جا کر فروخت ہو۔ ایسے کاشتکاروں کی تعداد بڑھتی گئی جو کسی ایک خاص فصل کا یا بہت سی فصلوں کا نقد معاوضہ لیں۔ اور کھانے اور کپڑا کی چیزیں جو پہلے گھروں میں تیار ہوتی تھیں وہ زیادہ مقدار میں خرید کی جانے لگیں۔

ان صورت حالات کے ماتحت پرانے بازار صرف مقامی ہی بازار نہیں رہ گئے۔ یہ بازار اکثر شہر اور قصبوں میں کسانوں کے کھیت سے سیکڑوں اور ہزاروں میل دور ہو کر رہ گئے۔ اب کسان کی اپنی پیداوار کے خریدار سے براہ راست معاملت ختم ہو گئی اور اب وہ اپنی فصل درمیانی بیوپاری کے ہاتھ فروخت کرنے لگا۔ اور یہ درمیانی شخص تجربہ کے بنا پر غلہ کی خرید و فروخت میں ماہر ہو گیا اور اس طرح پر خرید و فروخت کا ایک پیچیدہ طریقہ پیدا ہو گیا۔ اور بہت سے دلال دیہات کے تاجر تو کم فروش کر رہے پڑے خرید و فروخت کرنے والے اور خوردہ فروش پیدا ہو گئے۔

خرید و فروخت کے میدان میں وسعت ہو جانے کی وجہ سے ایک ملک کے کاشتکاروں کا دوسرے ملکوں کے کاشتکاروں سے مقابلہ ہو گیا۔ مثلاً یہ کہ ہندوستان کے گیہوں کی قیمت برطانیہ اور کیناڈا کی پیلو کا اثر پڑا کیونکہ ان جگہوں میں گیہوں میں کاشت زیادہ ہے۔ اب غلہ کی قیمت کا مدار طلب و رسد کے عنصر پر بنتی ہے۔ جس کو کہ ایک معمولی کسان نہ تو سمجھ سکتا ہے اور نہ اس پر اس کا کوئی اثر ہو سکتا ہے۔ اس طرح پر تجارتی زراعت کی ترقی کے ساتھ خرید و فروخت کے مسائل سامنے آئے ہیں اور خرید و فروخت کے نئے طریقے معلوم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ یہ ضرورت صرف امداد باہمی کے اصولوں پر انہنوں کو ترتیب دینے سے حل ہو سکتی ہے جس سے کہ زراعتی پیداوار کے منافع کا بڑا حصہ کسانوں کی میوے میں ہو سکتا۔ وہ طریقے جن سے کہ کھیتوں کی پیداوار خریداروں کے دروازہ تک لائی جلتے وہ بھی منڈی بنانے کے کام

میں شامل ہیں۔ مثلاً یہ کہ بہت سے کسانوں کی پیداوار کسی ایک مرکزی مقام پر بیچنے کے لئے اکٹھا کی جائے۔ پھر وہاں ہر اس کے درجہ بنائے جائیں، پورہ بندی ہو اور پھر گاڑی پر لا کر بازار بھیجا جائے۔ وہاں پر پھر پوری گاڑی تھوک فروش کے حوالہ کر دی جائے جو اسے ڈھیریوں میں مالگ کرے اور بڑے خوردہ فروشوں کے ہاتھ فروخت کرے۔ اور پھر یہ بڑا خوردہ فروش اسے چھوٹی ڈھیریوں میں کر کے بنیوں اور چھوٹے خوردہ فروشوں کے ہاتھ فروخت کرتا ہے۔ پھر یہ خوردہ فروشی ان گاہکوں کے ہاتھ بیچتے ہیں جن کی اوسط خریداری بہت کم ہوتی ہے۔ وہ کار خلیں یا افراد جو خرید و فروخت کا کام کرتے ہیں ان کو دلال کہتے ہیں۔ کھیت کا غلہ اس وقت تک فروخت نہیں ہو سکتا جب تک کہ یہ نام کام نہ انجام پا جائیں۔ اگر ایک امداد باہمی انجمن یہ سب کام انجام دیتی ہے تو وہ بھی ایک دلال کی حیثیت رکھتی ہے۔ فرق یہ ہے کہ یہ ان سب کاموں کو زیادہ اچھے طریقہ سے اور کفایت سے کرتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ کسان کو غلہ کی نکاسی میں مدد کی ضرورت نہیں ہے انھیں یہ چاہیے کہ وہ اپنی تمام تر خوش کام سے کم صرفہ میں زیادہ سے زیادہ غلہ پیدا کرنے پر صرف کریں۔ لیکن بقول ڈبلیو۔ ایم۔ جارجین کے ”کاشتکار کی کامیابی کا انحصار عمدہ پیداوار اور اچھے بازار پر مبنی ہے“ اس میں شک نہیں کہ غلہ کی خرید و فروخت میں معلومات اور تجربہ کی بہت ضرورت ہے اور بہت سے دلالوں میں یہ خوبیاں ہوتی ہیں اور کسانوں میں نہیں ہوتیں۔ لیکن یہاں اس امداد کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کسان خود خرید و فروخت کریں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نظام میں جس کے مطابق غلہ فروخت ہو اس میں کسان کا ہاتھ لازمی ہو۔ جب تک کہ ایک کسان کی پیداوار اچھی ہے اچھی قیمت پر نہیں بکتی ہے کسان کو اچھی کاشت سے پورا فائدہ نہیں ہوتا۔

لہذا کسانوں کو چاہیے کہ وہ منڈی بنانے کی امداد باہمی انجمن میں شریک ہوں تاکہ انکی پیداوار کفایت کے ساتھ اور ٹھکانے سے بک سکے اور انھیں وقت اور موسم کے لحاظ سے زیادہ سے زیادہ معاوضہ ملے۔ کسان کا معاوضہ بہت سی باتوں پر مبنی ہے وہ باتیں یہ ہیں (۱) خریدنے والے ملک کی خوشحالی (۲) دوسری چیزوں کی قیمت (۳) جو چیز کہ فروخت کی جا رہی ہے اسکو فراہمی (رشد) (۴) جو چیز کہ فروخت کی جا رہی ہے اس کی قسم، خوبی، درجہ اور حالت (۵) جو لوگ کہ اسے فروخت کر رہے ہیں ان کی ہوشیاری اور تجربہ اور (۶) ذراعتی پیداوار کی منڈی میں مرکزی کنٹرول کی حد، اپنی انجمنوں کے ذریعہ سے کسان اپنی فروختگی کو اپنے نفع کے لحاظ سے مختلف بازاروں میں سارے فصل بھر تقسیم کر سکتے ہیں۔ خریدار صرف ایسے ذریعہ سے معاملت کرتا ہے جو غلہ کی قیمت اور بازار کے نرخ سے واقف ہوتا ہے۔

انفرادی طور پر کسان بازار پر قابو نہیں رکھ سکتا۔ ”وہ چیزیں جن سے کہ بہت سی زرم پیداوار کے نرخ کا تخمینہ کیا جاتا ہے وہ اس قدر وسیع اور پیچیدہ ہیں کہ ان پر کسی ایک غلہ یا کسی ایک

آدمی کے خرید و فروخت کے تجربہ کا اثر نہیں ہو سکتا۔“

ہم خرید و فروخت کے مسئلہ میں ساکن نہیں رہ سکتے۔ حالات بدلتے رہتے ہیں اور بعض وقت یکایک تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اسلئے وہ انجینس جو زرعی پیداوار کے فروخت کرنے کا کام کرتی ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان قبذیلیوں کے مطابق کام کریں تیار رہیں۔ لیکن امداد باہمی انجینس زیادہ اچھی طرح اس کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔ اسلئے علاوہ امداد باہمی انجینس برابری زرعی کاشت کی خرید و فروخت کے لئے اچھے طریقے معلوم کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہیں۔ ایک نجی اور ایک امداد باہمی کی خرید و فروخت کی انجینس میں فرق کی ایک خاص وجہ ہے خرید و فروخت کے تسلسل میں دلال صرف ایک کڑی ہے۔ اس کا مقصد گیہوں یا مویشیوں کو کسان سے یا دوسرے فروخت کرنے والوں سے اپنے گاہکوں کو ایسی قیمت پر دینا ہے کہ اس کو اپنا خرچہ اور اس کے علاوہ مناسب نفع بھی مل جائے۔ جب تک کہ اسے برابر رسد ملتی ہے اور نفع ملتا ہے اسے اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ کاشتکار کو اس کی فصل سے کیا ملایا خریدار نے اس غلہ کے لئے کیا دیا۔ امداد باہمی انجینس نقصانات کو کم کرنے اور منڈی کے صرفہ کو کم کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ وہ معیاری اوزان استعمال کرتی ہیں اور معیاری درجے بناتی ہیں تاکہ فروخت نہ ہونے والی چیزوں کو بڑی منڈیوں میں نہ لیجا یا جائے۔ وہ اپنے گاہکوں کی مانگ کی جانچ کرتی ہیں تاکہ وہ انکو اسی قسم کا مال فراہم کریں جس سے ان کی ضروریات پوری ہوں۔ یہ انجینس کاشتکاروں اور خریداروں ایک دوسرے سے قریب لانے کی فکر کرینگی۔ جب امداد باہمی انجینس کی مالی حالت اچھی ہو جائیگی اور ان میں تجربہ ہو جائیگا اس وقت وہ ان چیزوں پر جن پر کہ قیمتوں کا دار و مدار ہے زیادہ آسانی سے قابو حاصل کر سکیں گی۔

گنے کا سڑنا

یو۔ پی کے وسطی اور دیگر حصوں سے حال ہی میں اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ گنے کے رقبوں میں کچھ گنے کی بیماری پھیل گئی ہے۔ یہ بیماری جو لائی کے مہینہ میں ظاہر ہوئی ہے۔ معلوم کیا گیا ہے کہ یہ بیماری (Stinking rot) یا گنا سڑنے کی بیماری ہے۔ شروعات میں کچھ بارش ہوئی اور پھر رک گئی۔ موسم گرم اور مرطوب ہو گیا اس سبب سے یہ بیماری پھیل گئی۔ یہ بیماری زیادہ تر ان رقبوں اور کمیٹیوں میں دیکھی گئی ہے جن میں اگلے کے کیڑوں نے اثر کیا ہے اس بیماری میں لال نسیں یا دھاریاں بھی پتوں میں دیکھی گئی ہیں۔ یہ لال دھاریاں ایک دوسری بیماری کے

سبب سے ہوتی ہیں۔ شروع میں پتیوں کے سرے مرجھاتے ہیں اور سوکھ جاتے ہیں اور پھر گنے کے اگوے مڑنے لگتے ہیں اس کے بعد بیماری نیچے کے حصوں میں بڑھتی ہے اور اس کے سبب سے گودا سیلا اور لال ہو جاتا ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں پودے کی نرم جھلی پھلی ہو جاتی ہے اور پھر رس کی شکل میں بدل جاتی ہے اور اس سے بہت بدبو آنے لگتی ہے یہ ایک قسم کے کیڑوں کے سبب سے ہوتا ہے جو کہ رس کے ذریعہ سے پودے کے گنتوں میں پہنچ جاتے ہیں اور ان میں بیماری پھیلا دیتے ہیں۔ جب موسم موافق ہوتا ہے تو بہت سے گنتوں کے جھنڈ برباد ہو جاتے ہیں۔ یہ حالت بھی رقبوں میں کچھ کھیتوں میں دیکھی گئی ہے۔ بارش کے شروع ہونے سے بیماری رک گئی ہے اور امید کی جاتی ہے کہ آئندہ اور زیادہ نہ پھیلے گی لیکن یہ بات بہت ضروری ہے کہ بیمار گنے ان کھیتوں سے فوراً ہٹا دئے جائیں جن میں بیماری کا اثر ہو تاکہ تندرست گنتوں میں بیماری نہ پھیل سکے۔ چونکہ سال کے اس حصہ میں گنے نہیں جل سکتے اس لئے ان کو گہری زمین میں دفن کر دینا چاہئے۔ بالکل مڑے یا آدمے مڑے ہوئے گنے حالانکہ اس موسم میں اور زیادہ نقصان کھیتوں میں نہیں پہنچا سکتے لیکن ان کے سبب سے آئندہ سال میں بونے والے اگووں میں بیماری پھیلنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ بونے کے استعمال میں لائے جانے والے گنتوں میں لگے ہوئے کیڑے فصل میں اور زیادہ بیماری پھیلانے کا باعث ہوں۔ بشرطیکہ موسمی حالت بھی اس بیماری کے پھیلانے کے موافق ہو۔ اس لئے جن کاشتکاروں کے کھیتوں میں یہ بیماری پائی جاتی ہے ان کو بہت زیادہ تاکید کے ساتھ مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ فوراً بیمار پودوں کو ہٹا دیں۔ اور ان کے ساتھ ویسا ہی عمل کریں جیسا کہ اوپر ہدایت کی گئی ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس بارے میں اس سے زیادہ ہدایات حاصل کرنا ہو تو وہ قریب ہی کے زراعتی یا گنے کے ترقی دینے والے یا گرام سدھار کے عملے سے حاصل کر سکتے ہیں۔

یو۔ پی۔ زراعتی ریسرچ کمیٹی

یو۔ پی۔ زراعتی ریسرچ کمیٹی کا سولہواں جلسہ ۱۰ اگست ۱۹۳۹ء کو نسل ہاؤس لکھنؤ میں زیر صدارت آنر بیل وزیر زراعت یو۔ پی منعقد ہوا۔ اس کمیٹی کے اراکین جن میں زراعت و ڈیزیزی اور محکمہ صنعت کے افسران اعلیٰ۔ ڈائریکٹر امپیریل انسٹی ٹیوٹ شوگر ملن لوجی۔ یونیورسٹیوں کے ممتاز ماہرین سائنس۔ مجلس قانون ساز

کے نمائندے اور محکمہ زراعت کے سائنس عملہ کے مہران شامل ہیں۔ اس کمیٹی نے زراعت سے تعلق رکھنے والے سائنس مسئلوں اور خصوصیت کے ساتھ زراعت ریسرچ کی ان اسکیموں کے بابت حکومت کو مشورہ دیا ہے جو مالی امداد کے لئے زراعت ریسرچ کی امپیریل کونسل کے سامنے پیش کی جانے والی ہیں۔

اس کمیٹی نے ریسرچ اسکیم کی پندرہ تجویزوں پر غور کیا اور ان میں سے ۱۴ کے لئے یہ سفارش کی کہ وہ زراعت ریسرچ کی امپیریل کونسل کے پاس منظوری اور مالی امداد کے لئے روانہ کر دی جائیں۔ ان تجویزوں میں جو تحقیقاتی کام تجویز کئے گئے ہیں وہ ہمالیہ کے پہاڑی مویشیوں کی بہتری۔ کاشت کئے ہوئے چارہ کی غذائی طاقت اور جس مٹی میں یہ چارہ اگتا ہے اس سے چارہ کا تعلق۔ مویشیوں کی غذا اور دودھ کی پیداوار۔ فارمنگ۔ تبا کو کی بہتری۔ فصلوں کا بدن اور یو۔ پی کی غذائی ضرورت کے مطابق فصلوں کی تبدیلی کی ترتیب۔ آم کی بلیک ٹپ بیماری۔ علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کے اگریکلچر انٹی مالوجی میں بی۔ اے پاس طالب علموں کی ٹریننگ خوشبودار پودوں کی کاشت۔ بکریوں کی نسل کو بہتر بنانے کے تجربہ کو جاری رکھنے۔ یو۔ پی کے ادکم پیدا کرنے والے حلقوں کا سروے کرنے۔ گھی پر ریسرچ کرنے اور دوسرے کاموں سے تعلق رکھتے ہیں۔

متفرق اہم اطلاعات

کانگریس حکومت کی ایک نئی اسکیم

مصنفوں شاعروں اور محبان وطن کیلئے ایک بہترین موقع

محکمہ گرام سہارنے یہ طے کیا ہے کہ سال میں چار بار دیہات سے متعلق کچھ مضمون، انساب، نظمیں اور مختصر ڈرامے مصنفوں اور شاعروں سے لکھوائے جائیں اور ان پر کافی معاوضہ بھی دیا جائے اور دیہات سے متعلق کارٹونوں اور تصویروں پر بھی انعام دیا جائے۔ معاوضہ طے ہو جانے کے بعد وہ نظمیں مضامین یا تصویریں کتابی صورت میں یا "ہل" میں شائع کرادئے جائیں۔ اردو ہندی یا کسی بھی ضلع کی دیہاتی بولی میں لکھی ہوئی کہانیاں ڈرامے مضمون اور نظمیں قبول کی

جائیں گی۔ اس قسم کی چیزیں سمجھنے والوں کی سہولیت کے لئے قواعد درج ذیل ہیں۔

قواعد

۱۔ جو مضمون ڈرامہ نظم یا کہانی بھی جائیں وہ یا تو ٹائپ میں ہوں یا خوشخط حروف میں کاغذ کے ایک ہی طرف لکھی جائیں۔

۲۔ نظم۔ شعروں سے زیادہ نہ ہو۔

۳۔ زبان نہایت آسان موثر اور عام لوگوں کی سمجھ میں آجانے والی ہو۔

۴۔ اردو۔ ہندی۔ بھوجپوری۔ اودھی۔ بیسواڑی۔ بندیل کھنڈی۔ پہاڑی وغیرہ کسی بھی صوبائی زبان کی نظم مضمون کہانیاں قبول کی جائیں گی۔

۵۔ کہانی میں الفاظ ۱۰۰ سے لے کر ۵۰۰ تک ہو۔

۶۔ فیصلہ کرنے والی کمیٹی کا فیصلہ آخری ہوگا۔

۷۔ مقابلہ میں آئی ہوئی کہانی نظم وغیرہ کی کاپی رائٹ ڈپارٹمنٹ کے حق میں محفوظ ہوگا۔

۸۔ یہ ڈرامے کہانی یا مضمون دیہات یا دیہاتی زندگی سے متعلق کسی بھی موضوع پر رکھے جاسکتے ہیں۔

۹۔ طالب علم استاد مضمون نویس شاعر سرکاری لازم زمیندار تاجر سبھی لوگ اس مقابلہ میں حصہ لے سکتے ہیں۔

۱۰۔ مضمون نظم کہانی وغیرہ اگست۔ نومبر۔ فروری اور، مئی تک افسر محکمہ توسیع تعلیم سول سکرٹریٹ یو۔ پی۔ کمشنر کے پاس بذریعہ رجسٹر پہنچ جانا چاہئے۔ لغافہ کے اوپر بائیں جانب یہ الفاظ لکھ دئے جائیں ”برائے مقابلہ دیہاتی ادب“

۱۱۔ کسی بھی مضمون کہانی یا نظم کے چھپوانے یا نہ چھپوانے اور ترمیم منسوخ کرنے کا حق محکمہ ہی کو ہوگا۔

۱۲۔ کافی تعداد یا اعلیٰ معیار کے کسی قسم کے مضمون نہ آنے پر فیصلہ کرنے والی کمیٹی کو انعام کی تعداد

کم کرنے یا کسی انعام کو ایک سے زیادہ مقابلہ کرنے والوں میں تقسیم کر دینے کا اختیار ہوگا۔

نوٹ: پہلی بار کے مقابلہ دیہاتی ادب آخری تاریخ ۳۱ اگست تک بڑھادی گئی ہے۔

انعام کی تعداد اور رقم کہانی

(تقریباً ۱۰۰ سے لے کر ۵۰ الفاظ تک ہونی چاہئے)

۲۵ روپیہ	..	..	..	..	اول
۱۵ روپیہ	..	..	..	..	دویم
۱۰	..	..	..	..	سویک
۵	..	..	..	..	چارم

مختصر ڈرامے

(جو آدھ گھنٹے سے پون گھنٹے میں کھیلا جاسکے)

۲۵ روپیہ	..	..	..	..	اول
۱۵	..	..	..	..	دویم
۱۰	..	..	..	..	سویک
۵	..	..	..	..	چارم

نظم

(۵۰ شعروں سے زیادہ نہ ہوں)

۲۵ روپیہ	..	..	..	..	اول
۱۵	..	..	..	..	دویم
۵	..	..	..	..	سویک

مضمون

(۵۰ سے ۱۰۰ الفاظ تک)

۱۰ روپیہ	..	..	..	..	اول
۵	..	..	..	..	دویم

تصویر یا کارٹون

اول	..	..	..	..	۲۵ روپیہ
دویم	..	..	..	..	۱۵ "
سوم	..	..	..	..	۱۰ "

نوٹ :- کارٹون اور تصویریں کسی بھی سائز کی ہوں۔ کارٹون صرف کالی سیاہی سے بنے ہوں تصویریں کمرنگی یا کئی رنگ کی ہوں۔

انیس تو سب تعلیم
سول سکرٹریٹ یو۔ پی
لکھنؤ

رسالہ ہل

پچھلے دسمبر سے حکومت نے گاؤں سدھار محکمہ کی طرف سے ایک ماہوار رسالہ ”ہل“ اردو اور ہندی میں نکالنا شروع کیا ہے۔ اس وقت تین اور سرکاری رسالے ”دیہات“، ”کسان اپکارک“ اور ”مفید المزارعین“ بھی نکلا کرتے تھے لیکن حکومت نے ان کو دیہاتی حلقوں کے مفاد خیال سے بند نہیں کیا۔ ہل نے اس تھوڑے ہی سے زمانہ میں اتنی زیادہ مقبولیت حاصل کر لی کہ حکومت نے کفایت شعاری اور معیار کی بلندی کے خیال سے اب یہ ارادہ کیا ہے کہ یہ تینوں رسالے ”ہل“ ہی میں ملا دئے جائیں۔ چنانچہ اکتوبر کا ”ہل“ حکومت کے تمام سدھار محکموں کی محنت سے مرتب کیا جائے گا اور عام پبلک کے لئے اس کا سالانہ چندہ چار روپیہ آٹھ آنہ ہوگا۔ دیہاتی حلقوں کے خریداروں کے لئے اس کا رعایتی چندہ صرف دو روپیہ سالانہ رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ گاؤں سدھار۔ محکمہ امداد باہمی۔ محکمہ زراعت۔ سرکاری امداد پانے والے تعلیمی اداروں۔ امداد باہمی یا بہتر رہنے سہنے کی انجمنوں یا یونینوں کے ملازمین و نیز ایک ہزار یا اس سے کم مالگنداری دینے والے زمینداروں۔ دیہاتی حلقوں میں کاشت کرنے والوں اور سو روپیہ ماہوار سے کم آمدنی والوں کو بھی اس رعایتی چندہ کا حق حاصل ہوگا۔ بڑے زمیندار بھی اگر وہ مفت تقسیم کرنے کے لئے پانچ کاپیاں خریدیں تو اس رعایت کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح ”دیہات“، ”کسان اپکارک“ اور ”مفید المزارعین“ کے خریداروں سے بھی رعایتی چندہ لیا جائے گا۔

کانپور میں مزدوروں کی خوشحالی کا کام دوران ماہ جون ۱۹۳۹ء

ماہ جون میں فلاح دہبود کے سلسلہ میں سب سے زیادہ اہم کام یہ ہوا کہ لیبر و لفیئر کو آپریٹو سوسائٹی کے چاروں مرکزوں گوانٹوٹی - جوہی ڈپٹی کا پڑاؤ اور جریب کی چوکی کی رسید رجسٹری آگئی اور ان سب جگہوں پر کام شروع ہو گیا۔ زیادہ موثر کام کرنے کے لئے ہر انجن کے ماتحت احاطہ سب کیٹیاں بنائی گئیں۔

۵ جون تک فلاح دہبود کے مختلف کام تمام مرکزوں میں ہوتے رہے لیکن گذشتہ چند روز میں چند کام فرقہ وارانہ فسادات اور ان کی وجہ سے کرفیو آڈر کے نفاذ کی وجہ سے ملتوی کر دیئے گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسپتالوں دارالمطالعوں اور کھیل وغیرہ میں کمی ہو گئی۔ مباحثہ سیر و تفریح کے لئے کہیں جانا اور شام کے وقت کی دوسری مصروفیتیں بھی بند کر دی گئیں۔ مزدوروں کے فلاح دہبود کے مرکزوں کے عام جلسے بھی برابر نہ ہو سکے۔ ایک فلم "پتی تو دھڑ" البتہ کسی نہ کسی طرح اس مہینہ میں کھیلا گیا۔

مدرسوں میں تعطیل کی وجہ سے مزدور فلاح دہبود کے ماتحت جو میونسپلٹی کے شبینہ مدارس تھے وہ بند ہے۔ ان شبینہ مدارس میں جن میں فلاح دہبود کا عملہ کام کرتا ہے حاضری اچھی رہی۔ آرگنائزنگ اور اسسٹنٹ آرگنائزروں کے لئے تجدیدی درجے دس دن کے لئے قائم کئے گئے جن میں انجنہائے امداد باہمی کے کام کے متعلق محکمہ امداد باہمی کے ایک تجربہ کار انسپکٹر نے لکچر دئے ہر احاطہ میں رہنے والے مزدوروں کی مردم شماری کی جا رہی ہے اور جو اعداد اس مردم شماری سے معلوم ہوں گے امید ہے کہ وہ بہت کارآمد ثابت ہوں گے۔

ان احاطوں کی صفائی کے پروگرام پر بھی عمل کیا گیا اور مزدوروں کے احاطوں میں اس موقع پر بات چیت کی گئی اور لکچر دئے گئے۔ چند دواخانوں میں ناکافی دوا ہونے کی شکایت پر ذرا مناسب کارروائی کی گئی۔

مالگذاری میں کتنی معافی دی گئی

آفات ارض و سماوی کی وجہ سے حکومت مالگذاری اور لگان میں معافی دیتی ہے۔ ۱۳۴۶ فصلی میں کئی مقامات میں خشک سالی سے فصل کو نقصان پہنچا بعض جگہوں میں اولے پڑے اور بعض مقامات پر آگ لگ گئی۔

موجودہ حکومت نے انھیں اسباب کی بنا پر بریج ۱۳۴۶ فصلی میں ۲۶۰۹۴۱ روپیہ کی معافی دی اور ۳۹۸۲۳۷ روپیہ کی وصولیابی ملتوی کر دی۔

گذشتہ چند سالوں میں فصل ربیع میں جو معافیاں دی گئیں ان کے اعداد و شمار بھی اس موقع پر پیش کرنا مناسب نہ ہوگا۔

رقم معافی	سال
۴۶۵ لاکھ	۱۳۴۲ھ
۲۶۲۲	۱۳۴۳ھ
۱۰۱۰۵	۱۳۴۴ھ
۸۱۵۴	۱۳۴۵ھ

انارٹ کے ایک زمیندار کی گرفتاری اور موت کے صحیح واقعات

مسٹر شمشو نرائن تواری زمیندار ضلع انارٹ کی گرفتاری اور اس کے بعد فالج سے ان کی موت بتاریخ ۲۹ جون ۱۹۳۹ء کے متعلق کچھ بیانات شائع ہوتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ مسٹر تواری کو گرفتار کر لیا گیا۔ حالانکہ انھوں نے اپنی مالگداری ادا کرنے کے لئے تھوڑی سی مدت مانگی تھی اور یہ بھی عذر کیا تھا کہ جیل کی سزا سے ان کی بیماری اور بڑھ جائے گی۔ حکومت نے مسٹروی۔ این متاجوئیر ممبر بورڈ آف ریونیو کو ان الزامات کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا۔ انھوں نے تمام شہادتیں حاصل کرنے کے بعد یہ پتہ چلا کہ گو مسٹر تواری نے گرفتار نہ کئے جانے کی درخواست کی تھی لیکن انھوں نے اپنی مالگداری ادا کرنے کے لئے کوئی ضمانت نہیں پیش کی تھی اور کوئی وجہ نہیں تھی کہ ان کو ہمارے سمجھا جاتا کہ جبکہ وہ اپنا کاروبار حسب معمول کر رہے تھے حکومت نے اس تحقیقات کو صحیح مان کر تحصیلدار کو الزامات سے بری قرار دیدیا۔

بہادری کے اعلاعات

۲ فروری ۱۹۳۹ء کی رات کو موضع رائے گھائی ضلع سہارنپور میں ایک مسلح ڈاکہ پڑا۔ ڈاکوؤں نے جن میں سے کہ تین کے پاس ہندو قیں تھیں نندرام کھمبیا کے مکان پر حملہ کیا۔ شور و غل ہونے پر گاؤں والے معنتھی کے ایک جگہ اکٹھا ہوئے اور ڈاکوؤں کا مقابلہ شروع کر دیا۔ موخر الذکر نے گاؤں والوں پر فائر کیا اور نتھی مر گیا۔ متونی کی جان گورنمنٹ کی امداد میں گئی۔

ذیل کی پیشین مورخہ ۳ فروری ۱۹۳۹ء سے متونی کے حق داروں کو منظور کی گئی ہیں۔

(۱) سماء - سندہ پوہ - ۵ روپیہ ماہوار تاحیات یا عقد ثانی

(۲) رادھو بیٹا - گھائی روپیہ ماہوار جب تک کہ اس کی عمر ۸ سال کی نہ ہو۔

(۳) سماء پر وانی اور سماء لیلانی۔ بیٹیاں

ہر ایک کو ڈھائی روپیہ ماہوار جیتک کہ ان کی شادی نہ ہو۔ اور بروقت شادی
۵۰ روپیہ جہیز۔

۲۸ فروری ۱۹۳۹ء کی رات کو موضع رائے گھائی ضلع سہارنپور میں ایک مسلح ڈاکہ پڑا۔ ڈاکوؤں
نے جن میں سے تین کے پاس بندو قیں تھیں نندرام مکھیا کے مکان پر حمل کیا۔ شور و غل ہونے
پر گاؤں والے معہ سکہ رام کے ایک جگہ اکٹھا ہوئے اور ڈاکوؤں کا مقابلہ شروع کر دیا مگر لڑکر
نے گاؤں والوں پر فائر کیا اور سکہ رام مر گیا۔ متونی کی جان گورنمنٹ کی امداد میں گئی۔
ذیل کی پیشن مورخہ ۳ فروری ۱۹۳۹ء سے متونی کے پسماندگان کو منظور کی گئی ہیں۔

(۱) سماء ہمتی بیوہ۔ ۵ روپیہ ماہوار تاحیات یا عقد ثانی۔

(۲) سماء۔ دھرمی ماں۔ ۳ روپیہ ماہوار تاحیات

۲۸ فروری اور یکم مارچ ۱۹۳۹ء کی رات میں موضع گنوا مقامہ سلون ضلع رائے بریلی
میں ایک برتن سے گھر میں سلمہ ڈاکہ پڑا۔ ڈاکوؤں نے گھر میں گھس کر ڈاکہ ڈالا۔ برتن کے
شور و غل مچانے پر گاؤں والے جس میں مہادیو ابیر بھی شامل تھا اس کی مدد کو آئے۔ ڈاکوؤں
نے ایک ہوائی فیر کیا اور بھاگ گئے۔ گاؤں والوں نے ڈاکوؤں کا پیچھا کیا۔ مہادیو ڈاکوؤں
کی طرف جھپٹا اور انھوں نے اس پر ایک فیر کیا اور وہ اسی جگہ مر گیا۔ متونی نے بہت
بہادری دکھائی اور ڈاکوؤں کا پیچھا کرنے میں پہل کی سرکار کی مدد کرتے ہوئے اسکی جان گئی۔
ذیل کی پیشن یکم مارچ ۱۹۳۹ء سے متونی کے متوسلین کے لئے منظور کی گئی ہیں۔

سماۃ سونا۔ بیوہ۔ مبلغ ۵ روپیہ ماہوار تاحیات یا عقد ثانی

۲۔ بشامہ | بیٹے۔ ہر ایک کو مبلغ ۲ روپیہ آٹھ آنہ ماہوار ۱۸ برس کی عمر تک

۲۔ موہن (معرفت ان کی ماں کے)

۲۶۔ ۲۸ جنوری ۱۹۳۹ء کی شب میں موضع پھونا ضلع بجنور میں مسی سنگلا کھار سے گھر میں
نقب زنی کا واقعہ پیش آیا۔ سنگلا کھار کے شور و غل کرنے پر گاؤں کے لوگ معہ مکندی چوہان
(راجپوت) کے کھار کی امداد کو آئے۔ نقب زن جب بھاگے تو دیہاتیوں نے ان کا پیچھا کیا
مکندی نے نقب زنوں کا بہت دور تک پیچھا کیا۔ مکندی جب نقب زنوں کے قریب پہنچا تو

انھوں نے اس پلاٹھیوں سے حملہ کیا اور وہ زخم کھا کر مر گیا۔ مکندی نے تنہا نقب خانوں کے تعاقب کرنے میں بڑی بہادری اور دلیری دکھائی اور اس کی موت گورنمنٹ کی حفاظت کرنے میں واقع ہوئی۔

ذیل کی پیشیں ۲۸ جنوری ۱۹۳۹ء سے متونی کے دریا کو منظور کی گئی ہیں۔

(۱) مسماۃ گنجگادئی (بیوہ) پانچ روپیہ ماہوار تاحیات یا عقد ثانی۔

(۲) بال رام (بیٹا) ۲ روپیہ ۸ آنہ ماہوار جب تک کہ اس کی عمر ۱۸ برس کی نہ ہو۔

(۳) مسماۃ لیلا اور مسماۃ بالو (بیٹیاں) ہر ایک کو ۲ روپیہ ۸ آنہ ماہوار جب تک کہ شادی نہ ہو

اور بروقت شادی ۵۰ روپیہ برائے جہیز۔

سکھی کہار متونی ساکن شاہجہاں پور شہر محلہ گڈھی کرپورا کے مکان میں ۱۹ اور ۲۰ اگست ۱۹۳۸ء کی رات میں مسلح ڈاکہ پڑا۔ ڈاکہ پڑنے کے وقت سوائے عورتوں اور چند لڑکوں کے مکان میں کوئی نہ تھا کیونکہ متونی کے دونوں لڑکے اپنے باپ کی لاش کو دریائے گنگا میں بہانے کے لئے کانپور لے گئے تھے۔ شور مچا کر محلہ کے لوگ مدد کے لئے جمع ہو گئے تھے ایک شخص سسی گلزاری بھی تھا۔ اس وقت ڈاکوؤں نے ایک بندوق کا فیر کیا جس سے گلزاری کے سر میں چوٹ آئی اور وہ مر گیا۔ گلزاری نے بڑی بہادری دکھائی اور ان ڈاکوؤں پر جو بندوقوں سے مسلح تھے حملہ کرنے میں پیش قدمی کی اور حکومت کی امداد کرنے میں اسکی موت ہوئی متونی کے پسماندگان کے لئے یکم اگست ۱۹۳۸ء سے ذیل کی پیشیں منظور کی گئی ہیں۔

مسماۃ رام دیوی (بیوہ) مبلغ ۶ روپیہ ماہوار تاحیات یا نکاح ثانی۔

۲۶-۲۷ مارچ ۱۹۳۹ء کی رات کو موضع منڈیا ضلع بلنہ شہر میں سسی پیارے لال دیشر کے

دکان میں نقب زنی کی گئی۔ مالک دکان نے باہر نکل کر کچھ آدمیوں کی جن میں غفور بھی جس کی عمر ۵ سال کے قریب تھی شامل تھا امداد حاصل کی۔ یہ سب نقب زنوں کو پکڑنے آئے اور انہیں میں آزادانہ لڑائی ہونے لگی۔ اس لڑائی میں ایک مشہور ڈاکو نقب زن یوسف راجپوت نے غور کو چاقو مار دیا جس سے وہ مر گیا۔ بعد میں یوسف نے بھاگنا چاہا مگر وہ گرفتار کر لیا گیا۔ متونی نے نقب زنی کا مقابلہ کرنے میں ہیک زبردست ذاتی خطرہ کا سامنا کیا اور بہت جہمت دکھائی۔ اس کی موت حکومت کو امداد دینے میں واقع ہوئی۔ چنانچہ ۲۸ مارچ ۱۹۳۹ء سے متونی کے پسماندگان کے لئے حسب ذیل پیشیں منظور کی گئیں۔

- ۱۔ سماء چاندو — بیوہ۔ ۵ روپیہ ماہوار تاحیات یا عقد ثانی۔
- ۲۔ بشیرا — بیٹے۔ ہر ایک کو ڈھائی روپیہ ماہوار ۱۸ برس کی عمر تک۔
- ۳۔ فریاد علی۔
- ۴۔ سماء نصیرن۔ لڑکی۔ ڈھائی روپیہ ماہوار شادی تک اور شادی کے موقع پر ۵ روپیہ کا جینر۔

ایک اخبار کا جھوٹ

”خادم جدید“ بنارس مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۹ء نے یہ خبر شائع کی ہے کہ مسلم گرس اسکول بنارس ہندو گرس اسکول سے ملا دیا گیا ہے اور اس وجہ سے مسلم لڑکیاں پردہ نہیں کر سکتی ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ مسلم استانیوں کے حقوق کو پامال کر کے ہندوستانیوں کو ان سے سینیر بنا دیا گیا ہے جو شت کھانا ہند کیا جانے والا ہے اور اروپے کی جو رقم مسلم لڑکیوں کے لئے موٹر بسیں خریدنے کے واسطے دی گئی تھیں وہ اب دوسرے کاموں میں صرف کی جائیگی۔

”خادم جدید“ کی یہ خبر قطعاً غلط اور گمراہ کن ہے۔ اصل واقعات یہ ہیں۔ (۱) بنارس کے فسادات کے زمانہ میں دوسرے کاری اسکولوں کی حفاظت میں دغوری محسوس ہوئی اس لئے یہ دونوں اسکول ایک بڑی عمارت میں منتقل کر دئے گئے تھے۔ لیکن یہ دونوں اسکول ملائے نہیں گئے ہیں اور مسلم لڑکیاں اس طرح مسلم استانیوں سے پڑھتی رہیں گی جس طرح وہ پہلے پڑھتی تھیں حکومت ہندو اور مسلم لڑکیوں کے لئے الگ الگ اسکول نہیں قائم کرتی۔ چنانچہ یہ دونوں اسکول ہمیشہ سے بنارس گورنمنٹ اسکول کے ہندی اور اردو شعبے سمجھے جاتے ہیں اور ان دونوں جگہوں پر وہ کی سخت پابندی کی جاتی ہے۔ (۲) ہندی اور اردو دونوں شعبوں کی استانیات سرکاری ملازم ہیں اور ان کی سنیاری ملازمت کے موجودہ قواعد کے مطابق طے پائی ہے۔ ایک ہی عمارت یا الگ الگ عمارتوں میں اسکول کے رہنے سے ان باتوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(۳) مسلم لڑکیوں کو گوشت کھانے سے پرہیز کرنے کا کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے۔ (۴) دس ہزار روپیہ کی رقم صرف گورنمنٹ اسکول بنارس کے اردو شعبہ کو نہیں بلکہ سارے صوبہ کے مسلم اسکولوں کے واسطے بسیں خریدنے کے لئے دی گئی تھی اور یہ فیصلہ خود حکومت کر لگی کہ کئی اسکولوں کے لئے بسیں خریدنا ضروری ہیں۔

شیعہ اوقاف اور حکومت

شیعہ باشندگان لکھنؤ کا خیال ہے کہ حکومت حسین آباد اجلاس سے متعلق دوسرے اوقاف کو جو ابھی تک مستثنیٰ ہیں مسلم اوقاف ایک مسئلہ میں شامل کر لینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ چنانچہ انھوں نے اس کے خلاف احتجاج بھی کئے ہیں حکومت کو اس مسئلہ میں شیعہ عام جلسوں کی پاس شدہ ایسی تجویزیں بھی موصول ہوئی ہیں جن میں اس بات کی موافقت کی گئی ہے۔ لیکن جب تک حکومت کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ شیعوں کی اکثریت اس تبدیلی کو پسند کرے گی ہے اور جب تک وہ خود حکومت سے اس معاملہ کی تحریک نہ کریں حکومت اوقاف کی موجودہ صورت میں کوئی تبدیلی اپنی طرف سے کرنا نہیں چاہتی۔

Amroha, 29-8-35

خاکسار لکھنؤ کی معافی

123768

29-8-35

یہ یاد ہو گا کہ ۲۰-۳۱ اگست کو خاکساروں اور مقامی مسلمانوں میں جھگڑے ہونے کی بنا پر لکھنؤ میں جو نقص امن ہوا اس کے بعد مقامی حکام نے خاکساروں کے لیڈر عنایت اللہ خاں اور ان کے کئی ساتھیوں کو یکم ستمبر کے دن گرفتار کر لیا۔ اسی روز خاکسار بحیثیت جماعت میں لکھنؤ سے روانہ ہو گئے۔ ڈیٹیکٹو مجسٹریٹ لکھنؤ نے عنایت اللہ خاں کے خلاف ایک نوٹس جاری کیا تھا کہ وہ ایک سال تک اس قائم رکھنے کے لئے دس ہزار کی ایک شخصیت ضمانت اور دس دس ہزار کی دو ضمانتیں دیں۔ یہی احکام ان کے ساتھیوں کو بھی دئے گئے تھے۔ اب انھوں نے تحریری طور پر عہد کیا ہے کہ وہ اپنے اپنے صوبوں کو چلے جائیں گے اور نوٹس میں متذکرہ ایک سال کی مدت تک صوبہ بھارت متحدہ میں نہ داخل ہوں گے اور نیز اس صوبہ کے کسی معاملہ میں کسی صورت سے مداخلت نہ کریں گے۔ عنایت اللہ خاں نے یہ بھی وعدہ کیا ہے کہ وہ نہ تو دوسرے صوبہ کے خاکساروں کو صوبہ بھارت میں نہ آنے دیں گے اور نہ صوبہ بھارت متحدہ کے خاکساروں کو لکھنؤ کے شیعہ سنی تفریق میں حصہ لینے دیں گے۔

۲- گورنمنٹ نے ان عہد ناموں کو منظور کر لیا ہے اور عنایت اللہ خاں اور دوسرے لوگوں کو جانے کی اجازت دیدی ہے۔